

تفہیم القرآن

مجلد

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

حقوق طبع مؤلف کے لئے محفوظ

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ سورہ حشر)

تفہیم النجاشی

شرح

صحیح البخاری

حصہ ہفتم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد
فیصل آباد

تَقْدِيرُ الْخَلْقِ

مجلس

۱. **بایسته**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

• 2

مستور بنیاد و دوازدهم

حاضرہ مدرسہ اسلامیہ رضوی

— •

— ۱۰۰ —

اعظم آباد . فیصل آباد

میرزا محمد رفیع خان خورشیدی

- 12 -

نقد حمید میرزا مشرقی کا رسالہ

سید کریم

135 00

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجزء التاسع عشر

سُورَةُ بَرَاءةٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ بَرَاءَتٍ

اُنِسْوَاں پارہ

یہ سورت مدنی ہے اس میں سب کا اتفاق ہے، لیکن آخری دو آیتیں: لَقَدْ جَاءَكُمْ آخِرُ نَبَا مَكَّةَ مَکْرَمَةٍ مِّنْ نَّازِلٍ مُّوَدِّعٍ اِسْ سُوْرَتِ كَے تَبْرَہ نام ہیں۔ ان میں سے دو نام بَرَاءَت اور توبہ مشہور ہیں۔ اس کا تیسرا نام مَقْشَقَشَةٌ بِمَعْنَى مُّتَبَرِّئَةٌ ہے۔ کہا جاتا ہے تَقْشَقْشَقُہُمُ یعنی اُن سے بری ہوا۔ یہ سورت آخر میں نازل ہوئی۔ چوتھا نام البھوت ہے کیونکہ یہ منافقوں کے اسرار ظاہر کرتی ہے۔ پانچواں نام فاصحہ ہے۔ کیونکہ یہ منافقوں کو رسوا کرتی ہے۔ چھٹا نام مُبْعَثَرٌ ہے کیونکہ یہ لوگوں کی خبریں ظاہر کرتی ہے اور ان کے خفیہ راز ظاہر کرتی ہے۔ ساتواں نام مُشِيرٌ ہے کیونکہ یہ منافقوں کی رسوائی کے مقامات ظاہر کرتی ہے اور ان کے خفیہ راز ظاہر کرتی ہے۔ ساتواں نام مُشِيرٌ ہے۔ کیونکہ یہ منافقوں کی رسوائی کے مقامات ظاہر کرتی ہے۔ آٹھواں نام حافِزہ ہے۔ کیونکہ یہ اُن کے دل کو دیتی ہے۔ نواں نام مُخْبِرٌ ہے کیونکہ یہ ان کو رسوا کرتی ہے۔ دسواں نام: مُنْجِلٌ ہے کیونکہ یہ منافقوں کو نکال و عذاب کرتی

فِيهِ يَجْعَلُونَ يُسْرِعُونَ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ انْتَفَكَّتْ بِهَا الْأَرْضُ أَهْوَى
الْقَاهُ فِي هَوَاةٍ عَدَنٍ خُلِدَ عَدَنُتُ بِأَرْضٍ أَيْ أَقَمْتُ وَمِنْهُ مَعْدَنُ
وَيُقَالُ فِي مَعْدَنٍ صِدْقٍ فِي مَنِيَّتِ صِدْقٍ الْخَوَالِفُ الْخَالِفُ الَّذِي

برأت کا مضمون انقال کے مضمون کے مشابہ تھا۔ اسی لئے دونوں کو ملا دیا۔

ع۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سورہ براءت کا پہلا حصہ ساقط ہو گیا تو بسملہ بھی ساقط ہو گئی، چنانچہ ابن عجلان نے کہا سورہ براءت سورہ بقرہ کے برابر یا اس کے قریب بھی اس سے پہلا حصہ ترک ہو گیا تو بسملہ بھی نہ لکھی، لیکن یہ قول نادر ہے۔ بلکہ غیر معتمد علیہ ہے (یعنی وتیسیر القاری)

قوله وَلِيَجْهَ، اس سے اس آیت کریمہ: وَلَمْ يَخْجُذْ وَامِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا
الْمُؤْمِنِينَ وَلِيَجْهَ كَلَفَ اللَّهُ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے،
وليجہ کی کل شیء اذ خلته فی شئ، سے تفسیر کی یعنی ہر شئی کہ تو اسے کسی چیز میں داخل کرے وليجہ ہے۔
وليجہ کی تفسیر بظانہ، سے بھی کی جاتی ہے۔ اس کے معنی میں خفیہ دوست،

قوله الشَّقَّةُ آہ اس سے اس آیت کریمہ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَا تَبْعُونَ وَلَا لَكُنْ
يَعْدَتُ عَلَيْهِمُ الشَّقَّةُ، کی طرف اشارہ کیا پھر شقہ کی سفر سے تفسیر کی یعنی اگر کوئی قریب مال یا
متوسط سفر ہو تو ضرورتاً تمہارے ساتھ جاتے مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا۔

قوله الْخَبَالُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا، کی طرف
اشارہ کیا پھر خیال کی فساد سے تفسیر کی۔ خیال دراصل فساد ہے یہ کبھی بدن میں کبھی فعل میں اور کبھی عقل میں
ہوتا ہے اس کو جنون کہتے ہیں نیز خیال کی تفسیر موت سے بھی کی جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ درست یہ ہے کہ یہ
معنی مُوتہ ہے۔ مُوتہ جنون کی قسم ہے۔ اس کا معنی صرع بھی ہے۔ جو آدمی کو عارض ہوتا ہے۔ جس وقت ہوش
میں آئے تو پوری عقل عود کر آتی ہے۔ جیسے سونے والا شخص یا مست بیدار ہو یا ہوش میں آئے تو عقل واپس
آ جاتی ہے۔ قوله وَلَا تَفْتَنِّي آہ اس سے اس آیت کریمہ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتَنِّي،
کی طرف اشارہ کیا اور تَوَجَّحْتَنِي، سے اس کی تفسیر کی یعنی اُن میں سے کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے
رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ تَوَجَّحْتَنِي، تو بیخ سے ہے۔ مستحلی اور جہ جانی کی روایت میں معنی لا تَوَهَّنِي
ہے اور وہن کے معنی ضعف کے ہیں۔ ابن سکن کی روایت میں لَا تَوَهَّنِي ہے۔ قاضی عیاض نے اسے صواب
کہا ہے۔ یعنی مجھے گنہگار نہ کریں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شان نزول: یہ آیت کریمہ جد بن قیس منافق کے حق میں نازل ہوئی جب سرکاشا

النَّسَاءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَإِنْ كَانَ جَمْعُ الذُّكُوفَانَةِ لَمْ يُوجَدْ عَلَى تَقْدِيرِ جَمْعِهِ

کی تکذیب کی اور بدکرداریاں کیں جو اُن سے پہلے کسی نے نہیں کی تھیں ان کی تکذیب کے باعث اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اے منافقو! تم بھی ان کی طرح اپنے نبی علیہ السلام کو جھٹلاتے ہو ڈرو کہ انہیں کی طرح مبتلائے عذاب نہ کئے جاؤ۔ افکہ، عذاب ہے جو قوم لوط پر بھیجا گیا اُس نے ان کے شہروں کو اُلٹ پلٹ کر دیا تھا۔ شہر کو مٹوا دیا کہتے ہیں۔ اس کی جمع مؤنثکات ہے۔

قوله اُھوی، یہ سورہ نجم کا لفظ ہے۔ امام نے والمؤلفکات اھوی، کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے۔ صوّہ، بضم الھاء تشدید الواو یعنی گہری جگہ ہے۔ یعنی ان کو گہری جگہ میں ڈال دیا۔ کثاف میں ذکر کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کو آسمان کی طرف اٹھایا پھر زمین پر پھینک دیا۔

قوله عَدْنِ آہ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "تَجَنَّتْ عَدْنٌ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور خلد سے عدن کی تفسیر کی یعنی ہمیشہ باقی رہنے والی جنت۔ عدن کا معنی اقامت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ عَدْنٌ بِالْمَكَانِ جب اس میں ہمیشہ رہے۔ اس سے معدن ہے جس سے سونا چاندی وغیرہ نکالا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی قائم دائم رہے اسے معدن صدق کہا جاتا ہے۔ گویا وہ صدق کی معدن ہے۔ اور جہاں پودا قائم رہے۔

اس کو منبت صدق کہا جاتا ہے اور مقعد صدق کی تفسیر پسندیدہ مکان سے کرتے ہیں جس میں ہمیشہ خوش رہے۔ قوله الخوالف آہ اس سے آیت کریمہ "وَرَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ" کی طرف اشارہ کیا۔ یہ

اور اس سے پہلی آیت کریمہ غزوہ تبوک کے متعلق ہے۔ اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غزوہ تبوک کی تیاری کریں تو چند کمزور لوگ تیاری نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر لیوں بیان فرمایا

وَلَيْسَ عَلَى الضَّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى الْآيَةُ اس میں اللہ تعالیٰ نے اُن سے ملامت کی نفی کی۔ اور ان لوگوں کو ملامت کی جو مالدار تھے اور تبوک نہ جانے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ ان کی لیوں ملامت کی کہ یہ لوگ

خوالف یعنی عوتوں کے پاس رہنے میں خوش ہیں۔ قوله الخالف آہ یعنی خوالف کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں کوچ کرنے میں پیچھے رہ جانے والا۔ امام نے اس قول: الَّذِي خَلَفَنِي فَقَعْدًا بَعْدِي، میں

اس معنی کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ شخص جو میرے پیچھے رہ گیا اور میرے جانے کے بعد بیٹھا رہا۔ اس کی جمع خالفین، بھی آتی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ، پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ

بیٹھے رہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خالفین جمع مذکر ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو پیچھے رہ گئے تھے۔

یہ کہہ کر جمع مؤنث واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آتی۔ اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح دی ہے کہ اس سے مراد مرد ہیں۔ اسی سے ہے۔ يَخْلِفُهُ فِي الْغَابِیْنِ "یہ اس کے لئے دعا ہے جس کا کوئی قریبی

خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاحِلُ مُرْجُونَ مُؤَخَّرُونَ الشَّافَا شَفِيرٌ وَهُوَ
حَدَّةٌ وَالْجُرْمُ مَا تَجَرَّتْ مِنَ الشَّيْءِ وَالْأَوْدِيَةُ هَارٍ هَارٍ يُقَالُ
تَهَوَّرَتِ الْبَيْتُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَأُنْهَارَتْ مِثْلُهُ لَا وَآءٌ شَفَقًا
وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ إِذَا مَا مَنَّتْ أَرْحَلَهَا بِدِيلٍ ۖ تَأَوَّاهُ أَهَةٌ

— الرَّجُلُ الْحَزِينُ —

مُرادہ بن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ میں یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے سستی کی آرام
کی طرف میلان کیا پھل پچنے کا انتظار کیا اور غزوہ تبوک میں شامل نہ ہوئے۔ یہ منافق نہ تھے اور نہ
ہی دین اسلام میں ان کو شک تھا۔

قوله الشَّافَا آء اس سے اس آیت کریمہ اَمْ مِّنْ اَسْتَسْ بُنْيَانَةٍ عَلَى شَفَا جُرْفٍ هَارٍ، کی
طرف اشارہ کیا اور شفا کی شفی سے تفسیر کی پھر کہا یہ اس کی طرف اور کنارہ ہے جس پر اس کی انتہاء
ہوتی ہے۔ اور جُرْف وہ گڑھا ہے جو سیلاب کے پانی سے بنا ہو اور نہایت کمزور ہو۔ یعنی جس نے
اپنی بنیاد گڑھے کے کنارے رکھی جو سیلاب کے پانی سے بنا ہو اور بار کی ٹاٹر سے تفسیر کی چنانچہ کہا
جاتا ہے: تَهَوَّرَتِ الْبَيْتُ إِذَا انْهَدَمَتْ، جبکہ کنواں منہدم ہو جائے اور اِنْهَارَ بھی اسی طرح
ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ ہار ٹاٹر سے منقلب ہے یا کولام کی جگہ کیا پھر اس میں قاض کا
اعمال کیا گیا۔ بعض نے کہا یہ دراصل تھور تھا۔ واو کو الف سے بدل کیا ہے۔ یہ الف فاعل کا الف
نہیں ہے۔ تھور کا معنی سقوط ہے۔

قوله لَا وَآءٌ آء اس سے اس آیت کریمہ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَوَّآءٌ
حَلِيمٌ کی طرف اشارہ کیا آء ہر وزن فعال صیغہ مبالغہ ہے۔ بمعنی بہت مُتَضَرِّع یعنی ابراہیم علیہ السلام کا
بہت گریہ زاری کرنا خوف کے باعث تھا۔ آء کی تفسیر ثواب سے بھی کی جاتی ہے اور بعض نے اس کی تفسیر
اللہ کے بندوں پر رحم کرنے والا سے کی ہے۔

قوله قال الشاعر آء یعنی جب میں رات کو اونٹنی پر پالان ٹھالنے کھڑا ہوتا ہوں تو وہ غمناک مرد
کی طرح آء وزاری کرتی ہے۔ جوہری نے کہا تَأَوَّاهُ کے معنی ہیں آء آء کرنا، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ
نے اس بیٹ سے استدلال کیا ہے کہ آء ہر وزن فعال تَأَوَّاهُ سے ہے۔ یہ بیت مُثَقَّب عبدی کا ہے۔
یہ اس کا لقب ہے اور نام جحاش عائد بن مخصن ہے۔

ان کے حق میں دعا و خیر کرو! بے شک تمہاری دعاء ان کے دلوں کا چین ہے پھر زکوٰۃ کی تفسیر طاعت اور اخلاص سے کی۔ مفسرین نے کہا ابولبابہ اور اس کے ساتھیوں نے جب توبہ کی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تمہارے دل میں ان کو صدقہ کر دیں اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں کہ ہمیں معاف کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہارے اموال سے کچھ لینے کا حکم نہیں کیا گیا۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تطہیر اور تزکیہ ہم معنی ہیں۔ عرب کے کلام میں دو لفظ جن کا مادہ مختلف ہو اور معنی واحد ہو بہت ہیں۔ علامہ زحمتی نے کہا: تطہیر صدقہ کی صفت ہے اور تطہیر کی تاء واحد مخاطب یا واحد مؤنث غائب کی ہے اور تزکیہ تطہیر میں مبالغہ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ تزکیہ کا معنی تطہیر ہے لیکن اس میں زیادتی ہے اور تزکیہ کے معانی بڑھنا، برکت اور مدح بھی ہیں۔ یہ تینوں معانی قرآن میں مستعمل ہیں۔

قوله والزکوٰۃ یعنی زکوٰۃ فرماں برداری اور اخلاص دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔
قوله لَا يُؤْتُونَ آه اس سے اس آیت کریمہ وَذَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُونَ الزَّکَاةَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی لَایْتَخَذُوْنَ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ سے تفسیر کی، لیکن یہ آیت سورہ توبہ میں نہیں۔ سورہ فصلت کی ہے یہاں تبعاً ذکر کیا ہے۔

قوله یُضَاهَوْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ ذَٰلِکَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ یُضَاهَوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا مِن قَبْلُ کی طرف اشارہ کیا اور یُضَاهَوْنَ کی یُشَبِّهُوْنَ سے تفسیر کی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا عقیدہ ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے جبکہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی کہ صرف افتراء اور بہتان کے سوا ان کے پاس اس دعویٰ کی کوئی سند نہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ان سے پہلے کافر لوگوں کے عقیدہ کے مشابہ ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ان کی طرح یہ لوگ بھی گمراہ ہیں۔

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں: اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں اگلے کافروں کی سی بناتے ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں“ ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آخری آیت جو نازل ہوئی وہ ”یَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ

۴۳۳۹

یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلَالَةِ ہے اور آخری سورت جو نازل ہوئی وہ برآءت ہے۔

شرح: علامہ کرمانی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے آخر میں آیت الربا نازل ہوئی لیکن یہ اس کے منافی نہیں کیونکہ براہ بن عازب

۴۳۴۰

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا ہے یا آخریت مخصوصہ مراد ہے کیونکہ اولیت اور اخرویت امور نسبتیہ سے ہیں اور سورت سے مراد

۴۲۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْبٌ عَنْ أَبِي
 إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ لَأَجْرُ آيَةِ تَزَلُّعِ يَتَّقُونَكَ قُلُوبُ
 اللَّهِ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ وَأَخْرَجُكُمْ تَزَلُّعُ بَرَاءَةٍ
 بَابُ قَوْلِهِ قَسِمُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَهْلٍ قَسَمُوا
 أَنْكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ لَخَزَنُ الْأَكْفَرِينَ يَسْمُوهُمْ
 ۴۲۵۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَلِثُّ قَالَ حَدَّثَنِي
 عَقِيلٌ عَنْ أَبِي شَهَابٍ وَخَبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 أَنَّ أَبَا مُرَّةٍ قَالَ قَعْنِي أَبُو بَكْرٍ فِي بَيْتِكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِيكُمْ
 بَنُو النَّسْرِ يُؤَذِّنُونَ بَعْدَ أَنْ لَا يَكُنَّ بَعْدَ الْعَامِ لَشَرِكٍ وَلَا يَطْلُوتُ

میں سے ہے یا عطر سوت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس صحت کا زیادہ حوالہ دیتا ہوں
 کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ (حدیث ۴۲۴۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشًا! تَوَجَّاهُ فِيهِ زَمِينَ بِرُحْلٍ وَ
 أَوْ جَانٍ رَكْهُو كَرْتَمِ اللَّهِ كَوْتَحْكَانِهِمْ سَكَمَ لَوْرِيهِ كَاللَّهِ
 كَالْوَدَّ كَوْرَسُوا كَرْنِ وَاللَّهِ

سُخْرَا كَمَسِي فِي بَرِّ زَمِينَ بِرُحْلٍ وَ، أَوْ جَانٍ كَمَسِي فِي بَرِّ زَمِينَ بِرُحْلٍ وَ،
 كَمَسِي فِي بَرِّ زَمِينَ بِرُحْلٍ وَ، أَوْ جَانٍ كَمَسِي فِي بَرِّ زَمِينَ بِرُحْلٍ وَ،
 كَمَسِي فِي بَرِّ زَمِينَ بِرُحْلٍ وَ، أَوْ جَانٍ كَمَسِي فِي بَرِّ زَمِينَ بِرُحْلٍ وَ،
 ۴۲۵۰۔ ترجمہ: ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جو بکر صدیق نے اس
 ج میں جس میں وہ میرے ساتھ تھے، ان کے دن ان کے بھائی

بِالْبَيْتِ عُرْيَانُ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثُمَّ أَرَدَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمْرَانِ يُؤْذِنُ بِبَرَاءَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ التَّحْرِيفِ أَهْلَ مَنَى بِبَرَاءَةٍ وَأَنْ لَا يُحْجَ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يُطَوَّفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَذْهَبَ أَهْلَهُمْ

میں بھیجا کہ وہ منیٰ میں اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ حمید بن عبد الرحمن نے کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو پیچھے بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ برأت کا اعلان کرے۔ ابو ہریرہ نے کہا علی نے ہمارے ساتھ نحر کے دن منیٰ میں موجود لوگوں میں برأت کا اعلان کیا اور یہ کہ اس سال کے بعد مشرک حج نہ کریں اور نہ ہی کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔

شرح : یہ وہ حج ہے جس میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج تھے۔ یہ حج ۴۳۴ھ —

نو ہجری میں ادا کیا گیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت برأت کے ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس وقت وہ ذوالحلیفہ پہنچے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ برأت کا اعلان کرنے میرے یا میرے اہلبیت سے کسی مرد کے سوا کوئی نہ جائے پھر آپ نے حضرت علی کو سورت برأت کے ساتھ بھیجا۔ عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ برأت کی دس آیات نازل ہوئیں تو آپ نے ابو بکر صدیق کو بلایا اور ان دس آیات کے ساتھ ان کو بھیجا کہ مکہ والوں پر یہ آیات پڑھیں پھر مجھے بلایا اور فرمایا جہاں ابو بکر کو طوآن سے لکھی ہوئی دس آیات لے کر اہل مکہ کے پاس جاؤ اور ان پر یہ پڑھو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابو بکر اپنے حال پر بدستور امیر حج رہے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر سے مکتوبہ آیات طلب کیں تو ابو بکر نے علی المرتضیٰ سے کہا کہ آپ امیر ہیں یا مامور ہیں۔ حضرت علی نے کہا میں مامور ہوں۔ ابو بکر صدیق نے حج سے واپسی پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ابو بکر تمہارے بارے میں کوئی شئی نازل نہیں ہوئی لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یہ آیات آپ یا آپ کے اہل بیت سے کوئی مرد اہل مکہ پر پڑھے۔ کیونکہ عربوں میں یہی رسم ہے۔ شیخ نور الحق صاحب التیسیر

میرے حق میں کوئی شئی نازل ہوئی تھی یا نہ ہوئی تھی؟ کہ علی بن ابی طالب حج سے سعادت برأت لے لیں۔ آپ نے فرمایا:

بَابُ قَوْلِهِ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ
يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ
فَإِنْ تَبَتُّمُ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ
غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ
إِذْ هُمْ أَغْلَمُ

نے امام طحاوی سے نقل کیا کہ یہ حدیث پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے حضرت علی کو براءت کا اعلان کرنے بھیجا۔ ان روایات کے منافی ہے جو امام احمد اور ان کے صاحبزادے عبد اللہ نے ذکر کی ہیں کہ ابو ہریرہ نے کہا ابو بکر نے مجھے اعلان کرنے والوں میں بھیجا کیونکہ ابو بکر صدیق کے مکہ پہنچنے کے بعد اعلان حضرت علی کے سپرد تھا جس میں ابو بکر صدیق کا کچھ دخل نہ تھا لہذا ابو بکر کا ابو ہریرہ اور دوسرے اعلان کرنے والوں کو بھیجنا بے معنی ہے۔

اقول یہ مسلم ہے کہ مدار اعلان حضرت علی پر تھا لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد کے لئے اور مؤذن بھیجے تھے کہ حضرت علی کی تلقین سے اعلان براءت میں ان کی مدد کریں جبکہ مستقل بالذات اعلان کرنے میں صرف حضرت علی المرتضیٰ ہی تھے۔ اس طرح عربوں کی رسم بھی بحال رہتی ہے کہ براءت کا اعلان سربراہ مملکت کرتا ہے یا اس کا کوئی قریبی مرد کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم! (حدیث ۳۶۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالْإِشَادَةِ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ كِي طَرَفٍ
سے منادی پکار دیتا ہے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن
کہ اللہ اور اللہ کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ پس اگر تم کفر سے توبہ کرو تو یہ
تمہارے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہے اور منہ پھیر لو تو جان لو تم اللہ کو تھکا

۴۳۳۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
حَدَّثَنِي عَقِيلٌ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

نہیں سکو گئے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے انہیں سخت ورناک عذاب کی خبر سنا دو
مگر وہ مشرک جن سے تمہارا وعدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہ کی اور
تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد مقررہ مدت تک پورا کرو!
بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

حج اکبر

حج اکبر وہ دن ہے جو حج کے تمام دنوں سے افضل ہے۔ اس دن کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں
چنانچہ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ ابواسحاق سے روایت کی کہ میں نے ابوجحیفہ سے حج اکبر کا دن دریافت
کیا تو انہوں نے کہا حج اکبر عرفہ کا دن ہے۔ ابن عباس، عبداللہ بن زبیر اور اکثر صحابہ کرام یہی کہتے ہیں کہ
حج اکبر عرفہ ہے۔ حدیث مرسل میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن خطبہ دیا کہ یہ دن حج اکبر
کا دن ہے۔ ہشیم نے اپنے اسناد کے ساتھ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حج اکبر کا دن نحر کا دن
ہے۔ یعنی دسویں ذوالحجہ کا دن، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کئی وجوہ سے منقول ہے کہ حج اکبر
یوم نحر ہے۔ ابوجحیفہ، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، مجاہد، زہری اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم سب نے
یہی کہا کہ حج اکبر یوم نحر ہے۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ دوسرا دن نحر ہے۔ نیز مجاہد سے منقول ہے کہ ذی الحجہ
کے تمام دن حج اکبر ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا حسن بصری سے حج اکبر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا تمہیں حج اکبر
سے کیا کام ہے۔ حج اکبر کا دن وہ سال تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حج کیا تھا
شیخ نور الحق صاحب تیسیر القاری نے کہا ہم نے یہ اقوال اس لئے ذکر کئے ہیں کہ عوام کی زبان پر یہ مشہور ہے کہ
جمعہ کے دن حج اکبر ہوتا ہے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابن جریر نے
اپنے اسناد کے ساتھ نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حجۃ الوداع میں نحر کے دن حبرات کے پاس کھڑے فرمایا۔ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

أَنَّ أَبَاهُ رِيَّةَ قَالَ لَعَنَتْنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِينَ بَعَثَهُمْ
يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ مِنِّي إِلَّا يَحْجُ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ
بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثَمَّ أَدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنِّي يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةٍ وَأَنْ لَا يَحْجُ بَعْدَ
الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

آذَنَهُمْ بِمَعْنَى أَعْلَمَهُمْ ہے اس سے مراد مطلق اعلام ہے۔ ابن اثیر نے کہا آذَنُ يُؤَذِّنُ إِذَا نَآ
اور آذَنُ يُؤَذِّنُ تَأْذِينًا، کہا جاتا ہے۔ مشدّد یعنی آذَنُ نماز کے وقت کے اعلام کے ساتھ مخصوص ہے
اور مخفف یعنی آذَنُ مطلق اعلام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۴۳۴۱ — ترجمہ : حمید بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اس حج میں اعلان کرنے والوں
میں بھیجا جن کو سحر کے دن منیٰ میں بھیجا تھا کہ وہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کریں اور
نہ ہی کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے حمید نے کہا حضرت علی نے ہمارے ساتھ سحر کے روز اہل منیٰ میں
برادت کا اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ شخص بیت اللہ
کا طواف کرے۔

۴۳۴۱ — شرح : امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک اشکال ذکر کیا ہے کہ
ابو ہریرہ نے کہا مجھے ابو بکر صدیق نے بھیجا کہ میں برادت کا اعلان کروں
حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برادت کے اعلان کے لئے ابو بکر کو بھیجا تھا پھر ان کے بعد حضرت علی کو
بھیجا کہ وہ اعلان برأت کریں تو ابو بکر کا ابو ہریرہ کو بھیجنا بے معنی ہے پھر خود ہی اس کا جواب دیا کہ جب
ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا تھا اس وقت میں حضرت علی کے ساتھ
تھا۔ تو میں ان کے ساتھ اعلان کرتا رہا حتیٰ کہ میری آواز پست ہو گئی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو بکر کے
حکم سے وہ ندا کرتے رہے جو ان کو حضرت علی تلقین کرتے تھے جس کی تبلیغ کا انہیں حکم کیا گیا تھا۔ برادت

بَابُ قَوْلِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدُوا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ

۴۳۴۲ حَدَّثَنَا اسْحَقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ
قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رِيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَرَهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ
يُؤْذِنُ فِي النَّاسِ إِلَّا يَحْتَقِ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ
عُزَيَّانُ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ يَوْمَ الْخُرُوجِ الْحَجَّةِ الْأَكْبَرِ مِنْ
— أَجَلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ —

سے مراد ساری سورت نہیں؛ چنانچہ محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو ۹ ہجری میں امیر حج بنا کر بھیجا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ۱۰ ہجری میں امیر حج کی چالیس آیات کے ساتھ بھیجا۔ یہاں علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشکال کیا ہے کہ حضرت علی صرف برأت کا اعلان کرنے پر نامور تھے۔ انھوں نے یہ کیسے کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔

پھر خود ہی اس کا جواب دیا کہ حضرت علی کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا تھا۔ اس کے ضمن میں یہ بھی تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ یہ اس آیت سے مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا تُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَائِمِهِمْ هَذَا۔ مشرک پلید ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ برأت کے اعلان پر نامور تھے اور جس کا ابوبکر کو حکم کیا گیا تھا اس کا بھی انہیں حکم کیا گیا تھا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! مگر وہ مشرک جن سے تمہارا

معاہدہ ہے“ ۴۳۴۲ ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ

باب قولہ فقاتلوا ائمتہ الکفر انھم لا ایمان لھم
 ۴۳۴۔ حدّ ثنا محمد بن المثنیٰ قال حدّ ثنا زید بن وہب
 قال کنا عند حذیفۃ فقال ما بقی من اصحاب ہذہ الاۃ الا
 ثلثۃ ولا من المنافقین الا اربعۃ فقال اعمرابی انکم اصحاب
 محمد تحبّونہ ولا ندری فما بال هؤلاء الذین یقرّون بیوتنا
 ویسرقون اعلاقنا قال اولئک الفساق اجل لم یبق منہم الا
 اربعۃ احدھم شیخ کبیر لو شرب الماء البارد لما وجد بڑہ

نے انہیں خبر دی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حج میں ابو بکر صدیق کو حجۃ الوداع سے پہلے امیر حج بنا کر بھیجا تھا اس میں ابو بکر نے مجھے چند لوگوں میں بھیجا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی خیر حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔ حمید ابو ہریرہ کی حدیث کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ بحر کا دن حج اکبر کا دن ہے (اس کی شرح ابھی ابھی گزری ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جہاں کافروں کو پاؤ قتل کرو اللہ اور رسول کی طرف سے ان کے کوئی امان نہیں،

اس آیت کریمہ سے پہلے یہ آیت ہے۔ وَ اِنْ نَكَثُوا اَيْمَانَهُمْ بَعْدَ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوا فِي دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوا، یعنی اگر مشرکوں نے عہد کرنے کے بعد عہد شکنی کی ہے اور تمہارے دین میں طعن کی ہے تو ان کو قتل کر دو!۔ قتادہ نے کہا ائمتہ کفر یعنی کفر کے امام وہ ابو جہل، عقبہ، شیبہ، امیہ بن خلف اور ان کی ساتھی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے عام کافر مراد ہیں جو ان کو اور دوسرے کافروں کو شامل ہیں چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوسفیان بن حرب، عارت بن ہشام، سہل بن عمرو، عکرمہ ابن ابی جہل اور باقی رؤساء قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے عہد شکنی کی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کا قصد کیا تھا۔ مجاہد نے کہا اس سے فارس اور روم مراد ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

ترجمہ : زید بن وہب نے کہا ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔
۴۳۴۳ — انہوں نے کہا اس آیت والوں میں سے سوائے تین آدمیوں کے کوئی
باقی نہیں رہا اور نہ ہی چار کے سوا کوئی منافق باقی رہا ہے۔ ایک اعرابی نے کہا تم جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو ہمیں خبر دو ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں کا کیسا حال ہے جو ہمارے گھروں میں
نقشب لگاتے ہیں۔ اور ہمارے عمدہ مال چوری کر لیتے ہیں۔ حذیفہ نے کہا یہ چور فاسق ہیں ہاں ان میں صرف
چار کے سوا کوئی باقی نہیں رہا ان میں سے ایک بوڑھا آدمی ہے۔ اگر وہ ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کو ٹھنڈا
محسوس نہیں کرتا۔

۴۳۴۳ — شرح : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب اسرار تھے انہیں تمام منافقوں
کا علم تھا۔ بقرہ بمعنی شق ہے۔ خطاب نے کہا اکثر بقرہ کا استعمال
درخت اور لکڑی پر ہوتا ہے۔ بعض روایات میں یَنْفِقُونَ، فقر سے ہے۔ اطلاق علق کی جمع ہے اس
کے معنی عمدہ شے کے ہیں۔ نفیس مال کو علق اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق دلوں سے ہوتا ہے۔ قَوْلُهُ اُولَٰئِكَ
الْفٰسِقٰٓ یعنی یہ لوگ چور ہیں فاسق ہیں کافر اور منافق نہیں ہیں جن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل
ہوئی ہے۔ ان منافقوں میں ایک عمر رسیدہ شخص ہے جو ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کو پانی کی ٹھنڈک محسوس نہیں
ہوتی یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں اس عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے جو پانی کی لذت اور اس کی برودت
نہیں پاتا ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَاٰرْشَادٍ اِجْمَاعٍ لِّمَنْ يَّجْمَعُ كَرْتِهِمْ

اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر دو!

یہ آیت کریمہ عام لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی وہ اہل کتاب ہوں یا مسلمان ہوں۔ ابن عباس اور عام
مفسرین کہتے ہیں کہ یہ کلام اس آیت میں سے زکوٰۃ منع کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور متائف
کلام ہے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے کہا یہ اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے مصداق
میں ان کا حضرت ابوذر غفاری سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ جبکہ ابوذر اس کو عموم پر محمول کرتے تھے۔ امیر معاویہ

۴۳۴۴ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَنَا أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ كَنْزٌ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَجَاعًا أَوْ رَعًا

۴۳۴۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ مَرَدْتُ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قُلْتُ مَا أَنْزَلَكَ بِهَذِهِ الْأَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ قَالَ قُلْتُ إِنَّمَا لَفِينَا وَفِيهِمْ

لے قول کے مطابق زکوٰۃ پانچواں رکن اسلام نہ ہوگا، حالانکہ بے شمار احادیث زکوٰۃ کی فرضیت میں وارد ہیں جو متواتر المعنی ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن دینار کے ذریعہ ابن عمر سے روایت کی کہ خدا وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ اسی پر وعید آئی ہے۔

۴۳۴۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی ایک کا خزانہ قیامت میں لٹا سا نپ ہوگا۔ (لٹا سا نپ زہر بلا ہوتا ہے حدیث ۱۳۲۲ کی شرح دیکھیں)

۴۳۴۵ — ترجمہ : زید بن وہب نے کہا میں ربذہ میں ابو ذر کے پاس سے گزرا تو میں نے اُن سے کہا آپ اس زمین میں کیسے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا میں شام میں تھا تو میں نے یہ آیت کریمہ : وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ پڑھی تو ابیہ معادیہ نے کہا یہ ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی یہ تو وہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابو ذر نے کہا میں نے معادیہ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ ہم اور ان

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ يُحْيِي عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتُكُوِي
 بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كُنْزْتُمْ
 لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ
 شُعَيْبٍ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ
 خَلْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هَذَا قَبْلُ
 أَنْ تَنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طَهْرًا لِلْأَمْوَالِ
 بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
 فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ
 حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ الْقَيِّمُ هُوَ الْقَائِمُ

دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے (حدیث ۱۳۲۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اَللّٰہِ تَعَالٰی کا ارشاد جس روز اس کو دوزخ کی
 آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس کے ساتھ
 ان کے چہرے، پہلو اور پشتیں دلغ دار کی جائیں گی
 ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لئے خزانہ بناتے تھے
 اس چیز کا مزہ چکھو جو تم خزانہ بنا کر رکھتے تھے،
 احمد بن شعیب بن سعید نے کہا مجھے میرے باپ نے یونس سے خبر دی انہوں نے ابن شہاب زہری سے
 روایت کی کہ ان سے خالد بن اسلم نے بیان کیا کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ باہر نکلے تو انہوں نے

۴۴۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيَاتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مُتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ

کہا یہ زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے جب زکوٰۃ کی آیت نازل ہوئی تو زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے اموال کی پاکیزگی کا سبب بنایا د تفہیم البخاری حصہ دوم ص ۴۵۹، ص ۴۶۲ پر اس کی تشریح دیکھیں،

بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں جب سے اُس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں

کتاب اللہ لوح محفوظ ہے۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینوں میں کافروں سے تفسیر جنگ حرام ہے۔ ان میں تین مہینے متصل ہیں وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں ایک جدارِ حجب المرجب ہے۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔ امام قسطلانی نے کہا ان مہینوں میں قتال کی حرمت منسوخ ہے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ ذوالقعدہ میں کیا جو ماہِ حرام ہے۔ چنانچہ بخاری مسلم میں ثابت ہے کہ یہ محاصرہ چالیس روز رہا تھا۔ علامہ بیضاوی نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ حرم اور حرام کے مہینوں میں جنگ حلال نہیں ہے۔ صحیح تہذیب ہے کہ ان مہینوں میں جنگ مطلق حرام ہے۔ اَلْقِيَمُ یعنی قائم دائم ہے۔ یعنی حرم کے مہینوں کی تحریم یہی دینِ مستقیم ہے اور یہی دینِ ابراہیم ہے۔

۴۴۴۶۔ ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ قَوْلِهِ تَانِي اثْنَيْنِ اِذْهَمَا فِي الْغَارِ مَعَنَا نَاخِرًا السَّكِينَةَ فَعِيلَةٌ مِنَ السُّكُونِ

فرمایا زمانہ یعنی سال اسی حال پر پھر رہا ہے۔ جس حال پر تھا جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرام ہیں ان میں سے تین تو مسلسل متصل ہیں وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔
شرح : اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ عرب جب چاہتے کہ لڑائی کریں اور حرم کا مہینہ ہوتا تو اس کو حلال کر لیتے اور اس مہینہ کی جگہ دوسرا مہینہ

۴۳۴۶

حرام کر دیتے۔ مثلاً اگر محرم ہوتا تو صفر کو محرم قرار دیتے۔ ہر سال وہ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ دوسرا محرم جو صفر ہوتا اس کو حلال جانتے اور ربیع الاول کو محرم کر دیتے تھے اور محرم الحرام ماہ بہ ماہ منتقل ہوتا رہتا تھا۔ وہ ہر مہینہ کی خصوصیت کو ترک کر دیتے اور صرف مہینوں کی تعداد کا اعتبار کرتے تھے۔ نیز عرب کے حساب دان تیرہ مہینے شمار کرتے ہیں۔ اس صورت میں مہینہ اور دور ہو جاتا ہے۔ رجب مضر وہ ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ علامہ عینی نے کہا جمادی کو مذکور و مؤنث اعتبار کر کے جمادی الاول اور جمادی الاخریٰ کہتے ہیں۔ اس کی جمع جمادیات ہے جیسے جہاری کی جمع جہاریات ہے۔ رجب کو مضر کی طرف اس لئے منسوب کیا ہے کہ مضر قبیلہ ہے جو رجب کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کو اپنے مقام سے تبدیل نہیں کرتے تھے۔ رجب ترمجیب سے بمعنی تعظیم ہے۔ اس کی جمع ارجاب، رجاب اور رجبات آتی ہے۔
(حدیث ۲۹۸۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللّٰهِ تَعَالٰی کا ارشاد! صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے

جب اپنے پار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یعنی
ہمارا ناصر ہے۔ سکینہ بروزن فعیلہ سکون سے ہے۔

تفسیر : یعنی غار ثور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور سکون و تائید نازل فرمائی مشہور قول یہی ہے۔ بعض مفسرین نے ”علیہ“ کی ضمیر کا مرجع ابو بکر

۴۳۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ أَثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ نَاَنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِأَشْنَيْنِ اللَّهِ تَالِئِهِمَا

۴۳۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عِيْنَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ وَخَالَتُهُ عَالِشَةُ وَجَدَّةُ أَبُو بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ جُرَيْجٍ

ذکر کیا ہے یہ ابن عباس سے مروی ہے اُن کے غیر نے کہا رسول کے ساتھ سکنہ ہمیشہ رہتی ہے اور یہ بات غیر مخفی ہے کہ یہ اس حال میں خاص سکنہ کی تجدید کے منافی نہیں۔ اسی لئے فرمایا : وَأَيُّدَاهُ بِمُخَوِّدٍ لَمْ تَرَوْهَا ،، اللہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے لشکر سے مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا یہ پہلے معنی کے اعتبار سے ہے۔

۴۳۴۷۔ ترجمہ : انس نے کہا مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میں نے مشرکوں کے قدم دیکھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان میں سے کوئی اپنا قدم دیکھے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابابکر) تمہارا دو کے متعلق کیا گمان جن میں تیسرا خدا ہے۔

۴۳۴۸۔ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا جب ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان بیعت کے متعلق گفتگو ہوئی تو میں نے ابن عباس سے کہا اس کا باپ زبیر ہے

والدہ اسماء خالہ عائشہ نانابا ابو بکر اور دادی صفیہ ہے۔ عبد اللہ بن محمد نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا اس حدیث کا اسناد پہنچا کر یہ کہہ دیا ہے، سفیان نے کہا حدیثاً : تو ان کو کسی انسان نے مشغول کر دیا اور ابن جریر نے نہ کہا۔

شرح : یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور یزید نے حکومت سنبھالی تو عبد اللہ بن زبیر نے

یزید کی بیعت نہ کی۔ جب انہیں یزید کی موت کی خبر پہنچی تو لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اس کی بیعت کریں چنانچہ عبد اللہ بن زبیر کی بیعت کر لی گئی اور اہل حجاز، مصر، عراق، خراسان اور اکثر شامیوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ ابن عباس اور محمد بن حنفیہ دونوں مکہ مکرمہ میں تھے۔ عبد اللہ بن زبیر نے ان کو بلایا کہ اس کی بیعت کر لیں، لیکن انھوں نے بیعت نہ کی اور کہا جب تمام لوگ متفق ہو جائیں گے تو ہم بیعت کریں گے۔ بہت سے لوگوں نے ان دونوں کی موافقت کی اور ابن زبیر کی بیعت نہ کی تو اس نے ان پر سختی کی اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب یہ خبر مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کو پہنچی جبکہ اسے کوفہ میں غلبہ حاصل تھا تو اس نے لشکر بھیج کر ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کو مکہ سے باہر نکال لیا اور ان سے کہا کہ ابن زبیر کا مقابلہ کریں۔ انھوں نے مختار کی یہ بات تسلیم نہ کی اور طاقت میں چلے گئے اور وہیں اقامت کر لی اور ۷۴ ہجری میں وفات پا گئے۔ اس وقت عبد اللہ بن زبیر شہید ہو چکے تھے ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا کہ آپ عبد اللہ بن زبیر کی بیعت کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ خلافت کے مستحق ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد زبیر کو اپنا حواری فرمایا ہے اور وہ عشرہ مبشرہ سے ہیں ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر ہے۔ خالہ ام المؤمنین عائشہ، نانابا ابو بکر صدیق اور دادی صفیہ بنت عبد المطلب ہے جو زبیر کی والدہ ہے یقیناً جس میں یہ فضائل پائے جاتے ہیں وہ خلافت کا مستحق ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ عبد اللہ بن محمد نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ اس حدیث کا اسناد بیان کریں کہ وہ کیا ہے سفیان نے کہا حدیثاً پھر کسی انسان نے ان کو مشغول کر دیا تو انھوں نے ابن جریر نے نہ کہا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ ابن جریر سے یہ روایت بالواسطہ ہے یا بلا واسطہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اسناد تو مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ مذکور اسناد میں غنۃ کی کیفیت معلوم نہیں کہ اس میں واسطہ ہے یا نہیں اسی لئے امام بخاری نے اس حدیث کو دو اور طرق سے ذکر کیا ہے۔

اسماء رجال

✽ ابن عیینہ وہ سفیان بن عیینہ ہیں ✽ ابن جریر وہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریر ہیں۔
✽ اور ابن ابی ملیکہ وہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی ملیکہ ہیں۔

۴۳۴۹ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ
 قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ
 فَعَدَّوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَعَلَّ حَرَمَ
 اللَّهُ فَقَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمِّتِهِ مُجَلِّينَ وَإِنِّي
 وَاللَّهِ لَا أُحِلُّ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايَعُوا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَإِنْ بِهَذَا
 الْأَمْرِ عَنْهُ أَمَّا أَبُوهُ فَخَوَارِجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ الزُّبَيْرُ
 أَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمُّهُ فَذَاتُ النَّطَاقِ يُرِيدُ
 أَسْمَاءَ وَأُمًّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَأُمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجَةُ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ خَدِيجَةَ وَأُمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَجَدَّتُهُ يُرِيدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ وَاللَّهُ إِنْ

ترجمہ : ابن جریج نے کہا کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن عباس اور ابن زبیر کے
 درمیان کوئی چیز تھی (جو دو مخالفوں کے درمیان ہوتی ہے) میں
 صبح کو ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے کہا کیا آپ ابن زبیر سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟ اور اللہ کے حرم کو
 حلال کر دے۔ ابن عباس نے کہا (معاذ اللہ) میں ایسے کام سے پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ابن زبیر اور
 بنی امیہ کا یہ مقدس کیا ہے کہ وہ حرم کو حلال کرتے ہیں اور میں بخدا! حرم کو کبھی حلال نہ کروں گا۔ ابن عباس
 نے کہا لوگ کہتے ہیں ابن زبیر کی بیعت کر لو تو میں ان سے کہتا ہوں خلافت ابن زبیر دور نہیں (وہ اس کے لائق
 ہے کیونکہ وہ صاحب فضائل ہے) اس کا والد یعنی زبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری (مددگار) ہے۔
 اس کا نانا یعنی ابوبکر صاحب غار ہے۔ اس کی والدہ یعنی اسماء صاحب نطاق ہے۔ اس کی خالہ یعنی عائشہ
 رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہے۔ اس کی پھوپھی یعنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی رفیقہ حیات ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی یعنی صفیہ بنت عبد المطلب اس کی دادی
 ہے۔ پھر وہ خود اسلام میں پاکدامن اور قرآن کریم کا قاری ہے۔ خدا کی قسم! اگر بنو امیہ ہم سے اچھا برتاؤ کریں

وَصَلَوْنِي مِنْ قَرِيبٍ وَإِنْ رَبُّوْنِي رَبَّنِي الْكَفَاءُ كِرَامًا فَاشْرَ
 التَّوَيَّاتِ وَالْأَسَامَاتِ وَالْحَمِيدَاتِ يُرِيدُ ابْنُ أَبِي اسَدٍ
 بَنِي تَوَيْتٍ وَبَنِي أُسَامَةَ وَبَنِي اسَدٍ ابْنُ ابْنِ الْعَاصِ بَرَزِيْمَشِي
 الْقَدَمِيَّةَ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّهُ لَوِي ذَنْبٌ يَعْنِي ابْنَ

الزُّبَيْرِ

تو یہ ان کے لائق ہے کہ وہ ہمارے قریبی ہیں اگر وہ ہماری پرورش کریں تو یہ ان کے لائق ہے وہ بزرگوں جیسے
 ہیں۔ ابن زبیر نے تویات، اُسامات اور حمیدات کو اختیار کیا۔ ابن عباس کی مراد، بنی اسد، بنی تویت
 بنی اُسامہ اور بنی حمید چھوٹے چھوٹے قبیلے ہیں۔ ابن ابی العاص یعنی عبد الملک بن مروان ظاہر ہوگا اس حال میں
 کہ وہ تکبر سے چلتا تھا اور اس یعنی ابن زبیر اپنی دم مروڑ لی ہے (بزدل بن گیا ہے)

مترجم : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان جو

۴۳۴۹

چیز تھی اس کی وضاحت نہیں کی۔ بعض علما نے کہا وہ ان کا باہم بعض

قرابت میں اختلاف تھا اسی لئے انھوں نے عبد الملک بن مروان کی امارت کی طرف رجوع کیا تھا۔ ابن ابی ملیکہ
 نے ابن عباس سے کہا کیا آپ ابن زبیر سے مقابلہ کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس حال میں اللہ کے حرم کو حلال کریں گے؟
 ابن عباس نے کہا میں اس سے پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ابن زبیر اور بنی امیہ کے مقدر میں کیا ہے
 کہ وہ اللہ کے حرم کو حلال کرتے ہیں اور اس کی توہین کرتے ہیں۔ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ ابن عباس نے
 کہا ابن زبیر کے ساتھی لوگ مجھے کہتے ہیں کہ میں اس کی بیعت کر لوں یہ درست ہے۔ ابن زبیر خلافت کے
 لائق ہے۔ کیونکہ اس کے بہت فضائل ہیں جو معیار خلافت میں کیونکہ اس کے والد حضرت زبیر ہیں جو
 رسول اللہ علیہ وسلم کے حواری اور مددگار رہے ہیں اور ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا صاحبہ نطق
 میں جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے وقت تیار کیا تھا اور ان کی
 خالہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق ہیں اور ام المومنین خدیجہ الکبریٰ زوجہ محترمہ سید عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بھوپھی ہیں۔ یہ مجاز ہے کیونکہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد حوام بن خویلد کی ہمیشہ ہیں۔
 عبد اللہ بن زبیر کے والد کی بھوپھی ہیں۔ پھر ابن عباس نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی صفیہ
 بنت عبد المطلب ان کی نانی ہیں۔ اتنے فضائل ہوتے ہوئے وہ خلافت کے کیوں لائق ہوں جبکہ اسلام میں پاکدامن
 اور قرآن کریم کے قاری بھی ہیں۔ پھر ابن عباس نے عبد اللہ بن زبیر کو خطاب کرتے ہوئے بنی امیہ کی تعریف کی اور

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَبِيبُ
ابْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ دَخَلْنَا
عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا
فَقُلْتُ لَا حَاسِبِينَ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسِبَتَهَا إِلَّا ابْنُ بَكْرٍ وَلَا لِعَمْرٍو لَهَا

کہا اگر بنو امیہ میرے ساتھ بھلائی کریں تو وہ اس کے لائق ہیں کیونکہ وہ میرے بہت قریب ہیں یہ اس
لئے کہ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں جبکہ امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف
ہیں۔ یعنی عبد مناف دونوں کے جد امجد ہیں اور یہ نسب میں بہت قریب ہیں اور عبد المطلب مروان بن
حکم بن ابی العاص کے دادے امیہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ اس طرح ابن عباس نے بنی امیہ کی شہاد کی اور
ابن زبیر پر عتاب کیا۔

قولہ فَأَثَرُ التَّوَيَّاتِ الخ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تویات، اسامات اور حمیدات چھوٹے چھوٹے
خاندانوں کو بطور تحقیر و تعلیل ذکر کیا۔ اسی لئے ان کو جمع قلت مد اَبْطُنًا، کے صیغہ سے ذکر کیا۔
تویات تویات کی جمع ہے اور وہ ابن حارث بن عبد العزی بن قصی ہیں اور اسامات اسامہ کی جمع ہے
یہ بنی اسامہ بن اسد بن عبد العزی ہیں اور حمیدات بنی حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبد العزی
کی طرف منسوب ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابن الزبیر نے ان کمزور اور حقیر خاندانوں
کا سہارا لیا اور ان کو مجھ پر ترجیح دی میں ایسی ذلت سے راضی نہیں ہوں۔ پھر ابن زبیر نے یہ کمزوری
ظاہر کی کہ عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص ٹھلٹا ہوا فخر سے چلتا ہوا آیا تو ابن زبیر حیا و آرام
کو اختیار کرتے ہوئے رہ گیا۔ داؤدی نے کہا ابن زبیر بھڑکیا نہ آگے بڑھا اور نہ پیچھے ہٹا۔ ابن تین نے کہا
اپنے ارادے کو پورا نہ کیا واقعہ بھی ایسا ہی تھا کیونکہ عبد الملک آگے بڑھتا رہا اور فتوحات میں کامیابی
حاصل کرتا رہا حتیٰ کہ عراق کو ابن زبیر سے چھین لیا اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر کو قتل کیا پھر ابن زبیر
کی طرف لشکر بھیجے۔ پھر ہٹا جو ہٹا اس طرح ابن زبیر تنزل و انحطاط میں اترتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے
اللہم وانا الیہ راجعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قولہ تیشی القدیمہ یعنی فخر سے چلتا ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو امور میں ارتقا کے منازل پر
فائز ہو اور ان میں کوشش کرتا رہے۔ ابن اثیر نے بخاری کے نزدیک قدیمہ کے معنی میں شرافت و فضیلت
میں بلند مقام حاصل کرنا یعنی عبد الملک ہر لمحہ ان مقامات پر فائز رہا۔

كَانَا أُولَىٰ بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ
الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ
يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذَلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّيْ أَعْرِضُ هَذَا
مِنْ نَفْسِي فَيَدْعُهُ وَمَا أَرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لِأَنْ يُرَبِّي
بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُرَبِّي عِزُّهُمْ

۴۳۵۰ — ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے روایت کی کہ ہم ابن عباس کے پاس گئے تو انھوں نے
کہا تم ابن زبیر پر تعجب نہیں کرتے کہ وہ خلافت کے لئے کھڑے ہوئے
تو میں نے کہا ابن زبیر کے متعلق اپنے نفس کا محاسبہ کروں گا۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے متعلق میں نے
اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا تھا البتہ وہ دونوں ہر خیر میں ابن زبیر سے بہتر تھے۔ میں نے سوچا کہ وہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی کے بیٹے۔ زبیر کے صاحبزادے ابوبکر صدیق کے نواسے خدیجہ الکبریٰ کے بھتیجے اور
ام المؤمنین عائشہ کے بھانجے ہیں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہنے لگے ہیں اور میری مدد نہیں چاہتے
ہیں پس میں نے دل میں کہا میں یہ گمان نہیں کروں گا کہ میں اس کے لئے خضوع ظاہر کروں اور وہ اس کو ترک
کرے (اور مجھ سے خوش نہ ہو) میں اس کو گمان نہیں کرتا کہ وہ میرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرے گا۔ اگر یہ ضروری
بات ہے (جو انہوں نے کیا ہے) تو میرے چچا کے بیٹے میری پرورش کریں (بنو امیہ امراء ہو جائیں) مجھے اس
سے زیادہ پسند ہے کہ ان کا غیر میری پرورش کرے۔

۴۳۵۰ — شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ابن زبیر کے متعلق اپنے
نفس کا محاسبہ کروں گا یعنی میں ابن زبیر کی مدد کے لئے اپنی

پوری کوشش کروں گا اور اس کے ساتھ پورا اخلاص کروں گا اور ان سے ہر تکلیف زائل کروں گا جو میں نے
ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لئے نہیں کیا کیونکہ وہ بذات خود بہتر تھے۔ داؤدی نے اس کے معنی
یہ بیان کئے ہیں کہ میں ابن زبیر کی وہ خوبیاں بیان کروں گا جو شیخین کے لئے بیان کرنا نہ سمجھیں کیونکہ وہ ان
میں اظہر من الشمس تھے اور ابن زبیر کے مناقب اور خوبیاں اتنی مشہور اخلاق نہیں جتنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق
رضی اللہ عنہما کی خوبیاں معروف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ اس لئے فرمایا کہ لوگوں پر واضح
کر دیں کہ وہ ابن زبیر کے حق میں بہت مخلص ہیں (قسط لانی)

بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ میں ابن زبیر کے خلافت کے لئے کھڑے ہونے میں ان کی

بَابُ قَوْلِهِ تَطَهَّرُوا لِقَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُم بِالْعَطِيَّةِ

خیر خواہی کروں گا اور انہیں اس سے منع کروں گا کہ وہ خلافت کے معاملہ میں نہ ٹہریں (تیسرا تقاری و عینی)
قوله مَا حَاسِبُهَا،، میں کلمہ ”ما“، نافیہ ہے۔ یعنی میں نے ابو بکر کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا
اور نہ عمر فاروق کے لئے کیا ہے اس حال میں کہ وہ دونوں ہر خیر میں ابن زبیر سے بہتر تھے۔
قوله فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى آه یعنی ابن زبیر مجھ پر اعراض کرتے ہیں میری مدد کی خواہش نہیں رکھتے اور مجھ
سے دُور رہتے ہیں۔ ان کی یہ خواہش نہیں کہ میں ان کا مقرب بنوں تو میں بھی یہ خیال نہ کروں گا کہ
میں تو ان کے حق میں اخلاص کا اظہار کروں اور رضامندی ظاہر کروں اور وہ اس کا خیال تک نہ کریں اور
نہ اس کی خواہش کریں اور وہ مجھ سے اعراض کر کے اچھا نہیں کر رہے ہیں۔ اگر یہی بات ہے جو وہ کر رہے
ہیں تو پھر بنو امیہ امراد ہو جائیں اور وہ میرے جملہ امور سر انجام دیں حالانکہ وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں
تو میرے لئے وہی اس سے بہتر ہیں کہ کوئی اور شخص یہ کام سر انجام دے اور میرا ان کی اطاعت کر لینا
دوسروں کی اطاعت کرنے سے بہتر ہے جو نسب میں اُن سے کتنے دُور ہیں۔

بَابُ اور مؤلفۃ القلوب

مجاہد نے کہا ان کو عطا یا دے کر ان کی تالیف کرے،

اس سے اس آیت کریمہ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ
قُلُوبُهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ آیت صدقہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صدقات کے
مصارف بیان فرمائے ہیں اور وہ آٹھ قسمیں ہیں، لیکن ان میں سے مؤلفۃ القلوب ساقط ہو چکے ہیں کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور ایسے لوگوں کی اسلام کو ضرورت نہیں رہی جن کو مال و دولت
دے کر اسلام کی طرف راغب کیا جائے اور ان کی تالیف قلب کی جائے کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کو اذیت
نہیں پہنچا سکتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کو صدقات دینے میں اختلاف رائے پایا
جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کو صدقات نہ دیئے جائیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دیئے جائیں کیونکہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ اور ہوازن کی شکست کے بعد ان کو صدقات عطا کئے تھے۔ پھر صدیق اکبر یا
عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں ان کو صدقات دینے ختم کر دیئے گئے۔ یہ لوگ پچاس افراد کے

۲۳۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
ابْنِ أَبِي لُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَتَأْتِفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ
يُخْرِجُ مِنْ ضَيْضِي هَذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ

بَابُ قَوْلِهِ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
يَلْمِزُونَ يَعْيُونَ جَهْدَهُمْ وَجُحْدَهُمْ طَائِفَتَهُمْ

لگ بھگ تھے۔ ان میں سے ابوسفیان اور ان کے بیٹے معاویہ، حکیم بن حزام اور عباس بن مرداس
تھے۔ اس بات میں بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ ان سے تالیف ان کے اسلام لانے سے پہلے
یا ان کے اسلام لانے کے بعد ان کی تالیف کی۔

۲۳۵۱۔ ترجمہ: ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شئی بھیجی گئی تو
آپ نے وہ چار شخصوں میں تقسیم کر دی اور فرمایا میں ان کے دلوں

کو اسلام کی طرف مائل کرتا ہوں۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کی نسل سے ایک قوم ظاہر ہوگی جو دین سے باہر نکل جائیں گے،

۲۳۵۱۔ شرح: جن چار اشخاص میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا وہ اقرع
ابن حابس، عیینہ بن بدر، زید بن مہصل اور علقمہ بن علائہ چاروں

نجدی تھے جس آدمی نے اعتراض کیا تھا وہ ذوالخویصرہ تھا۔

قوله ضئضی یعنی نسل ہے اور یمرقون یعنی یخروجون ہے،

(حدیث ۳۱۲۸ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالْإِشَادِ! وَهُوَ جَوْعِيْبٌ لِكَاتِهِمْ أَنْ

مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں، "یَلْمِزُونَ" یعنی "یَعْيُونَ" ہے،

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَلِيدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا أَمَرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرِ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنْفِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخِرُ إِلَّا رِيَاءً فَزَلَّتْ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ

تفسیر: اس آیت کریمہ میں منافقوں کے صفات کا ذکر ہے کہ ان کے عیب لگانے سے کوئی نہیں بچتا۔ وہ ہر حال میں مسلمانوں کو عیب لگانے میں کوشش کرتے ہیں حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں خیرات کرنے والے بھی ان کی نکتہ چینی سے سالم نہیں رہتے۔ اگر کوئی اللہ کی راہ میں کثیر مال صدقہ کرے تو وہ اس کو ریاکار بناتے ہیں۔ اگر کوئی معمولی سی شئی خیرات کرے تو کہتے ہیں اس حقیر شئی کو اللہ کیا کرے گا

اس سے اس آیت کریمہ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ کی طرف اشارہ **جُهْدُهُمْ** کیا اور جُھد کی طاقت سے تفسیر کی جُھد بضم الجیم معنی طاقت ہے اور بفتح الجیم معنی مشقت ہے۔ شعبی نے اس کو برعکس ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا دونوں لغات بیک معنی ہیں۔

۴۳۵۲۔ ترجمہ: ابوسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہمیں صدقہ کا حکم دیا گیا تو ہم مزدوری کرتے (بوجھ اٹھا کر اجرت لیتے) ابو عقیل نصف صاع صدقہ لے کر آئے اور ایک اور انسان اس سے زیادہ صدقہ لایا تو منافقوں نے کہا اللہ اس صدقہ سے مستغنی ہے اور دوسرے انسان نے یہ ریاکاری کی ہے تو یہ آیت کریمہ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ، یعنی وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے تو ان سے ہنتے ہیں۔ اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۴۳۵۲۔ شرح: ابو عقیل بفتح العین وکسر القاف ہے۔ اس کا نام جُھاب ہے۔ ذہبی نے

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنَا سُحَيْبُ بْنُ أَبِي رَافٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ
أَحَدَ ثَمَرَةٍ زَائِدَةً عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ
أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ وَأَنْ لَا أَحَدُهُمْ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعْرِضُ

بِنَفْسِهِ

تجربہ صحابہ میں ذکر کیا۔ صاع یا نصف صاع صدقہ لانے والا شخص ابو عقیل تھا جس پر منافقوں نے
عیب لگایا تھا۔ ابن عمر نے کتاب الاستیعاب میں ذکر کیا۔ ایک صاع صدقہ لانے والا شخص ابو عقیل
ریاستی بنی انیف سے ہے جو بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں وہ ایک صاع کھجوریں لائے اور ان کو
بالا خانہ میں رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر منافقین ہنسنے لگے اور کہا اللہ ابو عقیل کے ایک صاع کھجور سے مستغنی
ہے۔ طبرانی نے کہا ابو عقیل کا نام حجاب ہے۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ثعلبہ بھی بتایا جاتا ہے۔ اس حدیث
میں تصریح ہے کہ نصف صاع صدقہ لانے والا شخص ابو عقیل ہے اور حدیث ۱۳۳۲ میں ایک صاع
مذکور ہے اور لانے والے کے نام کی تصریح نہیں، لیکن اس میں منافات نہیں کیونکہ واقعہ متعدد ہو سکتا
ہے۔ دوسرا انسان جو اس سے زیادہ خیرات لے کر آیا تھا وہ عبد الرحمن بن عوف تھے جو امراء صحابہ کرام
میں سے تھے بعض نے کہا وہ دو ہزار درہم لائے۔ بعض نے چار ہزار کہا ہے بعض نے کہا چار سو اوقیہ
سونا لائے۔ بعض نے آٹھ ہزار درہم ذکر کئے ہیں۔ اس کو ابن حجر نے فتح الباری میں صحیح تر کہا ہے۔
(حدیث ۱۳۳۲ کی شرح دیکھیں)

۴۳۵۳۔

ترجمہ : اسحاق بن ابراہیم نے کہا میں نے ابو اسامہ سے کہا۔ کیا زائدہ نے
سلمان، شقیق کے ذریعے تمہیں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے
خبر دی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خیرات کرنے کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی شخص
مشقت و محنت کرتا اور ایک مد یعنی ایک سیر کھجور لاتا اور اب ان میں سے ایک آدمی کے پاس ایک ڈھیر یا دینار
وغیرہ ہیں۔ گویا ابو مسعود اپنی طرف اشارہ کرتے تھے۔

۴۳۵۳۔

شرح : یہ شقیق کا قول ہے کہ ابو مسعود نے اپنی طرف اشارہ کر کے یہ کہا تھا
علامہ کرمانی کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو مسعود کا مقصد یہ ہے کہ
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ رسالت میں تنگدست تھے کہ ایک یا نصف صاع کھجور محنت کر کے لاتے

بَابُ قَوْلِهِ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً ۖ

۴۳۵۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أَسَامَةَ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءِ ابْنَةُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ
يُعْطِيَهُ قَبْضَةً يَكْفِيَنَّ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَصَلِّيَ عَلَيْهِ وَقَدْ هَكَكَ

تھے۔ اور اب یہ حال ہے کہ ان کے پاس لاکھوں درہم و دینار ہیں۔ یہ معنی باب کے زیادہ مناسب ہے۔
(حدیث علیٰ ۱۳۳۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد! تم ان کی معافی چاہو یا نہ
چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز
انہیں نہیں بخشے گا اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے
رسول سے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

تفسیر : اور والی آیات سے منافقوں کا نفاق کھل کر سامنے آگیا۔ اور مسلمانوں
پر ظاہر ہو گیا تو منافقین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے کہ
ہماری معذرت قبول فرمائیں اور ہمارے لئے استغفار فرمائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ
اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ فرمے گا چاہے آپ استغفار میں مبالغہ کریں۔

سبعین کے عدد سے مخصوص عدد مراد نہیں بلکہ کلام عرب میں اس سے مراد عدد کثیر ہوتا ہے اور اگر زیادہ ہو تو اس عدد کے منافی نہیں (تسلطانی) صاحب تفسیر القاری نے کہا ہر جگہ یا ہر وقت یہ معنی مراد نہیں ہوتا بہت جگہیں ایسی بھی ہیں کہ وہاں یہی عدد مخصوص ہوتا ہے نہ اس سے زیادہ اور نہ کم مراد ہوتا ہے۔

توجہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) مر گیا

۴۳۵۲۔

تو اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

منافق پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق اٹھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ آپ کے رب نے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا اور فرمایا ان کے لئے استغفار کریں یا استغفار نہ کریں اگر ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں ہم اسے ہرگز نہیں بخشیں گے۔ میں ستر سے زیادہ استغفار کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا وہ تو منافق ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھا دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : منافقوں میں سے جو کوئی مر جائے اس کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

۴۳۵۲۔ فتوح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کو اپنی قمیص کیوں دی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنی قمیص

اس کو نہیں دی تھی بلکہ اس کے بیٹے کو دی تھی۔ علماء نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے بدر کے روز اپنی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دی تھی۔ جبکہ وہ بدن سے نیچے تھے۔ اس کی مکافات کے لئے آپ نے منافق کو اپنی قمیص دی تاکہ منافقوں کا آپ پر احسان نہ رہے۔ صاحب تیسیر نے ذکر کیا کہ جواب کی دونوں صورتوں سے تسلی نہیں ہوتی کیونکہ اس میں یہ ہے کہ اس کے بیٹے نے قمیص طلب کی تھی۔ اس کے بعد لاحق باب میں یہ نہیں اس میں یہ ہے کہ قَاعْطَاہُ وَاَمْرَاہُ ان یکفنه فہ، کہ آپ نے اس کو قمیص دی کہ اس میں اپنے باپ کو کفن دے دوسری صورت میں بھی کلام ہے کیونکہ اگر مقصود مکافات ہی تھی تو اس کی زندگی میں دینا چاہیے تھا یا اس کے وارثوں کو دینے۔ تسلی بخشن جواب یہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حال پر عمل کرنے میں مامور تھے بظاہر وہ کلمہ پڑھتا تھا اس کے ضمن میں مصلحت تھی وہ یہ کہ آپ کے اس عمل سے عبد اللہ کی قوم سے بہت لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت کریمہ کہ آپ منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھیں، اس واقعہ کے بعد نازل ہوئی تھی تو اس سے پہلے آپ کو منع نہیں کیا گیا تو عمر فاروق کا یہ کہنا کہ اللہ نے آپ کو منع کیا ہے کیسے صحیح ہوگا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد : مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا تھا یا اِنْ لَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ

اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص اس کو عطا نہ کریں جس میں وہ اپنے والد کو کفن دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قمیص عطا کر دی۔ پھر آیت

رُبَّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيْرِي اللَّهُ فَقَالَ
 اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَزِيدُهُ عَلَى
 السَّبْعِينَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلِّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ

سے سمجھا کہ منافقوں کے لئے نمازِ جنازہ پڑھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ استغفار سے مغفرت کا فائدہ نہیں
 تو وہ عبت ہے۔ لہذا استغفار ہی ممنوع ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو
 الہام ہوا تھا اور اس کے مطابق ہی بعد میں منافقوں کے لئے نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی نمازِ جنازہ کیوں پڑھی؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر کلمہ گو پر بہت شفیق و رحیم تھے۔ اسی لئے عبد اللہ بن ابی
 کی نمازِ جنازہ پڑھی کیونکہ وہ بظاہر کلمہ گو تھا پھر اس میں اس کے بیٹے کی خاطر داری اور اس کی قوم کے لئے
 تسکین بھی تھی۔ اس لئے آپ نے دو امور سے احسن اور افضل کو اختیار کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 دین میں بہت متضرب اور مضبوط تھے اور منافقین کے بارہ میں سخت پالیسی رکھتے تھے جبکہ سرورِ
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک کو اس مستقبل پر بھی۔ چنانچہ آپ کے اس عمل سے ہزاروں
 لوگ کلمہ اسلام سے مشرف ہوئے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ طبری نے اس قصہ کے متعلق
 سعید کے طریق سے قتادہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ
 مَاتَ نازل فرمائی۔ انھوں نے کہا ہم سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ میری قیص عبد اللہ
 ابن ابی کو کچھ فائدہ نہ دے گی اور مجھے اُمید ہے کہ اس عمل کے سبب اس کی قوم سے ایک ہزار آدمی سلمان
 ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے منافقوں پر نمازِ جنازہ پڑھنا ترک کر دی چنانچہ ابن عباس سے روایت
 ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر اس کے بھوڑی دیر بعد یہ آیت نازل ہوئی
 کہ آپ منافقوں کی نمازِ جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبروں پر کھڑے ہوں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں
 ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی حتیٰ کہ وفات

۴۳۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
 ح وَ قَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
 أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
 أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلُولٍ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَتُ
 إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّصَلِي عَلَى ابْنِ أَبِي وَقْدٍ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا
 قَالَ أَعَدُّ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسُّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخْبِرْ
 عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خَيْرْتُ فَأَخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ إِنِّي إِنْ
 زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ فَغَفَرْتُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمُكِّثْ إِلَّا سِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ الْاِيتَانِ
 مِنْ بَرَاةٍ وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا إِلَى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُونَ
 قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ

پاگئے۔ (حدیث ۱۱۹۸، ۱۱۹۹ کی شرح دیکھیں)

۴۳۵۵۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا جب عبد اللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو اس کی نماز جنازہ کے
 لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز جنازہ پڑھنے) کھڑے
 ہوئے تو میں جلدی سے آپ کی طرف بڑھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ابن ابی کی نماز جنازہ
 پڑھنے لگے ہیں، حالانکہ اُس نے فلاں روزیوں یوں کہا تھا۔ عمر فاروق نے کہا میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اس کی باتیں گن گن کر بیان کر رہا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا اے عمر! مجھ سے
 پیچھے ہو جاؤ! جب میں نے آپ سے زیادہ کہا تو فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے (کہ اس کے لئے استغفار کروں یا نہ کروں)

وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بَابُ قَوْلِهِ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ

قومیں نے ایک طرف اختیار کر لی ہے۔ اگر میں جانتا کہ سترے سے زیادہ بار استغفار کروں تو اللہ اس کو بخش دے گا تو اس پر زیادہ کرتا۔ عمر فاروق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر واپس تشریف لے آئے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ سورہ برأت کی یہ دو آیتیں نازل ہوئیں وہ ایسی منافقوں میں سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔ فاسقوں تک نازل ہوئی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے بعد میں نے آپ پر اتنی جرات کرنے پر تعجب کیا۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن ابی کے وہ اقوال ذکر کئے جو اس نے مسلمانوں کے متعلق کہے تھے کہ لَا تُفَقُّوا عَلٰی

مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِهِ، کہ ان لوگوں پر خروج نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہتی کہ وہ چلے جائیں اور اس نے کہا لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، مدینہ منورہ سے غالب کمزور کو نکال دے گا۔ یہ اس نے جنگ احد کے موقع پر کہا تھا جبکہ مسلمان سخت مصیبت سے دوچار تھے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب عبد اللہ کے لڑکے عبد اللہ نے یہ سنا تو اسے راستہ میں پکڑ کر تلوار برہنہ کر لی اور کہا کہو کہ میں اور میرے ساتھی ذیل و خوار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ معزز ترین اصحاب ہیں۔ اگر اس وقت یہ نہ کہے گا تو میں تیرا سر کاٹ ڈالوں گا۔ عبد اللہ بن ابی نے اپنے بیٹے سے خلاصی پانے کے لئے کہا کہ وہ اور اس کے ساتھی ذیل و خوار ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عزیز ترین معزز بزرگ ہیں۔ پھر عبد اللہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق کے دینی تعصب پر خوش ہوئے اور تبسم کرتے ہوئے فرمایا اسے عمر ذرا بیچے ہو جاؤ نماز پڑھیں مجھے اللہ نے صراحتاً منع نہیں فرمایا۔ (حدیث ۱۱۹۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالرَّشَادِ! اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا،

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ قَالَ لَمَّا تَوَقَّى عَبْدُ اللَّهِ

۴۳۵۶ — حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ

عِيَّاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ قَالَ لَمَّا تَوَقَّى عَبْدُ اللَّهِ

ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ ابْنَهُ عَبْدُ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ

مِثْقَلَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْفِنَهُ فِيهِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

بِثَوْبِهِ فَقَالَ تَصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ هَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ

إِنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فَقَالَ سَأَزِيدُهُ

عَلَى سَبْعِينَ قَالَ فَصَلِّي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا

مَعَهُ ثُمَّ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تُقِمَّ

عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ

تفسیر : اس آیت کریمہ میں مسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا۔ معلوم ہوا کہ کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لئے کھڑا ہونا بھی ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ وہ فاسق ہی مر گئے اس فسق سے مراد کفر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”کیا جو مومن ہو فاسق جیسا ہو سکتا ہے؟“ بظاہر اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام منافقوں کا یہی حال ہے لیکن دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخصوص منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ واقعہ یہی ہے کہ ہمیں معمر بن زبیری سے خبر دی کہ انہوں نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان میں سے تھا

مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے ایک راز کی بات کہتا ہوں وہ کسی سے ذکر نہ کرنا مجھے فلاں فلاں شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور چند منافقوں کے نام ذکر کئے۔ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے جاتے تھے۔ اگر وہ ہمراہ نہ جاتے تو عمر فاروق اس میت پر نماز نہ پڑھتے۔ جبر بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ بارہ منافق تھے (تیسیر القاری)

— ۲۳۵۶

۴۳۵۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی بن سلول کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو اپنی قمیص عطا کی اور اسے فرمایا کہ اس میں عبد اللہ بن ابی کو کفن دے پھر آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے لگے ہیں حالانکہ یہ شخص منافق ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کے لئے مغفرت طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے یا فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر ان کے لئے ستر بار استغفار کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ آپ نے فرمایا میں عنقریب ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِیْہِمْ وَسَلِّمْ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت کریمہ وَلَا تَقْبَلْ عَلٰی قَبْرِہِمْ اِلٰھُمَّ کَفِّرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ وَمَا تَوْاَدُّہُمْ فَاَسْقُوْنِہُمْ نَزَلَ فَرَاہِی۔

— ۲۳۵۴

۲۳۵۶ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آیت کریمہ سے اختیار مجھنا مشکل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں نے کفر کیا لہذا تجھ پر کفر کا معنی ہے۔ چنانچہ قاضی ابوبکر نے کہا اس حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں اور نہ ہی یہ صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو۔ ابوبکر باقلانی نے تقریب میں کہا یہ حدیث ان اخبار احاد سے ہے جو ثابت نہیں ہیں۔ امام الحرمین نے کہا یہ حدیث صحیح میں نہیں اور برہان میں ذکر کیا محدثین اس کو صحیح نہیں کہتے۔ امام غزالی نے مستصفیٰ میں کہا اظہر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ دلووی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان علماء کرام نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ذَالِکَ بِاَنَّهُمْ کَفَرُوْا اِلٰہِ اِسْتَغْفِرْلَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کَے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کا نزول آیت کے پہلے حصہ کے دیر بعد ہے۔ لہذا اشکال مرتفع ہے اور تجھیر کا مفہوم صحیح ہے۔

شیخ دہلوی نے کہا یہ جواب اس وقت صحیح ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا نزول صدر آیت کے دیر بعد ہے اور اس واقعہ سے اس کا نزول متاخر ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ اس کا نزول سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد خَیْتُوْنِیْ اِلٰہَ کے بعد ہے۔ لیکن جو آیت کریمہ سے ظاہر ہے وہ یہی ہے کہ ان کے نزول میں اتصال ہے تقدم و تاخر نہیں کیونکہ اس میں عدم مغفرت کی طرف اشارہ اور اس کی علت کا بیان ہے کہ عدم مغفرت کفر کے باعث ہے۔

علامہ زحمتی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری مخلوق سے فصیح تر اور بلیغ ترین ہیں اور عربی کلام کے تمام اسالیب سے خوب باخبر ہیں۔ یہ کیسے مخفی رہا کہ اس عدد سے مراد یہ ہے کہ استغفار اگرچہ زیادہ کی جائے نفع نہیں دے گی۔ خصوصاً جبکہ اس کے

**بَابُ قَوْلِهِ سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ
لَتَعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَا وَدَّعُهُمْ
جَهَنَّمُ جَزَاءً ۙ بَمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ**

فرمایا اور اس کو اپنی قمیص عطاء فرمائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ادب سے آپ کا کپڑا پکڑا اور عرض کیا یہ منافق ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا یہ منافق ہے۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے کہا شاید جبرائیل علیہ السلام عمر فاروق کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ آیت کریمہ: لَا تَحْصِلْ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ الْاٰیۃُ نَازِلٌ هُوَی۔ ایک روایت میں ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اور قمیص دینے سے منع نہ کیا گیا، کیونکہ اس عطیہ سے بخل کرنا جو دو کرم کے خلاف ہے۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ سائل کو خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ اس عادت کریمہ اور خلق عظیم کی حفاظت کے لئے کوئی تعرض نہ کیا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سَأَزِيْدُ عَلَى السَّبْعِيْنَ، ابن ابی کے قبیلہ کے قلوب مائل کرنے کے لئے فرمایا کہ میں ستر بارہ پر زیادہ کروں گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اگر آپ ستر پر اضافہ کریں گے تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ اگر میں ستر پر اضافہ کروں گا تو یہ بخشا جائے گا تو میں زیادہ کرتا۔ ایک روایت میں ہے جب آپ نے یہ فرمایا تو یہ آیت کریمہ: سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ؕ نَازِلٌ هُوَی پھر آپ نے استغفار کرنا ترک کر دیا

**بَابُ اللّٰهِ تَعَالٰی کا ارشاد اب تمہارے آگے
اللہ کی قسمیں کھائیں گے،**

جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو وہ نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم بدلہ اس کا جو کھاتے تھے،

۴۳۵۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ
قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللَّهُ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ
عَلَى مَنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي اللَّهُ أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذِبُثَةً فَأَهْلَكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ
كَذَبُوا حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيُ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ

إِلَى الْفَاسِقِينَ

تفسیر : اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں منافقوں کے حال کی خبر دی ہے کہ جب وہ
مدینہ منورہ میں واپس آئیں گے تو منافق عذر خواہی کریں گے اور اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ تم ان کے خیال
میں نہ پڑو اس لئے تم ان کو زبرد و تہدید نہ کرو اور ان کے خیال میں پڑو کیونکہ وہ ذلیل لوگ ہیں اور
بزدل ہیں ان کا باطن نجس اور اعتقاد فاسد ہے اور آخرت میں ان کا مقام دوزخ ہے یہ ان کے عملوں
کی سزا ہے جو کچھ وہ کسب کرتے ہیں۔

ترجمہ : عبد الرحمن بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن کعب بن مالک
نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا جس وقت وہ
غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایمان کی راہنمائی کرنے کے بعد کوئی انعام
نہیں کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرے سچ بولنے سے بڑا ہو کہ میں اس حال میں نہ تھا
کہ مجھ سے جھوٹ صادر ہو پس میں ہلاک ہو جاتا جیسے وہ لوگ ہلاک ہوئے جنہوں نے جھوٹ بولا جبکہ وحی
نازل ہوئی کہ عنقریب منافق اللہ کی قسمیں کھائیں گے الآية

۴۳۵۷۔ شرح : قولہ اَنْ لَا اَكُوْنَ اَهْ قاضی عیاض نے کہا بخاری، مسلم کے نسخوں
میں اسی طرح ہے اور حدیث کا معنی یہ ہے اگر میں نے آپ کے پاس
جھوٹ بولا اور لا "زائدہ ہے۔ جیسے اس آیت کریمہ : مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَتَّخِذَ " میں لا " زائدہ
ہے۔ یعنی دراصل اَنْ تَجْعَدَ ہے کیونکہ ہلاک کذب پر مرتب ہے عدم کذب پر مرتب نہیں ہے۔
(حدیث ۴۱۱۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ يَخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ وَقَوْلُهُ وَآخِرُونَ
اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرًا سَيِّئًا عَسَىٰ
اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے آگے قسمیں کھاتے
ہیں کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ!

تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں
سے راضی نہ ہوگا!

یہ آیت کریمہ منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ تمہارے سامنے
اس لئے قسمیں کھائیں گے کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ، اگر تم ان کی قسموں پر اعتماد کر کے اُن سے راضی ہو جاؤ
تو یقیناً اللہ ایسے لوگوں سے راضی نہ ہوگا جو اس کی طاعت اور اس کے رسول کی طاعت سے خارج ہیں

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کچھ اور ہیں جو
اپنے گناہوں کے مقرر ہوئے

اور ملایا ایک کام اچھا اور دوسرا بُرا قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول
کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

تفسیر: جب اللہ تعالیٰ نے اُن منافقوں کی خبر دی جو جہاد کرنے نہ جاتے تھے تو
اس سے روگردانی کرتے تھے اور اسلام کی تکذیب کرتے تھے تو اب اُن
منافقوں کا بیان کرنا شروع کیا جو کاپلی اور جسمانی آرام کی خاطر جہاد کے لئے نہ جاتے حالانکہ وہ

۴۳۵۸۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
ابْنُ أِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا
سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا
أَتَانِي اللَّيْلَةُ اثْنَانِ فَأَتَيْتَنِي فَأَتَيْتَنِي إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبْنِ
ذَهَبٍ وَلَبْنِ فِصَّةٍ قَتَلَقَانَا رِجَالٌ شَطْرُ مَنْ خَلَقَهُمْ كَأَحْسَنِ مَا
أَنْتَ رَائِي وَشَطْرُ كَأَقْبَمِ مَا أَنْتَ رَائِي قَالُوا لَهُمْ إِذْ هَبُوا فَفَقَعُوا
فِي ذَلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ تَمَرٌ رَجَعُوا إِلَيْنَا فَقَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ
فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالُوا لِي هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ
قَالُوا مَا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرَ مَنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرَ مَنْهُمْ
قَبِيحٌ فَأَتَهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرُ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ

حق کی تصدیق کرتے تھے۔ فرمایا کچھ اور میں جو اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور اُن کے اور بھی اچھے عمل ہیں اور ان کو باہم ملا دیا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عفو و مغفرت کے تحت داخل ہیں۔ یہ آئت کریمہ اگرچہ خاص لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی لیکن یہ تمام گنہگاروں کو شامل ہے جو خطا کار اور اچھے بُرے ملے جلے عملوں کے حامل ہیں۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آئت کریمہ ابولہبہ اور چند صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور اس میں شرکت نہ کر سکے تھے (علینی)

۴۳۵۸۔ ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے اٹھا

کر ایک شہر کی طرف لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ ہمیں چند لوگ ملے کہ اُن کا آدھا بدن نہایت ہی خوبصورت اور آدھا بدن نہایت بد صورت جو تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اُن دو شخصوں نے انہیں کہا جاؤ اور اس نہر میں گھس جاؤ وہ نہر میں گھس گئے پھر ہمارے پاس آئے تو ان کی وہ بد صورتی جاتی رہی تھی اور وہ نہایت ہی خوبصورت ہو گئے تھے۔ ان دونوں نے مجھے کہا یہ ہمیشگی کی جنت ہے اور یہ آپ

بَابُ قَوْلِهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ

۴۳۵۹۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
قَالَ اخْبَرَنَا مَعْرُوفُ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا
حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ
اَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِي اُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ عَمٍّ
قُلْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ اُحَاجُّ لَكَ بِمَا عِنْدَ اللهِ فَقَالَ اَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ
اَبِي اُمَيَّةَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَتُرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا سَتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اَنْهَ عَنْكَ فَتَزَلْتُ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ
آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا اَوْلَى قُرْبَى مِنْ اَبْعَدِ مَا تَبَيَّنَ

تسا کے اور جو لوگ آدھے خوبصورت اور آدھے بد شکل تھے انھوں نے اچھے اور بُرے ملے جلے عمل کئے اللہ تعالیٰ
نے اُن سے درگزر کر دیا ہے (وہ خوبصورت ہو گئے ہیں یہ دونوں شخص فرشتے تھے) حدیث ۴۳۵۹ کی شرح دیکھیں۔

بَابُ اللهِ تَعَالَى كَا اِرْشَادِ نَبِيِّ اور اِيْمَانِ وَالْوَلَدِ كَوَلَاةٍ مِّنْهُمْ كَمُشْرِكِينَ كِي نَحْشُشْ جَاهِيں اَكْرِجِهْ وَه رَشْتَه دَارِهِيں

تفسیر : قتادہ نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام نے کہا یا نبی اللہ! ہمارے
آباؤ اجداد میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے جو ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرتے۔ رشتہ داروں اور اقرباء
سے حسن سلوک کرتے، قیدیوں کو رہائی دلاتے اور ذمہ داریاں پوری کرتے تھے کیا آپ ان کی بخشش کے لئے
دُعائیں نہیں فرماتے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں؟ بخدا! میں اپنے چچا کے لئے ضرور دعاء کروں گا!

لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ

بَابُ قَوْلِهِ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ

وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

جیسے ابراہیم نے اپنے چچا آذر کے لئے کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکور بالا آیت کریمہ نازل فرمائی !
۲۳۵۹ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہاں ابو جہل، عبد اللہ بن ابی اُمیہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا ! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ، پڑھیں میں اللہ کے پاس اس کے ذریعہ تیرے لئے حجت قائم کروں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ دونوں نے کہا اے اباطالب کیا عبد المطلب کی ملت سے اعراض اور روگردانی کرو گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرے لئے بخشش چاہوں گا ! اگر مجھے آپ کے متعلق منع نہ کیا گیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۲۳۵۹ — شرح : قرطبی نے کہا میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لایا۔ سہیلی نے روض میں اپنے سند کے ساتھ ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے۔ شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا۔ متاخرین کی تحقیق یہی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب مومن ہیں اور حدیث من الاصلاب الطاهرة والارحام الطاهرات اور اس کے علاوہ دیگر احادیث اسی تحقیق کی مفید ہیں۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت و کرامت جو رب العزت کے حضور ہے ناممکن ہے کہ آپ کے آباء کو آگ میں جلائے حالانکہ شفاعت کی صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب آپ جو چاہتے ہیں آپ کو دیا جائے گا وہ الیوم یوم کل یطلب رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد، ماز خدا سے خواہیم کہ ہمیں عقیدہ از دنیا رفتہ ملازمت انحضرت کردہ با شیم انشاء العزیز المتعال۔

(اس مسئلہ کی پوری تقریر حدیث : ۱۲۸۰ کی شرح میں دیکھیں۔ وہاں ہم نے مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے)

۴۳۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
 أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ حَرْجٍ قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عُنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ
 ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ
 بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ
 مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ
 إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أُنْخَلَعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةٌ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ
 ہوئیں نبی کریم اور آپ کے صحابہ کرام مہاجرین و انصار پر
 جنہوں نے مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے
 کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل بھر جائیں۔ پھر ان

پر رحمت سے متوجہ ہوا بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم کرنے والا۔
تفسیر: علامہ زحشری نے کہا یہ دَلِيلُ خَيْرٍ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ کے قبیلہ سے ہے
 یعنی عدم معصیت کے باوجود توبہ اور مغفرت کی نسبت کی گئی ہے۔ اس میں یہ تنبیہ ہے
 کہ تمام مسلمان توبہ اور استغفار کے محتاج ہیں حتیٰ کہ انبیاء کرام اور مہاجرین و انصار بھی اس کے محتاج
 ہیں تو عوام الناس کیونکر توبہ کے محتاج نہ ہوں گے۔ بعض مفسرین نے کہا نبی پر توبہ کا معنی یہ ہے کہ یہ
 بطور تبرک شروع کرنے کا طریقہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تائبین کی توبہ کا سبب ہیں۔ اس لئے آپ
 کو ان کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے فَإِنَّ لِلَّهِ خَمْسَةً وَالرَّسُولُ، میں اللہ کا ذکر بطور تبرک ہے۔ مجاہد
 نے کہا یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ شدت کی گرمی، مسافت بعید اور مال کی قلت

**بَابُ قَوْلِهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّى إِذَا
ضَاقتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
وَضَاقتْ عَلَيْهِمُ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ**

محدثی۔ مجاہد سے روایت ہے یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک میں نازل ہوئی اس وقت سخت گرمی تھی۔ سفر بھی دور کا تھا لوگوں میں کھانے پینے کی وسعت بھی نہ تھی۔ حتیٰ کہ دو شخص ایک کھجور کے دو ٹکڑے کرتے اور اسے کھا کر پانی پی کر گزارہ کرتے تھے پھر اس حد تک نوبت پہنچی کہ ایک شخص کھجور چوستا پھر پانی پیتا اور کھجور دوسرے کو دے دیتا وہ اس کو چوس کر پانی پیتا اور کھجور تیسرے کو دیتا اس طرح ایک کھجور پر کئی آدمی اکتفاء کرتے تھے اُن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتیں کیں اور انہیں صحیح سلامت فائزین واپس لایا۔

— ۴۳۶۰ —

ترجمہ: ابی شہاب نے کہا مجھے عبدالرحمن بن کعب نے خبر دی انہوں نے کہا مجھے عبداللہ بن کعب نے خبر دی وہ کعب کے بیٹوں میں سے اُن کے قائد تھے جبکہ کعب نابینا ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا میں نے کعب کی حدیث میں اُن سے سنا جو وہ تین پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق بیان کرتے تھے۔ اُنھوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے آخر میں کہا میں نے اپنی توبہ قبول ہونے کی مسرت میں چاہا کہ اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کر دوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کچھ مال روکو وہ تمہارے لئے بہتر ہوگا!

— ۴۳۶۰ —

شرح: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اُن کے تین صاحبزادے عبداللہ، عبدالرحمن اور عبید اللہ تھے ان میں سے عبداللہ نے اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کی ہے یہ حدیث بہت لمبی ہے جو کتاب المغازی میں مذکور ہے۔ حدیث ۴۱۷ کی شرح دیکھیں۔

**بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِثًا إِنَّ تَيْنَ آدَمِيَّوْنَ بِرِ
مَهْرَبَانِي كِي جَوِيحِي رَه كُئِي تَحْتِي كِي**

۴۳۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ زَاهِدٍ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَنَا قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبَيَّنَ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزَوَتَيْنِ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةُ بَدْرٍ قَالَ فَاجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى وَكَانَ قَلَّ مَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضَحَّى وَكَانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَيُرَكِّعُ رَكْعَتَيْنِ وَنَحَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ صَاحِبِي وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا فَلَبِثْتُ كَذَلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَى الْأُمُورِ مَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ

زمین فراخ ہونے کے باوجود اُن پر تنگ ہو گئی، اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی کہ تا ب رہیں۔ ”بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

۴۳۶۱۔ ترجمہ: عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہا میں نے اپنے والد کعب بن مالک سے سنا جبکہ وہ اُن تین میں سے ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے۔ سوائے دو جنگوں کے غزوہ عسرت (غزوہ تبوک)، اور غزوہ بدر کعب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سچ کہنے کا عزم کر لیا تھا جبکہ آپ چاشت کے وقت تشریف لائے (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی) کہ آپ جو بھی سفر کرتے اس سے چاشت کے وقت واپس تشریف لاتے تھے۔ آپ پہلے مسجد میں آتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے تھے جناب رسول اللہ

فَلَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يَمُوتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَوْنُ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ فَإِنَّزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَقِيَ الثَّلَاثُ الْآخِرُونَ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَمْرِ سَلَمَةَ فَحَسَنَةً فِي شَأْنِي مُعَيَّنَةً فِي أَمْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَمْرُ سَلَمَةَ تَيْبَ عَلَى كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرُهُ قَالَ إِذَا حِطَّ بِكُمْ النَّاسُ فَيَمْنَعُوا نَوْمَكُمْ سَائِرَ اللَّيْلِ حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ أَذِنَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَكَانَ إِذَا اسْتَبَشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ خَلَفُوا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِي قَبْلَ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ اعْتَذَرُوا حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ وَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهِ أَحَدٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو میرے اور میرے دو ساتھیوں سے کلام کرنا منع کر دیا تھا۔ ہمارے (تینوں کے) سوا پیچھے رہ جانے والوں میں سے کسی سے کلام کرنے سے منع نہ کیا تھا۔ لوگوں نے ہم سے کلام کرنے میں اجتناب کیا میں اسی حال میں کچھ عرصہ بٹھڑے رہا (کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرتا تھا) حتیٰ کہ معاملہ طول پکڑ گیا مجھے کوئی شئی اس سے زیادہ غمزدہ نہ کرتی تھی کہ میں فوت ہو جاؤں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نماز جنازہ بھی نہ پڑھیں یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں اور میں لوگوں میں اسی حال میں رہوں تو مجھ سے کوئی آدمی کلام نہ کرے گا اور نہ میری جنازہ پڑھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہماری قبول توبہ کی آیت نازل فرمائی جبکہ رات کی آخری تہائی باقی رہ گئی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا میرے حال

قَالَ اللَّهُ يَعْزِدُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ تُؤْمِنَ
لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ الْآيَةُ

میں بہت مخلص تھے اور میرے معاملہ میں میری مددگار تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
اے ام سلمہ! کعب کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا میں اس کے پاس کسی شخص
کو نہ بھیجوں؟ جو اس کو خوشخبری دے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تمہارے پاس بہت لوگ جمع ہو جائیں گے
اور باقی رات تمہیں سونے بھی نہ دیں گے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کی تو ہماری
توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی) کہ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ انور
روشن ہو جاتا تھا گویا وہ چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم تین شخص تھے جو ایسے امر سے پیچھے رہ گئے
تھے جو ان لوگوں سے قبول کر لیا گیا تھا جنہوں نے آپ سے معذرت کی تھی جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری
توبہ نازل کی پھر جس وقت پیچھے رہ جانے والوں کو ذکر کیا گیا جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور جھوٹ بولا تھا اور جھوٹا عذر کیا تھا۔ ان سب کو ایسے برے طریقہ سے ذکر کیا گیا جو کسی کو ذکر نہیں کیا گیا
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس عذر خواہی کریں گے جبکہ تم ان کی طرف واپس آؤ گے آپ فرمادیں
بیہودہ عذر مت کرو۔ ہم ہر گز تمہاری تصدیق نہیں کریں گے۔ اللہ نے ہمیں تمہارے حالات سے خبردار کر دیا ہے
اور حال یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل دیکھتے رہیں گے (کہ تم نفاق سے توبہ کرو گے یا نہ) اور تم منہ
کے بعد پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے کی طرف رکتے جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دے گا جو تم کرتے رہے
ہو اور اس کی جزا بھی دے گا

شرح : قولہ کُنَّا أَيْهَا الثَّلَاثَةُ آه، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس
آیت کریمہ : وَعَلَى الَّذِينَ خَلَفُوا، میں جو ذکر کیا گیا اس

سے مراد غزوہ سے پیچھے رہنا نہیں ہے بلکہ ان جیسے لوگوں کے حکم سے تخلف مراد ہے۔ جنہوں نے غزوہ
سے تخلف کیا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں شرافت و کرامت کے ساتھ ہمیں ممتاز کیا ہے۔ جبکہ
منافقوں کی سخت قباحت بیان کی ہے (حدیث ۴۱۱ کی شرح دیکھیں)

**باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اللہ سے
ڈرتے رہو اور سچوں کا ساتھ دو!**

بَابُ قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ
۴۳۴۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ

شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخْلَفُ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ
قَالَ اللَّهُ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاةَ اللَّهِ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِنِّي أَبْلَاةَ
مَا تَعَمَّدْتُ مِنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا
كَذِبًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا
فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ
وَالْمُتَّبِعِينَ إِلَى قَوْلِهِ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

بَابُ قَوْلِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ
مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ مِنَ الرَّافَةِ

ترجمہ : ۴۳۶۲۔ عبد الرحمن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن کعب بن مالک
جو کعب کے قائد تھے نے کہا میں نے کعب کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا

جبکہ وہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ کی قسم! میں کسی کو نہیں جانتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے صدق کلام میں
امتحان لیا ہو کہ وہ اس سے بہتر ہو جو مجھ سے امتحان لیا گیا۔ جب سے میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ذکر کیا کہ میں نے آج تک کبھی بھی جھوٹ کا قصد نہیں کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم
پر یہ آیت کریمہ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْآیۃ نازل فرمائی۔
یہ حدیث کعب بن مالک کی طویل حدیث کا حصہ ہے،

۴۳۶۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ
 يَكْتُبُ الْوَحْيِ قَالَ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ مُقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ
 فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ تَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ
 بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَآءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ
 كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ وَإِنِّي لَأَرَى تَجْمَعُ الْقُرْآنُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ
 قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ تعالیٰ کا ایشا بیشک تمہارے پاس تشریف لائے
 تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گرا ہے
 تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال

مہربان مہربان ، تفسیر : اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ تمہارا دوزخ

میں جانا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت گراں ہے۔ اس آیت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ صفات مذکور ہیں اور وہ درساالت، نفاست، عزت، امت کو دنیا و آخرت کی بہتریاں پہنچانے میں حرص کرنا، رافت اور رحمت ہیں۔ حسین بن فضل نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اپنے ناموں سے دو نام کسی نبی کے لئے ذکر نہیں کئے چنانچہ فرمایا : بِالْمُؤْمِنِينَ رَوْفٌ رَحِيمٌ ، اور فرمایا إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ رَوْفٌ رَحِيمٌ یعنی اللہ تعالیٰ روف رحیم ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی روف رحیم ہیں (یعنی) محدث دہلوی نے صحیح کی شرح میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء صفاتی اور بھی بہت ہیں لیکن اس طرح قرآن کریم میں ایک جگہ واقع نہیں ہیں۔

فَقَالَ عُمَرُوهُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ
لِي ذَلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ
عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَمُكِّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ وَلَا
تَهْمُكَ كُنْتُ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَّبِعُ
الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ
عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ
يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ
أَزَلْ أُرَاجِعْهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرُ

ترجمہ : — ۴۳۶۳ : زہری سے روایت ہے کہ مجھے ابن اسباق نے خبر دی کہ زید بن ثابت

انصاری رضی اللہ عنہ جو ان حضرات میں سے ہیں وحی لکھا کرتے تھے
نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی لڑائی کے وقت (جو سیدہ کذاب سے جنگ ہو رہی تھی) پیغام
بیمجا جبکہ ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میرے پاس عمر فاروق آئے
ہیں اور کہا ہے یمامہ کی جنگ بہت سخت ہو رہی ہے۔ مجھے خطرہ لاحق ہے کہ اگر جنگی مقامات میں زیادہ
قاری قتل ہو گئے تو قرآن کا بہت حصہ جاتا رہے گا۔ مگر یہ کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کر لو۔ میری رائے یہ
ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کریں۔ ابوبکر صدیق نے کہا میں نے عمر سے کہا ہے کہ میں وہ کام کیسے کروں
جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے۔ عمر نے کہا یہ بخدا بہتر ہے وہ میرے ساتھ اس بارے
میں تکرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میں نے عمر فاروق کی رائے کو
بہتر دیکھا ہے۔ زید بن ثابت نے کہا جبکہ عمر فاروق ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس حال میں کہ وہ خاموش
تھے کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق نے زید بن ثابت سے کہا تم نوجوان عقلمند ہو تمہیں کسی بُری
شیء سے متہم نہیں کرتے ہیں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی خدا لکھا کرتے تھے۔ لہذا قرآن کو
تلاش کر کے ایک جگہ جمع کرو! اللہ کی قسم! اگر پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اٹھالانے کی مجھے ابوبکر تکلیف دیتے
تو وہ مجھ پر اس سے گراں بار نہ ہوتی جو مجھے قرآن کریم جمع کرنے کا حکم دیا۔ میں نے کہا تم وہ کام کیسے کرو گے

أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقُمْتُ فَتَتَبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعَهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ
وَالْعُسْبِ وَصُدُّوا بِالرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ
أَيَّتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَحِدهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرَهُ لَقَدْ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
إِلَى آخِرِهَا وَكَانَتْ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ
حَتَّى تَوْفَاةَ اللَّهِ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوْفَاةَ اللَّهِ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ
عُمَرَ تَابِعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو وَاللَيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ وَقَالَ
اللَيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَلْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ وَقَالَ مَعَ
أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ
شَهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ وَتَابِعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابو بکر نے کہا یہ سچا بہتر ہے۔ میں اُن سے اس بارے میں تکرار کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کے سینے کھولے تھے۔ میں اٹھا اور قرآن کریم تلاش کرنا شروع کیا اس حال میں کہ اس کو چمڑے کے ٹکڑوں، شانہ کٹائیوں، کھجور کی چھڑیوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا۔ حتیٰ کہ سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمة انصاری کے پاس پائیں اُن کے علاوہ وہ کسی سے نہ پائیں اور وہ یہ ہیں: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ الْآیۃ وہ اوراق جن میں قرآن جمع کیا گیا تھا۔ ابو بکر صدیق کے پاس رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر عمر فاروق کے پاس رہے حتیٰ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے وفات دی۔ پھر ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروق کے پاس رہے۔ شعیب کی عثمان بن عمرو اور لیسٹ نے یونس کے ذریعہ ابن شہاب سے روایت کرنے میں متابعت کی۔ لیسٹ نے کہا مجھے عبد الرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے خبر دی اور کہا ابو خزیمة انصاری (لفظ ابو کا اضافہ کیا) اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے کہا مجھے ابن شہاب نے ہری نے خبر دی کہ ابو خزیمة کے پاس، موسیٰ کی یعقوب بن ابراہیم

وَقَالَ ابْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ اَوْ اَبِي خُزَيْمَةَ فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

نے اپنے باپ سے روایت کرنے میں متابعت کی ہے۔ ابوثابت نے کہا ہمیں ابراہیم نے خبر دی اور خزیمہ
یا ابو خزیمہ کے پاس کہا۔ اور وہ یہ آیت ہے۔

شرح : یمامہ بن کا شہر ہے۔ یمامہ ایک عورت کا نام ہے جس کو اس کے دروازے
پر قتل کیا گیا تھا۔ وہ عورت تین دن کی مسافت سے دیکھا کرتی تھی اس کی

آنکھیں نیلی تھیں اس لئے اس کو زرقاء بھی کہا جاتا تھا۔ بکری نے کہا جاہلیت میں یمامہ کا نام جو بفتح الجیم و تشدید
الواو جمیری بادشاہ نے جب یمامہ عورت کو قتل کیا تو اس کے نام پر یمین رکھا۔

قوله مَقْتُلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ آه " یہ طرف زمان ہے یعنی اَيَّامُ مَقْتُلِ يَمَامَةَ، لیکن اس سے مراد
صحابہ کرام کا مسئلہ سے جنگ کرنے کے بعد ہے۔ سیدہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرات صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم نے گیارہ ہجری میں اس سے جنگ کی جس میں گیارہ سو اور ایک روایت کے مطابق چودہ سو صحابہ کرام
شہید ہوئے ان میں سے شرقاری تھے جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا۔

قوله استَحْرَ آه باب استفعال کی ماضی کا صیغہ بمعنی اشتد اور کثر ہے۔ اس کا مادہ حڑ ہے
مکرہ شئی کی نسبت حڑ کی طرف اور محبوب کی بڑ کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے "تَوَلَّيْ حَارَّهَا مِنْ
تَوَلَّيْ قَارَّهَا"، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر فاروق نے کہا تھا آئے دن لڑائیوں میں حفاظ قرآن شہید ہوتے
رہیں گے اس طرح قرآن کا بیشتر حصہ جاتا رہے گا۔ اس لئے قرآن کو محفوظ کر لیا جائے اور ایک جگہ جمع کیا
جائے۔ یمامہ کی لڑائی کے بعد عمر فاروق نے یہ مشورہ دیا تھا کہ یہ کام اچھا ہے۔

ابن جوزی نے کہا ایسا کلام وہ کر سکتا ہے جو سراپا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اور ابتداء
سے ڈرتا ہو کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن جمع نہیں کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کے زمانہ میں
آیات قرآن نازل ہوتی تھیں اور منسوخ بھی ہوتی تھیں۔ اگر قرآن جمع کر لیا جاتا تو بعض لوگوں کے پاس ناقص
ہوتا اور وہ زیادتی جو دوسروں کے پاس ہوتی کے منکر ہو جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے
تو نزول آیات اور نسخ وغیرہ اختتام پذیر ہوئے اور زیادتی نقصان کا احتمال اٹھ گیا تو حضرات صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے ابوبکر صدیق نے قرآن جمع کیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن میں
کچھ نہ کیا۔ انہوں نے صرف ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود صحائف اور اوراق لئے تھے اور زید بن ثابت

عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن حارث بن ہشام، سعید بن عاص اور قریش و انصار کے بارہ آدمی بشمول اُنی بن کعب رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تھا اور صحائف کو اجتماعی شکل دے کر قرآن کی صورت میں تمام شہروں میں بھیج دیا، کیونکہ خلیفہ نے ان کو اس میں اختلاف کی خبر دی تھی۔ جب ام المؤمنین حفصہ کا انتقال ہوا تو مروان بن حکم نے ان صحائف کو دھو ڈالا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی شئی ہو جو عثمان کے نسخوں کے خلاف ہو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح عثمان نے کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیوں نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کریم کو جمع حروف اور جمع وجوہ جن میں وہ نازل ہوا جمع کیا جائے وہ حروف قریش کی لغت ہو یا غیر قریش کی لغت ہو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ قریش کی لغت دوسری قراءت سے خالی کیا جائے لہذا ابوبکر صدیق کا جمع کرنا حضرت عثمان کے جمع کرنے سے مختلف ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے صحیفے حاضر کرنے سے حضرت عثمان کا مقصد کیا تھا؛ حالانکہ زید بن ثابت اور دیگر حضرات نے ان کو محفوظ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ قیل و قال کا سد باب کرنے کے لئے صحیفوں کو حاضر کیا تھا تاکہ کوئی یہ گمان نہ کر سکے کہ صحیفوں میں قرآن کو نہیں لکھا گیا اور جو کچھ انہوں نے لکھا تھا صحیفے اس کے شاہد تھے کہ یہ قرآن ہی لکھا گیا ہے۔

قولہ ہو خیر واللہ آہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر قرآن کو جمع کر کے لکھنا غیر ہے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیوں ترک کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جمع کرنا لکھنا اس زمانہ میں بہتر تھا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو ترک کرنا اور جمع کر کے لکھنا بہتر نہ تھا کیونکہ اس زمانہ میں بعض آیات منسوخ ہوتی رہتی تھیں جبکہ قرآن پورا نازل نہ ہوا تھا۔ اگر سب کو جمع کر لیا جاتا تو منسوخ آیات بھی جمع ہو جاتیں اور ناسخ و منسوخ میں امتیاز نہ رہتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت سے کہا کہ تم نوجوان ہو یہ اہم کام تمہارے سپرد کرنا ہوں؛ کیونکہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اس وقت زید کی عمر گیارہ برس تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کا انہیں یہ فرمانا اُن کے عہد خلافت میں تھا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت زید کی عمر پچیس سال کے لگ بھگ ہوگی یہی جوانی کی عمر ہے چونکہ زید سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں جی لکھا کرتے تھے اور نہایت ہی امانت دار تھے۔ بایں ہمہ وہ فضلاء صحابہ کرام میں سے تھے۔ علاوہ ازیں وہ اصحابِ مفتی میں سے بھی تھے۔ اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا ہم تجھے متہم نہیں جانتے ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اگرچہ قرآن کو جمع کرنے والے تھے اس کے لئے تمام آیات اور سورتوں کا محفوظ ہونا ضروری ہے، لیکن قرآن کے وجوہ، طریقے اور قراءات تلاش کرتے تھے تاکہ جن حروف سبعہ پر قرآن نازل ہوا ہے ان میں سے کوئی لغت اخفاء میں نہ رہے اور وہ قراءتیں بھی معلوم کرنا چاہتے تھے جو اُن کی اپنی قراءت کے علاوہ تھیں۔ زید نے کہا میں نے سورہ توبہ کی آخری دو آیات خزمیہ انصاری کے پاس پائیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ قرآن کریم نقل تو اترے منقول ہے اور یہ سارے کا سارا متواتر ہے تو

تو یہ دو آئین قرآن کیسے ہو سکتی ہیں جبکہ ان کا لہ اوی صرف خزمیہ انصاری ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دو آئین خزمیہ کے سوا کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ تھیں، لیکن یاد سب کو یقین اس اعتبار سے کہا کہ یہ دو آئین خزمیہ کے علاوہ کسی سے نہ ملیں۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ دو آئین صرف خزمیہ ہی سے معلوم ہوئی تھیں۔ بعض علماء نے کہا تو اتر علم یقینی کا مفید ہوتا ہے اور جو خبر قرآن میں محفوظ ہو وہ بھی علم یقینی کا مفید ہوتی ہے اور یہاں نے شمار قرآن میں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ خزمیہ کی شہادت دو گواہوں کی شہادت کے برابر ہے۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے تمام صحابہ کی موجودگی میں یہ لکھی تھیں۔ اسی لئے تمام صحابہ کرام نے اس کو قبول کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ زید کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ دو گواہوں کی گواہی سے آیات کو صحائف میں داخل کرتے تھے، لیکن اس روایت کے مطابق یہ اشکال ہو گا کہ دو گواہوں کی گواہی سے تو اتر ثابت نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دو گواہوں کو کتابت و حفظ پر گواہ بناتے تھے اور جو بطریق تو اتر مذکور ہوا اگر اس کی کتابت میں تو اتر نہ ہو تو اتر حفظ تو باقی ہے۔ اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بطریق تو اتر ثابت نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

حضرت خزمیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا نسب یہ ہے خزمیہ بن ثابت بن فاکہ انصاری خطمی ہیں ان کی تنہا کی گواہی دو گواہوں کی شہادت کے برابر تھی وہ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے اور ۳۷ ہجری کو صفین میں شہید ہوئے۔

”جامع قرآن“

اس جگہ یہ جاننا ضروری ہے کہ اس حدیث اور دوسری صحیح احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جامع قرآن ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس اعتبار سے جامع قرآن کہا جاتا ہے کہ جو قرآن ابو بکر صدیق نے جمع کیا تھا۔ وہ عرب کی تمام لغت پر مشتمل تھا۔ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دو مسلمانوں نے قرآن کریم کے ایک کلمہ میں جو لغات مختلفہ میں سے تھیں جھگڑا کیا حالانکہ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی لغت کے اعتبار سے محفوظ کیا ہوا تھا ان میں سے ہر ایک نے قسم کھائی کہ دوسرا غلط پڑھتا ہے۔ بعد میں انہیں معلوم ہو گیا کہ دونوں کلمے قرآن میں ہیں۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہد صدیقیت کا جمع کردہ قرآن ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے طلب کر کے اسے اہل حجاز کی لغت پر اس کی تجرید کی کیونکہ قریش کی لغت

سُورَةُ يُوسُفَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاخْتَلَطَ فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ وَقَالُوا
اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ إِنَّ لَهُمْ قَدَمَ
صِدْقٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ تِلْكَ

یہی قرآن نازل ہوا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا وفات
پاگئیں تو مروان بن الحکم نے ابوبکر صدیق کا جمع کردہ مصحف لے کر اس کو پانی سے دھو دیا اور کہا مجھے
ڈر ہے کہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں گے کہ قرآن کے کلمات مختلف ہیں۔ الحاصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے قرآن کریم جمع کیا تھا اس لئے دراصل جامع قرآن وہی ہیں چونکہ یہ قرآن مختلف لغات پر مشتمل تھا حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمام لغات سے خالی کر کے صرف قریش کی لغت پر رہنے دیا اس اعتبار
سے ان کو بھی جامع قرآن کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورَةُ يُوسُفَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شیخ دہلوی نے ذکر کیا کہ ابوالعباس نے مقامات تنزیل میں کہا کہ یہ سورت مکی ہے مگر ایک ت کریمہ
لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ مَدَنِي ہے۔ ایک روایت کے مطابق مِنْهُمْ
مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ ۚ ۚ بھی مدنی ہے۔ مقاتل نے کہا یہ دو آیات قَائِلٌ كُنْتُ

آيَاتُ يَعْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ
وَجَرَيْنَ بِهِمُ الْمَعْنَىٰ بِكُمْ دَعَاؤُهُمْ دُعَاؤُهُمْ أَحْيَاهُمْ دَعَاؤُهُمْ

فِي شَيْءٍ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ ،، مِنَ الْخَاسِرِينَ ،، تک بھی مدنی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ فَاحْتَطَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ ،،

اس سے اس آیت کریمہ انجمن امثال الحیوة الدنیاء کما انزلناہ من السماء فَاحْتَطَطَ بِهِ
نَبَاتُ الْأَرْضِ ،، دُنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے
سبب زمین سے اُگنے والی سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ دنیاوی زندگی کا حال پانی کی طرح ہے جو ہم آسمان سے بھیجتے ہیں تو اس کے
ساتھ زمین کی نباتات مل جاتی ہیں اور پانی کے زمین سے ملنے کے بعد زمین سے ہر قسم گندم کا غلہ وغیرہ اُگتا
ہے۔ وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ،،

مکہ کے کافروں نے کہا اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی۔ پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ
آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے جبکہ یہودی عزیرہ کو اللہ کا
بیٹا اور نصاریٰ عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور بیوی بچے سے بے نیاز ہے۔

”قَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ آه“

عمر فاروق کے مولیٰ زید بن اسلم نے اُن لہم قَدَمَ صَدَقِ ،، کی تفسیر میں کہا کہ وہ محمد رسول اللہ
ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہد نے کہا قدیم صدق سے مراد خیر ہے۔ ابن عباس نے ”منزل صدق“ سے
تفسیر کی ہے بعض نے کہا وہ نیک عمل ہے۔ سدی نے کہا وہ قدم ہے جس کے ساتھ چل کر دربار
الہیت میں حاضر ہوں گے۔

”يُقَالُ تِلْكَ آيَاتُ“

اس سے اس آیت کریمہ۔ الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ہذہ
أَعْلَامُ الْقُرْآنِ ،، سے اس کی تفسیر کی ہے یعنی تِلْكَ اسم اشارہ مخاطب بمعنی ہذہ ہے جو غائب
کے لئے ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ قرآن حکیم کے اَعْلَام ہیں جو حکمت اور مضبوط علم پر مشتمل ہیں اور
تِلْكَ آيَاتُ کی طرح یہ ہے کہ اس آیت کریمہ : حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمُ ،،
میں بِهْمُ بمعنی بِكُمْ ،، ہے یعنی ضمیر غائب بجائے ضمیر مخاطب ہے اور دونوں میں مماثلت یہ ہے کہ
دونوں میں التفات کیا گیا ہے یعنی خطاب کا صیغہ بصورت صیغہ غیب ذکر کیا ہے۔

قوله دَعَاؤُهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ دَعَاؤُهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کی طرف اشارہ ہے۔

اور دُعَاؤُهُمْ : سے اس کی تفسیر کی ہے یعنی دُعَاؤُیْ مَعْنٰی دُعَاؤُہِ ہے ۔
 قَوْلُهُ اُحِيطْ بِہِمَّ اَہْ ، اس سے اس آیت کریمہ : وَظَنُّوْا اَنْہُمْ اُحِيطْ بِہِمَّ کی طرف اشارہ کیا اور دَعَاۤیِہِ الْمُلُکِ سے اس کی تفسیر کی یعنی اُنھوں نے گمان کر لیا کہ وہ ہلاکت کے قریب آگئے ہیں ۔ قَوْلُهُ اَحَاطَتْ بِہِ اَہْ اس سے اس آیت کریمہ : بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِہِ خَطِیئَتُہٗ ، کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی جس نے بُرا کسب کیا اور اس کی برائی اس پر غالب آئی اور نجات کی راہ اس کے لئے مشکل ہو گئی ۔

قَوْلُهُ فَاتَّبَعَهُمْ اَہْ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَاوَزْنَا بِبَنۡیِۨ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُہٗ ، میں یہ اشارہ کیا کہ ” اَتَّبَعَهُمْ “ بکسر الہمزہ و تشدید التاء اور اَتَّبَعَهُمْ بفتح الہمزہ ہم معنی ہیں ۔ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا اور فرعون اور اس کے عسکر نے ان کا پیچھا کیا ۔ اصمعی نے کہا پہلا بمعنی لاحق اور دوسرا بمعنی مددک ہے یعنی اُن کا پیچھا کیا ۔
 قَوْلُهُ عَدُوًّا ، اس سے اس آیت کریمہ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُہٗ بَغْیًا وَّ عَدُوًّا ، میں اشارہ کیا کہ عدو بمعنی عدوان اور دشمنی ہے ۔ یعنی سرکشی اور دشمنی کے باعث ان کا پیچھا کیا ۔

قَوْلُهُ قَالَ مُجَاهِدٌ رَّیْعَجِلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الْاٰیۃُ اس سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ یُعْجَلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرُّ اسْتَعْجَلَهُمْ بِالْخَیْرِ الْاٰیۃُ کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں تو اُن کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا ۔ مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا غصہ کی حالت میں انسان کا اپنی اولاد اور مال کے متعلق کہنا ” اے اللہ اس میں برکت نہ کر اور اس پر لعنت بھیج “ اگر اللہ بھی ایسی جلدی کرتا تو اُن کا یہ کہنا پورا ہو چکا ہوتا ۔

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ نصر بن حارث ۔
شان نزول مشرک نے کہا اے اللہ اگر دین اسلام حق ہے تو ہم پر آسمان

سے پتھر برسائے ۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ۔

لَوْ یُعْجَلُ اللّٰهُ ، محل کے اعتبار سے مبتداء اور قَوْلُ الْاِنْسَانِ ، خبر ہے ۔ اور
ترکیب اَللّٰهُمَّ لَا تَبَارِکْ ، قول کا مقولہ ہے اور لَقَضٰی اِلَیْہِمْ اَجَلُہُمْ “
 لو کا جواب ہے ۔ یعنی انسان غصہ کی حالت میں اپنی اولاد اور مال پر بددعا کرتا ہے ۔ اگر اللہ ان لوگوں کی طرح جلدی کرتا تو جس پر انسان بددعا کرتا وہ کبھی کا ہلاک ہو چکا ہوتا اور مر گیا ہوتا ۔

اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد : لِلَّذِیۡنَ اَحْسَنُوْا الْحَسَنٰی وَ زِیَادَۃً

بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد ، اور وہ مغفرت گناہ و رضوان ہے ۔ (مشک رضا)

الْهَلَكَةِ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأَتْبَعَهُمْ وَاتَّبَعَهُمْ وَاحِدٌ عَدُوٌّ مِنْ
 الْعَدُوِّانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ يُعْجِلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْجَلَهُمْ بِالْخَيْرِ
 قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَوْلَا ذَلِكَ إِذَا غَضِبَ اللَّهُ لَا تَبَارَكَ لَنَفْسِهِ وَالْعَنَةُ
 لِقَضَى الْيَوْمِ أَجْلَهُمْ لَا هُلَاكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَا مَانَةٌ أَحْسَنُوا الْحُسْنَ مِثْلَهَا
 حُسْنِي وَزِيَادَةُ مَغْفِرَةٍ وَقَالَ غَيْرُهُ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ الْكَبِيرِ يَأْخُذُ الْمَلَكُ
 بَابٌ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ

فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّى إِذَا أَذْرَكَ الْغَرَقُ
 قَالَ أَمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ
 الْمُسْلِمِينَ نُنَجِّيكَ نُلْقِيكَ عَلَى نَجْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ وَهُوَ الشَّرُّ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ

حسن بصری رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ زیادہ وہ اضافہ ہے جو اللہ تعالیٰ ایک نیکی پر دس گنا ثواب دیتا
 ہے اور دس پر زیادہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زیادہ جنت الفردوس میں ایک موتی سے
 بنا ہوا بالا خانہ ہے جس کے چار دروازے ہیں۔ مجاہد کے غیر نے زیادہ کی تفسیر میں کہا کہ یہ جنت میں
 اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے جو اللہ کی ذات کا نگاہوں کا مرکز ہوگی !

اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَلْفِتْنَاهُمْ حَتَّىٰ نَجِدَ نَاعْلِيَهُمْ آبَاءَنَا وَتَكُونُ لَكُمُ
 الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمُ بِمُؤْمِنِينَ، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ فرعون اور اس کی قوم نے
 موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو کہا تھا کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس
 پھیر دوس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے
 کے نہیں، مجاہد نے کبریٰ کی تفسیر ماکہ سے کی ہے۔ ایک روایت کے مطابق کبریٰ بمعنی عظمت ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَاإِشْرَادٍ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ الْآيَةُ

یعنی ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور

ظلم سے۔ یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آیا تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فساد ہی تھا۔ آج ہم تیری لاش کو اترادیں گے کہ تو اپنے پھلوں کے لئے نشانی ہو اور بے شک لوگ ہماری آستوں سے غافل ہیں۔

تفسیر: فرعون نے یہ خواہش کرتے ہوئے کہ اس کا ایمان قبول کر لیا جائے گا۔ تین بار کہا "تکرار کے ساتھ ایمان ادا کیا۔ لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ ملائکہ اور عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں اگر حالت اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی کلمہ کہتا تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا، لیکن اُس نے وقت کھودیا اس لئے اس سے یہ کہا گیا۔ کیا اب ایمان لاتا ہے حالانکہ تو پہلے سے نافرمان رہا۔ اور تو فساد ہی تھا۔

قولہ "نَجَّيْكَ"، یعنی تجھے اونچی جگہ پھینک دیں گے۔ بخود اونچی جگہ ہے۔ فرعون لعین نے یہ نہ جانا کہ عذاب کے فرشتے دیکھنے اور عذاب آخرت کا مشاہدہ کے بعد ایمان لاتا نافع نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کافروں نے ہمارا عذاب دیکھا تو ایمان لائے اس ایمان نے اُن کو نفع نہ دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جواب میں فرمایا کیا اب اضطراب کے وقت ایمان لاتا ہے اس سے پہلے تو نافرمان رہا۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ جب فرعون نے کہا اَمَنْتُ اَللّٰہَ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْ اَمَنْتُ بِہٖ بَنُوْا سَرٰیئِلَ، کہا مجھے جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے دیکھتے حالانکہ میں نے سمندر کی مٹی پکڑ کر اس کے منہ میں بھر دی تھی تاکہ اس کو اللہ کی رحمت نہ آئے تو آپ عظیم شئی دیکھتے جس کی حقیقت کوئی نہیں بیان کر سکتا، کیونکہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو اللہ کے دشمن پر میرا غیظ و غضب بھڑکا کیونکہ اُس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس لئے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ کی رحمت اس کو آئے گی۔ میں نے سمندر کی سیاہ مٹی سے اس کا منہ بھر دیا تاکہ دوسرا بار یہ کہنا نہ پائے۔ الحاصل حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ اس لئے کیا تھا کہ فرعون پر اللہ کا غضب تھا اور وہ یہ جانتے تھے کہ اس کو ایمان نفع نہ دے گا۔ یہ نہیں کہ جبرائیل فرعون کے ایمان سے خوش نہ تھے کیونکہ کافر کے ایمان لانے کو اچھا نہ جانتا کفر ہے۔ لیکن ابو منصور ماتریدی نے کہا تاویلات میں ذکر کیا کہ کفر سے رضا مطلقاً کفر نہیں۔ یہ اس وقت کفر ہے جب وہ اپنے کفر سے راضی ہو اور اگر غیر کے کفر سے راضی ہو تو یہ کفر نہیں ہے۔ اس کی تائید عبد اللہ بن ابی سرح کے واقعہ سے ہے کہ جب وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور تین بار بیعت کرنے کی تمنا کی اور ہر بار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیعت کرنے سے انکار کیا پھر اس کو بیعت کر لیا اور صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم سے کوئی شخص سمجھا رہا ہے کہ جب وہ یہ دیکھتا کہ میں اس کو بیعت نہیں کر رہا ہوں تو اس کو قتل کر دیتا۔ (ابوداؤد والنسائی)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرعون سے فتوے لینا،

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے فرعون سے سوال پوچھا کہ اس شخص کے متعلق تیرا کیا فتویٰ ہے جس نے کسی شخص کے مال سے پرورش پائی ہو اور اس کی نعمتوں میں پلا ہو پھر اس کے حق کا انکار کرتے ہوئے اس کی عظمت کو پامال کرنا چاہے اور خود اپنی سیادت اور عظمت کا دعویٰ کرے فرعون نے اس کا یہ جواب لکھا۔

فرعون کے جواب کا متن

ولید بن مصعب کہتا ہے جو بندہ اپنے مالک کی طاعت سے خارج ہو جائے اور اس کی نعمتوں کا انکار کرے اس کو سمندر میں غرق کیا جائے۔ جب فرعون سمندر میں غرق ہونے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو وہ جواب دکھایا جس کو اُس نے پہچانا۔

فرعون کی لاش باہر کیوں پھینکی گئی؟

علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح میں ذکر کیا کہ عبدالرزاق نے اپنے اسناد کے ساتھ قیس بن عباد وغیرہ سے روایت کی کہ بنو اسرائیل نے کہا فرعون مرا نہیں۔ اس لئے اللہ نے اس کو باہر پھینکا تاکہ اس کو دیکھیں وہ سُرخ بیل کی طرح تھا۔ یہ روایت موقوف ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ معمر نے قتادہ سے روایت کی جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو بعض لوگوں نے اس کی تصدیق نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو باہر نکالا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں اور عبرت حاصل کریں۔ ابن ابی حاتم نے ضحاک کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی سمندر سے نکلے تو فرعون کی قوم سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے کہا فرعون اور اس کی قوم غرق نہیں ہوئی وہ سمندر کے جزائر میں شکار کرنے میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کو ننگا باہر پھینک دے۔ سمندر نے اس کو باہر پھینک دیا جبکہ اس کا بدن برہنہ اور سر گنجا تھا۔

کیا فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا؟

شیخ ابن عربی اور ان کے معتقدین نے قرآن کی مذکور آیت سے استدلال کیا کہ فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا۔ فصوص الحکم میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بعض علماء نے کہا، شیخ کا یہ اعتقاد نہیں بلکہ انہوں نے

۴۳۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوا

بطور جدل و احتمال یہ آیت ذکر کی ہے کہ اس آیت سے یہ معنی مفہوم ہے ، ورنہ انھوں نے فتوحات مکہ میں تصریح کی ہے کہ دوزخ میں بعض سخت حصے میں جو اللہ تعالیٰ نے متکبر لوگوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں وہ فرعون و نمرود ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ہے۔ جمہور مشائخ اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ فرعون کافر مرا ہے اور قرآن کریم میں جہاں بھی اس کو ذکر کیا قباحت اور اہانت سے ہی ذکر کیا ہے ابو جہل بدسکی جنگ میں مرا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کا فرعون مر گیا ہے۔

فرعون کون تھا ؟

فرعون مصر کا حاکم تھا۔ اس کا نسب یہ ہے فرعون ولید بن مصعب بن ریان اس کی کنیت ابو مرہ ہے۔ ابو العباس نے کہا وہ بنی علقم سے جنہیں عمالقہ کہا جاتا ہے وہ سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔ اس کو قبطلی بھی کہا جاتا ہے۔ سدی نے کہا موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بیس ہزار جنگ آزمادہ لے کر نکلے جن میں کوئی بھی بیس سال سے کم نہ تھا اور نہ ہی کوئی ساٹھ سال زیادہ تھا۔ اس کا مقدمہ مارون علیہ السلام تھے جو دس لاکھ ستر ہزار مردوں کو لے کر باہر نکلے جن میں کوئی عورت نہ تھی جبکہ فرعون کے ساتھ شتر سردار تھے۔ ہر سردار کے ساتھ ستر ہزار آدمی تھے۔ اس کا مقدمہ ہامان تھا جس کے ہمراہ کئی لاکھ آدمی تھے ان میں ایک لاکھ صرف گھوڑے تھے جن میں کوئی مادہ نہ تھی۔ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا اور سب غرق ہو گئے۔ یہ عاشوراء کے دن کا واقعہ ہے۔ اسی لئے یہودی اس روز روزہ سے ہوتے تھے۔ وہ اس دن کی تعظیم کرتے تھے ہمیں بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم ملا ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ

میں تشریف لائے جبکہ یہودی عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

۴۳۶۴ —

انھوں نے کہا اس دن میں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون لعین پر غلبہ حاصل ہوا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم ان کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ عقیدہ رکھو۔ پس تم روزہ رکھو! (حدیث سنن ابی شریح دہلی)

سُورَةُ هُود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ ابْنُ مَيْسَرَةَ الْأَوَّاهُ الرَّحِيمُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَادِي
الرَّأْيِ مَا ظَهَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجَوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ وَقَالَ
الْحَسَنُ أَنْتَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ يَتَهَمُونَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَقْلَعِي
أَمْسِكِي عَصِيْبٌ شَدِيدٌ لَا جَرَمَ بَلَى وَقَارُ الثَّنُورِ مَنَعَ الْمَاءَ وَقَالَ
عِكْرَمَةُ وَجْهٌ الْأَرْضِ

سُورَةُ هُود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسماعیل بن عبدالرحمن مدنی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ سورت مکی ہے لیکن
اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي الْتَهَارِ الْآيَةِ مدنی ہے۔ قطبی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ مدائن
مکی ہے۔ مذکور آیت کریمہ ایک شخص کے حق میں نازل ہوئی جس نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض
کی کہ میں نے اجنبیہ عورت کو بوسہ دیا ہے لیکن اس پر تجاوز نہیں کیا اور میں حد تک نہیں پہنچا ہوں۔
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے نماز ہمارے ساتھ پڑھی ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا
اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي الْتَهَارِ وَذَلْفًا مِّنَ
الَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، اور نماز قائم رکھو! دن کے دونوں کنارے اور کچھ رات
کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ واقعہ مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور یہ آیت کریمہ: فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ
إِلَيْكَ، مدنی ہے۔ مغازل نے کہا یہ مکی ہے۔ مگر دو آیات اَقِمِ الصَّلَاةَ اور اُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ

جو عبد اللہ بن سلام اور اس کے مسلمان ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مدنی ہیں۔
 ابو میسرہ نے کہا حبشی زبان میں اَوَاہ بمعنی رحیم ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ الْحَلِیْمَ
 اَوَاہٌ مُّذِیْبٌ کی طرف اشارہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”بَادِیَ النَّوٰی“ کی تفسیر مَا ظَهَرَ
 لَنَا سے کی ہے یعنی جو کچھ ظاہر ہے۔ مجاہد نے کہا دُو جُودِیَّ، ”جنزیرہ میں پہاڑ کا نام ہے جو دجلہ اور فرات
 کے درمیان مُوَصَّل کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین نبیوں کی خاطر تین پہاڑوں کا اکرام کیا ہے۔ اُن میں ایک
 حری ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ دوسرا جودی یہ نوح علیہ السلام کے ساتھ،
 تیسرا طور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مختص ہے۔ حَسَن نے کہا اِنَّكَ لَا اَنْتَ الْحَلِیْمُ اس سے
 اِنَّكَ لَا اَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ کی طرف اشارہ ہے۔

قوله یَسْتَهْزِؤْنَ بِہِ، اس وصف کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام کو مذاق کرتے تھے۔
 قوله اَقْلَعِی، اس سے اس آیت کریمہ یَا اَرْضُ اَبْلَعِیْ مَآءَکِ وَیَا سَمَآءُ اَقْلَعِیْ کی
 طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَقْلَعِیْ بمعنی اَمْسِکِی ہے۔ یعنی اے زمین پانی کو جذب
 کر لے اور اے آسمان پانی کو روک لے اور اس آیت کریمہ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ، میں ابن عباس
 رضی اللہ عنہما نے عَصِیْب کی تفسیر شدید سے کی۔ یہ حضرت لوط علیہ السلام کا کلام ہے جبکہ اُن کے
 پاس امر و آدمیوں کی صورت میں فرشتے آئے اور لوط علیہ السلام نے اپنی بدکار قوم سے خون محسوس کیا تھا
 : اس سے اس آیت کریمہ لَا جَرَمَ اَلْاُخْرٰی اَلْاُخْرٰی اَلْاُخْرٰی اَلْاُخْرٰی اَلْاُخْرٰی اَلْاُخْرٰی اَلْاُخْرٰی اَلْاُخْرٰی
 قوله لَا جَرَمَ الخ کی طرف اشارہ کیا اور دو لَا جَرَمَ، کی بلی

سے تفسیر کی لَا جَرَمَ، فراء نے کہا لَا جَرَمَ دراصل بمعنی لَا بُد اور لَا مَحَالۃ ہے۔ اس میں استعمال
 بکثرت ہونے کے باعث قسم کے معنی میں ہو گیا حتیٰ کہ حَقًّا کی طرح ہو گیا اسی لئے اس کے جواب میں ”لام“
 آتی ہے جیسے قسم کے جواب میں لَام داخل ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے لَا جَرَمَ لَا یَقِیْنُکَ، بخدا میں
 تیرے پاس ضرور آؤں گا۔ بصری علماء اس کو فعل کہتے ہیں۔ جبکہ یہ کوئی علماء کے نزدیک اسم ہے۔
 جس وقت یہ اسم ہوگا تو آیت کا معنی یہ ہوگا، ”وہ یقیناً آخرت میں خسارے میں پڑنے والے ہیں اگر
 بصری علماء کے مطابق یہ فعل ہو تو وہ لا کلمہ سے کافروں کے کلام کا رد ہے اور جَرَم بمعنی کَسَب ہے یعنی
 ان کے کفر نے آخرت میں خسارہ کسب کیا، (یعنی)

قوله فَارَ التَّنُوْرُ آہ اس سے آیت کریمہ حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ فَارَ التَّنُوْرُ کی
 طرف اشارہ کیا اور بَنَعَ الْمَآءُ، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اس کے تنور سے پانی جوش سے نکلا
 جیسے ہنڈیا جوش سے اُبلتی ہے۔ لفظ ”فَارَ“ فور سے ہے بمعنی جوش مارنا۔ ویگ کے اُبلنے کو
 فُورَان کہتے ہیں۔ عکرمہ نے کہا تنور بمعنی روئے زمین ہے۔ ابن درید نے کہا تنور فارسی لفظ ہے۔ عربوں

نے جب کوئی دوسرا اسم اس معنی میں نہ پایا تو اسی کو استعمال کرنے لگے۔ قرآن کریم میں بھی اسی طرح آیا ہے کہ عربوں نے اس کا کوئی اور نام نہ پایا۔

شیخ دہلوی نے ذکر کیا اس تنود کی جگہ میں مختلف روایات ہیں۔ مجاہد نے کہا یہ کوفہ کے ایک کنارے میں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کوفہ کی مسجد کے درمیان کشتی بنائی اور اسی جگہ تنور تھا۔ مقاتل نے کہا شام میں آدم علیہ السلام کا تنور ایک مقام تھا جیسے درودہ کہتے ہیں۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ یہ تنود ہندوستان میں تھا۔ واللہ وسولہ اعلم!

قوله **اَلَا اَتَمَّحُّ اَہ** یعنی خبردار ہو جاؤ کہ بعض لوگ اپنے سینے اور منہ مروڑتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو اللہ سے چھپائیں، **يَتَنَوُّنَ** صیغہ جمع مذکر غائب ہے اس میں ضمیر غائب کا مرجع منافقین ہیں۔ اور **صَلَا وَرَهْطٌ** منصوب مفعول ہے۔

قوله **اَلَا حَيَّنَ اَہ** یعنی خبردار جس وقت وہ لباس پہنتے ہیں۔ وہ ان کی ہر وہ شئی جانتا ہے جسے وہ چھپاتے یا ظاہر کرتے ہیں۔ وہ سینوں کی باتیں جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کا چھپانا اور ظاہر کرنا برابر ہے۔ مفسرین نے اسی طرح تفسیر کی ہے اور جو معنی حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہ اس سے مختلف ہے۔ غیر عکرمہ نے کہا **حَاقٌ** بمعنی نزل ہے اور **يَحْقِيقُ** بمعنی یُنْزِلُ ہے۔

قوله **لَوْ اَنَّ** بر وزن فَعُول یُسْتُ سے ماخوذ ہے۔ **تَبْتَلِیْ** بمعنی تخرن ہے۔ یعنی غمزہ نہ ہو۔
قوله **يَتَنَوُّنَ صَلَا وَرَهْطٌ** یعنی وہ حق میں شک کرتے ہیں تاکہ اگر انہیں اخفاء کی طاقت ہو تو اللہ سے اخفاء کر لیں۔ **يَتَنَوُّنَ** ثنی سے ماخوذ ہے۔ اس کی حق میں شک اور اس سے اعراض کرنے سے تعبیر کی جاتی ہے۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے۔

زمخشری نے کہا وہ حق سے انحراف کرتے ہیں کیونکہ جو کوئی کسی شئی کی طرف متوجہ ہو وہ اپنا سینہ اس کی طرف کرتا ہے اور جو کوئی شئی سے انحراف کرے وہ اس سے اپنا سینہ پھیر لیتا ہے اور اس سے پہلو ہتی کرتا ہے۔ پس **يَتَنَوُّنَ صَلَا وَرَهْطٌ** کا معنی یہ ہے کہ وہ حق سے انحراف کرتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ انیس بن شریق کے حق میں نازل ہوئی جو چوب زبان اور شیریں کلام تھا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے میٹھی میٹھی باتیں کر کے باطنی خبیث کو پوشیدہ رکھتا تھا۔ بعض علماء نے کہا بعض مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرتے تو وہ اپنا سینہ پھیر لیتا اور سر نیچا کر لیتا تھا تاکہ آپ کو نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کو سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کی خبر دی اور جو کچھ اُن میں آپ سے عداوت رکھتے تھے۔

۴۳۶۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَّاجٌ
 قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادٍ بْنُ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ
 يَقْرَأُ إِلَّا أَنَّهُمْ يَتَنَوَّنُوْنَ صُدُّوهُمْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ أَنَا سَ كَانُوا
 يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيَفْضُوْا إِلَى السَّمَاءِ وَأَنْ يُجَامِعُوْا إِنْسَاءَهُمْ فَيَفْضُوْا
 إِلَى السَّمَاءِ فَزَلَّ ذَلِكَ فِيهِمْ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا
 هِشَامُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادٍ بْنُ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
 قَرَأَ إِلَّا أَنَّهُمْ تَتَنَوَّنُوْنَ صُدُّوهُمْ قُلْتُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَتَنَوَّنُوْنَ صُدُّوهُمْ
 قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحْيِي أَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحْيِي فَزَلَّتْ إِلَّا أَنَّهُمْ
 تَتَنَوَّنُوْنَ صُدُّوهُمْ

۴۳۶۵۔ ترجمہ : ابن جریر نے کہا مجھے محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ انہوں نے
 ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ پڑھتے ہوئے سنا : إِلَّا أَنَّهُمْ
 تَتَنَوَّنُوْنَ صُدُّوهُمْ، محمد بن جعفر نے کہا میں نے ابن عباس سے اس آیت کے شان نزول کے
 متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا چند لوگ قضاء حاجت میں برہنہ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے تھے کہ
 وہ کھلے میدان میں اپنی شرمگاہیں آسمان کی طرف کرتے ہیں اور یہ کہ اپنی بیویوں سے جماع کرتے ہیں اور اپنی
 شرمگاہیں آسمان کی طرف کرتے ہیں اُن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
 ۴۳۶۵۔ شرح : یعنی کچھ لوگ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت شرمگاہ سے کپڑا اٹھانے
 میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے تھے۔ اسی طرح بیویوں سے جماع کے وقت
 کھلی جگہ میں آسمان کے نیچے یہ کام کرنے سے شرم کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے جھکے جھکے یہ سب کام کرتے تھے اور
 اپنے آپ کو کپڑوں میں چھپاتے تھے اُن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
 قولہ يَتَنَوَّنُوْنَ، مضارع معروف بروزن يَفْعُوْنَ عَلٌ، ہے۔ اس کی ماضی اثنوئی بروزنِ اِفْعُوْا عَلٌ ہے۔ اس کا
 باب اِفْعِيْعَالٌ اور مادہ ثنی ہے۔ یہ صیغہ مبالغہ کا ہے جیسے اِخْلُوْا لِيْ يَخْلُوْا حِلَاوَتٌ مِّنْ مِّبَالِغَةٍ كَيْفَ لَمْ يَكُنْ۔
 قولہ صُدُّوهُمْ، فاعلیت کے باعث مرفوع ہے۔ مشہور قراءت يَتَنَوَّنُوْنَ، جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

۴۳۶۶ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو
قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَّا أَنَّهُمْ يَتَنَوْنَ صُدُّوهُمْ عَلَى حِينٍ يَسْتَعْشُونَ شِيَابَهُمْ
وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَعْشُونَ يَغْطُونَ رُؤُسَهُمْ سَيِّئًا سَاءَ ظَنُّهُ
بِقَوْمِهِ وَصَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا بِأَضْيَافِهِ يَقْطَعُ مِنَ اللَّيْلِ بِسَوَادٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
أَنِيبْ أَرْجِعْ

اس میں ضمیر کا مرجع منافقین میں اور صُدُّوهُمْ ، مفعولیت کے سبب منصوب ہے۔
قوله فَيَقْضُوا آه یہ أَقْضَى الرَّجُلُ إِلَى أَمْرِهِ إِذَا بَاشَرَ، سے ہے یعنی کوئی اپنی بیوی
سے مباشرت کرے تو کہا جاتا ہے أَقْضَى الرَّجُلُ إِلَى أَمْرِهِ ، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابواسامہ
کی روایت میں ہے۔ کچھ لوگ کپڑوں میں لپٹے بغیر بیویوں کے پاس نہ جاتے تھے اور نہ ہی بیت الخلاء میں جاتے
تھے وہ اس حال کو مکروہ جانتے تھے کہ ان حالات میں اپنی شرمگاہیں برہنہ کریں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے
یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ،

ترجمہ : ابن جریر نے کہا مجھے محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ ابن عباس
رضی اللہ عنہا نے پڑھا : إِلَّا أَنَّهُمْ تَتَنَوْنَ صُدُّوهُمْ

میں نے کہا یا ابا العباس اس آیت کا معنی کیا ہے ؟ انہوں نے کہا کوئی مرد اپنی بیوی سے برہنہ جماع کرتا تو
شرم کرتا یا بیت الخلاء میں برہنہ ہوتا تو برہنہ ہونے میں شرم کرتا تھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
عمر بن دینار کے غیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یَسْتَعْشُونَ بِرُؤُسِهِمْ ،
ہے۔ اپنے سروں کو چھپاتے تھے۔ (اس کی تفصیل گزری ہے)

قوله وَاجْتَنَبْنِي ، واؤ عاطفہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریر نے یہ حدیث کسی اور سے بھی
سنی ہے اور وہ ابولمیکہ ہے۔ طبرانی نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی۔
قوله مَسْنَعٌ بِهِمْ ، اس سے اس آیت کریمہ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئِیً بِهِمْ وَ
صَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا ، کی طرف اشارہ کیا یعنی ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس
آئے وہ بے ریش نوجوانوں کی صورت میں آئے لوط علیہ السلام یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے کہ اُن کی بددعا
قوم ان کا قصد کرے گی جس کی وہ مدافعت نہ کر سکیں گے اُن سے لوط علیہ السلام کا سینہ تنگ ہوا اور بہت
پریشان ہوئے اور اس کام میں کوئی جیلہ کرنے سے عجز کے سبب سخت مُنْقَبِضٌ ہوئے اور جو تفسیر امام نے

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

۴۳۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَنْفِقْ أَنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللَّهِ مَلَأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةً سَمَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِيضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيدَةُ الْمِيزَانِ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ إِعْتْرَاكَ افْتَعَلَتْ مِنْ عَرْوَتِهِ أَيْ أَصْبَتْهُ وَمِنْهُ يَغْرُوهُ وَأَعْتَرَانِي أَخَذَ بِنَاصِيَتِهَا أَيْ فِي مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ عَنِيْدٌ وَعَنُوْدٌ وَعَانِدٌ وَاحِدُهُو

نے کی ہے وہ علی بن ابی طلحہ کے ذریعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کے متعلق بدگمانی ہوئی "یعنی" بہم، کی ضمیر کا مرجع قوم ہے اور ضائق بہم، میں ضمیر کا مرجع مہمان فرشتے ہیں اس تقدیر پہ دونوں ضمیروں کے مراجع مختلف ہیں۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ دونوں ضمیروں کا مرجع قوم ہے یعنی جب خوبصورت بے ریش نوجوانوں کو دیکھا تو اپنی قوم سے خوف زدہ ہوئے اور ان کا سینہ بہت تنگ ہوا۔

يَقْطَعُ مِنَ اللَّيْلِ "اس سے اس آیت کریمہ فَاَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ" کی طرف اشارہ کیا اور قِطْعٌ کی تفسیر سَوَاد سے کی کہ قِطْعٌ بمعنی سواد ہے یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے اس کا معنی "بعض" ہے۔ قتادہ سے "رات کا بعض" مروی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام سے فرمایا "اپنے اہل و اولاد کو رات کے اندھیرے میں باہر لے جائیں اور تم میں سے کوئی بھی مڑ کر نہ دیکھے"، قَالَ مُجَاهِدٌ أَيْنَبُ "اس سے اس آیت کریمہ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ" کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا أَيْنَبُ بمعنی اَرْجِعْ ہے۔

تَاكِيْدُ الْقَبْرِ اسْتَعْمَرَكُمْ جَعَلَكُمْ عَمَارًا اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فِي عُمُرِي
 جَعَلْتُهَا لَكُمْ تَكْرُمًا وَاَنْكَرَهُمْ وَاَسْتَنْكَرَهُمْ وَاَحَدٌ حَمِيْدٌ حَمِيْدٌ كَاَنَّهُ
 فَعِيْلٌ مِّنْ مَا جَدَّ مُحَمَّدٌ مِّنْ حَمِيْدٍ سَجِيْلٌ الشَّدِيْدُ الْكَبِيْرُ سَجِيْلٌ
 وَ سَجِيْنٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ اُخْتَانٌ وَقَالَ ثَمِيْمٌ بَنُ مُقْبِلٍ
 وَرَجُلَةٌ يَضْرِبُوْنَ الْبَيْضَ ضَا حِيَةً : ضَرْبًا قَوَا حِيً بِهٖ الْاِبْطَالُ سَجِيْنًا
 وَاِلَى مَدِيْنٍ اَخَاهُ شُعَيْبًا اِلَى اَهْلِ مَدِيْنٍ لِاَنَّ مَدِيْنٍ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ

بَابُ — اللہ کا تخت پانی پر تھا

زمین آسمان سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے روایت ہے کہ پانی ہوا پر مہتا (قسطانی)

۴۳۶۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو محتاجوں پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کمروں کا۔ اور فرمایا
 اللہ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے۔ اس کو خرچ کم نہیں کرتا وہ ہمیشہ رات دن نعمتیں پہناتا ہے، اور فرمایا
 تم جانتے ہو اللہ نے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اس نے کیا خرچ کیا ہے۔ اُس نے جو کچھ اللہ
 کے ہاتھ میں ہے اس سے کچھ کم نہیں کیا (ان کے پیدا کرنے سے پہلے) اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس
 کے ہاتھ میں میزان (ترازو) ہے اس کو جھکاتا اور اٹھاتا ہے۔

۴۳۶۸ — شرح : یعنی ارض و سما کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا جس کو ہوا
 نے اٹھا رکھا ہے۔ اس وقت سے اللہ اپنے بندوں پر ہمیشہ نعمتیں وغیرہ
 صرف کرتا ہے۔ رات دن بے بہا نعمتیں وغیرہ بہا دینے نے اس کے خزانہ غیب میں سے
 کچھ کم نہیں کیا۔ اس کے ہاتھ میں عدل و انصاف ہے۔ وہ اپنے بندوں میں عدل کرتا ہے۔ خطاب نے کہا
 اس کے ہاتھ میں ترازو ہے وہ اپنے بندوں میں رزق تقسیم کرتا ہے جس کے لئے چاہے رزق تقسیم کرتا ہے

جس کے لئے چاہے رزق کم کرتا اور جس کے لئے چاہے رزق وسیع کرتا ہے۔ حضرات ائمہ کرام اہل سنت و جماعت اور مومنوں کا یہ مذہب ہے کہ کسی تاویل کے بغیر اس جیسی آیات پر بظاہر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی کیفیت میں زبان کھولنا منع ہے۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا اس عالم میں عرش کے بعد صبح سے پہلے پانی پیدا کیا گیا ہے۔ صاحب تفسیر نے کہا یہ بات مخفی نہیں کہ اس سے عرش کا پہلے پیدا ہونا معلوم نہیں البتہ یہ دوسری حدیث بھی ثابت ہے یہ مشابہات سے ہے۔

اعْتَرَاكَ اِفْتَعَلْتَ اس سے اس آیت کریمہ : **اِنَّ نَقُوْلُ اِلَّا اَعْتَرَاكَ بَعْضُ الْهَيْئَةِ بِسُوْءٍ** کی طرف اشارہ کیا۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بُری جھپٹ پہنچی ہے۔ بُری جھپٹ سے مراد جنون ہے۔ مشرکوں کا یہ کہنا بہت بُری جہالت اور سفالت تھی کہ وہ پتھروں میں علم اور تصرف خیال کرتے تھے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ **اعْتَرَاكَ** بروزن **اِفْتَعَلْتَ** ہے۔ اس میں کاف خطاب کا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ باب افتعال سے ہے۔ لیکن **اعْتَرَاكَ** کا وزن **اِفْتَعَلْتَ** اس فن کے علماء کی اصطلاح نہیں۔ درست یہ ہے کہ **اعْتَرَى** بروزن **اِفْتَعَلَ** ہے وزن میں کاف خطاب کی ضرورت نہیں۔ قولہ **عَرَوْهُ** سے یہ اشارہ کیا کہ اس کا اصل عربی **يَعْرِوْهُ** ہے۔ میں اسے پہنچا۔ جوہری نے کہا جب کوئی کسی کو طلب کرنے آئے تو کہتا ہے۔ **عَرَوْتُ الرَّجُلَ**، اور جب کسی کے پاس مہمان بہت آئیں تو کہتے ہیں **عَرَوْهُ الْاَضْيَافُ وَتَعْتَرِيْهِ**، اس کو مہمانوں نے ڈھانپ لیا۔ اسی اصل سے **يَعْرِوْهُ**، وہ اسے پہنچا اور **اعْتَرَانِيْ**، ہے اس نے مجھے ڈھانپ لیا، جوہری نے کہا یہ محاورہ ہے **عَرَانِيْ هَذَا الْوَمْرُ اعْتَرَانِيْ**، مجھے اس شئی نے ڈھانپ لیا۔ اس میں **اِصَابَهُ**، کا معنی ہے۔ **اِصَابَتْهُمْ**، ان کو پہنچے، قولہ **اَخَذْنَا صَيْتَهُمَا**، اس سے اس آیت کریمہ **وَمَا مِنْ ذَا بِيَةٍ اِلَّا هُوَ اَخَذُ بِنَاصِيَّتِهِمَا**، کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اللہ اس کو اس کی پیشانی سے پکڑنے والا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر باللائم اس لئے کی ہے کہ جس کوئی اس کی پیشانی سے پکڑے وہ پکڑنے والے کی قدرت اور حکم کے تحت ہوتا ہے۔ یہ تفسیر صرف کشمینی کی روایت میں ہے، دینی قولہ **عَنْهُ وَعَنْهُ وَعَنْهُ** آہ یہ تینوں اسماء ہم معنی ہیں اور غاد سے مشتق ہیں۔ اس میں تَجَرُّ اور تَجَرُّ کی تاکید اور مبالغہ ہے۔

قولہ **يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ اِهْ اَشْهَادُ** کا واحد شاہد ہے جیسے اصحاب کا واحد صاحب ہے۔
اِسْتَعْمَرَ كُمْ اس سے اس آیت کریمہ : **هُوَ اَنْشَأَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَ كُمْ** قولہ **اِسْتَعْمَرَ كُمْ**، **فِيْهَا**، اللہ نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تمہیں اس میں عمارت کرنے کی توفیق دی یعنی تمہیں اس میں بسایا چنانچہ کہا جاتا ہے **اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَيَعْمُرُهَا**، میں نے مکان اس کے لئے کر دیا یعنی اس کو بہہ کر دیا قولہ **لَكُمْ هُمْ وَانْكَرْتُمْ**، یعنی یہ تینوں

وَسَلِّ الْقَرْيَةَ سَلِّ الْعِيرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعِيرُ رَأَى كَمْ ظَهَرِيًّا
يَقُولُ لَمْ تَلْتَفِعُوا إِلَيْهِ وَيَقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرَتْ
بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظَهَرِيًّا وَالظَّهَرِيُّ هَهُنَا أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً
أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ أَرَادَ لَنَا سَقَاظَنَا إِجْرَامِي هُوَ مُصْدِرٌ مِنْ

افعال ثلاثی مجرد، افعال اور استفعال ہم معنی ہیں۔

قولہ حمیدٌ حمیدٌ آہ مجید کا وزن فعیل ہے۔ اسم فاعل ماجد کے معنی میں ہے۔ حمید حمد سے اسم مفعول
محمود کے معنی میں ہے۔ ”گاتہ جو شک کے لئے ہے۔ اس کا مفہوم یہی ہے۔ مجذ کا معنی شرف ہے اور
مجید میں ماجد کا مبالغہ ہے یعنی بہت سجادت کرنے والا چنانچہ کہا جاتا ہے۔ رَجُلٌ مَاجِدٌ، بہت سخی
اور محمود کے معنی میں سرائی گیا۔

قولہ سَجِيلٌ آہ بہت سخت۔ اس سے اس آیت کریمہ : وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حَاجِرَةً مِنْ سَجِيلٍ
مَنْضُودٍ، اور ہم ان پر سخت پتھر برسائے، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں ابن تین نے ایک اشکال
ذکر کیا ہے کہ اگر سَجِيلٌ معنی شدید ہو تو حَجَارَةٌ مِنْ سَجِيلٍ کہنا جائز نہ ہوگا کیونکہ حَجَارَةٌ مِنْ شَدِيدٍ، نہیں کہا
جاتا ہے۔ پھر اس کا جواب یہ دیا کہ اس میں کچھ الفاظ محذوف ہیں دراصل حَجَارَةٌ كَائِنَةٌ مِنْ تَحْرِ
شَدِيدٍ، گویا کہ اس سے مراد یہ ہے سخت پتھر کی جنس سے پتھر برسائے، سَجِيلٌ اور سَجِيلِینِ واحد
ہیں۔ سَجِيلِینِ میں لام اور نون دونوں آتے ہیں۔ اور یہ ایک دوسرے سے بدلتے رہتے
ہیں۔ کیونکہ لام اور نون دونوں ساتھی ہیں۔ چنانچہ نمیم بن مقبل جو قبیلہ مخضرم کے شعراء سے ہے۔
اُس نے کفر و سلام کے زمانے پایے ہیں، نے کہا :

وَدَجَلَةٌ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاجِحَةً : ضَرْبًا تَوَاحِي بِهِ الْإِبْطَالُ مَجْتَنًا

اس شعر سے مراد یہ ہے کہ اس میں سَجِيلِینِ معنی سَجِيلٌ ہے یعنی بہت سخت پتھر، علامہ کرمانی
نے کہا سَجِيلٌ اور سَجِيلِینِ دونوں ہم معنی ہیں اور مشہور یہ ہے کہ سَجِيلٌ ”سنگ گل“ سے لیا گیا ہے۔ رَجُلٌ
راجل کی جمع معنی پیادہ ہے۔ جیسے صاحب کی جمع ہے۔ علامہ عینی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ راء کو
مضموم پڑھا جائے یعنی رَجُلٌ معنی رَجُولِيَّةٌ بتقدیر ذُو رَجُولِيَّةٍ یعنی کامل مرد قولہ الْبَيْضُ، بفتح الباء
وبکسر باء۔ اگر بَيْضُ کی باء مفتوح ہو تو یہ بَيْضٌ معنی حدید اور لوہا ہے اور اگر باء مکسور ہو تو یہ ابیض
کی جمع معنی تلوار ہے۔ اور الْبَيْضُ، سے پہلے حرف جر مقدّم ہے اور ہائے یہ دراصل بِالْبَيْضِ تھا۔

قوله ضَاحِيَةً ، حاشیہ کے وقت ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ بہت لوگ پیدل چلنے والے سڑکوں پر مارتے ہیں جن پر لوہے کے خود میں یا وہ نمایاں تلواروں سے مارتے ہیں ،
 قوله ضَرْبًا تَوَاصِيًّا بِهٖ الْاَبْطَالُ مَبْجُتًا ، ضرباً مفعول مطلق ہے ۔ توامی دراصل تَوَاصِي تھا
 ایک تاء کو حذف کیا ہے ۔ کہا جاتا ہے ۔ تَوَاصِي الْقَوْمُ ، ایک دوسرے کو وصیت کی ، الْاَبْطَالُ بطل کی جمع
 بمعنی دلیر مرد ہے ۔ سَجِلٌ ضَرْبًا کی صفت ہے ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ایسا سخت مارنا کہ دلیر لوگ ایک دوسرے
 کو وصیت کرتے ہیں کہ اس طرح مارنا چاہیے ۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سَجِلٌ بمعنی شدید ہے اور نہ یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ سَجِلٌ اور سَجِنٌ دونوں ہم معنی ہیں ۔ صاحب تفسیر القاری نے کہا کتابوں سے یہی معلوم ہوتا ہے
 کہ سَجِلٌ بمعنی سخت پتھر ہے ۔ صراح میں کہا سَجِلٌ بمعنی سنگ گل ہے اور سَجِنٌ بمعنی مطلق شدید ہے ۔
 قرآن کریم میں واقع لفظ سَجِلٌ میں مختلف اقوال ہیں ۔ بعض نے کہا اس سے مراد پتھر ہیں ۔ بعض نے
 کہا یہ وہ پتھر ہیں جو دوزخ میں پکائے گئے ہیں ان پر لوگوں کے نام لکے ہوئے ہیں ۔ حسن بصری نے کہا
 یہ دراصل گرم مٹی ہے ۔ صخاک نے کہا یہ اینٹ ہے بعض نے کہا یہ دنیاوی آسمان کا نام ہے ۔ حکمر
 نے کہا یہ اینٹ ہے ۔ بعض نے کہا یہ دنیاوی آسمان کا نام ہے ۔ حکمر نے کہا یہ دریا ہے جو زمین و آسمان
 کے درمیان ہوا میں معلق ہے وہاں سے پتھر گرائے گئے تھے ۔ اس کی طرف اس آیت کریمہ وَنَزَّلْنَا مِنَ
 السَّمَاءِ مِزَّ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ کی طرف اشارہ ہے ۔ بعض نے کہا یہ ”سَجِلَتْ لَهُ سِجَالٌ“ سے
 ہے یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ کسی کو کوئی شئی دو گویا وہ مصیبت اور عذاب دیا گیا ہے اور بھی
 اقوال ذکر کئے جاتے ہیں ۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا : ہم نے مدین والوں کی طرف اُن کے بھائی
 شعیب مد علیہ السلام کو بھیجا ،

حضرت شعیب علیہ السلام کی زبان عربی تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے بعد مدین والوں کی طرف بھیجا ۔ مَدْيَن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے ۔ انھوں نے اپنے
 نام پر شہر آباد کیا تھا ۔ پس اس سے مراد اہل مدین ہیں کیونکہ مَدْيَن نبی کا شہر ہے ۔ جیسا کہ فَاَسْئَلُ
 الْقَرْيَةَ وَبَيْتَ الْعِيْرِ ، میں اہل قریہ اور اہل عیڑ مراد ہیں ؛ کیونکہ مدین شہر ہے شہر کی طرف اِیَال
 ناممکن ہے ۔ اِیَال اہل مدین کی طرف ہے ایسے ہی قریہ اور عیڑ سے سوال کہ نا غیر متصور ہے اس لئے
 مضاف مقدر ہے یعنی اہل مدین ، اہل قریہ اور اہل عیڑ مراد ہے ۔ عیڑ بکسر العین لوجہ سمیت اوثول
 کو کہتے ہیں جبکہ وہ چل رہے ہو ۔ بعض کا کہنا ہے کہ عیڑ گدھوں کا قافلہ ہے ۔ بکثرت استعمال
 ہونے کے سبب ہر قافلہ کو عیڑ کہا جاتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "وَرَاءَكُمْ ظَهْرِيَا"

اس سے اس آیت کریمہ: "وَاتَّخَذَ ثَمُودَ وَرَاءَكُمْ ظَهْرِيَا" کی طرف اشارہ ہے، تم نے اللہ کو پس پشت ڈال دیا۔ پھر اس کی تفسیر: "لَمْ يَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ" سے کی یہ تفسیر باللائم ہے کیونکہ جس شئی کو پس پشت پھینک دیا جائے اس کی طرف التفات نہیں ہوتی اور وہ فراموش ہو جاتی ہے۔ یعنی تم نے اللہ کو فراموش کر دیا اور اس سے ایسی شئی کی طرح کر دیا جس کو پس پشت پھینکتے ہیں اور اس کا کچھ خیال تک نہیں کرتے۔ "ظہریا" ظہر کی طرف منسوب ہے بکسر الظاء۔ چنانچہ جب کوئی آدمی کسی کی حاجت پوری نہ کرے تو کہا جاتا ہے: "ظَهْرُكَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظَهْرِيَا"، یہاں درظہری کا معنی یہ ہے کہ تو نے اپنے ساتھ کوئی جانور یا برتن لے کر اس کے ساتھ قوت اور مدد حاصل کرے۔ لیکن اس کے ساتھ قرآن میں مذکور کی تفسیر صحیح نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس کو حذف کیا جائے؛ چنانچہ ابوذر کی روایت میں یہ ساقط ہے۔ جوہری نے کہا ظہری بکسر الظاء وہ شئی ہے جو حاجت کے لئے تیار کی جائے اگر اس کی ضرورت پڑے تو اس سے استفادہ کر لیا جائے اسی لئے جب کوئی شخص قوی ہو تو کہتے ہیں: "بغیر ظہری"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "أَرَادْنَا الْآيَةَ"

اس سے اس آیت کریمہ: "وَمَا تُرِيدُ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادْنَا بِآيِ الْوَايِ" کی طرف اشارہ کیا "سقاطاً"، سے اس کی تفسیر کی یعنی اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کیموں نے۔ سرسری نظر سے، یہ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے۔

قولہ تعالیٰ: "إِجْرَامِي الْآيَةَ" اس سے اس آیت کریمہ: "قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُمْ فَعَلَيْ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَحْمِلُونَ" کی طرف اشارہ کیا پھر اجرامی کی تفسیر کی کہ یہ مصدر ہے اس کی ماضی "أَجْرَمْتُ" ہے۔ تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہو گا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں۔ یعنی اگر ثابت ہو جائے کہ میں نے افتراء کیا ہے اور خود بنالیا ہے تو میرے گناہ کا عذاب مجھ پر ہو گا۔ قولہ "بَعْضُهُمْ يَقُولُ الْآيَةَ" یعنی یہ ثلاثی مجرد کی مصدر ہے اور "جَزْمْتُ" بمعنی "كَسَبْتُ" ہے۔ قولہ "الْفَلَكَ الْفَلَكَ وَاحِدٌ" یعنی فلک بمعنی کشتی ہے اس کا واحد اور جمع پر اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ بخاری نے کہا یہ سفینہ اور سُفْنٌ ہے یعنی سفینہ کی جمع ہے۔ لفظ اگرچہ ایک ہی ہے لیکن تقدیر کے اعتبار سے مختلف ہے۔ لہذا فلک کا ضمہ واحد کے لئے ہے جیسے قفل کا ضمہ واحد کے لئے ہے اور فلک کا ضمہ جمع کے لئے ہے۔ جیسے اُسد کا ضمہ جمع کے لئے ہے۔

أَجْرُمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرُمْتُ الْفُلْكَ وَالْفُلْكَ وَاحِدٌ وَجَمْعُهُ هِيَ
السَّفِينَةُ وَالسَّفِينُ فُجْرَاهَا مَوْقِفُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ وَأَرْسَيْتُ
حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَفُجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَ
فُجْرِيهَا وَمَرْسِيهَا مِنْ فَعَلَ بِهَا الرَّاسِيَاتُ الثَّلَاثُ
بَابُ قَوْلِهِ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هُوَ لِأُولَئِكَ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا

قَوْلُهُ تَعَالَى فُجْرَاهَا الْآيَةُ

اس سے اس آیت کریمہ : قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِيَّاهُ بِسْمِ اللَّهِ فُجْرَاهَا وَمَرْسَاهَا کی طرف
اشارہ کیا کہا سوار ہو جاؤ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔
فُجْرَاهَا مشہور قول کے مطابق بفتح المیم ہے اسی طرح مَرْسَاهُ بضم المیم ہے یعنی کشتی کے چلنے
اور اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور فُجْرَاهَا وَمَرْسَاهَا سے ہر ایک اجزیتُ اَرْسَيْتُ کی مصدر ہے اس کے
معنی ہیں۔ حَبَسْتُ بعض قراءت میں مَرْسَاهَا، بفتح المیم ہے یہ رَسَتْ سے ماخوذ ہے۔ کشتی کے
ٹھہرنے کی جگہ۔ اسی طرح فُجْرَاهَا بفتح المیم جَرَتْ سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں کشتی کا چلنا۔ اس کو
فُجْرِيهَا وَمَرْسِيهَا بھی پڑھا جاتا ہے یعنی اللہ کشتی کو چلانے اور ٹھہرانے والا ہے۔ پہلا اجزاء سے
اور دوسرا ارساء سے ہے۔

قَوْلُهُ مِنْ فَعَلَ بِهَا، یہ دونوں قراءتوں کے اعتبار سے معلوم و مجہول کا صیغہ ہے۔
میم کو مفتوح پڑھیں تو معلوم کا صیغہ ہے اور لفظ فاعل کی قراءت کے مطابق مجہول کا صیغہ ہے (یعنی)
قَوْلُهُ الرَّاسِيَاتُ الْآيَةُ اس سے سورہ سبا میں اللہ کے ارشاد کی طرف اشارہ ہے اور وہ
قَدْ دُرِّ رَاسِيَاتٌ ہے اسے مَرْسَاهَا کی مناسبت سے ذکر کیا ہے۔

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گواہ کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں

جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا خبردار ظالموں پر خدا کی

لعنت ہے۔ اَشْهَادُ شاہد کی جمع ہے جیسے اصحابِ صاب کی جمع ہے

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ وَاحِدُ الْأَشْهَادِ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبِ أَصْحَابِ
 ۴۳۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 مَعِينٌ وَهْشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ
 عَمْرِو بْنِ أَبِي قُرَيْبٍ إِذْ عَرَفَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عَمْرٍ
 سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُبَى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُدْنِي الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُو
 الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَفًّا فَيَقْرَأُ بِذُنُوبِهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا
 يَقُولُ رَبِّ اعْرِفْ يَقُولُ اعْرِفْ مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ سَتَرْتَهَا فِي الدُّنْيَا
 وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تَطْوِي صَحِيفَةً حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْآخِرُونَ أَوِ الْكُفَّارُ
 فَيُنَادِي عَلَى رُؤْسِ الْأَشْهَادِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رِجْلَيْهِمْ وَقَالَ شَيْبَانُ
 عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ

ترجمہ: صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
 طواف کر رہے تھے۔ اچانک ان کے سامنے ایک شخص آیا اور کہا
 یا ابا عبد الرحمن یا کہا یا عبد اللہ بن عمر! کیا تم نے بخوبی کے بارے میں کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟
 (جو اللہ اور مسلمانوں میں قیامت کے دن گفتگو ہوگی) ابن عمر نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن کو اس کے رب کے قریب کیا جائے گا۔ ہشام نے کہا مومن اپنے
 رب کے قریب ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کرے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار لے گا
 اللہ اسے کہے گا ایسا ایسا گناہ پہچانتا ہے؟ بندہ دوبار کہے گا جی ہاں پہچانتا ہوں اے میرے پروردگار
 پہچانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہارے گناہوں کو دنیا میں چھپایا اور آج تیرے سامنے گناہ معاف کرتا
 ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں والا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا اس کا محاسبہ پورا ہو جائے گا (بہر حال دوسرے
 لوگ یا کفار کو تمام لوگوں کے سامنے پکارا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ
وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ الرَّفْدُ الْمَرْفُودُ الْعَوْنُ الْمُعِينُ
رَفْدُهُ أَعْنَتْهُ تَرَكْنَاهُ تَمِيلُوا فَلَوْلَا كَانَ فَهْلًا كَانَ أَتْرَفًا أَهْلَكُوا
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ زَفِيرٌ وَشَهِيْقٌ صَوْتُ شَدِيدٌ وَصَوْتُ ضَعِيفٌ

شرح : بخوبی ، قیامت میں اللہ تعالیٰ اور مومن کے درمیان سرگوشی
ہوگی اسے بخوبی فرمایا۔ قولہ ”کَنْفٌ“ بفتح النون بمعنی جانب اور
کنارہ ہے یہ رحمت سے مجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومن کو قیامت کے دن اپنی رحمت کے پردوں میں
چھپالے گا۔ کَنْفٌ اور دُونُوں دونوں مجاز ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ کے لئے محال ہیں۔ یہ حدیث متشابہات
سے ہے (حدیث ۲۲۴۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے
رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے اُن کے ظلم پر بیشک اس کی

پکڑ دردناک ہے ، قولہ الرّفْدُ الْاٰیۃ ، اس سے اس آیت کریمہ
وَاُتْبِعُوا الدُّنْيَا لَعْنَةً وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یُنَسُّ الرّفْدُ الْمَرْفُودُ ، کی طرف اشارہ کیا۔ اُن
کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن کیا ہی بُرا انعام جو انہیں ملا۔ پھر مد الرّفْدُ الْمَرْفُودُ کی
تفسیر عَوْنٌ مُّعِیْنٌ سے کی۔ مُعِیْنٌ اسم فاعل بمعنی مُعَانٍ اسم مفعول ہے۔ یعنی بہت بُری مدد ہے جو کی گئی۔
قولہ رَفْدُهُ ، بمعنی أَعْنَتْهُ سے یہ اشارہ کیا کہ رَفْدُ کے معنی عَوْنٌ ہیں۔ یعنی میں نے اس کی مدد کی۔
قولہ تَرَكْنَاهُ بمعنی تَمِيلُوا ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا وَ لَا تَرَكْنُوْا اِلٰی الدِّیْنِ
ظَلَمُوْا ، جن لوگوں نے ظلم کیا ان کی طرف میلان نہ کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ظالموں کی طرف
محبت اور نرم کلامی سے میلان نہ کرو۔ مجاہد نے کہا ظالموں کے ساتھ کمزوری اور سستی کا مظاہرہ نہ
کرو۔ ابن عباس نے کہا ان کے اعمال سے خوش نہ ہو۔

قولہ فَلَوْلَا كَانَ الْخُ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ

۴۳۶۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعْوِيَةَ
 قَالَ حَدَّثَنَا بَرِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَيَهْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا
 أَخَذَهُ لَحْظِلُهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذَلِكَ أَخَذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى
 وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

مِنْ قَبْلِكُمْ، پھر لولا کی تہ صلا، سے تفسیر کی یعنی کیوں نہ ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں کلمہ صلا،
 تخصیص کے لئے کسی کو برا بیگنہ کرنے کے لئے آتا ہے۔
 قوله اُتْرَفُوا الخ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا، وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا
 فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ، پھر اُتْرَفُوا، کی اُھلکوا سے تفسیر کی، اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے
 جو انھیں دیا گیا اور وہ گنہگار تھے۔ اتزان کے معنی تنجیم کے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ان نعمتوں کے سبب
 اور خوش عیش جو انہیں دی گئی۔ جس نے ان کو سرکش بنا دیا، کے سبب ہلاک ہو گئے۔
 قوله قال ابن عباس زفير الخ اس سے اس آیت کریمہ لھم فیھا زفیر و شہیق، کی طرف
 اشارہ کیا۔ یعنی بد بخت لوگوں کے لئے دوزخ میں سخت آواز اور کمزور آواز ہوگی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 نے زفیر، کی صوت شدید سے اور شہیق، کی صوت ضعیف سے تفسیر کی۔ مفسرین نے کہا زفیر و شہیق
 مصیبت زدہ غمناک لوگوں کی آوازیں ہیں۔ اہل لغت کے نزدیک زفیر گدھے کی پہلی بلند آواز ہے اور شہیق
 اس کی آخری کمزور آواز ہے۔ بعض نے کہا زفیر گدھے کی آواز اور شہیق خچر کی آواز ہے۔ بعض کا کہنا ہے
 زفیر شہیق کی ضد ہے کیونکہ شہیق سانس کو اندر لے جاتا اور زفیر اس کو باہر نکالنا ہے۔ ابو العالیہ
 نے کہا خلق کی آواز زفیر اور سینے کی آواز شہیق ہے (یعنی)

۴۳۶۹۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا
 ہے حتیٰ کہ جب اس کو گرفت میں لے گا چھوڑے گا نہیں پھر ابو موسیٰ نے پڑھا :
 وَكَذَلِكَ أَخَذُ رَبِّكَ الْآيَةَ

بَابُ قَوْلِهِ وَاقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِنَ اللَّيْلِ
 إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ أَلَكِرِينَ وَزُلْفًا سَاعَاتٍ
 بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ سُمِّيَتْ الْمَزْدَلِفَةُ الزُّلْفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَأَمَّا
 زُلْفَى فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبَى إِزْدَلَفُوا اجْتَمَعُوا أَزْلَفْنَا أَجْمَعْنَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور نماز قائم رکھو دین

کے دونوں کناروں، اور کچھ رات کے حصوں میں

بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ نصیحت بے نصیحت ماننے والوں کو

تفسیر: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا ہے۔ اور طَرَفِی النَّهَارِ، سے فجر اور مغرب مراد ہے بعض ظہر اور عصر

اور بعض فجر اور ظہر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کی تخصیص اس لئے کی کہ یہ ایمان کے بعد آتی ہے اور گھبراہٹ کے وقت اسی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جب سخت آندھی آتی یا سورج یا چاند کو گرہن لگتا تو آپ فوراً مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے تھے وَزُلْفًا، کا عطف صلوة پر ہے یعنی رات کی گھڑیوں میں نماز قائم کرو۔ یہ وہ ہیں جو آخر دن کے قریب ہیں۔ زلف کے معنی

قرب ہے۔ حسنات پانچوں نمازیں ہیں یا سبح، حمد اور تہلیل ہے اور سیئات سے مراد چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں۔ یعنی نیکیاں نماز اور اعمال صالحہ نماز گناہوں کو مٹا دیتے ہیں؛ چنانچہ صحاح میں ہے کہ نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ ایسے ہی رمضان شریف میں جمعہ کی نماز کا حال ہے۔ جب تک کبائر

کا مرتکب نہ ہو کبائر کا کفارہ توبہ سے ہوتا ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ نے سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کو ”إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ“ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمات دوسری عبادات کے ساتھ مضاعف قبول میں پہنچتے ہیں لہذا

آیت کریمہ میں حسنات سے مراد صرف یہی کلمات مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ذَالِکَ ذِكْرِي، سے مذکور جمیع کی طرف اشارہ ہے قولہ وَزُلْفًا سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ الخ زلف بضم الراء وفتح اللام زلفہ کی جمع جیسے ظلم ظلمتہ کی جمع ہے اس کی تفسیر سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ سے کی اسی سے مزدلفہ ہے کیونکہ لوگ رات کی سَاعَاتٍ میں وہاں

۴۳۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ
 قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا
 أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ
 لَهُ ذَلِكَ فَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ
 إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْهِبْنَ الشَّيْئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَانُوا قُلُوبُهُمْ
 إِلَى هَذِهِ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي

آتے ہیں بعض نے کہا مزدلفہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہاں لوگ اللہ کے قریب ہوتے ہیں اور اللہ
 کے حضور انہیں بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے جبکہ اِذْ ذَلَا ف کے معنی قرب کے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ لوگ وہاں
 جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے اسے مزدلفہ کہتے ہیں۔

قوله الزُّلْفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ ، اس میں یہ اشارہ ہے کہ زُلفُ بمعنی منازل بھی آتا
 ہے۔ قوله أَمَّا زُلْفَى آه یعنی زُلْفَى قُرْبَى کی طرح مصدر ہے اور وہ لفظ اور معنی کے اعتبار سے
 قُرْبَى کی طرح ہے۔ قرآن کریم میں ہے ”وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَى وَحَسَنَ مَّآبٍ“ یقیناً اس کا ہمارے
 حضور قربت اور اچھا مرجع ہے۔ جوہری نے کہا زُلْفَہ اور زُلْفَى بمعنی قربت اور منزلت ہے۔ اِذْ ذَلْفُوا
 کے معنی ہیں جمع ہوئے ہیں۔ اس سے یہ اشارہ کیا کہ اِذْ ذَلَا ف ، بمعنی اجتماع ہے اور تقدّم کے معنی میں بھی آتا ہے
 چنانچہ کہا جاتا ہے۔ قَوْمٌ اِذْ ذَلْفُوا إِلَى الْخُرُوبِ ، یعنی اس کی طرف آگے بڑھے (یعنی وتیسیر)

۴۳۷۰۔ ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی اجنبیہ
 عورت کا بوسہ لیا پھر جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ
 سے یہ ذکر کیا (اور مغفرت کی التجا کی) تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔
 اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ الْآیۃ۔ اس آدمی نے کہا ”یا رسول اللہ“ کیا یہ
 صرف میرے لئے ہے؟ فرمایا یہ میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس پر عمل کرے۔

۴۳۷۰۔ شرح : اس آیت کریمہ میں خطاب اگرچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن
 اس سے مراد ساری امت ہے؛ چنانچہ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ
 نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ میرے لئے ہے یا عام لوگوں کے لئے بھی ہے۔ کہا گیا ہے یہ آدمی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ يُوسُفَ

وَقَالَ فَضِيلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَّكَأً لَا تُرْجُ وَقَالَ فَضِيلٌ
الْأُتْرُجُ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتَّكَأً وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَّكَأً

عباد بن عمرو بن داؤد بن غنم بن كعب انصاری سلمی تھا اس کی والدہ نسیبہ بنت ازہر بن مری بن کعب ابن غنم ہے۔ وہ بیعت عقبہ کے بعد جنگ بدر میں حاضر تھے اس لئے ان کو عقبی بدری کہا جاتا ہے۔ وہ بیس برس کی عمر میں بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب کو بدر کی جنگ میں گرفتار کیا تھا یہ چھوٹے قد کے تھے ان کا پیٹ بڑا تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ طویل القامت ضخیم تھے۔ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عباس کو گرفتار کرنے میں فرشتے نے تیری مدد کی ہے۔ اسی شخص نے بدر کے روز مشرکوں کا جھنڈا اچھینا تھا جو ابو عزیز بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ یہ اہل مدینہ منورہ میں شمار ہوتے ہیں۔ بچپن برس کی عمر میں وفات پائی (یعنی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سُورَةُ يُوسُفَ

شان نزول،، اس سورت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کے متعلق سوال کیا تھا۔

فضیل نے حُصَیْن کے ذریعہ مجاہد سے روایت کی کہ مُتَّكَأً کے معنی لیٹے ہیں۔ فضیل نے کہا حبشی زبان میں لیٹوں مُتَّكَأً ہے۔ ابن عُیْنَةَ نے ایک آدمی

باب

كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالشَّكِينِ وَقَالَ قَتَادَةُ لَدُوْعِلْمٍ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ
وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ صَوَاعِمُ مَكُوكَ الْفَارِسِيِّ الَّذِي يَلْتَقِي طَرَفَاهُ
كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُفْنِدُونَ
تَجْهَلُونَ وَقَالَ خَيْرٌ غَيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيْبٌ عَنْكَ شَيْءٌ فَهُوَ غَيَابَةٌ
وَالْحَبُّ الْوَكِيَّةُ الَّتِي لَمْ تُطَوِّمْهُ مِنْ لَنَا بِمُصَدِّقٍ لَنَا أَشَدُّ قَبْلَ

کے ذریعہ مجاہد سے روایت کی "مٹکا" ہر وہ شئی ہے جو چھری سے کاٹی جائے "مٹکا" بضم المیم وتشدید التاء ہے۔ کاف مفتوح اور ہمزہ پر تنوین ہے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر "اثر مخرج" سے کی ہے۔ اخرج کا ہمزہ مضموم تا ساکن را مضموم اور جیم مشدود ہے۔

ز محشری نے کہا "مٹکا" جس پر تکیہ لگایا جائے۔ کہا گیا ہے۔ یہ مجلس طعام ہے کیونکہ وہ لوگ کھانے پینے کے وقت تکیہ لگاتے تھے۔ یہ متکبرین کی عادت ہے اسی لئے حدیث شریف میں تکیہ لگا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اثر مخرج اُتوج بھی کہا جاتا ہے۔ زلیخانے اونٹنی پر لیموں لاد کر یوسف علیہ السلام کو ہدیہ بھیجا گویا کہ یہ وہی لیموں ہے جس کو ابوداؤد نے اپنے سنن میں ذکر کیا کہ اس کے دو ٹکڑے کئے گئے اور اونٹ پر لادے گئے۔

فضیل رضی اللہ عنہ

فضل کی تصغیر ہے وہ ابن عیاض بن موسیٰ ابوعلی ہیں۔ سمرقند میں پیدا ہوئے اور بایور میں جوان ہوئے کوفہ میں حدیث لکھی پھر مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں اقامت کی حتیٰ کہ ایک سو ستاسی ہجری میں فوت ہو گئے۔ ان کا مزار شریف مکہ مکرمہ میں ہے لوگ اس کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وَقَالَ قَتَادَةُ "اس سے اس آیت کریمہ: وَإِنَّ لَدُوْعِلْمٍ عَلَمُنَا، کی طرف اشارہ کیا۔ اور قنادہ نے ذوالعلم کی تفسیر علم کے مطابق عامل سے کی یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام ذوالعلم یعنی اپنے علم کے مطابق عامل تھے۔ قولہ قال ابن جُبَيْرٍ صَوَاعِمُ آه اس سے اس آیت کریمہ: قَالُوا فَهَقْدُ صَوَاعِمُ الْمَلِكِ، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن جبیر نے کہا "صواع" بمعنی مکوک ہے۔ یہ اہل عراق کا معروف مکبال ہے۔ مکوک وہ ہے جس کے دونوں کنارے ملے ہوتے ہیں اس میں عجی لوگ پانی پیتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوا أَشُدَّهُمْ وَقَالَ
بَعْضُهُمْ وَاحِدَهَا شَدٌّ وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأَتْ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ
أَوْ لِبَطْعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأُتْرُجُ وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُ

کہ صواع چاندی سے شکل کشکول بنا ہوا برتن جس میں بادشاہ پانی پیتے ہیں،
قوله وقال ابن عباس تَفْتَدُونَ الْآيَةَ اس سے اس آیت کریمہ : اِنِّیْ لَآجِدُ رِجْمَ یُوسُفَ
لَوْلَا اَنْ تَفْتَدُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور تَفْتَدُوْنَ کی تَجَلُّوْنَ سے تفسیر کی یعنی اگر تم مجھے
بے خبر نہ کہو، مجاہد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم یہ نہ کہو کہ تیری عقل جاتی رہی ہے۔
شارح عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تین دن کی مسافت سے
یوسف علیہ السلام کی خوشبو پالی تھی تَفْتَدُونَ، فند سے ہے اس کے معنی بڑھاپے کے ہیں۔
قال غیر غیبہ الخ اس سے اس آیت کریمہ وَالْقُوَّةُ فِيْ غِيَابَةِ الْحُبِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَادَةِ
کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس کے غیر نے کہا اور وہ ابو عبیدہ ہیں ہر شئی جو تم سے کوئی شئی غائب کر لے وہ
غیبہ ہے۔ یعنی یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی چلتا اسے
آکر لے جائے اگر تمہیں کرنا ہے، ثعلبی نے کہا، غِيَابَةُ الْحُبِّ، کنوئیں کی تہ اور اندھیرا ہے یعنی کنوئیں کے
کے اندھیرے میں یوسف کی خبر نہ ہوگی،
قوله الْحُبُّ يَعْنِي حُبٌّ۔ وہ کچا کنواں ہے جس کی تعمیر نہ کی گئی ہو۔ جوہری نے کہا تعمیر سے پہلے
کچے کنوئیں کو قلیب کہتے ہیں۔

قوله يَمْؤِمِنَ لَنَا آه اس سے آیت کریمہ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَآكَلَهُ
الدَّائِبُ كَمَا أَنْتَ يَمْؤِمِنَ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ، یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے
حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا ہم نے یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھڑیا
کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارے یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں کیونکہ آپ کو ہمارے متعلق بدگمانی
ہے۔ یعنی یہ اس کی قمیص خون آلود ہے۔

قوله يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ الخ اس سے اس آیت کریمہ : وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا
وَعِلْمًا، کی طرف اشارہ کیا اور مدَّ أَشُدَّ، کی قَبْلُ اَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ سے تفسیر کی یعنی
نقصانِ قوت تک پہنچنے سے پہلے کی حالت انتہائی شباب اور قوت ہے، اس کی مدت چالیس سال ہے

فَلَمَّا أَحَقَّ عَلَيْهِمْ بَأْسُهُ الْمُتَشَكُّمُونَ نَمَارِقَ فَرَّوْا إِلَى شَرِّ مَنَّهُ فَقَالُوا إِنَّمَا
هُوَ الْمُتَشَكُّ سَاكِنَةُ النَّارِ وَإِنَّمَا الْمُتَشَكُّ طَرَفُ الْبَطْرِ وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ
لَهَا مُتَشَكَّاءُ وَابْنُ الْمُتَشَكَّاءِ فَإِنْ كَانَ ثَخَرًا تُرْجَى فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَشَكَّاءِ شَغَفَهَا

اور لفظ اشد کو واحد اور جمع دونوں میں استعمال کرتے ہیں اور اس کی اضافت جمع کی طرف ہوتی
رہتی ہے۔ سیبویہ اور کسائی نے کہا اشد جمع کا صیغہ ہے اس کا واحد شدد ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا اس لفظ
کا واحد ہی نہیں ہے۔ آنت کریمہ کا معنی یہ ہے۔ جب یوسف اپنی پوری قوت کو بھیجے۔ اسے حکم اور علم
عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، وَالْمُتَشَكُّ مَا أَتَشَكَّاتٌ عَلَيْهِ لَشَرَابٍ أَوْ حَدِيثٍ آه
ابتداءً باب میں مجاہد سے یہ ذکر کیا تھا کہ مُتَشَكَّاءُ کے معنی لیموں ہیں۔ امام نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ مُتَشَكَّاءُ
وہ ہے جس پر کھانے پینے یا بات کرنے کے وقت تکیہ لگایا جاتا ہے۔ اور اس شخص کا رد کیا جس نے کہا
کہ یہ ”لیموں“ ہے حالانکہ عرب کے کلام میں لفظ ”اُترج“ پایا نہیں جاتا،

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں کہا کہ صاحب توضیح نے اس دعویٰ کو باطل کیا ہے اور کہا یہ
عجیب دعویٰ ہے حالانکہ لغت کی کتاب محکم میں ذکر کیا کہ المُتَشَكَّاءُ، اُترج ہے۔ ایسا ہی اخفش سے منقول
ہے اور جامع میں ذکر کیا کہ المُتَشَكَّاءُ، اُترج ہے۔ اور اس کی تائید میں یہ شعر پڑھا۔
فَنَشَرَبُ الْإِثْمَ بِالصُّوَاعِ جَهَادًا ۖ وَنَرَى الْمُتَشَكَّاءَ بَيْنَنَا مُسْتَعَادًا ۖ

ہم بے پردہ شراب کے پیالے پیتے ہیں اور مُتَشَكَّاءُ کو اپنے میں مستعار دیکھتے ہیں وہ کہ کسی مانگ لائے میں
ابو حنیفہ دینوری نے کہا مُتَشَكَّاءُ بضم المیم لیموں اور بفتح المیم خوشبودار پودہ ہے۔ ابن فارس نے کتاب مجمل
میں یہی ذکر کیا ہے۔ مُتَشَكَّاءُ کو لیموں کہنے والوں پر جب یہ حجت اور دلیل قائم کی کہ مُتَشَكَّاءُ چھوٹا تکیہ ہے تو وہ
ایسی شئی کی طرف بھاگے جو ترجیح تفسیر سے بدتر ہے تو اُنہوں نے کہا یہ کلمہ المُتَشَكَّاءُ بسکون التاء ہے
ان کا یہ قول باطل ہے کیونکہ المُتَشَكَّاءُ، عورت کی شرمگاہ کا کنارہ ہے جس کا ختنہ کرتے تھے۔ اسی لئے
ختنہ والی عورت کو ”مُتَشَكَّاءُ“ کہتے ہیں اور اس کے بیٹے کو ابن مُتَشَكَّاءُ کہتے ہیں۔ اگر اس مجلس میں اترج ہوتا
تو وہ بھی تکیہ لگانے کے بعد لایا جاتا ہے۔ صاحب تیسیر القاری نے کہا۔ الحاصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ
نے اس کریمہ دو اَعْتَدَتْ لَهْنًا مُتَشَكَّاءً ہیں۔ مُتَشَكَّاءُ کی تفسیر اترج کرنے والوں کا رد کیا ہے اور کہا یہ
یہ لفظ ”اُترج“ سے اسم مفعول ہے اور ان لوگوں کا بھی رد کیا جنہوں نے کہا کہ یہ لفظ ”مُتَشَكَّاءُ“
بسکون التاء ہے کیونکہ اس کے معنی عورت کی شرمگاہ کا کنارہ جس کا ختنہ کرتے ہیں اور یہ معنی آنت کریمہ

يُقَالُ إِلَى شَغَاظِهَا وَهُوَ غِلَافٌ قَلْبُهَا أَمَا شَغَفَهَا مِنْ الْمَشْغُوفِ أَصَبَ
أَمِلَ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ وَالضَّغْتُ مِلُّ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ

میں عقل و نقل کے اعتبار سے درست نہیں۔ قاضی عیاض نے مشارق میں ذکر کیا کہ ایک قراءت المتشکک بسکون التاء سمرہ کے بغیر ہے اور کہا گیا جب تاء مشدود ہو تو اس کا معنی طعام ہے اگر مخفف ہو تو اترج ہے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ یہ کلمہ بتشديد التاء چھوٹا تکیہ ہے جس پر آرام کرتے ہیں۔ بخاری نے اس معنی کو ترجیح دی ہے اور علامہ بیضاوی نے بھی یہی تفسیر کی ہے بعض علماء نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد کرنے میں ابو عیینہ کی تقلید کی ہے اور پوری تحقیق نہیں کی چنانچہ عبد بن حمید نے اپنا سناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ متشککاً بتخفيف التاء پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے معنی اترج (لیموں) کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قوله قَدْ شَغَفَهَا، اس سے اس آیت کریمہ امْرَأَةٌ الْعَزِيزَةُ تَرَاوَدُّ فَتَاهَا عَنْ لَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ کی طرف اشارہ کیا یعنی بَلَغَ حُبُّ يُوْسُفَ إِلَى شِغَافِ قَلْبِ زَلِيخَا، شِغَافُ اس کے دل کا پردہ ہے۔ یعنی یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردہ میں داخل ہو گئی ہے۔ آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ شہر کی بعض عورتوں نے کہا کہ عزیزی کی بی بی اپنے نوجوان کا دل لہاتی ہے۔ بے شک ان کی محبت اس کے دل میں سما گئی ہے ہم تو اسے صریح خود رفتہ بتاتے ہیں، قوله أَمَا شَغَفَهَا، یعنی اگر کلمہ میں عین ہو تو یہ مَشْغُوف سے ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ”فَلَانٌ مَشْغُوفٌ بِفُلَانٍ“ جب اس سے محبت انتہا کو پہنچ چکی ہو۔ اور محاورہ ہے۔ فَلَانٌ شَغَفَهُ الْحُبُّ، محبت نے فلان کا دل جلا دیا ہے۔

قوله أَصَبَ آہ اس سے اس آیت کریمہ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصَبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ، کی طرف اشارہ کیا اور ”أَصَبُ“ کی ”آمِلُ“ سے تفسیر کی یعنی اے اللہ اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادان بنوں گا۔ کہا جاتا ہے صَبَا إِلَى اللَّهِ، جس وقت اس کی طرف میلان کرے اسی لئے بچے کو صَبَّتِ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شئی کی طرف میلان کرتا ہے۔

قوله أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ، اس سے اس آیت کریمہ وَقَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا عَنَّا بِنَاوِيلٍ الْأَحْلَامُ بِعَالِيَيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ کی تفسیر ”مالاتا وایل له“ سے کی۔ جس کی کوئی تاویل نہ ہو، پس أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ کے معنی ہیں ”پراگندہ خیالات جن کا کچھ اصل نہیں۔“

قوله وَالضَّغْتُ، کے معنی ہیں تنکوں کا گٹھا جو ہاتھ میں آجائے۔ اس آیت کریمہ وَخَذَ بِمِصْكٍ

وَمَا أَضْمَمْتَ مِنْهُ خُذْ بِيَدِكَ ضَعْفًا لَا مِنْ قَوْلِهِ أَضْغَاتُ أَحْلَامٍ
وَاحِدَهَا ضَغْتُ نَمِيرٍ مِنَ الْمَيْرَةِ وَتَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ
أَوْ إِلَى إِلَيْهِ صَمٌّ إِلَيْهِ السَّقَايَةُ مَكِيَالٌ تَفْتَوُّ لَا تَزَالُ حَرَضًا مَحْرَضًا
يَذُوبُكَ أَلْهَمٌ تَحَسَّسُوا تَحَبُّرٌ وَامْرُجَاؤُ قَلِيلُهُ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ
اللَّهِ عَامَةٌ مُجَلَّلَةٌ

ضَعْفًا قَاضِرٌ بِہ سے یہی معنی مراد ہے جو حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے لیکن یہاں یہ معنی مراد نہیں بلکہ یہاں أَضْغَاتُ جو ضغٹ کی جمع ہے سے مراد وہ شئی ہے جس کی کوئی تاویل نہ ہو چنانچہ عبد الرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے ”وَأَضْغَاتُ أَحْلَامٍ“ کی تفسیر ذکر کی جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام خُذْ بِيَدِكَ ضَعْفًا، میں ضغٹ کے معنی ہیں تنکوں کا گٹھا جو ہاتھ میں آجائے اس کا معنی یہ نہیں جس کی تاویل نہ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اضغاث احلام کے معنی جھوٹے خواب ذکر کئے ہیں قولہ نَمِيرٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ هَذَا بَصَاعُ عَنَّا دَقْتُ الْيَنَاءِ وَنَمِيرٌ أَهْلُنَا کی طرف اشارہ کیا مَيزہ کے معنی طعام کے ہیں یعنی ہم اپنے گھر والوں کے لئے طعام لائیں گے، آیت کے معنی یہ ہیں۔ اے ہمارے باپ ہمیں اور کیا چاہیے۔ یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کر دی گئی اور ہم اپنے گھر کے لئے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دنیا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں، ثعلبی نے ذکر کیا ایک لغت میں گدھے کو ”عیر“ کہا جاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان میں رہنے والے تھے اور کنعان میں اونٹ نہیں پائے جاتے۔

قولہ أَوْ إِلَى إِلَيْهِ آہ اس سے اس آیت کریمہ ”وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوْى إِلَيْهِ أَخَاهُ“ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی اُن کے پاس آئے تو یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس جگہ دی۔

قولہ السَّقَايَةُ آہ، اس سے اس آیت کریمہ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي دَخْلِ أَخِيهِ کی طرف اشارہ کیا اور سقایہ کی مکیال سے تفسیر کی۔ اور وہ یوسف علیہ السلام کا پیالہ تھا جس میں وہ پانی پیا کرتے تھے اس کو پیالہ اس لئے بنایا کہ کسی دوسرے پیالہ سے وزن نہ کریں اور وزن میں کمی کر دیں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ پھر جب ان کا سامان تیار کر دیا۔ پیالہ اپنے بھائی کے کچا دے میں رکھ دیا، قولہ تَفْتَوُّ آہ اس سے اس آیت کریمہ ”تَاللَّهِ تَفْتَوُّ تَنْ كُرُو يُوسُفَ“ کی طرف اشارہ کیا۔

آئت کے معنی یہ ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا بخدا آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے حتیٰ کہ گورکنارے جا لیں یا جان سے گزر جائیں۔ ثقیلاً سے حرف لا حزن کر دیا گیا ہے۔ دراصل لا ثقیلاً تھا یہی درست ہے۔

قوله حَرْضًا آہ اس سے اس آئت کریمہ: «وَحَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ» کی طرف اشارہ کیا اور ذکر کیا کہ در حَرْض، بمعنی مُحْرَض ہے۔ اسم مفعول کا صیغہ ہے اور يُذِيبُكَ الْهَمُّ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی تجھے غم و حزن ہلاک کر دے گا۔

قوله تَحْشَرُوا آہ اس سے اس آئت کریمہ: «يَا بَنِي إِذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يَوْسُفَ وَآخِيهِ» کی طرف اشارہ کیا اور تَحْشَرُوا سے اس کی تفسیر کی «یعنی اے میرے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ۔ تَحْشَرُوا کے معنی ہیں خبر لاؤ! تحسس اور تحشس میں فرق یہ ہے کہ تحسس کا استعمال خیر میں اور تحشس کا استعمال شر میں ہوتا ہے۔ قوله مُزْجَاة آہ اس سے اس آئت کریمہ: «وَجِئْنَا بِبَضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ» کی طرف اشارہ کیا اور مزجاءہ کی قلیلہ سے تفسیر کی۔ یعنی ہم حقوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ بعض نے کہا مُزْجَاة کے معنی ردی۔ بعض نے کہا فاسد پونجی۔ قتادہ نے کہا معمولی سی پونجی اور وہ صوف تھا۔ کہا گیا کھوٹے درہم جو بازار میں مروج نہ ہوں۔

قوله غَاشِيَةٌ آہ اس سے اس آئت کریمہ: «أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ»، کی طرف اشارہ کیا اور غَاشِيَةٌ، کی عامۃ تَجَلُّلَة سے تفسیر کی۔ کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے یا قیامت اُن پر اچانک آجائے اور انہیں خبر نہ ہو،

باب قوله اسْتَيْسُّوْا آہ «وَنَاامِدْهُوْءِ»

اس سے اس آئت کریمہ: «فَلَمَّا اسْتَيْسُّوْا مِّنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا» کی طرف اشارہ کیا جس سے ناامید ہوئے الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف سے ناامید ہوئے کہ وہ ان کے سوال کا جواب دیں تو الگ جا کر ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے اور باہم مشورہ کرنے لگے جبکہ کوئی اور ان کے پاس نہ تھا۔ قوله لَا تَيْسُّوْا آہ اس سے اس آئت کریمہ: «وَلَا تَيْسُّوْا مِنْ دُوحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّ مِنْ دُوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ»، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے شک اللہ کی رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں، «نَجِيًّا» کی جمع نَجِيَّة ہے، تشبیہ اور جمع نَجِيَّة اور نَجِيَّة ہے۔ اس میں واحد، تشبیہ اور جمع برابر ہیں۔ نَجِيًّا، منصوب حال ہے۔ یعنی وہ علیحدہ ہوئے اس حال میں اپنے بنیامین کے بغیر اپنے والد ماجد کے پاس جانے میں ایک دوسرے سے سر جوڑ کر باتیں کرنے لگے۔

بَابُ قَوْلِهِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ
 كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ
 ۴۳۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ
 ابْنُ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ
 بَابُ قَوْلِهِ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلِّسَاتِلِينَ

بَابُ

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ
 كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ
 إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ

اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور
 یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے
 دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی۔

نعمت کا اتمام نبوت یا کلمہ حق بلند کرنے کے ساتھ۔ آل یعقوب وہ یعقوب علیہ السلام، آپ
 کی بیوی اور گیارہ بیٹے ہیں اور اتمام نعمت یہ ہے کہ ان کے لئے دنیا اور آخرت کی نعمتیں پورے کرے گا
 اور وہ ملک وغیرہ ہیں۔

۴۳۷۱۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا : کریم ابن کریم ابن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم
 اس حدیث کی آیت کریمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ چار افراد یوسف اور ان کے آباء علیہم السلام
 صاحب کرامت و نعمت نبوت تھے۔

۴۳۷۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ بْنُي اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فُقِهُوا تَابَعُوا أَبُو سَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں سائلوں کے لئے اللہ کی قدرت اور اس کی حکمت کے آثار کے دلائل ہیں۔

۴۳۷۲۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا اللہ کے حضور کون زیادہ عزت والا ہے؟ فرمایا آیا جو اللہ سے زیادہ ڈرے لوگوں نے کہا ہمارا یہ سوال نہیں فرمایا لوگوں میں زیادہ عزت والے یوسف علیہ السلام ہیں جو اللہ کے نبی ہیں اللہ کے نبی یعقوب علیہ السلام کے بیٹے جو اللہ کے نبی اسحاق علیہ السلام کے بیٹے جو اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں لوگوں نے کہا ہمارا یہ سوال نہیں۔ آپ نے فرمایا معادن عرب اور ان کے اہول کے متعلق پوچھتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا جو جاہلیت میں شریف تھے وہ اسلام میں بھی شریف ہیں جبکہ دین میں سمجھ رکھتے ہوں۔ عبدہ کی ابو سامہ نے عبید اللہ سے روایت کرنے میں موافقت کی۔

۴۳۷۲۔ شرح : یہ نسبی فضیلت ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ خاں ہے۔ اس میں کوئی پیغمبر ان کے ساتھ شریک نہیں وہ اللہ کے خلیل

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ سَوَّلَتْ زَيَّنَتْ
 ۴۳۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ
 ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ قَالَ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْغُمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ يَزِيدَ الْإِثْلِيُّ
 قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ
 وَمُجَلِّدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَتَرَاهَا اللَّهُ كُلُّ حَدِيثِي
 طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتَ بِرِيْعَةٍ
 فَسَيُبْرِكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ الْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتَوْبِي
 إِلَيْهِ قُلْتُ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَحَدٌ مِثْلِي إِلَّا أَبَا يُوسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ
 الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تُصِفُونَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ

العشر الايات

اور نبیوں کے نبی سے بھی بہتر ہوں در معادن عرب، عرب کے خاندان ہیں جن کی طرف لوگ منسوب ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ فخر و مباہات کرتے ہیں۔ ان سے متعلق دریافت کیا۔ خاندانوں کو معادن یعنی سونے چاندی کی کانوں کے ساتھ لوگوں کے کمال و نقصان میں مختلف ہونے کے اعتبار سے تشبیہ دی چنانچہ دوسری روایت میں ہے النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح کانیں ہیں۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادٍ! بَلْ كَمْ تَمْهَارَے دِلوں نے ایک
بات تمہارے واسطے بنالی ہے!

۴۳۷۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ
عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَنِي
أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتُمَا الْحُمَّى
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحَدِّثُ قَالَتْ نَعَمْ
وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيْعْقُوبَ وَيَذِيهَ بَلْ
سَوَّلْتُ لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا
تَصِفُونَ

تو اچھا صبر اور اللہ ہی سے مدد چاہتے ہوں اُن باتوں پر جو تم بتا رہے ہو“
ترجمہ : زہری نے کہا میں نے عروہ بن زید، سعید بن مسیب، علقمہ بن
وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے ام المؤمنین زوجہ
محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے متعلق سنا جبکہ ان کے بارے میں بہتان لگانے والوں
نے کہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مبرا اور پاک و صاف کیا۔ ہر ایک نے مجھے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اُن
سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اگر تم بہتان سے مبرا اور پاک و صاف ہو تو
عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں مبرا اور پاک و صاف کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت
طلب کرو اور اس کے حضور توبہ کرو (ام المؤمنین نے کہا) میں نے کہا میں بخدا کوئی مثال نہیں پاتی سوا
ابو یوسف علیہ السلام (یعقوب علیہ السلام) کے پس اچھا صبر اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اُن
باتوں پر جو تم بتا رہے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤْا بِالْاِفْكِ الْاِيَةِ میں آیات نازل فرمائی
(حدیث ۳۸۷۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : مسروق بن اجدع نے کہا مجھے ام رومان جو ام المؤمنین عائشہ
کی والدہ ہیں۔ خبر سنائی کہ ایک وقت میں اور عائشہ بیٹھے

ہوئے تھے۔ عائشہ کو بخار آگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید یہ تب اس حدیث کی وجہ سے
ہے جو کہا گیا ہے۔ ام رومان نے کہا جی ہاں اور عائشہ بیٹھ گئیں اور کہا میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب
اور اس کے بیٹوں کی مثال ہے۔ بَلْ سَوَّلْتُ لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ أَمْرًا الْاِيَةِ (کئی بار گزری ہے)

بَابُ قَوْلِهِ ^{تَعَالَى} وَزَادَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ

وَعَلَّقَتْ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ

قَالَ عِكْرِمَةُ هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَى

۴۳۷۵ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ عُمَرَ

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

قَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ وَإِنَّمَا يَفْرُدُّهَا كَمَا عَلَّمْنَاهَا مَثْوَاهُ مُقَامَهُ وَالْفَيَا

وَجَدَا الْفَوَا أَبَاءَهُمُ الْفَيَا وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُونَ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! اور وہ جس عورت کے گھر

میں تھا اس نے اسے لے لیا کہ اپنا آپا نہ رو کے اور روانے

سب بند کر دیئے اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں،

ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا حورانی زبان میں هَيْتَ لَكَ،

کے معنی ہیں آؤ۔ ابن جبیر نے کہا یہ تعالہ (آؤ) کے معنی میں ہے،

شرح : حوران شام کی مملکت میں ایک شہر ہے۔ بعض نے کہا شام میں ایک پہاڑ

کا نام ہے۔ بعض نے کہا کسی کو اپنی طرف بلانے کے لئے یہ کہا جاتا ہے۔ بعض

کہتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں دو کیا میرے حسن و جمال میں تمہیں رغبت ہے؟ ابو عبیدہ نے کہا واحد تشبیہ

اور جمع میں ایک ہی صورت میں استعمال ہوتا ہے (تیسیر القاری)

۴۳۷۵ - ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے هَيْتَ لَكَ، پڑھا اور کہا

ہم یہ کلمہ نہیں پڑھتے مگر جیسا کہ ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ مَثْوَاهُ

۴۳۷۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَوْا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِهِمْ سَبْعَ كَسْبِعِ يُوسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ

بمعنی مقامہ ہے۔ اور اَلْفِیَا، بمعنی در و جدا ہے۔ انھوں نے پایا۔ اور وہ اَلْفُوا آباءُہُمْ اور اَلْفِیْنَا ہم معنی میں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ،

۴۳۷۔ شرح : قولہ مَثْوَاہُ آہ اس سے اس آیت کریمہ اَلَّذِی اشْتَرَاہُ مِنْ مِصْرَ اَکْرَمَی مَثْوَاہُ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی مصر کے جس شخص نے یوسف کو

خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا انہیں عزت سے رکھو۔ اور مَثْوَاہ کی تفسیر مقامہ سے کی۔ مصری شخص کی بیوی کا نام زلیخا ہے۔ بعض راویوں نے ذکر کیا ہے۔ قولہ اَلْفِیَا آہ اس آیت کریمہ : وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَلَّتْ قَمِیصُہُ مِنْ دُبُرٍ وَ اَلْفِیَا سَیِّدَہَا لَذِی الْبَابِ کی طرف اشارہ کیا اور اَلْفِیَا کی و جدا، سے تفسیر کی اسی اَلْفُوا اور اَلْفِیْنَا کے معنی پانے کے ہیں۔ یعنی اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اس کا کرتہ پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا۔ یعنی یوسف اور زلیخا دروازے کی طرف دوڑے یوسف اس لئے دوڑے کہ گناہ سے بچ جائیں اور زلیخا اس لئے دوڑی کہ یوسف کو پکڑ کر اپنی حاجت پوری کر دے۔ اور یوسف کو پیچھے سے پکڑ کر قمیص کو کھینچا اور وہ پیچھے سے چرگئی جب وہ دروازہ کی طرف نکلے تو انھوں نے زلیخا کے شوہر قطفیر کو دروازہ کے پاس پایا جو اپنے چپائے بیٹے کے ساتھ دروازہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

قولہ بَلْ عَجِبْتَ آہ یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بَلْ عَجِبْتَ مروی ہے۔ یہ سورہ صافات کی آیت کریمہ ہے اور وہ اللہ کا کلام " اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِیْنٍ لَازِبٍ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ " ہے یعنی ہم نے ان کو چپکی مٹی سے بنایا۔ بلکہ تمہیں تعجب ہوا اور وہ ہنسی کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کی یہاں کوئی مناسبت نہیں صرف اس لئے ذکر کیا کہ بَلْ عَجِبْتَ کی تاء مضموم ہے ایسے صیغے کی تاء بھی مضموم ہے۔ آیت کا معنی یہ ہے اے حبیب آپ ان کی تکذیب سے تعجب کرتے ہیں اور وہ آپ کے تعجب پر تمسخر اڑاتے ہیں اور عجب کی تاء کو مضموم پڑھنے کی تقدیر پر معنی یہ ہوگا کہ اللہ فرماتا ہے میں نے تعجب کیا لیکن اللہ کی نسبت یہ محال ہے کیونکہ تعجب کسی حالت کے طاری ہونے پر آتا ہے اور ایسی حالت اللہ کے لئے محال ہے۔ اس کا جواب یہ دیا

يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَىٰ بَيْنَهُمَا مِثْلُ الدُّخَانِ قَالَ اللَّهُ فَإِذَا تَقَبُّ
يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ قَالَ اللَّهُ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابَ قَلِيلًا
إِنَّكُمْ عَائِدُونَ أَفِيكُشَفَ عَنْهُمْ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَقَدْ ضَلَّى الدُّخَانُ
وَمَضَتْ الْبَطْشَةُ

گیا ہے کہ محض تعجب استعظام کے اعتبار سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب کو بہت بڑا جانتا ہے۔

ترجمہ: — ۴۳۷۶: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قریش

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ نے
دعا کی اے اللہ ان کو یوسف کے سات سال قحط کی طرح سات سال قحط زدہ کر کے مجھے اُن سے
کفایت دے تو اُن پر ایسا قحط پڑا کہ اُس نے ہر شے ختم کر دی حتیٰ کہ لوگوں نے ہڈیاں کھائیں
یہاں تک کہ آدمی آسمان کی طرف نظر کرتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان دھواں لائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تمہاری بے قراری کے باعث
محقور اس عذاب دُور کریں گے تو پھر کفر کی طرف لوٹو گے۔ کیا اُن سے قیامت کے دن کا عذاب دُور
ہوگا؟ بے شک دھواں گزر گیا ہے اور مواخذہ بھی گزر گیا ہے۔

شرح: — ۴۳۷۶: یعنی جب قریش قحط زدہ ہوئے تو بھوک کے باعث نظر کمزور ہو جانے
سے ان کو آسمان پر دھواں نظر آتا تھا۔ قولہ أَفِيكُشَفَ آہ میں

ہمزہ استفہام انکار کے لئے ہے یعنی ہم قیامت کے روز کا عذاب دُور نہیں کریں گے۔ حالانکہ دھواں اور
بدر کے دن کا مواخذہ گزر چکے ہیں۔

اس حدیث کی ترجمہ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابوسفیان جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلہ رحمی کا درس دیتے ہیں اور آپ کی قوم
بھوک سے مر رہی ہے آپ اللہ سے دعا کریں کہ ہم سے یہ عذاب جاتا رہے کیونکہ یہ مشرک جانتے
تھے کہ انہیں یہ مصیبت آپ کی دعا سے پیش آتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا
فرمائی کہ یہ عذاب جاتا رہے۔ مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو
معاف کیا اور اللہ کے حضور عذاب اٹھ جانے کی درخواست کی۔ ایسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے
زلیخا کو معاف کر دیا تھا۔ حصّٰتُ، لے گیا۔ کہا جاتا ہے رَسَنَتُهُ حَصَاءُ، خالی سال جس میں بہتری نہ

بَابُ قَوْلِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ
فَأَسْأَلُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي
بِكَيْدٍ هِنٍ عَلِيمٌ قَالَ مَا خَطْبُكِ إِذَا رَأَوْهُنَّ يُوسُفَ عَنْ
عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ وَحَاشَ وَحَاشَ تَنْزِيهٌ وَاسْتِثْنَاءٌ
حَصَصَ وَضَمَّ

ہو۔ بطشہ یوم بدر ہے (حدیث ۹۵۷-۹۵۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب یوسف کے پاس
قاصد آیا (کہ جیل سے باہر آئے)، تو یوسف نے کہا اپنے مالک
کی طرف لوٹ جا،، اور اس سے پوچھ ان عورتوں کا
کیسا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بے شک میرا رب ان کا
فریب جانتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے عورتو! تمہارا کیا کام تھا جب تم نے
یوسف کا جی لہجنا چاہا تھا۔ بولیں اللہ کو پائی ہے ہم نے اُن میں کوئی بدی
نہ پائی۔ عزیز کی عورت بولی اب اصلی بات کھل گئی۔ میں نے اُن کا جی لہجنا
چاہا تھا اور وہ بہت سچے ہیں۔

شرح : یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ کا قاصد آیا اور کہا آپ
کو بادشاہ بلا رہا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے قید خانہ سے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تاکہ ان کی
براعت ظاہر ہو اور بادشاہ کو ان کی پاکدامنی واضح ہو جائے اور وہ عورتوں کے فریب کو معلوم کر کے یوسف
کی براعت معلوم کرے۔ قولہ إِنَّ رَبِّي عَلِيمٌ یعنی یوسف علیہ السلام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کے فریب کو

۴۳۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنِ تَلِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُهَرَّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ
عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَابْنِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ
لَوْ طَالَ الْقَدُّ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ مَا لَبِثْتُ
يَوْسُفَ لَا أَجِبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ أَوَلَمْ
تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لَمْ يَطْمَئِنَّ قَلْبِي

جانتا ہے۔ بعض نے کہا رب سے مراد بادشاہ ہے یعنی میرا مالک قطیفہ جانتا ہے کہ عورت نے کیوں ان کو
مفتون کرنا چاہا تھا۔ قاصد بادشاہ کی طرف لوٹ گیا اور کہا یوسف نے یہ کہا ہے تو بادشاہ نے ہاتھ کاٹنے
والی عورتوں کو بلایا اور ان سے کہا تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف کو دامنِ تزدیر میں پھنسانے کی کوشش کی
تھی۔ سب عورتوں نے بیک زبان کہا اللہ کو پاکی ہے ہم نے یوسف میں کوئی بدی نہیں دیکھی۔
قرہ حاشی آہ اس کلمہ میں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ فعل متعدی اس کی گردان بھی ہے چنانچہ تو کہے گا
حاشیۃ یعنی استثنیۃ میں نے اس کو مستثنیٰ کر دیا۔ دوسری صورت یہ کہ یہ تنزیہ کے لئے استعمال
ہوتا ہے جیسے حاشی اللہ، اللہ اکبر تنزیہ اور پاکی ہے پھر اس صورت میں کچھ اختلاف ہے ممبر اور کو فیوں کے
نزدیک فعل ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ اسم ہے اور تنزیہ کے مترادف ہے کیونکہ بعض کی قراءت حاشی اللہ ہے
جیسا کہ براءۃ بن اللہ۔ بعض کہتے ہیں یہ اسم فعل معنی اثبرۃ یا یبرئۃ ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ حرف
استثناء معنی الا ہے اپنے مدخول کو جبر کرتا ہے یہ سیبیویہ کا قول ہے اکثر بصری بھی یہی کہتے ہیں۔
حاشی اللہ، کاشین مفتوح ہے۔ کبھی اس کے ساتھ یاء لاحق کر دیتے ہیں چنانچہ اس شعر "حاشی ابی ثوبان ان
بہ خنساء" ابوسنان بخل سے پاک ہے اس کا معنی تنزیہ ہے اور فتر سے استثناء۔

قرہ حصص آہ اس سے اس آیت کریمہ: اَلَا اِنَّ حَصَصَ الْحَقُّ، کی طرف اشارہ ہے اور حصص معنی
وضع ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں۔ باطل اور جھوٹ گیا اور حق ظاہر ہو گیا۔ حص اور حصص بنا ہے جیسے
کت سے کفکف بنا ہے۔ حص کے معنی جڑ سے اکھاڑنے کے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "حص شعرة"، بالوں کو جڑ
سے کاٹنا، یعنی تفسیر القادی

بَابُ قَوْلِهِ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ

۴۳۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يُسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ قَالَ قُلْتُ أَكْذِبُوا أَمْ كَذِبُوا قَالَتْ عَائِشَةُ كَذِبُوا قُلْتُ فَقَدْ اسْتَبَقْتُمُوهُمْ أَنْ قَوْمَهُمْ كَذِبُوا هُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلُ لَعْمَرِي لَقَدْ اسْتَبَقْتُمُوهُمْ بِذَلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذِبُوا قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هَذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ هُمْ

۴۳۷۷۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لو ط پر رحم کرے ”علیہ السلام“ جس وقت ان کی قوم نے انہیں تکلیف پہنچائی۔ وہ سخت رکن کی طرف پناہ لیتے تھے، اگر میں قید خانہ میں پھرتا جتنی مدت یوسف پھرتا تو میں بادشاہ کے داعی کی دعوت قبول کر لیتا اور ہم ابراہیم ”علیہ السلام“ سے زیادہ حقدار ہیں جبکہ ان سے اللہ نے کہا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے، (حدیث ۳۱۵۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَا ارشاد یہاں تک جب رسولوں

کو ظاہری اسباب کی اُمید نہ رہی

اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے اُن سے غلط کہا تھا۔ اس وقت ہماری مدد آئی،

۴۳۷۸۔ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ اُن سے ام المؤمنین

اتَّبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّ قَوْمَهُمْ فَبَطَلْ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَأَسْأَخَرَهُمْ
عَنْهُمُ النَّصْرَ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَرَ الرُّسُلُ مِنْهُمْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ
الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ عروہ نے ام المؤمنین سے اس آیت کریمہ : حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَرَ الرُّسُلُ الْخَبْرَ تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی اُمید نہ رہی، کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ عروہ نے کہا میں نے کہا :
اَكْذَبُوا، مخفف یا اُم کُذِّبُوا، مشدد ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا کُذِّبُوا، مشدد، ہے۔ میں نے
کہا رسولوں نے تو یقین کیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا ہے یہ جھٹلا نا محض گمان نہ تھا۔ ام المؤمنین نے
فرمایا ہاں مجھے اپنی حیات کی قسم رسولوں نے اس کا یقین ہی کیا تھا۔ میں نے ام المؤمنین سے کہا رسولوں نے یہ گمان
کیا تھا کہ اُن سے جھوٹ کہا گیا ہے (یعنی ادا کا وعدہ) ام المؤمنین نے فرمایا وہ اللہ کی پناہ، اللہ کے
رسول اللہ کے متعلق ایسا گمان (وعدہ خلاف) نہیں کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا پھر اس آیت کریمہ کا معنی کیا
ہے ؟ ام المؤمنین نے فرمایا یہ لوگ رسولوں کے تابع ہیں (جنہوں نے گمان کیا) حوائج رب پر ایمان
لائے اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق بھی کی۔ اُن پر مصائب طول اختیار کر گئے اور اللہ کی مدد میں تاخیر ہوئی
در رسولوں کا گمان ان کے حق میں تھا کافروں کے حق میں نہ تھا، حتیٰ کہ جب رسول اُن لوگوں سے جو ان کی قوم
سے تھے تا امید ہو گئے جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی تو اس وقت اللہ کی مدد آئی۔

شرح : یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مذکور آیت کریمہ میں لفظ

۴۳۶۸ —

کُذِّبُوا، کے متعلق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت

کی کہ اس لفظ میں کلمہ ذال مخفف ہے یا مشدد ہے۔ کیونکہ مخفف کی تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہیں یہ رسولوں
نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے جو مدد کا وعدہ کیا ہے یہ اُن سے جھوٹ کہا گیا ہے اور کُذِّبُوا، بتشدد
الذال کی تقدیر پر معنی یہ ہے کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے یعنی انہوں نے گمان کیا کہ ان کی قوم نے ان کو
جھٹلا دیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ لفظ کُذِّبُوا، بتخفیف الذال ہے اور
رسول اپنے رب کے متعلق یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اللہ کا وعدہ جھوٹا تھا اور عروہ کے استفسار پر آیت کا
معنی بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے رسولوں کے پیروکاروں نے یہ
گمان کر لیا تھا جبکہ ان کو کافروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں اور لمبا عرصہ وہ ابتلا میں رہے اور ان کی مدد
میں کچھ دیر ہو گئی تو رسولوں نے اپنے پیروکاروں کے حق میں یہ گمان کیا تھا کافروں کے حق میں نہ تھا۔

۴۳۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كَذَبُوا مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ عُرْوَةُ

سُورَةُ الرَّعْدِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَّاسِطٍ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبْدَ مَعَ اللَّهِ
إِلَهًا غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى خِيَالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ
بَعِيدٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ وَقَالَ غَيْرُهُ سَخَّرَ ذَلِكَ
مُتَجَاوِرَاتٍ مُتَدَانِيَاتٍ الْمَثَلَاتِ وَاحِدَهَا مَثَلَةٌ وَهِيَ الْأَشْبَاهُ
وَالْأُمَثَالُ وَقَالَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا بِمِقْدَارٍ بِقَدَرٍ مَعْقِبَاتٍ

الحاصل آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ جب رسول ان لوگوں کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے جنہوں
نے ان کی تکذیب کی تھی اور گمان کیا کہ ان کے پیروکاروں نے ان کی تکذیب کی ہے تو اس وقت اللہ
کی مدد نازل ہوئی۔ پس مظنون مومنوں کی تکذیب ہے اور متیقن کافروں کی تکذیب ہے۔ امام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات سے پناہ چاہی کہ رسول یہ گمان کریں کہ وہ عند اللہ مکتب ہیں بلکہ ان کا
یہ گمان ان پر ایمان لانے والے اور ان کی تصدیق کرنے والوں کی طرف سے ہے (یعنی)
(حدیث ۳۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے عروہ نے

۴۳۷۹۔

خبر دی کہ میں نے کہا شاید کذباً بکوا مخفف ہے۔

ام المؤمنین نے فرمایا "معاذ اللہ"

مَا لَكُمْ حَفَظَهُ فَقَبِ الْأُولَىٰ مِنْهَا الْأُخْرَىٰ وَمِنْهُ قِيلَ الْعَقِيبُ
 يُقَالُ عَقِبْتُ فِي أَثَرِهِ الْحَالُ الْعُقُوبَةُ كَبَاسِطٍ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ
 لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ رَابِعًا مِنْ رَبَائِرُ بَوَا وَمَتَاعٍ رَبْدُ الْمَتَاعِ مَا
 تَمَتَّعَتْ بِهِ جَفَاءً أَجْفَاتٍ الْقَدَرُ إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبْدُ
 ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبْدُ بِلاَ مُنْفَعَةٍ فَكَذَلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقُّ مِنَ
 الْبَاطِلِ الْمَهَادُ الْفِرَاشُ يَذْرُؤُنْ يَدْفَعُونَ ذَرَأَتُهُ دَفَعَةُ سَلَامٍ

سُورَةُ رَعْدٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا در کَبَاسِطٍ كَفَّيْهِ ، ”ماحقہ پھیلانے والے کی طرح“، یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ کی عبادت کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت کرتا ہے جو باطل الہ ہیں جیسے پیاسا آدمی جو اپنے خیال میں دُور سے پانی دیکھتا ہے اور اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس پر قادر نہیں۔ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا کہ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں تفسیر : وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنسنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا۔ یعنی مشرک جو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور وہ ان سے مصائب دفع کرنے کی امید کرتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دیتے جیسے کوئی پیاسا ہو جو صورت خیالی سے پانی کی خواہش کرتا ہے تاکہ اس کی پیاس دور ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ”سُحْرٌ ذُلٌّ“، اس سے اس آیت کریمہ ”وَسُحْرُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ“ یَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ، کی طرف اشارہ کیا اور سُحْرُ کی ذُلٌّ سے تفسیر کی یعنی سورج اور چاند کو لوگوں کے منافع اور ان کی مصلحتوں کے لئے تابع کیا ان میں سے ہر ایک دُنیا فنا ہونے اور قیامت قائم ہونے تک چلتا رہے گا۔ یہی ان کے لئے معین وقت ہے قول ”مَتَجَاوَرَاتٍ“ آہ اس سے آیت کریمہ ”وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مَّتَجَاوِرَاتٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور

عَلَيْكُمْ أَيْ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَإِلَيْهِ مَتَابُ تَوْبَتِي أَفَلَمْ يَأْمُرْ
لَمْ يَتَّبِعْنِ قَارِعَةً ذَاهِبَةً فَأَمَلَيْتُ أَطْلُتُ مِنَ الْمَلِكِ وَالْمَلَاوَةِ وَمِنْهُ
مَلِيًّا وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الْأَرْضِ أَشَقُّ أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ
مُعَقَّبٌ مُغَيَّرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُتَجَاوِدَاتٌ طَيِّبَةٌ وَخَبِيثَةٌ السِّبَاخُ
صِنَوَانُ النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلِ وَاحِدٍ وَغَيْرُ صِنَوَانٍ وَحَدَّهَا
بِمَاءٍ وَاحِدٍ كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَخَبِيثَتُهُمْ أَبُوهُمْ وَاحِدُ السَّحَابِ الثَّقَالُ
الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ كَبَاسِطٍ كَفَيْهِ يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ
بِيَدِهِ فَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا سَأَلْتُ أَفَدِيَّةٌ بِقَدَرِهَا تَمْلَأُ بَطْنَ وَادٍ
زَبَدًا زَابِيًا زَبَدُ السَّيْلِ خَبَثُ الْحَدِيدِ وَالْحَلِيَّةِ

مُتَجَاوِرَاتُ کی مُتَدَانِيَاتُ سے تفسیر کی یعنی زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں اور
صفات میں مختلف ہیں چنانچہ ان میں سے بعض میٹھے بعض کڑے، بعض اچھے ٹکڑے ہیں جہاں نباتات اُگتی
ہیں اور بعض پھور ہیں جہاں کچھ نہیں اُگتا ہے۔

قوله الْمُثَلَّثَاتُ آه یعنی مَثَلَاتُ مَثَلُہ کی جمع ہے جیسے صدقات صدقہ کی جمع ہے۔ اس سے اس
آیت کریمہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَلْبِهِ الْمُثَلَّثَاتُ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ان سے پہلے ان جیسے لوگ گزرے ہیں جو نبیوں
کی نافرمانی اور ان کی تکذیب کرنے کے سبب عذاب میں مبتلا رہے۔ مَثَلَاتُ کو مَثَلَاتُ بھی پڑھا جاتا ہے سلیمان
میسیم اور نساء دونوں کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ ابو بکر بن عباس دونوں کو مضموم پڑھتے ہیں۔ عیسیٰ بن عمر کی یہی قرأت ہے۔
قوله بِمَقْدَارِ آه اس سے اس آیت کریمہ: وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ کی طرف اشارہ کیا اور "قد" سے اس
کی تفسیر کی یعنی اللہ کے نزدیک ہر شئی ایک انداز سے ہے اس حد سے نہ بڑھتی ہے اور نہ کم ہوتی ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہر شئی کی مقدار وہ ہے جو اس کے موجود ہونے سے پہلے تھی۔

قوله مُعَقَّبَاتُ آه اس سے اس آیت کریمہ: لَهُ مُعَقَّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ
مِنْ أَمْرِ اللَّهِ کی طرف اشارہ کیا اور "مُعَقَّبَاتُ" کی ملائکہ حفظہ سے تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو

رات اور دن میں باری باری ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں جب دن کے فرشتے آسمانوں پر جاتے ہیں تو ان کے بعد رات کے فرشتے آجاتے ہیں جو لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ اللہ کی طرف سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محافظ فرشتے ہیں جو آپ کے آگے پیچھے رہتے ہیں اور شرارتی انسانوں، جنوں سے آپ کی حفاظت کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ”لہ“ ضمیر کا مرجع انسان ہے۔ اور معقبات معقبہ کی جمع ہے اور معقبہ ”مُعَقَّب“ کی جمع ہے پس معقبات جمع کی جمع ہے جیسے ابناوات سعد اور رجالات بکر ہے۔ قولہ سنہ قیل العقیب آہ یعنی اسی سے عقیب ”کہا گیا ہے۔ جو کوئی کسی کے پیچھے آئے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ عَقِبْتُ فِي لُتْرِهِ“ میں اس کے پیچھے آیا۔ دمیاطی ”عَقِبْتُ“ کا قاف مشدّد پڑھتے ہیں۔ جبکہ ابن تین اسے مخفّف پڑھتے ہیں۔ قولہ الْحَالُ الْعَقُوبِيَّةُ“ اس سے اس آیت کریمہ ”وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ“ بحال یعنی عقوبت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ”بحال“ سخت پکڑنے والا ہے۔ مجاہد نے کہا بمعنی سخت اور قوت ہے۔ ایک روایت میں اس کے معنی ہیں سخت انتقام، یعنی وہ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور وہ سخت انتقام لینے والا ہے۔ قولہ رَايَا آہ اس سے اس آیت کریمہ: اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةً بِقُدْرِهَا فَخَسِلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی روانہ پر اُبھرے جھاگ اٹھا لائی۔ امام نے رَايَا، سے یہ اشارہ کیا کہ یہ رَايَا تُوَا سے مشتق ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ”رَابِيَا“ کے معنی ہیں۔ پانی کے اوپر بلند ہونے والی جھاگ۔

قولہ اَوْسَارِخُ“ اس سے اس آیت کریمہ: وَهِيَ تَوَقُّدُونَ عَلَىٰ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدًا مِّثْلَهُ“ یعنی جب اس کو پگھلایا جائے تو اس پر جھاگ آجاتی ہے یہ حق کی مثال ہے اور وہ جھاگ جو ختم ہو جائے اور اس سے نفع نہ اٹھایا جائے باطل کی مثال ہے۔ یعنی حق ثابت رہتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ قولہ جُفَاءُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: ”فَاَمَّا الزُّبَدُ فَيَذَنُهَا جُفَاءً“، کی طرف اشارہ کیا اور جُفَاءُ کی اَجْفَاءُ الْقَدْرُ الخ سے تفسیر کی۔ یعنی جھاگ پھک کر دور ہو جاتا ہے؛ چنانچہ جب ہندیا جو شش مارے اور اس پر جھاگ آجائے پھر جب جو شش ٹھہر جائے تو کوئی شئی باقی نہیں رہتی اور اس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح حق باطل سے ممتاز ہوتا ہے۔ اللہ یوں ہی مثالیں بیان کرتا ہے۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے باقی رہنے والے جھاگ کو باقی نہ رہنے والے جھاگ سے ممتاز کرتا ہے۔ ایسے حق کو جو باقی اور ثابت رہتا ہے باطل سے ممتاز کرتا ہے جو باقی نہیں رہتا۔

قولہ الْمَحَاد آہ اس سے آیت کریمہ: وَمَا وَاٰهُمْ جَحَنَّمُ وِبَشَّ الْمَحَاد، کی طرف اشارہ کیا اور فِرَاش سے اس کی تفسیر کی یعنی کیا ہی بُرا بچھونا ہے۔

قولہ يَذْرُؤُنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَيَذْرُؤُنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولَٰئِكَ لَهُمْ

عُقْبَى الدَّارِ، کی طرف اشارہ کیا اور یَذْرُوْن کی تفسیر کی یعنی بُرائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں۔ انہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے۔

کی طرف اشارہ کیا۔

قوله سَلَامٌ عَلَيْكُمْ آه اس سے اس آیت کریمہ : سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ، یعنی جنتیوں کے پاس فرشتے آئیں گے اور کہیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی اچھا ملا ہے۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں محوِ رے مال پر صبر کیا اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتے رہے اور بُرے عملوں سے بچے رہے اور نفسانی خواہشات کو ترک کیا یہ ان کا دنیا میں صبر تھا۔

قوله وَإِلَيْهِ مَتَابُ آه اس سے اس آیت کریمہ : لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابُ کی طرف اشارہ کیا اور وہ تو بتی، سے اس کی تفسیر کی یعنی اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اس پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میری رجوع ہے۔

قوله أَفَلَمْ يَأْيُسُوا آه اس سے اس آیت کریمہ أَفَلَمْ يَأْيُسُوا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَى النَّاسَ جَمِيعًا کی طرف اشارہ کیا اور أَفَلَمْ يَتَّبِعُوا سے اس کی تفسیر کی تو کیا مومن اس سے ناامید نہیں ہوئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ يَأْيُسُ بمعنى يَعْلَمُ یعنی کیا مومنوں نے نہیں جانا؟ کلبی نے کہا يَأْيُسُ بمعنى يَعْلَمُ منقطع کی لغت میں ہے۔ یہ مجاہد حسن اور قتادہ کا قول ہے۔ طبری نے قاسم بن معن سے نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں یہ ہوازن کی لغت ہے وہ کہتے ہیں یہ يَأْيُسْتُ كَذَا اى عَلِمْتُ میں نے اسے جانا، قاموس اور صراح میں ہے یاس بمعنى ناامید ہے۔ اور علم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ اور اس آیت کریمہ : أَفَلَمْ يَأْيُسُوا الَّذِينَ آمَنُوا میں یہی معنی ہے۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ یاس کو جو ناامید کے معنی میں ہے علم کے معنی میں استعمال نہیں کرتے مگر اس اعتبار سے کہ وہ علم کے معنی کو متضمن ہو کیونکہ جو کوئی کسی سے اُس اور ناامید ہو وہ یہ جانتا ہے کہ وہ اس کو پا نہیں سکے گا۔ ایک روایت میں ہے صحابہ کی ایک جماعت أَفَلَمْ يَأْيُسُوا کی جگہ أَفَلَمْ يَتَّبِعُوا پڑھتے ہیں (یعنی تفسیر القاری)

قوله قَارِعَةٌ الْآیۃ اس سے اس آیت کریمہ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَتْصِيبُهُمُ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ، کی طرف اشارہ کیا اور ذَٰهِيَةٌ، سے اس کی تفسیر کی یعنی اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے پر سخت دھمک پہنچتی رہے گی۔ ذَٰهِيَةٌ بمعنی ہلاکت اور دھمک ہے۔

قوله فَأَمَلَيْتُ الْآیۃ اس سے اس آیت کریمہ : فَأَمَلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا اتِّمَاعًا خَذَلْتُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابُ، کی طرف اشارہ کیا اور أَهْلَيْتُ، کی اُطْلُتُ، سے تفسیر کی رِبْلٌ، بفتح المیم و کسر اللام ہے اور آخر میں یاد مشدّد ہے اور «بِلَاوۃ»، بحسب المیم ہے زمانے کا کچھ حصہ، حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حدیث میں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ «قَلْبْتُ مَلِيًّا»، میں کچھ زمانہ

ٹھہرا، جوہری نے کہا الملاء مقصود بمعنی صحرا ہے رات اور دن طوان کہا جاتا ہے کشادہ زمین کو ملایا کہا جاتا ہے۔

قوله أَشَقُّ آه اس سے اس آیت کریمہ ۛ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ تَوَاقُّ کی طرف اشارہ کیا اور ۛ أَشَقُّ کی آشد سے تفسیر کی کہ یہ اسم تفضیل ہے مشقت سے مشتق ہے۔ یعنی گتہگاروں کے لئے آخرت کا عذاب بہت سخت ہے ان کو بچانے والا کوئی نہیں۔

قوله صِنَوَانٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ ۛ صِنَوَانٌ وَغَيْرُ صِنَوَانٍ یُسْقٰی بِمَاءٍ وَاحِدٍ کی طرف اشارہ کیا اور نخلتان اَوْ اَلْکَثْرُ فِیْ اَصْلِ وَاحِدٍ سے اس کی اس تفسیر کی یعنی کھجور کا پیڑ ایک تھالے سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ صِنَوَان صِنُو کی جمع ہے۔ اور جمع قلت بعد اَصْنَاء ہے۔ تشنہ اور جمع میں کوئی فرق نہیں البتہ اعراب میں فرق ہے کیونکہ تشنہ میں صِنَوَان کا نون مکسور ہے اور فون پر تنوین نہیں۔ اور جمع میں ۛ صِنَوَانٌ ۛ نون پر تنوین ہے۔

قوله بِمَاءٍ وَاحِدٍ یعنی سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔

قوله كَصَاحِبِ بَنِي آدَمَ آہ یعنی جیسے حضرت آدم علیہ السلام ایک ہیں اور ان کی اولاد میں نیک و بد ہیں صِنَوَان اور غیر صِنَوَان سے اسی طرف اشارہ ہے۔ حسن بصری نے کہا اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے دلوں کی مثال بیان فرمائی ہے کہ بعض دل رفیق ہیں اللہ سے ڈرتے ہیں اور بعض دل سخت ہیں۔ لہو و لعب میں مشغول رہتے حالانکہ سب کا اصل ایک ہی ہے۔ ایسے صِنَوَان اور غیر صِنَوَان ہے کہ اس میں بعض اچھی اُگتی ہیں اور بعض اچھی نہیں ہوتیں حالانکہ ان کا اصل ایک ہی ہے اور پانی بھی ایک ہی پلایا جاتا ہے۔

قوله السَّحَابُ الثَّقَالُ آہ اس سے اس آیت کریمہ ۛ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَشِّئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ مہیں بجلی دکھاتا ہے۔ ڈر کو اور امید کو۔ اور بھاری بدلیاں اُٹھاتا ہے۔ سحاب سحابہ کی جمع ہے اور ثِقَال سحاب کی صفت ہے۔ یعنی بادل جو پانی سے بھارے ہیں۔ ان کو چلاتا ہے۔ یُنَشِّئُ بمعنی یُسِّرُ ہے۔

قوله سَأَلْتُ اَوْْدِیَةً آہ اس سے اس آیت کریمہ ۛ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْْدِیَةٌ بِقَدَرِهَا کی طرف اشارہ کیا یعنی اُس نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے جو وادی کو بھر دیتے ہیں۔

اَوْْدِیَةٌ ۛ وادی کی جمع ہے اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان کھلی زمین ہے۔ وہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ قدر بمعنی مبلغ الشیء ہے یعنی شئی کی انتہا اگر وہ چھوٹی ہو تو پانی قلیل ہوگا۔ اگر وسیع ہو تو پانی کثیر ہوگا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ غَيْضًا نَّقِصَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے،

اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک انداز سے ہے، تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی کامل ہے یا ناقص اچھا ہے یا بُرا ہے لمبا ہے یا چھوٹا وغیرہ اور عورتوں کے ارحام جو نقصان یا زیادتی کرتے ہیں۔ آیا بچے کا جسم رحم میں صحیح ہے یا ناقص ہے اسی طرح مدت اور تعداد وغیرہ سب کچھ اللہ جانتا ہے، کیونکہ رحم میں کبھی ایک بچہ ہوتا ہے کبھی اس سے زیادہ دو یا تین یا چار یا پانچ بچے ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ شریک اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں چار بچوں سے چوتھے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یمن کے ایک بوڑھے آدمی نے انہیں خبر دی کہ ایک عورت نے کئی بار پانچ پانچ بچوں کو جنم دیا یعنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ، سے مراد ناتمام حمل کا ساقط ہونا ہے۔ اور مَا تَحْمِلُ دُادُ، سے مراد یہ ہے کہ پوری مدت سے بچہ پیدا ہو۔ کیونکہ بعض عورتیں دس ماہ حاملہ رہتی ہیں بعض نو ماہ احناف کے مذہب میں زیادہ سے زیادہ حمل کی مدت دو سال ہے۔ جبکہ شافعی کے مذہب میں چار سال اور امام مالک کے نزدیک پانچ سال ہے۔ صفاک نے کہا میری والدہ نے دو سال حاملہ رہنے کے بعد مجھے جنم دیا۔ جبکہ میرے اگلے دانت نکل آئے تھے (قسط لانی) علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا آٹھ سو اٹھاسی ہجری کے جمادی الاولیٰ میں ہفتہ کے روز میری بیٹی زینب نے دو اللہ تعالیٰ اسے ہر خیر کی توفیق دے اور اس کی عاقبت اچھی کرے اور اس کی اولاد نیک کرے۔ ابتداء حمل سے نو ماہ بعد بچہ کو جنم دیا جبکہ اس کے سامنے والے دو دانت ظاہر تھے پھر تقریباً سات ماہ بعد گر گئے۔ مکھول نے کہا عورت کے پیٹ میں بچہ کوئی شئی طلب کرتا ہے نہ غمناک ہوتا

۲۳۸۰۔ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ قَالَ حَدَّثَنِي مَا لِكُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَاتِلُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي عَدْرِ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ

اور نہ ہی اسے حزن و ملال ہوتا ہے۔ اس کی والدہ کے حیض کا خون اس کی خوراک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اس کا رزق بنایا ہے۔ اس لئے حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا۔ جب پیدائش کے وقت بچہ زمین پر واقع ہوتا تو چیخ مارتا ہے۔ اس کا چلانا اپنے مکان کی اجنبیت کے طور پر ہوتا ہے۔ جب اس کی ناف کاٹی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق اس کی والدہ کے پستان میں کر دیتا ہے۔ اس وقت بھی وہ حزن و ملال کی دنیا سے بالاتر ہوتا ہے پھر طفل ہو جاتا ہے اور اپنے مانتھ سے کھانے لگتا ہے۔ جب بالغ ہو جاتا ہے تو کہتا ہے اب موت یا قتل ہے اب مجھے رزق کہاں سے ملے گا۔ مکھول نے کہا اے انسان تیری طاقت ہو تجھے اس وقت بھی غذا ملتی تھی جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اور جب تو طفل تھا حتیٰ کہ جب تو جوان ہوا تو کہتا ہے کہ یہ موت یا قتل ہے۔ اب مجھے رزق کہاں سے ملے گا۔ پھر نَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ اُنْثَى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزِدُّ اَدُّ، زیادتی اور نقصان کی نسبت رحم کی طرف مجازاً ہے درحقیقت فاعل اللہ تعالیٰ ہے اس نے جو مقدر کر رکھا ہے اس پر زیادتی نقصان ناممکن ہے۔

۲۳۸۰۔ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی

نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور نہ یہ جانتا ہے کہ عورت کا رحم کبے کرے گا یا زیادتی کرے گا اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس زمین میں وہ مرے گا اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی !

۲۳۸۰۔ شرح : اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا یہ صرف اللہ کی ذات کے ساتھ محقق ہے۔ ان پانچ امور کو اس لئے ذکر کیا کہ اس زمانہ میں کاسین ان

سُورَةُ اِبْرَاهِيمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَادٍ دَاعٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيدٌ قَتَحٌ وَذَمٌ

ان پانچوں کے علم کا دعویٰ کرتے تھے۔ اُن کے رد کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندے کو ان کا علم عطا کرے تو یہ آیت کے منافی نہیں چنانچہ اس مقام میں علامہ قسطلانی نے ذکر کیا: اَلَا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يُطْلَعُ عَلَىٰ مَا يَشَاءُ مِنْ غَيْبٍ وَالْوَلِيُّ الْغَيْبُ لَهُ يَأْخُذُ غَنَّهُ، یعنی مگر جس رسول سے اللہ راضی ہو، اپنے غیب سے جو کچھ چاہے اس کو مطلع کرتا ہے اور رسول کا پیروکار ولی نبی سے یہ حاصل کرتا ہے۔ سورہ لقمان میں انشاء اللہ مزید وضاحت آئے گی (حدیث علی کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ صورت مکتبہ ہے مگر یہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا اور اس کے بعد دوسری آیت جو اس سے متصل ہے دونوں مدنی ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَادٍ دَاعٍ اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن یہ آیت کریمہ سورہ رعد کی ہے۔ پھر هَادٍ کی تفسیر دَاعٍ سے کی۔ یعنی لوگوں کو حق کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اس سے مراد نبی ہیں جو اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق معجزات ظاہر کرتے ہیں۔ قولہ صَدِيدٌ اس سے اس آیت کریمہ: وَیُسْفَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِیدٍ کی طرف اشارہ کیا اور مُجَاهِد نے صَدِیدٌ کی تفسیر پیپ اور خون سے کی، قنادہ کہا صدید وہ ہے جو گوشت اور چمڑے سے بہتی ہے۔ اُن سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جو کافر کے پیٹ سے نکلے گا اور اس کے ساتھ پیپ اور خون ملا ہوگا۔ کہا گیا ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اِيَادِي اللَّهِ عِنْدَكُمْ وَاَيَامَهُ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ رَغِبْتُمْ اِلَيْهِ فَبِهِ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا يَلْتَمِسُوْنَ

جو زانیوں کی ترہنگا ہوں سے نکلے گا۔ صدید ماء کی صفت ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حرف تشبیہ محذوف ہے۔ دراصل ماءٌ مثلاً صدید، تھا۔ اس تقدیر پر دوزخی جو پانی پیئیں گے وہ پیپ کی مثل ہوگا اور اس سے پیپ کی طرح بدبو آئے گی جیسے قرآن کریم میں ہے وَ اِنَّ كَيْسَتَيْنِ تَوَايَعَتَا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ، اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد درسی پانی سے کی جائے گی جو ٹہل کی طرح ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ پیپ پانی کے مشابہ ہونے کے سبب اس پر پانی کا اطلاق کیا گیا ہے وہ درحقیقت پانی نہیں ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ خالص پیپ پیئیں گے جو پانی کے مشابہ ہوگی (قسطانی)

قوله اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ آه اس سے اس آیت کریمہ : وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجَاكُمْ مِنْ اِلٍ فِرْعَوْنَ، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عیینہ نے نِعْمَةَ اللَّهِ اِیَادٰی اللہ سے تفسیر کی اِیَادٰی اُنیدنی کی جمع ہے اور وہ ید کی جمع ہے۔ پس اِیَادٰی جمع کی جمع ہے۔ اس کے معنی نعمت کے ہیں یعنی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اپنے اوپر اللہ کی نعمتیں یاد کرو جبکہ تمہیں فرعون کی قوم کی شر سے نجات دلائی۔ قوله قَالَ مُجَاهِدٌ آه یعنی مجاہد نے اس آیت کریمہ : وَنَحْنُ لَكُمْ اَللَّیْلُ وَ النَّهَارُ وَ اَنْتَا كُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ میں ”مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ“ کی تفسیر میں کہا کہ تم کو ہر وہ شئی دی جس کی تم نے خواہش کی پوری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں ”اللہ تعالیٰ نے رات اور دن تمہارے تابع کر دیئے اور ہر وہ شئی تمہیں عطاء کی جو تم نے خواہش کی اس تفسیر کا مقصد یہ ہے کہ جو شئی تمہیں پسند تھی اس کا سوال کرو یا نہ کرو وہ ہم نے تمہیں دی ہے صحاہ نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ ”مَا سَأَلْتُمُوْهُ“ میں نافیہ ہے اور کُلّ، کے لام پر تنوین ہے۔ یعنی ہر نعمت سے تمہیں وہ کچھ دیا جس کا تم نے سوال نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے بہت نعمتیں ایسی ہیں جو ہم نے طلب نہیں کیں اور نہ ہی ان کا ہمارے دلوں میں خیال آیا ہے حسن بصری نے کہا تمہیں ہر وہ شئی دی جو تم نے خواہش کی“

قوله یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، اس سے اس آیت کریمہ : وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، کی طرف اشارہ کیا اور ”یَبْغُوْنَهَا“ کی تفسیر یَلْتَمِسُوْنَ، سے کی۔ یعنی اللہ کی راہ میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہو۔

قوله اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ آه، اس سے اس آیت کریمہ : وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَیْنٌ شُكْرُكُمْ لَا ذِیْنَ تَكْمُ، کی طرف اشارہ کیا اور تَاَذَّنَ، کی اُعلم سے تفسیر کی یعنی اور یاد کرو جب تمہارے رب نے

لَهَا عِوَجًا وَإِذْ تَأْذَنَ رَبُّكُمْ أَعْمَاكُمْ اذْذِكُمْ رَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ فِيْ أَوْأَاهِمُمْ
هَذَا مِثْلُ كَفُّوْا عَمَّا أَمْرُوْا بِهِ مَقَامِيْ حَيْثُ يُقِيْمُهُ اللهُ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ
وَرَأَيْهِ قَدْ أَمَرَ لَكُمْ تَبَعًا وَاحِدًا تَابِعُ مِثْلُ غَيْبٍ وَغَائِبٍ بِمُضَرِّحِكُمْ

کہا اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دونوں اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔ امام کا مقصد یہ ہے کہ تَأْذَنَ باب تفعّل سے ہے اور اذْذَنَ جو باب افعال سے ہے ہم معنی ہے لیکن تَأْذَنَ میں معنی کی زیادتی ہے جیسے تَوَعَّدَ میں اور وَعَدَ میں زیادتی ہے۔

قوله رَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ فِيْ أَوْأَاهِمُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ ”جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ فِيْ أَوْأَاهِمُمْ“ کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابو عبیدہ نے کہا یہ عرب کا مقولہ اور مثال ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جس شے کا ان کو حکم دیا گیا اس سے باز رہے۔

علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ علماء نے ابو عبیدہ پر مواخذہ کیا ہے کہ یہ کلام عربوں سے نہیں سنا گیا جو ابو عبیدہ نے ذکر کیا ہے۔ اُخْتَفِشَ نے بھی یہی معنی اختیار کیا اُن پر بھی یہی اعتراض کیا گیا لیکن یہ مواخذہ اور اعتراض ناقابلِ فہم ہے کیونکہ بعض لوگوں کا عِدَمِ سَمَاعِ عِدَمِ کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ کافروں نے نبیوں پر غیظ و غضب کے سبب اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا۔ بعض نے معنی یہ کہے ہیں کہ کافروں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں پر رکھے اور نبیوں کو اشارہ کیا کہ اپنے منہ بند رکھیں اور خاموش رہیں (تیسیر القاری)۔

علامہ عینی نے کہا: مِثْلُ کی میم مکسور اور ثاء ساکن ہے یعنی رَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ کا معنی كَفُّوْا عَمَّا أَمْرُوْا بِهِ کے معنی کی مثل ہے اور یہ صَنِغَةُ مَجْهُولِ ہے اور اگر ”مِثْلُ“ کی میم اور ثاء کو مفتوح پڑھیں تو یہ محاورہ کے معنی میں ہوگا یعنی جیسے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پسند و نصائح اور مواظظ حسنہ لائے تو کافروں نے ان کا بلیغ رد کیا اور اپنے ہاتھوں کو مونہوں پر کر دیا اور کہا ہم تمہارے منشور کا انکار کرتے ہیں یعنی تمہارے لئے ہمارا یہی جواب ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی جواب نہیں یا معنی یہ ہے کہ کافروں نے نبیوں کے مونہوں پر اپنے ہاتھ رکھے تاکہ وہ کلام نہ کر سکیں۔

قوله مَقَامِيْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيدِ کی طرف اشارہ ہے اور اس میں ”مقامی“ کے معنی وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے آگے کھڑا کریگا اس سے مراد قیامت میں حساب لینے کا مقام ہے۔

اِسْتَصْرِخْنِي اِسْتِغَاثَتِي يَسْتَصْرِخُهُ مِنَ الصُّرَاخِ وَلَا خِلَالَ مَصْدَرٍ
خَالَتَهُ خِلَالًا وَيَجُوزُ اِيضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ اُجْتُثَّتْ اِسْتُوْصَلَتْ

قوله مِنْ وَدَائِهِ ، اس سے اس آیت کریمہ : وَمِنْ وَدَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ، کی طرف اشارہ ہے۔ اور وِءَاء کی تفسیر قَدَام سے کی بعض نے کہا وَرَاءُ بمعنی اَنَام صرف زمان اور مکان میں آتا ہے۔ قوله لَكُمْ تَبَعًا، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا، کی طرف اشارہ کیا۔ تَبَعًا تابع کی جمع ہے۔ جیسے غَيْبٌ حَيْبٌ کی جمع اور غَدَمٌ خَادِمٌ کی جمع ہے۔

قوله بِمُصْرِخِكُمْ آہ اس سے آیت کریمہ فَلَا تَلُوْا مَوَاطِنَ اَنْفُسِكُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيْكُمْ کی طرف اشارہ کیا یعنی (شیطان کہے گا) تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچو،

اِسْتَصْرِخْنِي کی تفسیر اِسْتِغَاثَتِي سے کہ اور يَسْتَصْرِخُنِي صُرَاخٌ بمعنی فریاد سے مشتق ہے۔ علامہ قسطلانی نے شرح میں ذکر کیا کہ بِمُصْرِخِكُمْ میں ہمزہ سلب کے لئے ہے یعنی اَزَالِ صُرَاخِيْ، قوله وَلَا خِلَالَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : ”يَوْمَ لَا يَنْفَعُ فِيْهِ وَلَا خِلَالٌ“ کی طرف اشارہ کیا اور لفظ خِلَالٌ ، میں دو وجہیں ذکر کیں۔ ایک یہ کہ باب مفاعلہ کی مصدر ہے اور معنی یہ ہے کہ کسی دوست کا دوستی کرنا۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ خَلَّتْ کی جمع جیسے ظلالِ ظِلَّة کی جمع بمعنی صداقت ہے۔ اس کے معنی میں دوستی اور محبت جو دل میں داخل ہو کر اس کے باطن میں پہنچ جاتی ہے۔ اسی سے خلیل بمعنی صدیق مشتق ہے۔

قوله اُجْتُثَّتْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : ”مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ اُجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ“ کی طرف اشارہ اور اُجْتُثَّتْ کی اِسْتُوْصَلَتْ سے تفسیر کی اس کے معنی ہیں جڑ سے اکھاڑنا اور گندی بات کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قیام نہیں،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاکیزہ بات کی
مثال جیسے پاکیزہ درخت،

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَضَلُّهَا ثَابِتٌ وَفَرَعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ ۖ ۖ

جس کی حبڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا

سے اپنے رب کے حکم سے ، تفسیر : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے ۔ وہ کہتے ہیں شجر طیبہ سے مراد ہر پھلدار درخت ہے ۔ بعض کہتے ہیں کھجور کا درخت ہے بعض نے کہا یہ بہشت میں درخت ہے ۔ بعض نے اس سے مومن مرد مراد لیا ہے بعض قریش کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں اس سے مراد جوز ہندی ہے ۔

خداوند قدوس جل مجدہ الکریم نے کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ سے تشبیہ دی اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور جمہور علماء نے بھی اسی کو اختیار کیا کہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے اور شجرہ طیبہ میں کئی اقوال مذکور ہیں ۔ اول یہ کہ شجرہ طیبہ پھلدار درخت ہے اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ دونوں سے خوبصورتی ، پاکیزگی اور منافع حاصل ہوتے ہیں دوم یہ کہ شجرہ طیبہ سے مراد کھجور کا درخت ہے اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ دونوں میں دنیا اور آخرت کی بہتریاں اور خوبصورتیاں پائی جاتی ہیں کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ کلمہ گو انسان کے لئے دنیا و آخرت کی بہتری اور خوبصورتی ہمیشہ رہتی ہے ۔ اسی طرح کھجور کا درخت ہے کہ اس کا پھل جب سے نمودار ہوتا ہے اس کے پچنے اور خشک ہونے تک بہت خوبصورت نظر آتا ہے اور پھل خشک ہونے کے بعد اس کی لکڑی شاخوں پنوں اور گٹھلیوں سے بہت منافع حاصل کئے جاتے ہیں ۔ بعض علماء نے وجہ تشبیہ کی تقریر اس طرح کی ہے کہ جب اس کا سر کاٹ دیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے بخلاف دوسرے درختوں کے وہ پھر پھوٹ پڑتے ہیں نیز جب تک اس کی تلیق نہ کی جائے یعنی مذکر کھجور کا ابتدائی پھل مؤنث کھجور کے ابتدائی پھل پر نہ ڈالا جائے تو یہ پھل وار نہیں ہوتا بلکہ کچھ ظاہر ہو کر گر جاتا ہے یا خشک ہو جاتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بچی ہوئی مٹی سے یہ درخت بنا تھا اسی لئے اس کو بنی آدم کی پھوپھی کہا جاتا ہے ۔ کہا گیا ہے کہ اس کی شاخیں بہت بلند ہوتی ہیں جیسے مومن کا عمل آسمانوں کی طرف اٹھتا ہے ۔ بعض نے کہا یہ بھی مومن کے دل میں ایمان کے ثبوت کی طرح سخت ثابت ہوتا ہے ۔

سوم یہ کہ شجرہ طیبہ سے مراد جنت کا درخت ہے ۔ اس تقدیر پر تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ

۴۳۸۱۔ حدیثی عبید بن اسمعیل عن ابی اسامہ عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال أخبرنی بشجرۃ تشبہ أوک الرجل المسلم لا یتحاث ورقها ولا تؤتی کلها کل حین قال ابن عمر وقع فی نفسی أنها النخلۃ ورایت ابا بکر وعمر لا یتکلمان فکریھت أن أتکلم فلما لم یقولوا شیئا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی النخلۃ فلما قنا قلت لعمر یا ابتاہ واللہ لقد کان وقع فی نفسی إنها النخلۃ فقال ما منعک أن تکلم قال لمارکم

ثابت رہتا ہے۔ چہارم یہ کہ شجر طیبہ مومن ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ مومن کے اعمال ہر وقت بلند ہوتے ہیں اور کھجور کا پھل بھی ہر وقت موجود رہتا ہے۔

پنجم یہ کہ شجرہ طیبہ مراد قریش میں اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ دونوں کی قدر بلند ہے کیونکہ قریش کی قدر عرب کے تمام قبائل پر بلند ہے۔ جیسے کلمہ طیبہ باقی کلمات پر فائق ہے۔

چھواں قول یہ کہ شجرہ سے مراد جوز ہندی ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ اس کا میوہ ہمیشہ رہتا ہے جیسے کلمہ طیبہ کا ثمرہ ہمیشہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ”وَأَكْمَلُهَا إِذْ أَتَمُّ“ الایۃ کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ درخت جوز ہندی ہے کہ اس کا پھل معطل نہیں ہوتا ہر ماہ پھل دیتا ہے۔ اس طرح صاحب کلمہ اعمال صالحہ سے خالی نہیں رہتا۔ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ اس درخت میں تین چیزیں ہیں اس کا ریشہ مضبوط، تناقض اور شاخیں بلند ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایمان تین چیزوں کے بغیر نہ قائم رہ سکتا ہے اور نہ فائدہ بہم پہنچا جاسکتا ہے۔ اول صمیم قلب سے تصدیق کرنا۔ زبان سے اقرار کرنا اور نیک اعمال کرنا۔ مجاہد نے کہا آیت کریمہ ”کل حین“ میں صین سے مراد سال ہے۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ دو صین ہیں ایک معلوم ہے دوسرا غیر معلوم ہے پہلے کا معنی جو اس آیت کریمہ ”لَتَعْلَمَنَّ نَبَأُ بَعْدَ حین“ میں ہے دوسرا جو اس آیت کریمہ ”تَوْتٰی أَكْمَلُهَا كُلَّ حین“ میں ہے یہ درمیان سال سے لے کر دوسرے سال تک عرصہ ہے۔ قتادہ اور سعید بن جبیر نے کہا حین بمعنی چھ ماہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں ہر صبح و شام صین ہے۔

۴۳۸۱۔ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تَكَلَّمُونَ فَكَرِهْتُمْ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَأَقُولُ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ لَأَنْ تَكُونَ قُلَّتَهَا أَحَبُّ
إِلَى مَنْ كَذَبَ وَأَوْكَذَا

بَابُ قَوْلِهِ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا مجھے ایک ایسے درخت کی خبر دو جو مسلمان مرد کی مثل ہے یا مسلمان مرد کی طرح ہے (راوی کا شک ہے) اس کے پتے نہیں گرتے اس کی صفت یہ بھی نہیں، یہ بھی نہیں اور یہ بھی نہیں وہ ہر وقت پھل دیتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے دل میں یہ واقع ہوا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ خاموش ہیں بات نہیں کر رہے ہیں تو میں نے یہ اچھا نہ سمجھا کہ کہوں (وہ کھجور کا درخت ہے) جب لوگوں نے کوئی بات نہ کہی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم مجلس سے اٹھ گئے تو میں نے عمر فاروق سے کہا اے میرے باپ بخدا! میرے دل میں یہی واقع ہوا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ عمر فاروق نے کہا پھر تم کو بات کرنے سے منع کس نے کیا تھا۔ عبد اللہ نے کہا میں نے تمہیں خاموش بیٹھے دیکھا تو میں نے کچھ کہنے کو اچھا نہ سمجھا عمر فاروق نے کہا تمہارا بات کرنا مجھے اتنے اتنے اونٹوں سے زیادہ اچھا تھا۔

شرح: لَا وَ لَا وَ لَا آہ تین بار لا فرمایا اس سے کھجور کے درخت کی اور تین صفات کی طرف اشارہ کیا۔ راوی نے انہیں ذکر نہیں

کیا صرف تین بار کلمہ لا فرمانے پر اکتفاء کی اور قولہ در ثَوَاتِي أَكَلَهَا كُلَّ حِينٍ،، یہ اس کی پانچویں وصف ہے۔ (حدیث ۵۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادًا أَوْ أَنَّ ثَابِتًا رَكْعًا

ہے ایمان والوں کو حق بات پر،،

: یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ایمان اور اعمال کو حق بات پر ثابت رکھتا ہے اور وہ قبر میں سوال کے وقت اور آخرت میں جب قبروں سے

تفسیر

اُٹھائے جائیں گے،،

۴۳۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
 أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ الْبَرَاءِ
 ابْنَ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سَلَّ
 فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ
 قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ
 فِي الْآخِرَةِ

بَابُ قَوْلِهِ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا
 أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا الْبَوَارُ الْهَلَاكُ بَارِئُورًا
 قَوْمًا بَوْدًا هَالِكِينَ

۴۳۸۲۔ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے قبر میں پوچھا
 جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں
 اور یہ شہادت ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ثابت رکھتا ہے جو ایمان لائے ایسی
 بات پر دنیا اور آخرت میں ثابت ہے (حدیث ۱۲۸۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَيْفَ تَمَّ نِعْمَتُهُ لَكُمْ

جہنوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی

تفسیر : اللہ کی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں مبعوث
 فرمایا اور انھوں نے آپ سے کفر کیا اور اپنی قوم اور پیروکاروں کو ہلاکت میں
 ڈالا۔ اور وہ جہنم ہے جو برا قرار ہے۔ اَلَمْ تَرَ بِمَعْنَى اَلَمْ تَعْلَمْ ہے کیونکہ روایت معنی اِلْبَصَارِ غیر حاصل ہے
 کہ یہ عادت مشکل ہے (کرمانی) علامہ عینی نے کہا یہ کلمہ کسی چیز سے تعجب اور مخاطب کو خبردار کرنے کے لئے

٢٣٨٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَدَّوْنَ نِعْمَةَ
اللَّهِ كُفْرًا قَالَ هُمْ كُفَّارٌ أَهْلُ مَكَّةَ

سُورَةُ الْحَجْرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ صِرَاطٌ عَلَى مُسْتَقِيمٍ الْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللَّهِ وَعَلَيْهِ

کہا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ، یعنی ان لوگوں کے فعل پر آپ تعجب نہیں کرتے
اور ان کے حال پر متنبہ نہیں ہوتے یعنی اس کلام کا وضعی معنی مقصود نہیں جیسے اس کلام ”اَلَمْ تَرَ كَيْفَ
مَدَّ الظِّلَّ، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ“ وضعی معنی رویت بصری مراد نہیں بلکہ رویت بصیرت
مراد ہے۔ قولہ الْبَوَارِ بمعنی ہلاک ہے۔ اس سے ماضی مضارع بَارَ یَبُوْرُ آتا ہے اور بُوْرًا اس کی مصدر
ہے۔ قولہ قَوْمًا بُوْرًا بمعنی ہالکین ہے یعنی بوار کی جمع بُوْر ہے۔

ترجمہ : عطاء سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

۴۳۸۳ — کو اس آیت کریمہ : اَلْحَمْدُ تَوَالِیَ الدِّیْنِ بَدَلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ کُفْرًا، کی تفسیر میں کہا یہ لوگ جو اللہ کی نعمت بدلنے والے ہیں مکہ کے کافر ہیں ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

سُورَةُ الْحَجِّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طبری نے کہا بالاتفاق یہ سورت ملتی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورۃ یوسف کے بعد اور سورۃ النعام

طَرِيقَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَمْرُكَ لَعِيشُكَ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ أَنْكَرُهُمْ لَوْطٌ
وَقَالَ غَيْرُهُ كِتَابٌ مَعْلُومٌ أَجَلُ لَوْمَاتِنَا هَلَا تَأْتِنَا شَيْعٌ أُمَّ

سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ کلی نے کہا اس میں ایک آیت مدنی ہے۔

قوله قَالَ مجاہد آہ یعنی مجاہد نے کہا اس آیت کریمہ: هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ کا معنی حق ہے جو۔

سیدھے راہ پر دلالت ہے صاحب کشاف نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ یہ سچا راستہ ہے اس کی رعایت کرنا میرے ذمہ ہے۔ بیضاوی میں صراط علی کی تفسیر یہ ہے۔ میرا حق ہے کہ اس کی مراعات کروں۔ بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے۔ مَنْ مَرَّ عَلَى رَهْوَانٍ یعنی جو کوئی میری رضا مندی پر چلے۔ کہا گیا ہے کہ علیؑ بمعنی الیٰ ہے۔ کسائی سے منقول ہے کہ یہ وعید اور تہدید کے طور پر فرمایا ہے۔ چنانچہ جس سے دشمنی ہو اسے کہتے ہیں تو نے میرے راہ ہی سے گزرنا ہے۔

قوله قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لَعَمْرُكَ بمعنی لَعِيشُكَ، ہے۔ یعنی

میری جیب تیری زندگی کی قسم۔ یہ لوگ اپنی گمراہی میں حیران جا رہے ہیں۔ لہذا یہ کیسے آپ کی ہدایت پائیں گے۔ بعض نے کہا اَنْتُمْ کی ضمیر کا مرجع قریش ہیں اور لوط علیہ السلام کے واقعہ میں یہ جملہ معترضہ ہے۔

قوله قَوْمٌ مُنْكَرُونَ آہ اس سے آیت کریمہ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ، جب عذاب دینے کے لئے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کی قوم کے پاس آئے تو لوط علیہ السلام

نے کہا ہم تمہیں پہچانتے نہیں ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کو پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے لوگوں کو عذاب دینے آئے ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ آہ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے۔ اس آیت کریمہ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ کی تفسیر میں کہا کہ یہ مدت مقررہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی شہر یا قریہ کے

رہنے والوں کو ہلاک نہیں کرتا مگر اُن کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو لوح محفوظ میں ثابت ہے۔

جب تک اس وقت کو نہ پہنچیں ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔

قوله لَوْمَاتِنَا آہ اس سے اس آیت کریمہ: لَوْمَاتِنَا بِالْمَلَأِئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ

الصَّادِقِينَ کی طرف اشارہ کیا پھر لَوْمَاتِنَا کی ہلا سے تفسیر کی اس کے معنی ابھارنے کے ہیں۔ یعنی اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتا جو ہمیں عذاب دیں۔ صاحب کشاف علامہ زمخشری نے

کہا: لَوْمَاتِنَا، ما اور لاء کے ساتھ مرکب ہوتا ہے۔ اس مرکب کو دو معنی کے لئے استعمال کرتے ہیں ایک یہ کہ کسی چیز کا امتناع غیر کے وجود کے سبب ہوتا ہے اور دوسرا معنی تخصیص ہے۔ اور ”ھل“ کی

ترکیب صرف لا کے ساتھ ہوتی ہے یعنی هَلَّا تَأْتِنَا بِالْمَلَأِئِكَةِ، یعنی فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتے ہو

وَالْأُولِيَاءُ أَيضًا شِيعَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُهْرَعُونَ مُسْرِعِينَ لِمَتَوَسِّمِينَ
لِلنَّاطِرِينَ قَالَ سُكْرَتٌ غَشِيَتْ بُرُوجًا مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَوَاقِحَ

جو تمہاری سچائی کی گواہی دیں۔ تمہارے انداز اور تحریف پر تمہاری مدد کریں۔
قولہ شیعہ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيعَةِ الْأَوَّلِينَ
کی طرف اشارہ کیا اور اُمُّ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی پہلی امتوں میں آپ سے پہلے ہم نے رسول بھیجے،،
یہ شیعہ کی جمع ہے۔ ثعلبی نے کہا اس میں لفظ رُسلًا،، مضمرب ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے: وَلَقَدْ
أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسلًا فِي شِيعَةِ الْأَوَّلِينَ،، حسن بصری نے کہا شیعہ فرقہ ہے اور لوگوں میں سے
چھوٹا سا گروہ،، اولیاء کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لہ شیعہ،، یعنی اس کے ولی ہیں
طبری نے کہا کسی شخص کے ولیوں کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔ یعنی، قسطلانی نے کہا ابو عبیدہ کے غیر نے کہا شیعہ
شیعہ کی جمع ہے اور وہ ایک فرقہ ہے جو ایک راستے اور مذہب پر متفق ہے اور اَرْسَلْنَا کا مفعول محذوف
ہے یعنی اَرْسَلْنَا رُسلًا،، اس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے جبکہ لوگوں نے آپ کو جنوں
کی طرف منسوب کیا یعنی اسے حبیب کریم علیہ التَّحِيَّةِ والتَّسْلِيمِ آپ مطمئن رہیں ان لوگوں کی رسولوں کے بارے میں
یہی عادت رہی ہے۔

قولہ قال ابن عباس يُهْرَعُونَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ
وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ الشَّيْءَاتِ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے يُهْرَعُونَ،، کی تفسیر مُسْرِعِينَ سے
کی ہے۔ یہ آیت کریمہ سورہ ہود میں ہے یعنی لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم تیز دوڑتی ہوئی آئی ماس
سے پہلے بھی وہ بُرے کام کرتے تھے۔

قولہ لِمَتَوَسِّمِينَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَتَوَسِّمِينَ،، اور ناظرین
سے اس کی تفسیر کی جو غور و خوض اور گہری نگاہ سے دیکھیں انہیں بھی متَوَسِّمِينَ کہا جاتا ہے۔
علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ ثعلب نے کہا وَاِسْمُ اسے کہتے ہیں جو تجھے سر سے پاؤں تک دیکھے اس میں
تَشَبُّت کا معنی ہے۔ زجاج نے کہا لُغَت میں مُتَوَسِّمِينَ،، کی حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ گہری نظر سے دیکھیں حتیٰ کہ
شیء کی علامت پہچان لیں۔ یہ دراصل کسی شیء کو پہچاننے میں گہری نگاہ کرنا ہے۔ اس مراد شتت عذاب
ہے جس نے سورج طلوع ہونے کے وقت لوط علیہ السلام کی قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ حضرت
جبرائیل علیہ السلام ان کے شہر کو آسمان کی طرف لے گئے پھر اسے اوندھا کر دیا۔
قولہ سُكْرَتٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ: إِنَّمَا سَكِرَتْ أَبْصَارُنَا بِلِئْلٍ قَوْمٍ مُّسْحُورُونَ

بَابُ قَوْلِهِ إِلَّا مِنْ أَسْتَرْقِ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ مُبِينٌ

کی جمع ہے اور وہ متغیر مٹی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”سنون“ بدبودار تر مٹی ہے۔ قولہ الْمَضْيُوبُ، یعنی قَالِبٌ میں ڈالی ہوئی مٹی تاکہ اس کی صورت بنے۔ صَلْصَالٌ خشک مٹی ہے جب اس پر کوئی شئی ماریں تو خشک ہونے کے سبب اس سے آواز نکلتی ہے۔ جب اس کو آگ سے پکایا جائے تو اسے فقار کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا وہ بدبودار مٹی ہے۔ جب گوشت بدبودار ہو جائے تو کہتے ہیں۔ صَلَّ اللَّحْمُ وَوَأَصَلَ

قولہ لَا تَوْجَلْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: ”قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ“ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ”وَلَا تَخَفْ“ سے تفسیر کی یہ وَجَلٌ بمعنی خوف سے مشتق ہے۔ یعنی فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ ڈریں نہیں ہم تمہیں عالم بچے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ فرشتوں نے یہ اسے کہا تھا کہ جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے تو انھوں نے کہا میں تم سے ڈر محسوس کرتا ہوں پھر فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بچہ کی خوشخبری دی جبکہ آپ اور آپ کی بیوی دونوں بوڑھے ہو چکے تھے علامہ عینی نے کہا فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی۔

قولہ وَابْرَآہ اس سے اس آیت کریمہ: وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هُوَ لَا مَقْطُوعٍ مُّصْبِحِينَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی آخر سے تفسیر کی، اور ہم نے لوط کو اس حکم کی فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہونے کا ان کا فروں کی جڑ کاٹ جائے گی۔

قولہ الْقَيْحُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: ”فَاخَذَ اللَّهُ السَّاعَةَ مَشْرِقِينَ“ کی طرف اشارہ کیا اور صبح کی تفسیر بلکہ سے کی۔ تو دن نکلتے ہی اُن کو ہولناک آواز نے آیا۔

قولہ لَبَّائِمٌ مُّبِينٌ آہ ابو عبیدہ نے کہا امام وہ ہے جس کی توافقت یاد کرے اور اس کے ذریعہ ہدایت پائے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى مَكْرُجٍ وَجُورِيٍّ مَجْهِيٍّ سَنَةِ جَائِئٍ تَو،
اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ

اس سے پہلے کی آیت کریمہ یہ ہے وَحَفِظْنَا مَا مِنْ كَلِمٍ شَيْطَانٍ يُّحِيمٌ، یعنی اسے ہم نے ہر شیطان

۴۳۸۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
عَمْرِو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِمَا نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا
لِقَوْلِهِ كَالسَّيْلِ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيُّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٌ يُنْفِذُهُمْ
ذَلِكَ فَإِذَا فَرَّغَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الَّذِي قَالَ
الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَسَمِعَهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ
هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ وَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ
يَدَيْهِ الِیْمَنَى نَسَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرَمَاهَا أَدْرَكَ الشَّهَابُ الْمُسْتَمِعَ
قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَتُحْرَقُ وَرُبَّمَا لَمْ تُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ
بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ حَتَّى يُلْقَوْهَا إِلَى الْأَرْضِ

مردود سے محفوظ رکھا یعنی ہم ان کو آسمان پر نہیں آنے دیتے مگر جو شیطان مسموعات کی چوری کرنے جاتا ہے
تو اس کے پیچھے روشن شعلے پڑتے ہیں اور ان کو مسموعات کی چوری نہیں کرنے دیتے ہیں۔ شہاب آگ کا شعلہ
ہے جو ہوا میں ظاہر ہوتا ہے۔ ستارے اور نیزے پر بھی اس کا اطلاق کرتے ہیں کیونکہ وہ چمکدار ہوتا ہے

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ لے نبی کریم صلی اللہ

۴۳۸۴۔

علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی فیصلہ
سناتا ہے۔ تو آسمان کے فرشتے جو اللہ کے حکم کے تابع ہیں طاعت کرتے ہوئے اپنے پر مارنے لگتے ہیں جیسے
صاف پتھر پر زنجیر چلانے کی آواز ہوتی ہے۔ علی بن عبد اللہ (بخاری کے شیخ) نے کہا اور سفیان کے غیر نے
صفوان کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں یہ قول نافذ کرتا ہے (یعنی تمام کو یہ قول سناتا ہے) اور جب ان
کے دلوں سے خوف زائل ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں اللہ نے کیا فرمایا ہے (ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے)
(تو جبرائیل و میکائیل جیسے) اللہ کے مقرب فرشتے اس سے کہتے ہیں جس نے کہا تم اللہ نے کیا فرمایا ہے
کہ اللہ نے حق فرمایا ہے اور وہ برتر بزرگ ہے تو باتوں کے چور یہ کلمہ سننے میں اور وہ اس طرح ایک دوسرے

رَبَّمَا قَالَ سُفِينٌ حَتَّى يَنْتَرِي إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقَى عَلَى نَمِ السَّاحِرِ
فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةً كَذِبَةٍ فَيَصْدُقُ فَيَقُولُونَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ
كَذَا وَكَذَا أَيْكُونُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَا حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعْتُ
مِنَ السَّمَاءِ

کے اوپر ہوتے ہیں۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے ان کی حالت بیان کی اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھولیں اور ان کو ایک دوسرے کے اوپر کھڑا کیا بسا اوقات سُفینے والے کو چنگارا پالتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساتھی کو وہ بات بتائے اسے جلا دیتا ہے۔ اور ب اوقات آگ کا شعلہ سُفینے والے کو نہیں پاتا حتیٰ کہ وہ اپنے ساتھ کو جو اس کے نیچے ہوتا ہے۔ وہ بات بتلا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو زمین کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ بسا اوقات سفیان نے کہا حتیٰ کہ یہ سلسلہ زمین تک پہنچتا ہے (ایک دوسرے کو بتلانے والا سلسلہ) اور کاہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے وہ اس کلمہ کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے۔ اور ان جھوٹی باتوں میں کاہن کی تصدیق کی جاتی ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں روز ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ایسا ایسا ہوگا۔ ہم نے اسے سچا پایا۔ اس بات کے اعتبار سے جو آسمان سے سُنی گئی تھی۔

شرح : یعنی جب اللہ تعالیٰ آسمانوں پر کوئی فیصلہ سناتا ہے۔ تو فرشتے عہدہ

۲۳۸۲

کرتے ہوئے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے پر مارنے لگتے

ہیں جیسے جانور خود فرزدہ ہو کر اپنے پر مارنے لگتا ہے۔ اللہ کے فیصلہ سننے کی آواز ایسی ہوتی جیسے صاف پتھر پر زنجیر کو چلایا جاتا ہے تو اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس وقت فرشتوں کے دل خائف ہوتے ہیں جب اُن سے یہ گھبراہٹ زائل ہو جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا فیصلہ سنایا ہے تو ان کو جواب دینے والے مقرب فرشتے کہتے ہیں اللہ نے حق سنایا ہے۔ ابو داؤد میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فیصلہ سناتا ہے تو اس کی آواز آسمانوں کے فرشتے ایسے سُنتے ہیں جیسے صاف پتھر پر زنجیر چلانے کی آواز نکلتی ہے اور وہ یہ سن کر بیہوش ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں پڑے رہتے ہیں حتیٰ کہ اُن کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتا ہے اس وقت اُن کے دلوں سے خون اور گھبراہٹ جاتی رہتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں اے جبرائیل تمہارے رب نے کیا فیصلہ سنایا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں حق سنایا ہے تو فرشتے بھی حق حق کہنے لگتے ہیں (اس وقت آسمانوں میں گونج پیدا ہوتی ہے) اور وہ اللہ کے فیصلہ کی لفظ حق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس وقت اللہ کے کلام کی چوری کرنے والے جن جو ایک دوسرے پر آسمان تک پہنچے ہوتے ہیں جیسے ہاتھ کی انگلیاں کھول کھیلایں تو اُن کی حالت جو دیکھنے میں آتی ہے ایسی حالت میں وہ کھڑے ہوتے ہیں وہ اللہ کا فیصلہ چوری کرتے ہیں اور

۴۳۸۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُمَرُ
عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأُمُورَ ذَاكَ الْكَاهِنَ قَالَ
وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ
قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأُمُورَ قَالَ عَلِيٌّ فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ
عِكْرِمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ السَّانَا دَوَىٰ عِنْدَكَ
عَنْ عُمَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيُرْفَعُ أَنَّهُ قَرَأَ فُزَّعَ قَالَ سُفْيَانُ
هَكَذَا قَرَأَ عُمَرُ فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا

ایک دوسرے کو اس طرح بتلاتے ہیں کہ اوپر والا نخلے کو نچلا اس سے نچلے کو حتیٰ زمین پر وہ بات لے آتے
ہیں اور کاہن کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی حفاظت کرنے والے فرشتے ان کو چوری کرنے
بے روکتے ہیں اور آگ کے شعلے انہیں مارتے ہیں کبھی تو وہ آگ کے شعلہ کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں اور وہ
انہیں جلا دیتا ہے اور کبھی شعلہ سے پہلے وہ چوری کر لیتے ہیں اور کاہن کے منہ میں ڈال دیتے ہیں وہ اس
میں سو جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں کو بتاتے ہیں تو وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا فلاں روز فلاں
بات درست نہیں نکلی تھی۔ یہ وہ سچی بات ہوتی ہے جو آسمانوں سے چوری ہو کہ کاہن کے منہ میں آئی اور
اُس نے لوگوں کو بتائی تھی۔ قوالحق، یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ اور وہ القول ہے یعنی قال اللہ
القول الحق، ہو سکتا ہے کہ یہ مرفوع ہو اور جواب دینے والوں کا مقولہ ہو اور مقولہ مرفوع ہوتا ہے اور
حق سے مراد کلمہ کُن ہے یا باطل کے مقابلہ ہے یا جو لوح محفوظ میں مکتوب ہے اور اس تقدیر پر حق کا معنی
یہ ہے کہ جو لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۴۳۸۵۔ ترجمہ: علی بن عبد اللہ (شیخ بخاری) نے کہا ہمیں سفیان بن عیینہ نے خبر
دی انہوں نے کہا ہمیں عکرمہ کے ذریعہ عمرو نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ سنائے اور کاہن کا اضافہ کیا، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا جب
اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ سنائے اور کہا "علیٰ فم الساجر"، کاہن کا اضافہ نہیں کیا، علی بن عبد اللہ نے کہا میں نے
سفیان سے کہا ایک انسان نے تم سے اور تم نے عمرو سے اور انہوں نے عکرمہ کے ذریعہ ابو ہریرہ سے مرفوع

بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ

روایت کی کہ انہوں نے پڑھا ”فُزِعَ“ سُفیان نے کہا ایسا ہی عمرو نے پڑھا ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں انہوں نے عکرمہ سے اس طرح سنا ہے یا نہیں۔ سُفیان نے کہا یہ ہماری قرأت ہے (جو میں نے عمرو سے سنی ہے) شوح : قولہ وزاد والکاہن، اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ علی بن عبد اللہ نے اس اسناد میں ایک بار فیم التاجر، کے بعد ”والکاہن“ کا اضافہ کیا ہے۔ قولہ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، یہ علی بن عبد اللہ کا قول ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ پہلے طریق میں اسناد درعنعنہ ہے اور اس میں بطریق سماع اور تحدیث ہے۔

۴۳۸۵ —

قولہ سُفْيَانُ هِيَ قُرْآنُنَا۔ سُفیان نے کہا میں نے یہ قراءت اپنے شیخ عمرو سے سنی ہے، لیکن مجھے یہ تردد ہے کہ عمرو کا عکرمہ سے سماع ہے یا نہیں ہو سکتا ہے کہ عمرو کو یہ عکرمہ سے پہنچی ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرأت کی سماعت نہیں کی تو قراءت کیسے جائز ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شائد اس کا یہ مذہب ہے کہ سماع کے بغیر بھی قراءت جائز ہے۔ جبکہ معنی صحیح ہو اور علامہ زنجبیری نے کشاف میں حم الدخان کی تفسیر ابودرداء سے روایت کی کہ وہ ایک آدمی کو پڑھاتے تھے اور کہتے تھے طَعَامُ الْإِثْمِ اور کہا یوں کہو ”طَعَامُ الْفَاجِرِ“، اس سے انہوں نے استدلال کیا کہ ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ بدل کر لانا جبکہ صحیح معنی ادا ہو جائے جائز ہے۔ شیخ دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا یہ بات مخفی نہیں کہ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک مرادف کو دوسرے کی جگہ بدل کر لانا جائز ہے۔ جبکہ معنی صحیح ادا ہو جائے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کہ ”قرآن معنی کا نام ہے اگر ایک کلمہ کے مرادف دوسرا کلمہ پڑھ لیں تو حرج نہیں نماز فاسد نہ ہوگی، سے یہی سمجھا جاتا ہے من کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا کلمہ مرادف ہو یا نہ تبدیل کرنا جائز ہے بشرطیکہ معنی فاسد نہ ہو۔ ایک قراءت میں فُزِعَ کی جگہ فُزِعَ ہے۔ جب کوئی شئی باقی نہ رہے تو کہتے ہیں توشہ فارغ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى أَصْحَابِ حِجْرٍ مُّؤْمِدِينَ، رَسُولُونَ مُجْتَلِبِينَ

کا ارشاد

در اصل اس قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی لیکن ایک نبی کی تکذیب سب نبیوں کی تکذیب ہے کیونکہ سب کا دعویٰ ایک ہی تھا اس لئے جمع کا صیغہ ذکر کیا۔ یہ بھی جائز ہے کہ مرسلین سے مراد صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے مسلمان ہوں اور صالح علیہ السلام کی تکذیب ان کے اتبع

۴۳۸۶۔ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ
 قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَصْحَابَ الْحَجَرِ لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ
 إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بِأَكْيَنَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بِأَكْيَنَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ
 يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ

بَابُ قَوْلِهِ فَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

کی یقینی تکذیب ہے اور رسولوں کے اتباع پر مسلمان کا اطلاق بطور تغلیب ہے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ صالح علیہ السلام نے اپنی طرف سے تابعداروں کو احکام کی تبلیغ کرنے بھیجا ہو جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی طرف سے اپنے تابعداروں کو رسول (قاصد) بنا کر بھیجا تھا، چنانچہ سورہ یوسف میں ان کا واقعہ مفصل مذکور ہے۔ اس مناسبت کے پیش نظر ان پر مجازاً ”مرسلین“ کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک وادی ہے جہاں قوم ثمود رہتی تھی۔ اس وادی کو ”حجر“ کہتے ہیں۔

۴۳۸۶۔ ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا جو حجر وادی میں داخل ہوئے تھے کہ اس قوم پر سے نہ گزرو مگر روتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے گزر جاؤ۔ اور اگر رونے والے نہیں ہو تو ان معذب لوگوں پر سے نہ گزرو کیونکہ ڈر ہے کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچے جو قوم ثمود کو پہنچا تھا۔ (حدیث ۴۲۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ كَا اِرْتَادِ اللَّهِ تَعَالَى هَمْ نَعْتَجْ سَبْعَ مَثَانِي اَوْرِ قُرْآنِ عَظِيمِ

سبع مثانی سے مراد سورہ فاتحہ ہے اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ آسمان والے اس کے ساتھ دعا کرتے ہیں جیسے زمین والے دعا کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اس میں کلمات دو۔ دو بار مذکور ہیں جیسے الرحمن الرحیم، ایاک ایاک، الصراط الصراط، عَلَیْکُمْ عَلَیْکُمْ، اور غیر غیر۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے غیر المنصوب عَلَیْکُمْ وَغَیْرِ الضَّالِّیْنَ

۴۳۸۷ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ابْنِ الْمُعَلِّ قَالَ مَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّيُ فَدَعَانِي

حُصَيْنِ بْنِ فَضِيلٍ نَعَى كَمَا فِيهِ صُورَتٌ دُوبَارِ نَازِلٍ هُوَئِي۔ ہر بار ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نازل ہوتے تھے۔ ایک بار مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جبکہ نماز فرض ہوئی اور ایک بار مدینہ منورہ میں نازل ہوئی جبکہ تحویل قبلہ ہوئی۔ اس لئے اسے مثانی کہا جاتا اور سبع اس لئے کہ اس کی سات آیات ہیں۔ اس کے مدینہ منورہ میں نزول کا ایک سبب یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہودیوں کے سات قافلے آئے ان کے پاس نفیس کپڑے، جواہرات اور قیمتی سامان تھے۔ مسلمانوں نے کہا اگر یہ سامان ہمارے پاس ہوتا تو ہم اللہ کی راہ میں بہت کچھ خرچ کرتے تو اس وقت پُور ت نازل ہوئی کہ ہم نے تجھے سبع مثانی عطا کی ہے یہ سات آیات تمہارے لئے سات قافلوں اور گراں قدر سامان سے بہتر ہیں۔ نیز اس سورت کی ابتداء حمد سے ہے اور جب حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی تھی تو سب سے پہلے انھوں نے الحمد للہ کہا تھا اور ان کی اولاد کا بہشت میں آخری کلام یہی ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِذَا دُعُوا لَهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** نیز اس کو فرض نماز میں دو بار پڑھا جاتا ہے۔ نیز مثنیٰ بمعنی ثنائی ہے اور یہ سورت اللہ تعالیٰ کی ثناء پر مشتمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، ابن عباس، سعید بن جبیر اور صخاک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ اس سبع سے مراد قرآن پاک کی پہلی سات سورتیں ”لقمہ، آل عمران، ف، مائدہ، انعام، اعراف اور ساتوں انفال مع توبہ ہیں۔ انفال اور توبہ ایک سورت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے طوالِ سور کو مثانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ فرائض، حدود، امثال، اخبار اور عبرتیں ان میں موجود ہیں طاؤس اور ابن مالک نے کہا سارا قرآن مثانی ہے کیونکہ اس میں اخبار اور قصص ہیں۔ اس قول کے مطابق سبع سے مراد قرآن کے اسباع میں سے سبع ہیں۔ اس تقدیر پر یہ لفظ ہو مقدر ہے یعنی ہم نے تجھے سبع مثانی دیئے اور وہ قرآن ہے اور پہلے قول کے مطابق واو عاطفہ ہے اور ”وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ“ عام کا خاص پر عطف ہے بعض مفسرین نے کہا یہ واو تفسیر یہ ہے یعنی سبع مثانی قرآن ہے بیضاوی ترجمہ: ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے مجھے بلایا تو میں حاضر ہوا۔ میں نے نماز پوری کر لی! پھر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا

۴۳۸۷ —

فَلَمْ أَتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِي فَقُلْتُ كُنْتُ
 أَصَلِّي فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
 ثُمَّ قَالَ أَلَا أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أُخْرِجَ مِنَ
 الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْرِجَ مِنَ الْمَسْجِدِ
 فَذَكَرْتُهُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ
 الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ

تجھے آنے سے کس نے منع کیا تھا۔ میں نے عرض کیا میں نماز ادا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں
 فرمایا ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسول تمہیں بلائیں تو فوراً ان کی اجابت کرو پھر فرمایا کہ میں
 تجھے مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم تر سورت کی تعلیم نہ دوں؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مسجد سے باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے آپ کو وعدہ یاد دلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، یہ سب مثنائی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

مسترح : شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ اس حدیث

۴۲۸۷ —

سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ سب مثنائی قرآن کریم

کی پہلی سات سورتیں ہیں اور سارا قرآن سب مثنائی ہے۔

ابو ذر نے اس حدیث میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے۔ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ، اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ سرود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بلائیں تو آپ کی اجابت فرض ہے۔ اور صحابہ کی جماعت
 نے تصریح کی ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بعض نے کہا اگر نماز میں حضور بلائیں تو آپ کی اجابت
 کیے اگرچہ نماز باطل ہو جائے۔

اقول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ، تم اپنے عمل باطل نہ کرو۔ اگر آپ کی
 اجابت سے نماز باطل ہوتی تو آپ ابو سعید کو نماز کی حالت میں نہ بلا لیتے لہذا اس حدیث سے معلوم ہوتا
 ہے۔ بعض قرآن بعض سے افضل ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تفضیل صفت کے اعتبار سے نہیں
 ثواب کے اعتبار سے ہے پس اس کے معنی یہ ہیں۔ بعض قرآن کا ثواب بعض سے اعظم ہے (مطلانی)

(حدیث ج ۴۶۲ کی شرح دیکھیں)

۲۳۸۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ
 قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الَّذِينَ
 جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ حَرَّوْهُ أَجْزَاءً فَأَمَّنُوا
 بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ
 ۲۳۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ
 ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ قَالَ آمَنُوا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا
 بِبَعْضٍ آلِ يَهُودَ وَالنَّصَارَى

بَابُ قَوْلِهِ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ قَالَ سَالِمُ الْمَوْتُ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جن لوگوں نے قرآن کریم
 ۲۳۸۹۔ کے ٹکڑے ٹکڑے کئے وہ اہل کتاب ہیں انہوں نے قرآن کریم کو
 چند ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ان میں سے بعض پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کر دیا۔
 ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقتسمین وہ جماعت
 ۲۳۹۰۔ ہے جو بعض کتاب پر ایمان لائے اور بعض کتاب سے کفر کیا۔
 (ان دونوں حدیثوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقتسمین قسمت سے ماخوذ ہے)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى اور مرتے دم تک اپنے
 رُب کی عبادت میں رہو،

سالم نے کہا ”الیقین“ موت ہے۔ جب یہ آنت کریمہ نازل ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں لیکن میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ

سُورَةُ النُّحْلِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
رُوحُ الْقُدُسِ جِبْرِيلُ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ فِي ضَبَقِ

اپنے رب کی حمد کرو اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں ہو اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو!

سُورَةُ النُّحْلِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان نازل ہوئی جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس تشریف لارہے تھے۔ سخاوی نے کہا یہ سورہ کہف کے بعد اور سورہ فوج سے پہلے نازل ہوئی۔ قتادہ سے روایت ہے کہ یہ سورت مدینہ ہے۔ ان سے یہ روایت بھی ہے کہ اس کی ابتدائی آیات وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا، تک مکہ ہے اور یہاں سے آخر تک مدنی ہے۔ سیدی نے کہا یہ سورت ساری مکی ہے مگر دو آیات اور وہ "وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ عُقَابِهِمْ بِمِ الْخِ" مدنی ہیں سفیان نے کہا یہ مکی ہے قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ یہ سورت مکی ہے مگر تین آیات جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد نازل ہوئیں اور وہ لَا تَسْتَوُوا بِمِثْلِ اللَّهِ تَمْتَنَّا قَلِيلًا الْخِ تین آیات ہیں۔

قوله رُوحُ الْقُدُسِ آہ اس سے اس آیت کریمہ "وَقُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ" کی طرف اشارہ کیا اور رُوح القدس کی جبرائیل علیہ السلام سے تفسیر کی رُوح کی اضافت قدس کی طرف کی اور وہ معنی پاک ہے جیسے حاتم الجودی اور زید الخیر کہا جاتا ہے اسی طرح رُوح القدس ہے اور مراد روح ہے جو پاک ہے۔ ابن اثیر نے کہا درحقیقت رُوح کے ساتھ جسم قائم رہتا ہے اس کے سبب بدن کی زندگی ہے اس کا اطلاق قرآن، وحی، رحمت اور جبرائیل علیہ السلام پر کیا جاتا ہے۔

قوله نَزَلَ بِهِ آہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بطور تائید ذکر کیا کہ رُوح القدس معنی جبرائیل علیہ السلام

يُقَالُ أَمْرٌ ضَيِّقٌ وَضَيِّقٌ مِثْلُ هَيْنٍ وَهَيْئٍ وَلَيْنٍ وَمَيْتٍ
وَمَيْتٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي تَقْلِبِهِمْ اخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيدُ
تَكْفًا مَفْرُطُونَ مَنَسِيُونَ وَقَالَ غَيْرُهُ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ

ہے کیونکہ سورہ شعراء کی اس آیت کریمہ میں بالاتفاق روح القدس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے لہذا
یہاں بھی اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ امام نے اس سے صحا کی ابن عباس سے روایت
کی نفی کی ہے کہ روح القدس وہ اسم ہے جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے
تھے۔ اَلَا هَيْنَ، جبرائیل علیہ السلام کی وصف ہے۔ کیونکہ وہ رسولوں کی طرف وحی لانے میں امین
ہے۔ قولہ فی ضیق آہ اس سے آیت کریمہ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ کی طرف اشارہ کیا
یعنی اُن کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔

قولہ یُقَالُ أَمْرٌ ضَيِّقٌ وَضَيِّقٌ آہ یعنی اس میں دو لغتیں ہیں یا، مشدد اور مخفف پڑھی جاتی
ہے جیسے هَيْنٌ اور هَيْئٌ، لَيْنٌ اور لَيْنٌ، مَيْتٌ اور مَيْتٌ میں یا، کو دو نوں طرح پڑھا جاتا ہے۔
قولہ قال ابن عباس آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ: أَوْ يَأْخُذُهُمْ فِي
تَقْلِبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ، میں تَقْلِبُ بمعنی اختلاف ہے یعنی حضر، سفر اور رات دن یعنی انہیں سفر و حضر
یا رات دن میں پکڑ لے وہ اللہ کے عذاب کرنے سے بھکا نہیں سکتے۔

قولہ يَنْفَقُوا آہ اس کی تفسیر بھٹیا سے کی۔ علامہ قسطلانی نے کہا درست یُنْفِقُ ہے۔ یعنی اس کے
سائے رات دن دائیں اور بائیں جھکتے ہیں اور اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے حضور ذلیل ہیں۔
قولہ سُبُلُ آہ یعنی اپنے رب کی راہ میں چل کر تیرے لئے نرم و آسان ہیں۔ مجاہد نے کہا تَمِيدُ بمعنی
تَكْفًا ہے اس سے اس آیت کریمہ: وَالْفَلْحَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَامِي أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ الْآيَةُ کی طرف اشارہ
کیا یعنی اس نے زمین میں بھاری پہاڑوں کے لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کاہے۔

قولہ مَفْرُطُونَ آہ یعنی اس کریمہ: لَا جَدَمَ أَنْ لَهُمُ النَّارُ وَأَهُمُ الْمُقَرَّبُونَ، میں مفرطون بمعنی
مَنَسِيُونَ ہے یہ مترکون کے معنی میں بھی آتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ اُن کے لئے آگ ہے اور وہ حد سے گزریں
ہوئے ہیں اور جہنم ہی میں چھوڑ دیئے جائیں گے، اللہ کا ارشاد مد فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ
جس وقت تو قرآن پڑھے تو اللہ کی پناہ چاہ یعنی اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کہو۔ غیر مجاہد نے کہا اس کے معنی
تقديم و تاخير ہے۔ کیونکہ استعاذہ قراءت قرآن سے مقدم ہے۔ استعاذہ کے معنی ہیں شیطان کی شر سے پناہ

بِاللّٰهِ هَذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذَلِكَ اِنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمُعَاوَاةَ
الْاِعْتِصَامِ بِاللّٰهِ شَاكِلَتِهِ نَاحِيَتِهِ قَصْدُ السَّبِيلِ الْبَيَانُ الدِّفُّ مَا اسْتَفَاتَ

چاہنا۔ بعض مفسرین نے کہا تقدیم و تاخیر کہنے کی ضرورت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ جب تو قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو استعاذہ کر جیسے اِذَا مِتُّمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَاعْبُدُوا الْاِلٰهَ کا معنی یہ ہے جب تم نماز کا ارادہ کرو تو وضو کرو۔ قولہ شَاكِلَتِهِ آہ اس سے اس آیت کریمہ كُلُّ يَوْمٍ يَكُنْ عَلَيْكُمْ يَوْمٌ تَلْجَأْنَ فِيهِ اِلَى الْاِلٰهِ کی طرف اشارہ کیا اور شاکلہ کی تفسیر ناحیہ یعنی طرفی ہے کی شاکلہ معنی مذہب بھی آتا ہے یعنی ہر ایک اپنے طریقے اور مذہب پر عمل کرتا ہے یہ آیت سورہ نبی اسرائیل کی ہے۔

قولہ قَصْدُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيلِ ، کی طرف اشارہ کیا اور قصد کی بیان سے تفسیر کی اس سے احکام شرائع مراد ہیں بعض نے بقصد معنی طریق مستقیم ہے۔

قولہ الْاَلْفُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَالْاَنْعَامُ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفٌّ وَمَنْفَعٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ ، چار پایوں کو تمہارے لئے پیدا کیا ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور کئی منافع ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو۔ الْاَلْفُ کے معنی ہیں جس چیز سے تو نفع حاصل کرے ؛ چنانچہ ان کی اون سے گرم لباس وغیرہ بناتے ہیں اور انہیں سواری کے لئے استعمال کرتے ہو۔ جو ہری نے کہا دف بمعنی سخونت و گرمی ہے اور اس آیت کریمہ میں دِفٌّ کی تفسیر نفع سے کی ہے جو اونٹوں کے بچوں اور دودھ وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔

قولہ تُرِيْحُوْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَ لَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيْحُوْنَ وَ حِينَ تُسَرِّحُوْنَ ، کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمہارے لئے ان میں خوبصورتی ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو قولہ بَشِقٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلَى بَلَدٍ لَّكُمْ تَكُونُوْنَ اَبَاغِيْثٍ اِلَّا بِشَقِّ الْاَوْفُسِ ، کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچتے ہو مگر اُدھ مرے ہو کر سخت مشقت سے۔

قولہ عَلٰی تَخَوُّفٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ اَوْ يَاْخُذُكُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ آہ کی طرف اشارہ ہے۔ تَخَوُّفٌ بمعنی تنقص ہے۔ جان و مال میں نقصان یعنی یا انہیں نقصان دیتے دیتے گرفتار کر لے۔

قولہ وَفِي الْاَنْعَامِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً لِّتُنْقِضُوْا مِمَّا فِیْ بُطُوْنِهِ ، کی طرف اشارہ کیا یعنی تمہارے لئے ان چوپایوں میں نصیحت ہے۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں اس چیز سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیج سے خالص دودھ بُطُوْنٌ ، ورنہ یا بُطُوْنُہَا نہیں ذکر کیا کیونکہ انعام اور نعم واحد ہے اور لفظ نعم مذکور ہے۔ اس لحاظ سے ضمیر مذکور لائی ہے اور ”انعام“ مذکور اور مؤنث

تَرْجُحُونَ بِالْعُشْبَةِ وَتُسْرَحُونَ بِالْغَدَاةِ لِشَقِّ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ عَلَى تَخَوُّفٍ
تَنْقُصِ الْأَنْعَامِ لِعِبْرَةٍ وَهِيَ تَوْنُوتٌ وَتَذَكُّرُوكَ لَكَ النِّعَمِ الْأَنْعَامِ
جَمَاعَةُ النِّعَمِ سَرَابِيلُ قُصْ تَقِيكُمْ الْحَرَّ وَأَمَّا سَرَابِيلُ تَقِيكُمْ

آتا رہتا ہے۔ اسی طرح نعم بھی مذکور و تونٹ استعمال ہوتا ہے۔ فرائض نے کہا نعم مذکور ہے اس کی جمع انعام ہے اور وہ اونٹ بکریاں اور گائے بھینس وغیرہ ہیں۔

قوله سَرَابِيلُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلَ لَكُم سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمُ بِأَسْكُمُ الْآيَةِ کی طرف اشارہ کیا اور پہلے سَرَابِيلُ کی قُصْ تَقِيكُمْ سے تفسیر کی اور دوسرے سَرَابِيلُ کی زرہ سے تفسیر کی یعنی اللہ نے تمہارے لئے کپڑے کی قمیصیں بنائیں جو تمہیں گرمی سردی سے بچاتی ہیں اور لوہے کی زنجیریں بنائیں جو تمہیں نیزوں، تلواروں اور تیروں سے محفوظ کرتی ہیں۔

قوله دَخَلَا آہ اس سے اس آیت کریمہ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور دَخَلٌ کی کل شے لم یصح فہو دخل سے تفسیر کی ہر وہ شے جو درست نہ ہو وہ دَخَلٌ ہے۔

قوله حَفَدَةُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے اس کی تفسیر کی کہ آدمی کی اولاد پوتے وغیرہ سب حَفَدَةُ ہیں قوله التَّكْرُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ الْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا، کی طرف اشارہ کیا اور سرکاری یہ تفسیر کی کہ جو کھجور اور انگور کے پھلوں سے حوام کیا گیا ہے اور رزق حسن سے مراد وہ ہے جو اللہ نے حلال کیا ہے۔

قال ابن عیینہ عن صدقة آہ، علامہ قسطلانی نے کہا یہ صدقہ ابو الہذیل ہے۔ صدقہ بن فضل مروزی نہیں ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ صدقہ ابو الہذیل ہے جو سدی سے روایت کرتے ہیں اور ان کو پایا ہے اور صدقہ ابن فضل مروزی شیخ بخاری ہیں جو سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں اور صدقہ ابن فضل نے سدی کو پایا ہی نہیں اور نہ ہی سدی کے تلامذہ کو پایا ہے۔

ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے ذریعہ ابن ابی عمر مدنی سے روایت کی اور طبری نے حمیدی کے طریق سے روایت کی اور دونوں نے سفیان بن عیینہ کے ذریعہ سدی سے روایت کی انہوں نے کہا مکہ مکرمہ میں ایک عورت بھتی جس کو خرقا کہا جاتا تھا۔ وہ اور اس کی سہیلیاں صبح سے دوپہر تک سوتر بنایا کرتی تھیں پھر ان کو سوتر خراب کرنے کو کہتی تو وہ سارے سوتر ضائع کر دیا کرتی تھیں یہ اس کی عادت تھی اسی لئے اس کو خرقاء

بِاسْمِكُمْ فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ دَخَلَا بَيْنَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلُ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ حَفْدَةً مِنْ وَلَدِ الرَّجُلِ الشَّكْرَ مَا حَرَّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا
وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَاقَةَ
أَنْكَاثًا هِيَ خُرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزَلَهَا نَقَضَتْهُ وَقَالَ ابْنُ
مَسْعُودٍ الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيعُ

بَابٌ قَوْلُهُ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ

کہا جاتا تھا۔ یعنی سوت بناتی ضرور تھی مگر اس کو باقی نہیں رہنے دیتی تھی اور کاتا ہوا دھاگہ سارا خراب
کر دیتی تھی۔ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ اللہ نے یہ اس شخص کی مثال بیان فرمائی ہے جو عہد شکنی
کرتا ہے۔ قولہ اَنْكَاثًا، اس سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ
اَنْكَاثًا، کی طرف اشارہ کیا یعنی تم نقض ایمان میں اس عورت کی طرح ہو جو مضبوط دھاگہ کاتنے کے بعد اس کو
تور پیوڑ دیتی تھی۔ ابن اثیر نے کہا نقض سے مراد نقض عہد ہے۔ جبکہ علامہ زنجبیری نے کہا اس سے نقض ایمان
مراد ہے۔ قولہ الْأُمَّةُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ، کی طرف
اشارہ کیا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اُمَّةٌ بمعنی مُعَلِّمٌ خَیْرٌ ہے۔ مجاہد نے کہا وہ تنہا مومن تھے اور
سب لوگ کافر تھے۔ قتادہ گہر دین میں آپ کو پسند کیا گیا اور محبوب سمجھا گیا۔ شہر بن حوشب نے کہا زمین چودہ افراد
سے کبھی خالی نہیں رہتی ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ لوگوں سے مصائب و بلیات دور کرتا ہے اور زمین میں
برکت ہوتی ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ایسا نہ تھا کیونکہ وہ تنہا ہی مومن تھے۔ اُمَّت کے
اور بھی کئی معانی ہیں۔ قرن، جماعت، دین اور ایک شخص جو جماعت کے قائم مقام ہو۔
قانت بمعنی مطیع اور فرمانبردار ہے۔ قولہ اَنْكَاثًا، اس سے اس آیت کریمہ: وَجَعَلَ لَكُمُ
مِنَ الْجِبَالِ اَنْكَاثًا، کی طرف اشارہ کیا۔ اور ذکر کیا کہ اَنْكَاثٌ جمع ہے اس کا واحد ”کَنْجٌ“ ہے
جیسے اَنْحَالٌ جمع ہے۔ اس کا واحد ”رَجُلٌ“ ہے۔ کن ہر وہ شئی ہے جو کسی کو
چھپالے اور پردہ میں کر دے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى نَمٍ مِّنْ بَعْضِ كَوْرِ ذِيلِ
عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے،

۴۳۹۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُونُ
ابْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْمُرِيُّ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْعُو أَعْوَدُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ
وَالْكَسَلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ وَفِتْنَةِ
الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

ہر ردی خیس شئی کو ”رذل“، کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ”ارذل“ ردی اور نیچی عمر کو کہتے ہیں۔ قتادہ نے
کہا یہ تو بے بس عمر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پچھتر سال کہا ہے۔ حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ جو ہر روز
قرآن پڑھتا رہے وہ رذل عمر تک نہیں پہنچتا۔ ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سو برس
ارذل عمر ہے۔ یہ تعین سب افراد کی نسبت نہیں صرف بعض افراد کی نسبت ہے۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
۴۳۹۱۔ علیہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے ”اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں

بخیلی، سستی اور خیس عمر سے، عذاب قبر سے، دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے“

۴۳۹۱۔ شرح : بخل سے مراد مال کے حقوق میں بخل سے پناہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے بخل سے پناہ چاہی جیسے غنا کے فتنہ سے پناہ چاہی کہ

اس کو گناہ میں خرچ کرے یا فضول خرچی کرے ان امور میں مال خرچ کرنا سخت گناہ ہے ”کسل“ کے معنی
سستی کے ہیں یعنی امر خیر کے لئے نفس آمادہ نہ ہو اور اس میں رغبت کم کرے۔

ارذل العمر، خیس اور ردی عمر سے پناہ چاہنا اس لئے ہے کہ انسان کی خلقت کا مقصد اللہ تعالیٰ
کی صفات، افعال جلیلہ اور اس کی نعمتوں میں تفکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ عبادت بھی
اس کی معرفت پر موقوف ہے جب تک فکر صحیح اور عقل میں قوت نہ ہو۔ عمر کے مقصد تک رسائی نہیں ہوتی اور
اللہ کی معرفت سے محروم رہتا ہے تو وہ ردی شئی جیسا رہ جاتا ہے جس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا اس لئے
اس سے پناہ چاہنا مناسب امر ہے۔

عذاب القبر، سے اس لئے پناہ چاہی کہ اس میں ہولناک اور سخت امور ہیں۔ ”فتنۃ الدجال“ سے

اس لئے پناہ چاہی کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا کیا ہے۔ زمین میں اس سے بڑا
اور عظیم تر فتنہ کوئی نہیں۔ فتنۃ المحیاء والممات عجیبا اور نعمات حیوہ اور موت سے مفعول ہیں۔ شیخ ابوالخیر ہر روز

سُورَةُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۴۳۹۲۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ قَالَ
سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ فِي
بَنِي إِسْرَآئِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ أَنَّهُمْ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُولَى وَهَرَبَ

قدس اللہ سترہ نے کہا زندگی کے فتنہ سے مراد شدید امور میں مبتلا ہونا اور صبر اور رضا سے محرومیت ہونا،
آفات میں واقع ہونا، بسیار خرابی پر مُصِتر رہنا، ہدایت کی راہ نہ چلنا اور موت کا فتنہ منکر نکیر کا قبر میں ہواں
کرنا اور ہر طرف سے دہشت اور خوف کا طاری ہونا ہے۔

سُورَةُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

یہ سورت ملکی ہے اس کی آٹھ آیات وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتَنُوْكَ اٰخِرَتَكَ مدینہ منورہ نازل ہوئیں
سخاوی نے کہا یہ سورہ قصص کے بعد اور سورہ یونس علیہ السلام سے قبل نازل ہوئی۔ ابن مردودہ نے
غیر طریق ابن عباس سے روایت کی کہ یہ سورت مکیہ ہے۔ اس کی ایک سو دس آیات ہیں۔

ترجمہ : عبد الرحمن بن یزید نے کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو
یہ کہتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل، کہف اور مریم اعلیٰ درجہ کی سورتیں

ہیں اور ان کو میں نے بہت پہلے یاد کیا تھا۔

۴۳۹۲۔ شرح : عتاق عتیق کی جمع ہے جو شئی جودت اور عمدگی کی انتہاء کو پہنچی ہو اس
کو عرب عتیق کہتے ہیں۔ یہ تینوں اعلیٰ درجہ کی سورتیں ہیں کیونکہ ان میں سے

ہر ایک کی ابتداء عجیب امر سے ہے جو عادت کے خلاف ہے۔ چنانچہ اسرائیل کی ابتداء آسمانی سیر سے ہے کہف کی

مِنْ تِلَادِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَيَنْغَضُونَ يُهْزُونَ وَقَالَ غَيْرُهُ لَغَضَتْ سِنَاكَ
أَيُّ تَحَرَّكَتْ وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخْبَرْنَا هُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ وَالْقَضَاءُ

ابتداء اصحاب کہف کے واقعہ سے ہے کہ سورہ مریم کی ابتداء زکریا علیہ السلام کے واقعہ سے ہے جبکہ انہوں نے
بڑھاپے میں بچہ کی خواہش کی اور مریم علیہا السلام کا عجیب و غریب واقعہ ہے۔ ان کو اول اس لئے کہا کہ یہ
مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

قولہ مِنْ تِلَادِي "معنی قدیم طارق کی ضد ہے۔ تالہ کے معنی قدیم کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ عنقریب اپنے سر ہلائیں گے

اس سے اس آیت کریمہ : قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغَضُونَ إِلَيْكُمْ
دُؤْمُهُمْ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا فَيَنْغَضُونَ بمعنی يُحَرِّكُونَ
ہے۔ یعنی تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب تمہاری طرف سحرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے؟
وہ استہزاء و سخریت کے طور پر اپنے سر ہلاتے تھے کہ قیامت کب ہے۔ ابن عباس کے غیر جن میں سے ابو عبیدہ
بھی ہیں نے کہا ہے لَغَضَتْ سِنَاكَ اِی تَحَرَّكَ "یعنی تیرا دانت ہلا اور جڑ سے باہر آگیا۔ پوری آیت کریمہ
کے معنی یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جیب مشرکوں سے فرمادیں جو یہ کہتے ہیں ہمارے
مرجانے اور خاک میں ملنے کے بعد ہمیں کون پیدا کرے گا۔ جس نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا وہ تمہارے اعادہ پر بھی
قادر ہے۔ جب وہ سُنتے ہیں تو وہ تعجب اور سخریت کے طور پر اپنے سر ہلاتے ہیں۔

قولہ وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ الْآيَةَ اس سے اس آیت کریمہ وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ
فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدَنَّ فِي الْأَرْضِ وَلَنَحْمِمْ فِيهَا اور ہم نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ تم زمین میں فساد کرو گے۔
لفظ دو قضا کے چند معانی ہیں۔ اس آیت کریمہ : قَضَى رَبُّكَ میں معنی امر ہے یعنی تمہارے رب نے
فرمایا اور حکم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم کی اس آیت : إِنَّ رَبَّكَ لَيَقْضِي بَيْنَهُمْ
معنی حکم ہے کہ تمہارے رب نے حکم دیا اور پیدا کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ اس آیت کریمہ
فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ "ان کو سات آسمان پیدا کیا اس کے علاوہ اور کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے
امام نے صرف تین معانی پر اکتفا کی ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات میں مختلف معانی کے لئے مذکور ہے چنانچہ
اس آیت کریمہ : فَإِذَا قُضِيَتْ مِنْكُمْ مَنَاسِكُكُمْ "میں فراغت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی جب تم حج کے
امور سے فارغ ہو جاؤ! دوم معنی کتابت مستعمل ہے۔ قرآن کریم میں ہے : إِذَا قُضِيَ أَمْرًا جَبَلْكَ مَوْم

عَلَىٰ وَجْهِهِ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَمْرًا رَبُّكَ وَالْحُكْمُ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي
بَيْنَهُمْ وَمِنْهُ الْخَلْقُ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ لَّفِيْرًا مِّنْ يَّنْفِرُ مَعَهُ
وَلِيْتَبَرُوا يَكْمُرُوا مَا عَلُوا حَصِيْرًا فَحَبَسَا فَحَصْرًا فَحَقٌّ وَجِبَ مَبْسُورًا

بمعنی مدت جیسے وَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَجْبَةً، اُن میں سے بعض نے مدت پوری کی۔ چہارم بمعنی فصل
يَقْضِي الْأَمْرَ يَنْفِي وَيُنْكِرُ، میرے اور تمہارے درمیان جدائی کر دے۔ پنجم بمعنی امضاء پورا کرنا جیسے
جیسے اس آیت کریمہ: لَيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا، میں ہے اللہ پورا کرے گا جو کام ہونا ہے۔
ششم بمعنی ہلاک جیسے اس آیت کریمہ: لَقَضَىٰ إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ، تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا یعنی
وہ ہلاک ہو گئے ہوتے، مفتہ بمعنی وجوب جیسے اس آیت کریمہ لَقَضَى الْأَمْرَ، میں ہے۔ ہشتم بمعنی قصد
کرنا جیسے اس آیت کریمہ: إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسٍ لِّعَقُوبٍ قَضَاهَا، میں ہے مگر یعقوب علیہ السلام کے دل میں
ایک بات تھی جس کا اُنھوں نے قصد کیا تھا۔

نہم بمعنی وصیت جیسے اس آیت کریمہ: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ، میں ہے تمہارے
رب نے وصیت کی ہے کہ اسی ہی کی عبادت کرو۔

دھم بمعنی موت جیسے اس آیت میں فَوَكَّرَهُ مُوسَىٰ فَقَضَاهُ عَلَيْهِ، میں ہے تو موسیٰ نے اسے گھونسا مارا تو
اس کا کام تمام کر دیا۔

یازدھم بمعنی نزول جیسے اس آیت کریمہ: فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ، میں ہے۔ جب ہم نے اس پر
موت کا پیغام بھیجا۔

دوازدھم بمعنی فعل جیسے اس آیت کریمہ: كَلَّا لَمْ يَقْضِ مَا أَمَرَ، میں ہے جس کا حکم ہوا تھا وہ
نہ کیا۔ سیزدھم بمعنی عہد جیسے اس آیت کریمہ: إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ، میں ہے جب ہم نے موسیٰ سے عہد
کیا۔ چہار دھم بمعنی دفع جیسے اس آیت کریمہ: قَضَىٰ دَيْنُهُ، میں ہے صاحب دین کی طرف اس کا مال دفع
کیا "قرضہ ادا کیا"، پانزدھم بمعنی ختم اور اتمام جیسے اس آیت کریمہ: رَدِّتُمْ قَضَى الْأَجَلِ، میں ہے جب
مدت پوری کر لی۔ انہری نے کہا لغت میں "قَضَى" کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ سب کا مال انقطاع اور
تمام ہے (یعنی تیسیر القاری)

قولہ لَفِيْرًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا، کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے
تمہارا جتھا بڑھا دیا۔ لَفِيْرُ اپنی قوم یا قبیلہ سے کسی شخص کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں نکلے لَفِيْر اور نافرہم معنی ہیں
جیسے قدیر اور قادر (یعنی) علامہ قسطلانی نے کہا یہ لَفِيْر کی جمع ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو دشمن کی طرف جانے کے لئے

لَبِنَا خَطَاۓَ اٰثِمًا وَهُوَ اِسْمٌ مِّنْ خَصِيْثٍ وَالْخَطَاۓُ مَفْتُوحٌ مَّصْدَرٌ مِّنْ
اَلَا تَمِ خَطِيْئَتٌ بِمَعْنٰى اَخْطَاۓُ لَنْ تَخْرُقَ لَنْ تَقْطَعَ وَاِذْ هُمْ يَجْوٰى مَصْدَرٌ

جمع ہوں۔ قاموس میں نفر بمعنی جماعت ہے۔ اس کا تین سے دس تک پر اطلاق ہوتا ہے۔

قوله مَبْسُورًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَقُلْ لَّكُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا کی طرف اشارہ کیا اور
لَتَنُ ، سے اس کی تفسیر کی یعنی اُن سے نرم کلام کریں۔ طبری نے عکرمہ کے طریق سے ذکر کیا عَدُّهُمْ
عِدَّةً حَسَنَةً ، اُن سے اچھا وعدہ کریں۔

قوله وَلَيَنْتَبِرُوْا مَّا عَلَوْا تَنْبِيْرًا ، کی طرف اشارہ کیا اور
يَدْقِرُوْا سے اس کی تفسیر کی اور یہ دہلہ بمعنی صلاک سے مشتق ہے۔ یعنی جس چیز پر قابو پائیں تباہ کر کے
برباد کر دیں ، قوله حَصِيْرًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا ، کی طرف
اشارہ کیا اور مُحْضَرًا سے اس کی تفسیر کی اس کے معنی میں جائے جس اور جائے حصر ، یعنی ہم نے جہنم کو کافروں
کا قید خانہ بنایا ہے۔ وہ اس سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔

قوله حَقَّ آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَحَقَّ عَلَيْنَا الْقَوْلُ فَنَدِمْنَا هَا نَدِمْنَا ک طرف اشارہ کیا
اور ”وَجَبَ“ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی قریہ والوں پر بات پوری ہوئی تو ہم نے سب کو ہلاک کر دیا۔
قوله خِطَاۓَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : اِنْ قَتَلْتُمْ كَانَ خِطَاۓَ كَبِيْرًا ، کی طرف اشارہ کیا اور اِثْمًا
بمعنی گناہ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی غربت کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ اس میں
کئی قباحتیں ہیں ایک تو نسل منقطع ہوتی ہے۔ دوم اللہ تعالیٰ کی رازقیت پر عدم اعتماد ہوتا ہے۔ سوئم یہ کہ
یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاء کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تَوَالِدُوا
وَتَنَا سَلُوا ، بچے پیدا کرو اور نسل باقی رکھو۔ قوله وَهُوَ اِسْمٌ آہ یعنی آیت کریمہ میں مذکور خِطَاۓُ
باب خَطِيْئَتٌ سے اسم مصدر ہے۔ جبکہ خاء کو مکسور پڑھا جائے اور اگر اس کو مفتوح پڑھیں تو یہ مصدر ہے۔
لیکن یہ دونوں لغت کے محاورہ کے خلاف ہیں۔ خِطَاۓُ بکسر الخاء مصدر ہے اور بفتح الخاء اسم مصدر ہے
یہ صواب کی ضد ہے۔ بیضادی میں ہے۔ ابن عامر نے خِطَاۓُ پڑھا ہے۔ یہ خطاء کا اسم ہے۔ بعض نے
کہا یہ بھی ایک لغت ہے۔ بعض بفتح اور مد پڑھا ہے۔ بعض نے خطاء کا ہمزہ حذف کر کے خاء پر فتح اور
کسرہ پڑھا ہے۔ واللہ در سولہ اعلم !

قوله خَطِيْئَتٌ بِمَعْنٰى اَخْطَاۓُ ، یعنی مجرد اور مزید دونوں ہم معنی ہیں۔ یہ بھی اہل لغت کی تصریح
کے خلاف کہا جاتا ہے وہ خَطِيْئَتٌ عمدًا گناہ میں کہتے ہیں اور اَخْطَاۓُ عدم عمد میں کہتے ہیں۔

مِنْ نَاجِيَّتٍ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ رُفَاتًا حُطَامًا وَاسْتَفْزَزُ
اسْتَحَفَّتْ بِخَيْلِكَ الْفُرْسَانُ وَالرَّجُلُ وَالرَّجَالَةُ وَاحِدًا رَاجِلٌ مِثْلُ

قوله كُنْ تَحْرِقُ آه اس سے اس آئت کریمہ وَلَا تَمْسُ فِي الْأَرْضِ مَرَجًا إِنَّكَ لَنْ تَحْرِقَ
الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا کی طرف اشارہ کیا اور کہا لَنْ تَحْرِقَ یعنی لَنْ تَقْطَعَ، ہے اور
اور زمین میں اتنا تانہ چلے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پیچے گا یعنی
تکبر اور خود نمائی سے کچھ فائدہ نہیں۔ مَرَجًا مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے۔

قوله وَإِذْ هُوَ يُجْوَى آه اس سے اس آئت کریمہ : إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ يُجْوَى کی طرف
اشارہ کیا۔ جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ تو بعض مجنون کہتے ہیں بعض
جادوگر اور بعض شاعر کہتے ہیں مدیہ ناجیت کی مصدر ہے اس کے معنی میں پوشیدہ بات کرنا۔ یہ جماعت کی صفت
ہے اور معنی یہ ہے کہ وہ لوگ آپس میں خفیہ گفتگو کرتے ہیں اور مصدر بمعنی فاعل ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ
یجْوَى کا مضاف محذوف ہے۔ یعنی دراصل هُمْ ذُو الْجَوَى ہے۔ بعض نے یجْوَى کی جمع کہا ہے جیسے قَتَلِ
قَتِيل کی جمع ہے۔ قوله رُفَاتًا آه اس سے اس آئت کریمہ إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا، کی طرف اشارہ
کیا اور اس کی تفسیر حُطَامًا سے کی یہ حطم کی جمع ہے۔ اس کے معنی کسر کے ہیں یا خشک شئی کے ساتھ مخصوص
ہے یعنی وہ بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ کیا سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے۔
مجاہد سے روایت ہے کہ حطام کے معنی میں شکستہ پوشیدہ ہڈیاں۔

قوله وَاسْتَفْزَزُ آه اس سے اس آئت کریمہ : وَاسْتَفْزَزُ مِنَ اسْتَطْعَتْ مِنْهُمْ، کی طرف اشارہ کیا۔
اور ڈکا دے اُن میں ہے جس پر قدرت پائے۔ اپنی آواز سے یعنی اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور پیادوں
کا اور ان کا سا جی ہو مالوں میں اور بچوں میں ان کے دلوں میں وسوسے ڈال کر اور معصیت کی طرف بلا کر بعض علماء
نے کہا اس سے مراد باجے لہو و لعب کی آوازیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف
منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے۔ رَجُلٌ اور رَجَالٌ، کا واحد راجل ہے جیسے صاحب اور صاحب اور تاجر اور تاجر
ہیں۔ آئت میں مذکور صیغہ امر تہدید کے لئے ہے۔ ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا جو کوئی کسی کو گناہ کی
طرف بلائے وہ شیطان کا لشکر ہے۔ مجاہد نے کہا اس جگہ صَوْتُ سے مراد غناء اور مزامیر ہیں۔

قوله حَاصِبًا آه تیز ہوا نیز حاصِب وہ شئی ہے جو سنگریزے اٹھا کر پھینکے اسی سے حَصْبٌ جہنم ماخوذ ہے
یعنی ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور جو چیز دوزخ میں ڈالی جائے وہ جہنم کا حَصْبٌ (ایندھن) بعض تفسیر
میں ہے کہ حاصِب وہ پتھر ہے جو آسمان سے برے جیسے قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسے تھے۔ حَصْب کے معنی

صَاحِبٌ وَصَحْبٌ وَتَاجِرٌ وَتَجَرٌ حَاصِبًا الرِّيحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ
 اَيْضًا مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ حَصْبٌ جَهَنَّمُ يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ هُوَ حَصْبُهَا
 وَيُقَالُ حَصْبٌ فِي الْأَرْضِ ذَهَبٌ وَالْحَصْبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ

زمین میں جانے کے بھی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے ”حَصْبٌ فِي الْأَرْضِ“ جب زمین میں گیا حَصْبٌ حَصْبَاءِ
 سے مشتق ہے جو پتھر ہے۔ حَصْبَاءِ کی حجارہ سے تفسیر عام کی خاص سے تفسیر کے قبیلہ سے ہے۔ کیونکہ
 حَصْبَاءِ کنکریوں کو کہتے ہیں، لیکن یہ اشتقاق محض مناسبت کے باعث ہے اصطلاحی اشتقاق مراد نہیں۔
 قولہ تَارَةً آہ اس سے اس آیت کریمہ ”أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى“ کی
 طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مَرَّةً سے کی۔ تَارَہ کی جمع تِیرَہ ہے اور تَارَاتُ اس کی جمع سالم ہے۔ ابن تین نے کہا
 بہتر تِیرَہ ہے جسے قَاعَہ کی جمع قِيعَہ ہے۔

قولہ لَا حَتَنَکَ آہ اس سے اس آیت کریمہ لَنْ أَخَذَ ثَنٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ لَا حَتَنَکَ ذَرِیَّتَہُ
 الْاَقْلَیْلَ، کی طرف اشارہ کیا اور ”لَا شَتَا صَلَی“ سے اس کی تفسیر کی۔ اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے
 تو میں اس کی اولاد کی جڑیں اکھاڑ ڈالوں گا مگر تھوڑے لوگ، بعض نے کہا لَا حَتَنَکَ کے معنی ہیں میں ان کو گمراہ
 کرنے میں اُن پر غالب آؤں گا۔

قولہ يُقَالُ احْتَنَکَ آہ یعنی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں سے ہر وہ بات معلوم کر لی جو اسے معلوم
 نہ تھی دراصل در احْتَنَکَ کے معنی ہیں ٹکڑی کا کھیتوں کو ہلاک اور تباہ کرنا ہے۔
 قولہ طَائِرُکَ، اس سے اس آیت کریمہ کُلُّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنَاکَ طَائِرُکَ فِی عُنُقِہُ، کی طرف اشارہ
 کیا اور اس کی تفسیر دَحْطَہ سے کی یعنی ہم نے ہر انسان کی نیکی اور بدی جو اس کا نصیب ہے اس کی
 گردن میں لٹکا دیا چونکہ گردن محل زینت ہے۔ اس میں مار لٹکایا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طائر
 کی تفسیر عمل سے کی ہے۔

ابن عباس نے کہا قرآن کریم میں ہر لفظ ”سُلْطَان“ بمعنی مُجْتَبٰ ہے۔ اس سورت میں لفظ سُلْطَان دو
 جگہ ہے ایک فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِیْہِ سُلْطَانًا، اور دوسرا وَاجْعَلْ لِّی مِنْ لَدُنْکَ سُلْطَانًا نَصِیْرًا۔

قولہ وَلِیُّ مِنَ الذَّلٰلِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَلَمْ یَكُنْ لَہٗ وَلِیٌّ مِنَ
 الذَّلٰلِ وَکَسَدَہُ تَکْبِیْرًا کی طرف اشارہ کیا اور لَمْ یُحَالِفْ اَحَدًا، سے اس کی تفسیر کی اور کمزوری
 سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو یعنی اُس نے کوئی حلیف اور دوست نہیں بنایا جو کمزوری

وَالْجَارَةُ ثَلَاثَ مَرَّةٍ وَجَمَاعَةٌ تَبَرُّوْنَ تَارَاتٍ لَا حَتَنَ لَكِنَّ لَا شَتَا حِلْمَهُمْ يُقَالُ
 احْتَنَكَ فَلَانٌ مَا عِنْدَ فَلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ طَائِرُهُ حَظُّهُ قَالَ
 ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ وَلِيٌّ مِنَ الدَّلَالِ لَمْ
 يُخَالِفْ أَحَدًا

بَابُ قَوْلِهِ اسْرِيْ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
 ۴۳۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا
 يُونُسُ بْنُ حَرْبٍ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي شَاهِبٍ
 قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَيْلَةَ اسْرِيْ بَابِلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ
 قَالَ جَبْرِئِيلُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَا كَلِمَةُ الْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذَتِ الْخَمْرُ
 غَوَتْ أُمَّتُكَ

کے باعث اس کی مدد کرے یعنی وہ کسی سے انتقام لینے میں کسی کا محتاج نہیں وہ نہ انسانوں کا محتاج
 ہے نہ جنوں اور فرشتوں کا محتاج ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشَادٍ بِأَكْ بَعْدَ جَوَابِهِ
 بَنْدے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا
 اس آیت کریمہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا واقعہ ہے مسجد حرام
 سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک معراج کا ثبوت قطعی ہے۔ اور بیت المقدس
 سے لامکان تک احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ تفاسیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۴۳۹۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَ بَنِي قُرَيْشٍ مَتَّى فِي الْحَجْرِ فَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ لَمَّا كَذَّبَ بَنِي قُرَيْشٍ حِينَ أُسْرِى بِي إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ مَخُوَّةٌ قَاصِفًا رِيحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ

۴۳۹۳۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس رات جس میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ بیت المقدس میں دو پیالے شراب اور دودھ کے لائے گئے آپ نے ان کو دیکھا اور دودھ کا پیالہ پکڑ لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت دی اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی، (حدیث ۲۹۹۵ میں اس کی تفصیل گزری ہے) ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب مجھے قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم بیت اللہ میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ میں اسے دیکھ کر اس کی نشانیاں انہیں بتانے لگا۔ یعقوب بن ابراہیم نے یہ زیادہ کیا کہ مجھے زہری کے بھتیجے نے اپنے چچا زہری سے خبر دی کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا جبکہ مجھے بیت المقدس کی طرف سیر کرائی گئی۔

۴۳۹۴۔ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھنے والا مطعم بن عدی تھا جب آپ نے نشانیاں بیان کیں تو ان میں بعض لوگ تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے بعض نے سر نیچے کر لئے بعض نے ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لئے۔ جب آپ نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں بیان فرمائیں تو انہوں نے کہا درست ہے کیونکہ ان میں بعض ایسے تھے جنہوں نے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا۔ قولہ قاصفاً آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ عَلَيْنَكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقُكُمْ کی طرف اشارہ کیا اور ریحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ سے اس کی تفسیر کی

بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ كَرَّمْنَا وَآكْرَمْنَا وَاحِدٌ
 ضَعُفَ الْحَيَوةِ عَذَابُ الْحَيَوةِ وَعَذَابُ الْمَمَاتِ خِلَافُكَ وَخِلَافُكَ سَوَاءٌ
 وَنَأَى تَبَاعَدَ شَاكِلَتِهِ نَاجِيَتِهِ وَهِيَ مِنْ شَكَلَتِهِ صَرَفْنَا وَجْهَنَا قَبِيلاً
 مُعَايِنَةً وَمُقَابِلَةً وَقِيلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهُمَا مُقَابِلَتُهُمَا وَتَقَبَّلُ وَلَدَهَا خَشِيَّةٌ
 الْإِنْفَاقِ الْفَقْرُ الرَّجُلُ أَمْلَقٌ وَفَقْرُ الشَّيْءِ ذَهَبَ قَتُورًا مُقْشَرًا
 لِلْأَذْقَانِ مُجْتَمِعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقْنٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْفُورًا
 وَاقْرَأْ تَبِيْعًا ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيرًا خَبَثُ طِفْثٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
 لَا تَبْدِرُ لَا تَنْفِقُ فِي الْبَاطِلِ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ رِزْقٍ مَثْبُورًا مَلْعُونًا لَا تَقِفُ
 لَا تَقْلُ فَحَاسُوا تَبِمُوا يَزْجِي الْفُلُكُ يَجْرِي الْفُلُكُ يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ
 لِلْوَجْهِ

اور قاصف ہوا ہے جو سختی کے باعث ہر شئی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔

بَابُ كَرَّمْنَا وَآكْرَمْنَا هُمُ نَبِيُّ آدَمَ كَرَّمَ عِزَّتَهُ بَخَشِي هُوَ

كَرَّمْنَا اور آكْرَمْنَا معنی ہیں ہم نے انسان کو شرافت، بزرگی اور فضیلت عطاء کی یعنی انسان کو
 خوبصورتی، معتدل مزاج، درمیانہ قد و قامت، عقلی امتیاز، لطف، اشارہ اور خط کے ساتھ افہام و تفہیم
 معائن اور معاد کے اسباب کی رہنمائی، زمین کی ہر شئی پر تسلط اور ان کے منافع کی اشیاء پر قدرت عطاء کی

انسان کی میت پاک ہے،

علامہ قسطلانی نے کہا اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی نعش پاک ہے کیونکہ اس
 کی تکریم کی شان یہ ہے کہ اس کی موت کے باعث اس کو نجس نہ کہا جائے۔ اس کی بہت بڑی دلیل یہ

کہ جب عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ ان کی موت کے بعد آپ نے انہیں بوسہ دیا اور آپ کے آنسو عثمان کے رخساروں پر گر رہے تھے۔ اگر وہ بخش ہوتے تو آپ اس کو بوسہ نہ دیتے۔ نیز ہمیں میت کو غسل دینے کا حکم دیا گیا ہے اور پلید کو غسل نہیں دیا جاتا کیونکہ غسل سے نجاست زیادہ پھیلتی ہے۔ اس میں مسلمان کا برابر ہیں اور قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ: اَلْمَآءُ مُتَنَزِّهٌ لِّمَنْحَسٍ، اس سے نجاست اعتقادی مراد ہے۔ نجاست ابدان مراد نہیں یا مراد یہ ہے کہ مشرکوں سے ایسا اجتناب و پرہیز کیا جائے جیسے نجاست سے احتیاط کیا جاتا ہے۔

قوله ضَعُفَ الْحَيَاةُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: كُولاْ اَنْ تَبْتَئَكَ لَقَدْ كُنْتَ تَرْكُنْ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا اِذَا لَا ذِقْنَاكَ ضَعُفَ الْحَيَاةِ وَضَعُفَ الْمَمَاتِ، کی طرف اشارہ کیا۔ اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم اُن کی طرف حقوڑا سا مائل ہو جاتے اس وقت ہم تجھے دنیا و آخرت میں دگنا عذاب دیتے، اس آیت کریمہ میں اگرچہ مخاطب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن مراد آپ کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ڈرایا تاکہ ان میں سے کوئی بھی کسی وقت کسی حقوڑی سی شئی میں مشرکوں کی طرف میلان نہ کرے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔

ابن جرزی نے کہا یہ آیت کریمہ اور اس کے مشابہ دوسری آیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محال ہیں۔ اصل میں یہ کلام اس طرح ہے: عَذَابًا ضَعُفًا فِي الْحَيَاةِ وَعَذَابًا ضَعُفًا فِي الْمَمَاتِ یعنی دگنا دگنا عذاب، پھر موصوف کو حذف کر کے صفت کو اس کے قائم مقام کر دیا پھر صفت کو موصوف کی طرف مضاف کر دیا۔ تَوْضَعُفَ الْحَيَاةِ وَضَعُفَ الْمَمَاتِ، پڑھا گیا ہے۔

قوله خَلَاكَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِذَا لَا يَلْمُتُوْنَ خِلَافَكَ اِلَّا قَلِيْلًا، خِلَافَكَ اور خَلْفَكَ دونوں ہم معنی ہیں یعنی آپ کے مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے جانے کے بعد حقوڑا وقت ہی باقی رہیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ ہجرت کے ایک سال بعد وہ بدر کی جنگ میں ہلاک ہو گئے۔

قوله وَنَائِي آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِذَا اَلْتَمَعْنَا عَلَيَّ الْاَنْسَانَ اَعْرَضَ وَنَائِي، کی طرف اشارہ کیا اور تَبَاعَدَ سے اس کی تفسیر کی یعنی جب ہم انسان پر انعام کریں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور دُور چلا جاتا ہے۔ نَاءً يَنْوَعُ، اُٹھ کھڑا ہوا،

قوله شَاكَلْتُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰی شَاكَلْتُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ”نَاجِيْتُمْ“ سے کی یہ شَکَلٌ سے مشتق ہے۔ حسن بصری اور قتادہ نے کہا ”علیٰ نیتہ ابو زید نے کہا مد علیٰ دینہ“، مقاتل نے کہا علیٰ جبلتہ، فراء نے کہا اپنے طریقہ پر جس پر وہ پیدا ہوا، ابو عبیدہ نے کہا اپنی طبیعت پر عمل کرتا ہے۔ شَکَلٌ کے معنی مثل کے ہیں۔

قوله صَرَفْنَا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ صَرَفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ، کی طرف

اشارہ کیا اور اس کی تفسیر و تہننا سے کی ہم نے متوجہ کیا۔

قرآن قَبِيلًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : اَوْ تَاتِي بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر معائنہ اور مقابلہ سے کی جو عورت ولادت کے وقت بچہ پکڑتی ہے اس کو قابلہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس عورت کے سامنے ہوتی ہے جو بچہ کو جنم دیتی ہے۔

قرآن خَشِيَّةَ الْاُلْفَاقِ ، اس سے اس آیت کریمہ : اِذَا الْاُمْسَكْتُمْ خَشِيَّةَ الْاِلْفَاقِ وَكَانَ الْقَوْمُ نَاصِبًا ، کی طرف اشارہ کیا اور اُلْفَاق کی اطلاق سے تفسیر کی۔ اس وقت تم فقر کے ڈر سے رک جاؤ گے اور انسان بخیل ہے۔ یعنی نہیں یہ خوف ہے کہ اگر خرچ کرو گے تو عزیز ہوجاؤ گے۔

قرآن اَنْفَقَ الرَّجُلُ آہ یعنی ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید ہم معنی ہیں نیز اس سورت میں وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ اِمْلَاقٍ ، ہے۔ یعنی فقر کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

قرآن لِلْاَذْقَانِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : يَخْرُوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ، کی طرف اشارہ کیا اَذْقَانِ ذُقْنِ کی جمع بمعنی مٹھوڑی ہے یہ دونوں ہڈیوں کے ملنے کی جگہ ہے جن پر دانت آگتے ہیں معنی یہ ہے کہ وہ اپنی مٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہیں۔

قرآن مُؤْمِنًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : اِنْ جَحْتُمْ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءُ مُؤْمِنًا ،

کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے مؤمن کی تفسیر وافر سے کی مفعول بمعنی فاعل ہے۔ یعنی دونوں تمہاری بھرپور سزا ہے۔ قرآن تَبِيْعًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ لَا تَبْدُوْا اِلَّا كُمُ عَلَيْنَا تَبِيْعًا کی طرف اشارہ کیا اور تَبِيْعًا کی تائید اسے تفسیر کی تائید ، کے معنی ہیں انتقام لینے والا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تَبِيْعًا کی تفسیر نصیرا سے کی ہے یعنی پھر تم سے کوئی بدلہ لینے والا یا مددگار نہ پاؤ گے۔

قرآن حَبَّتْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : كُلَّمَا حَبَّتْ ذُرْنَانَا هُمُ سَعِيْرًا ، کی طرف اشارہ کیا اور حَبَّتْ کی طِفْث سے تفسیر کی یعنی سمجھ جائے گی ہم ان کی گرمی کی شدت زیادہ کریں گے۔

قرآن لَا تَبْذُرْ آہ ، اس سے اس آیت کریمہ وَلَا تَبْذُرْ تَبْذُرًا کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَا تَبْذُرْ کی تفسیر لَا تَنْفِقْ بِالْبَاطِلِ ، سے کی یعنی فضول خرچی نہ کرو۔ تبذیر کے معنی ہیں بے مقصد خرچ کرنا۔

قرآن اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ اس سے اس آیت کریمہ : وَاِمَّا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ ، کی طرف اشارہ کیا اور رحمت کی رزق سے تفسیر کی سہ اگر تم اپنے رب کا رزق طلب کرتے ہوئے اُن سے اعراض نہ کرو گے۔

قرآن مَثْبُورًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَاِنِّيْ لَاطْنٰكَ يٰٓاِفْرَعُوْنَ مَثْبُورًا ، کی طرف اشارہ کیا اور مَثْبُور کی مَطْعُوْن سے تفسیر کی۔ یہ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

بَابُ قَوْلِهِ وَإِذَا آتَيْنَاكَ نَذْرًا أَنْ تُهْلِكَ قُرْيَةً أَمَرْنَا مَتَرِيهَا آيَةً ۴۴۹۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ

کی ہے ابو عبیدہ نے کہا نبور کے معنی میں ہلاک اور ملعون مالک ہوتا ہے۔ عوفی نے اس کے معنی مغلوب ذکر کئے ہیں۔ جبکہ مجاہد نے مالک عطیہ نے مغیر اور زید بن اسلم نے اس کے معنی مجبور اور مجنون بیان کئے ہیں۔ یعنی جس میں عقل نہ ہو۔

قوله وَلَا تَقْفُ آه اس سے اس آیت کریمہ : وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور لَا تَقْفُ کی لَا تَقْلُ سے تفسیر کی یعنی جو نہیں جانتے ہو وہ نہ کہو۔ قتادہ نے کہا اس کے معنی ہیں جو تم نے دیکھا نہیں یہ نہ کہو میں نے دیکھا ہے اور جو تم نے سنا نہیں یہ نہ کہو میں نے سنا اور جو جانتے نہیں یہ نہ کہو میں جانتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس کا تمہیں علم نہیں اس کا پیچھا نہ کرو۔ قتبی نے کہا یہ قفا سے ماخوذ ہے گویا وہ امور کا پیچھا کرتا ہے۔ اس سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قائف کے قول پر عمل جائز نہیں۔ البتہ اس سے تائید ہو سکتی ہے جیسے مجتہد قائف کے کہنے پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے تھے جبکہ اُس نے زید اور حارث کے قدموں کو دیکھ کر کہا تھا یہ باپ بیٹوں کے قدم ہیں۔

قوله فَجَاسُوا آه اس سے اس آیت کریمہ : فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ غَدًا مَفْعُولًا کی طرف اشارہ کیا اور تَمَمُّوا سے اس کی تفسیر کی، فَجَاسُوا جوس سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں پوری کوشش سے طلب کرنا۔ یعنی انھوں نے دیار کا قصد کیا اور اُن میں گھس گئے۔ ابن عرفہ نے کہا انھوں نے سرکشی کی اور فساد کیا۔

قوله يُزِجْ آه اس سے اس آیت کریمہ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزِجُ لَكُمْ الْفَلَكَ فِي الْبَحْرِ کی طرف اشارہ کیا اور یزجی کی تفسیر یہ کہ یہ ازجاء سے ہے اس کے معنی یزجی کے ہیں یعنی تمہارا رب وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتیاں چلاتا ہے (یعنی)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى جب ہم کسی قریہ کو ہلاک کرنا
کا ارشاد چاہیں تو اس کے امیر لوگوں کو حکم دیتے ہیں

عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَقُولُ لِلْحَجَّ إِذَا كَثُرُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
أَمْرَ بَنِي كَلَانَ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ أَمْرٌ

بَابُ قَوْلِهِ ذَرِيَّةٌ مَنْ حَمَلْنَا مَعَهُ نُوحٍ

إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا

یعنی قریب کے مبرداروں امیروں اور رئیسوں کو حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی طاعت کریں وہ نافرمانی کرتے ہیں تو ان پر عذاب واجب ہو جاتا ہے۔ پھر ہم سب کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ مُتَرْقِیْنِ مُتَرْفِیْنِ کی جمع ہے بمعنی مالدو۔

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا
۲۳۹۵ — زمانہ جاہلیت میں جب کسی قبیلہ کے لوگ زیادہ ہو جاتے تو ہم کہتے تھے۔ بنو فلان زیادہ ہو گئے۔

وَأَمْرٌ بَنِي كَلَانَ مَفْتُوحٌ وَمَكْسُورٌ بِمَعْنَى كَثُرَ بَنُو كَلَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔ اس میں ابن تین کا رد ہے کہ میم مفتوح ہو تو کثرت کا معنی نہیں ہوتا۔ قولہ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ آہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ سفیان بن عیینہ سے حمیدی نے امر روایت کی ہے اور علی بن عبد اللہ نے بکسر المیم روایت کی ہے اس میں دونوں لغتیں ہیں۔ حمیدی عبد اللہ ابن زبیر بن عیسیٰ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ان کے اجداد میں سے کوئی حمید تھا اس طرف حمیدی منسوب ہے۔

بَابُ — یہ اُن کی اولاد ہے جنہیں ہم نے نوح کے
ساتھ کشتی میں سوار کیا یقیناً نوح شکر گزار بندے تھے۔

مفسرین نے ذکر کیا حضرت نوح علیہ السلام جب کوئی کپڑا پہنتے یا کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو فرماتے الحمد للہ، اس لئے ان کو عبد اشکور کہا جاتا ہے۔ عمران بن سلیم نے کہا نوح کو عبد اشکور اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب وہ کھانا کھاتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا دیا اگر وہ چاہتا تو مجھے بھوکا رکھتا جب پانی پیتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے پانی پلایا اگر وہ چاہتا تو مجھے پیاسا

۴۳۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرَمَعَهُ إِلَيْهِ الدَّاعِ
وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَشَ مِنْهَا لَهْشَةً ثُمَّ قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهَلْ
تَذَرُونَ مِمَّا ذَلِكُ يَجْمَعُ النَّاسُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ لِيَسْمَعَهُمُ
الدَّاعِ وَيَنْفِذُهُمْ الْبَصَرُ وَتَذَرُوا الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ
وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ النَّاسُ لَا تَرَوْنَ مَا قَدْ
بَلَغَكُمْ إِلَّا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ لِبَعْضِ النَّاسِ لِبَعْضٍ
عَلَيْكُمْ بِأَدَمَ فَيَاتُونَ أَدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ
وَلَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ إِشْفَعْ لَنَا إِلَى

رکھتا جب کپڑا پہنتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے لباس پہنایا اگر وہ چاہتا تو مجھے برہنہ رکھتا جب
جوتا پہنتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے جوتا پہنایا اگر وہ چاہتا تو مجھے ننگے پاؤں رکھتا جب قضاے
حاجت کرتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے عافیت سے غلاطت نکالی اگر وہ چاہتا تو اس کو
روک رکھتا،

۴۳۹۶۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ کو ایک دست (گوڈی) اٹھا کر دی
گئی جبکہ وہ آپ کو بہت پسند تھی۔ آپ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا پھر فرمایا میں قیامت
کے روز لوگوں کا سردار ہوں کیا تم جانتے ہو یہ کیوں؟ پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک میدان میں جمع کئے
جائیں گے۔ پکارنے والا سب کو اپنی آواز سنائے گا اور ان سب میں نظر پہنچے گی۔ سورج قریب آجائے
لوگوں کو غم اور تکلیف اس قدر ہوگی جس کی ان میں طاقت نہ ہوگی اور نہ وہ برداشت کر سکیں گے لوگ
کہیں گے کیا تم دیکھتے نہیں جس قدر تمہیں تکلیف ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے رب کے پاس تمہاری

رَبِّكَ الْآتِرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ الْآتِرَىٰ إِلَىٰ مَا قَدْ بَلَّغْنَا فَيَقُولُ أَدَمُ
 إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ
 بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّ قَدْ بَهَّأَتْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي
 أَذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَىٰ نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا
 فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَىٰ أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ
 اللَّهُ عَبْدًا اشْكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ الْآتِرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ
 إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ
 بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَىٰ قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي
 أَذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ
 فَيَقُولُونَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ بَنَىٰ اللَّهُ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ

شفاعت کون کرے گا؟ وہ ایک دوسرے کو کہیں گے تم حضرت آدم علیہ السلام کو لازم پکڑو وہ آدم علیہ السلام
 کے پاس آکر کہیں گے آپ بشر کے باپ ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور تم میں عظیم
 روح بیونکی فرشتوں کو حکم دیا انھوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔
 کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں جو تکلیف ہمیں ہو رہی ہے۔ آدم علیہ السلام
 فرمائیں گے آج کے دن میرا رب نہایت ہی غیظ و غضب میں ہے اس سے پہلے اتنا غضبناک کبھی
 ہوا اور نہ ہی اس کے بعد اس جیسا غضبناک ہوگا اس نے مجھے درخت سے تناول کو منع کیا تھا تو میں نے
 شجرہ ممنوعہ سے تناول کر لیا تھا میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں۔ میرے غیر کے پاس جاؤ نوح کے
 پاس جاؤ وہ نوح کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے نوح! آپ ملین والوں کی طرف پہلے رسول مبعوث
 ہوئے ہیں۔ اللہ نے آپ کا نام عبدشکور رکھا ہے۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے
 نہیں ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ کہیں گے میرا رب عزوجل آج بہت غضبناک ہے۔ اس سے پہلے
 کبھی ایسا غضبناک نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد اس طرح غضبناک ہوگا میرے لئے ایک دعا تھی میں نے

اَشْفَعُ لَنَا اِلَّا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ لَهُمَا اِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ
 الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاِنِّي
 قَدْ كُنْتُ كَذَّابٌ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ ابُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي
 نَفْسِي نَفْسِي اِذْ هَبُّوا اِلَى غَيْرِي اِذْ هَبُّوا اِلَى مُوسَى فَيَا تَوْنُ مُوسَى
 فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى اَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ فَضَلَّكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ
 عَلَي النَّاسِ اَشْفَعُ لَنَا اِلَى رَبِّكَ اَمَّا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ اِنَّ
 رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ
 مِثْلَهُ وَاِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لِّمَا وَمَرُّ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي اِذْ هَبُّوا
 اِلَى غَيْرِي اِذْ هَبُّوا اِلَى عِيسَى فَيَا تَوْنُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ

وہ اپنی قوم پر کی رحمت سے وہ سب ہلاک ہو گئے) میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں۔ میرے غیر کے پاس جاؤ ابراہیم کے پاس جاؤ وہ ابراہیم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین والوں میں سے اللہ کے خلیل ہیں اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں ہیں۔ وہ اُن سے کہیں گے آج میرا رب بہت غضبناک ہے اس سے پہلے اس طرح کبھی غضبناک نہیں اور نہ اس کے بعد ایسا غضبناک ہوگا میں نے تین باتیں بظاہر خلافت واقع کہی تھیں۔ ابوالحیاء نے وہ حدیث میں ذکر بھی کیں۔ میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ موسیٰ کے پاس جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اس نے آپ کو رسول بھیجے اور آپ سے کلام کرنے کے سبب لوگوں پر آپ کو فضیلت دی ہے۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ آپ دیکھتے نہیں؟ ہم کس حال میں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غضبناک ہے اس سے پہلے اس جیسا غضبناک کبھی نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد اس طرح غضبناک ہوگا میں نے ایک جان کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ میں اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور

يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحُ مَنَّهُ
 وَكَلِمَتُ النَّاسِ فِي الْمَهْدِ صَبِيئًا اشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ
 فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ
 وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا لِنَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُّوا
 إِلَيَّ غَيْرِي إِذْ هَبُّوا إِلَيَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا تَوَنُّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا تَوَنُّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ
 اللَّهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
 تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَأَنْطَلِقُ فَاتِي تَحْتَ
 الْعَرْشِ فَاقْعُ سَاحِدًا لِلرَّبِّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ
 الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ

کہیں گے اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ میں جو اس نے مریم پر ڈالا تھا اور اس کے روح میں
 آپ نے گہوارہ میں بچپن میں لوگوں سے باتیں کیں۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے
 نہیں ہم کس حال میں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے اس سے پہلے کبھی اس
 طرح غصناک نہیں ہوا اور نہ آئندہ اس جیسا غصناک ہوگا۔ انہوں نے کوئی شئی ذکر نہ کی میں اپنی جان کی حفاظت
 چاہتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔
 رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں آپ اپنے رب کے
 پاس ہماری شفاعت فرمائیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ پس میں چلوں گا اور عرش کے نیچے
 آؤں گا اور اپنے رب عز وجل کے حضور سجدہ میں جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمدیں اور اچھی ثنائیں
 منکشف اور ظاہر کرے گا جو مجھ سے پہلے اور کسی پر ظاہر نہیں کیں پھر کہا جائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنا سر مبارک اٹھا میں اور سوال فرمائیں آپ کو عطا کیا جائے گا لوگوں کی شفاعت فرمائیں قبول کی جائے گی۔

رَا سَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفِّعْ فَاَرْفَعْ رَاسِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ يٰاَرْبُ
اُمَّتِيْ يٰاَرْبُ اُمَّتِيْ يٰاَرْبُ فَيَقَالُ يٰاَحْمَدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا
حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ ابْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ
فِيْمَا سَوَّيْتُ ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالدِّمِّيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنْ
مَا بَيْنَ الْمَصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحَمِيْرًا وَكَمَا
بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى

میں اپنے سر مبارک اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے میرے پروردگار میری امت کو معاف کر دے اے میرے
رب میری امت کو معاف فرمادے۔ پس کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت میں سے ستر ہزار
کو جن کا حساب نہیں جنت کے دروازوں میں سے دہانے دروازے سے جنت میں داخل کر دیں اور وہ ان
دروازوں کے سوا جنت میں داخل ہونے کے لئے لوگوں سے شریک ہیں۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم
جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ بہشت کے دروازے کے دو کناروں کے درمیان اتنی
مسافت ہے۔ جتنی مکہ اور حمیر کے درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان مسافت ہے۔

شرح : حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء یہ تھی رَبِّ لَا تَذِرْ عَلَيَّ

۲۳۹۶ —

الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا،، زمین میں بسنے والا کوئی

کافر نہ چھوڑ سب کو ہلاک کر دیے۔ یہ دعاء اگرچہ اللہ کے حکم سے تھی۔ لیکن بظاہر یہ دعاء حضرت کی طرف
سے تھی اس لئے خجالت باقی رہنے کے باعث معذرت کر دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو تین
کذبات ذکر فرمائے ہیں وہ درحقیقت کذبات نہ تھے۔ ایک یہ کہ میں بیمار ہوں دوسرے بلکہ اُن کے بٹھے
نے کیا تیسرے یہ کہ سارہ میری بہن ہے۔ اصل میں یہ تو یہ تھے۔ وہ یہ کہ ایک لفظ کے متعدد معانی
ہوں ان میں سے متکلم کی مراد کوئی ایک معنی ہو اور مخاطب اس کے خلاف اور معنی سمجھ لے۔ اس کی ظاہری
صورت کذب ہے درحقیقت کذب نہیں تمام انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اور اللہ کا یہ ارشاد لَقَدْ عَفَا
اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكُمْ وَ مَا تَاَخَّرَ،، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلمہ تشہیف خاص ہے۔ اس کی
حقیقت مراد نہیں بعض علماء نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ پہلے گناہوں سے مراد آباؤ اجداد کے گناہ اور
پچھلے گناہوں سے مراد ذریت کے گناہ بلکہ تمام تابعداروں کے گناہ مراد ہیں جو لوگ حساب کے بغیر جنت

میں داخل ہوں گے وہ مرفوع القلم ہوں گے جنہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا یا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور شفاعت کی برکت سے جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ ستر ہزار افراد ہوں گے جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا مصنف بن ابی شیبہ میں سلمان سے روایت مذکور ہے کہ قیامت میں سورج کو دس سال کی گرمی دی جائے گی پھر وہ لوگوں کے سروں کے قریب آئے گا۔ حتیٰ کہ وہ قاب قوسین ہو جائے گا جس سے لوگوں کو پسینہ آنے لگے گا حتیٰ کہ پسینہ زمین پر گرتے گرتے قند تک پہنچے گا پھر بلند ہو گا حتیٰ کہ آدمی کے منہ میں پہنچے گا ابن مبارک نے اس روایت میں زیادہ ذکر کیا کہ اس روز سورج کی گرمی مومن مرد و عورت کو ضرر نہیں دے گی۔

علامہ کرمانی نے کہا **فَفُتِحَ فَيْتُكُ مِنْ رُؤُوسِهِمْ** ”میں روح کی اللہ کی طرف اضافت مضاف کی تعظیم و تشریف کے لئے ہے“ حدیث میں اللہ کے غضب سے مراد اس کا لازم ہے اور عذاب دینے کا ارادہ ہے۔ امام نووی نے کہا اللہ کے غضب سے مراد اللہ کا انتقام ہے جو گناہگاروں میں ظاہر ہو گا اور جو اہل محشر خطرناک حالات دیکھیں گے جن کی کوئی مثال نہیں اور نہ ہوگی، ”نفسی نفسی نفسی“ کا تین بار تکرار کیا یعنی یہ شفاعت کا مستحق ہے۔ کیونکہ جب مبتداء، خبر متحد ہوں تو مراد بعض لازم ہوتے ہیں یا نفسی مبتداء ہے اور خبر محذوف یعنی میرا نفس شفاعت کا مستحق ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام سے کہیں گے آپ پہلے رسول مبعوث ہوئے ہیں حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی مرسل ہیں اسی طرح شیث و ادیس بھی نبی مرسل تھے اور وہ نوح علیہ السلام سے پہلے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اولیت زمین والوں کے ساتھ منقبت ہے یعنی اہل ارض کی طرف پہلے رسول مبعوث ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام اور شیث و ادیس علیہما السلام اہل ارض کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ اور ظاہر ہے کہ طوفانِ نوح سے ساری مخلوق ختم ہو جانے کے بعد چند افراد باقی رہے تھے۔ ان کی طرف حضرت نوح پہلے رسول تھے یہ بھی جواب دیا جاتا ہے کہ مذکور تینوں نبی تھے رسول نہ تھے لیکن صحیح ابن حبان میں ابو ذر کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ وہ رسول تھے کیونکہ ان پر صحائف نازل ہوئے تھے۔ حضرت شیث علیہ السلام پر صحف کے نزول کی تصریح موجود ہے۔ واللہ اعلم! حضرت نوح علیہ السلام نے یہ عذر کیا کہ ان کو ایک درعاد مستجاب دی گئی تھی جو انہوں نے پھونکی کر لی تھی، ان حضرات نے کس نفس کے طور مقام شفاعت میں شفاعت کرنے سے خوف کیا کیونکہ جسے اللہ کی معرفت زیادہ حاصل ہو اور اس کا مرتبہ بلند ہو وہ زیادہ ڈرتا ہے۔

قولہ **أَبْرَارًا عِنْدَ رَبِّكَ**، بحسب المیم دروازہ کی دو طرفین، بصری شام میں شہر کا نام ہے۔

(حدیث ۳۱۲۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ وَاتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا

۴۳۹۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهِ لِيُشْرَحَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْآنَ

بَابُ قَوْلِهِ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ
فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشادِ اہم نے داؤد کو زبور عطا کی
رُبیع بن انس نے کہا زبور شریف میں اللہ کی ثناء، تسبیح اور تحمید خدا ہے
اس میں حلال و حرام، فرائض و حدود وغیرہ احکام نہیں ہیں،

۴۳۹۷۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے داؤد پر زبور کی قرأت آسان کر دی تھی۔ آپ گھوڑے کو کئے کا حکم دیتے اور اس پر زین کرنے سے پہلے زبور پڑھ کر فارغ ہو جاتے۔

۴۳۹۷۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے زمانہ لمبیٹ دیتا ہے جیسے زمین لمبیٹ دیتا ہے۔ چنانچہ سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ رکاب میں قدم رکھتے دوسرا قدم دوسرے رکاب میں قدم رکھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ملتزم کعبہ سے وہ قرآن پڑھنا شروع کرتے اور کعبہ کے دروازے تک پہنچنے پر قرآن ختم کر لیتے تھے۔

رُاشِعَةُ الْمَعَاتِ ص ۴۵، ج ۳: ۳۷

۲۳۹۸۔ حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا
 سُفْيَانٌ حَدَّثَنِي سُلَيْمٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مُعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَبِّهِمْ
 الْوَسِيلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَاسْكَمَ
 الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ الْأَعْمَشِ
 قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ

باب اللہ تعالیٰ اے محبوب! کافروں سے
 فرما دیں کہ ان کو بلاؤ جنہیں تم اللہ کے معبود سمجھتے ہو،
 وہ تم سے عذاب دُور کرنے کے مالک نہیں اور نہ تمہاری حالت بدل سکیں گے

۲۳۹۸۔ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: اِلٰی
 رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ کے متعلق روایت ہے۔ انہوں نے کہا لوگوں کا ایک گروہ جنات کے گروہ کی عبادت
 کرتے تھے۔ جن تو مسلمان ہو گئے اور ان آدمیوں نے ان کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھا جنہوں کی
 عبادت پر قائم رہے، اشجعی نے سفیان کے ذریعہ اعمش سے یہ اضافہ کیا: قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ
 پھر کہا کان ناس بالخر

۲۳۹۸۔ شرح: یعنی اس آیت کریمہ اُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَتَّبِعُونَ
 اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ میں مد اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ کی تفسیر

میں عبد اللہ بن مسعود ذکر کرتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جنوں کو اپنا معبود بنایا اور ان کو اللہ کے
 قریب کرنے والا سمجھا۔ قسطلانی نے کہا جوہری نے تصریح کی ہے کہ جنوں کو بھی ناس کہتے ہیں۔ بعض نے
 کہا ناس ناس سے ہے بمعنی محرک جنوں پر ناس کا اطلاق بطریق مشاکلت ہے جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ
 نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان شریف پر فرمایا: تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ، حالانکہ
 اللہ کا نفس نہیں لیکن بطریق مشاکلہ اس پر نفس کا اطلاق کیا یعنی اے اللہ تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے میں

بَابُ قَوْلِهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ الَّتِي
۴۳۹۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَلْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِي هَذِهِ
الْآيَةِ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ
الْحَنَافِ كَانُوا يُعْبَدُونَ فَاسْلَمُوا

تیری ذات کی باتیں نہیں جانتا۔ علامہ کربانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ناس تو انسان ہیں اور وہ جنوں کی ضد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شَیَاطِیْنُ الْاِنْسِ وَالْحَنَنِ۔ حدیث میں جنوں پر ناس کا اطلاق کیسے ہوا ہے جبکہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں ”ناس من الجن“ اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ ناس سے مراد طائفہ اور گروہ ہے اور ناس کبھی انسان ہوتے ہیں کبھی جن ہوتے ہیں فلا اشکال۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مزید اور مزید علیہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ کا سفیان کے طریق سے: اَنْ عَبْدًا لِلّٰہِ لَمَّا قَرَّءَ اِلٰی رَبِّہِمُ الْوَسِیْلَةَ قَالَ کَانَ نَاسٌ، اور اشجعی کا سفیان کے طریق سے ہے کہ انھوں نے قراءت میں کچھ زیادہ کہا اور اَدْعُوا الَّذِیْنَ ذَعَمْتُمْ الخ بھی پڑھا پھر کہا کَانَ نَاسٌ، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یحییٰ کے سفیان اور عبد اللہ کے طریق میں ہے کہ جب اِلٰی رَبِّہِمُ الْوَسِیْلَةَ پڑھا تو کہا کَانَ نَاسٌ اور اشجعی کا سفیان کے طریق سے یہ ہے کہ انھوں نے قراءت میں زیادہ لفظ کہے ہیں؛ چنانچہ انہوں نے اَدْعُوا الَّذِیْنَ ذَعَمْتُمْ بھی آخر دو آیات تک پڑھا پھر کہا کَانَ نَاسٌ۔ واللہ اعلم!

بَابُ **اللہ تعالیٰ** **یہ تو وہ لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت اور**
کارشاد
اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں“

یعنی جن لوگوں کی یہ انسان عبادت کرتے ہیں وہ تو خود اللہ کے قرب کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں ابن عباس اور مجاہد نے کہا اکثر علماء کا بھی یہی قول ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ، ان کی والدہ مریم، عزیر فرشتے، سورج چاند اور ستارے ہیں۔

۴۳۹۹۔ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ:

بَابُ قَوْلِهِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ
۴۴۰۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو
 عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً
 لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنِ أَرِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ
 أُسْرَى بِهِ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ شَجَرَةُ الزُّقُومِ

الَّذِينَ يَدْعُونَ يَدْعُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ كِي تَفْسِيرٌ فِي فَرَايَا : جنوں کے جس گروہ کی
 عبادت کی جاتی تھی وہ مسلمان ہو گئے (اس سے پیشتر تشریح ہو چکی ہے)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو
 تمہیں دکھایا گیا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو
 کا ارشاد

یعنی معراج کی رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عجائب و غرائب اور ملک ملکوت دکھائے
 گئے اس میں صرف لوگوں کا امتحان تھا۔ انھوں نے مذاق اور استہزاء کیا اور اس کے قبول کرنے اور
 تصدیق کرنے سے انکار کیا یا حتیٰ کہ بعض لوگ مرتد ہو گئے۔ ابن انباری نے کہا رؤیت کا استعمال نیند
 میں کم آتا ہے اور رؤیا کا استعمال رؤیت چشم میں کم ہے۔ اور اس کا استعمال رؤیت چشم میں جائز ہے
 آئت کریمہ میں یہی معنی مراد ہے۔ چنانچہ مذکور حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے۔

۴۴۰۰۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آئت کریمہ میں رؤیت
 کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو معراج کی رات دکھائے گئے تھے اور شجرہ ملعونہ حقوہر کا درخت ہے۔

۴۴۰۰۔ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آئت کریمہ میں رؤیا
 سے مراد خواب نہیں بلکہ آنکھ سے دیکھنا ہے اور یہ اشارہ ہے

کہ یہ رؤیت بیداری میں تھی۔ یہ علم کے معنی میں نہیں۔ قَوْلُهُ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ، کا عطف رؤیا پر

پر ہے اور زقوم بروزن فَعُول ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت لقمہ، اصل عبارت یہ ہے وَمَا جَعَلْنَا
الزُّوْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ، ”زُویا کا فتنہ تو
یہ ہے کہ یہ سن کہ کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ انھوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک رات میں بیت المقدس
تک سیر کر کے واپس آجائے۔“

اس آیت کریمہ کے نزول کا سبب

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے
منبر شریف پر بنی امیہ بندروں کی طرح اچھل رہے ہیں آپ کو سخت غم لاحق ہوا اور وفات تک کھل کر
کبھی نہیں ہنستے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی! عِيتِي ..

”شجرہ ملعونہ کا فتنہ“

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”تو ابو جہل ملعون نے کہا تم ابن ابی کبشہ کا جھوٹ دیکھتے نہیں ہو
کہ تمہیں آگ سے ڈراتا ہے کہ وہ پتھروں کو جلادے گی پھر گمان کرتا ہے کہ دوزخ میں درخت ہے جو بہت
کڑوا ہے۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ آگ درخت کو جلادیتی ہے اس میں درخت کیسے نشوونما پاسکتا ہے۔
اس طرح وہ استہزاء کرتا تھا۔ ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ شجرہ ملعونہ حکم بن عاص
اور اس کا بیٹا مروان ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کی کہ انہوں نے مروان سے کہا میں گواہ ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
تیرے اور تیرے باپ اور دادے کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم میں شجرہ ملعونہ تمہاری طرف
اشارہ ہے کہ وہ تم ہو۔ شجرہ ملعونہ کے اور بھی کئی معانی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ زقوم شیطان اور
ابو جہل ہیں۔ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ”زقوم“ کو ذکر
کیا تو ابو جہل نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ زقوم کیا شئی ہے وہ مکھن والی کھجور ہے۔ اگر اللہ نے ہمیں اس پر قادر
کیا تو ہم خوب کھائیں گے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ، ”مقاتل سے روایت ہے
کہ عبد اللہ زہری نے کہا بربہ کی زبان میں زقوم مکھن کو کہتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا اے لونڈی ہمارے پاس
کھجور اور مکھن لا۔ اور قریش سے کہا اس سے خوب کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ صافات میں زقوم کو ذکر
فرمایا کہ یہ وہ درخت ہے جو دوزخ کی تہ سے نکلتا ہے یعنی یہ آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ اس کے
ساتھ عذاب دے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

قَالَ مجاهدٌ صَلَوةُ الْفَجْرِ

۴۴۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَّلُ صَلَوةَ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَوةِ الْوَاحِدِ خَمْسَةً وَعِشْرُونَ دَرَجَةً وَتَجْمَعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَوةِ الصُّبْحِ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَأُوا إِنَّ شَيْئًا وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى اور صبح کا قرآن بے شک صبح

کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں،

مجاہد نے کہا قرآن فجر سے مراد فجر کی نماز ہے۔ اس وقت رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور وہ اوپر آسمانوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہ وقت رات کی آخری ساعات اور دن کی پہلی ساعات ہیں۔

۴۴۰۱۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے والے سے بیس درجے زیادہ ہے۔ صبح کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں ابو ہریرہ کہتے تھے پڑھو اگر چاہو قُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا، ”صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“

۴۴۰۱۔ شرح : رات دن کے فرشتے عصر کی نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا
 ۴۴۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ
 النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّىٰ كُلُّ أُمَّةٍ تَتَّبِعُ نَبِيَّهَا
 يَقُولُونَ يَا فُلَانُ اشْفَعْ يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتَّىٰ تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ
 إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَلِكَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ

اسی لئے عصر کی نماز کو دوسری نمازوں پر فضیلت حاصل ہے۔ حضرات مفسرین کرام نے صلوٰۃ الوسطیٰ کی تفسیر
 میں یہ ذکر کیا ہے۔ اس حدیث میں فجر کی نماز کا ذکر ہے لیکن اس میں عصر کے وقت کی نفی نہیں۔
 (حدیث ۴۶۷ اور حدیث ۶۲۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى قَرِيبٌ هُوَ كَمَا تَهَارَرْتُ إِيَّاهُ
 جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں

مقام محمود وہ ہے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کریں گے اور اگلے اور پچھلے
 اس کی حمد کریں گے۔ عمر فاروق سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھ قریب
 کرے گا اور اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ ابن از نجویہ یَجْلِسُنِي مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ ” مجھے اپنے ساتھ
 تحت پر بٹھائے گا (یعنی) شیخ دہلوی نے کہا یہ کمال قرب و اعزاز سے کنایہ ہے۔

۴۴۰۲۔ ترجمہ : آدم بن علی سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو
 یہ کہتے ہوئے سنا قیامت میں لوگ جماعت جماعت ہوں گے اور دفنانو
 بیٹھے ہوں گے۔ ہر جماعت اپنے نبی کی پیروی کرے گی۔ وہ کہیں گے اے فلاں شفاعت کر اے فلاں شفاعت کر
 حتیٰ کہ شفاعت کا سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گا۔ پس وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

۴۴۰۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ
 أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْبُيُوتَ أَللَّهُمَّ
 رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الثَّمَنَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ أَتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ
 وَالْفَضِيلَةَ وَأَبْثُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۴۰۲۔ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جتنی بضم الجیم وفتح التاء اور الف
 مقصورہ بمعنی جماعات ہے اس کا واحد جتوۃ کلمتی وغیرہ کے ڈھیر
 کو جتوہ کہا جاتا ہے۔ ابن کثیر نے کہا : جتنی کی تاء مشدّدہ ہے جاتی کی جمع ہے بمعنی گھٹنوں کے بل بیٹھا،
 کذا ذکرہ السيوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

اسماء و رجال
 ۲۱۶ ہجری کی کوفہ میں وفات پائی۔ ۲ ابوالاحوص سلام
 ابن سلیم ہیں ۳ آدم بن علی عجل بکرمی ہیں۔ ان کی بخاری میں یہی حدیث بخاری کے افراد
 سے ہے۔

۴۴۰۳۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص
 نے اذان سننے کے وقت یہ دعا پڑھی۔ اے اللہ اس دعا تمامہ کاملہ اور صلوٰۃ کاملہ کے پروردگار
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگاروں کا وسیلہ اور تمام لوگوں پر فضیلت دے اور آپ کو
 مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اس کے لئے قیامت کے دن
 میری شفاعت حلال ہوگی۔ اس کی حمزہ بن عبد اللہ نے اپنے والد کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے روایت کی (حدیث ۵۹۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا يَزْهَقُ يَهْلِكُ

۴۴۰۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِائَةٍ نَضَبٍ فَجَعَلَ يَطْعُمُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُدِيءُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ

بَابُ ^{اللہ تعالیٰ} ^{کا ارشاد} فرمادیں حق دین اسلام، آیا باطل (شُرک) گیا یقیناً باطل تو جانے ہی والا ہے

قوله يَزْهَقُ، يَهْلِكُ، اس میں یہ اشارہ ہے کہ زہوق بمعنی مالک ہے

۴۴۰۴ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے جبکہ بیت اللہ کے ارد گرد تین سو

ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو چھڑی جو آپ کے ہاتھ میں تھی سے مارنا شروع کیا۔ اس حال میں کہ آپ فرماتے تھے۔ حق آیا اور باطل گیا بے شک باطل جانے ہی والا ہے۔ حق آیا باطل کبھی ظاہر نہ ہوگا اور نہ واپس آئے گا۔

۴۴۰۴ — شرح : نَضَب کا نون اور صاد مضموم ہیں۔ نُون کو مضموم اور صاد کو ساکن بھی پڑھتے ہیں۔ بعض نون کو مفتوح اور صاد کو ساکن

پڑھتے ہیں۔ قسط لانی نے کہا نَضَب میں رفع ہی پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی

بَابُ قَوْلِهِ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ

کُلُّ مَتْنًا نَصُبٌ ،، یہ اس وقت ہے جبکہ نَصُب مفرد ہو اس کی جمع اَنْصَاب ہے۔ نَصُب ہر وہ شئی ہے جس کی عبادت کی جائے۔ (حدیث ۳۹۹۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى نَحْجُھ سے رُوح کے متعلق پوچھتے ہیں

کافروں کا سوال رُوح کی حقیقت یا اس کے حدوث و قدم سے تھا۔ اس کے جواب میں یہ فرمایا قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ،، فرمادیجئے رُوح میرے پروردگار کی مخلوق ہے جس کو لفظ کُن سے پیدا کیا گیا اس کا کوئی اصل اور مادہ نہیں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ رُوح کی حقیقت سے سوال ہو یا فرمادیں کہ وہ اللہ کی ایجاد و احداث سے موجود ہے جبکہ اس کے ایجاد و احداث سے سوال ہو یا ان کا سوال حقیقت رُوح کے علم سے ہو تو فرمائیں اس کا علم اللہ ہی کو ہے وہ اس میں مستقل ہے

علامہ زمری صاحب کشف نے کہا اکثر علماء کہتے ہیں کہ رُوح کی حقیقت کے علم کے سوال تھا چنانچہ مروی ہے کہ یہودیوں نے قریش مکہ سے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف ، سکندر ذوالقرنین اور رُوح سے متعلق پوچھو۔ اگر ان تینوں کا جواب نہ دیا اور خاموش رہے تو نبی نہیں اور اگر رُوح کے سوا باقی دو کا جواب دیا تو یقیناً نبی ہیں کیونکہ انہوں نے تورات میں دیکھا تھا کہ رُوح کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوح کے سوا باقی دو کا جواب دیا تو یقیناً نبی ہیں کیونکہ انہوں نے تورات میں دیکھا تھا کہ رُوح کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوح کے سوا باقی دو کا جواب تو دیا اور رُوح کے جواب کو مبہم رکھا۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ آدمیوں کی رُوح ان کے ابدان سے پہلے مخلوق ہے۔ ابدان سے اس کا تعلق بعد میں ہوا ہے نیز رُوح مرنے نہیں اور نہ ہی بوسیدہ ہوتی ہے اور موت کے بعد عذاب رُوح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ اسی طرح دونوں نعمتوں سے لذت پاتے ہیں۔

حسن بصری اور قتادہ نے کہا اس آیت میں جس رُوح کے متعلق سوال کیا گیا تھا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا رُوح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبان ہیں۔ ہر زبان کی ستر ہزار لغت ہے۔ وہ ہر لغت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ اس کی ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو

۴۴۰۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُرْتٍ
 وَهُوَ مَتَكِيٌّ عَلَى عَصِيْبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ
 عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ مَا رَأَيْكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ لَشَيْءٌ
 تَكْرَهُوْنَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ
 الْوَحْيُ قَالَ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا
 أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

قیامت تک فرشتوں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ روح
 چوتھے آسمان پر بہت بڑا ملک ہے جو تمام آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں اور فرشتوں سے بڑا ہے وہ
 ہر روز ایک ہزار تسبیح پڑھتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ فرشتہ پیدا کرتا ہے وہ قیامت میں
 فرشتوں کے ساتھ صف باندھے ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا روح سے مراد فرشتہ
 ہے جو شب قدر میں نازل ہوتا ہے اس کے ہاتھ جھنڈا ہے جس کی لمبائی ایک ہزار سال کی مسافت
 ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو اجازت دے تو زمین و آسمان کا لقمہ کر لے۔ (تیسیر القاری)

”سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم حاصل ہے“ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب شریف اس

سے بالاتر ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو حالانکہ آپ پروردگار عالم کے محبوب اور اس کی مخلوق کے سردار ہیں آپ پر یہ
 مخفی بھی کیسے رہ سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احسان کیا کہ تیرے رب نے تجھے وہ علوم دیئے جو آپ نہ جانتے تھے
 اور تیرے اوپر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ روح کا علم
 غیر ممکن ہے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ جانتے تھے۔ (ملح کی متعلق پوری تفصیل بیچ کی شرح میں دیکھیں)
 ۴۴۰۵۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

بَابُ قَوْلِهِ وَلَا تَجْمُدْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

۴۴۰۶۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَجْمُدْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفِي بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ

کے ساتھ ایک کھیت میں تھے جبکہ آپ کھجور کی چھڑی پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ کیا دیکھے ہیں کہ یہودی جا رہے ہیں۔ اُنھوں نے ایک دوسرے سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق پوچھیں پھر بعض نے کہا تمہیں آپ کی طرف کیا ترڈ دے۔ بعض نے کہا تمہارے سامنے وہ شئی نہ ذکر کر دیں جس کو تم پسند نہ کرو (وہ کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں جو تمہیں پسند نہیں) اُنھوں نے کہا آپ سے پوچھو!۔ چنانچہ اُنھوں نے روح کے متعلق پوچھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا میں نے جانا کہ آپ کو وحی کی جارہی ہے۔ پس جب وحی نازل ہوئی فرمایا يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ الْآيَةُ، وہ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرمادیں روح رب امر ہے اور تمہیں بہت محفوزِ اعلم دیا گیا ہے (حدیث ۱۲۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى نماز میں زیادہ بلند آواز نہ پڑھیں

اور نہ ہی زیادہ آہستہ پڑھیں

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک اعرابی التحیات بلند آواز سے پڑھ رہا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ عبد اللہ بن شداد نے کہا نبی تمیم کے اعرابی سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے کہتے : اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا مَا لَا قَوْلَ لَدَا، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ دعاء کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ اسباب باب میں مذکور حدیث کے علاوہ ہیں ایک حکم کے اسباب متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔

۴۴۰۶۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ : وَلَا تَجْمُدْ بِصَلَاتِكَ

سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أُنْزِلَ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَنْبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْمُرْ بِصَلَاتِكَ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ
فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَلَا تُخَافَتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تَسْمِعُهُمْ
وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا

۴۴۰۷۔ حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ غَنَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَلَا تَجْمُرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافَتْ
بِهَا قَالَتْ أُنْزِلَ ذَلِكَ فِي الدُّعَاءِ

وَلَا تُخَافَتْ بِهَا كِي تَفْسِيرِ مِی ذِکْرِ کِیَا کِه یِه آئِتِ کَرِیْمِہ اِس حَالِ مِی نَازِلِ ہُوئی جِکِه سِرورِ کَائناتِ صلی اللہ
علیہ وسلم مَکہ مِی پُچھے ہُوئے تھے دَاہِندِ اِسْلَامِ مِی، جِبِ اَپ صَحَابَہ کُو نماز پڑھاتے۔ مُلْبَدِ آواز سے قرآن پڑھتے
جِبِ مُشْرک سُنْتے تُو قرآن کُو اور جِس نے اِس کُو نَازِلِ کِیَا اور جُو کوئی لے کر آیا۔ سَب کُو گالیاں دیتے (خدا اور
رَسُول کُو گالیاں دیتے) تُو اللہ تَعَالٰی نے اِپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نماز مِی قِرَاءتِ مُلْبَد نہ کریں
کِه مُشْرک سُن کر قرآن کُو بُرا کہیں اور نہ ہی اِپنے سَاحِیوُن سے اتنا آہستہ کریں کِه اِن کُو سُننا ہی نہ سکیں جِہر
اور اِخْفَاء کے درمیان طَرِیقہ اختیار کریں۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ دعاء
کے متعلق نازل ہوئی۔ ۴۴۰۷۔

شرح : قَوْلُهُ ذَالِكَ آه اِس مِی وَلَا تَجْمُرْ بِصَلَاتِكَ الْآیَةِ کِی طَرَفِ
اِشارہ ہے۔ دعاء سے مراد صلوٰۃ ہے کیونکہ صلوٰۃ کا لغوی معنی

دعاء ہے یا جزء سے کل کا ارادہ کیا ہے کیونکہ دعاء نماز کا جزء ہے۔ بعض علماء نے کہا ام المؤمنین عائشہ
رضی اللہ عنہا نے ”صلوٰۃ“ کو دعاء اِس لئے کہا کِه نماز دراصل دعاء ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہا نے
بھی اِس طَرَحِ رِوَاثِت کی ہے چنانچہ عِکْرِمَہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہا سے رِوَاثِت کی کِه یِه آئِتِ کَرِیْمِہ دعاء
کے بارے مِی نَازِلِ ہُوئی۔

سُورَةُ الْكَهْفِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ذَهَبٌ وَفِضَةٌ وَقَالَ
غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ بَاخِعٌ مُهْلِكٌ أَصْفَانِدًا مَا الْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ

سُورَةُ الْكَهْفِ

ابن عباس، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ قرطبی نے ابن عباس سے نقل کیا مگر ایک آیت وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ، یہ مدنی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقامات تنزیل سے نقل کیا کہ اس میں تین آیات مدنی ہیں۔ ایک وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ دوسری يَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقُرُونَيْنِ، تیسری ذکر نہیں کی ممکن ہے سہو قلم ہوا ہو۔ لیکن حدیث ۴۴۰۵ کے باب کی تفسیر میں گزرا ہے کہ یہود نے مشرکین مکہ سے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف ذی القرون اور روح سے سوال پوچھیں تو یہ آیات نازل ہوئیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ ”يَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقُرُونَيْنِ“ مکی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله تَقْرِضُهُمْ، اس سے اس آیت کریمہ : وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا تَقْرِضُهُمْ بمعنی تَتْرُكُهُمْ، ہے یعنی جب سورج غائب ہوتا ہے تو ان کی دائیں اور بائیں جانب سے گزرتا ہے۔ ایک روایت میں تَقْرِضُهُمْ کی تفسیر تَذْعُمُهُم مذکور ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں تَتَجَاوَزُهُمْ مذکور ہے۔ لیکن یہ سب ہم معنی ہیں۔ قرض کا لغوی معنی قطع کرنا ہے۔

قوله وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ آہ اس آیت کریمہ میں ثمر بمعنی سونا چاندی ہے۔ مجاہد نے مال سے تفسیر کی ہے

وَالرَّقِیمَ الْكِتَابَ مَرْقُومٍ مَّكْتُوبٌ مِنَ الرِّقْمِ رَبُّنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ
الْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا لَوْلَا أَنْ رَبُّنَا عَلَى قَلْبِهَا شَطَطًا أَفْرَاطًا الْوَصِيدُ

مجاہد کے غیر یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ثمر ثمر کی جمع ہے۔ بعض نے کہا ثمرہ کی جمع ثمار اور ثمار کی جمع ثمر ہے اور یہ جمع الجمع ہے۔

قوله باخع، آہ اس میں اس آیت کریمہ: لَعَلَّكَ بِاِخْعٍ نَفْسِكَ عَلَى اَثَارِهِمْ لَمْ يَوْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ اَسْفَا کی طرف اشارہ کیا اور باخع، کی مہلک سے اور اَسْفَا، کی ندما، سے تفسیر کی یعنی شائد آپ ان کے پیچھے آپ کو ندامت کے باعث ہلاک کرنے والے میں اگر وہ نہ لائیں اس قرآن پر ایمان۔

قوله اَلْكَهْفُ، اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیمِ کی طرف اشارہ کیا اور کہف کی تفسیر کی کہ وہ پہاڑ میں غار ہے اور رَقِیمُ بمعنی مکتوب رقم سے مشتق ہے اس کے معنی لکھنے کے ہیں۔ علامہ قسطلانی نے نقل کیا۔ رَقِیمُ بیتل یا پتھر کی تختی ہے۔ اس میں اصحاب کہف نے نام اور ان کے حالات لکھ کر غار کے دروازہ پر اسے لگایا گیا ہے۔ کہا گیا ہے رَقِیمُ پہاڑ یا وادی جس میں ان کی غار ہے کا نام ہے ان کی یہ جگہ غضبان اور ایلہ کے درمیان فلسطین کے قریب ہے۔ اس میں اور بھی مختلف متباہن اقوال ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں بتایا کہ وہ کس زمین میں ہے؛ کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ شرعی غرض کا تعلق ہے۔

قوله رَبُّنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ یعنی ہم نے انہیں اپنا وطن چھوڑنے اہل واولاد اور مال و دولت ترک کرنے، حق کے اظہار پر جرأت کرنے پر صبر کا الہام کیا۔ سورہ قصص میں اسی مادہ سے لَوْلَا اِنْ رَبُّنَا عَلَى قَلْبِهَا، یہاں تبعاً ذکر کیا ہے یعنی اگر ہم موسیٰ کی والدہ کے قلب میں صبر کا الہام نہ کرتے۔

قوله شَطَطًا، اس سے اس آیت کریمہ: لَقَدْ قُلْنَا اِذَا شَطَطًا کی طرف اشارہ کیا اور شَطَطًا کی افراط سے تفسیر کی دراصل شَطَط حد سے تجاوز کرنا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مقاتل نے کہا یہ بمعنی علم ہے قتادہ نے اس کے معنی جھوٹ ذکر کئے ہیں۔

قوله مَرْفَقًا آہ ہر وہ شئی جس پر تو تکیہ کرے تَزَاوُرٌ، بمعنی تمیل زور سے مشتق ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ: تَزَاوُرُ عَنْ كَمَفِهِمْ ذَاتِ الْيَمِينِ وَذَاتِ الشِّمَالِ کی طرف اشارہ ہے یعنی سوج اُن کی غار سے دائیں بائیں میلان کرتا ہے، فُجْوَةٌ، بمعنی کشادہ ہے اس کی جمع فُجَوَات اور فُجَاءٌ ہے جیسے زکوٰۃ کی جمع زکاء ہے۔

قوله الْوَصِيدُ، اس سے اس آیت کریمہ: وَكَلَبُھُمْ بِاسِطٍ ذَرَاعِیْہِ بِالْوَصِیْدِ کی طرف

الْفَنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدٌ وَوَصْدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ مُوَصَّدَةٌ
مُطَبَّقَةٌ أَصْدَ الْبَابِ وَأَوْصَدَهُ بَعَثْنَاهُمْ أَحْيَيْنَاهُمْ أَزْكَى الْكُثْرَةِ
وَيُقَالُ أَجَلٌ وَيُقَالُ الْكُثْرُ يُعَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَكْلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ لَمْ

اشارہ کیا اور اس کی فناء بمعنی صحن سے تفسیر کی یعنی اُن کا کتا اپنی دونوں کہنیاں صحن میں بچھائے ہوئے ہے۔ وَصِيدُ کی جمع وَصَائِدٌ اور وَصْدٌ ہے۔ کہا جاتا ہے وَصِيدٌ دروازہ ہے۔ مُوَصَّدَةٌ بند کی گئی۔ اس کو تبعاً ذکر کیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے اَنَّهُمْ عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ، کافروں پر آگ بند کی گئی ہے رَاصِدٌ سے مشتق ہے کہا جاتا ہے۔ أَصْدَ الْبَابِ وَأَوْصَدَ، دروازہ بند کر دیا۔ عطاء نے کہا ”وَصِيدٌ“ دروازہ کی دہلیز ہے یعنی کتا اصحاب کہف کی غار کی دہلیز پر دونوں کہنیاں بچھائے ہوئے ہے۔

قوله بَعَثْنَاهُمْ اس سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ، کی طرف اشارہ کیا۔ نیز وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ”أَحْيَيْنَاهُمْ“ سے کی ہم نے ان کو زندہ سے بیدار کیا کیونکہ غینہ موت کی سامتی ہے۔ مسلمانوں کا دو جماعتوں نے باہم جھگڑا کیا پہلے مسلمانوں نے کہا اصحاب کہف غار میں تین سو نو سال سوئے رہے۔ دوسروں نے کہا بلکہ اتنے برس ہوئے ہیں ایک اور جماعت نے کہا۔ اللہ جلّ جلالہ کتنا عرصہ غار میں رہے ہیں۔ نیز اس میں دوسری آیت کریمہ: بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا أَبْنَاءَهُمْ، کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسے ہم نے ان کو غار میں سُلا یا تھا۔ اسی طرح ان کو بیدار کیا۔ سو اس کے اُن کے بدن پُرانے اور کپڑے کہنہ ہو چکے تھے تاکہ لوگ اُن کا عجیب و غریب واقعہ ایک دوسرے سے دریافت کریں۔

قوله أَزْكَى الْكُثْرَةِ بمعنی اکثر ہے کہا جاتا ہے أَزْكَى یعنی حلال تر ہے۔ ابن عباس اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم نے یہی تفسیر کی ہے یہ معنی بہتر ہے کیونکہ اُن کا مقصود اکل حلال تھا تھوڑا ہو یا زیادہ۔ بعض نے کہا اس جگہ مجوسی لوگ تھے۔ ان میں مسلمان بھی رہتے تھے۔ اس لئے اصحاب کہف نے کہا مسلمانوں کا ذبیحہ لائیں کہ وہی بہتر اور پاک ہے۔ کہا جاتا ہے ”ازکی“، بمعنی اکثر جو پاک کر زیادہ ہو جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس کا کھانا پاکیزہ ہے تمام معانی قریب قریب ہیں۔

قوله لَمْ تَظْلِمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: كُلْنَا الْجَنَّةِ آتَتْ آه کی طرف اشارہ کیا اور اس کی لَمْ تَنْقُصْ، سے تفسیر کی۔ یعنی دونوں باغوں نے پورا پھل دیا اور کچھ کمی نہ کی۔“
قوله قال سعید آہ سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ”رقیم“ تانبے کی تختی ہے

تَنْقُصُ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَّاسٍ الرَّقِيمُ اللُّوحُ مِنْ رِصَاصٍ كَتَبَ
 عَامِلُهُمْ
 أَسْمَاءُهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهِ فَضَرَبَ اللَّهُ
 عَلَى أَذَانِهِمْ فَنَامُوا وَقَالَ غَيْرُهُ وَأَلَتْ تِلْ تَجْوُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْبِلًا
 حَرَزًا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا لَا يُعْقِلُونَ

بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا

منگو اگر اس پر ان کے نام کندہ کر کے اسے اپنے خزانہ میں رکھ دیا۔ لہذا رقیم وہ تختی ہے جس پر ان کے نام
 لکھے ہوئے ہیں (یعنی) قولہ فَضَرَبَ اللہُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: فَضَرَبْنَا عَلَى أَذَانِهِمْ فِي
 الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا، کی طرف اشارہ کیا اور فَنَامُوا سے اس کی تفسیر کی۔ ہم ان کو سلا یا اور
 اُن پر نیند مستط کردی۔ یعنی ہم نے اصحابِ کہف کو غار میں چند سال سلائے رکھا بعض نے یہ معنی بیان
 کئے ہیں ہم نے ان کی سماعت کو مجبوب کر دیا اور ان کے کانوں تک آواز نہ پہنچنے دی یہ اموات اور سونے
 والوں کی وصف ہے۔ قولہ مَوْبِلًا، اس سے اس آیت کریمہ: بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ
 دُونِهِ مَوْبِلًا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ”مَوْبِلًا“، وَأَلَتْ تِلْ سے مشتق ہے
 اس کا باب ضَرْب ماضی مضارع۔ وَتِلْ تِلْ ہے اور تِلْ کے معنی تَجْوُ ہیں تو نجات پاتا ہے۔ مجاہد نے
 کہا مَوْبِلًا بمعنی حَرَزًا ہے۔ محفوظ مقام قتادہ نے کہا اس کے معنی کُلْجاء ہیں۔ یعنی وہ اللہ کے سوا کوئی
 جائے پناہ یا جائے حفاظت نہ پائیں گے۔

قَوْلُهُ لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا اس سے اس آیت کریمہ: الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ
 ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی ”لَا يُعْقِلُونَ“ سے تفسیر کی۔
 اس میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی وصف بیان فرمائی ہے کہ ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں وہ
 میرے ذکر یعنی مجھ پر ایمان لانے سے غافل ہیں ان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ کی کتاب قرآن کریم
 کی تدبیر سے سماعت کریں جو اس پر ایمان لانے کا سبب ہے۔

بَابُ اللہ تعالیٰ انسان بہت جھگڑالو ہے،
 کا ارشاد

۴۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ
 ابِرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
 أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةُ وَقَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ رَجُمَا بِالْغَيْبِ
 لَمْ يَسْتَبِينَ قَرُطًا نَدَمًا سَوَادٍ قَهْمًا مِثْلُ السَّرَادِقِ وَالْحَجَرَةُ الَّتِي تُطِيفُ
 بِالْفَسَاطِيطِ يُجَادِرُهُ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي أَيْ لَكِنِ أَنَا هُوَ
 اللَّهُ رَبِّي ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ أَحَدِي التَّوْنَيْنِ فِي الْآخِرَى
 زَلَقًا لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدِيمٌ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ مُصَدَّرًا لِلْوَلِيِّ عُقْبًا عَاقِبَةً
 وَعُقْبَى وَعُقْبَةً وَاحِدٌ وَهِيَ الْآخِرَةُ قَبْلًا وَقَبْلًا وَقَبْلًا اسْتَيْنَا
 لِيَدُ حِصْوِ الْبَزِيكُوا الدَّخْصُ الزَّلَقُ

یہ آیت کریمہ نضرب حارث کے حق میں نازل ہوئی وہ قرآن میں بہت جھگڑا کرتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ
 امیہ بن خلف کے پاس میں نازل ہوئی وہ بغثت میں جھگڑا کرتا تھا اور کہتا تھا کیا ہم زمین میں بوسیدہ
 ہو جانے کے بعد پھر زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

۴۴۰۸۔ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے علی بن حسین زین العابدین نے خبر دی کہ حسین بن
 علی سید الشہداء نے ان کو حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرام سے خبر
 دی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ”خاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ان کے اور سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا
 کے گھر تشریف لے گئے جبکہ وہ سو رہے تھے اور فرمایا کیا تم رات کی نماز نہیں پڑھتے ؟
 (حدیث ع ۱۰۶۲ کی شرح دیکھیں)

قولہ رَجُمَا آہ اس سے اس آیت کریمہ : ”وَيَقُولُونَ خُمُسَةٌ سَادِسُهُمْ كُلُّهُمْ رَجُمًا
 بِالْغَيْبِ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر : لَمْ يَسْتَبِينَ، سے کی جس کی وضاحت نہ ہو اور بن دیکھے
 سنی سنائی بات کرنے یعنی وہ تخمینہ اور اندازہ سے کہتے تھے کہ وہ پانچ ہیں ان میں سے چھٹا ان کا گنا ہے

قوله فُرُطًا، اس سے اس آیت کریمہ : وَاتَّبِعْ هَوَاةً وَكَانَ امْرُؤٌ فُورًا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "کدما" سے کی یعنی اُس نے اپنی نفسانی خواہش کا پیچھا کیا اس کی عاقبت ندامت تھی۔
 قوله مُرَادِفًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا اَحَاطَ بِهَمِّ مَرَادِفًا، کی طرف اشارہ کیا اور مثل السرداق سے اس کی تفسیر کی یعنی قیامت میں دھواں کافروں کو گھیرے ہو گا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ظالموں یعنی کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس نے اُن کا احاطہ کئے ہو گا جیسے بہت بڑی قنات جو صحن وغیرہ کا پورا احاطہ کرتی ہے یہاں آگ کے احاطہ کو بڑی قنات کے احاطہ سے تشبیہ دی جس نے چھوٹے خیموں کو احاطہ کیا ہوتا ہے۔ اس لئے امام نے کہا مثل السرداق،

قوله وَالْحَجَرَةُ آہ یعنی بہت بڑی قنات کی طرح جس نے چھوٹے خیموں کا احاطہ کیا ہوتا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آگ کے سرورق چار دیواریں ہیں ان میں سے ہر ایک چالیس سال کی مسافت کی راہ ہے۔

قوله يُحَاوِرُهُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ، کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ محاورہ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں کلام میں تکرار کرنا یعنی دو باغوں والے نے اپنے ساتھی سے اس حال میں کلام کیا کہ وہ اس میں تکرار کر رہا تھا۔

قوله لَكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ لَكِنِّ دِرَاصِلٌ لِّكِنِّ اَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ، تھا پھر الف کو حذف کیا گیا اور ایک نون کو دوسرے نون میں ادغام کیا گیا ہے۔

قوله وَفَجَّرْنَا آہ اس سے اس آیت کریمہ : كَلْنَا الْجَنَّتَيْنِ اَتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَافَهُمَا نَهْرًا وَكَانَ لُهُ ثَمَرًا، کی طرف اشارہ کیا اور در خلا لهما کی بے نیہما، سے تفسیر کی۔ یعنی دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ دی اور دونوں کے بیج میں ہم نے نہر بہائی اور وہ پھل رکھتا تھا۔

قوله ذَلَقًا، اس سے اس آیت کریمہ : فَتَضَبَّعُوا صَعِيدًا ذَلَقًا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی یہ تفسیر کی کہ جس میں قدم ٹھہر نہ سکے۔ یعنی صاف میدان ہو جائے جس میں سبزی نہ اُگ سکے۔ بعض نے اس کی تفسیر پہنے والی ریت سے کی ہے۔ پوری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ صاف میدان رہ جائے اس میں سبزہ کا نام و نشان باقی نہ رہے

قوله هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ، کی طرف اشارہ کیا یہاں واضح ہوتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے۔ پھر اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ولایت ولی کی مصدقہ ہے یعنی ولی کا اشتقاق ولایت ہے۔ صاحب کشاف نے کہا وَلَا يَتَّبِعُ الْوَادِعُ نَصْرَتَ هَيْءَ جَبُولَ

بَابُ قَوْلِهِ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ كَهْمَ الْبَاحِرِينَ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا نَمَانًا وَجُمُعَةُ أَحْقَابُ

قراء کی یہی قرأت ہے کہ ولایت کی واؤ مفتوح ہے۔ اسے مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی سلطان اور ملک ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ دونوں لغتیں ہم معنی ہیں۔
قوله عَقْبًا، اس سے اس آیت کریمہ: "هُوَ خَيْرٌ نَوَابًا وَعُقْبًا" کی طرف اشارہ کیا اور کہا عَقْبُی بمعنی عاقبت ہے اور عَقْبُی معقبہ ایک ہی ہیں اس کے معنی آخرت ہیں یعنی تینوں الفاظ ہم معنی ہیں۔ جوہری نے کہا ہر شئی کی عاقبت آخرت ہے۔

قوله قُبُلًا، اس سے اس آیت کریمہ: "أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا"، کی طرف اشارہ کیا۔ قُبُلًا، کا قاف مضموم باء مفتوح یا دونوں مضموم یا دونوں مفتوح بہر کیفیت بمعنی استقبال ہے یعنی یا اُن کے پاس سامنے سے عذاب آئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بمعنی عیاُنَا کہا ہے یعنی علانیہ عذاب آئے۔ قوله لِيُذْهِبُوا، اس سے اس آیت کریمہ: "لِيُذْهِبُوا بِهِ الْخَوْفُ"، کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے حق کو ہٹا دیں، دحض، کے معنی پھیلنے کے ہیں سستی نے کہا لِيُذْهِبُوا بمعنی لِيُفْسِدُوا البعض نے لِيُطْلُوا کہے ہیں یعنی اس سے حق کو خراب کریں یا باطل کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ ^{اللہ تعالیٰ کا ارشاد} جِبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَے اپنے جوان
خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں
جہاں دو سمندر ملتے ہیں یا زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا
(حُقُب کی جمع احقاب ہے یعنی زمانہ دراز)

تفسیر: مجمع البحرین فارسی اور روم کا سمندر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر ساحل پر چلتے ہوئے میرا مقصود حاصل نہ ہوا تو میں مدت دراز سالہا سال چلتا رہوں گا۔ بعض نے کہا "حُقُب" مطلق زمانہ ہے۔ یہاں لمبا زمانہ مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۴۴۰۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا
عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ
إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرَ لَيْسَ هُوَ مُوسَى
صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي
ابْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسَى
قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا
فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا
يَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوسَى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ
تَأْخُذُ مَعَكَ حَوًّا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ فَيُحِثُّ مَا فَقَدْتَ الْحَوْتُ فَهُوَ
ثُمَّ فَآخِذْ حَوًّا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ أَنْطَلِقْ وَأَنْطَلِقْ مَعَهُ بِفَتَاهُ

نے فرمایا حُقب دہر ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا اسی سال کو حُقب کہتے ہیں۔ مجاہد نے ستر سال کہے ہیں
توجہ : عمرو بن دینار نے کہا مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی کہ میں نے ابن عباس
سے کہا نواف بکالی کہتا ہے کہ خضر کے ساتھی موسیٰ وہ بنی اسرائیل کے
موسیٰ نہیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ مجھے ابی بن کعب نے
خبر سنائی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل
میں خطاب کرنے کھڑے ہوئے (اور معارف الہیہ غایت بلاغت و فصاحت اور رموز و اسرار بیان کئے) تو آپ
سے پوچھا گیا لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ میں سب سے بڑا عالم ہوں،
اس بات پر اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب کیا جبکہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیا (اللہ بڑا عالم ہے)
اور موسیٰ کو وحی بھیجی کہ مجمع البحرین میں میرا بندہ ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا
اے میرے پروردگار میں اس سے ملاقات کس طرح کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے ساتھ ایک مچھلی لو،
اس کو ٹوکری میں رکھ لو جہاں وہ مچھلی تم سے گم ہو جائے وہ وہاں ہوگا! موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی پکڑی اور اس کو

يُوشَعَ ابْنُ نُونٍ حَتَّى إِذَا آتَى الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنِ الْحُوتِ جَرِيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلُ الطَّاغِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبَهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَأَنْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ اتَّبِعْ غَدَاةَ نَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذَا دِينَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي لَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنَا إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا

ٹوہری میں رکھ کر چل پڑے اور ان کے سامنے ان کا نوجوان خادم یوشع بن نون بھی چل پڑے حتیٰ کہ وہ ایک پتھر کے پاس آئے اور اس پر اپنے سر رکھ کر سو گئے اتنے میں مچھلی ٹوہری میں حرکت کرنے لگی اور اس سے باہر نکل کر سمندر میں گر گئی اور دریا میں جا کر اپنا راستہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک لیا اور مچھلی کے لئے راستہ طاق کی مثل ہو گیا جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے اور ان کے خادم انہیں مچھلی کا واقعہ بتانا بھول گئے وہ باقی دن رات چلتے رہے حتیٰ کہ دوسرے دن موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ناشتہ لاؤ ہمیں اس سفر میں بہت تھکان پہنچی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے تھکان اس وقت محسوس کی جبکہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جس کا اللہ نے حکم فرمایا تھا۔ آپ کے خادم نے کہا کیا وہ وقت جانتے ہیں جبکہ ہم نے پتھر سے سر لگا کر آرام کیا تھا بے شک میں مچھلی کا واقعہ بیان کرنا بھول گیا صرف شیطان نے اس کا ذکر بھلایا ہے۔ مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لے لی تھی۔ مچھلی کے لئے دریا میں طاق بن گیا اور موسیٰ اور ان کے خادم کو تعجب مٹھا مچھلی طاق میں رکی رہی اور وہ دونوں تعجب کرتے رہے (موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تو ہم تلاش کر رہے تھے وہ اپنے قدموں کے نشاںوں پر اسی راہ پر واپس ہوئے حتیٰ کہ پتھر کے پاس آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کپڑا پیٹے بیٹھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کہا۔ خضر نے کہا اس زمین میں سلام کیسے؟ اس میں سلام نہ تھا) کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ فرمایا ہاں! (میں بنی اسرائیل کا موسیٰ ہوں) تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ مجھے وُرشِد و ہدایت سکھائے جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے۔ خضر علیہ السلام

وَلَمُوسَىٰ وَفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَىٰ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَأَرْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا
 قَصَصًا قَالَ رَجَعَا يَقْضَانِ آثَارَهُمَا حَتَّىٰ أَتَيْتُمَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا جَلُّ
 مُسَجَّىٰ تَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَىٰ فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنَّىٰ بِأَرْهَبِكَ السَّلَامُ قَالَ
 أَنَا مُوسَىٰ قَالَ مُوسَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي ۖ مَا عَلِمْتُ
 رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسَىٰ إِنِّي عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ
 عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ
 فَقَالَ مُوسَىٰ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا فَقَالَ لَهُ
 الْخَضِرُ فَإِنْ أَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ عَشِيَ أُحَدِّثْ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا
 فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَن يَحْمِلُوهُمْ
 فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَقِرَّ إِلَّا وَالْخَضِرُ

نے کہا آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے اے موسیٰ! اللہ نے مجھے علم دیا ہے جس کو تم نہیں جانتے ہو
 اور تمہیں وہ علوم دیئے ہیں جو میں نہیں جانتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ تم مجھے صابر پاؤ گے
 اور کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ خضر نے کہا اگر آپ نے میری اتباع کی تو کسی شے کے بارے
 میں مجھ سے نہ پوچھو حتیٰ کہ میں خود اس کا حال بیان کروں گا پھر دونوں دریا کے کنارے چل پڑے وہ چل رہے
 تھے کہ ایک کشتی ان کے آگے سے گزری انھوں نے ملاحوں سے بات کی کہ انہیں کشتی میں سوار کر لیں۔ انہوں
 نے خضر کو پہچان لیا اور انھوں نے کرایہ کے بغیر انہیں سوار کر لیا جب کشتی میں سوار ہو گئے تو اچانک خضر نے
 کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ تیشے کے ساتھ باہر نکال دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان لوگوں نے
 کرایہ لئے بغیر ہمیں کشتی پر سوار کیا اور تم نے قصداً اس کا تختہ توڑ دیا ہے تاکہ کشتی میں سوار لوگوں کو غرق کر دو؟
 تم نے یہ بُرا کیا ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام
 نے کہا میری اس شے کے باعث گرفت نہ کرو جو میں بھول گیا ہوں میرے اس کام سے تنگی کی تکلیف نہ دو
 ابی بن کعب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام سے پہلی بار اعتراض کرنا

قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ الْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالْقُدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ قَدْ جَمَلُونَا
 بِغَيْرِ نَوَلٍ عَمَدَاتٍ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَحَرَقَتْهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا امْرَأًا
 قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تَأْتِنِي بِمَانِيَّتٍ
 وَلَا تَرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَكَانَتْ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ
 فَفَقَّرَنِي الْبَحْرُ نَقْرَةً فَقَالَ لَنَا الْخَضِرُ مَا عَلَّمَنِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ الْإِمْلُ
 مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هَذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَمَا
 هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذَا بِجَرِّ الْخَضِرِ غَلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَمَانِ
 فَآخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى
 أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَاكِتَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا ثَكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ

بطور نسیان عہد تھا۔ فرمایا ایک چڑیا آئی اور اُس نے سفینہ کے کنارے پر بیٹھ کر دریا میں چونچ ماری تو خضر
 علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا میرا علم اور تمہارا علم اللہ کے علم کی نسبت اس کی مثل ہے جو اس
 چڑیا نے اس دریا سے پانی کھ لیا ہے یہ تشبیہ قلت اور حقارت میں ہے ورنہ اللہ کا علم غیر متناہی اور دریا متناہی ہے
 پھر دونوں کشتی سے باہر نکلے وہ دریا کے کنارے چل رہے تھے اچانک خضر علیہ السلام نے ایک بچہ دیکھا
 جو بچوں میں کھیل رہا تھا۔ خضر نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر پکڑ کر اس کے بدن سے علیحدہ کر دیا اور اس کو
 قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے بے گناہ پاک جان کو قتل کر دیا ہے۔ تم نے یہ ناپسند کام
 کیا ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ کہا یہ کام پہلے کشتی توڑنے
 سے سخت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر اس کے بعد میں کوئی اعتراض کروں تو مجھے اپنا سہاقتی نہ بناؤ۔
 آپ میری طرف سے عذر کو پہنچے ہیں۔ پھر دونوں چل پڑے حتیٰ کہ ایک گاؤں میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے
 کھانا طلب کیا تو انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ موسیٰ اور خضر علیہما السلام نے ایک دیوار دیکھی جو
 گرنے کے قریب تھی۔ خضر اٹھے اپنے ہاتھ سے دیوار کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم ان

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهَذَا أَشَدُّ مِنْ الْأُولَى قَالَ إِنْ
سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا
فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلُهَا فَأَبَوْا أَنْ
يُضَيِّقُوا لَهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ قَالَ مَا هَذَا فَقَامَ
الْخَضِرُ فَقَامَهُ بَيِّدَهُ فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعَمُونَا وَلَمْ
يُضَيِّقُوا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ
إِلَى قَوْلِهِ ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَدْنَا أَنْ مُوسَى كَانَ صَابِرًا حَتَّى يَقُصَّ اللَّهُ
عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَ
كَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَكَانَ يَقْرَأُ
وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ

لوگوں کے پاس آئے انھوں نے ہمیں کھانا نہیں دیا اور نہ ہی ہماری مہمانی کی اگر تم چاہتے تو دیوار سیدھا کرنے
کی اجرت لے لیتے۔ خضر نے کہا یہ میری اور تمہاری جدائی کا وقت ہے الایۃ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہماری یہ خواہش تھی کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے حتیٰ کہ ان کا سارا واقعہ ہم سے بیان کیا جاتا۔ سعید بن جبیر
نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ پڑھا کرتے تھے۔ ان کے آگے بادشاہ تھا جو صبح سلامت کشتی کو غصب کر لیتا
تھا اور وہ پڑھتے تھے۔ وہ بچہ کا فرم تھا اور اس کے ماں باپ دونوں نیک مومن تھے۔

شرح : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو غایت بلاغت اور
کثرت مواعظ میں خطاب کیا اور لوگوں کو حیران کر دیا تو ان سے

۲۲۰۹ —

پوچھا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں سب سے بڑا عالم ہوں کیونکہ
ہر زمانہ میں نبی سب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے عذاب فرمایا کہ انہوں نے یہ نہ

کہا کہ اللہ سب سے بڑا عالم ہے اور اپنے علم پر اعتماد کیا یہ مقام بوبیت کے ادب کے خلاف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا ایک بندہ ہے جو بعض مخصوص امور میں تم سے بڑا عالم ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ملاقات کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ مجمع البحرین میں تمہیں ملے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رخت سفر باندھا اور بریاں کردہ مچھلی کو زاد سفر بنایا اور زنبیل میں ڈال کر عازم سفر ہوئے۔ حتیٰ کہ سفر کرتے ہوئے ایک پتھر کے پاس پہنچے اور اس سے تکیہ لگا کر موسیٰ اور ان کا خادم دونوں سو گئے۔ اس پتھر کے قریب چشمہ آب حیات تھا اگر اس کے پانی سے ایک قطرہ مڑوے پر پڑ جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا ایک قطرہ ٹوٹ کر پڑا جس میں بریاں شدہ مچھلی تھی وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ کلبی کی روایت میں ہے کہ یوشع بن نون نے اس پانی سے وضو کیا تو اس کا چھینٹا مچھلی پر پڑا اور وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی اور جدھر جاتی پانی خشک ہو جاتا تھا۔ یہی حضرت خضر علیہ السلام سگمقات کی علامت تھی کہ مچھلی گم ہو جائے وہاں اللہ کا بندہ ملے گا جو مخصوص علم میں تم سے بڑا عالم ہے۔

قوله أنت علی علم من علم اللہ آہ یعنی خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے جو علم دیا ہے۔ میں وہ سارا علم نہیں جانتا ہوں۔ اسی طرح دوسری صورت میں ہے۔ دونوں مقام میں یہ قید (سارا علم) ضروری ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ بعض علماء اس قید سے غافل رہے اور کہا جس علم میں خضر ممتاز تھے وہ علم حقیقت تھا اور وہ اس پر عمل کرنے میں مامور تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر شریعت کا علم تھا اور حقیقت و شریعت کے علوم کے جامع صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی سمجھ کے مطابق اس کی دلیل میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ معنی معرفت سے بہت دور ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اولوالعزم پیغمبر جناب موسیٰ علیہ السلام علم حقیقت سے ناواقف ہوں حالانکہ اللہ کے ولی بھی اس سے خالی نہیں ہیں تو نبی علم حقیقت سے کیسے خالی ہو سکتا ہے پھر یہ بات بھی غیر مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام شریعت کے علم سے خالی ہوں حالانکہ شریعت کے علم سے مسلمان خالی نہیں ہوتے ہیں۔

قوله جاء عصفور آہ یعنی ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور پانی پینے کی غرض سے ایک چونچ دریا میں ماری تو خضر علیہ السلام نے کہا میرا علم اور آپ کا علم اللہ کے علم کی نسبت کچھ نہیں مگر جو اس چڑیا نے اس دریا سے کم کیا ہے۔ اس تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ ہمارا علم اللہ کے علم کی نسبت نہایت ہی قلیل ہے۔ ورنہ اللہ کا علم غیر متناہی ہے اور دریا متناہی ہے اور متناہی کی غیر متناہی کی طرف نسبت نہیں کر سکتے۔

قوله فوجدنا فیھا جدارا، یعنی جس قریہ کے لوگوں نے اس کو کھانے دینے سے انکار کر دیا تھا وہاں ایک دیوار سوگنڑ ادبھی تھی جو ایک طرف مائل تھی اور گرنے والی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار کو ہاتھ لگایا وہ سیدھی ہو گئی یہ ان کا معجزہ تھا لیکن علامہ بیضاوی نے اس مقام میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کراڑے سر نو تعمیر کیا تھا اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اگر چاہتے تو ان لوگوں سے اس کی اجرت طلب

بَابٌ قَوْلُهُ فَلَمَّا بَلَغَ مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيًا حَوْثُمًا فَأَتَخَذَ سَبِيلَهُ
 فِي الْبَحْرِ سَرَبًا مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ وَ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ
 ۲۴۱۰۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ
 يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعُمَرُو بْنُ دِينَارٍ
 عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ
 عَنْ سَعِيدٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ إِذْ قَالَ سَلَوْنِي قُلْتُ أَيْ
 أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ نُوفٌ يَزْعُمَانَهُ
 لَيْسَ بِمُوسَى بْنِ إِسْرَائِيلَ أَمَّا عُمَرُو فَقَالَ لِي قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ وَأَمَّا

کرتے (اس کی تفصیل حصہ اول کے ص ۲۶۱ پر دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى جَبَّ وَهُ مَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ بِرَبِيعٍ تَوَابِنِ كَا اِرْشَاد

پھلی بھول گئے اُس نے دریا میں اپنے چلنے کا نشان کر دیا، سر با چلنے کا نشان
 یَسْرُبُ بمعنی یسلک ہے اسی سے سَارِبٌ بِالنَّهَارِ ہے۔ دن میں راستہ چلنے والا

توجہ : ابراہیم بن موسیٰ نے کہا ہمیں ہشام بن یوسف نے خبر دی کہ ابن جریر نے
 ان کو خبر دی کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن دینار نے سعید بن جبیر سے خبر

دی اس حال میں کہ ان میں سے ایک نے دوسرے پر زیادہ ذکر کیا۔ ابن جریر نے کہا یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن
 دینار کے غیر نے کہا اور وہ عثمان بن سلیمان ہے۔ کہ میں ان دونوں کے غیر کو سعید سے روایت کرتے
 ہوئے سنا کہ اُنھوں نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر ان کے پاس بیٹھا تھا جبکہ کہا مجھ سے پوچھو
 تو میں نے کہا اے ابا عباس! اللہ تعالیٰ مجھے تم پر فدا کرے۔ کوفہ میں ایک آدمی واعظ ہے اس کو نوف کہا جاتا
 ہے اس کا گمان ہے کہ خضر کا ساتھی بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں۔ عمرو نے مجھے کہا کہ ابن عباس نے کہا اللہ کا
 دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ یعلیٰ نے کہا مجھے ابن عباس نے کہا کہ مجھے ابی کعب نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ

يَعْلَى فَقَالَ بَلَى قَالَ ابْنُ عَيَّاسٍ حَدَّثَنِي أَبِي بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَرَ النَّاسَ
 يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاضَتْ الْعَيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلِيَ فَأَذْرَكَ رَجُلٌ فَقَالَ
 أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَقَبَّ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ
 يَرِدْ الْعِلْمَ إِلَى اللَّهِ قِيلَ بَلَى قَالَ أَيُّ رَبِّ وَآيَنَ قَالَ يَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ
 أَيُّ رَبِّ أَجْعَلُ لِي عِلْمًا أَعْلَمُ ذَلِكَ بِهِ فَقَالَ لِي عَمْرُو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ
 الْحَوْتُ قَالَ مَا كَلَّمْتُ كَثِيرًا فَنَدَّكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَتَاهُ
 يَوْشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ
 ثَمَانٍ إِذْ تَضَرَّبَ الْحَوْتُ وَمُوسَى نَائِمٌ فَقَالَ قَتَاهُ لَا أُوقِظُكَ حَتَّى
 اسْتَيْقِظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحَوْتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَامْسَكَ
 اللَّهُ عَنْهُ جِذْيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَانَتْ أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِي عَمْرُو هَكَذَا كَانَ
 أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَقَ بَيْنَ ابْنَيْهَا مِيَهُ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو وعظ کیا۔ حتیٰ کہ جس وقت آنکھوں
 سے آنسو بہہ پڑے اور دل نرم ہو گئے تو چلے گئے ایک آدمی نے ان کو پایا اور کہا اے اللہ کے رسول
 کیا زمین میں کوئی آدمی ہے جو تم سے بڑا عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کوئی نہیں اس بات پر
 اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ علم کو اللہ کی طرف منسوب نہ کیا (کہتے اللہ اعلم) کہا گیا کیوں نہیں (کوئی ہے
 جو تم سے بڑا عالم ہے) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار میں! میں اس آدمی کو کیسے پاسکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا اس کو مجمع البحرین میں پاؤ گے۔ عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے کوئی نشانی بتائیں کہ میں اس کے
 سبب اس کو مجمع البحرین میں پاؤں (ابن جریر نے کہا) مجھے عمرو نے کہا وہ جگہ کہ تم سے مچھلی جدا ہو جائے
 مجھے یعلیٰ نے کہا اللہ نے فرمایا سری ہوئی مچھلی کو جہاں اس میں روح پڑ جائے وہ وہاں ہوں گے موسیٰ علیہ السلام

الْحَوْتُ وَكَانَ بَلَى قَالَ ابْنُ عَيَّاسٍ حَدَّثَنِي أَبِي بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاضَتْ الْعَيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلِيَ فَأَذْرَكَ رَجُلٌ فَقَالَ أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَقَبَّ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرِدْ الْعِلْمَ إِلَى اللَّهِ قِيلَ بَلَى قَالَ أَيُّ رَبِّ وَآيَنَ قَالَ يَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيُّ رَبِّ أَجْعَلُ لِي عِلْمًا أَعْلَمُ ذَلِكَ بِهِ فَقَالَ لِي عَمْرُو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحَوْتُ قَالَ مَا كَلَّمْتُ كَثِيرًا فَنَدَّكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَتَاهُ يَوْشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَمَانٍ إِذْ تَضَرَّبَ الْحَوْتُ وَمُوسَى نَائِمٌ فَقَالَ قَتَاهُ لَا أُوقِظُكَ حَتَّى اسْتَيْقِظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحَوْتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَامْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جِذْيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَانَتْ أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِي عَمْرُو هَكَذَا كَانَ أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَقَ بَيْنَ ابْنَيْهَا مِيَهُ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا

هَذَا نَصَبًا قَالَ قَدْ قَطَعَ اللَّهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هَذِهِ عَنْ سَعِيدٍ
 أَخْبَرَهُ فَوَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَلَى طُنْفِسَةٍ
 خَضِرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ مُسَبِّحٌ بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ
 تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ
 وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى
 بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلِمْتَ
 رُشْدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا مُوسَى
 إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَأَنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ
 فَآخَذَ طَائِرٌ بِمُنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ وَعِلْمُكَ فِي جَنْبِ
 عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا كَمَا أَخَذَ هَذَا الطَّائِرُ بِمُنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ حَتَّى إِذَا رَكِبَ فِي

نے مچھلی پکڑی اور اس کو زنبیل میں رکھ لیا۔ اور اپنے خادم یوشع سے کہا میں تمہیں صرف یہ تکلیف دیتا
 ہوں کہ جہاں یہ مچھلی تم سے جدا ہو جائے مجھے خبردار کر دینا۔ یوشع نے کہا مجھے زیادہ تکلیف نہ دی
 گئی پس یہ اللہ کا فرمان ہے اس کا کلام عظیم ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون
 سے فرمایا۔ سعید سے یہ روایت نہیں ہے (جس میں یوشع بن نون کا نام مذکور ہو) فرمایا ایک وقت موسیٰ
 علیہ السلام پتھر کے سایہ میں تر زمین پر تھے۔ اچانک مچھلی نے حرکت کی جبکہ موسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے تو
 اُن کے خادم نے کہا میں انہیں بیدار نہیں کروں گا حتیٰ کہ جب وہ بیدار ہوئے تو انہیں خبردار کرنا بھول گئے
 مچھلی حرکت کرتی ہوئی دریا میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے دریا کا بہاؤ روک دیا حتیٰ کہ مچھلی کا اثر پتھر میں
 تھا۔ ابن جریر نے کہا مجھے عمرو نے ایسے کہا ہے کہ مچھلی کا اثر پتھر میں تھا۔ (انگشت کے اشارے سے اس کا
 اثر ظاہر کیا) اور اپنے دونوں انگوٹھوں اور ان کے ساتھ متصل دونوں انگلیوں سے حلقہ بنایا اور دونوں
 انگوٹھوں اور دونوں سبابہ انگلیوں سے حلقہ بنایا، ہم نے اس سفر میں رنج پایا ہے۔ یوشع نے کہا اللہ تعالیٰ

السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعًا بِرِصْفَارٍ ائْتَمَلَ أَهْلُ هَذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هَذَا
السَّاحِلِ الْآخِرِ عَرَفُوهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللَّهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيدٍ خَضِرٌ
قَالَ نَعَمْ لَا مَخْلَةَ بِأَجْرٍ خَرَقَتَهَا وَوَتِدَ فِيهَا وَتَدَا قَالَ مُوسَى أَخَرَقَتَهَا
لِتَغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتُ شَيْئًا أَمْرًا قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ
إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا كَانَتْ الْأُولَى لِسَيِّئَانَا وَالْوُسْطَى شَرْطَانَا وَالثَّلَاثَةُ
عَمْدًا قَالَ لَا تَوَاحِدُنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا لَقِيََا
عُلَمَاءَ فَقَتَلَهُ قَالَ يُعْلَى قَالَ سَعِيدٌ وَجَدَ عُلَمَاءَنَا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ عُلَمَاءًا
كَافِرًا ظَرْفِيًّا فَأَصْبَحَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسَّكِينِ قَالَ أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
بِغَيْرِ نَفْسٍ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُهَا زَكِيَّةً زَاكِيَّةً

آپ سے رنج و الم دور کرے۔ یہ روایت (قَدْ قَطَعَ اللَّهُ عَنْكَ النَّصَبَ) سعید کی نہیں پس وہ دونوں
واپس لوٹے اور خضر علیہ السلام کو پالیا (ابن جریر نے کہا) مجھے عثمان بن ابی سلیمان نے کہا (سعید کی روایت
پر اضافہ کرتے ہوئے) دریا کے درمیان سبز بستر پر بیٹھے دیکھا۔ سعید بن جبیر نے کہا وہ کپڑے میں لپٹے ہوئے
تھے اس کا ایک کنارہ اپنے دونوں پاؤں تلے اور دوسرا کنارہ اپنے سر کے نیچے کئے ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام
نے انہیں سلام کہا تو خضر نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا کیا میری اس زمین میں سلام کہنے کا طریقہ ہے؟
تم کون ہو؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا نبی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ فرمایا جی ہاں میں بنی اسرائیل کا موسیٰ
ہوں (خضر نے کہا کس لئے تشہیت لائے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ
علم سکھائیں جو آپ کو عطاء کیا گیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کیا آپ کو یہ کافی نہیں کہ تورات آپ کے پاس
ہے اور آپ کے پاس وحی آتا ہے۔ اے موسیٰ میرے پاس علم ہے آپ کے لئے اس کو پورا جاننا مناسب
نہیں اور آپ کے پاس علم ہے میرے لئے مناسب نہیں کہ میں وہ سارا سیکھوں اتنے میں ایک پرندے نے
اپنی چونچ کے ساتھ دریا سے پانی پیا تو خضر نے کہا بخدا! میرا علم اور تمہارا علم اللہ کے علم کی نسبت صرف ایسا
ہے جیسے اس پرندے نے دریا سے اپنی چونچ کے ساتھ پانی پیا ہے۔ پھر جب وہ کشتی میں سوار ہونے لگے

مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غَلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جَدًّا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ
فَأَقَامَهُ قَالَ سَعِيدٌ بَيِّدُهُ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَاهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلى حَبِثُ
أَنْ سَعِيدًا قَالَ فَمَسَحَهُ بِيَدَيْهِ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتَ لَا تَتَّخِذُ عَلَيْهِ أَجْرًا
قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ وَكَانَ دَاءَهُمْ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ
أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هَدَّ دُبُّ بْنُ بَدَاءٍ وَالْغُلَامُ الْمَقْتُولُ
اسْمُهُ يَزْعُمُونَ حَيْسُورُ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا فَأَرَدَتْ إِذَا هِيَ
مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدْعَهَا لِعَيْبِهَا فَاذْأَجَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا وَانْتَفَعُوا بِهَا وَ
مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدًّا وَهَذَا بَقَارُورَةٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ بِالْقَارِ كَانَ
أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا أَنْ يَحْمِلَهُمَا

تو انھوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں پائیں جو لوگوں کو ایک کنارے سے دوسرے پر لے جاتی تھیں۔ ملا حوں
نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا یہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے (انھوں نے سب کو سوار کر لیا)
یعلیٰ بن سلم نے کہا ہم نے سعید بن جبیر سے کہا انھوں نے خضر کو پہچانا تھا؟ کہا جی ہاں! ان کو کرایہ لے کر سوار
نہ کرتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کشتی کا تختہ توڑ دیا اور اس کی جگہ میخ جڑ دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کیا آپ نے کشتی کو توڑا ہے کہ کشتی میں سوار لوگوں کو پانی میں غرق کرے؟ آپ نے بڑا کام کیا ہے خضر علیہ السلام
نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی بار
موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر اعتراض کیا تھا اور دوسری بار شرط ذکر کی کہ اگر میں پوچھوں تو مجھے خدا کر دو،
اور تیسری بار قصداً اعتراض کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے بھول جانے کے باعث مواخذہ نہ کرو
اور میرے کام میں مشکل پیدا نہ کرو پھر وہ ایک بچے سے ملے تو خضر نے اس کو قتل کر دیا۔ یعلیٰ نے کہا سعید نے
کہا خضر علیہ السلام چند لڑکوں کو دیکھا کہ وہ کھیل رہے ہیں تو ایک ذہین کا فر لڑکے کو پکڑا اور اس کو لٹا کر چھری
سے ذبح کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے بلا وجہ بے گناہ بچے کو قتل کر دیا ہے؟ جس نے کوئی گناہ
نہیں کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو دو زکیتیں زکیتہ مسلّمہ، پڑھا ہے جیسے غلام زکی کہتے ہیں

حُبُّهُ عَلَىٰ أَنْ يَتَابَعَهُ عَلَىٰ دِينِهِ فَإِذَا نَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا بِحَسَنَاتٍ مِّنْهُ
زَكَاةً وَأَقْرَبَ وَجْهًا هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِي قَتَلَ خَضِرَ وَ
زَعَمَ غَيْرُ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا أَبَدَا جَارِيَةً وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ
وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ

نفس زکیہ کہتے ہیں۔ پھر دونوں چلتے رہے اور ایک دیوار پائی جو گرنا چاہتی تھی۔ خضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔
سعید نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہا مد اس طرح، اور اپنا ہاتھ اٹھایا وہ سیدھی ہو گئی۔ یعنی انے
کہا میرا خیال ہے کہ سعید نے کہا اس کو اپنے ہاتھ سے چھو تو وہ سیدھی ہو گئی۔ ”موسیٰ علیہ السلام نے کہا“
اگر تم چاہتے تو اس کام کی اجرت لیتے۔ سعید نے کہا اجرت جو ہم کھاتے۔ اُن کے آگے ابن عباس نے پڑھا کہ
ان کے آگے بادشاہ تھا۔ سعید کے غیر سے روایت ہے کہ وہ بادشاہ ہُذَیْنِ بَدَدُ تھا۔ اور مقتول لڑکے
کا نام جُثُیُور تھا۔ بادشاہ ہر کشتی غضب کر لیتا تھا۔ میں نے چاہا کہ جب کشتی اس کے پاس سے گزرے تو
اس کو عیب ناک سمجھ کر چھوڑ دے گا۔ جب وہ چلے جائیں گے تو اس کو درست کر کے نفع حاصل کریں گے۔ اُن
میں سے بعض نے کہا کہ شیشہ پگھلا کر سوراخ بند کر لیں گے۔ ان میں سے بعض نے کہا تار کول سے سوراخ بند
کر لیں گے۔ ان میں سے بعض نے کہا تار کول سے سوراخ بند کر لیں گے۔ اور اس کے مال باپ مومن تھے اور
وہ لڑکا کافر تھا۔ ہمیں خوف ہوا کہ سرکشی اور کفر کے باعث ان کو تنگ کر دے گا اور وہ اس بچے کی محبت
کے باعث اس کے دین پر اس کی متابعت کر لیں گے۔ ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ان کا رب اس سے بہتر بچہ ان کو
بدل دے گا جو پاکیزہ اور صلہ رحم کرنے والا ہوگا۔ انھوں نے یہ ”وَأَقْتُلْتُ لَفْطًا ذَكِيَّةً“ کی مناسبت سے
کہا ہے۔ اس حال میں کہ اس بچہ کے ماں باپ پہلے بچے کی نسبت جس کو خضر نے قتل کیا تھا۔ اس سے زیادہ
رحم کرنے والے ہوں گے۔ سعید کے غیر نے کہا (یعنی ابن حریج نے) ان کو لڑکی بدل دی گئی اور داؤد بن عامر نے
اکثر سے ذکر کیا کہ اس کا بدل لڑکی تھی۔

شرح : اس حدیث کی شرح کئی بار گزری ہے۔ کچھ یہاں بھی ذکر کئے دیتے
ہیں۔ قولہ لَا يَنْبَغِي لِي آہ یعنی خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ آپ کو

وہ علوم حاصل ہیں جو میرے مناسب نہیں کہ میں وہ حاصل کر سکوں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا یہ
اس اعتبار سے ہے کہ اگر خضر نبی ہیں تو دوسرے نبی کی شریعت اس پر واجب نہیں اگر وہ ولی ہیں تو ممکن ہے کہ
وہ کسی نبی کی شریعت کے مامور ہوں، اس تقدیر پر خضر کے اس کلام کے معنی یہ ہیں کہ آپ نبی ہیں آپ کے لئے

بَابُ قَوْلِهِ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاةٍ اتِنَا غَدَاءَ نَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا

کسی نبی اور ولی کی متابعت مناسب نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کے کلام کے مطابق اسی قدر میں مامور تھے کہ خضر کی مصاحبت اختیار کریں اور یہ معلوم کریں کہ تم سے بڑا عالم بھی ہے۔

قولہ معابر کے معنی کشتیاں ہیں۔ علامہ ابن حجر نے کہا کہ ”وَجَدَ مُعَابِرَةً“ رُکِبَا فِي السَّفِينَةِ کی تفسیر ہے۔

اذا، کا جواب نہیں کیونکہ کشتیوں کو پانا کشتی میں سوار ہونے سے پہلے تھا (قطلانی)

قولہ ذُبْحًا بِالسَّكِينِ، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سفیان کی روایت میں فَاثْتَلَعَهُ بَيْدَاً، ہے کہ خضر نے بچے کا سر اپنے ہاتھ کے ساتھ باہر نکال مارا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پہلے ذبح کیا ہو اور باقی ماندہ کو ہاتھ کے ساتھ باہر پھینک مارا ہو نیز قتل عام ہے دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ اس مقتول بچے کا نام ”جَبِيْثُور“ تھا۔ جیسا کہ ابن جریر نے ذکر کیا ہے اور ضحاک کی تفسیر میں اس کا نام خَشْرَد اور کلبی کی تفسیر میں ”شَمْعُون“ مذکور ہے۔

قولہ اَنْ يَّجْمَلَهُمَا، ہو سکتا ہے کہ یہ اَنْ يُّنْهَقَهُمَا، سے بدل واقع ہو۔ اور ممکن ہے کہ تقدیر عبارت یہ ہو۔ يَّا نَّ يَّجْمَلَهُمَا، ہو۔

قولہ خَيْرًا مِنْهُ، یعنی جو بچہ ان کو عطا کیا جائے گا جو مقتول بچے سے بہتر ہوگا۔ زکاة کے معنی صلاحیت اور اسلام کے ہیں۔ اور ”اَقْرَبُ رَحْمًا“ کے معنی ہیں صلہ رحم کرنے والا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا ہوگا اور مقتول بچہ کے ساتھ اگرچہ اس کے ماں باپ بہت محبت کرتے ہیں لیکن جو اس کا بدل بچہ عطا ہوگا اس سے بہت زیادہ محبت کریں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتول بچے کا بدل لڑکی عطاء فرمائی۔ چنانچہ انسانی نے ابن ابی اسحاق کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتول بچے کا بدل لڑکی عطا کی۔ اس کے پیٹ سے نبی پیدا ہوا۔ طبرانی کی روایت میں دو نبی مذکور ہیں۔

سُتْرِي کی روایت میں ہے کہ لڑکی نے نبی کو جنم دیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی تھا جسے لوگوں نے کہا ہمارے لئے کوئی بادشاہ تجویز کریں جس کی معیت میں ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ اس کا نام شَمْعُون، تھا۔ اس کی والدہ کا نام حَنَّة تھا۔

ابن کلبی کی تفسیر میں ہے کہ اس نے لڑکی کو جنم دیا جس کے پیٹ سے کئی نبی پیدا ہوئے جو لوگوں کے لئے مشعل ہدایت تھے بعض علماء نے ذکر کیا کہ اس کی اولاد میں ستر نبی ہوئے ہیں۔

إِلَى قَوْلِهِ عَجَبًا صُنْعًا عَمَلًا حَوْلًا تَحُولًا قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِرُ فَأَنزَلْنَا عَلَى
 أَثَارِهِمَا قَصَصًا إِمْرًا وَنَكَرًا ذَاهِيَةً يَنْقُضُ يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ
 لَتَحْذُتَ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ رُحْمًا مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ
 الرَّحْمَةِ وَيُظَنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ وَتُدْعَى مَلَكَةً أُمُّ رُحِمٍ أَيْ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا

باب اللہ تعالیٰ جب دونوں اس جگہ سے آگے
بڑھے تو موسیٰ نے کہا کھانا لاؤ ہم نے اس سفر میں بہت تھکان

پائی ہے“ تفسیر : حضرت موسیٰ اور ان کے خادم یوشع بن نون اور صخرہ (پتھر) سے
 جدا ہونے کے بعد ایک دن اور رات چلتے رہے۔ اس کے بعد خادم
 سے کہا کھانا لاؤ تو زنبیل میں بریاں پھلی کو گرم پایا پھر وہیں سے پلٹے اور اسی پتھر کے پاس آئے جہاں سے چلے تھے
 وہاں انہیں خضر مل گئے۔

قوله صُنْعًا، اس سے اس آیت کریمہ: ”فَهُمْ يَحْشَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا“ کی طرف اشارہ
 کیا اور اس کی عملاً سے تفسیر کی۔ یعنی وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے عمل کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا
 یہ لوگ راہب اور وہ علماء ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو گرجوں وغیرہ میں محبوس کر رکھا تھا۔ سعد بن ابی وقاص
 نے کہا ”رضی اللہ عنہ“، یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں۔ عبد اللہ بن کواثر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت
 کیا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کے اعمال خسارہ میں ہیں۔ فرمایا اے خارجیو! وہ تم لوگ ہو۔

قوله حَوْلًا، اس سے اس آیت کریمہ: ”لَا يَبْعَثُونَ عَنْهَا حَوْلًا“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی
 حَوْلًا سے تفسیر کی، یعنی جنتی لوگ جنت سے پھر جانا نہیں چاہیں گے۔

قوله إِمْرًا، اس سے اس آیت کریمہ: ”لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِمْرًا“ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ذاہیہ
 سے تفسیر کی اسی طرح لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا نَكَرًا کی تفسیر ذاہیہ سے کی ہے۔

قوله يَنْقُضُ، اس سے اس آیت کریمہ: ”وَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ“ کی
 طرف اشارہ کیا ہے۔ يَنْقُضُ اور يَنْقَادُ ہم معنی ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں يَنْقَاضُ السِّنُّ دانت گر گئے۔

۴۴۱۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ
عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نُوفَ الْبِكَالِيَّ
يَزْعَمُ أَنَّ مُوسَى بْنَ إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَابٌ عَدُوٌّ لِلَّهِ
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوسَى
خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ أَيْ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ
عَلَيْهِ أَذْلَمُ يَزِدُّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَى إِلَيْهِ بَلَى عَبْدًا مِنْ عِبَادِي يَجْمَعُ
الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ قَالَ
تَأْخُذُ حَوْثًا فِي مَكْتَلٍ فَحَيْثُ مَا فَقَدْتَ الْحَوْثَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوسَى
وَمَعَهُ قَتَاةٌ يُوشَعْرُ بْنُ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحَوْثُ حَتَّى أَتَاهُمَا إِلَى الصَّخْرَةِ
فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوسَى رَأْسَهُ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِي حَدِيثٍ
غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهُ الْحَيَوَةُ لَا يُصِيبُ مِنْ
مَاءٍهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ فَأَصَابَ الْحَوْثَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ

قوله لَتَخَذْتُ اور اِتَّخَذْتُ ایک ہی لفظ ہے۔ سلم شریف میں ہے کہ ہر دو کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
نے ”لَتَخَذْتُ“ پڑھا ہے۔
قوله رَحْمًا، رَحْمٌ سے ہے۔ رَحْمٌ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں ”پیٹ“ اس میں ”رحمت“ کی
نسبت مبالغہ زیادہ ہے۔ یہ بھی گمان کیا جاتا ہے کہ یہ بمعنی رحیم ہے اور مکہ مکرمہ کو اُمّ رحم کہتے ہیں یعنی
وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ

۴۴۱۱۔

نوف البکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کا موسیٰ وہ موسیٰ نہیں جو

خضر کے ساتھی تھے۔ ابن عباس نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ ہمیں ابی بن کعب جناب رسول اللہ

فَتَحَرَّكَ وَاسْتَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَى قَالَ لِفَتَاةٍ
 اتَّبَعَدَا عَنْهُ الْآيَةُ قَالِ وَلِمَ يَجِدُ النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَمَا أَمْرِيهِ قَالَ لَهُ
 فَتَاةُ يَوْشَعَ بْنِ نُونٍ أَرَأَيْتِ إِذَا دُفِنَّا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ
 الْآيَةُ قَالَ فَرَجَعَا يَقْضَانِ فِي أَثَارِهَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمْرَ الْحَوْتَ
 فَكَانَ لِلْفَتَى عَجَبًا وَلِلْحَوْتَ سَرًّا قَالَ فَلَمَّا أَنْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذَا هُمَا بِرَجُلٍ
 مُسَبَّحٍ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ وَآتَى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَى
 قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ أَتَيْتُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا
 عَلِمْتَ نُشْدَا قُلْ لَهُ الْخَضِرِيَّا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عِلْمُكَ اللَّهُ لَا
 أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عِلْمِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ بَلَى أَتَيْتُكَ
 فَإِنْ أَتَيْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَا نَطَلَفَا

صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے کہا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ فرمایا میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی اور انہیں وحی فرمائی کہ کیوں نہیں مجمع البحرین میں میرے بندوں میں میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ نے کہا اے رب! اس کی طرف پہنچنے کی راہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنبیل میں مچھلی رکھ لو جہاں اسے گم پاؤ تو اس کا پیچھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ ان کا خادم یوشع بن نون دونوں نکلے جبکہ ان کے پاس مچھلی تھی۔ حتیٰ کہ وہ صحرہ (پتھر) کے پاس آئے اور اس کے پاس پتھرے موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر اس پر رکھا اور سو گئے۔ سفیان نے کہا عمرو کے غیر کی حدیث میں ہے کہ پتھر کے قریب چشمہ تھا جس کو اب حیات کہا جاتا ہے۔ جب مردہ شی کو اس کا پانی پہنچے وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ اس چشمہ کے پانی سے مچھلی کو بھیجا تو وہ حرکت میں آگئی اور زنبیل سے نکل کر دریا میں داخل ہو گئی۔ جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ راوی نے کہا موسیٰ علیہ السلام کو تعب و مشقت نہ پہنچی تھی کہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا (صحرہ جو خضر سے ملاقات کا مقام تھا) ان کے خادم یوشع بن نون نے کہا کیا آپ

يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَقَرَفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمَا فِي سَفِينَةٍ ثُمَّ
بَغِيرَ نَوَلٍ يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِينَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ
السَّفِينَةِ فَنَمَسَ مِنْقَارُهُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى مَا عَلِمْتُكَ وَعِلْمُ
الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارُهُ قَالَ فَلَمْ
يَفْجَأْ مُوسَى إِذَا عَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى قَدُومٍ فَحَرَّقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمُ
حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوَلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَحَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ
الْأَيَةَ فَالْطَّلَقَ إِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَامَانِ فَآخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ
فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا ثَكْرًا

نے دیکھا جس وقت ہم نے پتھر کے پاس جگہ لی تھی دو ہاں مچھلی نکل گئی تھی اور میں آپ سے کہنا بھول گیا تھا، راوی
نے کہا پھر دونوں واپس ہوئے اس حال میں کہ اپنے قدموں کے نشان تلاش کر رہے تھے اور دریا میں طاق کی طرح
مچھلی کی گزرگاہ پائی خادم کے لئے یہ کیفیت تعجب خیز ہوئی اور مچھلی کے لئے سرنگ۔ جب وہ پتھر کے پاس
پہنچے اچانک وہاں ایک آدمی تھا جو کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کہا تو اس نے کہا
جس زمین میں تم ہو اس میں سلام کہنے کی عادت کب ہے؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا جی اسرائیل کے موسیٰ
ہو۔ فرمایا ہاں! موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں تمہارا اس پر ساتھی رہوں کہ مجھے وہ سکھاؤ جو تمہیں رشتہ رکھائی
گئی ہے۔ خضر نے کہا اے موسیٰ! آپ اللہ تعالیٰ کے معلومات سے ایسے راسخ علم پر ہیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا
ہے۔ میں وہ سب نہیں جانتا ہوں اور میں اللہ کے علم سے علم راسخ پر ہوں کہ آپ اس کو نہیں جانتے ہیں۔ موسیٰ
علیہ السلام نے کہا بلکہ میں آپ کی پیروی کروں گا۔ خضر نے کہا اگر آپ نے میرے ساتھ چلنا ہے تو مجھ سے کسی شے
کے متعلق دریافت نہ کرو حتیٰ کہ میں خود اس میں سے آپ سے بیان کروں گا۔ دونوں سمندر کے کنارے چل رہے
تھے کہ اُن کے پاس سے ایک کشتی گزری۔ خضر کو لوگوں نے پہچانا اور کراہ کے بغیر سب کو کشتی میں سوار کیا۔
بَغِيرَ نَوَلٍ بمعنی بغیر اجر ہے۔ چنانچہ دونوں کشتی پر سوار ہو گئے۔ راوی نے کہا کشتی کے کنارے پر چڑیا بیٹھی اور وہ
دریا میں اپنی چونچ لے گئی۔ خضر نے کہا اے موسیٰ میرا علم اور آپ کا علم اور ساری مخلوق کے علم اللہ کے علم کی نسبت اس
مقدار میں ہیں جو اس چڑیا نے اپنی چونچ میں لیا ہے۔ راوی نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے کچھ دیر نہ کی کہ اچانک خضر نے

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا إِلَى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا
فَوَجَدَ فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ
لَهُ مُوسَى أَنَا دَخَلْنَا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا لَوْ شِئْتَ
لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَنِي وَبَيْنَكَ سَاءُ نَبِيٌّ بَنُو إِيلَ
مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا
أَنْ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يُقْصَ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهَا قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ
وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ
فَكَانَ كَافِرًا

تیشہ کا قصد کیا اور کشتی کو توڑ دیا موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا ان لوگوں نے ہمیں اجرت کے بغیر کشتی
میں سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی کو قصداً توڑ دیا تاکہ کشتی میں سوار لوگوں کو دریا میں غرق کرے آپ
نے اچھا کام نہیں کیا ہے پھر دونوں چل پڑے اچانک ایک لڑکا دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔
خضر نے اس کا سر پکڑا اور اس کو کاٹ ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا کیا آپ نے بغیر قصاص
کسی نفس کے بے گناہ کو قتل کر دیا ہے؟ تم نے یہ بُرا کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے آپ سے
نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا تک، انھوں نے اس تہیہ
میں ایک دیوار پائی جو گرنے والی تھی۔ خضر نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اور اس کو سیدھا کر دیا تو ان
سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم اس قریہ میں آئے اور ان لوگوں نے ہمیں کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تم چاہتے تو دیوار
سیدھی کرنے کی اجرت لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے
میں عنقریب آپ کو اس بیان سے آگاہ کروں گا جس پر آپ صبر نہیں کر سکیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہماری یہ خواہش تھی کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے حتیٰ کہ سارا واقعہ ہم پر ظاہر ہوتا۔ راوی نے کہا
ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے۔ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا، یعنی وہ
لفظ "امام اور صالحہ" پڑھتے تھے۔ رکئی بار اس حدیث کی شرح (اس کی گئی ہے)

بَابُ قَوْلِهِ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
 ۴۴۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
 قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُصْعَبٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ
 بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا أَهُمُ الْحُرُورِيُّۃُ قَالَ لَا هُمْ أَلَيْهَهُودُ وَالنَّصَارَى
 أَمَّا أَلَيْهَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا لَا طَعَامَ
 فِيهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحُرُورِيُّۃُ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ
 مِيثَاقِهِ وَكَانَ سَعْدٌ يُنَمِّهِمُ الْفَاسِقِينَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے حبیب فرما دیجئے کیا ہم تمہیں
 بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کہیں؟

۴۴۱۲۔ ترجمہ: مُصْعَبُ بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے
 والد سعد بن ابی وقاص سے پوچھا قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ الْاٰیۃ۔ یہ آیت کریمہ حروریہ کی شان میں ہے کیونکہ سب
 سے بڑھ کر ناقص عمل والے یہی لوگ ہیں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا نہیں۔ یہ لوگ یہود و نصاریٰ (جن کے
 اعمال ناقص ہیں) یہودیوں نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی آپ کو جھٹلایا اور نصاریٰ
 نے جنت سے کفر کیا اور کہا اس میں کوئی کھانے پینے کی شے نہیں اور حروریہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مضبوط
 عہد کرنے کے بعد اس کا نقض کیا اُن کے حق میں یہ آیت کریمہ: الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ الْاٰیۃ نازل
 ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص حروریہ کو فاسق کہتے تھے یعنی ان کو کافر نہیں کہتے تھے۔

وَحُرُورِيَّةٌ

حروریہ کی نسبت حرور کی طرف ہے اور وہ کوفہ کے قریب ایک گاؤں ہے جہاں خارجی جمع

بَابُ أَوْلَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ

وَلِقَاءَهُ فَحَبُطَتْ أَعْمَالُهُمُ الْآيَةُ

۴۴۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلَ الْعَظِيمُ السَّمِيعُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يَزِيكُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَأُوا فَلَا يُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ

ہوئے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور آپ کی طاعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے باعث وہ جماعت سے خارج ہو گئے اس لئے انہیں جرور یہ کہا جاتا ہے یہ فرقہ خارجیہ ہے جو اہلسنت و جماعت کے سخت خلاف ہیں ان کا سرغنہ وہی شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غنیمت کے مال تقسیم کرتے وقت اعتراض کیا اور کہا ”یا رسول اللہ عدل کرو“ اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ اسی کو ذوالخویرہ کہا جاتا ہے۔ اسی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس کی نسل میں ایسے لوگ ہوں گے جو بڑی نمازیں پڑھیں گے بڑے روزے رکھیں گے لیکن ان کا دین میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسلہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کر دیا ان کے سب عمل اکارت گئے

۴۴۱۳۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ قیامت کے بہت موٹا آدمی لایا جائے گا۔ اللہ کے حضور اس کا وزن پچھر کے پتہ کے برابر نہ ہوگا اور فرمایا

کھایعص باب سُوْرَةُ مَرْيَمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ابْصُرْ بِهِمْ وَاسْمِعْ اللّٰهُ يَقُولُ وَهُمْ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ
وَلَا يُبْصِرُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ يَعْنِي قَوْلَهُ اسْمِعْ بِهِمْ وَابْصُرْ الْكُفَّارَ
يَوْمَئِذٍ اسْمِعْ شَيْءٌ وَابْصُرْ لَا رَجْمَتَكَ لَا شِئْمَتَكَ وَرِعْ يَا مَنْظَرًا

یہ آیت پڑھو! فَلَا تُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا، ہم ان کے لئے قیامت میں کوئی تول نہ
قائم کریں گے۔ یحییٰ بن یحیر نے مغیرہ بن عبد الرحمن کے واسطے سے ابوالزناد سے اس طرح روایت کی ہے۔
شرح : علامہ قسطلانی نے کہا اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا گیا ہے
کہ قیامت میں کافروں کا حساب نہ ہوگا کیونکہ حساب ان کا ہوگا جن
کے اچھے بُرے عمل ہوں گے اور قیامت میں کافر کا کوئی عمل اچھا نہ ہوگا!

سُوْرَةُ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ

مقاتل نے کہا یہ سورت حبشہ کی طرف ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ یہ مکی ہے،
لیکن اس میں سجدہ کی آیت مدنی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کھایعص، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اللہ کا نام ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ اسم اعظم
ہے۔ بعض نے کہا یہ اس سورت کا نام ہے۔ مکی سے منقول ہے کہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات ستودہ صفا

وَقَالَ ابْنُ عَيْنَةَ تَوَزُّهُمْ تَرْجُهُمُ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ
إِذَا عَوَّجًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَرَدَّ اعْطَا شَأْنًا مَالًا إِذَا قَوْلًا عَظِيمًا رَكْزًا
صَوْنًا عِتْيًا بِكَيْتَا جَمَاعَةٍ بَاكِ صِلِيًّا صَلَّى نَدِيًّا وَالنَّادِي مُجْلِسًا
وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَلَمَدٌ فَلَيْدَعَةٌ

کی شناک ہے۔ قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ: اَسْمِعْ بِهِمْ
وَابْصُرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ کافر آج کے دن سننے دیکھتے نہیں کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ قیامت میں جبکہ ان کا سننا
دیکھنا مفید نہ ہوگا بہت سننے اور دیکھنے والے ہوں گے۔

قولہ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصُرْ آہ یہ صیغہ امر ہے اس کا معنی خبر ہے۔ یعنی اُس دن کافر بہت
سننے اور دیکھنے والے ہوں گے۔

قولہ لَا رُجُوعَ لَكَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: يَا اِبْنَاهِمْ لَنْ يُجْعَلَ لَكَ رُجُوعٌ وَلَا رُجُوعٌ
مَلِيًّا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَا شَيْئًا لَكَ، سے کی۔ اے ابراہیم اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے
پتھر اڑا دوں گا اور مجھ سے لمبا زمانہ ہجرت کر جا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں تجھے ماروں گا بعض نے
کہا اس کے معنی ہیں میں تیرا حال ظاہر کروں گا۔ عطاء نے کہا مد ملیًّا، کے معنی سالم کے ہیں یعنی سلامتی کے
ساتھ ہم سے چلے جاؤ،

قولہ وَرَبِّيَا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَوَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَانًا
وَرَبِّيًّا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ”مَنْظَرًا“، سے کی۔ ہم نے اس سے پہلے بہت اہل قرن ہلاک
کئے کہ وہ ان سے بھی سامان اور جمال میں بہتر تھے، طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس سے
ربیًّا روایت کی ہے اور تعلیٰ نے زاء کے ساتھ پڑھا ہے اس کے معنی ”وہیئت“ کے ہیں

قولہ قَالَ ابُو دَاوُدَ آہ ابوداؤد نے کہا: مریم کو یہ معلوم تھا کہ تقی، عقلمند ہے حتیٰ کہ فرمایا میں تجھ سے
دجمن کی پناہ چاہتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔

سفیان بن عیینہ نے اس آیت کریمہ: تَوَزُّهُمْ أَزًّا، کی تفسیر میں کہا کہ شیطان کافروں کو گناہوں
کی طرف حرکت دیتے ہیں (گناہ کرنے پر اُچھالتے ہیں) مجاہد نے اس آیت کریمہ: وَلِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَ
تُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَدَا، میں لَدَا، کی تفسیر عَوَّجًا سے یعنی تم اُس سے ڈرو والوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالوں

لوگوں کو ان سے ڈر سناؤ، ”عَوُجًا اَعْوَجَ“ کی جمع ہے۔ اور لَدَّ اَلَدَّ کی جمع ہے۔ جبکہ اشخاص کو اَلَدَّ کہا جاتا ہے۔ مجاہد اس کی تفسیر ظالم سے کی ہے۔ جبکہ ابو عبیدہ نے کہا اَلَدَّ ہے جو حق قبول نہ کرے اور باطل کا دعویٰ کرے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ ”وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا“ میں وِرْد کی تفسیر عطا ثنا، سے کی ہے یعنی اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیا سے، ”ثعلبی نے کہا عطا ثنا“ پیدل چلنے والے جو پیاس سے ہلاک ہو گئے ہوں۔

قوله اَثَاثًا، اس سے اس آیت کریمہ : هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وِدِيًّا، کی طرف اشارہ کیا اور ”اثاثًا“ کی مال سے تفسیر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”بیئت“ سے اور مقاتل نے ثياب سے تفسیر کی اس کے معنی متاع بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

قوله اِذَا آه اس سے اس آیت کریمہ : وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا الْقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِذَا، کی طرف اشارہ کیا اور اِذَا کی تَوْلا عَظِيْمًا، سے تفسیر کی ”اور وہ اللہ کی اولاد کہنا ہے یعنی کافر بولے رحمن نے اولاد اختیار کی بے شک تم حد کی بھاری بات لائے۔“

قوله يَكْنُزُ آه اس سے اس آیت کریمہ : اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْنًا، کی طرف اشارہ کیا اور رِكْنًا کی صَوْت سے تفسیر کی۔ قرطبی نے کہا ”رکز“، ہلکی آواز ہے یا ان کی ہلکی آواز سننے ہو۔

قوله غِيَا آه اس سے اس آیت کریمہ : وَاتَّبِعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيَا، کی طرف اشارہ کیا اور غِيَا، سے اس کی تفسیر کی یعنی عنقریب وہ دوزخ میں غی غی جھل پائیں گے، ”یا خسارہ پائیں گے،“ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ”غی“، جہنم میں وادی جو بہت گہری ہے۔ نیز انھوں نے ”جہنم میں نہر“ سے بھی تفسیر کی ہے۔ عطاء نے کہا ”غی“، جہنم کی وادی ہے جس میں پیپ بہتی ہوگی۔ کعب نے کہا ”غی“، جہنم کی بہت گہری وادی ہے جو سخت گرم ہے اس میں کنواں ہے جسے ”ہیم“ کہا جاتا ہے۔ جب دوزخ کی آگ بجھ جائے تو اللہ تعالیٰ وہ کنواں کھول دیتا ہے جس سے دوزخ بھڑکنے لگتی ہے۔

قوله مُبَكِّيًّا آه اس سے اس آیت کریمہ : خَرُّوا سُجَّدًا وَّبُكِّيًّا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مُبَكِّيًّا سے کی یہ بُاکی، کی جمع ہے۔ مُبَكِّيًّا، دراصل مُبَكِّيٌّ، تھا۔ واؤ اور یاء دونوں کے جمع ہونے کے باعث جبکہ پہلی ساکن ہے واؤ کو یاء سے بدل کر کے یاء میں ادغام کر دیا پھر ضمتہ کو کسرہ سے بدل دیا جیسے مُسَلِّمِيٌّ، میں کہا جاتا ہے۔ ثعلبی نے کہا یہ آیت کریمہ، عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اس کے مومن اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی۔ قوله صَلِيًّا آه اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلىٰ بِهَا صَلِيًّا، کی طرف اشارہ کیا یعنی پھر ہم خوب جانتے ہیں جو اس آگ میں بھوننے کے زیادہ لائق ہیں۔ صَلِيًّا، صَلًیٰ کی مصدر از باب عَلِمَ ہے، جو شخص آگ میں داخل ہو کر جل جائے اسے کہا جاتا ہے، ”صَلًیٰ فَلَانٌ النَّارَ“، قوله نَدِيًّا، اس سے اس آیت کریمہ : اَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَاَحْسَنُ نَدِيًّا کی طرف اشارہ

بَابُ قَوْلِهِ وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

۴۴۱۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتَى بِالْمَوْتِ كَهَيَاةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِي

مُنَادِيًا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرِبُونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا

فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَوْهُ ثُمَّ يُنَادِي يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرِبُونَ

وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ

کیا اور اس کی تفسیر میں کہا "نَدِیَا"، اور النادی یعنی مجلس میں۔ لوگوں کے بیٹھنے اور ان کے جمع ہونے کی جگہ کو نَدِیَا، کہا جاتا ہے۔

بَابُ ارشادِ اللہ تعالیٰ انھیں حسرت کے دن سے ڈرائیں

تفسیر : یعنی کافروں کو حسرت کے دن سے ڈرائیں اور وہ قیامت کا دن ہے اس روز گنہگار حسرت کرے گا کہ اُس نے اچھے عمل کیوں نہیں کئے اور مخلص اچھے عمل کرنے والا حسرت کرے گا۔ کہ اُس نے اور زیادہ اچھے عمل کیوں نہیں کئے۔ اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ حسرت کا دن وہ ہے جس وقت اعراف پر موت کو ذبح کیا جائے گا۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔

ترجمہ : ۴۴۱۴۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا موت کو ایسے مینڈھے کی صورت میں لایا جائیگا

جو زیادہ سفید اور حقوڑا سیاہ ہوتا ہے تو منادی پکارے گا اے جنتیو! وہ گردنیں اٹھا کر اس طرف دیکھیں گے وہ کہے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے۔ پھر وہ پکارے گا اے دوزخیو! وہ گردنیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھیں گے۔ وہ کہے گا کیا اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے ہر ایک نے اسے دیکھا ہے۔ پس اس مینڈھے کو ذبح کیا جائے گا پھر وہ کہے گا اے جنتیو! ہمیشہ جنت میں رہو اب تمہارے لئے موت نہیں۔ اے دوزخیو! ہمیشہ دوزخ میں رہو اب تمہارے لئے موت نہیں،

رَأَاهُ فَيَذَبُحُ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ
خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ
وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

پھر اس آیت کریمہ: وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ
یعنی مکہ کے کافروں کو ڈراؤ کہ وہ قیامت کے دن میں حسرت کریں گے جبکہ حساب پورا ہو جائے گا حالانکہ
یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہیں۔

شرح: ۴۴۱۴ - اَلْبَحْرُ وہ ہے جس میں سفیدی زیادہ اور سیاہی کم ہو۔ ابن اعرابی نے کہا
وہ خالص سفید ہے۔ موت کو خالص سفید مینڈھے کی صورت میں لانے

کی حکمت یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ملک الموت اس شکل میں اور اسی حالت میں آیا تھا
جبکہ اس کے چار سو پہرے تھے جنہیں پھیلا یا ہوا تھا اور سفید اور سیاہ حالت میں آنے میں حکمت یہ ہے کہ سفیدی
جنت کے اعتبار سے اور سیاہی دوزخ کے اعتبار سے دونوں حال میں آئے گی ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت مذکور ہے کہ موت کو لایا جائے گا اور اس کو پلصراط پر کھڑا کیا جائے گا پھر جنتیوں کو آواز دی
جائے گی۔ وہ اس طرف ڈرتے ہوئے دیکھیں گے کہ انہیں جنت سے نہ نکال دیا جائے پھر دوزخیوں کو آواز
دی جائے گی وہ بہت خوش ہوں گے اور خوشی سے اس کو گرویں اٹھا کر دیکھیں گے کہ انہیں دوزخ سے
نکالا جائے گا پھر انہیں کہا جائے گا کیا اسے پہچانتے ہو وہ سب کہیں گے جی ہاں! ہم اس کو جانتے ہیں۔
پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے ذبح کر دو تو اسے پلصراط پر ذبح کیا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے جنت اور
دوزخ کے درمیان دیوار پر اسے ذبح کیا جائے گا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت عرض ہے جو حیات کے منافی ہے یا وہ عدم الحیاة ہے۔ اس کو
کیسے ذبح کیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مینڈھے کی طرح مجسم حیوان بنادے گا یہ سمجھانے
کے لئے مثال بیان کی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مقاتل اور کلبی سے منقول ہے کہ موت و حیاة
جسم ہیں۔ موت مینڈھے کی طرح ہے جس شے سے گزرے یا کوئی شے اس کی ہوا پائے تو فوراً مر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے حیات کو مختلف رنگوں والی گھوڑی پیدا کیا ہے جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام اور انبیاء کرام علیہم السلام
سوار ہوا کرتے تھے جو منتہائے نگاہ پر قدم رکھتی تھیں وہ جس کے پاس سے گزرے یا کوئی شے اس کی ہوا پائے
تو زندہ ہو جاتی ہے۔ سامری نے اسی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی سونے کے پھڑے میں ڈالی وہ زندہ ہو گیا

بَابُ قَوْلِهِ وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ

۴۴۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرِّقَانَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَبْرِئِيلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَذَلْتَ وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا

تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت کو کون ذبح کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذبح کریں گے، بعض نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام ذبح کریں گے (یعنی) علامہ قسطلانی نے کہا موت کے اٹھ مینڈھے کی صورت میں حکمت یہ ہے کہ اس جنت اور دوزخ کی صفات کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِثًا دَائِمًا نَازِلٌ نَهْنِهْهُ مَوْتُهُ

مگر تیرے رب کے حکم سے،

تفسیر : عکرمہ، ضحاک، قتادہ، مقاتل اور کلبی سے روایت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں دیر کر دی جبکہ کافروں نے اصحاب کہف، ذی القریٰین اور روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ جبرائیل علیہ السلام کے آنے تک جواب میں تاخیر کی انتظام کی مدت میں مختلف اقوال ہیں۔ عکرمہ نے چالیس دن، مجاہد نے بارہ دن اور بعض نے پندرہ روز ذکر کئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شاق گزرا جب جبرائیل آئے تو فرمایا بہت دیر کر دی مجھے آپ کے ملنے کا بہت شوق تھا عرض کیا حضور ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا تم کو کس نے روکا ہے کہ جتنی مرتبہ میرے پاس آتے ہو اس سے زیادہ مرتبہ آؤ، تو یہ آیت کریمہ : وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ الْآیۃ،

نازل ہوئی،

بَابُ قَوْلِهِ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا

وَقَالَ لَأَوْ تَتَيْنِ مَالًا وَ وَلَدًا

۴۴۱۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ

أَبِي الصُّلَيْحِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ نَجَبًا قَالَ رَجَعْتُ الْعَاصِ بْنِ
وَأَتَلَ السَّهْمِيُّ الْقَاضَاةَ حَقَّالِي عِنْدَهُ قَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ
بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تَبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنِّي هُنَاكَ مَالًا وَ وَلَدًا فَأَقْضِيكَه فَتَزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ
أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأَوْ تَتَيْنِ مَالًا وَ وَلَدًا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ
وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَأَبُو مُخَوِيَّةٍ وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد کیا آپ نے دیکھا جس نے ہماری
آیات سے انکار کیا اور کہا مجھے مال اور اولاد دی جائیگی،

قوله ،، أَفَرَأَيْتَ ،، بمعنی خبر ہے اور فاء تعقیب کے لئے ہے گویا کہ اس کافر کا قصہ بھی بیان کریں اور
ان کے بعد اس کی بات ذکر کریں ہمزہ کے بعد فاء عاطفہ ہے اور معطوف علیہ ،، الَّذِي كَفَرَ بِالْجَمْلَةِ ہے
یعنی عاص بن وائل جو حضرت عمرو بن عاص کا والد ہے نے قرآن سے انکار کیا اور بطور استہزاء کہا مجھے
مرنے کے بعد جنت میں مال و دولت اور اولاد دی جائے گی تو پھر تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا،

ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے جناب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں عاص بن وائل
سہمی کے پاس آیا اس سے اپنا حق طلب کرتا تھا اُس نے کہا میں تجھے
۴۴۱۶۔

نہ دوں گا حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کرو میں نے کہا میں کفر نہیں کروں گا حتیٰ کہ تو مر جائے
پھر قبر سے اٹھایا جائے اُس نے کہا کیا میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں یقیناً! اُس نے کہا

بَابُ قَوْلِهِ أَطْلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا
قَالَ مَوْثِقًا ۲۴۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ
 عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَابٍ قَالَ كُنْتُ قَبِيئًا
 بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ سَيْفًا فَجِئْتُ الْقَاضِيَةَ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ
 حَتَّى تَكْفُرَ مُحَمَّدٌ قُلْتُ لَا أَكْفُرُ مُحَمَّدٌ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يُحْيِيكَ قَالَ إِذَا
 أَمَاتَنِي اللَّهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِيَّ مَالٍ وَلَدًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ أَفْرَائِيَتَ الَّذِي كَفَرَ بَايَاتِنَا
 وَقَالَ لَا وَتَيْنَ مَا لَا وَدَّ أَنْ أَطْلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا
 قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلْ إِلَّا شَجْعِي عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا وَلَا مَوْثِقًا

میری دہاں اولاد اور مال دولت ہوگی تو تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ
 نازل ہوئی اَفْرَائِيَتَ الَّذِي كَفَرَ بَايَاتِنَا وَقَالَ لَا وَتَيْنَ مَا لَا وَدَّ أَنْ أَطْلَعَ الْغَيْبَ ، اس کو سفیان ثوری، شعبہ
 حفص، ابو معاویہ اور یحییٰ نے سلیمان اعمش سے روایت کی۔

۲۴۱۶۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ”حتی“ غائبت کے لئے ہے اور غابت کا
 مفہوم یہ ہوا کہ مرنے کے بعد کفر کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ موت
 کے بعد کفر غیر متصور ہے گویا کہ معنی یہ ہے میں ہمیشہ کے لئے کفر نہیں کروں گا۔ (کرامی)

اسماء رجال : محمد بن بخاری کے استاذ ہیں ان کا نام عبداللہ بن زبیر ہے۔ سفیان ،
 عیینہ اعمش سلیمان ہیں۔ مسلم بن صبیح ہیں، مسروق ابن جندع اور خباب ابن ارت
 ہیں۔ (حدیث ۱۹۶۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا وہ غیب پر مطلع ہووا
 یا اس نے اللہ سے عہد لیا ہے،

بَابُ قَوْلِهِ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا
۴۴۱۸ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَلِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الصَّخْتَمِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابِ

تفسیر : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا اس نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے ؟ مجاہد نے کہا کیا اُس نے غیب جانا ہے کہ وہ جنت میں ہوگا یا نہ۔ جوہری نے کہا مؤثقت یعنی عہد ہے۔

۴۴۱۷ — ترجمہ : خباب بن ارت نے کہا میں مکہ مکرمہ میں لوڑ تھا میں نے عاص ابن وائل کی تلوار بنائی اور اس سے اُجرت لینے گیا تو اُس نے کہا میں تجھے اُجرت نہ دوں گا حتیٰ کہ تو محمد سے انکار کر دے میں نے کہا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہ کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے پھر تجھے زندہ کرے عاص نے کہا جب اللہ مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور میرا مال اور اولاد ہوگی رتجھے اُجرت ادا کروں گا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِالْآيَةِ نَازِلٍ فَمِائِي، اُتِجَعِي لِنَ سَفِيَانٍ سَيُفَا اور مؤثقتا کو ذکر نہیں کیا،

عاص بن وائل

عاص بن وائل حضرت عمرو بن عاص مشہور صحابی اور اسلام میں بہت بڑے جرنیل کا والد ہے۔ جاہلیت میں لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، لیکن اسے اسلام لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ کلبی نے کہا یہ قریش کے حاکموں میں سے تھے۔ توضیح میں ذکر کیا کہ عاص یاء کے بغیر عصیان سے نہیں عصی یعصو سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں تلوار سے مارنے والا، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عصیان سے ماخوذ ہونے سے کوئی شئی مانع نہیں بلکہ ظاہر یہی ہے کہ عصیان سے ماخوذ ہے اور یاء کو تخفیف کے لئے حذف کیا گیا ہے۔ اصل میں ”الْعَاصِي“ تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”العاص“ اجوف اور ناقص نون طرح ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر اجوف ہے تو عَوَّص سے ماخوذ ہے اگر ناقص ہے تو عَصِيَان سے ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو وہ کہتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں ہم دوسرے کافروں کے اس کو زیادہ عذاب دیں گے

قَالَ كُنْتُ قَبْلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَاسِلٍ
فَاتَاهُ يَتَقَاضَاةً فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقَالَ وَاللَّهِ
لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمَيِّتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثُكَ قَالَ فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثُ
فَسَوْفَ أُؤْتَى مَا لَوْ وَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أَفَرَأَيْتَ
الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُؤْتِيَنَّ مَالًا وَلَدًا

بَابُ قَوْلِهِ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِنَا فَزْدًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجِبَالُ هَذَا هَذَا مَا

۴۴۱۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

۴۴۱۸۔ ترجمہ : مسروق نے جناب سے روایت کی کہ میں جاہلیت میں لو مار تھا۔

میرا عاص بن وائل پر قرض تھا۔ وہ عاص کے پاس آئے اس

حال میں کہ اس سے قرضہ طلب کرتے تھے۔ عاص نے کہا میں تجھے قرضہ ادا نہ کروں گا حتیٰ کہ محمد سے
انکار کرو۔ جناب نے کہا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہیں کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ
تجھے مارے گا پھر تجھے زندہ کیا جائے۔ عاص نے کہا مجھے چھوڑ حتیٰ کہ میں مردوں کا پھر زندہ کیا جاؤں گا،
اور مجھے مال و اولاد دیا جائے گا تو تیرا قرض ادا کروں گا۔ پس یہ آیت کریمہ : أَفَرَأَيْتَ الَّذِي
كَفَرَ اللَّهُ نَازِلٌ يُهَوَّى۔

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو وہ کہتا ہے ہم

لکھتے ہیں وہ ہمارے پاس تنہائے گا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ وَتَنْشِقُّ الْأَرْضُ وَتَخْرِجُ الْجِبَالَ هَدًا

میں ہدایت کی تفسیر ہدایت سے کی یعنی زمین پھٹ جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

ابْنُ الصُّخْرِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خُبَابٍ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى
 الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَنْقَاضًا لَهُ فَقَالَ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ
 بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تَبَعْتُ قَالَ وَإِنِّي لَمُبْعُوثٌ
 مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَا لِي وَوَلَدِي قَالَ فَتَزَلْتُ
 أَفْرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِأَيْلَتِنَا وَقَالَ لَا وَتَيْنَ مَا لَا وَوَلَدًا أَطْلَعَ الْغَيْبَ
 أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا أَكَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ
 الْعَذَابِ مَدَدًا وَنَرْتُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا

سُورَةُ طه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قَالَ ابْنُ جَبْرِ النَّبَطِيَّةُ طه يَا رَجُلُ يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ

ترجمہ : خباب نے کہا میں بول رہا تھا میرا وائل بن عاصی پر قرض تھا
 ۲۴۱۹ — میں اس کے پاس قرضہ لینے آیا تو اُس نے کہا میں تجھے
 قرض واپس نہیں کروں گا حتیٰ کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر کرے خباب نے کہا میں نے اس
 سے کہا میں جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ہرگز کفر نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو مر
 جائے پھر زندہ ہو وائل نے کہا میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا عنقریب تجھے ادا کروں گا۔
 جبکہ مال اور اولاد کی طرف رجوع کروں گا۔ تو یہ آیت کہیے : اَفْرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ
 الْآيَةُ نازل ہوئی ۛ

امام نے یہ حدیث چار ابواب میں چار طریقوں سے تفادوت سے ذکر کی اور مذکور آیت
 وائل بن عاصی کی شان میں نازل ہوئی ۛ

اَوْفِيهِ تَمَثُّهُ اَوْ كَا فَاَةً فَهِيَ عُقْدَةٌ اَزْرِي ظَهْرِي فَيَسْتَحْتَكُمُ يَهْلِكُكُمْ
الْمُثَلِّي تَانِيَتْ الْاُمَثَلِ يَقُولُ بِدَائِنِكُمْ يُقَالُ خَذِ الْمَثْلِي خَذِ الْاُمَثَلِ

بَابُ سُورَةِ طه

اکثر نسخوں میں لفظ باب نہیں۔ مقاتل نے کہا یہ ساری سورت مکیہ ہے۔ ابن عباس اور ابن زبیر نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ مقامات تنزیل میں ذکر کیا کہ یہ مادی سورت مکیہ ہے۔ اس میں کچھ اختلاف نہیں لیکن کلبی نے کہا وَمِنْ اَنَاءِ اللَّيْلِ وَاطْوَاكِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ مَدِينَهُ مَنْوَرَهُ میں نماز کے اوقات کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ طہ وہی سے ماخوذ ہے۔ اس میں ط سے زمین کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی زمین پر قدم لگائیں اور ایک قدم پر اعتماد کر کے اپنی ذات کریمہ کو دکھ میں نہ ڈالیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر عیدار رہتے اور اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سعید بن جبیر نے کہا نبطی زبان میں طہ کے معنی یارِ جُلُّ ہیں نبطیہ ایک قوم ہے جو دونوں عراقوں کے درمیان وسیع میدان میں رہتی ہے۔ یہ لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ عکرمہ اور ضحاک نے کہا طہ نبطی زبان میں یارِ جُلُّ ہے۔ مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ طہ بمعنی یارِ جُلُّ سریانی لفظ ہے۔ صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ حبشی زبان میں۔ یسین کے معنی یا انسان ہیں اور طہ نبطی زبان میں یارِ جُلُّ ہے۔ بعض کہتے ہیں طہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور یہاں بطریق قسم مذکور ہے۔

قوله أَلْفَى، اس سے اس آیت کریمہ ”قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَقْلَ مَنْ أَلْفَى“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا أَلْفَى بمعنی صَنَعَ ہے۔ جادو گروں نے کہا اے موسیٰ یا تو آپ پھینکیں یا ہم پہلے پھینکتے ہیں۔ حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں۔

قوله عُقْدَةٌ، اس سے اس آیت کریمہ : ”وَاحْلِلْ عُقْدَةَ الَّتِي لِسَانِي“ کی طرف اشارہ کیا اور عقدہ کی تفسیر یہ کی کہ ہر وہ شخص جو پورا حرف نہ بول سکے یا اس میں تمثُّل یا فافا ہو وہ عقدہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ میری زبان سے عقدہ کھول دے تاکہ وہ

ثُمَّ اتُوا صَفًّا يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلِّيَ الَّذِي يُصَلِّي
فِيهِ فَأَوْجَسَ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتْ أَلْوَاؤُ مِنْ خِفَّتِهِ لَكَسِيرَةِ الْخَاءِ فِي جُذُوعِ

میرا کلام سمجھیں، ”تمہارے اور فاقہ وہ ہے جو تالیاف کو بار بار کہے“

قولہ ”اُزْرِی“ اس سے اس آیت کریمہ ”هَازُونَ أَخِي اشدُّ بِهِ اُزْرِي“ کی طرف اشارہ کیا

اور ”اُزْرِی“ کی قوت اور ظہر سے تفسیر کی، یعنی میرے بھائی ہارون کے ساتھ میری قوت

مضبوط کر، کہا جاتا ہے ”اُزْرُتْ فَلَانًا عَلَى الْأَمْرِ“ میں نے فلاں کو امر پر قوی کیا اور اس میں اس کا مددگار
ہوئا۔ قولہ ”فَيُسْحِتْكُمْ“ اس سے اس آیت کریمہ ”لَا تَقْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتْكُمْ بِعَذَابٍ

کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر کی، ”اللہ پر جھوٹ نہ باندھو تمہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کرے گا“
قولہ ”الْمُثَلَّى“ اس سے اس کریمہ: ”وَيَذْهَبُ بِطَرِيقِكُمُ الْمَثَلَى“ کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

”الْمَثَلَى“ امثل کی تائید ہے۔ یعنی تمہارا اچھا دین لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا واقعہ بیان کرتے ہوئے
فرمایا کہ اُس نے کہا موسیٰ اور ہارون جادو کے ذریعہ تمہیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتے ہیں۔

قولہ ”ثُمَّ اتُّقُوا صَفًّا“ اس سے اس آیت کریمہ: ”وَأَجْمَعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ اتُّقُوا صَفًّا“
کی طرف اشارہ کیا۔ فرعون نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنا مکر اور جادو جمع کرو پھر صفت باندھے ہوئے آؤ اور کہا صفا

بمعنی مضلی ہے جس میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ فرعون نے اپنی قوم سے کہا تم اپنے مکر و فریب
اور جادو ایک جگہ جمع کرو پھر لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ آؤ۔

قولہ ”فَأَوْجَسَ“ آہ اس سے اس آیت کریمہ: ”فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى“ کی طرف
اشارہ کیا پھر اس کی ”اَضْمَرَ خَوْفًا“ سے تفسیر کی۔ مقاتل نے کہا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے خون

کیا کہ لوگوں کا فعل ان کے فعل جیسا ہے لہذا وہ معجزہ میں شک کرنے لگیں گے اور ایمان نہ لائیں گے اور جو ان کے
پیروکار ہیں وہ بھی شک میں پڑ جائیں گے۔

قولہ ”فَذَهَبَتْ أَلْوَاؤُ“ یعنی خیفہ دراصل خوف تھا۔ واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے باعث اس کو یاد سے
بدل دیا جیسے میزان اور مِیْعَاد میں واؤ کو یاد سے بدل کیا گیا ہے اور واؤ کا ماقبل مفتوح ہو گیا ہے بدل نہیں

کرتے جیسے موعِد اور موسم میں واؤ کو بدل نہیں کیا اور خوف میں فتح کو کسرہ سے بدل کر کے واؤ کو یاد سے
بدل دیا چونکہ یہ تعلیل صرفیوں کے مخالف ہے اس لئے امام نے اس کو بخاری میں ذکر کیا ہے۔

قولہ ”فِي جُذُوعِ النَّخْلِ“ آہ اس سے اس آیت کریمہ ”لَا تُصَلِّبْكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ“ کی طرف اشارہ
کیا اور ”عَلَى جُذُوعِ النَّخْلِ“ سے اس کی تفسیر کی اور اشارہ کیا کہ ”فِي“ بمعنی ”عَلَى“ ہے۔ جب جادوگر

عَلَىٰ جُدُوْعٍ خُطْبُكَ بِأَلْكَ مَسَاسٌ مَّصْدَرٌ مَّاسَةً مَسَاسًا لَّنَسِفَتَهُ
لَنَذْرِيَّتَهُ قَاعًا يَطْلُوهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيُّ مِنَ الْأَرْضِ وَقَالَ
مَجَاهِدٌ مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ الْحَلِيِّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ فَقَدَرْتُمَا
فَالْقِيَّتُمَا أَلْقَى صَنَعَ فَتَنَى مُوسَى هُمْ يَقُولُوْنَ أَخْطَأَ الرَّبُّ لَا يَجْعُرُ إِلَيْهِمْ

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو فرعون نے ان کو تہدید کرتے ہوئے کہا میں تمہیں کھجور کے درخت پر بھانسی دوں گا۔

قولہ خُطْبُكَ : اس سے آئت کریمہ : فَمَا خُطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ، کی طرف اشارہ کیا اور بُلْكَ سے اس کی تفسیر کی یعنی جب سامری نے سونے کا بچھڑا بنایا اور بہت سے لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی پوجا کرنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا تیرا حال کیسا ہے کہ تو نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور خود کافر ہو گیا ہے قولہ مَسَاسٌ : اس سے اس آئت کریمہ : فَادْهَبْ فَإِنَّ لَكَ أَنْ تَقُولَ لَا مَسَاسَ ، کی طرف اشارہ کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر نہیں کی۔ صرف یہ کہا کہ دو مَسَاسٌ ، مَاسَةٍ کی مصدر ہے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا ہم سے باہر چلے جا جب تک تو زندہ رہے گا لا مَسَاسَ ، کہتا رہے گا۔ یعنی مت سن نہ کرو ؛ کیونکہ اس طرح اس کو بخار آجاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح عذاب دیا جس سے زیادہ سخت اور وحشتناک کوئی شئی نہیں کیونکہ اس طرح وہ لوگوں کے ساتھ میل جول سے محروم ہو گیا تھا۔

قولہ لَّنَسِفَتَهُ : اس سے اس آئت کریمہ : لَنُحَرِّقَنَّ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر لَنَذْرِيَّتَهُ ، سے کی۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو پکڑ کر ذبح کیا تو اس سے خون بہنے لگا کیونکہ جب سونے سے بنا مے ہوئے بچھڑے میں سامری نے جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی ڈالی تو اس میں گوشت اور خون آگیا تھا۔ پھر اس کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ کو سمندر میں بہا دیا۔

قولہ قَاعًا : اس سے اس آئت کریمہ : فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر الْمَاءُ ، سے تفسیر کی۔ یعنی اس کو ہموار زمین میں پھینکیں گے جو اونچی نیچی نہیں۔ عبد الرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے روایت کی کہ قاع وہ زمین ہے جس میں پانی جمع ہو۔ اور صفصفت کی تفسیر ہموار زمین ہے فرآؤ نے کہا قاع کے معنی ہیں فراخ زمین جس میں دوپہر کو شراب ہو اور صفصفت وہ صاف زمین ہے جس میں

قَوْلَ الْعَجَلِ هُمًّا حَتَّى الْأَقْدَامِ حَشْرَتِيْ أَعْمَى عَنْ حُجَّتِيْ وَكُنْتُ بَصِيرًا
فِي الدُّنْيَا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَمْثَلُهُمَا عَدْلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَضْمًا

سبز نہ ہو۔ قولہ وَالصَّفَصُفُ، یہ صاف زمین ہے بعض نے کہا جس زمین میں پہاڑوں کا نام و نشان نہ ہو۔
قولہ قال مجاہد آہ یعنی مجاہد نے اس آیت کریمہ: وَلَكِنَّا جَمَلْنَا أَوْذَارًا مِّنْ فِتْنَةِ الْقَوْمِ، اور
مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اُوزار بمعنی اُتقال ہے۔ اُوزار دراصل وزر کی جمع بمعنی سخت عقوبت ہے
اور زینۃ القوم، سے مراد وہ زیورات ہیں جو وہ فرعون کی قوم سے مانگ کر لائے تھے۔ عقوبت کو اُوزار
سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جس پر بھاری بوجھ لاداجائے اس کے لئے اس کا اٹھانا سخت عقوبت ہوتی ہے
اور وہ اس کی پشت کو تھکا دیتا ہے۔

قولہ فَقَدْ فَنَّاها، اس سے اس آیت کریمہ: فَقَدْ فَنَّاها فَكَذَّابُكَ أَلْقَى سَامِرِيًّا، کی طرف
اشارہ کیا پھر فَقَدْ فَنَّاها، کی تفسیر اَلْقَيْنَاهَا، سے کی ثعلبی نے کہا یعنی ہم نے زیورات کو جمع کر کے
سامری کے حوالے کیا اور اس نے ان کو آگ میں ڈال کر بچھڑا بنا دیا۔ اَلْقَى، کی صُنْع سے تفسیر کی۔
قولہ فَتَنِيْ مُوسَى، اس سے اس آیت کریمہ: هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى فَتَنِيْ أَفَلَا
يَرْدُنَ آلَا يُزْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا، کی طرف اشارہ کیا یعنی یہ تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ موسیٰ بحول
گیابے کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ بچھڑا ان سے بات نہیں کرتا اور نہ ہی ان کو جواب دیتا ہے۔

قولہ هُمًّا، اس سے اس آیت کریمہ: وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّجْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هُمًّا،
کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی حَتَّى الْأَقْدَامِ، سے تفسیر کی، ”ہم دراصل ملکی آواز ہے۔ جب کوئی آہستہ
بات کرے تو کہتے ہیں هَمْسٌ فَلَا تُبْعِدُ بِشَيْءٍ، آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں جس وقت وہ محشر میں خوفزدہ
ہو کر چلیں گے تو نہایت ہی آہستہ چلیں گے کہ ان کے پاؤں کی آواز سنائی نہ دے گی۔

قولہ حَشْرَتِيْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: ذَبَّ لِحْمِ حَشْرَتِيْ أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا کی طرف
اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی۔ اعمیٰ (نابینا) سے مراد حجت اور دلیل نہ پانا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے اس کی تفسیر اندھے پن سے کی ہے۔

قولہ أَمْثَلُهُمْ، اس سے اس آیت کریمہ: إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً، کی طرف اشارہ
کیا اور سفیان بن عیینہ نے کہا أَمْثَلُ، بمعنی أَعْدَلُ، ہے۔ سعید بن جبیر نے اَسْلُ کی تفسیر یہ کی ہے جو عقل و
دانش میں کامل تر ہو۔

قولہ لَا يَهْضُمًا، اس سے اس آیت کریمہ: فَلَا يَخَافُ ظُلُمًا وَهَضْمًا، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عیینہ

لَا يُظْلَمُ فَمِنْهُمْ مِنْ حَسَنَاتِهِ عِوَجًا وَادِيًا أَمْثَلُ رَابِعَةً سَيَرَتْهَا حَالَتَهَا
الْأُولَى الثَّمَنِي الثَّقَى ضَنْكَ الشَّقَاءِ هَوَى شَقَى الْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ

نے کہا اَمْثَلُ،، بمعنی اَعْدَلُ ہے۔ سعید بن جبیر نے اَمْثَلُ کی تفسیر یہ کی ہے کہ جو عقل و دانش میں کامل تر ہو
قوله هَضْمًا،، اس سے اس آیت کریمہ: فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا تَضْمًا، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے اس کی تفسیر میں کہا اس پر ظلم نہ کیا جائے گا کہ اس کی نیکیاں بُرائیوں سے کم نہ دی جائیں (ایسا ہرگز نہ ہوگا)
ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ دراصل "هضم" کے معنی ہیں
طعام کو معدہ میں توڑنا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے هَضَمْتُ لَكُ مِنْ خُبْرِكَ میں نے تیرا حق ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔
قوله عِوَجًا اس سے اس آیت کریمہ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا کی طرف اشارہ کیا اور عِوَج کی تفسیر
وادی سے کی جبکہ مجاہد نے پست زمین سے تفسیر کی ہے اور اَمْتًا بمعنی رابیع یعنی زمین کا اونچا نیچا ہونا آیت کریمہ
کے معنی یہ ہیں تو اس میں کوئی اونچی اور نیچی زمین نہیں پائے۔

قوله سَيَرَتْهَا،، اس سے اس آیت کریمہ: لَا تَخَفْ سَعِيدٌ هَا سَيَرَتْهَا الْأُولَى، کی طرف
اشارہ کیا۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہے جبکہ انھوں نے کوہ طور پر بحکم خدا عصا پھینکا تھا اور
عظیم ترین اثر دھان گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے خوف محسوس کیا تھا کہ یہ عصا جو اڑھے کی صورت اختیار کر گیا ہے
واپس میرے ہاتھ میں کیسے آئے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ڈرو نہیں ہم اس کو پہلی حالت پر واپس لے آئیں گے
قوله وَالْثَمَنِي،، اس سے اس آیت کریمہ دَرَانِ فِي ذَالِكَ لَآيَاتٌ لِلْأُولَى الثَّقَى، کی طرف اشارہ کیا
اور اس کی تفسیر الثَّقَى سے کی یعنی اہل تقویٰ۔ ضحاک نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حرام اشیاء سے رکھتے ہیں تعلبی
نے کہا وہ عقلمند لوگ ہیں۔ اس کا واحد ہنیہ ہے کیونکہ عقل ان کی بری اشیاء، رسوا کرنے والے امور
اور محرمات کے ارتکاب سے منع کرتی ہے۔

قوله ضَنْكَ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا، کی
طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر شقاوت سے کی۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ہے۔ تعلبی نے کہا ضَنْقٌ
بمعنی ضیق ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے منزل ضنک، عیش ضنک، اس لفظ میں واحد، ثنیه، جمع اور مذکر
اور مؤنث برابر ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضنک قبر کا
عذاب ہے۔ غلام نے کہا یہ بمعنی حرام ہے۔ ضحاک نے کہا اس کے معنی کسبِ خبیث کے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ
ضنک معرب ہے دراصل یہ لفظ تنگ ہے اور یہ فارسی لغت میں ضیق ہے (یعنی)
قوله هَوَى،، اس سے اس آیت کریمہ: وَمَنْ يَحْلُلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى، کی طرف اشارہ کیا

طُوًى اِسْمُ الْوَادِي بِمُلْكِنَا بِأَمْرِنَا مَكَانًا سَوًى مُنْصَفٌ بَيْنَهُم يَبَسًا
يَابَسًا عَلَى قَدَرٍ مَّوْعِدٍ لَا تَنْبِيَا تَضْعَفَا

اور اس کی تفسیر شقی سے کی۔ بعض نے کہا ہلاک ہو گیا اور آگ میں جا گیا۔
قوله الْمُقَدَّسُ، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّكَ يَا لَوَادِي الْمُقَدَّسِ طُوًى، رات کی طرف
اشارہ کیا اور اس کی تفسیر درمبارک، سے کی۔
قوله طُوًى، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّكَ يَا لَوَادِي الْمُقَدَّسِ طُوًى، کی طرف اشارہ کیا
اور اس کی تفسیر وادی سے کی۔ صحاک نے کہا طُوًی گہری گول وادی ہے۔

قوله بِمُلْكِنَا، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوا مَا أَخْلَفْنَاكَ مَوْعِدَكَ بِمُلْكِنَا، کی طرف اشارہ
کیا اور اس کی تفسیر بامرنا، سے کی بِمُلْكِنَا، کی میم مکسور ہو تو اس کے معنی بامرنا، ہیں اگر مفتوح ہو
تو مصدر ہے۔ اگر اسے مضموم پڑھیں تو اس کے معنی قدرت اور غلبہ ہیں۔ اکثر قراء میم کو مکسور پڑھتے ہیں۔
قوله مَكَانًا، اس سے اس آیت کریمہ : لَا مَخْلِفَةَ لِمَنْ وَكَلْنَا مَكَانًا سَوًى، کی طرف
اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مُنْصَفٌ سے کی یعنی اُن کے درمیان کی جگہ جس کی ہر فرق کی نسبت مسافت برابر ہو۔
قوله يَبَسًا، اس سے اس آیت کریمہ : فَاضْرِبْ لَهُم مَّحْطًا طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا، کی طرف اشارہ
کیا اور اس کی تفسیر يَابَسًا، سے کی۔ یابس کے معنی وہ جگہ ہے جہاں پانی نہ ہو۔

قوله عَلَى قَدَرٍ، اس سے اس آیت کریمہ : فَتَحَ جَنَّتَ عَلَى قَدَرٍ يَأْمُرُ سُبْحًا، کی طرف اشارہ
کیا اور اس کی تفسیر عَلَى مَوْعِدٍ، سے کی۔ یعنی اے موسیٰ تم اس انداز پر آئے جو اللہ نے تمہارے آنے
کے لئے مقدر کیا تھا۔ کیسان سے روایت ہے۔ اندازہ مقدّر چالیس سال ہیں۔ یہ نبیوں پر وحی نازل
ہونے کی قدر ہے۔

قوله وَتَنْبِيَا، یہ بھی اس آیت کریمہ : وَلَا تَنْبِيَا فِي ذِكْرِي اِذْ هَبَا اِلَى فِرْعَوْنَ
اِنَّهُ طَغٰ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر وَلَا تَضْعَفَا، سے کی یعنی میرے ذکر میں کمزور نہ
ہو۔ فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہو چکا ہے۔

محمد بن کعب کی روایت میں ہے لَا تَقْصُرَا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت لَا تَحْنَا ہے۔ دراصل
یہ وَتَنْبِيَا سے ہے۔ جوہری نے کہا : اَلْوَنِي، بمعنی ضَعُفٌ فتور، سستی اور عجز ہے۔ یعنی فرعون
کو میرا پیغام پہنچانے میں ضعف و ناتوانی، سستی و کاہلی اور عجز کا اظہار نہ کرو !،

بَابُ قَوْلِهِ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

۴۴۲۰۔ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَهْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّقَىٰ آدَمُ وَمُوسَىٰ قَالَ مُوسَىٰ لِآدَمَ أَنْتَ الَّذِي أَشَقَّيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ الَّذِي إِصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَهَا كَتَبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يُخْلِقَنِي قَالَ نَعَمْ فَحَرَّ آدَمُ مُوسَىٰ الْيَتَمَ الْبَحْرُ

بَابُ - اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے موسیٰ میں نے

تجھے اپنے لئے چُن لیا ہے،

یعنی رسالت و نبوت میں تجھے اپنے لئے مُنتخب کر لیا ہے اور تجھے رسالت و نبوت سے مختص کر دیا ہے،

ترجمہ : ابوبہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۴۴۲۰۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم اور موسیٰ علیہما السلام، کی باہم

ملاقات ہوئی۔ موسیٰ نے آدم سے کہا تم وہی ہو کہ لوگوں کو مصیبتوں میں ڈکلا ہے، ورنہ ان کو جنت سے نکال دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے آدم نے کہا تم وہی ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے لئے چُن لیا ہے اور تمہیں اپنے لئے مُنتخب کر لیا ہے اور تمہیں تورات نازل فرمائی۔ موسیٰ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا تم نے وہ خطا دیکھی ہے جو میری تقدیر میں میرے پیدا ہونے سے پہلے لکھی تھی۔ موسیٰ نے کہا جی ہاں! پس آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔ اور اَلْیَمُّ، دریائے نیل ہے۔

۴۴۲۰۔ شرح : عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا موسیٰ ؑ علیہ السلام،، نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے میرا باپ آدم دکھا جس نے آپ کو اور ہم کو جنت سے نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو آدم علیہ السلام دکھایا تو موسیٰ نے کہا آپ ہمارے باپ ہیں؟ فرمایا جی ہاں،، موسیٰ نے کہا آپ ہی میں اللہ تعالیٰ نے عظیم روح ڈالی تھی؟ اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا تھا فرمایا جی ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے کس لئے ہم کو جنت سے نکالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم کون ہو؟ کہا میں موسیٰ ہوں۔ آدم نے کہا تم بنی اسرائیل کے موسیٰ نبی ہو تم سے اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے واسطے کے بغیر کلام کیا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا جی ہاں! کیا تم نے تورات میں میرے پیدا ہونے سے پہلے یہ نہیں دیکھا تھا؟ کہا جی ہاں میں نے دیکھا تھا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے ایسی شے میں ملامت کس لئے کرتے ہو جس میں اللہ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دلیل سے آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔

حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات کب ہوئی؟

حضرت موسیٰ اور آدم علیہما السلام کی ملاقات میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ قیامت میں ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ممکن ہے کہ یہ ملاقات بعینہ اشخاص کی ملاقات ہو کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ شب معراج میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علیہما السلام کی بیت المقدس اور آسمانوں میں ملاقات فرمائی اور ان کو نماز پڑھائی تھی اس دوران یہ مباحثہ ہو گیا ہوگا نیز ہو سکتا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں جیسا کہ عمر فاروق کی حدیث میں مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس مباحثہ میں موسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے۔ کسی اور نبی نے یہ سوالات کیوں نہ کئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پہلے نبی ہیں جو تکالیف لے کر آئے۔ احادیث میں یہ حدیث شریف مختلف الفاظ سے منقول ہے؛ چنانچہ مسلم کے یہ الفاظ ہیں اَنْتَ الْبَوْنَا خَیْبَتْنَا،، تو ہمارا باپ ہے ہمیں خسارہ میں ڈالا ہے۔ کتاب الانبیاء میں بھی حدیث مذکور ہے چنانچہ حدیث ۳۱۹۲ کی شرح میں اس کے متعلق کچھ ذکر کیا ہے۔

قولہ کتب علی،، یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ ایسا ہوگا اس کی تفصیل پانچویں حصہ کے صفحہ ۲۶۴ پر دیکھیں،، حضرت آدم علیہ السلام کے غالب ہونے کا سبب یہ تھا کہ ان کی نظر تقدیر ازی پر تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ظاہر حال میں کسب نظر کیا تھا جو تقدیر ازی

بَابُ قَوْلِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي

فَاضْرِبْ لَهُم مَّطَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ

دَرْكًا وَلَا تَحْشَىٰ فَاَتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ اللَّيْلِ مَا غَشِيَهُمْ

وَأَصْلُ فِرْعَوْنَ قَوْمُهُ وَمَا هَدَىٰ

۴۴۲۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا رُوْحٌ

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ

يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوسَىٰ عَلَىٰ

فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْنُ أَوْلَىٰ بِمُوسَىٰ مِنْهُمْ

فَصُومُوا

یہ توبہ کی کوئی تو صحت قدر باقی رہی اور قدر یہ ملامت نہیں ہو سکتی۔ حدیث ۴۴۲۱ ج ۵ کی شرح دیکھیں۔

کے تابع ہے اسی لئے آدم کو غلبہ حاصل ہوا تھا، کیونکہ کسی مخلوق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ایسی مخلوق پر اللہ کی اجازت کے بغیر ملامت کرے جس میں تقدیر لازمی جاری ہو اس صورت میں جبکہ بحکم شرع ملامت کی جائے تو درحقیقت علامت کرنے والا شرع ہے نیز فعل میں قدر اور کسب دونوں جمع ہیں اور توبہ کسب کا اثر مٹا دیتی ہے جب اس قولہ اَلْيَمَّ، اس سے اس آیت کریمہ : فَاقْظِ فِيهِ فِي الْيَمِّ، کی طرف اشارہ کیا اور بحر سے اس کی تفسیر کی۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ هَمَّ نَ مُوسَىٰ كَوِيه وَجِي بَهْجِي كِه رَاتُوں

رات میرے بندوں کو کے چل اور ان کے لئے

دریا میں سوکھا راستہ نکال دے تجھے ڈرنہ ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ

بَابُ قَوْلِهِ فَلَا يُخْرِجُكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ
 ۴۴۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ الْخُبَّارِ
 عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوسَىٰ آدَمَ فَقَالَ لَنَأْتِيَ الَّذِي
 أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشَقِّتَهُمْ قَالَ قَالَ آدَمُ يَا مُوسَى
 أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُومُنِي عَلَىٰ أَمْرِكَبَةِ اللَّهِ
 عَلَىٰ قَبْلِ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَرَهُ عَلَىٰ قَبْلِ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ دَسُؤْلُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ آدَمُ مُوسَىٰ

تو ان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے شکر لے کر تو انہیں دریائے دھانپ لیا اور فرعون
 نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی،

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مدینہ منورہ میں تشریف لائے، یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔
 آپ نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس روز موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے تھے۔ بنی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہودیوں کی نسبت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں تم بھی روزہ رکھو،
 (حدیث ع ۱۸۸۳-۱۸۸۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ شَيْطَانُ مَهْبِيسٍ جَنَّتْ سَے نَہ نکالے
 کا ارشاد
 پھر تو مشقت میں پڑے،

۴۴۲۲۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

۴۴۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

موسیٰ نے آدم سے مباحثہ کیا اور کہا اے آدم تم وہ ہو جس نے لوگوں کو اپنے گناہ کے سبب جنت سے نکالا اور ان کو رنج و الم میں ڈال دیا۔ آدم نے کہا اے موسیٰ در علیہ السلام، تم وہی ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام میں منتخب فرمایا کیا مجھے ایسی شئی پر ملامت کرتے ہو جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرے لئے لکھ دی تھی۔ یا میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدر بن چکی تھی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے، حدیث ۳۱۹۳ ج: ۵ (اس سے پہلے مذکور حدیث میں اس کی تفصیل گزری ہے) کی شرح دیکھیں۔

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

ابن مردودہ نے عبد اللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کیا کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی مقاتل نے بھی یہی کہا ہے۔ مقامات تنزیل میں ذکر کیا کہ اس ایک آیت: أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا، میں اختلاف ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔ تو کیا یہ غالب نہ ہوں گے۔ یعنی لوگوں کے قتل اور قید وغیرہ سے گھٹاتے ہیں۔ عطاء نے کہا فقہاء اور نیک لوگوں کی موت سے، مجاہد نے کہا زمین پر رہنے والوں کی موت سے، بعضی نے کہا جانوں اور پھلوں کے ضیاع سے سخاوی نے کہا یہ سورت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور سورت فتح سے پہلے نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۴۴۲۳۔ ترجمہ: عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سورت بنی اسرائیل، کہف، مریم

طہ اور سورہ انبیاء عتاقی اوّل سے ہیں اور میری پُرانی یاد کی ہیں (اس کی تفصیل سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر میں دیکھیں)

بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطُورُ الْأَنْبِيَاءِ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ
 الْأُولَى وَهِنَّ مِنْ تِلَادِي وَقَالَ قَتَادَةُ جُذَاذَا قَطَعَهُنَّ وَقَالَ
 الْحَسَنُ فِي فَلَكَ مِثْلُ فِلَكَةِ الْمِغْزَلِ يَسْبَحُونَ يَدُودُونَ وَقَالَ ابْنُ
 عَبَّاسٍ نَفَسْتُ رَعْتُ يُصْبَحُونَ يَمْنَعُونَ أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ
 وَاحِدَةٌ قَالَ دِينَكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبٌ حَطَبٌ بِالْحَشِيَّةِ

قوله جُذَاذَا، اس سے اس آیت کریمہ : فَجَعَلَهُمْ جُذَاذَا إِلَّا كَبِيرًا، کی طرف اشارہ کیا۔ قنادہ
 نے اس کی تفسیر میں کہا کہ بتوں کے ٹکڑے کر دیئے۔
 قوله فِي فَلَكَ، اس سے اس آیت کریمہ : كُلُّ فِي فَلَكَ يَسْبَحُونَ، کی طرف اشارہ کیا۔ رات دن
 اور شمس و قمر ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے، جس طرح تیراک پانی میں تیرتا ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے
 اس کی تفسیر میں ذکر کیا جس طرح چرخہ گھومتا ہے۔

قوله يَسْبَحُونَ، اس سے كُلُّ فِي فَلَكَ يَسْبَحُونَ، کی طرف اشارہ کیا اور يَدُودُونَ، سے اس کی
 تفسیر کی یعنی ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔ بعض نے وَدُودُونَ سے تفسیر کی ہے۔
 قوله نَفَسْتُ، اس سے اس آیت کریمہ : إِذْ نَفَسْتُ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی
 تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نَفَسْتُ کے معنی ہیں ”رات کے وقت چرگئیں۔ عطاء نے ابن عباس
 رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب رات کے وقت چرواہے بغیر چر جائیں تو اہل لغت اس میں نَفَسْتُ کہتے ہیں
 اور جب دن میں چرواہے کہ بغیر چر جائیں تو أَهْمَلْتُ، کہتے ہیں۔ ابن مردودہ نے کہا یہ کہنتی پکے ہوئے انگور تھے،
 قوله يُصْبَحُونَ، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَا هُمْ مِتَّا يُصْبَحُونَ، کی طرف اشارہ کیا پھر
 يَمْنَعُونَ، سے اس کی تفسیر ابن عباس اور مجاہد نے لَا يَنْصَرُونَ سے تفسیر کی ہے۔

قوله أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ قَائِدَةٌ، اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ قَائِدَةٌ
 وَأَنَّا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُون، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا تمہارا ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا
 پروردگار ہوں تم میری عبادت کرو !

قوله حَصَبٌ، اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ قَائِدَةٌ وَأَنَّا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُون
 کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا تمہارا ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری عبادت کرو !

وَقَالَ غَيْرُهُ أَحْشُوا تَوَقُّعُوهُ مِنْ أَحْسَبْتُمْ خَامِدِينَ هَامِدِينَ حَصِيدٌ
مُسْتَاَصِلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لَا يَسْتَحْسِرُونَ لَا يُعَيُّونَ
وَمِنْهُ حَسِرٌ وَحَسِرْتُ بَعِيرِي عَمِيقٌ بَعِيدٌ نَكَسُوا رُءُوسَهُمْ صُنْعَةُ لُبُوسٍ

قوله حَصِيدٌ اس سے اس آیت کریمہ "إِثْمُكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصِيدٌ جَهَنَّمَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں حکم نہ بے کہا یہ لفظ حبشی یعنی حَطَب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر "اصنام" بتوں سے کی ہے جن کے ساتھ دوزخ کی آگ بھڑکے گی، علامہ قسطلانی نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو کافروں نے کہا ہم عیسیٰ اور عزریر "علیہما السلام" جو اللہ کے پیغمبر ہیں کی عبادت کرتے ہیں۔ لہذا وہ بھی دوزخ میں ہوں گے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی قوم کی زبان سے جاہل ہو کلمہ "ما" غیر ذی العقول سے خاص ہے۔ یعنی اس جگہ اصنام ہی مراد ہیں۔

قوله قَالَ غَيْرُهُ آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اس آیت کریمہ: فَلَمَّا أَحْشَوْا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ أَحْشَوْا بمعنی تَوَقَّعُوا ہے، یعنی جب انھوں نے ہمارا عذاب پایا تو وہ سارے اپنے گاؤں سے باہر نکل آئے۔ لغت میں رکض کے معنی ہیں جانور کا پاؤں مارنا۔ قوله خَامِدِينَ اس سے اس آیت کریمہ "حَتَّى جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ" کی طرف اشارہ کیا اور ہمود کے معنی ہیں آگ کی حرارت کو سمجھا دینا، نیز ماہد اس زمین کو کہتے ہیں جس میں نباتات نہ ہو خشک گھاس کو بھی ماہد کہتے ہیں اور حَصِيد کے معنی ہیں۔ جڑ سے اکھاڑنا۔ واحد، تثنیہ اور جمع پر حَصِيد کا اطلاق ہوتا ہے۔ قوله لَا يَسْتَحْسِرُونَ اس سے اس آیت کریمہ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَا يُعَيُّونَ سے کی یعنی وہ اس کی عبادت کرنے میں تکبر نہیں کرتے اور نہ اس سے عاجز ہوتے ہیں۔ عاجز آدمی کو حَسِير کہتے ہیں کہا جاتا ہے۔ "حَسِرْتُ بَعِيرِي" میں نے اپنے اونٹ کو عاجز کر دیا۔

قوله عَمِيقٌ اس سے اس آیت کریمہ "مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ عَمِيقٌ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "بعید" سے کی یعنی ہر دور کے راستہ سے آئیں گے۔ قوله نَكَسُوا اس سے اس آیت کریمہ: نَكَسُوا عَلَى رُءُوسِهِمْ کی طرف اشارہ کیا۔ اور رُءُوسًا سے اس کی تفسیر کی یعنی انھوں نے شرمندگی سے اپنے نیچے کر لئے۔ ثعلبی نے کہا وہ حیران رہ گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ بت بول نہیں سکتے اور نہ کچھ پکڑ سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "وَنَكَسْتُهُ"۔

الدَّرُوعُ تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمُ اخْتَلَفُوا الْحَسِيسُ وَالْحِجْسُ وَالْجَرَسُ
وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ إِذْ تَأْكُ أَعْلَمْنَاكَ أَذُنُكُمْ
إِذَا أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ عَلَى سَوَاءٍ لَمْ تَعْذِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَعَلَّكُمْ

میں نے اُوپر کو نیچے کر دیا بعض نے کہا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کرنے سے پھر گئے،
قوله صُنْعَةُ لَبُؤْسٍ، اس سے اس آیت کریمہ ”وَعَلَّمْنَاكَ صُنْعَةَ لَبُؤْسٍ لَّكُمْ“ کی
طرف اشارہ کیا اور اس کی زرہ سے تفسیر کی یعنی میں نے داؤد علیہ السلام کو زرہ میں بنانی سکھائیں ”عرب
مطلق اسلحہ پر اطلاق کرتے ہیں، لیکن اس مقام میں اس سے زرہ مراد ہیں۔

قوله تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمُ، اس سے اس آیت کریمہ ”وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمُ بَيْنَهُمْ كُلُّ
الْيَنَارِ أَجْعُونَ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اخْتَلَفُوا سے کی، ”یعنی انہوں نے دین میں اختلاف
کیا اور اس میں کئی فرقے بن گئے وہ سب ہماری طرف رجوع کریں گے ہم ان کو ان کے اعمال کے سبب
جزا دیں گے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا اور یہودی، نصاریٰ، مجوسی اور مشرک بن گئے،“
قوله الْحَسِيسُ اس سے اس آیت کریمہ ”لَا يَسْمَعُونَ حَيِّثُهَا“ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی جس وقت جنت
میں اپنے بلند مقامات پر آئیں گے یا دوزخ سے باہر آئیں گے تو ہلکی آواز نہیں سنیں گے، ”حَسِيسٌ، حَسْنٌ، جَرَسٌ
اور ہمس ہم معنی ہیں ان چاروں کے معنی ”صوتِ خفی“ ہیں ہلکی سی آواز،“

قوله إِذْ تَأْكُ، اس سے اس آیت کریمہ ”قَالُوا إِذْ تَأْكُ مَا مِنَّا مِنْ شَيْءٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور
اس کی اَعْلَمْنَاكَ، سے تفسیر کی، ”لیکن یہ آیت اس سورت میں نہیں بلکہ سورہ حم فصلت، میں ہے اور فَإِنْ
تَوَلَّوْا فَقُلْ أَذُنُكُمْ عَلَى سَوَاءٍ“ کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے۔ اور اَعْلَمْتَهُ الْوَحْيُ، سے اس
کی تفسیر کی یعنی جس وقت تو اس کو خبردار کرے تو اس اعلام میں تم اور وہ برابر ہو۔ اور کوئی بھی دھوکہ اور
غدر نہ کر سکے گا۔

قوله لَعَلَّكُمْ تَسْأَلُونَ، اس سے اس آیت کریمہ ”وَلَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَى مَا أُتْرِفْتُمْ
فِيهِ وَمَسَاكِينَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْأَلُونَ“ کی طرف اشارہ کیا اور تَسْأَلُونَ، کی تفسیر تَفْهَمُونَ، سے کی، ”یعنی اُو
نہ بھاگو اور لوٹ کر جاؤ ان آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شائد تم سے پوچھنا ہو۔
قوله إِنْ رِئْضِي، اس سے اس آیت کریمہ ”يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا
لِمَنْ ارْتَضَى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر رِئْضِي، سے کی یعنی وہ

تُسَلُّونَ تَقْتَهُونَ اِرْتَضَى رَضِيَ التَّمَاثِيلُ الْأَصْنَامُ السَّجِلُ الصِّيفَةُ

بَابُ قَوْلِهِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ

۴۴۲۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْمُخَيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٍ مِنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔ مجاہد نے کہا جس سے اللہ راضی ہو۔
قوله التَّمَاثِيلُ، اس سے اس آیت کریمہ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی "أَصْنَام" سے تفسیر کی تَمَاثِيلُ تمثال کی جمع ہے۔ یہ اس شے کا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مشابہ کوئی شے بنائی جائے۔ یہ تَمَثَّلُ الشَّيْءِ بِالشَّيْءِ سے ماخوذ ہے جبکہ ایک شے کو دوسری سے مشابہت دی جائے۔

قوله السَّجِلُ، اس سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السَّجِلِ لِلْكُتُبِ کی طرف اشارہ کیا اور کہا سَجِلُ بمعنی صحیفہ ہے یعنی جس روز ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سَجِلُ فرشتہ نامہ اہمال کو لپیٹتا ہے۔

بَابُ كَأَرْشَادِ اللَّهِ تَعَالَى جَيْسَ هُمْ نَظَرُوا فِيهِ

لَوْ تَأَمَّلْتُمْ لَإِذَا كُنْتُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرِّينَ ثُمَّ تُنْقَذُونَ

یعنی جس طرح ہم نے لوگوں کو ان کی ماؤں کے پیٹوں میں برہنہ پیدا کیا ان کے پاؤں، جسم برہنہ تھے اور وہ بے ختنہ تھے قیامت کے روز اسی طرح ان کی قبروں سے نکالیں گے جیسے ان کو پانی سے پیدا کیا تھا۔
زمین سے اسی طرح پھر پیدا کریں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۴۴۲۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور فرمایا تم اللہ کے حضور اس حال میں اٹھائے

جاؤ گے کہ تمہارے پاؤں اور بدن ننگے ہوں گے اور ختنے نہ کئے ہوں گے جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اس طرح لوٹائیں گے۔ ہمارا وعدہ ہے ہم اسے ضرور پُورا کریں گے۔ پھر قیامت میں سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا۔

قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مُحْشُودُونَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
عُرَاةٌ غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعُدَّا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ثُمَّ إِنَّ
أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا أَنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ
ذَاتُ الشِّمَالِ فَاذْكُورُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ لَا تَدْرِي مَا أَحَدٌ ثَوَابُكَ فَاذْكُورُ
كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا أَمَا دُمْتُ إِلَى قَوْلِهِ شَهِيدٌ فَيُقَالُ
إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُتَدِينِينَ إِلَى اخْتِفَائِهِمْ مِنْذُ فَارَقْتَهُمْ

وہ ابراہیم علیہ السلام میں۔ خبردار! میری امت سے چند لوگ ملائے جائیں گے ان کو بائیں جانب پکڑا جائے گا۔
(ان کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا) تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں (مجھ پر ایمان
لائے تھے) کہا جائے گا آپ نہیں جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا پیدا کیا تھا (آپ کے بعد مرتد ہو گئے
تھے) پس میں کہوں گا جیسے عبد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا۔ میں ان کا نگہبان تھا جب تک
میں کا تھا الخ۔ پس کہا جائے گا یہ لوگ اپنی ایڑھیوں کے بل پھر گئے تھے جب سے آپ ان سے جدا ہوئے تھے
منروح : حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس اس لئے

۴۴۴۴

پہنایا جائے گا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد
میں اور آپ کی شرافت پداری کے باعث تمام نبیوں سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائے گا۔ اور یہ کہنا بھی درست
ہے کہ ان کو مزدکی آگ میں برہنہ پھینکا گیا تھا۔ اس کی جزاء کے طور پر آپ کو سب سے پہلے لباس پہنایا جائیگا
بعض علماء نے کہا عمومی کلام سے متکلم خارج ہوتا ہے۔ لہذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابراہیم علیہ السلام کو جزوی
فضیلت بھی حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ آپ متکلم میں اور مذکور عموم سے خارج ہیں تو معنی یہ ہوتا ہے کہ سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ساری مخلوق سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا،

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے تھے وہ دور دراز
کے بدو لوگ ہیں جو قتل و غارت کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے۔ اسی لئے رجالؑ، فرمایا اس سے ان کی تذلیل
اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ مرتد
ہو گئے تھے وہ دور دراز کے بدو لوگ ہیں جو قتل و غارت کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے۔ اسی لئے رجالؑ، فرمایا
اس سے ان کی تذلیل اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

سُورَةُ الْحَجِّ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ الْمُحَبِّتَيْنِ الْمُطَمِّتَيْنِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي أُمْنِيَّتِهِ إِذَا
حَدَّثَ أَلْفَى الشَّيْطَانِ فِي حَدِيثِهِ فَيُبْطِلُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ
آيَاتِهِ وَيَقَالُ أُمْنِيَّتُهُ قِرَاءَتُهُ إِلَّا أَمَانِي يَقْرُونَ وَلَا يَكْتُبُونَ وَقَالَ
مُجَاهِدٌ مَشِيدٌ بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ يَسْطُونَ يَفْرِطُونَ مِنَ السَّطْوَةِ
وَيَقَالُ يَسْطُونَ يَبْطِشُونَ وَهَذَا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ أَلِهُمَّ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِسَبَبِ تَحْبُلٍ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ تَذْهَلُ تَشْغَلُ

نے کہا یہ مرتد ہونے والے لوگ مؤلفۃ القلوب ہیں جو مال و دولت کی لالچ میں مسلمان ہوئے تھے معاذ اللہ
وہ لوگ ہرگز مراد نہیں جو ہر وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے تھے اور ایمان
میں کامل و اکمل تھے اُن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا چنانچہ قرآن میں ہے۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، خصوصاً عشرہ مبشرہ جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جس کو ذرہ سی عقل حاصل ہو وہ ہرگز یہ گمان نہ کرے گا البتہ
وہ شخص ایسا وہم کر سکتا ہے جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو؛ کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق
میں یہ گمان کرنا نبوت کی تکذیب اور توہین و امانت ہے اور دین اسلام کی خرابی کا باعث ہے کیونکہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت نبوت میں پوری کوشش کر کے دین اسلام کی تکمیل کی اور اس آیت کریمہ: الْيَوْمَ
اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَمَتْ عَلَيْكُمْ رَحْمَتِي سے اس پر مہرِ ثبوت کی واللہ الہادی

سُورَةُ الْحَجِّ

اس سورت کے نزول کے زمانہ میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے کہا
کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا اس کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ قتادہ نے کہا یہ سورت مکی

ہے۔ ان سے ایک روایت یہ ہے کہ چار آیات کے سوا یہ سورت مذنیہ ہے۔ عطاء نے تین آیات مستثنیٰ کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے ”هَذَا اِنْ خَصَّامَانِ“، مہربن سلامہ نے کہا قرآن کریم کی سورتوں میں سے یہ عجیب سورت ہے کہ اس میں کچھ آیات مکی، مدنی، سفری، حضری، حرابی، سلمیٰ، یثربی، مہارسی اور ناسخ و منسوخ ہیں اس کی ۹۸ آیات ہیں“ (یعنی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سفیان بن عیینہ نے بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ کی تفسیر میں کہا جو اللہ کے حکم سے مطمئن ہیں۔ بعض نے کہا جو تابعین ہیں۔ بعض تو اضع کرنے والوں سے تفسیر کی ہے۔ بعض نے ڈرنے والوں سے کی، یہ اِخْبَات و خُت سے ماخوذ ہے اس کے معنی نیچی زمین کے ہیں۔

قوله قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَمْدُ لِعَنِیْ حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے اس آیت کریمہ: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنَّیَ اَلْفِی الشَّیْطٰنُ فِیْ اٰمَنَیَّتِہِمْ کی تفسیر میں کہا جب آپ نے بات کی تو آپ کی بات میں شیطان نے کچھ کلمات ڈال دیئے تو اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے کلمات کو باطل کرتا ہے اور اپنی آیات کو مستحکم کرتا ہے۔ اس کی تفسیر میں مفسرین نے بہت کچھ کہا ہے۔ تطویل کے خوف سے ہم صرف سب سے بہترین تفسیر ذکر کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اور اثناء تلاوت کے سکتے میں آپ کے کلمات کے مشابہ یہ نغمہ سرائی کی جس کو قریب والے لوگوں نے سنا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام گمان کیا اور اسے مشہور کر دیا چنانچہ ابن ابی حاتم، طبری، اور ابن منذر نے شعبہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورہ نجم کی تلاوت کی جب آپ اس آیت کریمہ: اَفَرَأٰیئْتُمُ اللَّوٰتِ وَالْعُزٰی وَفَسَاةَ الثَّالِثَةِ الْاُخْرٰی کی تلاوت کی۔ تو شیطان نے آپ کی آواز کے مشابہ یوں نغمہ سرائی کی ”تِلْكَ الْغَرٰیئِقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَہُمْ لَتَرْجٰی“ اور مشرکوں کے کانوں میں اس کا انقباء کیا وہ اسے بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ہمارے بتوں کا ذکر کیا ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کہا جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے آخر میں سجدہ کیا تو آپ کی پیروی کرتے ہوئے مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب صورت حال حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ذکر کی تو آپ کو غم لاحق ہوا تو آپ کی تسلی اور اطمینان خاطر کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ یہ قبیح کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر سہوا جاری ہو گئے تھے۔ قاضی بیضاوی نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا یہ کلام مردود ہے۔ محققین نے اسے قبول نہیں کیا۔ قاضی عیاض نے کہا اس کو کسی نے نکتہ سند سے ذکر نہیں کیا۔ ابن عربی نے کہا یہ اور اس طرح کے دوسرے کلمات باطل ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں۔

شیخ نور الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ بات واضح تریہ ہے جو حدیث کے ماہرین نے کہا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظیم منصب کے یہی لائق ہے۔ اس پر اُمت کا اجماع ہے اور قطعی حجت قائم ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کی زبان شریف پر سہوا یا خطا باطل کلام جاری ہو اور شیطان نے آپ کی لسان مقدس پر تصرف کیا ہو۔ نظر صحیح اور عقل سلیم کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ آپ کی زبان شریف پر ایسا کلام جاری ہونا محال ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کے قریب موجود تھے ان پر یہ بات ہرگز مخفی نہ رہتی۔ واللہ الموفق۔

قریبت ال، یعنی کہا جاتا ہے کہ اُمّیہ کے معنی قرأت میں اور اِذَا تَمَنَّى، بمعنی اِذَا تَلَا ہے۔
 قوله اِلَّا اَمَانِي اس سے اس آیت کریمہ جو سورہ بقرہ میں ہے ”وَمِنْهُمْ اٰمِنُوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّا اَمَانِي“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کو بطور استشہاد یہاں ذکر کیا کہ اِلَّا اَمَانِي، کے معنی اِلَّا مَا يَقْرَءُوْنَ، ہیں۔ اور تمہنی بمعنی قرأت ہے۔

قوله مَشِيد، اس سے اس آیت کریمہ : وَيَبْرُ مَعْطَلَةً وَقَصِير مَشِيد، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا گچ کٹے ہوئے محل، جس گچ کا مُعَرَّب ہے۔ جوہری نے کہا: شَادَ يَشِيدُ شِيدًا، بمعنی جَصَفْتُهُ، میں نے اس کو گچ کیا، قاده ربيع اور ضحاک نے کہا مَشِيد بمعنی طویل ہے۔ ضحاک نے روایت کی کہ یہ حضرموت شہر میں ایک کنواں تھا۔ جس کا نام حاضورا تھا۔

حضرموت کا واقعہ

اس شہر کے چار ہزار آدمی حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے جب انھوں نے دشمنوں کی تکالیف سے نجات پائی تو حضرت موت آگئے۔ اُن کے ساتھ صالح علیہ السلام بھی تھے جب وہاں آئے تو صالح علیہ السلام وفات پاگئے اس لئے اس کا نام حضرت موت رکھا گیا، کیونکہ جب صلح علیہ السلام فوت ہوئے تو لوگوں نے حاضورا (کنواں) بنایا اور وہ اس کنوئیں پر بیٹھ گئے انھوں نے اپنا ایک امیر بنالیا جسے جلس بن جلاس بن مؤید کہا جاتا تھا اور اس کا وزیر سخاریب بن سوادہ کو بنایا اور وہ بہت عرصہ وہاں رہے اور ان کی اولاد ہوئی۔ حتیٰ کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی پھر انھوں نے بت پرستی شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس حنظلہ بن صفوان پیغمبر بھیجا اس کو انھوں نے بازار میں شہید کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا تو اُن کا کنواں بیکار ہو گیا اور مضبوط محلات تباہ و برباد ہو گئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کتنی ہی بستیاں ہم نے کھپا دیں کہ وہ ستمگار تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھسی پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے ہیں اور کتنے محل گچ کٹے ہوئے۔

قوله يَسْطُوْنَ، اس سے اس آیت کریمہ : يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ،

بَابُ قَوْلِهِ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى

۴۴۲۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا
الْوَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ
يَقُولُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَا آدَمُ يَقُولُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَنَادِي

کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد کے غیر نے کہا کہ یُسْطُونُ بمعنی یُفْرَطُونُ ہے جو کوئی جلدی کرے اور
حد سے بڑھ جائے تو اسے کہتے ہیں ”فَوْطٌ عَلَيْهِ“، یُسْطُونُ، سطوہ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت
پکڑنا، یعنی قریب ہے کہ کافر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب پر سخت غصہ کرتے اور
ان کی طرف بڑے ہاتھ اٹھاتے۔

قوله يقال، اس کا قائل فراء ہے یُسْطُونُ بمعنی یُسْطُونُ ہے۔ کیونکہ مشرکین قریش جب کسی مسلمان
کو سُنتے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے تو وہ اس کو پکڑنے کے قریب ہو جائے۔
قوله وَهَذَا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ، یعنی اہل جنت کو قرآن کا الہام کیا گیا یہی طیب قول ہے
قوله بِسَبَبٍ، اس سے اس آیت کریمہ: فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لِيَقْطَعْ کی طرف
اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”بسبب“ کی تفسیر کی کہ وہ اپنے گھر کی چھت سے رسی باندھے پھر
گلا گھونٹ کر مر جائے۔

قوله تَذْهَلُ، اس سے اس آیت کریمہ: يَوْمَ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی
تُشْغَلُ سے تفسیر کی۔ کہا جاتا ہے۔ ذَهَلْتُ عَنْ كَذَا، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى تَوَلَّوْا كُوفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مست دیجھے گا وہ مست نہ ہوں گے

۴۴۲۵۔ ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں اے اللہ! میں تیرے حضور کھڑا ہوں!
اور بار بار کھڑا ہوں، یعنی لیک و سعدیک کہیں گے انہیں بلند آواز سے ندا کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ تجھے

بَصُوتٍ إِنَّ اللَّهَ بِأَمْرِكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعَثَ إِلَى النَّارِ قَالَ
يَا رَبِّ وَمَا بَعَثَ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أَلْفٌ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَ
تِسْعِينَ فَيُخَذُّونَ تَصْنَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيُشَيَّبُ الْوَلِيدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى
وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى
تَغَيَّرَتْ وَجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَا جُوجَ
تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ
كَالشَّعْرَةِ السُّودَاءِ فِي جَنْبِ الثُّورِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ
فِي جَنْبِ الثُّورِ الْأَسْوَدِ فَإِنِّي لَأُرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَتَبْنَا
ثُمَّ قَالَ شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَتَبْنَا وَقَالَ أَبُو سَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ
سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ
وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مَعَاوِيَةَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى

حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد سے ایک جماعت دوزخ کی طرف نکال دینا یا ہر ہزار سے میرا خیال ہے کہ
فرمایا "نوسو ننانوے آدمی" اس وقت حاملہ عورت حمل وضع کر دے گی اور نوزائیدہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے
اور تو لوگوں کو مست دیکھے گا وہ مست نہیں ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا تو لوگوں پر یہ بہت شاق
گنہِ احمق کہ ان کے چہرے متغیر ہو گئے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا جوج ماجوج سے نوسو ننانوے آدمی میں سے
ایک ہوگا۔ پھر تم ان لوگوں میں جو وہاں حاضر ہوں گے۔ مثل ایک سیاہ بال کے ہو گئے جو سفید گائے کے پیلو
میں ہوتا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کی چوتھائی ہو گے ہم نے اللہ کی تکبیر کہی۔ پھر فرمایا تم اہل جنت
کے نصف ہو گے تو ہم نے اللہ اکبر کہا۔ ابو سَامَةَ نے اعمش سے روایت کی۔ تَرَى النَّاسَ وَمَا هُمْ
بِسُكَارَى "یعنی ابو سَامَةَ نے کہا ہر ہزار سے نوسو ننانوے "جریر، عیسیٰ بن یونس اور ابو معاویہ نے سُكَارَى
وَمَا هُمْ بِسُكَارَى "پڑھا ہے"

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”ربع“

ثلث اور نصف فرمایا حالانکہ یہ تینوں اعداد باہم مخالف ہیں اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح ظاہر ہوئے ہوں اور قال ”جوزی“ سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کی تین اشخاص نے اعمش سے روایت کی ہے اور لفظ ”سکاری“ اور لفظ ”سکری“ میں مخالفت کی ہے اور مفرد صیغہ ذکر کیا جمع ذکر نہیں کیا، اسی جزء کے اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ تم اہل جنت کی چوتھائی تہائی اور نصف ہو گے۔ یہ خطاب اس وقت موجود صحابہ کرام سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ حاضرین کو غائبین پر اور مردوں کو عورتوں پر غلبہ دے کر فرمایا اور یہ باب تغلیب سے ہے جیسے سورج اور چاند کو قرین کہتے ہیں لیکن ابتداء اسلام سے قیامت تک ساری امت مرحومہ مراد ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ اس امت کے لوگ درجات اور کمال مراتب کے اعتبار سے تین جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت حق تعالیٰ کے مقربین کی ہے جو اس کے حضور خواص ہیں۔ دوسری متقی نیک اور علماء کی جماعت ہے اور تیسری جماعت عام مومنین ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کے اعتبار سے چوتھائی اہل جنت فرمائی ہو اور تہائی دوسری جماعت کے اعتبار سے اور نصف عام اہل اسلام کے لحاظ سے فرمایا ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ میری امت جنت میں تمام امتوں سے زیادہ ہوگی۔ لہذا ان دونوں حدیثوں میں مخالف پائی جاتی ہے۔ نیز یہ دونوں حدیثیں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ **ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَ قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ** کے مخالف ہیں کیونکہ اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا جاتا ہے کہ **قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ** سے مراد امت محمدی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا اہل جنت کا نصف ہونا جبکہ اس میں انبیاء کرام اور رسل عظام اور پہلی ساری امتیں ہیں اس کے مخالف نہیں کیونکہ اکثریت پہلی امتوں کے اعتبار سے ہے مجموعہ امتین اور انبیاء کے اعتبار سے نہیں۔

نیز علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ **ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ** سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام امتوں کے مقربین ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی امتوں کے سابق اور مقرب لوگ امت محمدی سے زیادہ ہوں اور اس امت کے پیروکار پہلی نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہو۔ لہذا حدیث اور آیت کریمہ میں بھی مخالفت نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

(حدیث ۳۱۳۲ کی شرح بھی دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْبِدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ
شَكٍّ فَإِنَّ أَضَابَهُ خَيْرٌ لِطَهَانٍ بِهِ وَإِنْ أَضَابَتْهُ فِتْنَةٌ أَلْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ
خَيْرٌ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَى قَوْلِهِ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ أَتْرَفْنَاهُمْ
وَشَعْنَاهُمْ ۝ ۴۴۶ ۝ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْبِدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ كَانَ الرَّجُلُ
يَعْتَدُّ الْمَدِينَةَ فَإِنْ وَلَدَتْ امْرَأَةً غُلَامًا وَفُتِحَتْ خَيْلُهُ قَالَ هَذَا دِينٌ
صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدْ امْرَأَةً وَلَمْ تَنْتِجْ خَيْلَهُ قَالَ هَذَا دِينٌ سَوْعٍ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى بَعْضُ لَوْكٍ شَكٍّ فِي **اللَّهِ كِي عِبَادَتِ كَرْتِي فِي**

اگر اسے نفع ہو تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر نقصان ہو تو منہ کے بل پھر جاتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں خسارے میں ہے ۔ " أَتْرَفْنَاهُمْ " ہم نے ان کو نعمتیں دیں اور وسعت دی ۔

مجاہد سے روایت ہے کہ حرف بمعنی شک ہے ۔ عطیہ نے ابو سعید سے روایت کی کہ ایک یہودی مسلمان ہو گیا اس کے اسلام لانے کے بعد اس کی بصارت جاتی رہی مال ضائع ہو گیا اور اولاد فوت ہو گئی اس نے اسلام کو منہ بس جانا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میری بیعت کو ختم کر دیں اور عقد مسلمانی دُور کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ عقد مسلمانی دور نہیں کیا جاتا اسہم گناہوں کو دُور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگار دُور کرتی ہے تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی قَوْلُهُ أَتْرَفْنَاهُمْ بِمَعْنَى وَشَعْنَاهُمْ ہے ۔ یہ سورۃ مؤمنین

بَابُ قَوْلِهِ هَٰذَا نِ حُصَمَاءُ اخْتَصَمُوا فِي رَيْبِهِمْ
 ۴۴۲۷۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا
 أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مُجَلِّزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ كَانَ يَكُنِيهِمْ
 فِيهَا أَنَّ هَٰذِهِ الْآيَةَ هَٰذَا نِ حُصَمَاءُ اخْتَصَمُوا فِي رَيْبِهِمْ نَزَلَتْ فِي حَمْرَةَ
 وَصَاحِبَتَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَتَيْهِ يَوْمَ بَرَدُوا فِي يَوْمٍ بَدَرُوا لَا سُفِينُ
 عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ
 عَنْ مُجَلِّزٍ قَوْلَهُ

کی آیت ہے۔ اس جگہ سہو قلم سے لکھی گئی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !
 ترجمہ ۱ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا بعض لوگ
 شک میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کوئی آدمی مدینہ منورہ
 آتا اگر اس کی بیوی لڑکے کو جنم دیتی اور اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو کہتا یہ اچھا دین ہے۔ اگر اس کی بیوی کے
 لڑکا پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو کہتا یہ دین بُرا ہے۔
 شرح : نَحْتُ صِغَةُ مُجْهُولٍ ہے۔ کہا جاتا ہے : نَحْتُ النَّاقَةِ فَهِيَ مُسْتَوْجِبَةٌ
 جیسے کہا جاتا ہے : نَحْتُ الْمَرْءِ وَهِيَ مُنْفُوسَةٌ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى يَهُ دُوْكَرُوْهُ فِي جَنِّهٖوْنَ
 اپنے رب کے دین میں جھگڑا کیا،

۴۴۲۷۔ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ
 آیت کریمہ هَٰذَا نِ حُصَمَاءُ الْآيَةِ، یہ دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے دین میں مخالفت کی حمزہ اور
 ان کے دو ساتھیوں علی بن ابی طالب، عبیدہ بن حارث اور ان کے مقابل قتیبہ اور اس کے دو ساتھیوں حبیبہ
 اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس روز اُنھوں نے بدر کی جنگ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا

۴۴۲۸ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ
سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَلْزَعٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَخْشَوْهُ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ قَيْسٌ
وَفِيهِمْ تَوَلَّكَ هَذَانِ خَصَمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَيْبِهِمَا قَالَ هُمَا الَّذِينَ بَارَزُوا
يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعَبِيدَةُ وَشَيْبَةُ ابْنُ رِبْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رِبْعَةَ
وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ

اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے روایت کیا اور عثمان بن ابی شیبہ جو برہنہ عبد الحمید سے آنکھوں نے منصور
ابن معمر سے آنکھوں نے ابو ہاشم سے آنکھوں نے ابو مجلز سے اس کا قول ذکر کیا یعنی یہ ابو مجلز کا قول ہے
اور اس پر موقوف ہے (حدیث علی کی شرح دیکھیں)

۴۴۲۸ — ترجمہ : علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنکھوں نے
کہا میں پہلا شخص ہوں جو قیامت کے دن اللہ کے سامنے
خصومت کے لئے دوڑاؤ بیٹھے گا۔ قیس نے کہا ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ قیس نے
کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کے روز مبارزت کی (مقابلہ کیا) وہ علی، حمزہ اور عبیدہ اور شیبہ
ابن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

۴۴۲۸ — شرح : پہلے تین مسلمان اور دوسرے تین کافر ہیں جو ان کے
قریبی تھے۔ طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی کہ یہ آیت کریمہ اہل کتاب اور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی اور حسن کے
طریق سے بیان کیا کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد کے طریق سے روایت کی کہ یہ
مومن اور کافر کا بعثت میں جھگڑا ہے۔ لیکن یہ کوئی منافات نہیں کیونکہ اگر کوئی آیت کریمہ
کسی سبب نازل ہو تو اس قسم کے اور اسباب میں اس کا نازل ہونا ممتنع نہیں (یعنی)
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورشولہ الاعلیٰ اعلم !

سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَبْعَ طَرَائِقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ لَهَا سَابِقُونَ سَبَقَتْ لَهُمُ
السَّعَادَةُ قُلُوبُهُمْ وَجِلَّةٌ خَالِفِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِيَ هَمَاتٌ هَمَاتٌ بَعِيدٌ لِعَيْدٍ
فَسَّئِلُ الْعَادِيْنَ الْمَلَائِكَةُ لَنَّا كَيُونُ لَعَادِلُونَ كَالْحَيَوْنَ عَالِسُونَ مِنْ سُلَالَةٍ
الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ وَالْجَنَّةُ وَالْجَنُونَ وَاحِدٌ وَالْغُثَاءُ الزَّيْدُ وَمَا
ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ

سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

یہ سورت مکی ہے اس کی آیات ۱۱۸ اور ایک سو اٹھارہ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله سَبْعَ طَرَائِقَ، اس سے اس آیت کریمہ: ”وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ“ کی طرف اشارہ کیا اور سُفیان بن عُیَیْنہ نے سَبْعَ طَرَائِقَ کی تفسیر سات آسمانوں سے کی۔ سات آسمانوں کو سات طریق کہا کیونکہ یہ ایک دوسرے پر ہیں اور ہر ایک طریق ہے۔ ہر وہ شئی جو دوسری شئی کے اوپر ہو عرب اس کو طریق کہتے ہیں۔

قوله لَهَا سَابِقُونَ، اس سے اس آیت کریمہ: ”أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ“ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر: سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ، سے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ازل میں اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدّم میں سعادت اور نیک بختی کر دی ہے اس لئے یہ نیک کاموں کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ قوله قُلُوبُهُمْ وَجِلَّةٌ اس سے اس آیت کریمہ: ”وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَّةٌ“ اَتَهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ“ کی طرف اشارہ کیا اور وَجِلَّةٌ کی تفسیر خالِفین سے کی، اور وہ جو دیتے ہیں جو

کچھ دین اور اُن کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سُود دکھایا چوری کی وہ اس حال کے باعث اللہ سے ڈرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ یہ وہ لوگ جنہوں نے نماز روزے کئے اس کے باوجود اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

قوله هَيَّاهَاتِ هَيَّاهَاتِ لِمَا تُوعَدُونَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر کی۔

قوله وَاسْأَلِ السَّائِلِينَ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَبِئْسَ مَا أُؤْتُونَ فَمَا سَئِلُ الْعَادِينَ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا عَادِينَ ”فرشتے ہیں“، ثعلبی نے کہا یہ فرشتے وہ ہیں جو حفاظت پر مامور ہیں حساب و کتاب کے فرشتے ہیں ”یعنی وہ بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ تو گنتے والوں سے دریافت فرما۔“

قوله تَنكِصُونَ اس سے اس آیت کریمہ: وَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تَنكِصُونَ بمعنی تَسْأَلُونَ ہے۔ اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ اُلٹے قدم پھرتے ہیں۔

قوله لَنَّا كِبُؤُنَ اس سے اس آیت کریمہ: إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَّا كِبُؤُنَ کی طرف اشارہ کیا اور نَاكِبُونَ کی تفسیر عَادِ كُؤُن سے کی یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے پھرے ہوئے ہیں۔

قوله كَالْحُوتِ اس سے اس آیت کریمہ: نَلْفَهُمْ وَجُوهُمْ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالْحُوتِ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر غَابِطُونَ سے کی یعنی اُن کے چہروں کو آگ جلا دے گی اور وہ اس میں بُرے چہروں والے ہوں گے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا آگ اسے جلا دے گی اس کا اوپر کا ہونٹ اوپر کو چڑھ جائے گا اور سر کے درمیان چلا جائے گا اور اس کا سچلا ڈھبلا پڑ جائے گا اور ناف تک ٹٹک جائے گا۔

قوله مِنْ سُلَالَةٍ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ اور مجاہد کے غیر یعنی ابو عبیدہ نے کہا سُلَالَة وَلَد ہے نطفہ بھی سُلَالَة ہے۔ عرب مرد کے نطفہ اور اس کے وَلَد کو سُلَالَة اور سلیلہ کہتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سُلَالَة کی تفسیر وَلَد سے کیسے صحیح ہے؟ کیونکہ انسان وَلَد سے نہیں بلکہ امر بالعکس ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وَلَد سُلَالَة کی تفسیر نہیں بلکہ وَلَد مبتدا اور سُلَالَة خبر ہے یعنی سُلَالَة وہ ہے جو کسی شئی سے باہر آئے جیسے وَلَد اور نطفہ انسان سے باہر آتے ہیں۔

قوله وَالْجَنَّةُ اس سے اس آیت کریمہ: أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی

بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ مِّمَّنْ قَرَأْنَا وَقَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ تَلْفِيفٌ
بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ فَإِذَا جُمِعْنَاهُ فَلَا فَنَاءَ فَاَتَّبِعْ

بادلوں کے درمیان سے نکلتی ہے، ”خلل“ بارش کی جگہ اور ودق بارش ہے۔
قوله مِّنَّا بَرَقِهِ ”اس سے اس آیت کریمہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَءُوا الْقُرْآنَ إِلَّا جَمَعًا“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ضیاء سے کی، ”یعنی اس کی شدت چمک نظروں کو ملے جاتی ہے۔“
قوله مِّنْ عَيْنَيْنِ ”اس سے اس آیت کریمہ : وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ“ کی طرف اشارہ کیا اور یَقَالُ سے یہ اشارہ کیا کہ مستحذی کو مذعن کہتے ہیں۔ یعنی اگر ان کے لئے حق ہو تو وہ عاجزی کرتے ہوئے اس کی طرف آتے ہیں۔ جوہری نے کہا یہ سرع کے معنی میں ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے سَخَذَتِ النَّاقَةُ تَحْذِيًی یعنی اونٹنی تیز دوڑی، ”مذعن“ اذعان بمعنی اسراع سے ہے۔ زجاج نے کہا اذعن لی بحقیقی، ”جو میں اس سے چاہتا تھا اس میں میری موافقت کی اور اس کی طرف تیز چلا۔“

قوله اَشْتَاتًا ”اس سے اس آیت کریمہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوا جَمِيعًا وَاَشْتَاتًا“ کی طرف اشارہ کیا یعنی تم پر اکٹھے اور علیحدہ علیحدہ کھانے میں کوئی حرج نہیں اور شتی، شتات اور شت ہم معنی ہیں اور ان کا ماخذ ایک ہی ہے اگرچہ اشتات جمع اور شت مفرد ہے۔

قوله قال ابن عباس ”یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَنْزَلْنَاهَا بَيِّنَاتٍ لِّمَنْ فَرَضْنَاهَا“ اور ابن عباس کے غیر یعنی ابو عبیدہ نے کہا قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سورتیں جمع ہیں اور سورت کو سورت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دوسری سورت سے جدا ہے۔ جب بعض کو دوسرے بعض کے ساتھ ملایا جائے تو اس کا نام قرآن ہے۔ سعد بن عیاض ثمالی نے کہا ”مشکوۃ“ بمعنی طاغیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول : اِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ“ یعنی اس آیت میں جمع اور قرآن کے معنی ترکیب دینا اور بعض کو بعض آیات کے ساتھ ملانا ہے۔

قوله فاذا قرأناه ”یعنی جب ہم اس کو جمع کر دیں اور ایک دوسرے سے جوڑ دیں تو اس کے مضمون کی پیر کی کر دینی جو چیز اس میں جمع کی گئی ہے پس جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہ۔“ کہا جاتا ہے اس کے شعر کا قرآن نہیں یعنی اس کے شعر کی تالیف نہیں۔ قرآن کو فرقان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے جس عورت کے پیٹ میں بچہ جمع نہ ہو سکے اس کو کہا جاتا ہے۔ ”ما قرئت بسلاقط“ مادہ کے پیٹ میں ایک پردہ سا ہوتا ہے جس میں بچہ رکھا جاتا ہے اس کو ”سلا“ کہتے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قال سعد بن عیاض سے امام بخاری کے اس قول ”فِي بَطْنِهَا وَلَدًا“ تک قرآن کے معنی کا بیان ہے کہ وہ بمعنی جمع ہے۔

قُرْآنَهُ أَمَى مَا جُمِعَ فِيهِ فَأَعْمَلَ بِمَا أَمَرَكَ وَأَنْتَ عَمَّا نَهَاكَ اللَّهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشَعْرَةٍ
 قُرْآنٌ أَمَى تَأْلِيفٌ وَسُمِّيَ الْفُرْقَانُ لِأَنَّهُ يَفْرُقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ
 لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ سَلَى قَطٌّ أَمَى لَمْ يَجْمَعْ فِي بَطْنِهَا وَلَدًا وَقَالَ فَرَضْنَا هَا
 أَنْزَلْنَاهَا فِيهَا فَرَايَضَ مُخْتَلِفَةً وَمَنْ قَرَأَ فَرَضْنَاهَا يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ
 وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ أَوِ الْبَطْلُ الَّذِينَ لَمْ يُظْهِرُوا الْمَيْدَ رُؤَا
 لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ

بَابُ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَنْزَلَ جَهَنَّمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ
 إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ
 ۴۴۲۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا

قَالَ فَرَضْنَاهَا ، یعنی فَرَضْنَاهَا بِتَشْدِيدِ الرَّاءِ كَمَا مَعْنَى يَهْمُ يَهْمُ فِي قُرْآنِ فِي مُخْتَلَفِ فَرَائِضِ اور
 واجبات نازل کئے اور جس نے فَرَضْنَاهَا بِتَخْفِيفِ الرَّاءِ پڑھا ہے وہ فرض بمعنی قطع سے مشتق ہے۔ یعنی
 اللہ فرماتا ہے۔ ہم نے تم پر اور جو کوئی قیامت تک تمہارے بعد آئیں گے سب پر فرض کیا ہے۔
 قَوْلُهُ أَوَّلِي الْأَرْبَةِ ، اس سے اس آیت کریمہ : غَيْرِ أَوَّلِي الْأَرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ ، کی طرف اشارہ
 کیا اس کی تفسیر میں شعبی نے کہا أَوَّلِي الْأَرْبَةِ ، وہ آدمی ہے جن کو کوئی حاجت نہیں ان میں شہوت نہیں اور
 وہ تمہارے تابع رہتے ہیں تاکہ تمہارا بچا ہو اطعام پائیں ان کو عورتوں کی حاجت نہیں اور نہ وہ ان کو چاہتے ہیں
 قَوْلُهُ أَوِ الْبَطْلُ ، اس سے اس آیت کریمہ : أَوِ الْبَطْلُ الَّذِينَ لَمْ يُظْهِرُوا أَعْلَى عُودَاتِ النِّسَاءِ
 کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر لَمْ يَدْرِ الْخَمْسَةِ کی یعنی بچپن کی وجہ سے وہ عورتوں کی خواہش نہیں کرتے
 شعبی نے کہا بطل واحد اور جمع آتا ہے۔
 قَالَ مُجَاهِدٌ ، غَيْرِ أَوَّلِي الْأَرْبَةِ وہ ہیں جن کا مقصد صرف پیٹ ہے اور وہ احمق ہے۔ اس سے عورتوں
 کو کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ طاؤس نے کہا وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہیں (ان میں شہوت نہیں)۔

الْأَوَّلَى قَالَتْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ بِحَقِّ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوْمَيْرًا أَتَى عَاصِمَ
ابْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ
امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَتَلَهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلُّ بْنُ رَسُولٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ ذَلِكَ فَأَتَى عَاصِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ فِكْرَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلُ فَسَأَلَهُ عُوْمَيْرٌ فَقَالَ إِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوْمَيْرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهَى
حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوْمَيْرٌ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَتَلَهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ
يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ فِيكَ
وَفِي صَاحِبَتِكَ فَأَمْرُهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَلَأَعَنَةِ بِمَا سَمِعَ

بَابُ كَا اِرْتَادِ جُولُوكِ اِپْنِ بیویوں کو تہمت لگائیں
اور اُن کے سوا اُن کا کوئی گواہ نہ ہو !،

توان میں سے ایک کی گواہی یہ ہونی چاہیے کہ وہ
چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں،

۲۳۲۹ — ترجمہ : زہری نے سہل بن سعد انصاری سے روایت کی کہ عویمیر

عاصم بن عدی کے پاس آیا اور وہ (انصار کے قبیلہ) بنی عجلان کے سردار تھے اور کہا آپ اس شخص کے
بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے۔ کیا اس کو قتل کر دے؟ تو تم قصاصاً اس کو

اللہ فی کتابہ فلا عنہا ثم قال یا رسول اللہ ان حبسہا فقد ظلمتہا
 فطلقہا فكانت سۃ لمن کان بعدہما فی المتلاعنین ثم قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انظروا فان جاء ث بہ اثمہم اذ عجز العینین
 عظیمہم الا لیتین خذلہ الساقین فلا احسب عومیر الا قد صدق
 علیہا وان جاء ث بہ اثمہم کانه وحرۃ فلا احسب عومیر الا قد کذب
 علیہا فجاء ث بہ علی النعت الذی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من تصدیق عومیر فكان بعد نسب الی امہ

قتل کرو گے وہ کیا کرے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو۔ عاصم نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور پہلا کلام عرض کیا) جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالات کو اچھا نہیں جانتے تھے اور معیوب سمجھتے تھے۔ عومیر نے کہا بخدا! میں نہیں
 رکوں گا حتیٰ کہ اس مسئلہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں گا پس عومیر
 آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پکڑے یا اس کو قتل کر دے
 تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا وہ (اسے قتل نہ کرے) کیا کرے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں آیت نازل کی ہے اور ان دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا
 جو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے پس عومیر اپنی بیوی سے لعان کیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو
 اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا ہے اور اس کو طلاق دے دی پھر ان کے بعد یہ لعان کرنے والوں
 کا طریقہ جاری ہوا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھو! اگر اس نے سیاہ فام
 بچہ کو جنم دیا جو سیاہ آنکھوں والا بڑے بڑے سرینوں والا اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا ہو تو میرا خیال ہے کہ
 عومیر نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے۔ اور اگر اس نے سرخ بچہ کو جنم دیا تو یا کہ وہ سام ابرص ہے تو میں
 عومیر کو یہی خیال کروں گا کہ اس نے اپنی بیوی کے متعلق جھوٹ بولا ہے۔ پس اس عورت نے اسی صفت والے
 بچہ کو جنم دیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عومیر کی تصدیق کے متعلق فرمایا تھا۔ اس کے بعد وہ بچہ اپنی
 ماں کی طرف منسوب ہوتا تھا۔“

شرح : اس حدیث سے حضرات فقہاء کرام نے چند مسائل استنباط کئے ہیں۔

منجملہ ایک یہ کہ شریعت کا دار و مدار ظاہر حال پر ہے۔ اسرار کو خدا

جانتا ہے۔ دوم جس سوال میں کسی مسلمان کی بے عزتی ہوتی ہو وہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے اور نہ ہی اس کو پسند کرنا چاہیے۔ سوم اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ فلاں شخص نے اس کی بیوی سے زنا کیا ہے اور اس کو قتل کر دے جمہور علماء کہتے ہیں قاتل کو بطور قصاص قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر چار گواہ یہ کہہ دیں کہ اس نے زنا کیا تھا یا اس کے وارث اقرار کر لیں تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ جبکہ مقتول محسن ہو بعض شافعی کہتے ہیں۔ اگر کسی نے زانی محسن کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں، چہارم لعان مشروع ہے جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ :

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ سے ظاہر ہے یہ لعان مرد سے حد قذف

دور کرے گا اور عورت سے حد زنا دور کرے گا۔ پنجم یہ کہ لعان امام، قاضی اور لوگوں کے ہجوم میں ہونا چاہیے ششم صرف لعان کرنے سے بیوی خاوند میں تفریق نہیں ہوگی بلکہ حاکم کے حکم سے فرقت ہوگی۔ امام ابو حنیفہ، امام احمد اور سفیان ثوری کا یہی مسلک ہے۔ کیونکہ اگر نفس لعان سے تفریق ہو جاتی تو مرد کو طلاق دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔ نیز عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں جدائی کر دی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف لعان سے فرقت ہو جاتی ہے۔ امام مالک، احمد، اسحاق کا بھی یہی مسلک

ہے کہ نفس لعان سے فرقت ہو جاتی ہے۔ پھر علماء میں یہ اختلاف ہے کہ متلاعین (جنہوں نے لعان کیا ہے)

کے درمیان تفریق فسخ ہوگا یا طلاق ہوگی۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، امام محمد، ابراہیم نخعی اور سعید بن مسیب کے نزدیک یہ ایک طلاق ہوگی۔ امام مالک اور امام شافعی اس کو فسخ کہتے ہیں۔ ہفتم احکام میں شبہ کا اعتبار

ہے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ کا اعتبار کیا تھا، لیکن اس پر فیصلہ نہیں کیا جاتا کیونکہ اس سے

اقویٰ دلیل موجود ہوتے ہوئے اس پر فیصلہ صحیح نہیں اسی لئے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بعینہ شبہ دیکھا تو ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ اے سودہ اس سے پردہ کر و اور بچہ کا فیصلہ شبہ پر نہ کیا

بلکہ فرمایا : اُولَدُكَ لِلْفَرَّاشِ، کیونکہ یہ شبہ سے قوی تر دلیل ہے اور قیافہ میں شبہ پر حکم کیا کیونکہ وہاں شبہ سے

اقویٰ دلیل موجود نہ تھی، ہشتم ملاء عورت اور اس کے بچے میں وراثت ثابت ہے کیونکہ وہ اپنی والدہ کی طرف

منسوب ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے۔ ثَمَّ جَرَتْ الشُّبُهَاتُ فِي الْمِيرَاثِ اَنْ يَرْتَحَا وَتَرَتْ مِنْهُ مَا

فَرَضَ اللَّهُ لَهَا، امام احمد نے کہا جب اس بچے کی وارث صرف اس کی ماں ہو تو وہی اس کا عصبہ ہے اس کے

سارے ترکہ کی وارث ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کی والدہ نہا وارث ہو تو اس کا سارا ترکہ لے گی

لیکن ایک تہائی فرض کے اعتبار سے باقی ترکہ اس پر رد ہو کر تقسیم ہوگا۔ ہنم لعان کی شرط یہ ہے کہ بیوی خاوند میں

ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ يَبْتُغُونَ اَزْوَاجَهُمْ اِسَى لَئِنْ جَبَّ كَيْسٍ عَوْرَتٍ سَ نَكَّاحٍ فَاسَدَ كَيْسُهَا

پھر عورت کو ہمت لگائی تو لعان نہیں کیونکہ اُن میں زوجیت نہیں۔ امام شافعی کہتے ہیں جب قذف بچے کے

بَابُ قَوْلِهِ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ

إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ،

۴۴۳۰۔ حَدَّثَنَا سُليْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْبُزْجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَنَهُ قَتَلُونَهُ
أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاوَعِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُضِيَ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ قَتَلَا عَنَّا وَأَنَا شَاهِدٌ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُتَّةً أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ
الْمُتَلَاوَعِينَ وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتْ
السُّتَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرْتَهَا وَتَرَتْ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللَّهُ لَهَا

انکار کے باعث ہو تو لعان کریں گے۔ اسی طرح اگر بیوی کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دیں پھر اس کو زنا کی تہمت لگائی تو لعان واجب نہیں۔ اگر رجعی طلاق دے کر تہمت لگائی تو لعان واجب ہے۔ اگر بیوی کی موت کے بعد تہمت لگائی تو اخاف کے نزدیک لعان نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں اس کی قبر پر لعان کرے گا۔ دہم لعان کے ساتھ مرد سے حدِ قذف ساقط ہے۔ یا زہم لعان کے وجوب کی شرط یہ ہے کہ یقینہ قائم نہ کر سکے۔ دوا زہم لعان کی شرط یہ ہے کہ عورت زنا کا انکار کرے اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو لعان واجب نہیں بلکہ حدِ زنا واجب اور وہ رجم ہے اگر وہ شادی شدہ ہے ورنہ سو کوڑے ہیں۔

بَابُ الشُّدَّةِ عَلَى الْبُخَارِيِّ وَالْجَوَابِ بِهٖ دَعَا كَافِرًا
جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو!

بَابُ قَوْلِهِ وَيَدَّاعِيهَا الْعَذَابُ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ،

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے کیا اس کو قتل کر دے تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا (اگر وہ اس کو قتل نہ کرے) وہ کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل کیا جو قرآن کریم میں لعان ذکر کیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اور تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ راوی نے کہا پھر ان دونوں نے لعان کیا (ایک دوسرے پر لعنت کی) اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اس نے اپنی بیوی کو جھا کر دیا۔ پھر یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کر دی جائے (واقعہ یہ ہے) وہ عورت حاملہ بھی اس کے شوہر نے اس کے حمل کا انکار کیا وہ عورت کا بیٹا اس کے نام پر پکارا جاتا تھا۔ پھر وراثت میں یہی طریقہ جاری ہوا کہ وہ اس عورت کا وارث ہوتا تھا عورت اس بچے کی وارث ہوتی جو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حصہ وراثت مقرر کیا ہے۔

ترجمہ : اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ملاعنہ نفی ولد سے بھی ہوتا ہے جیسے زنا کی تہمت سے ہوتا ہے۔ لہذا اس صورت میں بھی قاضی دونوں کے درمیان لعان کرائے گا اور بچے کو اس کی ماں سے لاحق کر دے۔ امام مالک، ابو عبیدہ اور ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف کا یہی مذہب ہے۔ سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے مشہور روایت کے مطابق اور امام محمد، امام احمد اور نہ فر رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اگر شوہر بچے کی نفی کرے تو اس صورت میں ملاعنہ نہ ہوگا۔ وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان دونوں میں لعان قذف سے تھا حمل کے انکار سے نہ تھا جیسا کہ حدیث کی ابتداء سے معلوم ہوتا ہے نیز غالباً حمل مشخص شئی نہیں کہ اس کی نفی سے قذف لازم آجائے کیونکہ حمل وہی شئی ہے جس کا توہم کیا گیا ہے یہ لعان کو واجب نہیں کرتا۔ تمام علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اس بچے اور اصحابِ فرض یعنی جن کی وراثت کے حصے مقرر ہیں اور وہ ماں کی طرف سے وراثت کے مستحق ہیں ان میں وراثت جاری ہوگی۔ لہذا ماں کی طرف سے جو اس کے بھائی بنیں اور نانیاں وغیرہ ہیں ان میں حسبِ وقت وراثت تقسیم نہ ہوگی۔

۴۴۳۲ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ
عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ
قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا رَأَى
أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْبَيِّنَةُ وَالْأَحَدُ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِي بَقَاكَ
بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ فَلْيُنْزِلْنِ اللَّهُ مَا يُبْرِئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَتَزَلَّ جِبْرِيلُ
وَأُنْزِلَ عَلَيْهِ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ إِنْ كَانَ مِنْ

باب کا ارشاد اللہ تعالیٰ عورت کا چار بار گواہی دینا
کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اس سے حد دفع کر لیگا،

۴۴۳۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ سے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ یا تیری پشت پر حد قائم ہوگی۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم سے
کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی آدمی کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرمان ہے کہ
گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف قائم ہوگی۔ ہلال نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر
بھیجا ہے۔ میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ وہ آیت ضرور نازل کرے گا جو میری پشت کو حد کے قائم ہونے سے
بچائے گی۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام تازل ہوئے اور یہ آیات نازل کیں: قَالَ الَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ
يَهْتَابُونَ بِالْحَقِّ إِنَّ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، تک پہنچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس عورت کو پیغام بھیجا

الصَّادِقِينَ فَأَنْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فِجَاءً هِلَالٌ
 فَشَهِدَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا
 كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ
 وَقَفُوها وَقَالُوا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا
 أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْهَلُ الْعَيْنَيْنِ سَابِغِ
 الْأَلْيَتَيْنِ خَدَّيْهِ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فِجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا

— شان —

پھر ہلال آیا اور پانچ بار گواہی دی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم دونوں
 میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟ پھر عورت کھڑی ہوئی اور چار بار گواہی دی جب
 پانچویں بار ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا پانچویں بار کہنا غضب کو واجب کر دے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 نے فرمایا وہ عورت کچھ رکی حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ گواہی سے رجوع کرے گی پھر اُس نے کہا آج میں اپنی قوم کو
 رسوا نہ کروں گی اور لعان کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دیکھتے رہو اگر اُس نے سیاہ آنکھوں والے
 موٹے سرنبوں والے اور موٹی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ چنانچہ اُس نے ایسے
 ہی بچے کو جنم دیا (جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی کتاب کا
 حکم نہ ہوتا (لعان) تو میری اور اس عورت کی کچھ شان ہوتی (میں اس کو رجم کرتا)

شرح : یعنی اس بچے اور زانی میں پوری مشابہت پائی گئی ہے۔ اگر نہ لیت

— ۴۴۴ —

اس عورت سے دھم ساقط نہ کرتی تو میں اس کو ضرور رجم کرتا، اس

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محض مشابہت سے رجم کرنا جائز ہے۔ حالانکہ علماء کہتے ہیں کہ چار گواہوں کی
 گواہی کے ثابت ہونے یا عورت کے چار مجالس میں چار بار اقرار کرنے سے رجم کیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ ان
 حضرات کو کوئی اور حدیث ملی ہوگی اور انہیں یہ قول نہ پہنچا ہوگا۔

بَابُ قَوْلِهِ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا

إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقَاتِ

۴۴۳۳۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ ابْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَسِيمُ

أَبْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا رَأَى
أَمْرًا فَاتَّخَفَ مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ
بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاَعْنَا كَمَا قَالَ اللَّهُ ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ

لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

آیت لعان کے نزول کے سبب میں اختلاف کیا گیا ہے کہ یہ عویمیر کے تہمت لگانے کے سبب یا ہلال بن امیہ کے قذف کے سبب نازل ہوئی ہے۔ بعض مفسرین نے کہا عویمیر عجلانی کے سبب لعان کی آیت نازل ہوئی۔ انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کا سبب ہلال بن امیہ کا واقعہ ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام میں لعان کیا۔ داؤدی نے کہا ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک ہی وقت میں ہوں اور دونوں کے متعلق قرآن نازل ہوا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شاید دونوں نے قریب قریب وقت میں سوال کیا ہو اور آیت دونوں کے متعلق نازل ہوئی ہو اور ہلال بن امیہ نے پہلے لعان کیا ہو لہذا دونوں اس کا مصداق ہو سکتے ہیں (یعنی)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى بِأَنْحَوِيں گواہی یہ کہ اگر اس کا شوہر

سچا ہو تو عورت پر اللہ کا غضب ہو

۴۴۳۳۔ توجہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ایک شخص نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی اور اس کے بچے کا انکار کر دیا (کہ یہ بچہ میرا نہیں) یہ واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ
مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَبِيرٌ لَّكُم بِكُلِّ أَمْرٍ مِّمَّا مَّا
اَكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ
أَفَأَنْتُمْ كَذَّابٌ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
پھر آپ نے عورت کے حق میں بچہ کا فیصلہ کر دیا (کہ یہ عورت کا ہے) اور دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔
شرح : یہ شخص جھوٹا ہے جس نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تھی۔ اس حدیث
سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا کہ مجرد لعان
سے زوجین میں تفریق نہیں ہوتی بلکہ حاکم کا حکم ضروری ہے اور یہ ان پر بین حجت ہے جو کہتے ہیں محض لعان سے
تصدیق ہو جاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ ارشاد اللہ تعالیٰ جن لوگوں نے جھوٹ بولا وہ تم میں
سے ایک گروہ ہے اسے اپنے لئے بُرا
گمان نہ کرو ! بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کو اپنے
گناہ کے مطابق سزا ملے گی۔ اُن میں سے جس نے یہ بیڑا اٹھایا ہے اس کو
عظیم عذاب ہوگا، اَفَاکُ بمعنی کذاب ہے،

تفسیر : یہ گروہ چند افراد پر مشتمل تھا ان میں ایک عبد اللہ بن ابی ریس المنافقین تھا یہ دراصل
کافر تھا اور خود فرزند ہو کر کلمہ اسلام پڑھتا تھا ظاہری اعتبار سے اس کو
مسلمانوں میں سے شمار کیا ہے۔ دوسرے یزید بن رفاعہ تیسرے حسان بن ثابت جو مشہور شاعر ہے چوتھے مسطح
بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقرباء میں سے تھا پانچویں حمزہ بنت جحش جو ام المومنین زینب بنت جحش کی
ہمشیرہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کا بہتان لگانا تمہارے لئے بہتر ہے مگر انہیں کیونکہ اس کے ضمن
میں شرف و فضیلت کا اظہار ہے کہ تمہاری پاکدامنی میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔ یہ خطاب

اِبْتَغَاؤُهُ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يُرْجِلُونَ لِي فَاَحْتَمَلُوا هُودَجِي وَفَعَلُوا
 عَلَيَّ بِعَيْرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يُحْسِبُونَ اَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ
 اِذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْنِ اللَّحْمُ اَتَمَّا نَاكُلُ الْعُلُقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ
 يَسْتَنَكِرِ الْقَوْمُ خِفَةَ الْهُودَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ
 فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا وَفَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ
 مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا حُجْبٌ فَأَقَمْتُ مَنَزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَ
 ظَنَنْتُ اَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ اِلَيَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنَزِلِي
 غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَمِتْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ
 مِنْ وَّرَاءِ الْجَيْشِ فَادَّجَرَ فَاصْبَحَ عِنْدَ مَنَزِلِي فَرَأَى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمًا فَانَابَ
 فَعَرَفَنِي حِينَ رَأَى وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ
 عَرَفَنِي فَخَشَرْتُ وَخَجِي بِجُلْبَابِي وَاللَّهِ مَا كَلَمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً
 غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتَّى اَنَاخَ رَا حِلَّتَهُ فَوَطِئَ عَلَيَّ يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوُّ

واپس ہوئے اور مدینہ منورہ کے قریب آئے ایک رات کوچ کرنے کا اعلان کیا میں کوچ کے اعلان کے وقت
 اٹھی اور چلتی ہوئی شکر سے گزر گئی۔ جب میں نے رفع حاجت کر لی تو اپنے ہودج کے پاس آئی میں کیا دیکھتی
 ہوں کہ میرا موٹر کل لنگر گیا ہے میں مارکی تلاش میں رہی اور اس کی تلاش نے مجھے رد کے رکھا اور جو لوگ میرا
 ہودج اٹھایا کرتے تھے وہ آئے اور میرا ہودج اٹھا کر اسے میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار تھی اور
 وہ یہ خیال کرتے رہے کہ میں ہودج میں ہوں اور حال یہ تھا کہ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی تھیں ان کو گوشت
 نے بھارا نہیں کیا تھا وہ بہت کم طعام کھاتی تھیں۔ ہودج اٹھانے والوں نے ہودج کے ہلکے ہونے کا خیال نہ
 کیا جبکہ اس کو اٹھایا۔ میں چھوٹی عمر کی لڑکی تھی۔ انھوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل پڑے شکر کے چلے جانے
 کے بعد میں ان کے پیچام میں آئی جبکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ میں اپنی جگہ

بِالرَّاحِلَةِ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مَوْغِرِينَ فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ فَهَلَكَ
 مِنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَنٍ الشَّكُولِ فَقَدْ مَنَّ الْمَدِينَةَ
 فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالتَّاسِ يُفَضُّونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكَ لَا
 أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يُرِيدُنِي فِي دَوْحِي إِلَى لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ اشْتَكَيْتُ إِنَّمَا يَدْخُلُ
 عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تَيْكُمُ شَمُّ
 يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ الَّذِي يُرِيدُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرْحِ حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَ مَا تَقَهَّرْتُ
 فَخَرَجْتُ مَعِيَ أُمُّ مِسْطَرٍ قَبْلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرِّزُنَا وَكُنَّا لَا نُخْرِجُ إِلَّا لَيْلًا

کا قصد کیا جہاں میں بھری ہوئی تھی اور یہ خیال کیا کہ وہ عنقریب مجھے گم پائیں گے تو میری طرف واپس آئیں گے۔ ایک
 وقت میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ نے مجھ پر غلبہ کیا اور میں سو گئی۔ صفوان بن مَعْقِل سلمیٰ ذکوانی لشکر کے
 پیچھے اندھیرے میں آ رہے تھے اور صبح کے وقت میرے بھڑنے کی جگہ پہنچے انھوں نے سونے والے شخص کو
 دیکھا تو میرے پاس آئے اور جب مجھے دیکھا تو پہچان لیا۔ کیونکہ پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھا کرتے تھے جب انھوں
 نے مجھے پہچانا تو اُٹھ کر اُن کے پاس آئے اور کہنے لگے "کہا تو میں بیدار ہو گئی اور کپڑے سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا بخدا! اُس نے
 ایک کلمہ بھی مجھ سے بات نہ کی اور نہ ہی میں نے اُن کے اِنائیہ الخ کے بغیر اُن سے کوئی کلمہ سنا حتیٰ کہ اُس نے اپنی
 سواری کو بٹھایا اور اس کے اگلے پاؤں پر اپنا قدم رکھا تو میں اس پر سوار ہو گئی وہ میری سواری کو مانگتے ہوئے چل
 پڑے اور جس نے اس بہتان کا بیڑا اٹھایا تھا وہ عبداللہ بن ابی شلول تھا۔ ہم مدینہ منورہ آئے تو میں بیمار ہو گئی حتیٰ کہ
 ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان باندھنے والوں کی باتوں میں مشغول تھے اور میں اس سے کچھ نہ جانتی تھی حالانکہ مجھے
 بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مہربانی نہ پاتی تھی جو آپ سے
 اس وقت دیکھا کرتی تھی جب میں بیمار ہوا کرتی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور
 سلام فرماتے پھر فرماتے کیسے حال ہے؟ پھر واپس چلے جاتے۔ پس یہ چیز مجھے شک میں ڈالتی تھی اور مجھے شرارت
 کا کچھ علم نہ تھا۔ حتیٰ کہ میں بیماری کے بعد باہر نکلی تو میرے ساتھ اُمّ مِسْطَر کے میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے
 رفع حاجت کا وسیع میدان تھا ہم رات کے وقت دوسری رات تک باہر نکلتے تھے اور رفع حاجت کے لئے

إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُتَّخَذَ الْكُفُّ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا وَأَمَرْنَا أُمَّ الْعَرَبِ
 الْأَوَّلَ فِي التَّبَرُّزِ قَبْلَ الْغَارِطِ فَكُنَّا نَتَأَذَّرُ بِالْكُفِّ أَنْ تُتَّخَذَ هَا عِنْدَكَ
 بُيُوتِنَا فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مُسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمٍ بْنِ عَبْدِ مَنْفٍ
 وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرٍ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَأَبْنَاهَا مُسْطَحٌ بْنُ أَثَاثَةَ
 فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مُسْطَحٍ قَبْلَ بَيْتِي قَدْ فَرَعْنَا مِنْ شَانِنَا فَعَثَرْتُ أُمُّ مُسْطَحٍ
 فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعَسَ مُسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بَشُ مَا قُلْتُ اتَّسَبَّيْنِ رَجُلًا
 شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هُنْتَاهُ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَالَتْ
 كَذًا وَكَذَا فَأَخْبَرْتَنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا

باہر جانا اس سے پہلے تھا کہ ہم گھروں کے پاس بیت الخلاء بنائیں۔ رفع حاجت کے لئے جنگل کی طرف جانے
 میں ہمارا طریقہ پہلے غریبوں کا طریقہ تھا۔ (کہ رات کے وقت عورتیں رفع حاجت کے لئے باہر جنگل میں جایا کرتی
 تھیں) اور گھروں میں بیت الخلاء سے ہمیں اذیت پہنچتی تھی۔ پس میں اور مسطح کی والدہ باہر گئیں وہ ابوہم
 ابن عبد مناف کی بیٹی ہے۔ اس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اس کا
 بیٹا مسطح بن اثاثہ ہے پس میں اور مسطح کی ماں اپنے گھر کی طرف آئیں جبکہ ہم اپنے کام سے فارغ ہو چکی تھیں
 ام مسطح اپنی چادر میں پھسل پڑی اور کہنے لگی مسطح مرجائے میں نے اُسے کہا یہ بڑا کہا ہے کیا تو ایسے آدمی کو گالی
 دیتی ہے جو جنگ بدر میں حاضر تھا۔ اُس نے کہا اے فلاں کیا تو نے سنا نہیں جو مسطح نے کہا ہے۔ راوی
 نے کہا ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا اُس نے کیا کہا ہے۔ اُس نے بہتان سازوں کی ساری کہانی بیان کر دی
 ام المؤمنین نے فرمایا میری بیماری پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں
 ام المؤمنین نے فرمایا اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کو یقین سے معلوم کروں۔ ام المؤمنین
 نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ میں والدین کے پاس جاؤں۔ ام المؤمنین نے فرمایا
 اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کو یقین سے معلوم کروں۔ ام المؤمنین نے کہا مجھے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ میں والدین کے پاس آئی اور اپنی والدہ سے کہا اے میری

رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ
 تَبَيَّنَ فَقُلْتُ أَتَاذَنُ لِي أَنْ أَتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا جَنِينٌ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ
 الْخَبَرَ مِنْ قَبْلِهَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ
 أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بَنِيَّةُ هُوَ فِي عَيْلِكَ
 فَوَاللَّهِ لَقُلَّ مَا كَانَتْ أُمْرَأَةً قَطُّ وَضِئَتْ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا هَضْرَاءُ
 إِلَّا كَثُرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا
 قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرِقَالِي دُمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ
 حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي
 طَالِبٍ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلَبْتُ الْوَحْيَ لِيَسْتَأْمِرَهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ
 قَالَتْ فَمَا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلِيٌّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوَدِّ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْلَكَ وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ

ماں لوگ کیا باتیں کرتے ہیں۔ اس نے کہا اے پیاری بیٹی! اپنے لئے آسانی کرو غم نہ کرو۔ خدا کی قسم بہت کم ہے کہ کوئی خوبصورت عورت مرد کے پاس ہو۔ بھو اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سونکھیں ہوں مگر وہ اس پر بہت باتیں کرتی رہتی ہیں۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں ساری رات روتی رہی جتنی کہ صبح ہو گئی میرے آنسو نہ رکتے تھے اور نہ میں نے نیند کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا تھا (روتی رہی) پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا جبکہ وحی نے اس معاملہ میں دیر کی "آپ ان دونوں سے اپنی بیوی کے فراق میں مشورہ لے رہے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اسامہ بن زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی مشورہ دیا جو وہ آپ کے اہل کی برادری کے متعلق جانتے تھے اور جو اپنے آپ میں اہل بیت سے محبت جانتے تھے۔ اسامہ نے

يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُصَيِّقْ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ
الْجَارِيَةَ تَصَدُّقَكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ
فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَزِيْكَ قَالَتْ بَرِيرَةُ وَالَّذِي
بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتِ عَلَيْهَا أَمْرًا أَعْمَصَهُ عَلَيْهَا أَكْثَرُ مِنْ أَمْرٍ جَارِيَةٍ
حَدِيثُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينَ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّكُولِ
قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمُنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ
مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَإِنَّ اللَّهَ مَا عَلِمْتُ
مِنْ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ
يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَنَا أَعِذُّكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ

يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! وہ آپ کی بیوی ہے۔ ہم اُن کے متعلق بھلائی ہی جانتے ہیں اور علی المرتضیٰ نے
کہا یا رسول اللہ! صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اللہ تعالیٰ آپ پر بھی نہ کرے گا۔ عائشہ کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ آپ
بریرہ سے پوچھیں وہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ ام المومنین نے کہا جناب رسول اللہ صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بریرہ
کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں کوئی چیز دیکھی ہے جس سے تجھے کوئی شک و شبہ ہوتا ہو۔
بریرہ نے کہا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے عائشہ پر کوئی ایسی
چیز نہیں دیکھی جو اس پر معیوب دیکھوں اس سے زیادہ کہ وہ لڑکی کسن ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے
سورہتی ہے پس گھر لے کر آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گھر سے ہوتے اور
اہلبیت کے حق میں اذیت پہنچی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنے اہل میں سوا بھلائی کے کچھ نہیں جانا اور اس تہمت
میں جس مرد کو ذکر کیا اس میں میرے سوا بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا وہ میرے گھر میرے ساتھ ہی آیا کرتا تھا۔ پس

الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عَنْقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْنَا فَفَعَلْنَا
 أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا
 صَالِحًا وَلَكِنْ أَحْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَنَهُ اللَّهُ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا
 تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدٍ
 ابْنُ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَنَهُ اللَّهُ لَنَقْتُلَنَّكَ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ مُجَادِلٌ عَنِ الْمُنَافِقِينَ
 فَتَنَّا وَرَاحَتَانِ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ
 حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتْ قَالَتْ فَمَكَثْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يَرِقَالِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ
 يَوْمٌ قَالَتْ فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ
 يَوْمٌ وَلَا يَرِقَالِي دَمْعٌ يُظَنُّانِ إِنَّ الْبَكَاءَ فَالِقُ كَيْدِي قَالَتْ فَبَيْنَاهُمَا

سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس شخص سے میں
 بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑاتا ہوں اگر وہ ہمارے بھائیوں قبیلہ خزرج سے ہے
 تو آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کے حکم کو پورا کریں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے
 وہ قبیلہ خزرج کے سردار ہیں انھوں نے کہا حالانکہ اس سے پہلے وہ نیک آدمی تھا، لیکن اس کو قومی غیرت نے ابھارا
 اُس نے سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کر سکے گا اور نہ ہی تو اس کو قتل کرنے پر
 قدرت رکھتا ہے۔ پھر اُسید بن حضیر کھڑا ہوا وہ سعد بن معاذ کے چچا کا بیٹا ہے اُس نے سعد بن عبادہ سے
 کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے ہم اس کو ضرور قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑتا
 ہے پس دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک اٹھے حتیٰ کہ انھوں نے قصد کر لیا کہ باہم لڑ پڑیں اور جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔ آپ ان کو خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئے اور جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ دن اس حال میں
 گزارا کہ میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ ہی میں نے آنکھوں میں نیند کا سرمہ ڈالا (بیدار رہی) ام المؤمنین نے فرمایا

جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكُو فَاسْتَاذَنْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَادْنَتْ
لَهَا فَجَلَسْتُ تَبَكِّي مَعَهَا قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يُجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ
لِي مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحِي إِلَيَّ فِي شَأْنِي قَالَتْ فَتَشْهَدُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ قَدْ
بَلَغَنِي عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتَ بَرِيئَةً فَسَيُبرِّكُ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ
أَلَمْتُ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتَوُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ
بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللَّهِ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتهُ قَلَصَ دُمْعِي حَتَّى مَا أَحْسُ مِنْهُ قَطْرَةً
فَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ قَالَ

صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے اور میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی نہ تو میں نے نیند کا سرمہ
آنکھوں میں ڈالا اور نہ ہی میرے آنسو رکھتے تھے۔ میرے والدین گمان کرتے تھے کہ میرا رونا میرے جگر کو بھاڑ دے گا
ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ
قبیلہ انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی مجھ سے اجازت طلب کی میں نے اسے اجازت دے دی
وہ بیٹھ کر میرے پاس رونے لگی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ ہم اسی حال میں تھے کہ جناب ہول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام فرمایا پھر بیٹھ گئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اس سے پہلے جب سے
یہ قیل قال ہو رہی تھی آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے مہینہ بھر گزر گیا میرے بارے میں آپ پر وحی نہ آئی تھی۔
ام المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو آپ نے کلمہ شہادت پڑھا یعنی "اشہدان لا الہ
الا اللہ" کہا پھر فرمایا انا بعد با اے عائشہ تمہاری طرف سے مجھے ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تم بری ہو تو
عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بری کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور توبہ کرو
کیونکہ جب انسان اپنے گناہ کا اعتراف کر لے پھر تائب ہو جائے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

وَاللّٰهُ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ
إِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَقْتُمْ
بِهِ فَلَمَّا قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيءَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي بَرِيءَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي
بِذَلِكَ وَلَمَّا اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرِ اللّٰهِ يَعْلَمُ إِنِّي مِنْهُ بَرِيءَةٌ لَتُصَدِّقُنِي
وَاللّٰهُ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ إِبْنِ يُوسُفَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ

ام المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کر لیا تو میرے آنسو روک گئے حتیٰ کہ میں ایک قطرہ آنسو محسوس نہ کرتی تھی۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ارشاد کا جواب دیں انہوں نے کہا بخدا! میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عرض کروں پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو اُنھوں نے بھی یہی کہا بخدا! میں نہیں جانتی ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کروں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پس میں نے کہا حالانکہ میں کس لڑکی تھی۔ میں نے زیادہ قرآن بھی پڑھا تھا۔ اللہ کی قسم! میں نے یقین کر لیا ہے کہ تم نے یہ بات سنی ہے حتیٰ کہ یہ بات تمہارے دلوں میں بیٹھ گئی ہے۔ اور تم نے اس بات کی تصدیق بھی کی ہے۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ میں اس بات سے بری الزمہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری الزمہ ہوں تو تم اس میں میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر تمہارے پاس کسی بات کا اقرار کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس بات سے بری ہوں تو تم مجھے سچی کہو گے خدا کی قسم! میں نے اپنے اور تمہارے لئے یوسف علیہ السلام کے والد کے کلام کے سوا کچھ نہیں پایا اُنھوں نے کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ” جب اُنھوں نے کہا صبر اچھا ہے تمہاری باتوں پر اللہ ہی مددگار ہے۔ پھر میں نے پہلو پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں اس وقت جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برادت ظاہر کرے گا، لیکن اللہ کی قسم میں یہ گمان نہ کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جو پڑھی جایا کرے گی۔ میرے دل میں میری شان اس سے بہت کمزور تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کلام فرمائے گا جس کی تلاوت ہوتی رہے گی، لیکن میں یہ اُمید رکھتی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تہمت سے بری کرے گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاصْطَلَحْتُ عَلَى فِرَاسَتِي قَالَتْ
وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيءَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ مُبَرِّئِي بِرَءَائَتِي وَلَكِنْ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ
أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ يُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحَيَّا يَتْلَى وَلَشَأْنِي فِي لَفْظِي كَانَ أَحَقَّ مِنْ أَنْ
يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِي بَأْمُرِيَّتِي وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرْسُولَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا قَالَتْ قَوْلَهُ مَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أَنْزَلَ عَلَيْهِ فَآخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ
الْبُرْحَاءِ حَتَّى أَنَّهُ لَيَتَّخِذُ رِمْنَهُ مِثْلُ الْجَمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ
شَدِيدٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سَرَى عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَى عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلُ
كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ بَرَّكَ فَقَالَتْ أُمِّي قَوْمِي الْيَهُودُ قَالَتْ
فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا
بِالْأَفْكَ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ الْعَشْرُ الْآيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي

اس مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے اور نہ ہی اہلبیت سے کوئی باہر نکلا تھا حتیٰ کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ کو
اس چیز نے پکڑا جو نزولِ وحی کے وقت آپ کو شدت پکڑا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ آپ پر نازل شدہ قول کی گرائی اور بوجھ
کے باعث سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے ٹپکتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجھ دور ہوا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ اور سب سے پہلی بات جو آپ نے فرمائی وہ یہ
تھی کہ اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری کر دیا ہے ام المؤمنین نے فرمایا میری والدہ نے مجھے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھ کر جائیں (آپ کا شکریہ ادا کریں) میں نے کہا بخدا! میں تو آپ کی طرف اٹھ کر نہ جاؤں گی
میں تو اپنے رب کا شکریہ ادا کروں گی (آپ نے از روئے نازیہ فرمایا) ام المؤمنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیات
نازل فرمائیں: إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْأَفْكَ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ الْعَشْرُ الْآيَاتِ كُلَّهَا، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے

قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَرٍ بِنِ اثْنَانِ لِقَرَابَةِ مَنَّهُ وَ
 فَقَرِهِ وَاللَّهُ لَا أَنْفِقُ عَلَى مِسْطَرٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا
 قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا يَأْتِلْ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى
 وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيُغْفِرُوا وَلْيُصْفَحُوا لَا تَحِبُّونَ أَنْ
 يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ
 يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَرٍ النَّفَقَةِ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ
 وَاللَّهِ لَا أَتْرَعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتَ وَرَأَيْتِ
 فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخِي سَمِعَ وَبَصَرَ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ

فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری براعت میں یہ نازل کیا تو ابو بکر صدیق نے کہ جبکہ وہ مسطح بن اثاثہ پر قرابت اور فقر
 کے باعث خرچ کیا کرتے تھے۔ بخدا! میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا یہ اس کے بعد کہا جو مسطح نے عائشہ
 کے بارے میں کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”لَا يَأْتِلْ أُولَى الْفَضْلِ مِنْكُمْ“ (الآیۃ)
 دنیاوی اسباب میں زیادتی اور فراخی والے قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے قریب والوں اور مساکین اور مہاجرین پر
 اللہ کی راہ میں خرچ نہ کریں گے وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخشے
 اللہ غفور رحیم ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں اس سے محبت کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور
 مسطح پر خرچہ شروع کر دیا جو اس پر خرچ کیا کرتے تھے۔ ابو بکر صدیق نے کہا واللہ! میں مسطح سے کبھی بھی خرچہ
 نہیں روکوں گا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت
 جحش رضی اللہ عنہا سے میرے واقعہ کے متعلق پوچھا کرتے تھے کہ اسے زینب تو نے کیا جانا یا دیکھا ہے تو
 وہ کہتیں یا رسول اللہ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ میں اپنے کان کی حفاظت کرتی ہوں کہ میں کہوں میں نے یہ سنا
 ہے اور نہ سنا ہو اور اپنی آنکھ کی اس سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں کہوں میں نے دیکھا ہے اور نہ دیکھا ہو۔
 میں نے عائشہ سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہی زینب ہے

الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيْنِي مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ فَعَصِمَهَا بِالْوَدْعِ وَطِفَقَتْ
أُخْتُهَا حَمْنَةُ تَحَارِبَ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ

جو مجھ پر ارتفاع شان اور بلندی مقام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عزت کی خواہش کیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ کے باعث بچایا اور اس کی ہمیشہ عمدہ نیت بحسب اپنی بہن کے لئے جھگڑا کرتی رہی اور بہتان باندھنے والوں میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گئی،

شرح : ابوذر کے نزدیک پہلی آیت کریمہ اسی طرح ہے **لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ**
ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا . أَلَا ذِ بُونَ

نک۔ ابوذر کے غیر کی روایت میں ہے **لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا**، بیان مسلمانوں کو خطاب ہے جو اس بہتان میں شریک تھے۔ یعنی جب تم نے منافقوں سے سنا تھا تو کیوں نہیں کہا میں یہ مناسب نہیں کہ ہم ایسی باتیں کریں بعض علماء نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے یہ گمان کیوں نہیں کیا جو کسی مرد کے متعلق گمان کیا جاتا ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پاس تنہائی میں بیٹھا ہو یا کوئی عورت جو اپنے بیٹے کے پاس تنہائی میں ہو کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں ان کے ساتھ خلوت میں وہ کسی گمان کیا جانا واجب ہے جو ماں بیٹے کی خلوت کے وقت گمان کرتی ہے **وَسُبْحَانَكَ** تعجب کے لئے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں تو ہر عیب اور نقص سے پاک ہے میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں یہ تو بہتان عظیم ہے اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اور اس پر وہ چار گواہ کیوں نہیں لائے جب وہ گواہ نہیں لاسکتے ہیں تو اللہ کے نزدیک ظاہر باطن میں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ لظاہر گواہ لاتے تو ظاہر حکم میں جھوٹے نہ ہوتے اور باطن میں تو یہ جھوٹے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بیویوں پر یہ صورت ممتنع اور محال ہے اور جب گواہ نہیں لائے تو ظاہر میں بھی جھوٹے ہیں،

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی تفتیش میں حضرات صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم سے استفسار فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔ کیونکہ اس کے پاؤں میں نجاست پیوست ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ نجاست آؤ مکھی آپ کے جسم پاک کے ساتھ ملے جو اس سے زیادہ نجس حال پر مشتمل ہو یہ ناممکن ہے کہ آپ کے جسم کے حقیقی ایسی نجس حالت کا تصور ہو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ اٹھا لیا ہے۔ تاکہ کہیں غلاظت پر نہ پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ کی اس قدر حفاظت کرتا ہے تو آپ کے حرم پاک کی ایسی غلاظت سے کیوں حفاظت نہ کرے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاؤں اقدس کی جوڑے پاک میں آلودگی ہو تو اللہ تعالیٰ جبرائیل بھیج کر آپ کو خبردار کرتا ہے

تو اس سے کہیں زیادہ آلودگی سے کیونکر خبردار نہ کرے گا۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ پر تنگی نہیں کرتا عائشہ کے سوا اور عورتیں بہت ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام ام المؤمنین کے خلاف ہرگز نہیں اور نہ ہی آپ نے اس سے ام المؤمنین کے فراق کا ارادہ کیا تھا بلکہ آپ نے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت غم و اندوہ میں دیکھا جو منافقوں کے بہتان سے ہوا تھا تو آنکھوں نے اس صورت میں تسلی و اطمینان کی وجہ اختیار کی اور یہ عرض کیا تھا۔ بعض کوتاہ بینوں نے کچھ اور سمجھ لیا کہ حضرت علی نے یہ اس لئے کہا تھا کہ آپ کو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے غنا دیکھا (معاذ اللہ) کا ملان اہل اسلام سے ناممکن ہے کہ ان کے قلوب میں ایسا تخیل ہو جس کو عام سنجیدہ انسان بھی تصور میں جگہ نہیں دیتے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بریرہ سے دریافت فرمائیں وہ آپ سے سچ کہے گی کیونکہ عورتیں ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتی ہیں۔ بریرہ سے پوچھا تو اس نے کہا وہ کمسن لڑکی ہے آٹا گوندہ کر سوجاتی ہے اور بھری آٹا کھا جاتی ہے ایسی بچی کو ایسے عظیم غلیظ کردار سے کیا واسطہ اللہ کی قسم میں نے آپ کو حق سے بھیجا ہے میں نے عائشہ میں کوئی عیب نہیں دیکھا ہے اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور فرمایا: **يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعِزُّنِي مِنْ ذُجُلٍ**، **قوله من يعزوني** اس کے معنی ہیں من يقوم بعزدي اس امر میں میری کون مدد کرے گا۔ **عزيتي** کے معنی ناصر ہیں۔

قوله **فقام سعد بن معاذ** آہ سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مدد کروں گا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قاضی حیاض نے اس روایت میں اشکال کیا ہے کہ یہ قضیہ غزوہ مرلیع میں ظہور پذیر ہوا اور یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے حالانکہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے تھے جبکہ غزوہ خندق چار ہجری میں ہوا تھا۔ اس لئے بعض نے کہا کہ یہاں سعد کا نام ذکر کرنا راوی کا وہم ہے جس نے یہ کہا ہے وہ اسید بن حضیر کے بھائی کی اولاد سے ہے۔ بعض نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ غزوہ مرلیع پانچ ہجری میں ہوا ہے۔ اور غزوہ خندق اس کے بعد ہوا ہے۔ واقدی نے اس کی تصریح کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ غزوہ خندق چار ہجری میں ہوا ہے اور کہا کہ غزوہ مرلیع، غزوہ بنی مصطلق ہی ہے اس میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ یہ چھ ہجری میں ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا چار ہجری میں ہوا۔ تحقیق یہی ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے؛ چنانچہ مغازی میں مذکور ہے کہ پانچ ہجری میں ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انک کا واقعہ غزوہ مرلیع میں ہوا۔ لہذا امام کے قول کے مطابق یہ اشکال باقی رہتا ہے۔

قوله **وجلا صالحا**، یعنی سعد بن عبادہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو خاندانی غیرت نے برا بھلا سمجھ کر دیا، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سعد کی صلاح کی نفی فرماتی ہیں گمان یہ ہے کہ اس کے بعد سعد نے توبہ کر لی تھی اور کئے پریشان ہوئے تھے۔ اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ اصل صلاح کی نفی مراد ہے۔ جیسا کہ واقدی نے روایت کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! کتاب الشہادت میں حدیث الانک کی واضح تشریح مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَمْ تَكُم مِّنَ الْأَفْضَتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ قَالَ مُجَاهِدٌ تَلْقَوْنَهُ بِرُؤْيِهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ تَقِيضُونَ تَقُولُونَ
 ۴۴۳۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُليْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيتْ عَائِشَةُ نَحَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا

باب اللہ تعالیٰ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اس میں تمہیں بڑا عذاب پہنچتا، مجاہد نے کہا تم میں سے بعض دوسرے بعض سے اس طرح روایت کرتے تھے کہ جب کوئی مرد دوسرے مرد سے ملاقات کرتا تو انک کی باتیں کرتے، تَقِيضُونَ یعنی تَقُولُونَ ہے۔ یہ کلمہ سورہ یونس میں ہے اور ”أَفْضَتُمْ“ کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اُم رومان سے روایت ہے انھوں نے کہا جب عائشہ کو تہمت لگائی گئی تو وہ غشی گئے پڑیں — ۴۴۳۶

شرح : یعنی جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو وہ اُس کے سننے ہی بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئیں۔ خطیب نے اس حدیث پر اعتراض کیا اور ایک جماعت نے ان کی پیروی کی کہ ام رومان سے مسروق نے سماعت نہیں کی کیونکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں وفات پا گئی تھیں۔ اُس وقت مسروق کی عمر صرف چھ برس تھی پس ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے شیخ ابن حجر نے مقدمہ میں جواب دیا کہ بخاری نے صحیح کہا ہے کیونکہ

بَابُ ثَلَاثُونَ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِالسِّنِّكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ
 لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّئًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ ۲۴۳ ۝
 حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ
 ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ
 بِالسِّنِّكُمْ

اتم یونان کی وفات کا راوی علی بن زید بن جعدان ہے اور وہ ضعیف ہے۔ درست یہ ہے کہ ام رومان
 سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت مدت بقید حیات رہیں اور مسروق نے اُن سے یہ حدیث
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں سنی تھی۔

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب تم ایسی بات اپنی زبانوں
 پر ایک دوسرے سے سُن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ
 نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہ تھا اور اسے سہل سمجھتے تھے
 اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے،

۲۴۳۷ — ترجمہ : ابن جریر نے بیان کیا کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے ام المؤمنین
 عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ پڑھتی تھیں :

”إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِالسِّنِّكُمْ“

۲۴۳۷ — شرح : یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ”تَلَقَّوْنَهُ“ میں تخفیف قاف
 پڑھتی تھیں اور یہ ”وَلَقَّ يَلْقُ“ سے ماخوذ ہے جب کوئی

شخص جھوٹ بولے تو کہا جاتا ہے ”وَلَقَّ الرَّجُلُ“ اس آدمی نے جھوٹ بولا،

يَسْتَاذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ أَتَاذِنِينَ لِهَذَا قَالَتْ أَوَلَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ
قَالَ سَفِينٌ تَعْنِي ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ حَصَانٌ لِمَ تَذَانُ مَا تُزَنُّ بِرَيْبَةٍ
وَلُصْبَةٍ غُرَّتِي مِنْ حُومِ الْغَوَافِلِ ۖ قَالَتْ لَكِنْ أَنْتَ

بَابُ قَوْلِهِ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

۴۴۴۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ
قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الْخُثَمِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَانُ
ابْنُ ثَابِتٍ عَلَى عَائِشَةَ فَشَبَّ بِهَا وَقَالَ حَصَانٌ لِمَ تَذَانُ مَا تُزَنُّ بِرَيْبَةٍ ۖ

نے فرمایا حسان بن ثابت آئے جب کہ وہ اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ میں نے کہا آپ اس کو
اندر آنے کی اجازت دیں گی ہام المؤمنین نے کہا کیا اس کو عذاب عظیم نہیں پہنچا ہے۔ سفیان نے کہا ان کی
مراد یہ تھی کہ ان کی بصر جاتی رہی ہے۔ (حسان بن ثابت آخر میں نابینا ہو گئے تھے) پھر حسان نے یہ شعر
پڑھے : وہ پاک اور عقیقہ ہے عقل میں کامل کہ انہیں کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی جو بُرے وہم میں ڈالے
وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ پاک دامن عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی (کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں)،
ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا لیکن تم (یعنی تو نے اہل افک کے ساتھ مل کر غیبت کی تھی)۔

۴۴۴۰۔ شرح : کسی مسلمان بھائی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے : اَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ ۖ اس لئے فرمایا

وہ عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے
فرمایا مجھے یہ کہتے ہو حالانکہ تم نے بہتان سازوں کے ساتھ مل کر میری غیبت کی تھی۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِشَادًا! وَاللَّهُ تَهَارَةً لِّأَكْتِنِينَ
صَافٍ بَيَانٍ فَرَمَانٍ هِ أَوَّلَهُ عِلْمٌ وَحِكْمَةٌ وَاللَّهُ هِ!

۴۴۴۱۔ ترجمہ : مسروق نے کہا حسان بن ثابت آئے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

وَلُصِبِمُ غَدَّتِي مِنْ لَحُومِ الْغَوَافِلِ ۖ قَالَتْ لَسْتُ كَذَاكَ قُلْتُ تَدْعِينَ
مِثْلَ هَذَا يَدْخُلُ عَلَيْكَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ
لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ فَقَالَتْ وَآتَى عَذَابَ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى فَقَالَتْ وَقَدْ
كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

**بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ
فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ**

کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھے۔ ام المؤمنین عقیفہ پاک دامن ہے، عقل میں کامل کہ انہیں کوئی ہمت نہیں لگائی
جاسکتی جو بڑے وہم میں ڈالے وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ پاک دامن عفاف عورتوں کے گوشت سے بھولی
ہوتی ہیں (وہ کسی عورت کی غیبت نہیں کرتی ہے) ام المؤمنین نے فرمایا لیکن تم تو ایسے نہیں ہو۔ مسروق نے کہا
میں نے کہا ایسے شخص کو اپنے پاس آنے سے چھوڑیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل کی
ہے۔ وہ شخص جس نے اُن میں سے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے، ام المؤمنین نے
فرمایا اندھا ہو جانے سے بڑا عذاب کیا ہوگا؟ ام المؤمنین نے فرمایا حسان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے کفار کی ہجو کو رد کیا کرتا تھا۔

۴۴۴۱۔ شرح : قَوْلُهُ تَوَلَّى كِبْرَهُ، علامہ قسطلانی نے ذکر کیا یہاں اشکال ہے وہ یہ کہ
اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ، یعنی جس
نے ام المؤمنین پر بہتان لگانے میں سب سے بڑا حصہ لیا وہ حسان بھی ثابت تھے حالانکہ معتد علیہ بات یہ ہے
کہ وہ ابی بن عبد اللہ بن سلول رئیس المنافقین تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک قول کے مطابق حسان نے بہتان
میں بہت حصہ لیا تھا۔ لہذا اشکال خفیف ہے،

**بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادٍ! وَهَ لَوْ جَوَابَتِهِ هِيَ كَهَ
مُسْلِمَانِ فِي بَرَايَرٍ جَا بِيْلَهُ أُنْ كَهَ دَرْدَنَاكَ عَذَابُ هَ
دُنْيَا وَآخِرَتِ فِي هَ،** اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو، اور اگر اللہ کا فضل

وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ
رَوْفٌ رَحِيمٌ وَلَا يَأْتِلْ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا
أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمُسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْفُوا وَلِيَصْفَحُوا
أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَقَالَ أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامِ

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان والا
ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے،

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر نسفی سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی بن سلول حسان بن ثابت اور مسطح کو حدِ قذف لگائی۔ ابو داؤد نے ذکر کیا حسان
کو حد لگائی گئی تھی۔ طحاوی نے کچھ زیادہ ذکر کیا کہ اسی کوڑے لگائے گئے۔ اسی طرح حمند بنت جحش کو بھی
حدِ قذف لگائی تاکہ ان کے گناہ کا کفارہ ہو جائے اور آخرت میں ان سے مواخذہ نہ ہو۔
طحاوی نے ذکر کیا کہ ابن ابی بن سلول کو حد نہیں لگائی گئی تاکہ آخرت میں اس کے عذاب میں کمی نہ
ہو یا فتنہ فرو کرنے کے لئے اس کو حد نہیں لگائی گئی۔ اس میں اس کی قوم کی تالیف بھی تھی۔
تفسیری نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ اس کو اسی کوڑے لگائے گئے تھے قولہ تشیع معنی ظہر ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم فضیلت والے
اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ
کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر
کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔“

قولہ قَالَ أَبُو سَامَةَ، بعض نسخوں میں قَالَ ابوعبد اللہ قَالَ أَبُو سَامَةَ ہے۔ علامہ کوثرانی
نے نقل کیا بعض نسخوں میں وہ حَدَّثَنَا حميد الربيع الحزاز بعض نے کہا مستمل کی فربری سے روایت میں حَدَّثَنَا

ابن عروۃ قال أخبرنی ابی عن عائشۃ قالت لما ذکر من شأنی الذی
 ذکرہ ما علمت بہ مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطیباً فتشہد
 حمد اللہ وأثنی علیہ بما ہوا ملہ ثم قال أما بعد أشیروا علی فی أناس
 ابنوا اہلی وأیم اللہ ما علمت علی اہلی من سوء وأبنوہم من واللہ
 ما علمت علیہ من سوء قط ولا یدخل بیٹی قط إلا وأنا حاضر ولا غبت
 فی سفر إلا غاب معی فقام سعد بن معاذ فقال ائذن لی یا رسول اللہ
 أن تضرب أعناقہم وقام رجل من بنی الخزرج وكانت أم حسان بن
 ثابت من رطب ذلک الرجل فقال کذبت أما واللہ إن لو کانوا من

حمید بن الربیع قال أخبرنا ابو اسلمہ ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ یہ بہت بڑی خطاء ہے۔ علامہ عینی نے کہا کرمانی پر
 یہ مواخذہ ناہمی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ کرمانی نے اس طرح نہیں کہا بلکہ انھوں نے کہا مدح و ثنا، حمید بن الربیع،
 یہ اس نے وہ نقل کیا ہے جو بعض نسخوں میں واقع ہے۔ اس نقل میں اس پر کوئی شئی لازم نہیں۔

قولہ عن حشام بن عروہ، ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے والد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
 روایت کی کہ میرے متعلق جو کچھ کہا گیا میں نے اس وقت کچھ نہ جانا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق خطبہ
 دینے کھڑے ہوئے اور تشہید پڑھا پھر اللہ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد۔
 مجھے مشورہ دو اور ان لوگوں کے بارے میں کوئی بات کہو کہ جنہوں نے میری بیوی کو تہمت لگائی ہے۔ اللہ کی قسم
 میں نے اپنی بیوی کے متعلق کوئی بُرائی نہیں دیکھی اور انھوں نے ایسے شخص کے متعلق تہمت لگائی ہے بخدا میں نے
 اس میں کوئی بُرائی نہیں جانی ہے۔ وہ میرے گھر کبھی داخل نہ ہوتا تھا مگر میں گھر میں موجود ہوتا تھا اور میں کسی
 سفر میں غائب نہیں ہوا مگر وہ میرے ساتھ غائب رہا (میں اس کی صلاحیت اور تقویٰ جانتا ہوں) سعد بن معاذ
 رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے اجازت فرمائیں ان لوگوں کی گردنیں اڑا
 دی جائیں۔ بنی خزرج سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ (سعد بن عبادہ) حسان بن ثابت کی والدہ اس شخص سعد بن عبادہ
 کے قبیلہ سے ہے۔ اس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے خبردار بخدا، اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوتے تو ان کی گردنیں اڑانا
 پسند نہ کرتا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں کوئی شر پیدا ہو جائے اور مجھے کچھ

الْأَوْسِ مَا أَجَبْتُ أَنْ تَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ حَتَّىٰ كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ
وَالْخَزَرِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءً ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ

معلوم نہ ہو۔ جب اس دن کی شام ہوئی تو میں رفع حاجت کے لئے باہر نکل جیکہ میرے ساتھ مسطح کی والدہ تھی۔ وہ پھسل پڑی اور کہا مسطح مرجائے میں نے اسے کہا اے مائی اپنے بچہ کو گالی دیتی ہے۔ وہ خاموش رہی پھر وہ دوسری بار پھسل کر گری تو کہا مسطح مرجائے۔ میں نے کہا تو اپنے بیٹے کو گالی دیتی ہے؟ پھر وہ تیسری بار پھسل کر گری تو کہا مسطح مرجائے۔ اس بار میں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کی تو اس نے کہا بخدا! میں اس کو صرف آپ کی وجہ سے گالی دیتی ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا میرے کس کام میں اسے گالی دیتی ہے۔ اُس نے سارا واقعہ بیان کیا میں نے کہا ایسا ہوا ہے اُس نے کہا خدا کی قسم! ایسی بات ہوئی ہے۔ پس میں اپنے گھر کو لوٹی جس کے لئے میں گھر سے نکلی تھی اسے میں محفوظ اور بہتانہ پایا ردہشت واقعہ سے رفع حاجت جاتی رہی اور مجھے بخار آگیا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے میرے والد کے گھر بھیجیں تو آپ نے میرے ساتھ غلام بھیجا۔ میں اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو ام رومان کو نچلے حصہ میں پایا اور ابو بکر کو بالا خانہ میں مستحان پڑھ رہے تھے۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹی کیسے آئی ہو؟

میں نے اسے خبر دی اور انک کا واقعہ ذکر کیا اچانک دیکھا کہ انہیں اس سے رنج نہ پہنچا جو مجھے پہنچا تھا انہوں نے کہا اے میری پیاری بیٹی اتنا فکر نہ کرو! خدا کی قسم! بہت کم ہے کہ کوئی خوبصورت کسی مرد کے پاس ہو وہ اس سے محبت کرتا ہو اس کی سوچیں بھی ہوں مگر وہ اس سے حسد کرتی ہیں اور اس میں باتیں کی جاتی ہیں۔ جب اسے اتنا رنج نہ پہنچا جو مجھے پہنچا تھا تو میں نے کہا میرے والد کو اس کا علم ہے کہا جی ہاں! (وہ بھی جانتے ہیں) میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں؟ کہا ہاں آپ بھی جانتے ہیں مجھے آنسو آگئے اور میں بلند آواز سے رونے لگی تو ابو بکر صدیق نے میری آواز سن لی جیکہ وہ بالا خانہ میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے تشریف لائے اور میری ماں سے کہا اس کا حال کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس کو وہ خبر پہنچی ہے جو ذکر کیا جاتا ہے۔ ابو بکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے انہوں نے کہا اے بیٹی میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اپنے گھر چلی جاؤ۔ میں اپنے گھر آگئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور میری خادمہ سے میرا حال پوچھا (بریرہ سے) اُس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ وہ سوئی رہتی ہے حتیٰ کہ بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے بریرہ کو زجر کرتے ہوئے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ کہو۔ حتیٰ کہ بریرہ کو بہتان کی بات کی تصریح کی (ایسا کہو اور اسے وہ کہا جو نہ چاہیے تھا) بریرہ نے کہا سبحان اللہ، میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا

لِبَعْضٍ حَاجَةٍ وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَرٍ فَخَرْتُ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَرٌ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ
تَسْمِيْنِ ابْنَتِهِ وَفَسَكَتْ ثُمَّ خَرْتُ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَرٌ فَقُلْتُ لَهَا

مگر جو زر گر سرخ سونے کے متعلق ہوتا ہے۔ یہ واقعہ اس شخص کو بھی پہنچا جس کے متعلق بہتان لگایا گیا تھا۔ اُس نے کہا (صفوان بن معطل) سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے کسی عورت کا گھنڈہ کبھی نہیں کھولا۔ ام المؤمنین نے فرمایا وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو آئے، ام المؤمنین نے فرمایا صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس آئے اور میرے پاس بیٹھے رہے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، جبکہ آپ عصر کی نماز ادا کی اور میرے پاس تشریف لائے حالانکہ میرے ماں باپ نے مجھے دائیں بائیں پکڑا ہوا تھا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اَتَا بَعْدُ! اے عائشہ اگر تو نے گناہ کیا ہے یا ظلم کیا ہے تو اللہ کے حضور توبہ کر لو۔ کیونکہ اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔

ام المؤمنین نے کہا قبیلہ انصاری کی ایک عورت آئی اور وہ دیوارہ پر بیٹھی ہوئی تھی میں نے آپ سے عرض کیا آپ اس عورت سے کچھ خیال نہیں کرتے کہ وہ بات کرتے ہیں جس کو ذکر کرنا مناسب نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا جو بھی آپ نے فرمایا۔ تو میں نے والد کی طرف دیکھا اور کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں۔ اُنھوں نے کہا میں کیا کہوں؟

پھر میں اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا آپ ہی جواب دیں اُنھوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا جواب دوں۔ جب دونوں نے جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر میں نے کہا۔ اَتَا بَعْدُ! اللہ کی قسم اگر میں کہوں کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ میں سچ کہتی ہوں تمہارے پاس یہ کہنا مجھے کچھ فائدہ نہ دے گا اور اگر میں یہ کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا تو تم کہو گے؟ اُس نے گناہ کا اقرار کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنی اور تمہاری مثال نہیں پاتی اور میں نے یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا اور اس پر قادر نہ ہو سکی مگر ابو یوسف پر، دُغم کے باعث حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ رہا، جبکہ اُنھوں نے فرمایا خود میرے لئے صبر اچھا کام ہے اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں، اسی وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو ہم سب خاموش ہو گئے پھر آپ سے بارِ وحی اُٹھا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ جہاں آراء پر خوشی کے آثار پائے جبکہ آپ چہرہ انور سے پسینہ پونچھ رہے تھے فرمایا اے عائشہ! تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرمادی ہے۔

ام المؤمنین نے فرمایا میں پہلے سے زیادہ غصہ سے بھر گئی۔ میرے والدین نے کہا اے عائشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھ کر جاؤ! میں نے کہا بخدا میں آپ کی طرف اُٹھ کر نہ جاؤں گی نہ میں تمہارا شکہ کروں گی؛ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گی جس نے مجھے ہمت سے بری کیا تم نے ہمت سنی اور اس کا انکار

تَسْبِيْنِ ابْنِكَ ثُمَّ عَثَرْتُ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَحِصْ مِسْطَحٌ فَأَنْهَرْتُمَا فَقَالَتْ
وَاللَّهِ مَا أَصْبَتْهُ إِلَّا فَيْكِ فَقُلْتُ فِي أَيِّ شَأْنِي قَالَتْ فَتَقَرَّرْتُ عَلَى الْحَدِيثِ
فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هَذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللَّهِ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي
خَرَجْتُ لَهُ لَا أَحَدٌ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَوَعَيْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأُرْسِلَ مَعِيَ الْعَلَامُ فَدَخَلْتُ
الدَّارَ فَجَدْتُ أُمَّ رُوْمَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ
أُحْيِ مَا جَاءَكَ يَا بَيْتِي فَأَخْبِرْتُمَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ
مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي فَقَالَتْ يَا بَيْتِي حَفِظْ عَلَيْكَ الشَّانَ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ
لَقَدْ مَا كَانَتْ أُمْرًا حُسْنًا عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ الْأَحْسَدِ نَهَا
وَقِيلَ فِيهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ
أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ
صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لَوْحِي مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا
الَّذِي ذَكَرْتُمِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ أَيُّ

نہ کیا اور نہ ہی اس کی تردید کی (یعنی یہ نہ کہا کہ یہ خلاف واقع ہے) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فرماتی تھیں - بہر حال زینب بنت جحش کو اللہ تعالیٰ نے اس کی دینداری کے سبب سچایا۔ اُس نے میرے متعلق
سوا بھلائی کے کچھ نہ کہا اور اس کی بہن جمنہ بنت جحش اُن لوگوں میں ہلاک ہوئی جو تہمت لگا کر ہلاک ہوئے تھے
جو اس میں باتیں کرتے تھے وہ مسطح اور حسان بن ثابت تھے اور یہ منافق عبد اللہ بن ابی ناپاک ہے جو لوگوں

بَنِيَّةُ إِلَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِكَ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ لَا وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا إِتْنَاهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلُ خَمِيرَهَا أَوْ عَجِينَهَا وَأَنْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَصْدُقِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَسْقَطُوا إِلَيَّ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تَبْرِ الدَّهَبِ الْأَحْمَرِ وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا كَشَفْتُ كَتَفَ أَنْثَى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقِيلَ شَهِيدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ ابْنُ أَبِي عُنْدِي فَلَمْ يَزَالَا حَتَّى دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ اكْتَفَفَنِي أَبُو أَيُّوبَ عَنِ يَمِينِي وَشِمَالِي فَحَمَدَ اللَّهُ وَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتُ قَارَفْتُ سُوءًا أَوْ ظَلَمْتُ فَتَوْبِي إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ فِي جَالِسَةٍ بِالْبَابِ فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَعِينِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوْعَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتْتُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ أَحِبُّهُ قَالَ فَمَاذَا أَقُولُ فَالْتَفَتْتُ إِلَى أُخِي

سے افتراء کی باتیں جمع کرتا اور ان کو زیادہ کر کے بیان کرتا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا تھا اور خمنہ بنت جحش میں (ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق نے قسم کھائی کہ وہ کبھی منط کو خرچہ نہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی تم

فَقُلْتُ أَحِبِّيهِ فَقَالَتْ أَقُولُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ يُجِيبْهَا تَشَهُدْتُ فَمَحَدْتُ اللَّهَ
وَأَتَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَمَّا بَعْدُ فَأَلَّهِ لِيْن قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ
أَفْعَلُ وَاللَّهِ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعٍ عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهِ
وَأَشْرَبْتُمْ قُلُوبَكُمْ وَإِنْ قُلْتُ إِنِّي فَعَلْتُ وَاللَّهِ يَعْلَمُ إِنِّي لَمَّا فَعَلْتُ لَتَقُولُنَّ
قَدْ بَاَعْتُ اعْتَرَفْتُ بِهِ عَلَى نَفْسِيهَا وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَحَدٌ لِي وَلَكُمْ مَثَلٌ وَالْقِسْتُ
إِسْمُ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهِ
الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ وَأَنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
سَاعَتِهِ فَسَكَنَّا فَرَفَعَهُ عَنْهُ وَإِنِّي لَا تَبِينَ السُّرُورِ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ مِسْرٌ جَبِينَةٌ
وَيَقُولُ ابْشِرِي يَا عَائِشَةُ فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ بَرَاءَتَكَ قَالَتْ وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا
كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِي أَبَوَايَ قَوْمِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْدُهُ
وَلَا أَحْمَدُ كَمَا وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ
وَلَا غَيْرْتُمُوهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ أَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللَّهُ
بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا أُخْتُهَا حَنْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ وَكَانَ
الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مُسَطَّرٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي
وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبَرَهُ مِنْهُمْ

میں سے مال دار اور وسعت والے لوگ قسم نہ کھائیں الایۃ یعنی اولوالفضل سے مراد ابوبکر صدیق ہیں کہ اہل
قرابت اور مسکینوں پر خرچ نہ کریں گے یعنی اولی القربی سے مراد مسطح ہیں (آخر میں ہے) کیا تم اس سے محبت
نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخشے خدا بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکر صدیق نے کہا کیوں نہیں

هُوَ وَحْمَنَةٌ قَالَ فَلَئِنْ أَبُوبَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعَهُ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ
وَلَا يَأْتِلُ أَوْلُوا الْفَضْلَ مِنْكُمْ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَالسَّعَةَ أَنْ يُؤْتُوا
أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ يَعْنِي مِسْطَحَ إِلَى قَوْلِهِ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ حَتَّىٰ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَىٰ وَاللَّهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنَحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ
لَنَا وَعَادَكَ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ

خدا کی قسم ہم محبت کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بخشے اور جو غریب مسطح پر کہتے تھے پھر جاری کر دیا۔

شرح الحدیث : افک میں جھوٹ اور افتراء سے زیادہ مبالغہ ہوتا ہے۔ بعض نے

کہا افک بہتان ہے۔ وہ ایسی شئی ہے جو کسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کو شعور تک نہیں ہوتا۔ دراصل افک کے معنی قلب ہیں؛ کیونکہ یہ قول مافوک ہوتا ہے یعنی اپنے طریقہ سے پھیرا جاتا ہے تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد بہتان ہے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹ کو افک اس لئے کہا کہ ام المؤمنین کا حال اس کے خلاف تھا؛ کیونکہ آپ کا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونا اس سے مانع ہے کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کافروں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تاکہ ان کو ایمان کی دعوت دیں لہذا ان کے لئے ضروری ہے کہ ان میں ایسی چیزیں نہ پائی جائیں جو لوگوں کے لئے نفرت کا سبب ہوں اور ان کی بیوی کا فاحشہ ہونا نفرت کا بہت بڑا سبب ہے۔ اسی لئے نبی کی بیوی فاحشہ نہیں ہوتی کافر ہو سکتی ہے جیسے فوج اور لوط علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تھیں کیونکہ کفر نفرت کا سبب نہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے پہلے بہتان کا علم بھٹا؟

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتان کا علم ہوتا تو آپ کا دل تنگ نہ ہوتا اور نہ ہی ام المؤمنین سے واقعہ کی کیفیت دریافت فرماتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت دفعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کافروں کی جھوٹی باتوں سے تنگ ہوتا تھا، حالانکہ آپ ان کی جھوٹی باتوں کو خوب جانتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے ”ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کی باتوں سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے“ اس واقعہ سے قبل ام المؤمنین رضی اللہ عنہ کا حال معروف تھا کہ آپ مقدمات فحور سے محفوظ اور بہت دور ہیں ایسے شخص پر حسن ظن ہی ہونا چاہیے نیز بہتان لگانے والے منافقین اور اُن کے پیروکار تھے اور یہ واضح بات ہے کہ بہتان ساز دشمن کا کلام ہریان اور بکواس ہوتا ہے۔ ان قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی سے پہلے بہتان کا فساد ظاہر تھا (کبیر) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں اُن لوگوں کو جانتا ہوں جن کے سینوں پر کوڑے مارے جاتے ہیں جس کو دوزخی سنتے ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کے عیب تلاش کرتے ہیں اور ان کی ہتک ستر کرتے ہیں اور اُن میں بُری باتوں کی اشاعت کرتے ہیں جو اُن میں پائی نہیں جاتی ہیں“ (کبیر) اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے قبل ام المؤمنین کی برأت کا علم تھا، نیز بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ عائشہ کی تصویر جنت کے ریشمی لباس میں لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نزول وحی سے قبل آپ کو ام المؤمنین کی برأت کا علم تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین کو آپ کی بیوی قرار دیا تو معلوم ہوا کہ اُم المؤمنین فحش سے پاک تھیں جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاک تھے، اور اس کا آپ کو علم تھا اور سینہ کا تنگ ہونا لوگوں کی ناجائز باتوں سے تھا۔ (حدیث ع ۲۳۱۵ کی شرح دیکھیں)

قرآن حکمى اسْقَطُوا لَهَا، یعنی حتیٰ کہ بریرہ کے لئے بہتان لگانے والوں کا کلام ظاہر کیا یعنی بریرہ سے کہا کہ کہو ایسا ہی واقعہ ہے، بعض کہتے ہیں ”اسْقَطُوا لَهَا“ کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے ناخوش بات کہی کہا جاتا ہے فُلَانٌ اسْقَطَ فِیْ کَلَامِهِ، جبکہ وہ گری ہوئی بات کرے۔ یعنی نامناسب کلام کرے، قولہا فَقِيلَ شَهِيدًا، یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”جس شخص کے ساتھ بہتان لگایا تھا وہ صفوان بن معطل ذکرانی تھے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انیس ہجری کو غزوہ ارمینہ میں شہید ہوئے تھے، بعض نے کہا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زمانہ امارت میں چونکہ ہجری کو روم میں فوت ہوئے تھے، سیوطی، یعنی وہ بہت بڑی شرافت کو پہنچے تھے“

قولہا كُنْتُ اَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا، یعنی ام المؤمنین نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت نازل فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اچھی خبر سنائی تو میں اس قدر غضبناک ہوئی کہ اس سے پہلے میرا یہ حال نہ تھا، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ کلام اَخْطَبُ مَا يَكُونُ الْاَمِيرُ قَائِمًا، کی طرح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تشبیہ کو صحیح نہیں کہا کیونکہ اس ترکیب میں: اَخْطَبُ، مبتدا ہے اور قائمًا حال۔ خبر کے قائم مقام ہے دراصل کلام یوں تھا ”امیر کا اخطب ہونا اس حال میں حاصل ہے کہ وہ قائم ہے۔ اور اس حدیث شریف میں ”اَشَدَّ“ پہلے کُنْتُ کی خبر ہے اور غَضَبًا، دوسرے کُنْتُ

بَابُ قَوْلِهِ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ
 وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ عَنْ
 عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى لَمَّا أُنْزِلَ
 اللَّهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ شَقَقْنَ مِرْوَطَهُنَّ فَأَخْتَمْنَ بِهَا

کی خبر ہے۔ عبارت کا معنی یہ ہے۔ جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری براءت کی خبر دی تو میں اس سے پہلے
 غصہ سے زیادہ سخت غصہ سے بھر گئی۔

قولہا لَا أُحْمِلُهُ، علماء نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ کلام حالت سکر میں تھا کہ نظر سے واسطہ اٹھا دیا
 شیخ نور الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”من گویم بلکہ ازراہ ناز معشوقی نیز می تواند بود، شکر اللہ سعۃ“

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر
 ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہر پر یا
 اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہر کے بیٹے یا اپنے بھائی یا
 اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی
 ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں
 کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں،

شرح الباب : یہ عورتوں کو حکم ہے۔ عرب کی عورتوں کی عادت تھی کہ اپنے کرتوں کے
 گریبانوں کو کٹاؤں کرتی تھیں۔ اس طرح ان کا گلہ، سینہ اور ارد گرد برہنہ نظر آتا تھا اور دوپٹے پس پشت
 لٹکاتی تھیں اور آگے والا حصہ سینہ وغیرہ سب کھلا ہوتا تھا اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی اس کے بعد وہ
 دوپٹے اپنے سروں پر رکھتی تھیں اور اس کا دایاں کنارہ بائیں کندھے پر کرتی تھیں۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ آه ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم

۴۴۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ
عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ لَمَّا
نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ أَخَذْنَ أُنْدَهُنَّ
فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قَبْلِ الْحَوَاسِيِّ فَأَخْتَمْنَ بِهَا

کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ الْآيَةُ اُنھوں
نے اپنی چادروں کو پارہ پارہ کیا اور اُن کے ساتھ اپنے سینوں کو ڈھانپا،

امام بخاریؒ اس حدیث کو معلق ذکر کیا احمد بن شیبہ امام کے اساتذہ میں
شرح: سے ہیں اور دوسروں سے اور طریقوں سے موصول ذکر کیا۔ نِسَاءُ الْمُحَاجِرَاتِ
کی ترکیب موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے یعنی النِّسَاءُ الْمُحَاجِرَاتُ، اور وہ شَجَرُ الْأَوَّلِ
کی مثل یعنی شَجَرُ هُوَ الْأَوَّلُ، قولہ الْأَوَّلُ، اُولیٰ کی جمع ہے یعنی پہلی مہاجر عورتیں۔
قولہ مُرَوِّطِهِنَّ، مُرَوِّطٌ کی جمع ہے اس کے معنی چادر ہیں۔

قولہ فَأَخْتَمْنَ بِهَا، یعنی اُنھوں نے اپنے چہروں کو چادروں سے ڈھانپا جن کو پارہ پارہ کیا تھا۔

ترجمہ: صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا۔ جب یہ آیت کریمہ
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ، نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنی چادروں کو اطراف سے پارہ پارہ کیا اور
اُن سے اپنے چہرے اور سینے ڈھانپے

شرح: یعنی یہ آیت کریمہ سننے ہی اُنھوں نے یہ کام کیا۔ اگر یہ سوال
پوچھا جائے مائی صاحبہ کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جن عورتوں

نے چادروں کو پارہ پارہ کیا تھا وہ پہلی مہاجر عورتیں ہیں اور مائی صاحبہ ہی کی حدیث میں ہے کہ وہ
انصار عورتیں تھیں جیسا کہ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں صورت اتفاق یہ ہے کہ جب یہ آیت
نازل ہوئی تو انصار عورتوں نے فوراً چادریں پارہ پارہ کر کے ان سے اپنے سینے ڈھانپے مہاجر
عورتوں نے اس کے کچھ دیر بعد یہ کیا تھا۔

سُورَةُ الْفُرْقَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَبَاءٌ مُنْتَوَرًا مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ مَدَّ الظِّلَّ مَا بَيْنَ
 طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ سَاكِنًا دَائِمًا عَلَيْهِ دَلِيلُ طُلُوعِ الشَّمْسِ
 خِلْفَةٌ مَنْ قَاتَهُ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ أَوْ قَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ

سُورَةُ فَرْقَانِ

فرقان در اصل مصدر ہے اور دو شیشوں کے درمیان فرق ہے جبکہ ان کو جدا جدا کر دیا جائے قرآن کریم
 کو فرقان اس لئے کہا کہ یہ حق و باطل کے درمیان فاصل ہے۔ بعض نے کہا قرآن کریم ایک بار تمام نازل نہیں ہوا لیکن
 مفروق و مفصول نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَدْ أَنَا فَرَقْنَا لَهُ لَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ، یہ سورت مکی ہے
 اس کی دو آیتوں میں اختلاف کیا ہے اور وہ وَالَّذِينَ لَا يُدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرًا هُمَانَا، اور دوسری
 آیت کریمہ: إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ تَاكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا، سعید بن جبیر نے کہا پہلی آیت مکی ہے اور
 دوسری مدنی ہے۔ اس کی ۱۷ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله هَبَاءٌ مُنْتَوَرًا، اس سے اس آیت کریمہ: وَقَدْ أَنَا فَرَقْنَا لَهُ لَتَقْرَأَ عَلَيْهِ هَبَاءٌ مُنْتَوَرًا
 کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا یہ وہ غبار کے ذرات ہیں جن کو ہوا اڑاتی ہے
 مجاہد، عکرمہ اور حسن بصری نے کہا جو آفتاب کی روشنی میں دیوار کے سوراخ سے باریک ذرات نظر آتے ہیں ان کو
 ماتھ مس نہیں کر سکتا اور وہ سایہ میں نظر نہیں آتے ان کو ہباء منثور کہتے ہیں۔ ابن زید نے کہا وہ غبار ہے جبکہ
 مقاتل نے کہا جو جانوروں کے پاؤں سے اڑے وہ ہباء منثور ہے۔ یہ ہباء قہ کی جمع ہے اور منثور یعنی باطل ہے جس
 کا کچھ ثواب نہ ہو، کیونکہ کافروں کے عمل اللہ کے لئے نہیں ہوتے۔

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں اور جو کچھ اُنہوں نے کام کئے تھے۔ ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک غبار کے بھرے

وَقَالَ الْحَسَنُ هَبْ لَنَا مِنْ أَنْدَاجِنَا فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَمَا شِئْتَ أَقْرَ لِعَيْنِ
الْمُؤْمِنِ أَنْ يَرَى جَنِبَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شُبُورًا وَبِلَا وَ
قَالَ غَيْرُهُ السَّعِيرُ مُذَكَّرٌ وَالتَّسْعَرُ وَالِاضْطِرَامُّ التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ تَمْلِي

ہوئے ذرے کر دیا جو روزن درو شدن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

قوله مَدَّ الظِّلَّ، اس سے اس آیت کریمہ: اَلَمْ تَرَ اِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مَدَّ الظِّلَّ، سے مراد وہ سایہ ہے جو طلوع فجر کے درمیان طلوع شمس تک ہے۔ یہ بہترین حال ہے کیونکہ اندھیرا اور ظلمت سے طبع نفرت کرتی ہے اور یہ نظر کو خراب کرتی ہے اور آفتاب کی شعاعیں گرم ہیں وہ ہوا کو گرم کر کے نظر کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بہشت کی وصف میں ظل ممدود ذکر فرمایا ہے قوله سَاكِتًا، اس سے اس آیت کریمہ: وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلْنَاهُ سَاكِتًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيلًا کی طرف اشارہ کیا اور ساکن کی دائم سے تفسیر کی یعنی زائل نہ ہونے والا، بعض نے اس کی تفسیر یہ کی جو سایہ اصل دیوار سے ملا ہوا ہو اور بجھرا ہوا نہ ہو اور دلیل کی تفسیر طلوع شمس سے کی یعنی طلوع شمس سایہ کے ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی اگر آفتاب نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا اگر نور نہ ہوتا تو ظلمت کا پتہ نہ چلتا۔

قوله خَلْفَةً، اس سے اس آیت کریمہ: وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ”مَجَّ قَاتِدًا“ سے کی، اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی یعنی اُن میں سے ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے تو دوسرے میں ادا کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی فرمایا ہے اور رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کی دلیل ہے۔ مجاہد سے منقول ہے کہ رات اور دن میں سے ہر ایک دوسرے کے مخالف کیا۔ یعنی رات کو سیاہ اور دن کو روشن کیا۔ ابن زید نے کہا ہر ایک کو ایک دوسرے کا متعاقب کیا یعنی کہ ایک کے چلے جانے سے دوسرا آتا ہے۔

قوله هَبْ لَنَا، اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَنْدَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا، کی طرف اشارہ کیا اور حسن بصری نے اس کی یہ تفسیر کی جو لوگ یہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھ کی ٹھنڈک اور دل کی راحت دے اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ آنکھ کی ٹھنڈک اللہ کی طاعت میں ہے۔

قوله مَا مِنْ شَيْءٍ أَقَرَّ، یعنی کوئی چیز مومن کی آنکھ کے لئے اس سے زیادہ خنک نہیں کہ وہ اپنے دوست کو

عَلَيْهِ تَقَرُّ عَلَيْهِ مِنْ أَمَلَيْتُ وَأَمَلْتُ الرِّسَّ الْمَعْدِنُ وَجَمْعُهُ رِسَاسٌ
مَا يُعْبَأُ يُقَالُ مَا عِبَاتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ غَرَامًا هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ
وَعَتُوا طَغَوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَاتِيَةٌ عَتَتْ عَلَى الْخُذَّانِ

اللہ کی طاعت میں دیکھے۔ مومن کی آنکھ سردی سے راحت لیتی ہے اور گرمی سے اس کو اذیت پہنچتی ہے۔
قرۃ بمعنی قرار بھی آتا ہے یعنی مومن کی آنکھ خوشی کی حالت میں قرار لیتی ہے اور غم و اندوہ میں پریشان
ہوتی ہے۔ قولہ شَبَّوْزَا، اس سے اس آیت کریمہ: وَدَعُوا هَذَا لَكَ تَبَعًا، کی طرف اشارہ کیا اور ویل
بمعنی ہلاک سے اس کی تفسیر کی۔

قولہ السَّعِيرِ، اس سے اس آیت کریمہ: "وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ كَذَابًا يُسَمُّوْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس کے غیر ابو عبیدہ نے کہا: "السَّعِيرُ بمعنی دوزخ مذکور ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مؤنث ہے
قرآن کریم میں ہے: إِذَا دَبَّتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ مِمَّا تَغِيظُهَا تَغِيظًا ذَفِيرًا، اس آیت کریمہ میں
احتمال ہے کہ "لھا" میں ضمیر کا مرجع زبانہ ہو جیسا کہ زمخشری کے کلام سے ظاہر ہے۔ ہو سکتا ہے السَّعِيرُ کو مذکر
کہنا لفظ کے اعتبار سے ہو۔ اَلتَّعَرُّوْا اور اَلِضْطْرَامُ کے معنی ہیں آگ کا سخت بھڑکنا، تَمْلِيْعٌ عَلَيْهِ بمعنی تَقَرُّؤُ
ہے یہ اُمْلِيْتُ اور اُمْلُتُ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں غیر پر پڑھنا۔

قولہ الرِّسِّ، اس آیت کریمہ: وَأَصْحَابُ الرِّسِّ، میں رِس بمعنی معدن ہے۔ بعض کہتے ہیں
یہ انطاکیہ میں کنواں ہے جس میں حبیب بن ہاشم کو قتل کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آذربایجان میں کنواں
ہے۔ قولہ مَا يُعْبَأُ، اس سے اس آیت کریمہ: قُلْ مَا يُعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاءُكُمْ، کی طرف
اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا۔ محاورہ ہے مَا عِبَاتُ بِهِ شَيْئًا، میں نے اس کا کچھ اعتبار نہ کیا
یعنی اس کا کوئی شئی شمار نہ کیا کہ اس کا وجود و عدم دونوں برابر ہیں۔

قولہ غَرَامًا، اس سے اس آیت کریمہ: إِنَّ عَذَابَ هَذَا كَانَ غَرَامًا، کی طرف اشارہ کیا
اور غرام کی ہلاک سے تفسیر کی۔

قولہ عَتُوا، اس سے اس آیت کریمہ: لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا
کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا عَتُوا بمعنی طَغَوْا ہے۔

قولہ عَاتِيَةٌ، اس سے اس آیت کریمہ: أَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ، کی
طرف اشارہ کیا۔ عاد کی قوم سخت تیز رفتاری سے ہلاک کی گئی جس کی آواز نہ تھی۔ بعض نے کہا صَرْصَرٌ، سخت برسر ہوا

بَابُ قَوْلِهِ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ

جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا

۴۴۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ

الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَىٰ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ أَلَيْسَ

الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَىٰ أَنْ يَمْشِيَهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ

يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَىٰ وَعِزَّةُ رَبِّنَا

ہے جو سخت ٹھنڈی ہونے کے باعث ہلاک کر دیتی ہے۔ عتث میں ضمیر ریح کی طرف راجع ہے۔
 قولہ "خزآن" بضم الخاء تشدید الزاء خازن کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہوا کے خازن ہیں جو اللہ کے حکم کے
 بغیر ہوا نہیں چھوڑتے۔ ہوانے ان پر غلبہ کیا اور مقدار معلوم کے بغیر چلی اور قوم عاد کو ہلاک کر دیا۔ یسائت
 سورہ "الحاقة" میں مذکور ہے۔ کلمہ عتث کی مناسبت سے یہاں ذکر کی گئی ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَارِشَادًا وَهُوَ جَوْهَنَمُ كِي طَرَفِ مَانِكِ

اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے بُرا

اور وہ سب سے گمراہ " ۴۴۴۳۔ توجہ : انس بن مالک نے بیان

کیا کہ ایک آدمی نے کہا "یا نبی اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کیا کافر قیامت کے دن منہ کے بل مانکے جائیں گے وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے، فرمایا کیا
 جس نے دونوں پاؤں پر دنیا میں چلایا وہ اس پر قادر نہیں کہ قیامت میں اس کو منہ کے بل چلائے،
 قتادہ نے کہا۔ کیوں نہیں پروردگار کے جلال کی عزت کی قسم وہ منہ کے بل چلا سکتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ لَا يُدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ
وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ

۴۴۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ
حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
وَحَدَّثَنِي دَاوُدُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ أَوْسَمَ بْنَ رَسُولٍ اللَّهَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ جو اللہ کے ساتھ
کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس
جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے
اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب
قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے
اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں
سے بدل دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ الاثم بمعنی عقوبت ہے بعض نے گنا کہا ہے
: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان آیات کا شان نزول یہ بیان کیا ہے
شرح الباب کہ مشرکوں نے قتل کئے اور بکھڑت قتل کئے اور بکھڑت زنا کئے پھر وہ سرور کا ثبات

خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيْ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيَةَ أَنْ يَطْعَمَ
مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيْ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِمَحَلِّلَةٍ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هَذِهِ
الْآيَةُ تَصَدِّيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ
مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور جہر ہمیں بلاتے ہیں وہ اچھا ہے
اگر آپ ہمیں یہ خبر دیں کہ ہم نے جو عمل کئے ہیں ان کا کفارہ ہے؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہا
جاتا ہے۔ ابنِ مطعم وحشی غلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں
نے کہا میں نے سوال پوچھا یا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا اللہ کا شریک بنائے
حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر کون سا بڑا ہے فرمایا تو اپنی اولاد کو اس خون
سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا تو اپنے ہمسایہ کی
بیوی سے زنا کرے۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کی تصدیق کے
لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر اولاد کو
کھانا کھلانے کے ڈر کے بغیر قتل کرے تو جب

بھی یہ کبیرہ گناہ اس کو مقید کرنے کا کیا سبب ہے۔
اس کا جواب یہ ہے یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ان کی عادت کے مطابق قید کو
ذکر کیا کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ اس خوف سے اولاد قتل کرتے تھے۔
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آیت کریمہ میں قتل اور زنا مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قید کے ساتھ اور زیادہ کبیرہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے آیت کریمہ سے
استدلال سے کوئی ثبوت مانع نہیں۔ واللہ در سؤلہ اعلم !

۴۴۲۵۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ
ابْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي الْقِسْمُ بْنُ اَبِي بَزَّةَ
اَنَّهُ سَالَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ
عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ فَقَالَ سَعِيْدُ
قَرَأْتُهَا عَلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلٰى فَقَالَ هَذِهِ مَكِّيَّةٌ اَرَأَيْتَ لَسَحَّهَا
اَيَّةٌ مَدَنِيَّةٌ اَلَّتِيْ فِيْ سُورَةِ النِّسَاءِ

۴۴۲۵۔ ترجمہ : قاسم بن ابی بڑہ نے بیان کیا کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا
کیا جو کوئی قصداً قتل کرے اس کی توبہ قبول ہے؟ تو میں نے اس پر
یہ آیت کریمہ پڑھی اور وہ جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ سعید نے کہا میں نے یہ
آیت کریمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پڑھی جیسے تو نے میرے پاس پڑھی ہے تو انہوں نے کہا یہ مکئیہ
ہے اس کو مدنی آیت جو سورہ نساء میں ہے لے منسوخ کر دیا ہے۔

۴۴۲۵۔ شرح : یعنی اس آیت کریمہ : مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا اُجْرَاءُ الْبَہِیْمِ
جو مومن کو قصداً قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے نے مذکور آیت کو
منسوخ کر دیا ہے کیونکہ اس میں "اِلَّا مَنْ تَابَ" مذکور نہیں۔ زید بن ثابت نے روایت کی ہے کہ سورہ نساء
سورہ فرقان کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کیسے کہا کہ
مومن کے قاتل کی توبہ نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَتَوْبُوا اِلٰی اللّٰهِ جَمِیْعًا، تم سب اللہ کے حضور توبہ
کرو اور فرمایا : اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بطور تعلیظ اور
تشدید فرمایا ہے ورنہ ہر گناہ قابل توبہ ہے اور یہی دلیل کافی ہے۔ کافر کی توبہ مقبول ہے۔

اس مقام پر یہ بات ملحوظ ہونا ضروری ہے کہ قصداً قاتل کی توبہ قبول نہ ہونا صرف ابن عباس
رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ
مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ، اللہ یہ نہ بخشنے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اس کے علاوہ جسے چاہے بخشنے کا
نیز مشتق پر حکم ہو تو اس کا مبداء حکم کی علت ہوا کرتا ہے لہذا مومن کا ایمان قتل کا موجب ہوا اس کی سزا
جہنم ہے۔ یعنی اگر مومن کو اس لئے قتل کیا کہ وہ مومن ہے تو قاتل کافر ہو جائے گا۔ اور اگر توبہ کے بغیر اسی

۴۴۴۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْمَغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي إِخْرَمَانِ نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ ۴۴۴۷۔ حَدَّثَنَا أَدَمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى فَجَزَاءُ هُجْرَتِهِمْ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَلَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ قَالَ كَانَتْ هَذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ

حال میں مرگیا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، واللہ ورسولہ اعلم !
ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا اہل کوفہ نے مومن کے قتل میں اختلاف کیا
۴۴۴۶۔ (کہ قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہ) میں اس بارے میں حضرت
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو انھوں نے کہا یہ آیت کریمہ سب سے آخر نازل ہوئی اس کو
کسی نے منسوخ نہیں کیا۔ (اس حدیث کی تشریح اوپر مذکور ہے)

ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس
۴۴۴۷۔ آیت کریمہ فَجَزَاءُ هُجْرَتِهِمْ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا
ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں۔ نیز میں نے اس آیت کریمہ : لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ کے متعلق
پوچھا تو انھوں نے کہا یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

۴۴۴۸۔ شرح : یعنی مشرکین مکہ کے لئے یہ حکم تھا۔ اسلام لانے کے بعد اگر
کوئی مسلمان مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے

اور اس کی توبہ قبول نہیں۔
اقول یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ جمہور علماء اہل سنت کہتے ہیں
یہ آیت زجر و تہدید پر محمول ہے اس پر ابن عباس کا قول محمول کرتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ

يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا

۴۴۴۸ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ

مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي سُرَيْبٍ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ
قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ لَهُ جَهَنَّمُ وَقَوْلِهِ وَالَّذِينَ
لَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ حَتَّىٰ بَلَغَ الْإِمَنُ تَابَ فَسَأَلَتْهُ
فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ
اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَآتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْإِمَنُ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ
عَمَلًا صَالِحًا إِلَىٰ قَوْلِهِ غَفُودًا رَاجِعًا

بَابُ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کفر و معصیت پر قیامت
کے روز مرد کو دو گنا عذاب دیا جائے گا وہ ہمیشہ اس
میں ذلیل و خوار رہے گا،

۴۴۴۸ — ترجمہ : سعید بن جبیر سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے ابن ابی
نے کہا ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد : وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ لَهُ جَهَنَّمُ، اور
اللہ تعالیٰ کے ارشاد! وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ الایہ کے متعلق دریافت کرو
میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا ہم نے اللہ کا
شریک بنایا ہے اور ہم نے اس نفس کو قتل کیا ہے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق قصاص کے ساتھ،

بَابُ قَوْلِهِ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا
فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا
۴۴۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي أَنَسًا أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ
عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَمَنْ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا
شَيْءٌ وَعَنْ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ

اور ہم نے بہت گناہ کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا
صَالِحًا ، مگر جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے غَفُورٌ رَحِيمٌ تک (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کی توبہ قبول ہے)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد ! مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے
اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں
سے بدل دے گا ، یعنی وہ مسلمان شدید ترین عذاب کی وعید سے
مستثنیٰ ہے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے الخ

۴۴۴۹۔ ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُصفوں نے کہا
مجھے عبد الرحمن بن ابی انس نے حکم دیا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے متعلق پوچھوں : مَنْ
يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا الخ میں نے اُن سے پوچھا تو اُصفوں نے کہا اس کو کسی شئی نے منسوخ نہیں کیا اور
وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ، اُصفوں نے کہا یہ مشرکین مکہ کے منطلق نازل ہوئی ،

شرح : فتح الباری شرح البخاری میں ہے کہ ان روایات کا خلاصہ یہ
ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی ان دونوں آیتوں کو ایک محل پر
۴۴۴۹۔

بَابُ قَوْلِهِ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا هَلَكَةً

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ
الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ خُمُسَةُ قَدْ مَضَيْنَ
الدُّخَانَ وَالْقُرُورَ وَالرُّومَ وَالْبَطْشَةَ وَاللِّزَامُ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا هَلَاكًا

محمول کر کے کہتے ہیں۔ ایک آیت دوسری آیت کی ناسخ ہے۔ کبھی مختلف دو محمولوں پر محمول کرتے ہیں جیسا کہ ان روایات سے واضح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دونوں قولوں میں صورت اتفاق یہ ہے کہ سورت فرقان کی آیت میں جو عموم ہے اس سے وہ مسلمان مخصوص ہیں جو عمداً قتل کرتے ہیں اور بہت علماء تخصیص پر نسخ کا اطلاق کرتے ہیں۔ یہ معنی تکلف سے خالی نہیں ہے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ کہیں ابن عباس کے کلام میں تناقض ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ کہیں انھوں نے پہلے آیت کو منسوخ کہا پھر اس سے رجوع کر لیا۔ ابن عباس کا مشہور قول یہ ہے کہ جب مومن دوسرے مومن کو عمداً قتل کرے اس کی توبہ قبول نہیں لیکن مجبور علماء نے اس کو تغلیظ اور تہدید پر محمول کیا ہے اور قاتل کی توبہ کو صحیح کہا ہے جیسے دوسرے گناہ گاروں کی توبہ قبول ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادًا تَوَابٍ هُوَ كَا وَهُ عَذَابٌ جَوْلِطٌ رَهْ كَا،

۴۴۵۔ ترجمہ : مسروق نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ علامات ہیں جو گنہگاروں پر ہیں۔ دخان، قمر، روم، بطشہ اور لزام۔

۴۴۵۔ شرح : یعنی پانچ علامات ہیں جو قیامت کے قرب پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں ایک دخان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ دن ہوگا کہ آسمان سے دھواں آئے گا۔ دوسری قمر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”قیامت قریب آگئی اور قمر دو ٹکڑے ہو گیا۔ تیسری روم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم روم مغلوب ہو گئے۔ چوتھی بطشہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک دن ہم سخت پکڑیں گے (بدر میں مقتول مراد ہیں) پانچویں لزام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے تکذیب کی پس اب ہوگا وہ

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ فُجَاهٌ تَعْبَثُونَ تَبْنُونَ هَضِيمٌ يَتَفَتَّتُ إِذَا مَسَّ مُسْحَرِينَ الْمُسْحَرِينَ اللَّيْكَ
وَالْأَيْكَ جَمْعُ أَيْكَ وَهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ يَوْمَ الظُّلَّةِ إِظْلَالُ الْعَذَابِ أَيَا هُمْ مَوْزُونٌ
مَعْلُومٌ كَالطُّودِ كَالجَبَلِ لَشَرِّ ذِمَّةٍ طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ فِي السَّاجِدِينَ الْمُصَلِّينَ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ كَأَنَّكُمْ الرِّيعُ الْيَفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُ
رِيعَةٍ وَأَرْيَاعٌ وَاحِدُهُ الرِّيعَةُ مَصَانِعُ كُلِّ بَنَاءٍ هُوَ مُصْنَعَةٌ فَرِهَيْنَ مَرِهَيْنَ
فَارِهَيْنَ مَمْعَنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهَيْنَ حَاذِقَيْنِ تَعَثُوا هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ وَغَاثٌ
يَعِثُ عَيْثًا الْجِبَلَةُ الْخَلْقُ جِبَلٌ خَلَقَ وَمِنْهُ جِبَلٌ وَجِبَلٌ وَيَعْنِي الْخَلْقَ

عذاب جو لپٹ رہے گا۔ بعض نے کہا اس سے مراد قحط سالی ہے۔ بعض نے کہا بدر میں مرنے والے کافروں کا
چاہ بدر میں ایک دوسرے سے ملنا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورَةُ شُعَرَاءِ

یہ سورت مکئی ہے مگر ایک آیت کریمہ : اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
وَانتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوْا ، حسان بن ثابت ، عبد اللہ بن رواحہ ، کعب بن مالک شعراء انصار میں واقع
ہوئی ، مقاتل نے کہا اس میں دو آیتیں مدنی ہیں اور وہ یہ ہیں ”وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ“ اور
اَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ اٰيَةٌ اَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ ، ہیں۔ امام سخاوی نے کہا یہ سورت سورت
واقعہ کے بعد اور سورہ نمل سے پہلے نازل ہوئی اس کی ۲۲ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قوله تَعْبَثُونَ ، اس سے اس آیت کریمہ : اَتَبْنُونَ بِكُلِّ
رِيعٍ اَيَّةٌ تَعْبَثُونَ ، مجاہد نے کہا تَعْبَثُونَ کی تفسیر

مائدہ ان کے دریغے راہ گاہی حاصل کریں اور صراطِ راستہ اختیار نہ کریں۔
 قولِ مصمیم ”اس سے اس آمتِ کرمیہ“ فی جناتٍ و عیونٍ و زُرُوعٍ و نخلٍ طلعہا ہضیم“ کی
 طرف اشارہ کیا۔ اور مصمیم کی یہ تفسیر کی جو ہاتھ لگانے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یعنی کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین
 سے چھوڑ دیئے جاؤ گے باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شکرِ فہ نرم و نازک،

قوله يَوْمَ الظُّلَّةِ ، اس سے اس آیت کریمہ ” فَآخَذَهُمْ عَذَابٌ يَوْمِ الظُّلَّةِ “ کی طرف اشارہ کیا
 پھر اس کی تفسیر ان پر عذاب کے سالیوں سے کی مفسرین نے کہا یہاں ظُلَّة کے معنی بادل ہیں جو ان پر سایہ کرتے ہیں
 قوله مُؤْوَرُونَ ، اس سے اس آیت کریمہ : ” وَانْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْذُونٍ “ کی طرف اشارہ
 کیا یہ سورۃ حجر کی آیت ہے۔ کاتب نے سہواً یہاں لکھ دی ہے۔ یعنی اور اس میں ہر شئی اندازے سے اُگائی ،
 قوله كَالطُّودِ ، اس سے اس آیت کریمہ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ، کی طرف اشارہ کیا
 پھر اس کی جبل سے تفسیر کی ، یعنی ہر حصہ پہاڑ کی طرح ہو گیا۔

قوله الشِّرْذِمَةُ سے اس آیت کریمہ اِنَّ هُوَ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ کی طرف اشارہ کیا اور شِرْذِمہ کی طائفہ قلیلہ سے تفسیر کی،

قوله فِي السَّاجِدِينَ، اس سے اس آیت کریمہ: وَتَقْلِبُكَ فِي السَّاجِدِينَ، کی طرف اشارہ کیا اور ساجدین کی مُصَلِّیْنَ سے تفسیر کی۔ کلبی نے اس کی یہ تفسیر کی کہ جو شخص نمازیوں کے ساتھ باجماعت نماز کے ارکان میں آپ کے منتقل ہونے کو دیکھتا ہے کہ اس میں آپ کھڑے قاعد، راکع اور ساجد ہوتے ہیں۔ ثعلبی نے ابن عباس سے بھی یہ روایت ہے۔ امام رازی نے تَقْلِبُكَ فِي السَّاجِدِينَ کی تفسیر کی کہ آپ مُوَحِّدِیْنَ سے منتقل ہوتے رہے یعنی آپ کے آباؤ اجداد حضرت آدم تک سب اللہ کو ایک جانتے تھے۔ اُن میں کوئی مشرک نہ تھا۔

قوله لَعَلَّكُمْ تَتْلُونَ، اس سے اس آیت کریمہ: "وَتَتَّخِذُونَ مَصَالِحَ لَعَلَّكُمْ تَتْلُونَ" کی طرف

اشارہ کیا اور لَعَلَّكُمْ، کی تفسیر کا لگھڑ سے کی، یعنی یہاں لَعَلَّ بمعنی کَانَ ہے جو تشبیہ کے لئے ہے یعنی تم مضبوط محل چنتے ہو اس اُسید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے، اور کبھی نہ مرو گے۔

قوله الرِّيعُ، اس سے اس آیت کریمہ: اَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں کہا رِيع وہ جگہ ہے جو زمین سے بلند ہو۔

الْأَيْفَاعُ بلند زمین ہے۔ درست أَيْفَا مِنَ الْأَرْضِ، ہے۔ بلند زمین، رِيع کی تفسیر ایفَاع اور ایفَاع بھی کی جاتی ہے۔ جوہری نے کہا کہا جاتا ہے: غلام يافع وَيَفَعٌ وَيَفَعٌ غُلَامٌ الْإِفَاعُ وَيَفَعٌ بھی کہا جاتا ہے اور کہا رِيع بکسر الراء بلند زمین ہے۔ عمارہ نے کہا رِيع پہاڑ ہے۔ اس کے معنی راستہ بھی ہیں۔ دو پہاڑوں کے درمیان فراخ جگہ کو رِيع کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بِكُلِّ رِيع ہر اونچی جگہ سے۔ رِيع بفتح الراء بڑھنا املاک کے منافع کو بھی رِيع کہا جاتا ہے۔

قوله جمعه، یعنی رِيع کی جمع رِيعَاتُ بکسر الراء وفتح الیاء۔ جسے قِرْدٌ کی جمع قِرْدَةٌ، رِيع واحد اور ارباع جمع ہے۔ قوله مَصَالِحُ، اس سے اس آیت کریمہ: وَتَتَّخِذُونَ مَصَالِحَ لَعَلَّكُمْ تَخْلَدُونَ کی طرف اشارہ اور اس کی تفسیر یہ کی کہ ہر بناء مَصْنَعَةٌ ہے۔ مَصْنَعَةٌ مفرد اور مَصَالِحُ جمع ہے۔ شیخ عبدالرزاق نے کہا یمن کی لغت میں عادلوں کے محلات ہیں۔

قوله فَرِهَيْنِ، اس سے اس آیت کریمہ: تَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَرِهَيْنِ، کی طرف اشارہ کیا اور مَرِحَيْنِ، سے اس کی تفسیر کی، مَرِحَيْنِ مَرَحٌ کی جمع صفت مشبہ ہے مَرَحٌ مَرَحًا سے مشتق ہے۔ اور مَرَح کے معنی بہت خوشی کے ہیں۔ اس کے معنی مکبرین، متحیرین اور ناعمین بھی ہیں۔ فَرِهَيْنِ اور فَرِهَيْنِ ہم معنی ہیں۔ اخفش کی قراوت ”فَرِهَيْنِ“ ہے۔

قوله يُقَالُ، یعنی فارحین کا حاذقین کہا جاتا ہے۔ یعنی تجربہ کار،

قوله لَعَثُوا، اس سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ، کی طرف اشارہ کیا اور أَشَدَّ الْفُسَادِ، سے اس کی تفسیر کی۔ یہ لَعَثُوا کے مصدر کی تفسیر ہے کیونکہ عَثَا يَعْتُوا بمعنی افسد ہے۔ ایسے ہی ”عَثَى بکسر التاء یعنی“ ہے۔ پہلے کی مصدر عَثَوُ اور دوسرے کی عَثَى ہے۔

قوله عَاثَ لَعِثَتْ عِثًا، یعنی یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں کیونکہ لَعِثَتْ عَاثَ لَعِثَتْ سے مشتق ہے۔ پہلا یعنی عَثَى ناقص اور دوسرا یعنی لَعِثَتْ اجوف ہے۔

قوله الْجِبَلَةُ، بمعنی خُلُقٌ ہے اور جبیل بمعنی خُلُقٌ ہے اسی جِبَلًا اور جِبَلًا بمعنی خُلُقٌ ہیں یعنی تینوں ہم معنی ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ وَلَا تُخْرِجْنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ
عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اِبْرَاهِيمَ رَأَى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَعَلَيْهِ
الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ

۴۴۵۱۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا خِي

عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكْفِي اِبْرَاهِيمَ أَبَاهُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْرِجَنِي
يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَيَقُولُ اللَّهُ إِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا اِرْشَادِ اِحْسَانِ دُنْ لُوكِ قَبْرُوں سَے

اُٹھائے جائیں گے مجھے رُسوانہ کر ! ،

ابراہیم بن طہمان نے ابو ذئب سے اُنھوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے
اُنھوں نے اپنے والد کیساں سے اُنھوں نے ابو ہریرہ سے اُنھوں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام
اپنے چچا کو قیامت میں دیکھیں گے کہ اس پر غبار اور سیاہی ہے۔

اس روایت کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس قصہ میں یوں مذکور ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام
اپنے چچا کو اس حال میں دیکھیں گے تو عرض کریں گے کہ اے اللہ! مجھے لوگوں میں رُسوانہ کر،

۴۴۵۱۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا سے ملاقات کریں گے اور کہیں گے۔

بَابُ قَوْلِهِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

وَإِخْفِضْ جَنَاحَكَ الْإِنِّ جَانِبَكَ

۴۴۵۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قَالٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصُّفَا فَجَعَلَ يَنَادِي يَا بَنِي فَهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لَبُطُونُ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ

اے میرے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جس روز لوگ اٹھائے جائیں گے مجھے رسوا نہیں کریگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے۔

۴۴۵۱۔ شرح : آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ اس کو قیامت میں بچھو کی صورت کر دیا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا اس طرح

کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے اور وہ رسوائی سے محفوظ رہیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ ہیں اور آذر چچا ہے۔ عرب چچا پر آب کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمِنْ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمُ وَإِسْمَاعِيلُ وَإِسْحَاقُ، یہ خطاب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے اور اسماعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں اور قرآن کریم میں ان کو صفِ آباء میں ذکر کیا ہے۔
۵۔ ادب کی جگہ ہے قلم سنبھل کر رکھنا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالْإِشَادِ! اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ!،
یعنی اپنا پہلو نرم کریں اور لطف و کرم سنمائیں۔

أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَقَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ
أَنِّي خِيَلًا بِالْوَادِي تَرِيدُ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا
عَلَيْكَ الْأَصْدُقَاءَ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرُكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ
أَبُو لَهَبٍ تَبَالَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ إِلَهَذَا جَمَعْتُنَا فَذَلِكُ تَبَتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَتْ
مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۚ ۲۲۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ : ” وَأَنْذِرْ
عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ “ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے اور نداء کرنا شروع کیا۔ اسے بنی فہر اسے بنی عدی قریش کے قبائل کو پکارنے لگے
حتیٰ کہ وہ سب جمع ہو گئے اور جو کوئی خود نہ آ سکتا تھا اس نے اپنا قاصد بھیج دیا۔ تاکہ وہ حالت دریافت کرے ابولہب
اور قریش سب آئے تو آپ نے فرمایا مجھے خبر دو! اگر میں تمہیں خبردار کروں کہ اس گھاٹی میں دشمن کا لشکر تم پر حملہ
کرنا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ انھوں نے کہلائی ہم آپ کی تصدیق کریں گے ہم نے آپ کی سچائی کا تجربہ
کیا ہے۔ فرمایا میں تمہیں کھنڈ پر پیش آنے والے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا تیری
ہلاکت ہو سارا دن۔ کیا اس لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ تو یہ سورت : تَبَتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَتْ ، یعنی تباہ
ہو جائیں، ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا ،

شوح : ۲۲۵۲ - قولہ أَرْعَيْتُمْ ، عرب جب ایک شخص سے خطاب کریں تو
کہتے ہیں دُرْأَيْتُمْ اور اگر دو سے خطاب کریں تو کہتے ہیں

” أَرَيْتُمَا “ اگر جماعت سے خطاب کریں تو کہتے ہیں أَرَيْتُمْ ، کفار قریش بے سعادت گمراہوں پر تعجب ہے
کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے کہ آپ نے کبھی کوئی بات خلاف واقع نہیں کہی۔ تو جو لوگوں کے حق
میں دروغ گوئی نہیں کرتے وہ پروردگار عالم کے حق میں افتراء اور تہمت کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ صرف ان کی
شقاوت و بدبختی تھی۔

ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا مجھے سعید بن مسیب
اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابولہب

رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ” وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ “ نازل کی تو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرمایا کہ قریش کے گروہ یا اس جیسا کلمہ فرمایا۔ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے خرید لو۔

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهُ زَيْدَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ وَأَنْذَرَ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلِّبْنِي مَا شِئْتُ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ

اسلام قبول کر لو، میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہ دوں گا۔ اے بنی عبد مناف میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہ دوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب میں اللہ کے ہاں تمہیں کچھ نفع نہ دوں گا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی میں اللہ کے ہاں کوئی نفع نہیں دوں گا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ درستی اللہ عنہا، مجھ سے میرے مال سے جو چاہے طلب کریں میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہیں دوں گا،، اصبح نے ابن وہب یونس اور ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے ابوالیمان کی متابعت کی۔

شرح : قوله اشْتَرُوا، یعنی اللہ کے عذاب سے خلاصی

۲۲۵۳ —

حاصل کرنے کے اعتبار سے اپنی جانوں کو خرید لو گویا کہ فرمایا

اسلام قبول کر لو! اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے گویا کہ یہ خریدنا ہوا اور اللہ کی طاعت نجات کی قیمت ہوئی۔ مسلم کی روایت میں ہے اے قریش کے گروہ اپنی جانوں کو درخ سے بچا لو! الی صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی الخ

قوله لَا أُغْنِي عَنْكَ، کہا جاتا ہے۔ مَا يُغْنِي عَنْكَ بُدَا،، اسی مَا يُنْفَعُكَ،، یعنی یہ تمہیں نفع نہ دے گا،، (کتاب الوصایا باب بل یدخل النساء والولد فی الاقارب کے باب میں دیکھیں)

سُورَةُ النَّمْلِ

الْخَبَأُ مَا خَبَأَتْ لَاقِبِلَ لَهْمَ لَاطَاقَةِ الصَّرْحِ كُلِّ مِلَاطٍ أُتْخَذَ مِنَ
الْقَوَارِيرِ وَالصَّرْحِ الْقَصْرِ وَجَاعَتُهُ صُرُوحٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ سَرِيرٌ كَرِيمٌ حَسَنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ مُسْلِمِينَ
طَالِعِينَ رَدِفَ اقْتَرَبَ جَامِدَةٌ قَائِمَةٌ أَوْزَعْنِي اجْعَلْنِي وَقَالَ مُجَاهِدٌ
تَكْرُوا غَيْرُوا وَأَوْثِنَا الْعِلْمَ يَقُولُهُ سُلَيْمَانُ وَالصَّرْحُ بَرَكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ
عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ قَوَارِيرًا لِبَسْمِهَا آيَاتُ

سُورَةُ النَّمْلِ

یہ سورت بلا خلاف مکی ہے۔ اس کی ترانوں سے (۹۳) آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله وَالْخَبَأُ، اس سے اس آیت کریمہ : اَلَا يُسْجَدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ، کی طرف اشارہ کیا اور مَا خَبَأَتْ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی جو شئی پوشیدہ ہو۔ خباء کی تفسیر آسمان سے بارش اور زمین سے نباتات سے بھی کی جاتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”وَالْخَبَأُ دَاوُدُ كَمَا سَمِعْتُ هُوَ اس دَاوُدُ كُو وَاوَالِاسْتِفْتَا ح “ کہتے ہیں “

قوله لَا قِبَلَ، اس سے اس آیت کریمہ : اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَاطَاقَةُ لَهْمُ سے کی۔ یعنی پلٹ جان کی طرف تو ضرور ہم اُن پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذیل کر کے نکال دیں گے کہ

وہ پست ہوں گے۔ قولہ الصَّرحُ، اس سے اس آیت کریمہ: قِيلَ لَهَا اَدْخُلِي الصَّرْحَ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی پہلے ملاط سے پھر قصر سے تفسیر کی۔ اور کہا اس کی جمع صُرُوح ہے۔ صرح کی یہ دونوں تفسیریں ابو عبید اللہ سے منقول ہیں۔ ملاط کے معنی ہیں کالج کا گارا، یعنی بلیق سے کہا گیا صحن میں آ۔ پھر جب اس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں کھول دیں تاکہ پانی میں چل کر سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو۔ قولہ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر سریرہ کریم سے کی۔ کریم کے معنی عمدہ ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے لَا تَأْخُذُ وَلَا كُيِّمُ اَمْوَالِ النَّاسِ، لوگوں کے عمدہ مال نہ لو۔ قولہ حَسَنُ الصَّنْعَةِ، یہ عرش کی دوسری صفت ہے۔ یعنی بہت اچھا اور بیش بہا قیمت والا، ثعلبی نے کہا عرش عظیم بمعنی ضخیم یعنی بہت بڑا، اس کا اگلا حصہ سونے کا تھا اس میں سرخ یا قوت اور سبز زرد لگے ہوئے تھے۔ پچھلا حصہ چاندی کا تھا جو رنگا رنگ جواہر سے خوبصورت بنایا گیا تھا اس کے چار پائے تھے ایک پایہ سرخ یا قوت کا دوسرا سبز زرد کا تیسرا پایہ موتیوں سے بنا ہوا تھا۔ تخت کی تختیاں سونے کی تھیں اس پر سات کمرے تھے ہر کمرہ کا دروازہ مقفل تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلیق سے کا تخت ۳۰x۳۰ مربع گز تھا اور تیس گز اونچا تھا مقاتل نے کہا اس کا رقبہ اسی مربع گز تھا اور اسی گز ہی اونچا تھا جواہر سے مزین تھا۔

قولہ يَا تُورِي مُسْلِمِينَ، اس سے اس آیت کریمہ: اَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَأْتُوْنِي مُسْلِمِينَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر طالعین سے کی یعنی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کو مانتے ہوئے آئیں۔ قولہ بِرِدْفٍ، اس سے اس آیت کریمہ: وَتَوْرِي الْجِبَالَ تُحِبُّهَا جَاوِدًا، کی طرف اشارہ کیا پھر ہمارے کی فائزہ سے تفسیر کی۔

قولہ اَوْذِغْنِي، اس سے اس آیت کریمہ: قَالَ رَبِّ اَوْذِغْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ کی طرف اشارہ کیا: اَجْعَلْنِي، اس سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے باپ پر کئے۔

قولہ نَكْرُوْا، اس سے اس آیت کریمہ: نَكْرُوْا لَهَا عَرْشَهَا، کی طرف اشارہ کیا اس کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ بلیق سے کا تخت تبدیل کر دو تو جو سرخ تھا اس کو سبز کیا گیا اور سبز کو زرد کر دیا گیا اس کی ہرشی کی بناوٹ تبدیل کر دی۔ قولہ اَوْتَيْنَا الْعِلْمَ، اس سے اس آیت کریمہ: قَالَتْ كَاَنَّهُ هُوَ اَوْتَيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ، کی طرف اشارہ کیا۔ امام بخاری نے اشارۃً کہا کہ: اَوْتَيْنَا، سلیمان علیہ السلام کا کلام ہے۔ واحدی نے کہا یہ بلیق سے کا قول ہے لیکن سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بلیق سے کا قول ہے اس نے اس قول سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کیا تھا، (یعنی)

قولہ الصَّرْحُ، اس سے اس آیت کریمہ: قِيلَ لَهَا اَدْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا دَخَلَتْ حَبِثَتْ لِحَبَّةٍ وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِيهَا قَالَتْ اِنَّهُ صَرْحٌ مُّمْدُودٌ مِنْ قَوَارِيْذٍ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی بڑکۃ ماء (پانی کی)

سُورَةُ الْقَصَصِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَقَالُ الْأَوْجُهَةُ الْأَمْلَكَةُ وَيَقَالُ الْإِلَهَ مَا أَرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ
وَقَالَ مَجَاهِدٌ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ الْحَجَبُ

سے تفسیر کی۔ سلیمان علیہ السلام نے شیشہ کا مکان بنوایا اور اس کے نیچے پانی جاری کیا اور اس میں ہر قسم کی مچھلیاں چھوڑ دیں پھر اس کے آگے تخت بنوایا اور اس پر آپ بیٹھ گئے جب بلقیس آئی تو اس سے کہا گیا محل میں داخل ہو جب اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ یہ گہرا پانی ہے۔ ابن جریر نے کہا اس نے دریا گمان کیا تو اپنی پنڈلیاں تنگی کر لیں تاکہ پانی سے گزر کر سلیمان علیہ السلام کے پاس جاوے۔

سُورَةُ الْقَصَصِ

سُورَتِ مَلِكٍ ہے اور یہ آیت کریمہ : إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ، مدنی ہے۔ معاد سے مراد مکہ مکرمہ ہے ابن عباس نے کہا موت ہے۔ قیامت کا دن بھی مراد لیا جاتا ہے۔ ابوسعید خدری نے کہا یہ جنت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ بیت المقدس ہے اس کی ۸۸ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُجْعَلُونَ، اور ذکر وجہ، کی تفسیر ملک سے کی یعنی اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

قوله الْأَنْبَاءُ، اس سے اس آیت کریمہ : فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ، کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا انبیاء مجتہدین ہیں یعنی اُس دن ان کے دلائل بے کار ہو جائیں گے۔

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ

وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

۴۴۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ
الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ
وَعَبْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ أَيُّ عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ
أَتَرُغِبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ إِنَّهُ يَتْلُكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ أَخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک یہ نہیں کہ تم
جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو! ہاں اللہ ہدایت
فرماتا ہے جسے چاہے، یعنی ہدایت موصولہ آپ کے لئے
نہیں یہ صرف اللہ کے لئے ہے۔ آپ کے لئے اراءۃ الطريق راہ دکھانا
ہے۔ مقصود تک پہنچانا اللہ کا کام ہے۔

۴۴۵۴۔ ترجمہ: سعید بن مسیب نے اپنے والد مسیب سے روایت کی
انہوں نے کہا جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا
تو اس کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے پاس ابو جہل، عبد اللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ

عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ وَابْنِي أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَا سْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنْتَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أُولَى الْقُوَّةِ لَا يَرْفَعُهَا الْعَصَبَةُ مِنَ الرِّجَالِ لَتَنْوَعُ لَتَتَّقُلُ فَارِغًا إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى الْفَرَحِيِّنَ الْمَرْحُومِينَ قُصِيهِ إِيَّابَعِي أَثَرُهُ وَقَدْ يَكُونُ أَنْ يَقُصَّ الْكَلَامَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ عَنْ جَنْبٍ عَنْ بَعْدٍ وَعَنْ جَانِبٍ وَاحِدٍ وَعَنْ اجْتِنَابِ أَيْضًا يَبْطِشُ وَيَبْطِشُ يَأْتَمِدُونَ يَتَشَاوِرُونَ الْعُدَّاءُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدَّى وَاحِدًا نَسَّ أَبْصَرَ الْجَذْوَةَ قِطْعَةً غَلِيظَةً مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ وَالشَّهَابُ فِيهِ لَهَبٌ وَالْحَيَاتُ أَجْناسُ الْحَيَاتِ وَالْأَفَاعِي

کو پایا آپ نے فرمایا اسے چچا یہ کہہ دو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کلمہ کے باعث میں اللہ کے پاس تمہارے اسلام کی حجت قائم کروں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا اے اباطالب، کیا تو عبد المطلب کی ملت سے اعراض کرے گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اسلام پیش کرتے رہے اور وہ دونوں وہی بات لوٹاتے رہے۔ حتیٰ کہ آخر میں ابوطالب نے جو کلام کیا وہ یہ تھا کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہے اور لا الہ الا اللہ، کہنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں تیرے لئے بخشش کی دعاء کروں گا جب تک مجھے استغفار سے منع نہ کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: ”نبی کے لئے اور ان لوگوں کے جو ایمان لائے مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعاء کریں،“ نازل کی اور ابوطالب کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:
إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

وَالْأَسَاوِدُ رِدَاءٌ مُعِينًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَدِّقُنِي وَقَالَ غَيْرُهُ سَتَشُدُّ
 سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَصِدًا مَقْبُوحِينَ
 مُهْلِكِينَ وَهَلَلْنَا بِنَاءَهُ وَأَتَمَّنَّا لَهُ يُجْبَى يُجْلَبُ بِطَرْتِ أَشْرَتْ فِي
 أَهْلِهَا رَسُولًا أُمُّ الْفَرَى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا تَكُنْ تَحْفَ أَكُنْتُ الشَّيْءُ أَخْفِيَّةُ
 وَكُنْتُ خَفِيَّةُ أَظْهَرْتُكَ وَيَا أَنَا اللَّهُ مِثْلُ الْخُرَاتِ أَنَّ اللَّهَ يَسْطُ
 الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ يُوسِّعُ عَلَيْهِ وَيَضِيقُ عَلَيْهِ

شرح : صاحب تلویح نے صاحب توضیح کی اتباع کرتے ہوئے کہا کہ یہ

۲۲۵۲ —

حدیث مراسیل صحابہ سے ہے۔ کیونکہ مستحب فتح مکہ میں مسلمان

ہوئے عسکری کے مطابق بیعت الرضوان کے روز مشرق باسلام ہوئے۔ ہر تقدیر پر وہ ابوطالب کی وفات کے وقت
 حاضر نہ تھے؛ کیونکہ ابوطالب اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک ہی سال میں قریب قریب مکہ میں فوت ہوئے
 تھے۔ جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچاس برس تھی۔ بعض نے یہ جواب دیا۔ مستحب کے متاخر
 الاسلام ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر نہ تھے۔ جیسے عبد اللہ بن امیہ حاضر تھا
 حالانکہ وہ اس روز کافر تھا پھر اسلام کے بعد اسلام قبول کیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبد اللہ بن ابی امیہ کا جبکہ وہ کافر تھا ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر
 ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہے اور مستحب کا ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر ہونا جبکہ وہ کافر تھا صحیح اور
 غیر صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ لہذا محض احتمال کی بناء پر رد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس حدیث کی مکمل تحقیق
 تفہیم البخاری کی حصہ دوم کے صفحہ ۴۱۳ پر دیکھیں، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قوله أُولَى الْقُوَّةِ، اس سے اس آیت کریمہ: وَآتَيْنَاكَ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ
 لَتَتَوَدَّ بِالْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ، کی طرف اشارہ کیا۔ اُولَى الْقُوَّةِ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
 فرمایا اس کو مردوں کی ایک جماعت نہ اٹھا سکتی تھی۔ مجاہد نے کہا دس سے پندرہ تک عصبہ کہا جاتا ہے۔ قتادہ
 نے کہا دس سے چالیس تک عصبہ ہے۔ ابوصالح نے چالیس مرد کہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین سے
 دس تک کو عصبہ کہا ہے۔ ساٹھ مردوں کو بھی عصبہ کہتے ہیں۔ اور لَتَتَوَدَّ کی تفسیر لَتَشَقُلْ سے کی یعنی بھاری
 ہونا، کہا جاتا ہے کہ یہ تمام گنجیاں چمڑے کی تھیں۔

قَوْلًا فَارِغًا ۝ اس سے اس آیت کریمہ : « وَأَصْبَحَ قُودًا أَيْمُ مُوسَىٰ فَارِغًا ۝ » کی طرف اشارہ کیا اور قَائِلًا کی تفسیر اَلَا مِنْ ذِكْرِ مَوْعِدٍ سے کی ۝ یعنی صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا۔ اور ان کا دل موسیٰ کی یاد کے سوا ہر شئی سے غافل تھا۔ مفسرین نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل اندوہ اور غم سے خالی تھا کیونکہ انہیں اللہ کے وعدہ پر وثوق تھا نیز انہوں نے سنا تھا کہ فرعون نے موسیٰ کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔

قوله اَلَمْ نَجْعَلْ ۝ اس سے اس آیت کریمہ لَا تَقْدِرُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ کی طرف اشارہ کیا اور اور اس کی تفسیر ۝ مَرِحِيْنَ ۝ سہکی ۝ اس کے معنی ہیں اترانے والے یعنی اس کی قوم نے کہا کہ مال کی کثرت پر اترنا نہیں۔ بیشک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

قوله قَصِيْرٌ ۝ اس سے اس آیت کریمہ : وَقَالَتْ لِاخْتِيْمِ قَصِيْرِهِ فَقَصَرَتْ يَمْعَنْ جُنْبٍ وَهَذَا لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ کی طرف اشارہ کیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کی ہمشیرہ سے کہا اُن کا پیچھا کرو تو وہ اسے دُور سے دیکھتی رہی اور اُن کو خبر تک نہ تھی ۝ کہ یہ اس کی بہن ہے اور اُس کی نگرانی کرتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں ۝ قَصَصْتُ اَنَارَ الْقَوْمِ ۝ میں نے اُن کا پیچھا کیا۔

قوله قَدْ يَكُوْنُ ۝ یعنی کبھی نقص یعنی نقص السلام بھی آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : يَخْنُقُ نَقْصٌ عَلَيْكَ عَنْ جُنْبٍ الْوَاحِي لَفْظُ جُنْبٍ وَجَنَابَةٌ اور اجتناب تینوں معنی آتے ہیں۔

قوله يَبْطِشُ ۝ اس سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا اَنَاذَ اَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۝ کی طرف اشارہ کیا اور بیان کیا اس دو لغتیں ہیں ایک بغم الطاء اور دوسری بحسر الطاء یعنی يَبْطِشُ ۝

قوله يَا تَمِيْمُوْنَ ۝ اس سے اس آیت کریمہ : قَالَ يَا مَوْسَىٰ اِنَّ الْمَلَأَ يَا تَمِيْمُوْنَ بِاَيِّ لِيَقْتُلُوْكَ ۝ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر تَمِيْمُوْنَ سے کی۔ بعض نے کہا وہ ایک دوسرے کو مکم دیتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کہنے والے شخص فرعون کے چچا کا بیٹا حزقیل تھا۔ کھڑکے کے معنی جماعت ہیں۔ یعنی حزقیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا لوگ آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں ۝

قوله اَلْعَدُوَانُ ۝ اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا عُدُوَانَ عَلَيَّ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ کی طرف اشارہ کیا اور واضح کیا کہ عدوان ۝ عداۃ اور تعدي تینوں ہم معنی ہیں اور وہ حق سے آئے بُرعات اس کے قائل حضرت شعیب علیہ السلام ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان قرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میسلط پوری کر دوں (یعنی آٹھ سال یا دس سال) تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور جہاں اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے۔

قوله اَلْاَنَسِ ۝ اس سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَىٰ الْاَوْجَلَ وَنَارَ بَاهِلِهِ اَنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۝ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی اَلْفَسَ سے تفسیر کی یعنی حیرت موسیٰ نے اپنی بیعاد پوری کر دی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا طور کی جانب لے گیا۔

قوله الْجُذُوءُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : «أَوْجَذُوهُ مِّنْ نَّارٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ» کی طرف اشارہ کیا اور جُذُوءَ کی تفسیر مِنَ الْخَشَبِ الخ سے کی جڑوہ جلی ہوئی لکڑی کا موٹا ٹکڑا ہے جس میں آگ شعلہ نہیں ہوتی، تَصْطَلُونَ کے معنی ہیں تم گرمی حاصل کرو گے،

قوله وَالشَّهَابُ ،، شہاب وہ آگ ہے جس میں شعلہ ہو۔ جوہری نے کہا «شہاب آگ کا بلند ہونے والا شعلہ ہے اور لہب آگ کی لہب ہے اور وہ اس کی روشنی ہے البولہب کی یہ کنیت اس لئے ہے کہ وہ بہت خوبصورت تھا۔ قوله كَانَتْهَا جَانٌّ ،، اس سے اس آیت کریمہ : «إِنَّ أَلْقَى عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تُتَلَوٌّ كَانَتْهَا جَانٌّ وَلِي مُدَبَّرًا» کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ دوسری آیت میں ہے «كَانَتْهَا حَيَّةٌ تَسْعَى» گویا کہ وہ دوڑتا ہوا سانپ ہے۔ یہ سورہ طہ میں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے : «فَالْتَقَاهَا فَاِذَا حَيَّةٌ تَسْعَى» سانپوں کی کئی اقسام ہیں جان ، افاعی اور اسود ایک اور بھی جنس ہے جس کو ثعبان کہا جاتا ہے۔ بخاری نے اس کو ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ سانپوں کے اقسام میں داخل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک آیت میں جان اور دوسری جگہ ثعبان ہے۔ یہ سانپ کی بہت بڑی جنس ہے۔ اس کو اڑدھا کہتے ہیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا تھا تو وہ ابتدا میں جان تھا پھر ثعبان ہو گیا تھا۔ حیۃ ان دونوں قسموں میں شامل ہے۔ اللہ سے خطاب کی رات وہ حیۃ تھا تا کہ موسیٰ علیہ السلام اس سے خوف محسوس نہ کریں جبکہ فرعون کے آگے اسے ظاہر کریں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ نردنگ کا سانپ ہو گیا اس کی گردن پر بال تھے جیسے گھوڑے کی گردن پر بال ہوتے ہیں یہ سانپوں کی چھوٹی قسم ہے۔ پھر یہ آخر حال میں بہت بڑا اڑدھا ہو گیا تھا۔ جن کی طرح تیز چلتا تھا گویا کہ وہ جن ہے۔ اسی لئے فرمایا جب اس کو دیکھا کہ وہ تیز دوڑ رہا ہے گویا کہ وہ جن ہے، کہا جاتا ہے اس سانپ کے دونوں جھڑوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب سانپ ثعبان (اڑدھا) بن گیا تو جو بھی اس کے آگے پہاڑ اور پتھر وغیرہ آتے ان کو نکل جاتا تھا۔ افاعی افعیٰ کی جمع ہے۔ اسود اسود کی جمع ہے اسود کو اسم خیال کرتے ہوئے ہے اگر اس کو وصف لحاظ کریں تو جمع سوڈ ہوگی،

قوله رِدْعًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : «وَإِخِي هَارُونَ هُوَ أَفْضَهُ مِنِّي لِإِنَّا فَادِسَلُّ مَعِيَ رِدْعًا يُصَدِّقُنِي» کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر کی (مددگار) یعنی میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بھیج کہ وہ میری تصدیق کرے، کہا جاتا ہے فلاں شخص اس کا رِدْعُ ہے یعنی اس کا مددگار ہے۔

قوله لِكَيْ يُصَدِّقَ قَتْنِي ،، یعنی ابن عباس نے کہا تا کہ وہ میری تصدیق کرے ہارون کی تصدیق سے یہ غرض نہیں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام سے کہیں آپ نے سچ کہا ہے یا وہ لوگوں سے کہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سچ کہتے ہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ وہ خوب بسط سے کلام کریں اور اس بارے میں کفار سے جھگڑا کریں گے جیسے ایک شخص معارضہ کرتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غریبے : **عَنْشَدَ عَصْدًا لَكَ بِأَخِيكَ** ، کا معنی یہ بیان کیا ہم تیری مدد کریں گے بعض کہا ہم نہیں قوی کریں گے **عَنْشَدَ الْعَصْدَ** ، تقویت سے کنایہ ہے ، جب تو کسی کی مدد کرے اور اس کو قوت دے تو کہتے ہیں **عَصَدْتُ لَهُ عَصْدًا** چنانچہ کہا جاتا ہے **عَصَدْتُ فُلَانًا أَخَاهُ** جبکہ کوئی اس کی مدد کرے اس سے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے **فَعَزَّزْنَا بِتَالُوتَ** ، تیسرے کے ساتھ مدد کی ۔

قوله يَتَّبِعُونَ حِينِي ، اس سے اس آیت کریمہ **وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ** ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تہلیلین سے تفسیر کی اس کی تفسیر ملعونین سے بھی کی جاتی ہے ۔ یہ قبح بمعنی البعاد سے ماخوذ ہے ۔ ملعون وہ ہوتا ہے جو رحمت سے دور کیا گیا ہو ۔ کہا جاتا ہے **قَبَحَ اللَّهُ فُلَانًا قَبْحًا وَ قَبُوحًا** ، اس کو ہر خیر سے دور کیا اس کے معنی سواد الوجہ ، اور **رُزِقَتْهُ الْعَيْنُ** بھی کئے جلتے ہیں یعنی کالا چہرہ نیلی آنکھ ۔

قوله وَصَلْنَا ، اس سے اس آیت کریمہ **وَلَقَدْ فَصَّلْنَا لَكُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّكُمْ يَتَذَكَّرُونَ** کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر : **يَتَذَكَّرُونَ** اور **أَتَمَمْنَا** سے کی یعنی ہم نے بیان کیا اور اس کو پورا کیا ۔ ہم نے کفار مکہ کے لئے قرآن کریم میں پہلی امتوں کی خبریں بیان کیں کہ ہم نے انہیں کس طرح عذاب میں مبتلا کیا جبکہ انہوں نے نبیوں کو مجتہلا یا تھا ۔

قوله يُجْبَى ، اس سے اس آیت کریمہ : **يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ** ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تہلیل سے تفسیر کی بجائیے جابہ سے ماخوذ ہے ۔ یعنی اطراف و اکناف سے ہر طرح کے پھل حرم میں لائے جاتے ہیں ۔ یہ ہماری طرف سے رزق ہے ۔

قوله بَطِرْتُ ، اس سے اس آیت کریمہ : **وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتُهَا** ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی **بَطِرْتُ** سے تفسیر کی ۔ یعنی ہم نے بہت اہل قریہ ہلاک کئے جن کی زندگی سرکش ہو چکی تھی ۔ انہوں نے طغیان اختیار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی کھاتے اور پوچھتے بتوں کو اہل مکہ کو ایسی قوم کے خواب انجام سے محزون دلایا جاتا ہے جن کا حال ان کی طرح تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاتے اور شکر نہ کرتے ان نعمتوں پر اترتے وہ ہلاک کر دیئے گئے ، ابن فارس نے کہا **بَطِرْتُ** کے معنی اترانے میں حد سے بڑھ گئے ، بعض نے کہا نعمتوں کے باعث سرکش ہو گئے ۔

قوله فِي أُمَمًا ، اس سے اس آیت کریمہ : **وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَمًا رَسُولًا** ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر **أُمَمُ الْقُرَىٰ** مکہ اور اس کے ماحول کے مکہ کو **أُمَمُ الْقُرَىٰ** اس لئے کہتے ہیں کہ مکہ سے ساری زمین پھیلائی گئی ہے اور مکہ ساری زمین کا مرکز ہے ۔ یعنی تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے ، یعنی مرکزی مقام میں ، اور رسول سے مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

قوله يُجِبْنَ ، اس سے اس آیت کریمہ : **وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تَكْنُ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ** ، کی طرف اشارہ کیا

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ

اور مخفی،، سے اس کی تفسیر کی،، جب تو کوئی شئی مخفی کرے تو کہا جاتا ہے : اَكْتَنَتُ الشَّيْءَ، اَكْتَنْتُ کے معنی میں نے ظاہر کیا ابن فارس نے کہا : اَخْفَيْتُهُ بمعنی سَتَرْتُهُ اور خَفَيْتُهُ بمعنی اَظْهَرْتُهُ ہے۔ یہ تضاد سے ہے کیونکہ مخفی کرنا اور ظاہر کرنا ضد ہیں۔

قوله وَيُكَانُ اللَّهُ، اس سے اس آیت کریمہ : وَأَصْلَحَ الَّذِينَ تَمَتَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيُكَانُ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا : مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ الْخَالِقَ لِكُلِّ شَيْءٍ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ مِنْ فَتْرَةِ سَبْعِ سَاعَاتٍ لَمْ يَكُنْ لَكَ رِزْقٌ وَهُوَ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَتَعَلَّى أَعَمَّى ذَلِكُمْ فَكُنتَ لَا تَعْلَمُ، کی تحقیق میں کہی احوال میں۔ زمرہ میں نے کہا خلیل اور سیبویہ نے کہا مدد دہی، "كَانَ" سے جدا ہے یہ تنبیہ کا کلمہ ہے کوفیوں کے نزدیک، "وَيْكُنْ" بمعنی "وَيْكُنْ" ہے اور معنی یہ ہے : أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يُعْلِمُ الْكَافِرُونَ، ہو سکتا ہے کہ کاف خطاب کا ہو جو مدد دہی کے ساتھ ملا یا گیا ہے۔ اور "أَنَّ" بمعنی "لَا" لا يُعْلِمُ الْكَافِرُونَ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادِ ابْنِ شَكِّ حَسَنِ نَمِّهِ عَلَى الْقُرْآنِ

فَرْضُ كَيْلَا وَهُوَ تَمَّيْزُ بَحْرٍ لِي كَا جِهَالٍ بَحْرٍ نَا جَاهِتِهِ هُوَ،

تفسیر : یعنی جس نے آپ پر قرآن کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل لازم کیا ہے وہ آپ کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑے شان و شوکت اور عزت و وقار اور غلبہ و اقتدار کے ساتھ داخل کرے گا وہاں کے رہنے والے سب آپ کے زیر فرمان ہوں گے۔ بشرک اور اس کے حامی ذلیل و خوار ہوں گے۔

یہ آیت کریمہ محققہ میں نازل ہوئی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنے اور اپنے آباء کے

شان نزول

جاے ولادت مکہ مکرمہ کا شوق ہوا تو جبریل امین آئے اور عرض کیا کیا حضور کو اپنے شہر مکہ کا شوق ہے۔ فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ معاد کی تفسیر موت، قیامت اور جنت سے

۲۲۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يُعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا
ثَعْلَبَةُ بْنُ الْعَصْرِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لَرَأَيْكَ إِلَى مَعَادٍ قَالَ إِلَى
مَكَّةَ

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

قَالَ مُجَاهِدٌ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ضَلَلَتْهُ فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ عِلْمَ اللَّهِ ذَلِكَ إِنَّمَا هِيَ
بِمَنْزِلَةٍ فَلْيَمِيزْ اللَّهُ كَقَوْلِهِ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ أَثْقَالَ مَعَهُ أَثْقَالِهِمْ أَوْ زَارِهِمْ

ہے جس کی گئی ہے۔ قولہ فَرَضَ عَلَيْكَ ”آپ پر قرآن پر عمل فرض کیا۔

۲۲۵۵۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے لَرَأَيْكَ
إِلَى مَعَادٍ ”کی تفسیر کی کہ ”مکہ“

۲۲۵۵۔ شرح : قولہ لَرَأَيْكَ إِلَى مَعَادٍ ”میں مختلف اقوال ہیں۔ مجاہد نے وہی تفسیر
کی ہے جو ابن عباس نے کی ہے۔ ثعلبی نے کہا آدمی کا معاد اس کا شہر

ہے کیونکہ اپنے شہر سے باہر جاتا ہے پھر اس کی طرف واپس آتا ہے۔ ابو سعید خدری نے کہا معاد موت ہے۔
حسن بصری، زہری نے قیامت کے دن سے تفسیر کی ہے جبکہ ابن صالح سے جنت منقول ہے۔

سُورَةُ عَنكَبُوتِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی ۶۹ آیات ہیں۔ مقاتل نے کہا : اَلْحَاحِسِبِ النَّاسِ ”مُتَّحِبِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ کے متعلق نازل ہوئی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنا دکر وہ ہیں۔ وہ بدر کی جنگ میں مسلمانوں میں سے
پہلے شہید ہوئے۔ ان کو ابن حفری تیر مار کر قتل کیا تھا۔ وہ پہلا شخص ہے جس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت کے شہداء میں سے سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا۔ بخاری نے کہا یہ سورت اَلْمُعَلَّبَاتِ
التَّوْمِ کے بعد سورۃ مَطْفِئِیْنِ سے پہلے نازل ہوئی۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله مُتَّبِعِينَ،، اس سے اس آیت کریمہ: فَصَدَّاهُمْ عَنِ الذِّبْطِلِ دُكَاؤًا مُتَّبِعِينَ، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد اس کی تفسیر ضلالت،، سے کی۔ کرمانی نے کہا یہ ضال کی جمع ہے؛ لیکن صحیح یہ ہے کہ ضلالت کی جمع ہے۔ یعنی وہ ضلالت میں ہیں۔ قتادہ نے کہا وہ اپنی گمراہی میں خوش ہیں۔ مقاتل نے کہا اُن کا گمان تھا کہ وہ حق پر ہیں؛ حالانکہ وہ باطل پر تھے۔ مجاہد کے غیر نے کہا: الحيوان اه الحی، دونوں کلمے ہم معنی ہیں۔ اس سے اس آیت کریمہ: وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، کی تفسیر دیا گیا ہے کہ دارِ آخرت باقی رہنے والا ہے جس کو زوال نہیں اس میں موت نہیں گویا کہ وہ عین حیات ہے۔ حیوان حی کی مصدر ہے۔ قیاس تو یہ ہے کہ حیوان کہا جائے لیکن دوسری یاد کو واؤ سے بدل کر دیا ہے،

قوله وَلِيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَلِيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلِيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ، کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور منافقوں کو جانتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو جزاء کا مالک ہے۔ اس کے نزدیک دونوں فرقوں کا حال ظاہر ہے۔

قوله إِنَّمَا هِيَ،، یعنی اِنما اور لامِ تاکید اور نون بمنزلہ فليميز الله ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ پہلے سے جانتا ہے کیونکہ دونوں گروہوں میں فرق ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْجَنِّثَ مِنَ الطَّيِّبِ، یعنی کافر کو مومن سے جدا کر دے۔

قوله أَثْقَالًا،، اس سے اس آیت کریمہ: فَلْيَحْذَرِ لَكُمْ أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اَوْ ذَا ثِقَاتٍ مَعَ اَوْ ذَا رَهِيْمٍ،، سے کی یعنی ان کے لوگوں کو گمراہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے سبب وہ قیامت میں اپنے پوسے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور جن کو گمراہ کیا ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے جس نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ نکالا اس پر اس طریقہ کے نکالنے کا گناہ بھی ہے اور قیامت تک جو لوگ اس بُرے طریقہ پر عمل کریں ان کے گناہ بھی۔ بغیر اس کے کہ اُن پر سے بارِ گناہ میں کچھ بھی کمی ہو۔ (مسلم شریف)

سُورَةُ رُومٍ

یہ سورت مکینہ ہے۔ اس میں دو آیتوں میں اختلاف ہے۔ ایک آیت کریمہ: وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ،، ہے۔ صدی نے ذکر کیا یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ دوسری آیت کریمہ: إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ،، سخاوی نے کہا یہ إذا السماء انشقت کے بعد اور سورہ عنکبوت

الْمَنَ غَلِبَتِ الْعُدُومُ فَلَا يَرْبُوْا مَنَ أُعْطِيَ يَبْتَغِي أَفْضَلَ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا
قَالَ مُجَاهِدٌ يُحْبَوْنَ يُشْتَمُونَ فَلَا نَفْسَهُمْ يَهْتَدُونَ يُسَوُّونَ الْمَضَاجِعَ

سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی شانہ آیات میں ہے۔ واحدی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جب جبکا دن تھا آدمیوں نے فارس پر غلبہ کر لیا اس سے مسلمان بہت خوش ہوئے تو یہ نازل ہوئی: اَلْمَنَ غَلِبَتِ الْعُدُومُ یہاں تک کہ فرمایا آدمیوں کے اہل فارس پر غالب آنے کے سبب مومن خوش ہوں گے؛ کیونکہ رومی اہل کتاب میں اور اہل فلاح مشرک تھے۔ مسلمانوں کے خوش ہونے کا سبب یہ تھا کہ اللہ نے کتابوں کو حیرت انگیز پر غلبہ دیا اور اسی روز بعد میں مسلمانوں کو مشرکوں پر اور مسلمانوں کا صدق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ قرآن کریم کی خبر کی تصدیق ظاہر فرمائی، جو اس نے فرمایا تھا کہ رومی چند برس میں پھر غالب ہوں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلَا يَرْبُوْا، یعنی جس نے کسی کو عطیہ دیا پھر دیئے ہوئے سے زیادہ کی خواہش کرے تو عطیہ کرنے کا کچھ ثواب نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہاں دو (۲) ہیں ایک وہ جو اچھا نہیں دوسرا وہ جس میں گناہ نہیں اور وہ کسی کو ہدیہ دینا جس سے زیادہ کی خواہش رکھتا ہو۔ پھر یہ آیت کریمہ: وَمَا أَنْتُمْ مِّنْ ذَّاكِرِينَ فِي أُمُورِ الْفَاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللَّهِ، تلاوت کی یعنی تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے حضور نہ بڑھے گی، دراصل لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں کو یا کسی اور شخص کو اس نیت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتا۔

قوله يُحْبَوْنَ، اس سے اس آیت کریمہ: فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَمُمْدٍ فِي رَوْحَةٍ يُحْبَوْنَ، کہتا ہوں ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطر داری ہوگی، اور بہشتانِ جنت میں اُن کا آرام کیا جائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے۔ یہ خاطر داری جلتی نعمتوں کے ساتھ ہوگی! قوله يُهْتَدُونَ، اس سے اس آیت کریمہ: وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلَا نَفْسَهُ يَحْصِلُهَا وَلَا يَفْضُلُ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر کے مضامین سے تفسیر کی، جو اچھا کام کریں وہ اپنے لئے تیاری کر رہے ہیں، کہ منازلِ جنتِ عیاض و آرام پائیں، مجاہد نے کہا وہ قبور یا جنت میں اپنے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ قوله الْوُزُقِ، اس سے اس آیت کریمہ: فَتَرَى الْوُزُقِ يُخْرَجُ مِنْ خِلَالِهِ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی مطر، بارش سے تفسیر کی۔ یعنی تو دیکھے گا اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے۔

الْوَدُقُ الْمَطْرُقُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فِي الْإِلَهَةِ
وَفِيهِ تَخَافُوهُمْ أَنْ يَرْتَوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَصْدَعُونَ مَتَفَرِّقُونَ
فَاصْدَعُوا وَقَالَ غَيْرُهُ ضَعُفٌ وَضَعُفٌ لُغَتَانِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ السُّوَايُ السَّوَاةُ
حَزَاءُ الْمُسَيَّبَيْنِ

قوله هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ " اس سے اس آیت کریمہ : ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فَمَا رَزَقْنَاكُمْ تَكُونُوا أَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ " کی طرف اشارہ کیا، تمہارے لئے ایک کہاوت بیان فرماتا ہے۔ خود تمہارے اپنے حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں۔ اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی۔ تو تم سب اس میں برابر ہو، یعنی کیا تم اپنے لئے خوش ہو کہ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں تمہارے بعض غلام تم میں شریک ہو جائیں پھر غلام اور مالک کا فرق کئے بغیر تم اور وہ اس مال میں برابر کے حق دار ہو جاؤ۔ تمہیں خود یہ ڈر ہے کہ تمہارے بعض غلام تمہارے وارث ہو جائیں یا تمہارے سوا وہ مال میں تصرف کرنے میں مستقل قرار پائیں جب تم اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتے ہو تو تم رب الارباب خالق کائنات کے لئے کیسے خوش ہو کہ اس کے بندوں کو اس کا شریک بناؤ، " قوله يَصْدَعُونَ " کی طرف اشارہ کیا تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لئے پہلے اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں اس دن الگ پھٹ جائیں گے، " حساب کے بغیر متفرق ہو جائیں گے جنتی جنت کی طرف جائیں گے دوزخی دوزخ کی طرف جائیں گے۔ " يَصْدَعُونَ " کی تفسیر يَتَفَرَّقُونَ " سے کی یعنی متفرق ہو جائیں گے۔

قوله فَاصْدَعُوا " اس سے اس آیت کریمہ : فَاصْدَعُوا بِمَا تُوْمَرُوا " کی طرف اشارہ کیا یہ بطور اشہاد ذکر کیا کہ یہاں صَدَعُ بمعنی فرق ہے۔ یعنی فرق کر دراصل صَدَعُ کسی شے کو شق کرنا ہے۔

قوله ضَعُفٌ " اس سے اس آیت کریمہ : هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ " کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ ضَعُفٌ " بفتح الضاد و بضمها دونوں لغتیں ہیں اور ہم معنی ہیں۔ خلیل نے کہا ضَعُفٌ بضم الضاد جسم کی کمزوری اور ضَعُفٌ بفتح الضاد عقل میں کمزوری ہے۔

قوله السُّوَايُ " اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاؤُ السُّوَايَ أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی اسادت سے تفسیر کی۔ یعنی پھر جنہوں نے حد بھر کی بُرائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے، " نسفی نے کہا السُّوَايُ اسود کی تائید ہے۔ اس کے معنی بہت بُرا جیسے الحسنی احسن کی تائید بمعنی احسن ہے۔

الْمَخْلُوبَاتِ الرُّومِ ۲۲۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الرَّاسِ عَنْ أَبِي الْخَلَّعِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ

بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كَهْنَاهُ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ

الْمَنَافِقِينَ وَالْبَصَارِ هُتَمَ وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهْنَاءَ الزَّكَاةِ فَنَزَعْنَا فَأَتَيْتُ

ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَبَكِّئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عِلْمٌ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ

فَلْيَقُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنْ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللَّهَ

قَالَ لِنَبِيِّهِ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ وَإِنْ

قَرِيشًا أَبْطَلُوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَلَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبِعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سِنَّةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا

وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَبَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهْنَاءَ

الدَّخَانِ فَنَجَّاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنْ

ترجمہ: مسروق نے کہا ایک دفعہ ایک آدمی نے کئدہ میں حدیث بیان کی

۲۲۵۶ — کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا اور منافقوں کے کانوں اور آنکھوں میں گھس جائے گا اور مومنوں کو زکام سا ہو جائے گا۔ ہم بہت گھبرائے تو میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ وہ تیکہ لگائے ہوئے تھے وہ غصہ سے بھر گئے اور بیٹھ گئے اور کہا جس کو بات کا علم ہو وہ کہے اور جو نہ جانتا ہو وہ کہے اللہ اعلم (اللہ جانتا ہے) کیونکہ جو کوئی نہ جانتا ہو اس کا یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا ہوں یہ بھی ایک طرح کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے حبیب فرما دیجئے۔ میں تم سے دین اسلام پر اجرت کا سوال نہیں کرتا ہوں اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔ دراصل واقعہ یہ ہے، قریش نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر بددعا کی اور فرمایا اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح قحط کے سات سالوں کے ساتھ قریش پر میری بددعا!

قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَأَدْعُ اللَّهَ فَقَرَأَ فَأَرْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ
مُبِينٍ إِلَى قَوْلِهِ عَائِدُونَ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَتْهُمْ
عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَ يُبْطِشُ الْبَطْشَةُ الْكُبْرَى
يَوْمَ بَدْرٍ وَلِزَامًا يَوْمَ بَدْرِ الْمَغْلِبَتِ الرَّومُ إِلَى سَيَغْلِبُونَ وَالرُّومُ
قَدْ مَضَى

پس ان کو ایک سال قحط نے آیا۔ حتیٰ کہ اس قحط سالی میں مکہ والے ہلاک ہونے لگے اور انہوں نے مُردار
اور ہڈیاں کھائیں (حال یہ تھا کہ آدمی زمین و آسمان کے درمیان دھوئیں کی مثل دیکھتا دھوکے کے سبب) ابوسفیان
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مکہ سے مدینہ منورہ میں) آیا اور کہا اے محمد آپ اس حال میں تشریف
لائے ہیں کہ ہمیں صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے اللہ سے دعاء فرمائیں کہ قحط سالی
دور ہو۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے پڑھا: كَذَقِيبُ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ، عَائِدُونَ، تک
پڑھا، جس وقت آخرت کا عذاب آئے گا وہ اُن سے دور کیا جائے گا؛ پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: يَوْمَ يُبْطِشُ الْبَطْشَةُ الْكُبْرَى، بطشہ کبریٰ سے مراد (بڑی پکڑ) بدر کا دن ہے (جس میں
وہ قتل ہوئے اور لزام سے مراد بدر کا دن ہے جس میں وہ قید ہوئے)

شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے اسلام قبول کرنے
میں تاخیر کے باعث ان پر سات قحط سالی کی بددعاء فرمائی جس میں

۴۴۵۶

اہل مکہ بھوک کے باعث ہلاک ہونے لگے اور اسی مدہوشی میں انہیں زمین و آسمان کے درمیان دھوئیں کی نظر آتا تھا یہ
یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ، کا مصداق ہے جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعاء سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے تو وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچا اور قحط سالی دور ہونے کی درخواست
کی، عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ آخرت کا عذاب نہیں کیونکہ آخرت کا عذاب دور نہیں کیا جاتا۔ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی دعاء سے مھوڑا سا قحط دور ہوا پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: يَوْمَ يُبْطِشُ الْبَطْشَةُ الْكُبْرَى۔ بدر کا دن ہے اور لزام بھی بدر کا دن ہے جس میں
وہ قتل اور قید ہوئے تھے۔ یہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے۔ مفسرین کی ایک جماعت نے جیسے مجاہد، ابوالعالیہ
ابراہیم نخعی، ضحاک اور عطیہ عوفی نے ان کی موافقت کی ہے۔ ابن جریر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن
ابن ابی حاتم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت الدخان ابھی تک نہیں آئی جس میں

بَابُ قَوْلِهِ لَا تَبْدِيلَ لِمَا خَلَقَ اللَّهُ لِدِينِ اللَّهِ خُلُقِ الْأَوَّلِينَ وَدِينِ الْأَوَّلِينَ وَالْفِطْرَةِ الْإِسْلَامِ

مومن کی حالت تکلم جیسی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دھان قیامت کے علامات سے ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قائم ہونے سے پہلے تم دس علامات دیکھو گے۔ ۱۔ سورج کا مغرب سے طلوع کرنا ۲۔ دھواں ۳۔ دابہ ۴۔ یاجوج و ماجوج کا نکلنا ۵۔ عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ۶۔ دجال کا آنا ۷۔ مشرق، مغرب اور جزیرہ عرب میں لوگوں کا زمین میں دھنس جانا ۸۔ عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کے ساتھ رات دن چلے گی اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد! اِنَّا كَاثِفُو الْعَذَابِ، کا معنی یہ ہے کہ اگر تم سے عذاب اٹھادیں اور تمہیں دنیا کی طرف لوٹادیں تو تم پھر اسی طرف لوٹ جاؤ گے جو پہلے کفر و تکذیب کرتے تھے۔

شیخ محمد الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تعجب ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے ان تمام باتوں میں اس شخص کی جھیل کر دی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن مسعود کو مذکورہ حدیث نہ پہنچی ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدیم علم عدم کی دلیل نہیں ہوتی۔ عبداللہ بن مسعود کی بات انہی پر وارد ہوتی ہے کہ جس کا انسان کو علم ہو وہ بیان کرے علم نہ ہو تو کہے اللہ جانتا ہے یہ بھی علم ہے واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ - اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے دین

میں تبدیلی نہیں!

آیت کریمہ ہے لَا تَبْدِيلَ لِمَا خَلَقَ اللَّهُ، خلق اللہ کی تفسیر اللہ کے دین سے کی ہے

یعنی اللہ کے دین میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے۔ اکثر علماء نے یہی تفسیر کی ہے؛ البتہ حکمرانہ اور مجاہد سے یہ منقول ہے کہ اللہ کی مخلوق چار پالیوں وغیرہ کو خستی کرنے سے تبدیلی نہیں کرنی چاہیئے۔ اس تفسیر کے مطابق آدمی کے خستی ہونے کی ممانعت بطریق اولیٰ ہے (تیسیر القاری)

قوله خَلَقَ الْأَوَّلِينَ، اس سے اس آیت کریمہ: اِنْ هَذَا إِلَّا خَلْقُ الْأَوَّلِينَ، کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں خلق الاولین معنی دین الاولین ہے اور اس آیت کریمہ: فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، میں فطرت معنی اسلام ہے۔

۴۴۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا
يُوسُفُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ
فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تَنْتَجِبُ الْإِهْمَةُ بِهَيْمَةٍ جَعَاءَ
هَلْ تَحْسُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ

سُورَةُ لُقْمَانَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۴۴۵۷ - ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بچہ نہیں مگر وہ فطرت اسلام پر
پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں جیسے ہیمہ بچہ کو درست اور خلقت
میں پورا جہنم دیتا ہے کیا تم اس میں کان بریدہ دیکھتے ہو؟ پھر وہ کہتے ہیں اللہ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا
اللہ کی مخلوق تبدیل نہیں ہو سکتی یہ دین قائم ہے (کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی میں اس کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ لُقْمَانَ

یہ سورت مکی ہے اس کی ۳۲ آیات ہیں اس کی دو آیتوں میں اختلاف ہے۔ سدی نے کہا
ذَلُوا أَنْ مَافِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ ،، مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور دوسری إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ
عِلْمِ السَّاعَةِ ،، ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ الَّذِينَ يُعْمِلُونَ الصَّلَاةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ ،، مدنی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ و صلوة دونوں مدنی ہیں۔

يَا بَنِي قَوْلِهِ لَوْ تَشْرِكُ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ
 ۴۴۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ
 عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ الَّذِينَ

لقمان کون تھے ؟

لقمان بن باعور بن ناخر بن تارخ والد ابراہیم علیہ السلام ان کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ انھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پایا اور ان سے علم حاصل کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے قبل فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جب داؤد علیہ السلام معوث ہوئے تو فتویٰ دینا ترک کر دیا۔ بعض نے کہا لقمان نے ایک ہزار نبیوں سے علم حاصل کیا۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی کہ وہ سیاہ فام غلام تھے موٹے موٹے ہونٹ تھے۔ اور پاؤں پچھے ہوئے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حبشی ترکھان تھے۔ سعید بن مسیب نے کہا مصر کے سوداگر میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و حکمت عطاء کی اور ان کو نبوت عطاء نہ کی۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ لقمان کا قد چھوٹا اور ناک پست تھا۔ قتیبہ نے کہا اکثر کے نزدیک وہ نبی نہ تھے۔ البتہ نیک آدمی تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں فیصلے کیا کرتے تھے اس کا زمانہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا زمانہ تھا۔ حوتی نے عکرمہ سے روایت کی کہ وہ نبی تھے لیکن وہ اس بات میں متفرد ہیں۔ وہب بن منبہ نے کہا وہ ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ ابن مقاتل نے کہا ان کے خالو زاد تھے۔ لقمان کے بیٹے کا نام انعم تھا وہ کافر تھا۔ اس کو نصیحت کرتے رہے حتیٰ کہ مسلمان ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ اس کا نام مشکم تھا۔ بعض نے ماثان کہا ہے تاران بھی کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حینی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ اس کو وعظ و نصیحت کرتے تھے
 اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ کرنا شرک بہت بڑا ظلم ہے، کیونکہ

أَمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَتَيْنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَلِكَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِلَى قَوْلِ لَقْمَنِ لِابْنِ بَنِي الشَّرَكِ
لُظْلَمٌ عَظِيمٌ

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

اس میں جو عبادت کا مستحق نہ ہو اس کو مستحق عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو اس کے محل کے
خلاف رکھنا ہے۔ یہ دونوں باتیں ظلم عظیم ہیں۔

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ اَلَّذِينَ
أَمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ جو لوگ ایمان لائے

اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہ ملایا، تو یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر بہت شاق
گزرا۔ اُنھوں نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنا ایمان ظلم کے ساتھ نہ ملایا ہو (گناہ نہ کیا ہو) تو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں (جو تم نے خیال کیا ہے) کیا تم نے لقمان کی بات نہیں سنی ہے
جو وہ اپنے بیٹے سے کہتے تھے۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

دکتاب الایمان باب ظلم دون ظلم - حدیث ۳۱۶۱ کی شرح دیکھیں

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادِ! لِي شُكَّ اللَّهُ كَهْ يَأْسُ هِي قِيَامَتِ كَاعِلْمِ!

یہ آیت کریمہ وارث بن عمر کے متعلق نازل ہوئی جو دیہات میں رہائش پذیر تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے قیامت اور اس کے وقت کے متعلق پوچھا اور کہا ہماری زمین بارانی ہے۔ بارش کب ہوگی؟
میں اپنی بیوی حاملہ چھوڑ آیا ہوں وہ کب سچے کو جنم دے گی؟ میں جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا اور یہ نہیں جانتا ہوں
کہ کس زمین میں مروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی،

۴۴۵۹ — حَدَّثَنَا إِسْحَقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذَا تَأَنَّى
رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَ
مَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ
قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تُعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ
الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ
أَنْ تُعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى
السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ سَأَعِدُّنَاكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا
إِذَا وَلَدَتْ الْمَرَارِيتُهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَ الْخُفَاءُ الْعُرَاءُ رُؤُوسَ
النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ
السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ
رُدُّوْا عَلَيَّ فَلَاخِذًا لِيَعْرِدُوا أَشْيَاءُ فَقَالَ هَذَا جَبْرِئِيلُ جَائِلِيْعَلَمُ
النَّاسِ دِينَهُمْ

۴۴۵۹ — ترجمہ : ابوبہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں علانیہ تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک مرد چلتا ہوا آیا اور کہا یا رسول اللہ، ایمان کیا چیز
ہے۔ فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور آخرت میں اس سے ملاقات
پر ایمان لائے اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لائے۔ اُس نے کہا ”یا رسول اللہ“ اسلام کیا ہے؟ فرمایا اسلام
یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کا کسی کو شریک نہ کرے نماز قائم کرے فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ رمضان
مہینہ کے روزے رکھے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت
کرے گویا تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر اس کو نہیں دیکھتا تو اخلاص سے عبادت کرے کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ اُس نے

۴۴۶۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
 حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
 ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَلَّ أَنْ اللَّهُ
 عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

سُورَةُ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کہا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ فرمایا قیامت کے متعلق جس سے سوال پوچھا گیا ہے۔ وہ سائل سے
 زیادہ نہیں جانتا ہے۔ لیکن میں تجھے اس کی علامتیں بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جہنم دے گی۔
 یہ قیامت کی علامت ہے۔ پانچ امور میں جن کو اللہ کے سوا بذاتِ خود کوئی نہیں جانتا ہے۔ اِنَّ اللَّهَ
 عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الایۃ پھر وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے فرمایا اس کو واپس میرے پاس لاؤ!
 صحابہ نے تلاش شروع کی کہ اس کو واپس لائیں، لیکن اُٹھوں نے کوئی شئی نہ دیکھی۔ آپ نے فرمایا
 یہ جبرائیل علیہ السلام تھے وہ تشریف لائے تھے تاکہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دیں۔

شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کو مفروضہ کے
 ساتھ مقید ذکر کیا اور نماز کو مطلق اس لئے رکھا کہ نماز کی فرصت

ہر ایک کو معلوم تھی اور زکوٰۃ ادا کرنا اکثر طباع پر دشوار ہے۔ یہ نکتہ ہے کہ زکوٰۃ کو مقید ذکر کیا
 لیکن مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں تو مکتوبہ نماز (فرض نماز) قائم کرے اور فرض زکوٰۃ
 ادا کرے۔ اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۴۴۶۱ کی شرح میں دیکھیں۔ (باب الایمان)

ترجمہ: عمر بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ اُن کے والد نے اُن سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کے حشرانے پانچ ہیں۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی!
 اِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ : الایۃ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هَيِّنٌ ضَعِيفٌ نَطْفَةُ الرَّحْلِ ضَلَلْنَا هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجُرُزُ الَّتِي لَا تُمْطِرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يَغْنَى عَنْهَا شَيْئًا تَهْدِي بَيْنَ

سُورَةُ الْحَجُّ

مقاتل نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ اس کی تین آیات ہیں اور یہ آیت کریمہ: تَتَجَافَى جُنُوبَهُمْ وَعَنِ الْمُصَاحِفِ مَدَنِي ہے۔ انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ سخاوی نے کہا یہ قَدْ أَفْلَحَ کے بعد اور طور سے پہلے نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

قوله هَيِّنٌ "اس سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ جَعَلْنَا مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا: ہین یعنی ضعیف ہے پھر کہا ماہو نہیں آدمی کا نطفہ ہے۔ یعنی آدم کی اولاد کو نطفہ سے پیدا کیا جو ضعیف پانی ہے۔

قوله ضَلَلْنَا "اس سے اس آیت کریمہ: وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَفَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر کی۔ بعض نے معنی تراب کہا ہے۔

قوله الْجُرُزُ "اس سے اس آیت کریمہ: أَوَلَمْ يَكُنْ ذَا اِنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَخَرَجَ بِهِ ذُرُوعًا" کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر "الَّتِي لَا تُمْطِرُ" سے کی اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ میں جُرُز وہ زمین ہے جہاں بارش نہ ہو مگر اتنی بارش کہ اس زمین میں کسی چیز سے بے نیاز کرتی۔

قوله يَهْدِي "اس سے اس آیت کریمہ: أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی یقین سے تفسیر کی۔ اور کیا انہیں اس پر ہدایت نہ ہوئی، کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کیں۔

باب قولہ فلا تعلم نفس ما أخفیٰ لہم

۴۴۶۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَعَدُّدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ
رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
أَقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أَخْفَىٰ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ قَالَ
وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ اللَّهُ مِثْلَهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ رَوَايَةٌ قَالَ فَأَيُّ شَيْءٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ
الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُرَاتٍ

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کوئی نفس نہیں جانتا ان کے لئے کیا چھپا رکھا ہے،

۴۴۶۱۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کر رکھی ہے جو کسی آنکھ نے
نہیں دیکھی کسی کان نے نہیں سنی اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر گزری ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
نے کہا اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو وہ کوئی نفس نہیں جانتا ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈکی سے
کیا چھپا رکھا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے ذکر کیا کہ ہم سے ابو الزناد نے
اعرج کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ اللہ نے اسی طرح فرمایا ہے۔
سفیان سے کہا گیا۔ تم نے یہ روایت کی ہے یا اپنی طرف سے کہتے ہو۔ سفیان نے کہا اگر روایت ہو تو

۴۴۶۲۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ
عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ أَعَدُّتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ
وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِنْ بَلَاءٍ مَا أُطْلِعْتُمْ
عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

وہ کیا شئی ہے۔ ابو معاویہ نے اعمش کے ذریعہ ابو صالح سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ
ابو ہریرہ نے قرأت پڑھا ہے۔

۴۴۶۱۔ شرح : ابن مسعود نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اس کو کوئی
مقرب فرشتہ اور بنی مرسل نہیں جانتا، شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ
لفظ ما موصولہ یا موصوفہ ہے اور مدعین، ”حیث نفی میں واقع ہونے کے سبب مفید استغراق ہے۔ اس کے
معنی یہ ہیں کہ سب آنکھوں نے اور نہ ہی ان سے کسی ایک آنکھ نے دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس کلام
مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حِمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ“ کے اسلوب کے مطابق روایت اور آنکھ دونوں کی نفی ہے
یا صرف روایت کی نفی ہے۔ پہلی تقدیر پر عین کی نفی مطلب ہے اس کے ساتھ روایت کو اس لئے ضمیمہ کیا
ہے کہ اس سے معلوم ہو جائے کہ موصوف کا انتفاء امر محقق ہے۔ اس میں کچھ نزاع نہیں اور یہاں تک ثابت
ہے کہ وہ صفت کی نفی پر شاہد ہو چکا ہے۔ اسی طرح وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ
ہے۔ پہلی تقدیر پر جبکہ دونوں کی نفی ہو معنی یہ ہیں کہ ان کے دل ہی نہیں جن پر خطرہ گزرے اور صفت کے
انتفاء کو ذات کے انتفاء کی دلیل بنایا ہے۔ یعنی جب قلب کا ثمرہ در اخطار، حاصل نہ ہو تو قلب ہی نہیں ہے

۴۴۶۲۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ شئی تیار
کی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور کسی کان نے نہیں سنی اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر وہ گزری ہے۔ اللہ نے
یہ نعمتیں ذخیرہ کی ہیں جس پر نہیں اطلاع ہے اسے چھوڑو، پھر یہ آیت کریمہ پڑھی : فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ إِلَّا مَا
أُتِيَ

۴۴۶۲۔ شرح : یعنی بہشت کی وہ نعمتیں چھوڑو جو قرآن میں مذکور ہیں کہ وہ ذخیرہ کردہ
نعمتوں کی نسبت بہت تھوڑی ہیں۔ قولہ بَلَاءٌ، یعنی جس پر تم مطلع ہو اس کو

سُورَةُ الْأَحْزَابِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ صَيَّا صِيْهِمْ قُصُورِهِمْ

بعض نے کہا معنی یہ ہیں اُن نعمتوں کے سوا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ صنعانی نے کہا صحیح کے تمام نسخوں میں مد میں بُلْہ ہے۔ لیکن درست یہ ہے کہ کلمہ در میں، کو ساقط کر دیا جائے اس پر بعض علماء نے اعتراض کیا کہ حرف در میں، کا اسقاط جب ہی متعین ہو سکتا ہے۔ جب یہ معنی دُغ، ہو اور جب معنی غیر یاسوی، ہو تو میں ساقط نہ ہوگا۔ ابن مالک نے کہا مشہور در میں بُلْہ، معنی اُتْرُک ہے یعنی چھوڑ دو۔ وہ مابعد کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتا ہے اور یہ مصدر بمعنی ترک استعمال ہوتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ انھیں نے کہا یہاں در بُلْہ، مصدر ہے جیسے ضرب زید، اور اس پر حرف میں نادر طور پر زائد آجاتا ہے (یعنی)

سُورَةُ احْزَابِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت ساری مدنی ہے اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ سخاوی نے کہا یہ سورت آل عمران کے بعد اور سورہ ممتحنہ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی ۷۳ آیات ہیں۔
 قولہ صَيَّا صِيْهِمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَّا صِيْهِمْ وَقَذَا فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی قُصُورِهِمْ سے تفسیر کی۔ صَيَّا صِيْهِمْ کی جمع ہے۔ اس کے معنی قلعہ ہیں یعنی اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی (بنی قریظہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قریش و غطفان وغیرہ احزاب کی مدد کی تھی) انہیں ان کے قلعوں سے اُتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔

۴۴۶۳۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
فَلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَ
أَنَا أَوَّلِي النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَقْدُوا إِنْ شِئْتُمْ النَّبِيُّ أَوَّلِي
بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَإِنَّمَا مُؤْمِنٌ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مِنْ
كَانُوا فَإِنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيَاءً فَلْيَاتِنِي وَأَنَا مَوْلَاهُ

قولہ معروفاً اس سے اس آیت کریمہ : إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا،
کی طرف اشارہ کیا مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو۔ معروف سے مراد وہ ہے جو کتاب میں
ہے۔ بعض نے قرآن مراد لیا ہے۔ لوح محفوظ بھی مراد لیا جاتا ہے۔ بعض تورات مراد لی ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

”یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے“

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی دین و دنیا کی

ہر شئی کے ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں اسی لئے اس کو کسی قید سے

مقتید نہیں کیا اور اپنے اطلاق پر رکھا۔

۴۴۶۳۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں لوگوں سے

اس کا زیادہ حق دار ہوں۔ اگر چاہتے ہو تو پڑھو : النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، جو مرنے

جائے اور مال چھوڑے تو اس کے وارث اس کے ترکہ کے وارث ہوں گے وہ جو بھی ہوں۔ اگر وہ اپنے پر

قرضہ چھوڑے یا بال بچے تو وہ میرے پاس آئے میں اس کے کاروبار کا متولی ہوں۔ حدیث ۲۲۴۱ کی

شرح دیکھیں (باب فی الصلوٰۃ علی من ترک دینا کتاب الاستقراض)

بَابُ قَوْلِهِ ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ

۴۴۶۴ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
ابْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ

هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ

بَابُ قَوْلِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ
وَمَا بَدَلُوهُ بِدِيلٍ لَنَحْبِهِ عَمْدَهُ أَقْطَارُهَا جَوَانِبُهَا الْفِتْنَةُ لَا تَوْهَا لَا عَطُوهَا

بَابُ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انہیں ان کے باپ ہی کا
کہہ کر پکارو! یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے،

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (آزاد کردہ) کو ہم زید بن محمد کہہ کر پکارتے

۴۴۶۴ —

تھے۔ حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ: ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ الْآیۃ نازل ہوئی،

بَابُ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو ان میں کوئی اپنی
منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے،

اور وہ ذرا نہ بدلے، یعنی جہاد پر ثابت رہے یہاں تک شہید ہو گئے جیسے
حضرت حمزہ اور مصعب رضی اللہ عنہما اور کوئی شہادت کا منتظر ہے۔ جیسے حضرت عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہما

۴۴۶۵ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَرَى هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا لَسَخْنَا الْقَصَفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا لَمْ أَحِدْهَا مَعَ الْأَمْعِ خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةً رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ

اور وہ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے شہید ہو جانے والے بھی اور انتظار کرنے والے بھی اس میں منافقین اور مریض القلب لوگوں پر تعریف ہے جو اپنے عہد پر قائم نہ رہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے شعبہ کی تفسیر عہد سے کہ ”اَقْطَايَهَا“ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَوْ دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَايَهَا ثُمَّ سَلَّوْا الْفِتْنَةَ لَا تَوْهَا کی طرف اشارہ کیا اور اَقْطَارِ کی جواب سے تفسیر کی یعنی اگر ان پر فوجیں مدینہ منورہ کے اطراف سے آئیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اسلام سے منحرف ہو جاتے اور اس میں عتوڑی سی بھی دیر نہ کرتے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت کریمہ حضرت انس

۴۴۶۵ — ترجمہ: خارجہ بن زید بن ثابت نے بیان کیا کہ زید بن ثابت نے کہا جب ہم نے صحیفوں کو مصاحف میں لکھا۔ تو میں نے سورۃ احزاب کی

ایک آیت کریمہ نہ پائی حالانکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا تھا کہ آپ وہ پڑھا کرتے تھے میں نے وہ خزمیہ انصاری کے سوا کسی کے پاس نہ پائی جس کی گواہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں کی گواہی کے مساوی کی تھی۔ وہ یہ آیت کریمہ: مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا

بَابُ قَوْلِهِ قُلْ لَا زُورَ أَجْكَ إِنْ كُنْتُمْ تُرْذِنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا
وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمْتَعِكُنَّ وَأَسْرَحِكُنَّ سِرَاحًا جَمِيلًا التَّبَرُّجُ
أَنْ تُخْرِجَ فَحَاسِنَهَا سُنَّةَ اللَّهِ اسْتَنْهَا جَعَلَهَا

۴۴۶۶ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهَا حِينَ أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُخَيَّرَ
أَزْوَاجَهُ فَبَدَأَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي ذَاكَ لَكَ أَمْرًا قَلَوُ
عَلَيْكَ أَنْ تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَشَامِرِي أَبْوَيْكَ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوِي لَمْ يَكُونَا
يَا مَرَاتِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا زُورَ أَجْكَ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! اے حبیب اپنی بیبیوں سے
فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو
آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑوں،

معمر نے کہا تبرج یہ ہے کہ عورت اپنی خوبصورتی کا اظہار کرے۔ قول سُنَّةَ اللَّهِ اس سے اس آیت کبیرہ
سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ کی طرف اشارہ کیا اللہ کے طریقہ کی پیروی کریں جو چلا آ رہا ہے اُن
میں جو پہلے گزر چکے۔ اسْتَنْهَا، سنت سے مشتق ہے۔ کسی چیز کو سنت قرار دینا۔ یعنی پہلے نبیوں میں اللہ کا
یہ دستور رہا ہے کہ جو ان کے لئے حلال کیا اس میں مؤاخذہ نہیں کرنا۔

ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے خبر دی کہ ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۴۶۶ —

إِلَى تَمَامِ الْاِثْنَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَمِنْ أَيْ هَذَا اسْتَأْمَرُوا أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ

بَابُ قَوْلِهِ وَإِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْآخِرَةِ
فَالْتَمَسْنَا مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا وَقَالَ قَتَادَةُ وَادْكُرْنَ مَا يُتْلَى
فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ وَالْحِكْمَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي

نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی
بیبیوں کو اختیار دیں (کہ دنیا پسند کریں یا دین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا اے عائشہ
میں تیرے پاس ایک بات کا ذکر کرتا ہوں تجھ پر لازم نہیں کہ اس کے جواب میں جلدی کرے حتیٰ کہ اپنے
والدین سے مشورہ کر لے یقیناً آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی آپ سے جدا ہو جانے کا مشورہ نہ
دیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیبیوں سے فرمادیں: قُلْ
لَا ذُوَاجِلَکَ الْاٰیۃ۔ میں نے آپ سے عرض کیا میں اپنے والدین سے کیا پوچھوں یا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دارِ آخرت کو پسند کرتی ہوں۔

۴۴۶۶ — شرح : سرود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو

اختیار کے بارے میں اپنے والدین سے پوچھ لینے کو کہا کیونکہ یہ خون
تھا کہ شاید کسی کے باعث آپ فراق کو اختیار کر لیں۔ جب وہ اپنے والدین سے مشورہ کریں گی تو وہ اُن کو وہی
مشورہ دیں گے جس میں مصلحت ہو۔ اسی لئے جب ام المؤمنین نے یہ خیال فرمایا تو کہا میں اللہ اور اس کے رسول
اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں، اس حدیث سے اس شخص کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ ام رومان
چھ ہجری میں وفات پائی تھیں، کیونکہ تخییر ۹ ہجری میں واقع ہوتی تھی۔ اگر ام رومان چھ ہجری میں فوت
ہوتیں تو ۹ ہجری میں اُن سے مشورہ کا کوئی مقصد نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاِشْرَادًا اَوْ اِگْرَتَمَ اللّٰهُ اَوْ اس کے رسول اور

آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے

يُولُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَالِشَةَ
 زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ إِنِّي ذَاكَ لَكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْجَلِي
 حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكَ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ
 قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ
 تُرِيدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا إِلَى أَجْرٍ عَظِيمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فَمَنْ آتَى هَذَا
 أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْدارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ
 أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ
 أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ
 وَأَبُو سُوَيْفٍ الْمُعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَالِشَةَ

وَإِذْ كُنْتَ مَائِتِلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ،، اور یاد کرو جو تمہارے گھروں
 میں پڑھی جاتی ہیں۔ اللہ کی آیتیں اور حکمت ،، قتادہ نے کہا آیات سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد
 سنت ہے۔ کُیث نے کہا مجھے یونس ابن شہاب نے خبر دی کہ مجھے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی
 کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو آپ کی بیبیوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا میں تجھ
 سے ایک بات ذکر کرتا ہوں تیرے اوپر لازم نہیں کہ اس کے جواب میں جلدی کرے حتیٰ کہ اپنے ماں باپ
 سے پوچھ لے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یقیناً آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا
 ہو جانے کا مشورہ نہ دیں گے۔ ام المؤمنین نے فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جلّ ثناؤہ
 نے فرمایا ہے اے نبی اپنی بیبیوں سے فرمادیں: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو۔ الایہ،
 ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا میں اپنے والدین سے کیا پوچھوں میں اللہ اور اس کے
 رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں

بَابُ قَوْلِهِ وَتَخَفْنِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ۖ ۖ ۖ

نے وہی کہا جو میں نے کہا تھا۔ موسیٰ بن ائین نے معمر سے اُنھوں نے زہری سے روایت کرنے میں بیٹ کی متابعت کی، کہا مجھے ابو سلمہ نے بخردی اور عبدالرزاق اور ابوسفیان معمری نے معمر سے اُنھوں نے زہری سے اُنھوں نے عروہ سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث زہری کو متعدد طرق سے پہنچی ہے اور زہری اور ام المؤمنین کے درمیان واسطہ ہے اور عروہ بھی واسطہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِشَادًا أَوْ تَحْمِيقًا فِي دَلِيلِهِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَعَلَ اللَّهُ كَوْنًا ظَاهِرًا كَرَامًا مَنظُورًا تَحَاوُرًا مَبْهُمًا لَوُكُوكِ طَعْنًا اِنْدِلَاجًا تَحَاوُرًا وَاللَّهُ زِيَادَةً سَرَاوَارًا هِيَ كَمَا اسَ سَخُوفًا رَكْعَتَيْنِ

تفسیر : آیت کریمہ کا اقل یہ ہے : وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ ذَا مَسْلِقٍ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي الْاِيَةَ، اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے الخ یہ آیت کریمہ زینب بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنی زید بن حارثہ کی بیوی تھی۔ مختصر واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک روز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کے گھر تشریف لے گئے اچانک آپ کی نگاہ زینب بنت جحش پر پڑی جبکہ وہ اچھے لباس میں ملبوس تھیں جو آپ کو پسند آیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور دلوں کو پھیرنے والا ہے اور یہ کہہ کر باہر تشریف لے گئے، اس سے آپ نے قلب شریف پر آنے والے خطرہ کو ٹال دیا جب زید گھر آئے تو زینب نے کیفیت حال ذکر کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اس حال میں کہ میں اچھے لباس میں ملبوس تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زید کے دل میں زینب کا بغض ڈال دیا۔ زید نے

۴۴۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ
مَنْصُورٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ هَذِهِ
الْأَيَّةَ وَتُخْفَى فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ تَزَلَّتْ فِي شَانِ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ
وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

بَابُ قَوْلِهِ تُرْجَى مِنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤْمَى إِلَيْكَ مِنْ تَشَاءُ
وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُرْجَى
تُؤَخَّرُ أَرْجَاهُ أَخْرَجَهُ

چاہا کہ زینب کو طلاق دے دیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو جدا کرنا چاہتا ہوں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام شریف یہ: وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي الْأَيَّةُ فِي شَانِ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ اس شخص سے فرماتے تھے جسے اللہ نے نعمت دی اور وہ مشرک باسلام ہوا اور آپ نے اس کو آزاد کر کے اس پر انعام فرمایا اور یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں ازواجِ مطہرات میں داخل کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی مآنی تھی کہ زینب آپ کے ازواجِ مطہرات میں داخل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کو اس کا ظاہر کرنا مقصود تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ظاہر کرنے سے ڈرتے تھے کہ لوگ یہ کہیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا جو ان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی اور ڈرنے کا مقصد یہ تھا کہ مبادا بعض لوگ اس میں طعن کر کے اپنے دین اور دنیا کو برباد نہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ مباح امر میں بے جا طعن کرنے والوں کا کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے۔ تفاسیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ تَخْفَى فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ اور زید

ابن حارثہ کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

۴۴۶۸ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسَامَةَ قَالَ
هَشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّائِي وَهَبْنِ
أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ أَتُحِبُّ الْمَرْأَةُ أَنْفُسَهَا
فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤَيِّ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ
وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قُلْتُ مَا أَرَى رَبِّي إِلَّا يَسَارِعُ
فِي هَوَاكَ —

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیچھے ہٹاؤ اُن میں سے

جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو،

اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی

تم پر کچھ گناہ نہیں، ”تفسیر: یعنی آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بی بی کو

چاہیں پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر

کریں یا نہ کریں لیکن اس اختیار کے باوجود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے
اور ان کی باریاں برابر رکھتے بجز حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت ام المؤمنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔ اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے
کہ میرا حشر آپ کے ازواج میں ہو۔

قال ابن عباس، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”و تَرْجِي“، بمعنی ”و تَوْحِيثُ“، ہے یعنی پیچھے
ہٹائیں؛ چنانچہ سورہ اعراف اور سورہ شعراء میں یہ کلمہ ”و اَرْجِيْهُ“ بمعنی ”اَخْرِجْهُ“، ہے۔ یہاں اسے تہفہ
ذکر کر دیا ہے۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اُن عورتوں پر
غیرت کرتی تھی جو اپنے نفسوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے لئے ہبہ کرتی تھیں اور میں کہتی تھی کیا عورت اپنے نفس کو ہبہ کر دیتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ

۴۴۶۹۔ حَدَّثَنَا حَبَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ
 أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَاذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرَأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُتْرِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
 تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤَيِّ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ
 فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتَ تَقُولِينَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ لِمَنْ كَانَ
 ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ أُوتَرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابِعَهُ عِبَادُ بَنِي
 عَبَادٍ سَمِعَ عَاصِمًا

بَابُ قَوْلِهِ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ
 إِلَى طَعَامٍ غَيْرِنَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ
 فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَجِيبُ

تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤَيِّ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ الْآيَةُ نَازِلُ : کی تو میں نے ہر رکعات
 صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں آپ کے پروردگار کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی خواہش بہت جلد پوری کرتا ہے
 ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۴۴۶۹۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی بی بی کی باری میں اس سے اجازت
 طلب فرماتے تھے (جبکہ آپ کسی دوسری بی بی کی طرف متوجہ ہونا چاہتے) اس آیت کریمہ تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ
 تَشَاءُ الْآیَةُ کے نزول کے بعد معاذہ کہتی ہیں۔ میں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے عرض کیا آپ کیا فرماتی
 تھیں؟ انھوں نے فرمایا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نہیں چاہتی کہ آپ کی محبت پر کسی کو ترجیح دوں۔
 عبد اللہ بن مبارک کی عباد بن عباد نے متابعت کی انھوں نے عاصم سے سماعت کی ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا رِشَادٍ ! اے ایمان والو! نبی کے

مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَجِيبُ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ مِنْ
 قَرْنٍ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا
 رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ
 عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا يَقَالُ إِنَاهُ أَذْرَاكُهُ أَيْ يَأْتِي أَنَا لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ
 قَرِيبًا إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمَوْتِ قُلْتَ قَرِيبَةٌ وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَ
 بَدَلًا وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ تَزَعَّتِ الْهَاءُ مِنَ الْمَوْتِ وَكَذَلِكَ لَفْظُهَا فِي
 الْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ لِلذَّكْرِ وَالْأُنْثَى

گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ پاؤ،
 مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پچنے کی راہ نکو ہاں
 جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے
 باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ
 فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم اُن سے برتنے کی
 کوئی چیز مانگو تو پردے سے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے
 دلوں میں اُن کے دلوں کی، اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ
 اُن کے بعد بھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت

بات ہے! " تفسیر: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت کریمہ چند مسلمانوں
 کے بارے میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام کے وقت کے منتظر ہوئے اور طعام آنے سے

پہلے بلا اجازت داخل ہوئے اور کھانا کھانے کے بعد وہاں بیٹھے رہے باہر نہ گئے لوگوں کے اس طرح آئے اور نہ جانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوئی اور مشرم کے باعث اظہار نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ تَلَا خُلُوهَا الْاٰیۃ نَازِلٌ فَرَاۤیْ قَوْلَہٗ اِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ ،، یعنی جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے کچھ طلب کرنا ہو تو پردہ سے باہر سے طلب کرو! روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے کہا کہ تم پردہ میں رہو۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابن خطاب تم ہم پر غیرت کرتے ہو حالانکہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوتا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قَوْلہ مَا كَانَ لَکُمْ ،، یہ آیت کریمہ بزعم مقاتل طلحہ بن عبید اللہ کے پاس میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے مناسب نہیں کہ کسی بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے نکاح کرو اس سے پیغمبر کو دکھ لگتا ہے۔

قَوْلہ یُقَالُ اِنَاہ ،، اس سے اس آیت کریمہ ”غَیْرَ نَاطِلِیْنَ اِنَاہ“ کی طرف اشارہ کیا اور ادراک سے اس کی تفسیر کی، یعنی طعام کا وقت پانا، اِنِیْ یَانِیْ مَضَارِعِہِیْنَ جیسے می میری اور اِنَاہ بفتح الہمزہ مصدر بمعنی ادراک ہے اور اس کے آخر میں ہا برائے تانیث ہے۔ علامہ عینی نے کہا اس باب کی مصدر اِنِیْ بکسر الہمزہ اور نون ساکن ہے اور اِنَاہ اسم ہے اس کے معنی میں کام میں آسانی کرنا۔

قَوْلہ لَعَلَّ السَّاعَۃَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : یَسْأَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عَلِمَہَا عِنْدَ اللّٰہِ وَمَا یَذِیْرُکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ تَکُوْنُ قَرِیْبًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ آپ سے قیامت قائم ہونے کا وقت پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیں قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہے۔ تفسیر :

از روئے امتحان پوچھتے تھے حالانکہ انہیں توریت سے معلوم تھا کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں جلدی کرنے والوں کو تہدید و زجر اور امتحاناً سوال کرنے والوں کا اسکات اور ان کی دہن دوزی کی ہے۔ قَوْلہ اِذَا وَصَفَتْ ،، یعنی قیاس تو یہ ہے کہ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبَۃٌ ہوتا کیونکہ یہ ساعت کی وصف ہے اور وہ مؤنث ہونی چاہیے اس کی توجیہ کرتے ہوئے امام نے ذکر کیا کہ اگر مؤنث کی صفت بیان کریں تو قریبہ کہنا چاہیے اور اگر اس کو ظرف اور بدل کرے اور صفت کا ارادہ نہ ہو تو مؤنث سے ماہ دور کرے گا یعنی تانیث کی تبدیلات وقف ہا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کا لفظ واحد، تشنیہ، جمع مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں ہے۔ یہ عبارت لعل الساعۃ سے الاثنی،، تک صرف ابوذر اور نسفی کی روایت میں ہے۔ ان کے سوا اور کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا درست بھی یہی ہے کہ یہ عبارت ذکر نہ کی جاتی اس کی کئی وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے بعد جواحد

۴۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّسِّ قَالَ قَالَ
عُمَرُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتُ أَهْلَ الْمُؤْمِنِينَ
بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ

۴۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ
ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو جُلَازٍ عَنِ النَّسِّ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ
فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَخَدَّثُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا
فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ

مذکور میں تمام ترجمہ کے موافق ہیں اور یہ آیت کریمہ محض اجنبی فصل ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ قریب کی توجیہ
میں جو کچھ ذکر کیا ہے مناسب نہیں ہے؛ کیونکہ فن عربیت کے ماہرین کہتے ہیں کہ صیغہ فَعِيل جس وقت مفعول
کے معنی میں ہو اس میں تذکیر و تانیث برابر ہوتے ہیں جیسے اس آیت کریمہ: **إِنَّا رَحِمْنَا اللَّهُ قَرِيبًا مِنَ**
الْحَسَنِينَ میں ہے۔ علاوہ ازیں لفظ قریب ظرف نہیں کیونکہ قریب کا موصوف شئی ہے اور ساعت بمعنی
یوم ہے۔ لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح **عِثَّةٌ** اور **لَدَى**، کو ظرف زمان سے ملحق کیا ہے۔ قریب اور بعید بھی
ظرف زمان سے ملحق ہیں اور یہ ظرف نہیں جیسے مؤلف نے کہا ہے۔

قوله **أَوْ بَدَلًا**، یعنی جب اس کو بدل بمعنی اسم کہے اور اس میں وصفیت کا قصد نہ کرے تو اس میں
تذکیر و تانیث اور تشبیہ جمع سب برابر ہیں۔

۴۴۰۔ توجہ: حضرت انس نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دربارِ

رسالت میں عرض کیا **وَيَا رَسُولَ اللَّهِ**، آپ کے پاس مسلمان نیک
اور بد سب آتے ہیں۔ اگر آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دیں تو بہت اچھا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے حجاب
(پردہ) کی آیت نازل فرمائی، (حدیث ۳۹۵ کی شرح دیکھیں)

۴۴۱۔ توجہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو آپ نے لوگوں کو دعوتِ طہار

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ اتَّمَمُوا قَامُوا فَأَنْطَلَقَتْ
فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ أَنْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى
دَخَلَ فَذَهَبَتْ أَدْخُلُ فَأُلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا بِأَذْنِ

۴۴۷۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الْآيَةِ
آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ
فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوا وَاتَّخَذَ ثَوْنَ فَعَجَلَ النَّبِيُّ

دی۔ لوگوں نے کھانا کھایا پھر وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اچانک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہوا کہ آپ
اٹھنے کی تیاری کر رہے ہیں؛ لیکن لوگ نہ اٹھے (اور بدستور بیٹھے رہے) جب آپ نے دیکھا کہ یہ اٹھتے نہیں
ہیں تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب آپ اٹھے تو بعض لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور تین شخص بیٹھے رہے۔
پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تاکہ گھر میں داخل ہوں۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص بیٹھے ہوئے ہیں پھر
وہ لوگ اٹھے اور چلے گئے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور چلتا ہوا آیا اور آپ کو خبر دی کہ وہ
چلے گئے ہیں۔ آپ تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے میں نے داخل ہونا چاہا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان
پردہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا بِأَذْنِ“
نازل فرمائی۔

۴۴۷۱۔ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب
بنت جحش سے تین ہجری میں نکاح کیا۔ قتادہ نے کہا پانچ ہجری میں کیا بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا اٹھنے کی حالت اختیار کرنے سے مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ چلے جائیں، لیکن بطور اخلاقی عظمت کے انہیں یہ نہ فرمایا
کہ کھانا کھالیا ہے تو چلے جاؤ؛ لیکن انہوں نے آپ کا مقصد نہ سمجھا اور بیٹھے رہے۔ جب وہ چلے گئے تو یہ
آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ”بسم اللہ من عظم نبيہ صلی اللہ علیہ وسلم“

۴۴۷۲۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں تمام لوگوں سے اس

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ النَّبِيُّ ﷺ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَخَذَتُونَ فَاَنْزَلَ اللَّهُ
تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ
غَيْرِ مَظْهَرٍ إِنَّكَ إِلَى قَوْلِهِ مُذِلٌّ مُغْتَابٌ فَأَضْرِبِ الْحِجَابَ وَقَامِ الْقَوْمَ
۴۲۷۳۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْثَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ هَمَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَنِيَتْ ابْنَةُ جَحْشٍ بِخَبْرٍ وَلَحْمٍ فَأُرْسِلَتْ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَجِئْتُ قَوْمَ
قَوْمٍ فَيَا كَلُونْ وَيَخْرُجُونَ فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَحَدٌ أَحَدًا أَدْعُوهُ قَالَ ارْفَعُوا
طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ رَهْطٌ يَتَخَذَتُونَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنت تکریجہ آنت سحاب کو زیادہ جانتا ہوں۔ جب وایہ نے زینب کو مرتن کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور بھیجا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر میں تھیں۔ آپ نے طعام تیار کیا اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دی
دکھانے کے بعد وہ بیٹھے بیٹھے باتوں میں مشغول ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
الْبُيُوتَ النَّازِلَ فَرَاغًا مِنْ دَرَاءِ الْحِجَابِ تَحْتَ سِتْرِ الْوَلَدِ اور لوگ چلے گئے۔

۴۲۷۲۔۔۔ شرح : اس سے واضح ہوتا ہے کہ ”عَظِيمًا“، تک یہ آنت لوگوں کے جانے
سے پہلے نازل ہوئی اور حضرت انس کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے

کہ لوگوں کے چلے جانے کے بعد نازل ہوئی، لیکن اس کی حال سے تاویل کی جاتی ہے کہ آنت کریمہ نازل ہوئی،
اس حال میں کہ لوگ اٹھ رہے تھے (دکھانی)

۴۲۷۳۔۔۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
زینب بنت جحش لائی گئی اس حال میں روٹی اور گوشت سے ولیمہ

کیا گیا تھا۔ مجھے طعام کے لئے لوگوں کو بلانے بھیجا گیا پس لوگ آتے کھاتے اور چلے جاتے۔ پھر لوگ آتے کھاتے
اور چلے جاتے میں نے ہر شخص کو کھانے کی دعوت دی حتیٰ کہ میں نے کسی کو نہ پایا کہ اسے کھانے کے لئے بلاؤں۔
تو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا اٹھا لو اور میں شخص باقی رہ گئے جو گھر میں باتوں میں مشغول رہے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کریمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور فرمایا :

فَانْطَلَقَ إِلَى الْحَجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَتْ
وَجَدْتُ أَهْلَكَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فَتَقَرَّرَى حُجْرَتِهَا كَلِمَةً يَقُولُ لَهَا كَمَا
يَقُولُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَإِذَا ثَلَاثَةٌ رَهْطٌ فِي الْبَيْتِ يَتَخَذُونَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ
الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا مَخْرُجَ الْحَجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَذْرَى أَخْبَرَتْهُ وَأَخْبَرَاتُ الْقَوْمِ
خَرَجُوا فَرَجَعَهُ حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَآخِرَى خَارِجَةً
أَخَى السَّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، اے اہل بیت تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو (اس کے جواب میں) ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، یا رسول اللہ اپنے اہل کو کیسا پایا اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے
پھر آپ تمام بیبیوں کے حجروں میں تشریف لے گئے اور اُن سے وہی فرماتے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا
تھا۔ اور وہ بھی وہی کہتیں جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی تھیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف
لائے تو تین شخص ہیں باتوں میں مصروف تھے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل حیا داشتے تھے۔ آپ چلتے ہوئے ام المؤمنین
عائشہ صدیقہ کے حجرہ شریفہ کی طرف تشریف لے گئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آپ کو خبر دی یا آپ کو خبر دی
گئی کہ وہ چلے گئے ہیں آپ واپس آئے حتیٰ کہ جب اپنا قدم میمنت دروازہ کے آستانہ میں رکھا اس
حال میں کہ ایک قدم میمنت اندر اور دوسرا باہر تھا۔ تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکادیا
اور پردہ کی آست کر میہ نازل ہوئی۔

شرح : قولہ بُنِیَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اس کے معنی بیوی کے پاس جانے کے

۴۴۷۳

ہیں۔ دراصل جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرتا تو ان کیلئے قبة

لکھایا جاتا تھا تاکہ اس میں بیوی سے مجامعت کرے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے بُنِیَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ، ”بُنی صبیغہ مجہول بناء سے
ماخوذ ہے۔ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میں نے آپ کو خبر دی یا آپ کو خبر دی
گئی۔ اس حدیث میں تردد سے بیان کیا اور اس سے پہلی حدیث میں تردد نہیں کیا ہو سکتا ہے کہ انس کی مراد
یہ ہو کہ یا آپ کو بذریعہ وحی خبر دی گئی اور میرا خبر دینا اس کے موافق تھا۔ لہذا دونوں حدیثوں میں منافات نہیں
ہے۔ اُسْکُفَّةُ الْبَابِ ”دہلیز“

۴۴۷۴۔ حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ
 قَالَ حَدَّثَنَا حَمِيدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَدْرَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ
 بَنَى بَيْتَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَهُ النَّاسَ خُبْرًا وَلَحَاقًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجْرَاتِهَا
 الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يُصْنَعُ صَبِيحَةً بَنَاهُ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيُسَلِّمُنَ
 عَلَيْهِ وَيَدْعُوْنَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بَيْنَهُمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا
 رَأَاهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ بَنَى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ
 بَيْتِهِ وَثَبَا مُسْرِعِينَ فَمَا أَدْرَى أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أَخْبَرَ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ
 الْبَيْتَ وَأَرْنَى السِّتْرَيْنِ وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ
 أَخْبَرَنَا يَحْيَى حَدَّثَنِي حَمِيدٌ مَعَ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب زینب بنت
 ۴۴۷۴۔ جحش کی رخصتی ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا
 اور لوگوں کو خوب روٹی اور گوشت کھلایا پھر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجروں کی طرف تشریف لے گئے۔
 جیسے آپ رخصتی کی رات کی صبح کو حسبِ عادت جایا کرتے تھے۔ آپ انہیں سلام فرماتے اور وہ آپ کو سلام کہتیں
 اور دعاء کرتیں جب آپ اپنے گھر کی طرف آئے تو دو آدمی باتوں میں مشغول دیکھے جب انہیں دیکھا تو واپس
 تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے ہیں تو وہ جلدی سے
 اٹھ کر چلے گئے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کو ان کے چلے جانے کی خبر میں نے دی یا آپ کو خبر دی گئی۔ آپ واپس
 تشریف لائے اور گھر میں داخل ہو گئے اور میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور پردہ کی آست کریمہ نازل
 ہوئی۔ ابن ابی مریم نے کہا ہمیں یحییٰ نے خبر دی انہوں نے کہا مجھے حمید نے خبر دی کہ انہوں نے کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔
 ۴۴۷۴۔ شرح : ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ آپ رخصتی کی شب کی صبح کو ازواج
 مطہرات کے حجروں کی طرف تشریف لے جاتے اور ان سے سلام
 فرماتے اور ان کے لئے دعاء فرماتے اور وہ بھی آپ کو سلام کہتیں اور دعاء کرتی تھیں کہ حمید نے کہا انس نے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ پہلی حدیث میں تین مردوں کا ذکر ہے اور اس میں دو مرد مذکور ہیں لیکن عدد

۴۴۷۵۔ حَدَّثَنَا زَكِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْتُ سَوْدَةَ بَعْدَ مَا هَرَبَ الْحَبَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَوَلَّاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَأَنْظِرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ وَتَالَتْ فَأَنْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَأَنَّهُ لَيَتَعَشَّى فِي يَدِهِ عَرَقٌ فَدَخَلْتُ فَقَالَتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرَقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجِي لِحَاجَتِكُنَّ

کے مفہوم کا اعتبار نہیں ہوتا ہے دو باتیں کر رہے ہیں اور تیسرا خاموش بیٹھا ہو۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ وہ تین تھے پھر ایک چلا گیا اور دو باقی رہ گئے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اگر کوئی سوال پوچھے کہ ان احادیث میں سے دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قیام سے پہلے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قیام کے بعد نازل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی حال سے تلویل کی جاتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی حالانکہ لوگ اٹھ رہے تھے۔

قال ابن ابی مریم، اس میں یہ اشارہ ہے کہ حمید نے اسی حدیث کی حضرت انس سے سماعت کی ہے اور اس میں عنعنہ کی روایت مؤثر نہیں۔ ابن ابی مریم بخاری کے شیخ ہیں ان کا نام سعید بن محمد بن حکم بن ابی مریم ہے وہ مصر کے رہنے والے ہیں۔

۴۴۷۵۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پردہ نازل ہونے کے بعد ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں۔ وہ جسیم خاتون تھیں جو انہیں پہچانتا تھا اس پر مخفی نہ رہتی تھیں۔ اگرچہ چادر اوڑھے ہوئی انہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا اے سودہ! آپ کو معلوم ہونا چاہیے بخدا! آپ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ (یعنی ہم نے تجھے پہچان لیا ہے) آپ دیکھیں کیسے باہر جا رہی ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا سودہ گھر واپس آئیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے؛

حالانکہ آپ کے دست اقدس میں گوشت والی ہڈی تھی۔ سودہ نے آتے ہی کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں قضاء حاجت کے لئے باہر نکل تو مجھے عمر بن خطاب نے ایسا ایسا کہا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔ پھر وحی کی شقت جاتی رہی؛ حالانکہ گوشت والی ہڈی آپ کے دست اقدس میں تھی۔ اس کو دست مبارک سے جدا نہیں کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے اجازت ہے کہ تم قضاء حاجت کے لئے باہر جا سکتی ہو۔

۴۴۷ — شوح : یہ حدیث کتاب الطہارت میں مذکور ہے اس کا اسناد بھی یہی ہے جو

اس حدیث کا اسناد ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین کا باہر نکلنا قضاء حاجت کے لئے تھا۔ اور عمر فاروق کا زجر کرنا پردہ کی آمت کے نزول سے پہلے تھا اور اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا باہر نکلنا پردہ کے بعد تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا شاید ام المؤمنین سودہ کا باہر نکلنا دوبار تھا۔ بعض نے کہا پہلا حجاب اور دوسرا حجاب علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حرم نبوی پر اجنبی لوگوں کے اطلاع پانے سے نفرت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے صراحتاً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی بیبیوں کو پردہ میں رکھیں حتیٰ کہ پردہ کی آمت نازل ہوئی پھر اس کے بعد عمر فاروق نے قصد کیا کہ گواہات المؤمنین پردہ میں باہر نکلتی ہیں، لیکن ان کے اشخاص پہچانے جاتے ہیں تو انہوں نے قصد کیا کہ ان کے اشخاص بھی پردہ میں رہنے چاہئیں۔ اسی لئے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے؛ لیکن اندواج مطہرات کو قضاء حاجت کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی، تاکہ انہیں مشقت نہ ہو۔

قاضی عیاض نے کہا ازواج مطہرات پر حجاب فرض تھا وہ بلا خلاف اس میں مخصوص ہیں کہ ان کے لئے چہرہ اور کفین کا شہادت وغیرہ میں بھی ظاہر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ اپنے اشخاص ظاہر کر سکتی ہیں۔ اگرچہ پردہ میں بیوس ہوں، لیکن قضاء حاجت کے لئے انہیں باہر نکلنے کی اجازت تھی۔

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بیبیوں نے باہر نکلنا بھی چھوڑ دیا اور اپنے اشخاص ظاہر نہ کرتی تھیں۔ جب ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ان کی نعش پر قبہ بنایا گیا تاکہ اُن کا شخص ظاہر نہ ہو۔

اندواج مطہرات کے علاوہ دوسری عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے جائز امور ضروریہ کے لئے باہر نکل سکتی ہیں بشرطیکہ سادہ کپڑوں میں بیوس ہوں اور خوشبو وغیرہ بھی نہ ملی ہو اور اُن کے تمام اعضاء ڈھپے ہوئے ہوں اور اپنی زینت اور حسن و جمال کا اظہار بھی نہ کریں اور نہ ہی آواز بلند کریں۔

بَابُ قَوْلِهِ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمًا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ فِي آبَائِهِمْ وَلَا أَبْنَائِهِمْ وَلَا إِخْوَانِهِمْ وَلَا أبنَاءَ إِخْوَانِهِمْ
وَلَا أبنَاءَ أَخَوَاتِهِمْ وَلَا نِسَاءَهُمْ وَلَا مَلَائِكَةً أَيْمَانُهُمْ وَالْقِيَمَةُ لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا

۴۴۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
حَدَّثَنِي عُروَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ عَلِيٌّ أَفْلَحَ أَخَوَاتِي

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ
تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔
اُن پر مضائقہ نہیں۔ اُن کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجیوں اور
بھانجیوں اور اپنے دین کی عورتوں اور لونڈیوں میں اور اللہ سے ڈرتی رہو
بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

تفسیر: یعنی اگر تم اپنی زبانوں پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے نکاح کی
بات ظاہر کرو یا اپنے سینوں میں چھپائے رکھو وہ اس کو جانتا ہے۔ اس پر
تمہیں سخت عذاب دے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیبیوں سے نکاح کرنا حرام ہے
ان کا خرچہ وغیرہ بیت المال سے ادا کرنا ضروری اور لازم ہے۔ ازواج مطہرات کی عدت وفات میں اہل علم کے
مختلف اقوال ہیں۔

بعض نے کہا ان پر عدت لازم نہیں؛ کیونکہ عدت اباحت نکاح کے انتظار کے لئے ہوتی ہے۔ بعض نے کہا
ان پر عدت اس لئے واجب ہے کہ یہ عبادت ہے۔ اگرچہ اباحت نکاح کے لئے نہ ہو۔ مفسرین نے کہا
جب پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی تو اُن کے باپ بیٹوں نے کہا یا نبی اللہ! ہم بھی اُن سے پردہ میں بات
کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَا أُتِيَ الْحَبَابُ فَقُلْتُ لَا أَذِنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةٌ أَيْ الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ أَذِنَ حَتَّى اسْتَأْذَنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْذِينَ عَمَّكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةٌ أَيْ الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذِنِي لَهُ فَإِنَّ عَمَّكَ تَرَبَّثَ بِمَيْتِكَ قَالَ عُرْوَةُ فَذَلِكَ كَأَنْتَ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا تَحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حجاب کی آنت نازل ہونے کے بعد ابوالقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے گھر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے کہا میں اس کو اجازت نہیں دوں حتیٰ کہ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر لوں ؛ کیونکہ ابوالقعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا لیکن مجھے تو ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوالقعیس کا بھائی افلح اجازت طلب کرتا تھا میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ آپ سے اجازت حاصل کر لوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اپنے چچا کو اجازت دینے سے کس نے منع کیا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس مرد نے مجھے دودھ نہیں پلایا دودھ تو مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے پلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اجازت دودھ تمہارا چچا ہے دتربت میمنک، تیرا ہاتھ خاک آلود ہو، عروہ نے کہا اسی لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ دودھ کے باعث ان کو حرام جانو جن کو نسب کے باعث حرام جانتے ہو۔

شرح : اس حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ رضاعی باپ اور رضاعی چچا سے امہات المؤمنین پردہ نہ کرنا چھین جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہ تمہارا رضاعی چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ ابوالقعیس کا نام جعد ہے اور افلح کی کنیت ابوالجعد ہے جعد ام المؤمنین

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
 آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ صَلَوةُ اللَّهِ تَنَاوُلُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَصَلَوةُ الْمَلَائِكَةِ
 الدَّعَاءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلُّونَ يُبَرِّكُونَ لِنُغْرِيقَكَ لِنَسْطِطَنَّكَ

کارضاعی باب اور ابوالجعد رضاعی چچا ہے۔ کنیت کے باب میں ابوالقعیس کا نام وائل بن افلح ذکر کیا ہے۔
 قولہ تَرَبُّثٌ یَمِیْنُکَ، اس حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اس کے معنی ہیں اِفْتَقَرْتَ، چنانچہ جب کوئی محتاج
 ہو جائے تو کہا جاتا ہے۔ تَرَبُّثٌ اور جب غنی ہو جائے تو اَثَرٌ کہا جاتا ہے۔ گویا کہ جب کوئی محتاج ہو جائے
 تو تَرَبُّثٌ (مٹی) سے مل جاتا ہے اور جب غنی ہو جائے اور اس کا مال مٹی کے مقدار ہو جائے تو اسے اَثَرٌ
 کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کی اس بات پر دلالت ہے کہ دودھ مذکور کا ہوتا ہے اور مُرَضَعٌ (دودھ پلانے والی عورت)
 کا شوہر بمنزلہ والد اور اس کا بھائی بمنزلہ چچا ہوتا ہے۔ (حدیث ۲۴۶۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالرَّشَادِ بِشَكِّ اللَّهِ أَوْرَاسِ كَافَرْتِ
 درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو،

تفسیر: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے۔ ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے
 والے پر اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ واجب اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ اسی پر اعتماد ہے۔ یعنی جمہور علماء
 ہی کہتے ہیں اور نماز کے قعدہ آخرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے
 آل و اصحاب اور دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم مقام بلند کیا ہے اور آپ کو
 عظمت و شرافت سے نوازا ہے۔ صلوٰۃ لفظ مشترک ہے۔ اللہ کی صلوٰۃ رحمت، فرشتوں کی استغفار اور
 مومنوں کی صلوٰۃ دعاء ہے اور مختلف معانی میں بحسب قرآن استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا
 ہے کہ فی الجملہ درود شریف بھیجنا واجب ہے جبکہ سرکار کا اسم گرامی ذکر کیا جائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم، جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا اسم گرامی ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر

۴۴۷۷۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا
مُسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا
السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاكَ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

درود نہ بھیجے، نیز فرمایا: ”مَنْ ذَكَرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ فَقَدْ خَلَّ النَّارَ“، جس کے پاس میرا
اسم گرامی ذکر کیا گیا اور اس نے مجھے درود شریف نہ بھیجا وہ دوزخ میں داخل ہوگا، ”سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی تبعیت کے بغیر غیری پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔“

قولہ قال ابو العالیہ، ابو العالیہ نے کہا اللہ کی صلوٰۃ آپ کی ملائکہ کے پاس ثنا کرتا ہے اور فرشتوں
کی صلوٰۃ دعا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”يُصَلُّونَ بِعَنِّي مَبْرُكُونَ“ ہے۔ یعنی برکت کی دعا کرتے ہیں
قولہ كَثْرَتِكَ، یعنی ہم یقیناً تجھے مستط کریں گے،

ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ!
ہم نے آپ پر سلام تو معلوم کر لیا ہے۔ آپ پر ”صلوٰۃ“ کا کیا طریقہ
ہے۔ فرمایا کہ ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ“
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ“

۴۴۷۸۔ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تشبیہ کی یہ شرط ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے
اقویٰ ہو اور یہاں بالعکس ہے؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم
علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تشبیہ وہ نہیں جس میں ناقص کو کامل سے لاحق کیا جاتا ہے بلکہ
یہ تشبیہ شہرت کے اعتبار سے ہے اور ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں میں عام مشہور تھے تو تشبیہ اس طرح
ہوگی کہ جس کا حال معروف نہ ہو اس کو اس سے لاحق کیا جائے جس کا حال معروف ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجموعہ
کو مجموعہ سے تشبیہ دی گئی ہے اور ظاہر اور یقینی بات ہے کہ آل ابراہیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی آل سے افضل ہے کیونکہ آل ابراہیم میں انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی نبی نہیں۔
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۴۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي
ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ
عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

۴۴۷۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالذَّر
أُورِدِي عَنْ يَزِيدٍ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أَذَوْا مُوسَى

۴۴۷۸۔ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سلام
ہے ہم آپ پر صلوة کس طرح بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہو اللہمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ اور ابوصالح نے
لیث سے ”عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ“ روایت کی ہے۔
شرح : پہلے جملہ میں عَلَى إِبْرَاهِيمَ ”نہیں ہے اور دوسرے جملہ میں عَلَى
آلِ إِبْرَاهِيمَ ہے۔ اس کی وجہ ظاہر نہیں ہے۔

۴۴۷۹۔ ترجمہ : ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہ ابن ابی حازم اور دراوردی نے
یزید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا : كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! ان جیسے نہ ہونا ،
جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی ،

۴۴۸۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحُسَيْنِ وَطَهْرٍ وَخَلَّاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيًّا وَذَلِكَ
قَوْلُهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أَذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ
اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

تفسیر : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام بجا لاؤ اور کوئی کام ایسا نہ
کرنا جو ان کے رنج و ملال کا باعث ہو اور بنی اسرائیل کی طرح نہ ہونا جو
نیگے بناتے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر طعن کرتے تھے کہ حضرت ہمارے ساتھ کیوں نہیں
بناتے۔ انہیں برص وغیرہ کی کوئی بیماری ہے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ بہت حیا دار
مرد تھے اور یہ اللہ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو
اذیت پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی باتوں سے مبرا کیا اور وہ اللہ کے نزدیک
مقبول اور صاحب جاہ تھے۔

۴۴۸۰۔ شرح : حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت شرمسار تھے۔ وہ تنہائی
میں غسل کرتے تھے جبکہ بنی اسرائیل علانیہ ایک
دوسرے کے سامنے نیگے غسل کرتے تھے۔ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ آپ کو
برص کی بیماری ہے۔

ایک دن موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں غسل کر رہے تھے اور کپڑے ایک پتھر پر رکھے
تھے وہ آپ کے کپڑے لے کر بھاگ نکلا اور بنی اسرائیل کی نشست گاہ کے پاس ٹھہر گیا۔ موسیٰ
علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے جبکہ آپ فرما رہے تھے اے پتھر میرے کپڑے دور اور بنی اسرائیل
کی نشست گاہ تک برہنہ دوڑتے رہے۔ انہوں نے آپ کو برہنہ دیکھ کر کہا موسیٰ مد علیہ السلام پر
کوئی عیب نہیں "صلوات اللہ وسلامہ علیہ"

سُورَةُ سَبَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُقَالُ مُعَاجِزِينَ مُسَابِقَتَيْنِ بِفَاتَيْنِ مُعَاجِزِينَ مُغَالِبِينَ سَبَقُوا
فَاتُوا لَا يُعْجِزُونَ لَا يَفُوتُونَ كَسَبَقُونَا يُعْجِزُونَا قَوْلُهُ بِمُعْجِزِينَ بِفَاتَيْنِ وَمَعْنَى

سُورَةُ سَبَا

مقاتل نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ اور یہ آئت کریمہ : وَيَوْمَ الَّذِينَ أَدُّوا الْعِلْمَ الَّذِي أُتِذِّلَ
اس کی پچپن آیات ہیں۔۔۔

تفسیر : امام ترمذی نے فروہ بن مسیک مرادی کی حسن حدیث ذکر کی کہ میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ذکر کیا کہ ایک شخص نے کہا
یا رسول اللہ! سبأ، کیا ہے وہ زمین ہے یا عورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نہ زمین ہے اور
نہ عورت ہے لیکن وہ ایک عربی مرد ہے اس کے دس بیٹے تھے اُن میں سے چھ بیٹے دائیں جانب چلے
گئے وہ ازد، اشعر، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار تھے۔ اس آدمی نے کہا انمار کیا شئی ہے۔ فرمایا انمار
وہ ہیں جن میں خشم اور بجیکہ ہیں، بعض روایات میں ہے کہ جو بائیں طرف گئے اور وہاں جا کر آباد ہو گئے۔ اس
علاقہ کو شام کہتے ہیں اور جو دائیں جا کر وہاں آباد ہو گئے۔ اس علاقہ کو یمن کہتے ہیں۔ ابن اسحاق نے کہا در سبأ، کا
نام عبد شمس بن لثخ بن یعرج بن قحطان بن عامر اور وہ ہود بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام ہے
عرب میں سبأ سب سے پہلی اسیر ہوا۔ تیجان میں ہے سبأ پہلا شخص ہے جس نے تاج پہنا تھا اور قرآن کریم میں
جس ”سد“ کا ذکر ہے وہ اسی نے بنایا تھا جس میں ستر نہریں ہیں۔ اس کی عمر پانچ سو برس تھی (یعنی مختصر)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله مُعَاجِزِينَ، اس سے اس آئت کریمہ : وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ کی طرف اشارہ کیا

مُعَاجِزِينَ مُعْجِزِينَ يَرِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عِجْزَ صَاحِبِهِ مُعْشَارُ
عَشْرًا لَّكُلِّ الثَّمَرِ بَلْعِدٌ وَبَعِيدٌ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يُعْزَبُ لَا يُغَيَّبُ
الْعَرَبُ السُّدَّ مَاءً أَحْمَرًا رَسَلَهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَحَفَرَ الْوَادِي

اور اس تفسیر سابقین سے کہ ”آگے بڑھنے والے۔ یعنی وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھ جائیں گے اور ہم ان کو نہیں پاسکیں گے۔“ قولہ ”مُعْجِزِينَ“ اس سے اس آیت کریمہ ”وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ“ کی طرف اشارہ کیا اور ”فَإِثْبَتِينَ“ سے اس کی تفسیر کی یعنی تم زمین و آسمان میں ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے ہو۔“

قولہ ”يَسْبِقُونَا“ بمعنی آگے نکل گئے اور ”لَا يُعْجِزُونَ“ ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے۔ قولہ ”يَسْبِقُونَا“ اس سے اس آیت کریمہ ”أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ”لَا يُعْجِزُونَ“ بمعنی ہم سے آگے نکل جائیں گے“ سے کی۔ اور لفظ ”مُعْجِزِينَ“ مکرر ہے۔ اس کی تفسیر فائتین سے کی۔ قولہ ”مُعَاجِزِينَ“ اس سے یہ اشارہ کیا کہ معاجزین باب مفاعلہ سے ہے اور وہ دو میں مشارکت چاہتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو عاجز کر دے اور اس سے آگے نکل جائے۔“ قولہ ”مُعْشَارُ“ اس سے اس آیت کریمہ ”فَمَا بَلَّغُوا مُعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ”عشر“ سے کی ”دسواں حصہ“، یعنی جو کچھ ہم نے ان کو دیا وہ اس کے دسویں حصے تک نہیں پہنچ سکے۔“ قرآن نے کہا: پہلے لوگوں سے جو ہلاک ہو چکے ہیں۔ اہل مکہ قوت، جسم، اولاد اور تعداد میں ان کے دسویں حصہ تک نہیں پہنچے۔“ قولہ ”الْأَكْلُ“ اس سے اس آیت کریمہ ”ذَوَاتِ الْأَكْلِ خُمُودٌ أُنْثَلُ وَشَيْءٌ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ“ کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر ”الثمار“ سے کی، اور ان کے باغوں کے عوض دو باغ انہیں بدل دیئے جو نہایت بدمزہ ہیں اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں یعنی جیسے دیوانوں میں جھاؤ اور بیریاں جم آتی ہیں اور خوشنما جنگل کو جو ان کے خوشنما باغوں کی جگہ پیدا ہو گیا تھا اس کو بطریق مشاغلک باغ فرمایا ہے۔ اُکُل بمعنی ثمر ہے خُمُودِ سِدْر کا درخت بعض نے کہا ہر خاردار درخت اور اُثْل جھاؤ کو کہتے ہیں۔

قولہ ”بَاعِدُ“ اس سے اس آیت کریمہ ”فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا“ کی طرف اشارہ کیا اور کہا ”بَاعِدُ“ اور ”بَعِيدُ“ ہم معنی ہیں، ”تو بولے کہ ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال“، یعنی ہمارے اور شام کے درمیان جنگل اور بیابان کر دے کہ بغیر توشہ اور سواری کے سفر نہ ہو سکے۔“

قولہ ”لَا يُعْزَبُ“ اس سے اس آیت کریمہ ”لَا يُعْزَبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ“ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا ”لَا يُغَيَّبُ“، اللہ غیب جاننے والا ہے اس کو کئی شے

فَارْتَفَعْنَا عَنِ الْجَنَّتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَسْتَاوِلُمَا الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ
السُّدِّ وَلَكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ
شَرَحْبِيلٍ الْعَرَامُ سَنَاءٌ بِلَحْنِ أَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَرِمُ الْوَادِي

نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تیسرے رب سے کچھ
غیب نہیں، قولہ الْعَرِمُ، اس سے اس آیت کریمہ: فَأَعْرَضُوا فَأَنْسَلْنَا عَلَيْهِمْ مَسِيلَ الْعَرِمِ
کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر سند سے کی وہ سُرخ پانی جو اللہ تعالیٰ نے سد میں بھیجا تھا یعنی اُنھوں
نے منہ پھیرا تو ہم نے اُن پر عظیم سیلاب بھیجا جس سے ان کے باغ اموال سب ڈوب گئے اور ان کے مکانات
ریت میں دفن ہو گئے اور اس طرح تباہ ہوئے کہ ان کی تباہی عرب کے لئے مثال بن گئی۔

ترجمہ: الْعَرِمُ، پانی کا بند، ایک لال پانی تھا جس میں اللہ کے حکم سے سیلاب آیا اور بند ٹوٹ
گیا۔ میدان میں گرٹھا ہو گیا اور باغ دونوں طرف اونچے ہو گئے پھر پانی غائب ہوا تو باغ خشک ہو گئے۔ یہ پانی
بند سے بہہ کر نہیں آیا تھا بلکہ اللہ کا عذاب تھا اس نے جہاں سے چاہا وہاں سے بھیجا، عمرو بن شرحبیل نے
کہا کہ اہل یمن کی لغت میں الْعَرِمُ بند کو کہتے ہیں بعض نے عَرِم نالہ کو کہا ہے۔
شرح: عَرِم کے معنی بند میں جو پانی کی روانگی کو روکتا ہے۔ سَد بضم سین اور وال مشدد
ہے۔ سین کو مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔

قولہ فَارْتَفَعْنَا عَنِ الْجَنَّتَيْنِ، قیاس یہ ہے کہ کہا جائے۔ اِذْ تَفَعَّتْ الْجَنَّتَانِ عَنِ الْمَاءِ
دونوں کنارے پانی سے بلند ہو گئے، لیکن ارتفاع سے مراد انتفاع اور زوال ہے۔ یعنی اُن سے جنب
دکنارہ کا نام زائل ہو گیا۔

قولہ الْمُسْنَاءُ، بضم المیم اور سین مفتوح ہے اور لون مشدد ہے۔ ابن تین نے کہا مسنأة کے معنی بند
کے ہیں جس سے وادی کا پانی روک کر کنارے پر چڑھاتے ہیں تاکہ زمین پر گر کر اس کو سیراب کرے (آج کی اصطلاح
میں اس کو ہیڈ کہتے ہیں)

قولہ السَّابِقَاتِ، اس سے اس آیت کریمہ: وَالنَّالَةُ الْحَدِيدُ اِنْ اَنْعَمْتُ سَابِقَاتٍ، کی طرف
اشارہ کیا ہم داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا اور ہم نے کہا نہ رہیں بناؤ۔ اور سابقات کی دو فرع بمعنی زہر میں سے تفسیر
کی۔ تفسیر میں ہے۔ زہر میں کشادہ کامل بناؤ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے زرہ بنائی ہے۔
قولہ مُجَازِي، اس سے اس آیت کریمہ: وَهَلْ مُجَازِي إِلَّا الْكُفُودُ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی

السَّابِقَاتِ الدُّرُوعُ وَقَالَ مُجَاهِدًا نَجَازِي لِعَاقِبِ اعْظَمَكُمْ بِلَوَاحِدَةٍ بِطَاعَةِ
 اللَّهِ مَثْنِي وَفَرَادَى وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ التَّنَادُشُ التَّنَادُشُ الرَّدُّ مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا
 وَيَنْ مَاشْتَهُونَ مِنْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ بِأَشْيَاعِهِمْ بِأَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ
 عَبَّاسٍ كَالْجَوَابِ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ وَالْخَطُّ الْأَزَاكُ وَالْأَوَّلُ الطَّرْفَاءُ الْعَرِمُ
 الشَّدِيدُ

تفسیر لعاقب سے کی۔ یعنی ہم عذاب نہیں دیتے مگر ناشکرے کو۔
 قوله اعظمت بواحدة : اس سے اس آیت کریمہ : قُلْ إِنَّمَا أَعْظَمُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ
 تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنِي وَفَرَادَى کی طرف اشارہ کیا۔ میں تمہیں ایک غفلت کی نصیحت کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ
 اللہ کے لئے کھڑے رہو۔ دو دو اور اکیلے اکیلے پھر سوچو، یعنی اگر تم نے اس پر عمل کیا تو تم پر حق واضح ہو جائے گا
 اور تم وساوس، شبہات اور گمراہی کی مصیبت سے نجات پاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے کہ محض طلبِ حق کی نیت سے
 اپنے آپ کو طرفداری، تعصب سے خالی کر کے باہم مشورہ کر سکو اور ایک دوسرے سے اپنی فکر کا نتیجہ بیان کر سکو
 اور دونوں انصاف کے ساتھ غور کر سکیں۔

قوله التَّنَادُشُ : اس سے اس آیت کریمہ : وَقَالُوا أَمْثَلُهُ وَآفِي لَهُمُ التَّنَادُشُ مِنْ مَّكَانٍ
 بَعِيدٍ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر آخرت سے دنیا کی طرف رد ہونے سے کی۔ یعنی قیامت میں کافر
 خواہش کریں گے کہ دنیا میں واپس جائیں، لیکن یہ وقت واپس جانے کا نہیں ہے۔

قوله حِيلَ بَيْنَهُمْ آه اس سے اس آیت کریمہ : وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ کی
 طرف اشارہ کیا اور روک کر دی گئی انہیں پورے چاہتے ہیں اور مال و اولاد یا دنیاوی زیب و زینت اور حسن
 نصرت وغیرہ ہے۔ یہ مجاہد کی روایت ہے حسن بصری نے کہا روک کر دی۔ ان میں اور ایمان میں جبکہ
 انھوں نے عذاب دیکھا یعنی ناامیدی کے وقت وہ ایمان اور توبہ میں روک کر دی گئی اور ان کا ایمان اور توبہ کرنا
 قبول نہ ہوا۔

قوله بِأَشْيَاعِهِمْ : اس سے اس آیت کریمہ : كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ کی طرف اشارہ کیا جیسے
 ان کے پہلے گمراہوں سے کیا گیا کہ ان کی توبہ اور ایمان ناامیدی اور غرغرہ کے وقت قبول نہ فرمایا گیا۔
 قوله كَالْجَوَابِ : یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام : وَجَفَانِ كَالْجَوَابِ
 کی تفسیر میں کہا کہ جواب یعنی جَوْبٌ فِي الْأَرْضِ ہے۔ یعنی زمین کے گڑھوں اور بڑے بڑے حوضوں کے برابر

بَابُ قَوْلِهِ فُرِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ
قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

۴۴۸۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو

قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُرِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا

پیالے بناتے تھے جن میں سے ہر پیالے سے ہزار آدمی کھا سکتے تھے۔
 قولہ الخبط، کڑوہ، بدمزہ پیلو کا درخت۔ اثل جہاہ کا درخت۔ البعبیدہ نے کہا خبط ہر خاردار
 کڑوا درخت ہے۔ عِرم، بمعنی سخت اور شدید ہے۔

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہاں تک کہ جب اذن دیے کر
 ان کے دلوں کی گھبراہٹ دُور فرمادی جاتی ہے
 تو وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا بات
 فرمائی۔ وہ کہتے ہیں جو فرمایا باحق ہے،

تفسیر : اللہ کے حضور کوئی شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کو اللہ تعالیٰ اذن دے وہ
 شفاعت کرے گا۔ اس میں کفار کا رد ہے وہ کہتے تھے بت ہماری شفاعت کریں گے اور جن کے دلوں سے
 گھبراہٹ دُور فرمادی جاتی ہے۔ وہ فرشتے ہیں اُن کے دل اللہ کا کلام سُنتے وقت خائف ہو کر گھبرا جاتے
 ہیں اور جب یہ گھبراہٹ دُور کر دی جاتی ہے۔ تو وہ ایک دوسرے سے اللہ کا فیصلہ دریافت کرتے ہیں۔

قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الَّذِي قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا
مُسْتَرِقُّ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُّ السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ
مُسْتَرِقُّ السَّمْعِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّلَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ
ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرَ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ وَالْكَاهِنِ فَرَبَّمَا
أَدْرَكَ الشَّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرَبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا
مِائَةً كَذِبَةً فَيَقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَكَذَا فَيُصَدِّقُ
بِمَلَكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي مِنَ السَّمَاءِ

وہ کہتے ہیں جو فرمایا ہے حق فرمایا ہے۔ بعض نے کہا وہ مشرک ہیں جب موت کے وقت ان کے دلوں سے
گھبراہٹ نازل ہوتی ہے تو ان سے فرشتے کہتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں حق فرمایا
ہے۔ اس وقت وہ اللہ کے فیصلہ کا اقرار کریں گے، لیکن یہ اقرار ان کو فائدہ مند نہ ہوگا۔ حسن بصری
نے یہ تفسیر کی ہے (یعنی)

ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے عکرمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوہریرہ
۴۴۸۱ — سے سنا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں
میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ کا حکم سن کر عاجزی سے اپنے پردوں کو مارتے اور پھڑپھڑاتے ہیں۔ اور
اللہ کا کلام ایسا ہوتا ہے۔ جیسے صاف پتھر پر تیز بخیر پھرتی ہے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور فرمائی
جاتی ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے۔ دوسرا کہتا ہے جو فرمایا حق ہے اور
وہ برتر اور بزرگ ہے۔ چور جن اس کو سنتے ہیں اور سماعت کی چوری کرنے والے جن اس طرح ایک دوسرے
پر ہوتے ہیں سفیان نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو موڑ کر اور پھر انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ شیطان اس طرح ایک دوسرے
پر طے ہوئے ہوتے ہیں اور اوپر نیچے والے کو اور وہ اپنے نیچے والے کو اور وہ اپنے نیچے والے کو اور پھر اسی طرح
یہ بات زمین پر جادوگروں اور کاهنوں تک پہنچ جاتی ہے اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ فرشتے ان کو انکار مانتے
ہیں جو بات چرانے سے پہلے انہیں لگتا ہے اور بسا اوقات جادوگر تک پہنچانے کے بعد انہیں لگتا ہے اور وہ اس
میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کیا کاهن نے فلاں فلاں روز یہ نہیں کہا تھا اور اس بات کی تصدیق کی
جاتی ہے جو اس نے آسمان سے سنی تھی۔ (حدیث ۴۳۸۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

۴۴۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْعَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاةُ فَاجْتَمَعْتُ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا مَا لَكَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ فَاتَى نَذِيرُكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبَّالَكَ إِلَهَذَا جَمَعْتُنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَّتْ يَدَايَ لَهَا

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ نہیں مگر تمہیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے

۴۴۸۲۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا صباہہ: قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے، (لوگوں کو جمع کرنے کے وقت یہ کلمہ کہا جاتا ہے) اور کہ کس لئے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن صبح کے وقت یا شام کے وقت تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا میں اللہ کے سخت عذاب کے آگے تمہیں ڈر سنا رہا ہوں۔ ابو لہب بولا تمہیں ہلاکت ہو۔ اس لئے ہمیں جمع کیا تھا؟ تو یہ سورت کریمہ: تَبَّتْ يَدَايَ لَهَا، الخ نازل ہوئی، (حدیث ۴۴۵۲ کی شرح دیکھیں)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مُعَدِّنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَالْإِلَهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

۲۷۔ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۷۔ جون ۱۹۸۳ء

الجزء العشرون

سُورَةُ الْمَلَائِكَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ الْقَطْمِيرُ لِفَافَةِ النَّوَاةِ مُثْقَلَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ الْحُرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ
الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُرُورُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ وَغَرَابِيبُ
أَشَدُّ سَوَادٍ الْغَرَابِيبُ الشَّدِيدُ السَّوَادِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْمَلَائِكَةِ

یہ سورت مکی ہے۔ سورہ مریم سے پہلے اور سورہ نساء کے بعد نازل ہیں۔ اس کی
چالیس (۴۰) آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ الْقَاطِعُ اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ لایۃ
کی طرف اشارہ کیا اور مد لافۃ النواۃ سے اس کی تفسیر کی، یہ کھجور کی گٹھلی پر باریک سا چھلکا ہے۔ یعنی اور اس کے

سُورَةُ يٰس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شِدْدَةً دَنَا بِهَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ مَا اسْتَهْزَؤْهُمْ
بِالرَّسْلِ أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتَرْضَوْنَ أَحَدَهُمَا ضَوْءَ الْآخِرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهَا

سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں،
قوله مُثْقَلَةٌ، اس سے اس آیت کریمہ : وَإِنْ تَدْعُهُمْ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلٍ لَا يَحْمِلُ مِنْهُ شَيْءٌ الْاُيَةُ کی
طرف اشارہ کیا اور کہا وہ مثقلہ ہے پہلا اِثْقَالَ سے دوسرا تَفْثِيل سے ماخوذ ہے۔ یعنی اگر کوئی بوجھ والی اپنا
بوجھ اٹھانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا۔
قوله الْحَرُورُ، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد کے غیر نے کہا دن کے وقت گرم ہوا حرور ہے۔ بعض نے کہا
رات میں گرم ہوا حرور اور دن میں گرم ہوا کو سموم کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رات کی ہوا حرور
اور دن کی سموم ہے۔ معنی یہ ہے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں اور نہ اندھیریاں اور اوجالا اور نہ سایہ اور نہ تیز
دھوپ برابر ہیں۔ یعنی عالم اور جاہل اور کفر و ایمان اور جنت و دوزخ برابر نہیں ہیں۔
قوله غَرَابِيبُ سُود، اس سے اس آیت کریمہ : أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً، کی
طرف اشارہ کیا۔ غرابیب سود کے معنی ہیں سخت کالے۔ غرابیب، غرابیب کی جمع ہے اور وہ سخت سیاہ ہے اے
کوڑے کے رنگ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ فرائ نے کہا غرابیب سود میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل سُود
غرابیب سے تھا یعنی سیاہیاں سخت سیاہ ہیں۔

سُورَةُ يٰس

یہ سورت مکی ہے۔ سورہ فرقان سے پہلے اور سورہ جن کے
بعد نازل ہوئی۔ اس کی تراسی (۸۳) آیات ہیں،

ذَلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَلَّانِ حَتِيثَيْنِ نَسْلَخُ مِنْهُمَا مِنْ الْأُخْرَى
يُجْرَى كُلٌّ وَاحِدٌ مِمَّا مِنْ مِثْلِهِ مِنَ الْأَنْعَامِ فَيَكُونُ مَعْجُونٌ جُذْءٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله فَعَزَّزْنَا، اس سے اس آیت کریمہ : اِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اشْنَيْنَ فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے کہا ”فَعَزَّزْنَا“، معنی شَدِّدْنَا، ہے۔ یعنی جب ہم نے اُن کی طرف دو بھیجے پھر انھوں نے ان کو مضلادیا تو ہم نے تیسرے سے تقویت پہنچائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انطاکیہ والوں کی طرف پہلے دو رسول بھیجے۔ ایک کا نام صادق اور دوسرے کا نام صدوق تھا جب انھوں نے قبول نہ کیا تو تیسرے کو بھیجا اس کا نام شلوم تھا۔ کہا گیا ہے اس کا نام شمعون تھا۔

قوله يَا خِزْرَةَ عَلَى الْعِبَادِ، اس سے اس آیت کریمہ : يَا خِزْرَةَ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ، کی طرف اشارہ کیا اور حسرت کی تفسیر استہزاء ہم الخ سے کی۔ یعنی کہا گیا مائے افسوس ان بندوں پر جب اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو اسے ہٹھکھا ہی کرتے ہیں، بندوں پر افسوس یہی ہے کہ وہ رسولوں سے ہٹھکھا مذاق کرتے تھے۔ ابوالعالیہ نے کہا جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے يَا خِزْرَةَ عَلَى الْعِبَادِ یعنی تین رسولوں پر ایمان نہ لائے اور جب ان کو ایمان نفع نہ دے گا اس وقت ایمان لائیں گے اور اپنے حال پر افسوس کریں گے۔

قوله اَنْ تَذَرِكَ، اس سے اس آیت کریمہ : لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ، اور سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے۔ اور ہر ایک۔ ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔ یعنی ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کو ڈھانپتی نہیں اور نہ ہی ان کے لئے درک اور متر مناسب ہے، کیونکہ ہر ایک مقرر حد ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور نہ رات دن پر غالب آسکتی ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے ستارہ اور رات مراد ہے۔

قوله يَتَطَلَّانِ، یعنی سورج اور چاند میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو پانے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ اس وقت میں ہی جمع ہو سکیں گے جو اللہ نے ان کی حد مقرر کی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔
قوله نَسْلَخُ، اس سے اس آیت کریمہ : وَآيَةُ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ فِي ظُلُمَاتٍ، کی طرف اشارہ کیا اور نَسْلَخُ کی یہ تفسیر کی کہ ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں۔ ابوذر کی روایت میں

مُحَضَّرُونَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَيُذَكَّرُونَ عِزِّهِمُ الْمُشْعُونَ الْمُوقِرُونَ قَالَ
ابن عباس طائركم مصائبكم ينسلون يخرجون مرقداً ناخرجننا
أخصيناً لحفظنا مكانتهم ومكانهم واحد

یہ اور اس سے پہلے اُن تُذَرِّکَ الْقَمَرُ ثابت نہیں ہے۔
قوله مِنْ تَبْلِيهِ، اس سے اس آیت کریمہ: وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ، کی طرف اشارہ
کیا۔ اور ان کے لئے ویسے ہی کشتیاں بنادیں جن پر سوار ہوتے ہیں۔ یعنی ہم نے کشتیوں کی مثل انعام پیدا کئے
جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اونٹ خشکی کی کشتیاں ہیں۔
قوله فَكُفُّوا، اس سے اس آیت کریمہ: إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَكُفُّوا، کی طرف
اشارہ کیا پھر اس کی یہ تفسیر کی۔ ایک روایت کے مطابق فَكُفُّوا ہے۔ مشہور قراءت بھی
یہی ہے۔ کسائی نے کہا فاکھہ معنی صاحب فاکہ ہے۔ جیسے تاجر اور لابن معنی ذو تمر اور ذولبن ہیں۔ سدی سے
منقول ہے کہ فَكُفُّوا معنی ناعمون ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ معنی فرعون ہے۔
قوله مُجَدِّو مُحَضَّرُونَ، اس سے اس آیت کریمہ: لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْلَ هُمْ وَهُمْ لَهْمُ جُنْدٍ
مُحَضَّرُونَ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی حساب کے وقت کا فر اور اُن کے معاون سب حاضر کئے جائیں گے
اور ان میں سے کوئی بھی کسی سے عذاب دفع نہ کر سکے گا۔

قوله يَذَكَّرُ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام
فِي الْقُلُوبِ الْمُشْعُونَ کی تفسیر یہ منقول ہے کہ مشعون معنی موقر ہے۔ یعنی بھری ہوئی یہ حضرت نوح علیہ السلام
کی کشتی ہے۔ انھوں نے آباؤ اجداد کو کشتی میں سوار کیا اور ان کی اولاد کو ان کی صلیبوں میں رکھا۔
قوله طَائِرُكُمْ، اس سے اس آیت کریمہ: قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور ابن
رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر مصائب سے کی۔ قتادہ نے اعمال تفسیر کی ہے جبکہ حسن اور اعرج نے کہا
طائر معنی طیر ہے۔ قوله يَنْسِلُونَ، اس سے اس آیت کریمہ: وَنُقِرَّ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ
إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ منقول ہے کہ، بچے کو تیل کہا جاتا ہے؛
کیونکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے یعنی صور میں پھونکا جائے گا۔ پس اچانک لوگ قبروں سے باہر
نکل آئیں گے، قوله مَرْقِدًا، اس سے اس آیت کریمہ: قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَ مِنْ مَرْقِدٍ نَاهِدًا
کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ منقول ہے کہ، بعض نے اس کی تفسیر منام "نیند"
سے کی ہے۔ ابن عباس ابی ابن کعب اور قتادہ نے کہا دونوں نفخوں کے درمیان عذاب نہیں ہے۔ پس وہ

بَابُ قَوْلِهِ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا

ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

۴۴۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ

غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللَّهُ وَ

رَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

سو جائیں گے پھر انہیں بیدار کیا جائے گا۔ اس وقت کہیں گے ہمیں کس نے بیدار کیا ہے۔ بعض نے کہا جب کافر جہنم اور اس کا عذاب دیکھیں گے تو جو عذاب انہیں قبروں میں دیا گیا ہوگا۔ اس کی نسبت اُسے نیند شمار کریں گے اور کہیں گے ہماری ہلاکت ہمیں کس نے بیدار کیا ہے ؟

قوله أَخْصَيْنَا " اس سے اس آیت کریمہ : وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِقَامٍ مُبِينٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی حَفْظْنَا سے تفسیر کی یعنی ہم نے ہر شئی لوح محفوظ میں ثابت کی ہے۔

قوله مَكَانَتِهِمْ " اس سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ نَشَاءُ لَمَمَسْنَاهُمْ عَلَى مَكَانَتِهِمْ " کی طرف اشارہ کیا پھر کیا مَكَانَتِهِمْ اور مَكَانِهِمْ ایک ہی فہمی ہیں۔ مکانت اور مکان ہم معنی ہیں۔ طبری نے عونی میں کہا کہ ہم انہیں ان کی جگہوں میں ہلاک کر دیتے۔

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سُورَج اپنے راستے پر چل

رہا ہے۔ اس کی یہ گردش اللہ کی تقدیر سے ہے جو قوی اور علیم ہے

۴۴۸۳۔ ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں سُورج کے غروب کے وقت مسجد

چلتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے مسجد کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِي۔ الآية

یہی تھا۔ آپ نے فرمایا اے ابو ذر کیا جانتے ہو سُورج کہاں غروب ہوتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اُس کے رسول جانتے ہیں فرمایا یہ :

۴۴۸۲۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ
 مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

۴۴۸۳۔ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سورج اپنے مستقر میں
 نہیں پہنچتا حتیٰ کہ اپنے منازل کی طرف لوٹتا ہے۔ بعض نے
 کہا ابو ذر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔ رات دن
 کا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔

۴۴۸۴۔ ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ
 وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا، کے متعلق سوال عرض کیا تو آپ نے

فرمایا اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔

۴۴۸۵۔ شرح : یہ دوسرے طریق سے پہلی ہی حدیث ہے۔ پہلی حدیث میں سید عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر سے پوچھا کہ جانتے ہو سورج کہا جاتا ہے

اور اس حدیث میں ابو ذر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے۔ پہلی حدیث میں سورج کا عرش کے نیچے سجدہ
 کرنے کا ذکر ہے۔ سورج اپنی گردش میں عرش کے محاذی ہو تو اس کے سجدہ کرنے کا انکار نہیں کیا جاسکتا حالانکہ
 قرآن کریم میں سورج، چاند اور ستاروں کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ قرآن کریم میں ہے کہ سورج
 گرم چشمہ میں غروب کرتا ہے لہذا دونوں آیات میں مخالفت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیتوں میں مخالفت
 نہیں کیونکہ اس میں جو ذکر کیا گیا ہے وہ غروب شمس کے وقت بصر کا انتہائی ادراک ہے۔ جب کہ سورج چشمہ
 میں غروب ہو رہا ہے اور اس کا سجدہ کے لئے عرش کے نیچے جانا غروب کے بعد واقع ہے اور گرم چشمہ میں غروب
 ہونے کا معنی یہ نہیں کہ وہ چشمہ میں گرتا ہے یہ تو اس غائب کی خبر ہے جہاں تک ذوالقرنین چلتے ہوئے
 پہنچے تھے۔ حتیٰ کہ اس کے اوپر کوئی راہ نہ پائی جیسے کوئی سمندر میں جا رہا ہو اور اس کو ساحل کا کنارہ نظر
 نہ آئے تو وہ یہ خیال کرے گا کہ سورج سمندر میں غروب ہو رہا ہے۔ حالانکہ دراصل اس کا غروب
 سمندر کے پار ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

سُورَةُ الصَّافَّاتِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَقْضِي قُوتَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَ
يَقْضِي قُوتَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يُمَوِّنُ وَاصِبٌ دَائِمٌ لَا زَبُّ لَا زِمٌ تَأْتُونَنَا

سُورَةُ الصَّافَّاتِ

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے مگر عبدالرحمن بن زید کی روایت میں قال قائل
منہم ایتی کان لی قرین الخ مستثنیٰ ہے اس کی ۱۸۲ آیات ہیں،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله يَقْضِي قُوتَ، مجاہد نے اس آیت کریمہ يَقْضِي قُوتَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ آسمان
سے چھ دی کرنے والے جنوں کو آسمان کی ہر طرف سے انگارے مارے جاتے ہیں وہ جس طرف سے آسمان کی طرف
صعود کریں۔ اسی طرف سے انہیں مارا جاتا ہے۔

قوله دُخُورًا، اس سے آیت کریمہ دُخُورًا وَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ کی طرف اشارہ کیا اور دُخُورُ
کی طرف سے تفسیر کی یعنی جنوں کو بھگانے کے لئے مارا جاتا ہے یہ ان کو ہمیشہ کا عذاب ہے، واصل، کی تفسیر
دائم سے کی۔ قوله لَا زَبُّ، اس سے اس آیت کریمہ اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَا زَبُّ کی طرف اشارہ
کیا۔ پھر اس کی تفسیر ”لازم“ سے کی لایب کی باویم کا بدل ہے یعنی ہم نے ان کو چکنی مٹی سے پیدا کیا جو ہاتھ
کو چپٹ جاتی ہے۔

قوله تَأْتُونَنَا، اس سے اس آیت کریمہ قَالُوا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ، کی طرف
اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کہ کافر جن شیطانوں سے کہیں گے تم ہمارے داہنی طرف سے بہکانے آتے تھے او

عَنِ الْيَمِينِ يَعْنِي الْحَقَّ الْكَفَّارُ تَقُولُ لِلشَّيْطَانِ غَوْلٌ وَجَعُ بَطْنٍ يُزْفُونَ
لَا تَذْهَبْ عَنْقُولَهُمْ قَرِينٌ شَيْطَانٌ يُهْرَعُونَ كَهَيْئَةِ الْهُرُولَةِ يُزْفُونَ
النَّسْلَانِ فِي الْمَشْيِ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ
وَأَهْلُهُنَّ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْحَقِّ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَقَدْ عَلِمْتَ الْجَنَّةُ إِنَّهُمْ

زور قوت ہمیں گمراہی پر آمادہ کرتے تھے۔ اس تقدیر پر کفار حق کی صفت ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اکثر یہی تفسیر کرتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق لفظ حق کی جگہ لفظ حق ہے اور یمین اسکی تفسیر ہے یعنی تم حق کی جہت سے آکر اس کو ہم پر خلط ملط کرتے تھے۔

قوله غَوْلٌ، اس سے اس آیت کریمہ: لَا يَتَخَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ يُزْفُونَ، کی طرف اشارہ کیا پھر غول کی تفسیر وجع بطن پیٹ کے درد سے کی یعنی جنت میں خمار نہیں جس سے عقل میں خلل آئے اور نہ اس سے ان کا سر چکرائے بخلاف دنیا کی شراب کے جس میں بہت سے فسادات اور عیب ہیں اس سے پیٹ میں بھی درد ہوتا ہے سر میں بھی پیشاب میں بھی تکلیف ہو جاتی ہے۔ طبیعت گھبراتی ہے قے آتی ہے سر چکراتا ہے عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ زفون کا معنی زوال عقل ہے۔

قوله قَرِينٌ، اس سے اس آیت کریمہ: قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر شیطان سے کی یعنی ان میں سے کہنے والا بولا میرا دنیا میں ایک ہم نشین تھا۔
قوله يُهْرَعُونَ، اس سے آیت کریمہ: فَهَرَعُوا عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ، کی طرف اشارہ کیا، پھر اس کی تفسیر کے لئے اس سے تفسیر کی یعنی وہ انھیں کے نشان قدم پر دوڑتے جاتے ہیں اور گمراہی میں ان کا اتباع کرتے ہیں۔ اور حق کے دلائل واضحہ سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

قوله يُزْفُونَ، اس سے اس آیت کریمہ: فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يُزْفُونَ، کی طرف اشارہ کیا اور یزفون کی تفسیر کی یعنی کافرا براہیم علیہ السلام کی طرف جلدی کرتے ہوئے آئے۔ نسلان کا معنی جلدی جلدی چھوٹے قدم اٹھانا ہے۔ یعنی وہ جلدی چلتے ہوئے آئے دوڑ کر نہ آئے۔

قوله وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا، اس سے اس آیت کریمہ: وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مشرکین مکہ نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنائی اور کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور ان کی مائیں سردار جنوں کی لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن جاننے ہیں کہ انہیں حساب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور اعمال کا حساب ہو گا اور وہ دوزخ میں عذاب کے لئے ضرور

لَمُحْضَرُونَ سَتَحْضَرُونَ الْحِسَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتَحْنُ الصَّافُونَ الْمَلَائِكَةُ
صِرَاطِ الْجَحِيمِ سَوَاءٌ الْجَحِيمُ وَهُوَ طِ الْجَحِيمِ لَشَوْبًا يَخْلُطُ طَعَامُهُمْ وَ
يَسَاطُ بِالْجَحِيمِ مَذْخُورًا مَطْرُودًا بَيْضٌ مَكْنُونٌ الْمَلُوكُ الْمَكْنُونُونَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
فِي الْآخِرِينَ يَذْكُرْ خَيْرٍ يَسْتَسْخِرُونَ لِيَسْخَرُونَ بَعْلًا رَبًّا

وائے جانیں گے۔ اگر ان کی اللہ تعالیٰ سے رشتہ داری ہوتی یا وہ وجوب طاعت میں اللہ کے شریک ہوتے تو انہیں
عذاب نہ دیتا۔، قولہ لَتَحْنُ صَافُونَ، اس سے اس آیت کریمہ: وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ
کی طرف اشارہ کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”صافوں“ کی تفسیر فرشتوں سے کی یعنی ہم نماز میں صفیں باندھ
کھڑے ہیں اور ہم اس کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔

قولہ صِرَاطِ الْجَحِيمِ، اس سے اس آیت کریمہ: فَأَمَّا ذُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ، کی طرف اشارہ
کیا اور تفسیر میں کہا کہ صراط الجحیم، سواء الجحیم اور وسط الجحیم تینوں الفاظ ہم معنی ہیں۔

قولہ لَشَوْبًا، اس سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ إِنَّ لَكُمْ فِيهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ، کی طرف اشارہ کیا اور
اس کی تفسیر بخاط اور سیل سے کی یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ جوہری نے کہا سوط یہ ہے کہ بعض اشیاء کو بعض سے ملایا
جائے اور حمیم گرم پانی ہے۔

قولہ مَذْخُورًا، اس سے اس آیت کریمہ: قَالَ اخْرُجْ مَذْعُورًا مَذْخُورًا، کی طرف اشارہ کیا پھر
اس کی مد نظر وہاں سے تفسیر کی۔ یہ آیت کریمہ سورہ اعراف میں ہے یہاں اس کا محل نہیں۔ دُخْر کے معنی بھٹکانے
اور دُور کرنے کے ہیں۔

قولہ بَيْضٌ، اس سے اس آیت کریمہ: كَانَتْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ، کی طرف اشارہ کیا اور لَوْ مَكْنُونٌ
سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی گویا کہ جنت کی عورتیں اندھے ہیں۔ پوشیدہ رکھے ہوئے گرد و غبار سے پاک صاف دلکش
رنگ۔ بَیْض کی جمع ہے مکنون یعنی مستور ہے۔ جس چیز کو پوشیدہ رکھا جائے وہ مکنون ہے۔ مکنون بَیْض
کی صفت لفظ کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ بَیْض مکنون بالتاء چاہیے تھا۔

قولہ تَرَكْنَا عَلَيْهِ، اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی اور اس کو خیر سے ذکر کیا جائے گا۔
یہ کبریا کی تعریف ہے۔ بعض نے کہا ان کی ہر امت میں قیامت تک اچھی تعریف باقی رکھی۔

قولہ لِيَسْخَرُونَ، اس سے اس آیت کریمہ: وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ، کی طرف اشارہ کیا اور
یَسْخَرُونَ سے اس کی تفسیر کی یعنی جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو استہزاء کرتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ وَإِنْ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

۴۴۸۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِنْ ابْنِ مَتَّى ۴۴۸۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو هَاشِمٍ بْنُ الْمُنْذِرِ

قوله بَعْلًا ، اس سے اس آیت کریمہ : اَتَذْعُرُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ کی طرف اشارہ کیا۔ اور بعل کی رت سے تفسیر کی۔ بعل بت کا نام ہے جس کی مشرک عبادت کرتے تھے۔ بعلبک اسی کے نام سے موسوم ہے۔ یعنی تم بت کی عبادت کرتے ہو اور بہتر خالق کو چھوڑتے ہو!

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاِرْشَادِ بَيْتِ شَك

يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِغَيْرِمْ مِنْ يُونُسَ

۴۴۸۵۔ ترجمہ : عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہ یونس بن مٹی سے بہتر ہوں۔

۴۴۸۵۔ شرح : یعنی نفس نبوت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں کوئی دوسرے سے افضل نہیں البتہ درجات میں بعض اوروں سے افضل

ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ مٹی یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے۔ دو پیغمبروں کے نام سے مشہور ہیں ایک عیسیٰ بن مریم دوسرے یونس بن مٹی ہیں بعض نے کہا مٹی یونس کا باپ ہے۔

۴۴۸۶۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کہا میں یونس بن مٹی سے افضل ہوں۔ اُس نے جھوٹ کہا۔ ہو سکتا ہے

ضمیر دانا ، سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ، چنانچہ ایک روایت میں ہے لَا تَفْضَلُونَنِي عَنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى ، مجھے یونس بن مٹی پر فضیلت نہ دو۔ اس ارشاد کا باعث یہ ہے کہ جاہل یہ نہ سمجھیں کہ یونس ابن مٹی علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں چلے جانا اور کئی روز تک اس کے پیٹ میں رہنے سے اس کی نبوت

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرٍ
ابْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ

سُورَةُ ص

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۴۲۸۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ شَارِبٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي ص قَالَ سَأَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ
فَقَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فِيمَا هُمْ مُقْتَدِرُونَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ
يَسْجُدُ فِيهَا

میں نقصان ہووا۔ بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ مقرب بندے ہیں ان کو اللہ سے وہی نسبت
ہے جو یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں تھی۔ یہ کلام نفسِ نبوت کے اعتبار سے ہے۔ درجہ میں انبیاء کرام
علیہم السلام ایک دوسرے کی نسبت متفاوت ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا
بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ، یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

سُورَةُ ص

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی ۸۵ آیات ہیں۔ ص کے معنی میں مختلف اقوال ہیں۔ مجاہد نے کہا
یہ سورت کی ابتداء ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کا نام ہے۔ سدی نے کہا یہ اللہ کا نام ہے۔ محمد بن قزطبی نے
کہا اللہ کے ناموں کا ابتدائی حرف ہے جیسے صمد، صانع المصنوعات اور صادق الوعد ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

۲۲۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ الطَّنَافِیِّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةِ ص قَالَ
سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ أَوْ مَا تَقْرَأُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ
وَسُلَيْمَانَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْتَدِ فَإِنْ كَانَ دَاوُدُ مِنْ
أَمْرِ نَبِيِّكُمْ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ فَسَجِدْ هَذَا سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِبَادَ
عَجَبِ الْقِطْرِ الصَّغِيرَةِ وَهُوَ هُنَا صَغِيرَةُ الْحَسَنَاتِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
فِي عِزَّةٍ مُعَازِينَ الْمَلَةِ الْأَخِيَّةِ مَلَةِ قُرَيْشٍ الْإِخْلَاقِ الْكَذِبِ الْأَسْبَابِ
طُرُقِ السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا جُنْدٌ مَا هُنَاكَ مَهْزُومٌ لِعَنَى قُرَيْشٌ أُولَئِكَ

کہا یہ سمندر کا نام ہے جس پر عرش ہے جبکہ اس وقت رات اور دن نہ تھے۔ سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ یہ سمندر کا نام ہے جس کے ساتھ اللہ مردوں کو دو نفخوں کے درمیان زندہ کرے گا۔ ابوسلیمان دمشقی نے کہا یہ سانپ کا نام ہے جس کا سر زیر عرش اور دم زیر زمین ہے۔ بعض نے کہا یہ "مُضَادَّة" سے صبیغہ امر ہے۔ اس کا معنی یہ ہے۔ صاد بعمَلِ القرآن یعنی اپنا عمل قرآن پر پیش کرتا کہ تو دیکھے تیرا عمل کس مقام میں ہے۔ جس نے یہ تاویل کی وہ "صاد" کے دال کو مکسور پڑھتا ہے؛ کیونکہ یہ امر ہے۔ عام قراء بسکون الدال پڑھتے ہیں۔ عبد اللہ بن اسحاق اور عیسیٰ بن عمر دال کو مکسور پڑھتے ہیں۔ (یعنی)

ترجمہ : شعبہ نے عوام سے روایت کی کہ میں نے مجاہد سے ص میں سجدہ کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا وہ یہ وہ انبیاء میں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ان کی ہدایت کی پیروی کرو، ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں سجدہ کرتے تھے۔ (حدیث ۲۲۱۸ کی شرح دیکھیں)

۲۲۸۸۔ ترجمہ : محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا مجھے محمد بن عبد اللہ طنافسی نے عوام سے خبر دی کہ انھوں نے کہا میں نے مجاہد سے سورہ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ (سورہ ص میں) کہاں سجدہ کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کیا تم

یہ نہیں پڑھتے "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ" الایۃ ان کی اولاد سے داؤد اور سلیمان میں علیہما السلام، ان کی

الْأَحْزَابُ الْقُرُونُ الْمَاضِيَةُ فَأَيُّ رَجُوعٍ قَطَّنَا عَذَابَنَا إِتَّخَذْنَا هُمْ سُخْرِيًّا
 أَحَطَّنَا بِهِمْ أَتْرَابٌ أَمْثَالُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْإِيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ الْإِبْصَارُ
 الْبَصَرُ فِي أَمْرِ اللَّهِ حُبُّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ بَنِي مِنْ ذِكْرِ طِفْقٍ مَسْمُوحًا يَمْسَحُ أَعْرَافَ
 الْخَيْلِ وَعَدَا قِيَمَهَا الْأَصْفَادُ الْوَتَا قِيَمَ

ہدایت کی پیروی کرو، اور داؤد علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کی پیروی کرنے کا تمہارا نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سجدہ فرمایا تھا،
 شرح : یعنی حضرت داؤد علیہ السلام نے اس میں سجدہ کیا اور جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اقتداء کرنے میں مامور ہیں اور ہم نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی اقتداء کرنے میں مامور ہیں اور آپ کی متابعت ہم پر لازم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ
 سورہ ص میں سجدہ واجب ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سورہ ص میں سجدہ تلاوت واجب نہیں اور یہ حدیث احناف کے
 مسلک کی تائید کرتی ہے۔ اور امام شافعی پر حجت قائم ہے۔ حدیث ۱۰۱۲ کی شرح دیکھیں،
 اسماء رجال : محمد بن عبد اللہ ذہلی میں اپنے دادا محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن خالد بن فارس
 ابن ذؤیب ابو عبد اللہ ذہلی نیشاپوری کی طرف منسوب ہیں وہ امام بخاری کے
 اُستاد ہیں اور تیس احادیث ان سے روایت کی ہیں، لیکن امام نے ان کا نام صراحتہ ذکر نہیں کیا اور محمد بن عبد اللہ
 ذہلی نہیں کہا بلکہ صرف کہا ”حدیثنا محمد“ ہم سے محمد نے بیان کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جب امام بخاری نیشاپور
 گئے تو محمد بن یحییٰ ذہلی نے ان سے خلق لفظ کے مسئلہ میں بحث کی۔ اس لئے امام نے محمد بن یحییٰ سے روایات
 تو منی ہیں ان کو ترک نہ کیا لیکن اُستاد کے نام کی تصریح نہ کی جیسا کہ چاہیے تھا یہ کلابازی اور ابن طاہر نے ذکر
 کیا ہے، لیکن دوسرے علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن مبارک محزومی ہو، کیونکہ وہ بھی محدثین
 کے اس طبقہ میں ہیں۔

قولہ عَجَاب ”اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ هَذَا الشَّيْءَ عَجَابٌ“ کی طرف اشارہ کیا اور عَجَاب بمعنی
 عجیب ہے۔ عَجَاب بتشدید الجاد بھی پڑھا جاتا ہے دونوں کا معنی واحد ہے جیسے کریم اور کرام، کبیر اور کبار،
 طویل اور طووال اور عریض و غراض بکثرت پڑھتے ہیں۔
 قولہ الْقِطْط ”اس سے اس آیت کریمہ : وَقَالُوا اَرَبْنَا عَجِلٌ لَّنَا قِطْنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِجَابِ“

کی طرف اشارہ کیا اور کہا قِطْ مطلق صحیفہ کو کہتے ہیں، لیکن یہاں صحیفہ محسنات، مراد ہے۔ یعنی کفار نے کہا اے ہمارے رب یوم حساب سے پہلے ہمارا حصہ ہمیں جلد دے۔ نسفی نے کہا: ”صحیفہ حساب“ مراد ہے۔ جب یہ آیت کریمہ: ”فَأَمَّا أُوتِي كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ“ نازل ہوئی تو نصر بن حارت نے بطور تمسخر کہا تھا۔ ردِ حساب سے پہلے ہمارا حساب چکا دیں۔ قِطْ دراصل بمعنی قطعہ ہے۔ صحیفہ بھی کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہے۔

قتادہ اور مجاہد نے کہا اس سے مراد عقوبت اور عذاب ہے۔ یعنی جو عذاب ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ جلد از جلد لائیں۔ بعض نے قِطْ بمعنی کتاب ہے اس کی جمع تطرط اور قطعہ ہے جیسے قرود کی جمع قرود ہے۔ قولہ فی عِذَّةٍ، اس سے آیت کریمہ ”بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِذَّةٍ وَشِقَاقٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر ”مُعَاذِينَ“ سے کی۔ یعنی بلکہ کافر تکبر اور خلاف میں ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتے ہیں۔ اس لئے اعترافِ حق نہیں کرتے۔ معاذین بمعنی مغالبن اور شقاق بمعنی خلاف ہے۔ قولہ الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ، اس سے آیت کریمہ: ”مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ“ کی طرف اشارہ کیا اور ملتِ آخرہ کی تفسیر ملتِ قریش سے کی اور اخلاق بمعنی کذب ہے یعنی ہم نے قریش کی ملت میں واحدیت کا نام نہیں سنا۔ یہ تو خالص جھوٹ ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ذکر کیا ملتِ آخرہ سے مراد وہ ملت ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے یا عیسیٰ علیہ السلام کی ملت مراد ہے کہ وہ سب دینوں سے مؤخر ہے۔ یعنی ہم نے اس ملت میں خدا ایک نہیں جانا نصاریٰ کہتے ہیں اللہ کے ساتھ اور خدا بھی ہے اُن کا یہ کہنا از روئے جہالت اور عناد تھا ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی ملتوں میں یہی مذکور ہے کہ اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ابراہیم علیہ السلام کے دین و ملت کو یہ جانتے ہی تھے۔

قولہ الْأَشْبَابِ آہ اس سے اس آیت کریمہ: ”فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَشْبَابِ“ کی طرف اشارہ کیا اور اسباب کی تفسیر آسمان کے دروازوں میں راہوں سے کی یعنی وہ آسمان پر چڑھیں اور وحی لے کر آئیں اور جسے چاہیں وحی کے ساتھ خاص کریں اور عالم کی تدبیر اپنے ہاتھ میں لیں اور جب یہ کچھ نہیں ہے تو امور ربانیہ اور تدابیر الہیہ میں دخل کیوں دیتے ہیں ان کو۔ ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کافروں اور منکرینِ اسلام کے لئے یہ سخت تہدید اور زجر اور تعجیز و توبیخ ہے۔

قولہ جُنْدٌ ”مَا هُنَالِكَ“ اس سے اس آیت کریمہ ”جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ“ کی طرف اشارہ کیا یعنی کفار قریش آخر کار شکست خوردہ مکہ واپس آئیں گے یہ اخبار بالغیب ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ شکست خوردہ مکہ کی طرف لوٹے تھے ”جُنْدٌ“ خبر اس کا مبتداء، ”مَهْزُومٌ“ یعنی ”مَهْزُومٌ“ کلمہ کا زائدہ یا جند کی خبر ہے۔ ”مَهْزُومٌ“ دوسری خبر ہے اور ”مَا هُنَالِكَ“ سے ان کی واپسی کے مکان کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ اس جگہ عنقریب شکست کھائیں گے۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ میں وعدہ کیا تھا کہ عنقریب اللہ ان کو ہر میت کا منہ دکھائے گا، چنانچہ اس وعدہ کی ایفاء بعد میں ہوئی کہ کافروں کی کمری ٹوٹ گئیں اور ان کی شوکت و سطوت خاک آلود ہو گئی۔
 قوله اُولَئِكَ الْاَشْرَافُ، اس سے اس آیت کریمہ: وَتَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَاَصْحَابُ الْاُيُكَةِ،
 اُولَئِكَ الْاَشْرَافُ کی طرف اشارہ کیا اور اولاد انک الاحزاب کی تفسیر قرون ماضیہ سے کی۔ یعنی جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابل حقے باندھ کر آئے مشرکین مکہ انہیں گردہوں میں سے ہیں۔

قوله فَوَاقٍ، اس سے اس آیت کریمہ: مَا يَنْظُرُونَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا هُمْ مِنْ فَوَاقٍ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ذکر کیا کہ فواق یعنی رجوع ہے۔ یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک صبح کی جیسے کوئی پھیر نہیں سکتا ایک صبح قیامت نفعہ اولیٰ ہے جو ان کے عذاب کی میعاد ہے۔ یعنی ان کے لئے اقامت اور دنیا کی طرف ہرگز رجوع نہیں۔ اگر فواق بضم فاء ہو تو معنی یہ ہے کہ ان کو اونٹنی کے دودھ دوہنے کی مقدار میں افاقہ نہ ہوگا۔
 اونٹنی کہ وقفہ وقفہ سے دہستے ہیں اور دونوں دہنوں کے درمیان وقفہ کو فواق کہتے ہیں۔ بعض نے کہا فواق بالضم والفتح معنی واحد ہے۔

قوله قَطَنًا، بمعنی عذاب ہے اس سے پہلے قَطَن کی تفسیر صحیفہ سے کی تھی اور یہاں بمعنی عذاب ہے یعنی ہمیں جلدی عذاب دیں لہذا اس میں تکرار نہیں۔

قوله اَتَّخِذُ نَاهُمْ مَخْرِجًا، اس سے اس آیت کریمہ: اَتَّخِذُ نَاهُمْ مَخْرِجًا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ الْاَبْصَارُ کی طرف اشارہ کیا اور اَحْطَنَّا بِهَمٍّ سے اس کی تفسیر کی۔ اس آیت کریمہ کا معنی پہلی آیت کے ملانے سے واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ وَقَالُوا مَا كُنَّا لَنَرِي رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ، یعنی کفار قریش دوزخ میں کہیں گے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو دیکھ نہیں رہے ہیں جنہیں ہم بُرا سمجھتے تھے کیا ہم نے انہیں تہی بنالیا یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں۔ صنادید قریش عزیز مسلمانوں کو بُرا سمجھتے تھے اور انہیں اپنے دین کا مخالف ہونے کے باعث شریر کہتے تھے اور عزیز ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے۔ جب کفار جہنم میں انہیں نہ دیکھیں گے تو کہیں گے وہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتے پھر کہیں گے وہ دوزخ میں آئے ہی نہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ استہزاء کرنا اور ان کی ہنسی بنانا باطل تھا۔ اس لئے وہ ہمیں نظر نہیں آئے۔

قوله اَتْرَابُ، اس سے اس آیت کریمہ: وَعِنْدَهُمْ قَاهِرَاتِ الطُّرُقِ اَتْرَابُ کی طرف اشارہ کیا اور کہا اتراب بمعنی امثال ہے۔ اتراب ترب بحسب التاء کی جمع بمعنی لذت ہے۔ یعنی ان کے پاس وہ بیبیاں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں۔ وہ سن میں برابر ایک دوسری کی مثل ہیں ایسے حسن و جمال اور جوانی میں آپس میں محبت رکھنے والی اور ایک دوسرے سے بغض نہیں رکھتیں اور نہ رشک و حسد کرتی ہیں۔ قوله الْاَيْدِ الْقُوَّةُ، اس سے اس آیت کریمہ: وَاَذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِيمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ اُولِی الْاَيْدِیْ وَالْاَبْصَارِ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی

تفسیر میں ذکر کیا کہ ”اید“ عبادت میں قوت ہے اور مد البصار، کی تفسیر اللہ کے امر میں غور و خوض سے کی۔ یعنی ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کہہ دیا جو اللہ کی عبادت میں قوی اور معرفت خدا میں بصیرت والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت علمیہ اور عملیہ عطا فرمائی اور اپنی معرفت اور طاعات پر قوت عطا فرمائی قولہ حُبِّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي، سے اس آیت کریمہ ”إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ“ کی طرف اشارہ کیا اور عَنْ ذِكْرِ رَبِّي، کی تفسیر مِنْ ذِكْرٍ، سے کی یعنی عَنْ بمعنی مِنْ ہے۔ حروف جارہ ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں اور ”خیر“ بمعنی خیل ہے یعنی سلیمان علیہ السلام نے کہا مجھے گھوڑوں کی محبت پسند آتی ہے۔ عرب راء کو لام سے بدل لے آئے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے اِنَّمَا كَلَّتِ الْعَيْنُ وَانْتَمَرَّتْ، یہ وہ گھوڑے ہیں جو سلیمان کو پیش کئے گئے ان کی دیکھ بھال سے عصر کی نماز رہ گئی اور سورج غروب ہو گیا۔

قولہ طَفِقَ مَسْحًا، اس سے اس آیت کریمہ: طَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر بِمَسْحٍ أَعْرَافَ الْخَيْلِ آہ سے کی۔ أَعْرَافٌ عُرف بضم العین کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں گھوڑے کی گردن کے بال، عَرَاقِبٌ عُرُوبٌ کی جمع ہے۔ یہ ایڑی کے اوپر سخت عصب ہے۔ یعنی سلیمان علیہ السلام گھوڑوں سے مشغول رہے حتیٰ کہ سورج پردے میں چلا گیا (غروب ہو گیا) تو انھوں نے گھوڑوں کی گردنیں اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شعبی سے نقل کیا کہ سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے گھوڑوں کو نحر کرنا شروع کیا اور تلوار سے ان کی گردنیں اڑانی شروع کیں، عام تفاسیر میں اسی طرح مذکور ہے۔ فاضل بریلی حضرت عارف باللہ امام احمد رضا خان صاحب نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ یہ کیا ہے ”تو سلیمان علیہ السلام نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی اپنے رب کی یاد کے لئے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے، اس کی تفسیر خزائن العرفان میں تفسیر کبیر سے نقل کی کہ اس پر ہاتھ پھیرنے کے چند باعث تھے۔ ایک تو گھوڑوں کے عزت و شرف کا اظہار کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں بہتر معین ہیں۔ دوسرے اور سلطنت کی خود نگرانی فرمانا کہ تمام عمال مستعد رہیں۔ سوم یہ کہ آپ کے گھوڑوں کے احوال اور ان کے امراض و عیوب سے اعلیٰ ماہر تھے۔ اُن پر ہاتھ پھیر کر ان کی حالت کا امتحان فرماتے تھے“

قولہ الْأَصْفَادُ، اس سے اس آیت کریمہ ”مُقَرَّبِينَ فِي الْأَصْفَادِ“ کی طرف اشارہ کیا اور وثاق بمعنی قید سے اس کی تفسیر کی۔ أَصْفَادٌ صفد کی جمع ہے۔ یعنی وہ قید میں مضبوط باندھے ہوئے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ رَبِّ لِي مَلِكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

۴۴۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي هَرَبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَفْرِيَّتًا مِّنَ الْجَنِّ تَفَلَّتْ عَلَى الْبَارِحَةِ أَوْ كَلِمَةً مَّحْوَاهَا لِيَقْطَعَ عَلَى الصَّلَاةِ فَأَمَكَّنَنِي اللَّهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَصْنَعُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كَلِمَةً فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ لِي مَلِكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي قَالَ رَوْحٌ فَذَلِكَ حَاسِسًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے میرے رب بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطاء فرما کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بیشک تو ہی بہت عطاء کرنے والا ہے۔

اس ملک سے مراد ہوا، پرندوں اور جنوں کی تسخیر، تمام لوگوں پر حکومت اور دنیا کے ملک پر رعب و غلبہ ہے۔ ذَلِیْ فَضْلٍ اللّٰهُ یُؤْتِیْهِ مَن یَّشَاءُ،

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک طاقتور جن آج میرے سامنے آیا دیا اس طرح کوئی اور کلمہ فرمایا تاکہ

۴۴۸۹

بَابُ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ
 ۴۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
 أَبِي الصُّحَيْ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
 قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ
 اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ قَالَ ابْنُ

میری نماز قطع کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قادر کیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی
 ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں۔

۔ تاکہ تم صبح کے وقت اس کو دیکھو۔ پھر

میں نے اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کا کلام اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطاء فرما جو میرے بعد کسی
 کے مناسب نہ ہو۔ یاد کیا روح نے کہا ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذیل و خوار کر کے چھوڑ دیا۔
 (حدیث ۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ۔ اور میں بناوٹ والوں میں نہیں

کہنا شروع کیا۔

تفسیر : اس سے پہلے ”قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ“ اے

حبیب فرمادو! میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں یہ تو جہان والوں کے
 لئے نصیحت ہی ہے۔ اس آیت کریمہ نے دوسری آیت کریمہ

”قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى“ اے محبوب فرمادو میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قریبوں سے محبت

کو منسوخ کر دیا۔ حسن بن فضل نے یہی کہا ہے۔ ”مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ“ کے معنی یہ ہیں کہ میں نے تکلف سے قرآن

نہیں بنایا اور میں ان لوگوں میں نہیں جو نااہل ہوتے ہوئے باتیں بناتے ہیں۔ اے مشرک! تم نے مجھے جاننا ہے

کہ میں اس شئی کا ہرگز دعویٰ نہیں کرتا جو میرے پاس نہیں لہذا نبوت و قرآن میری اپنی باتیں نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ

نے مجھے وحی کیا ہے کہ میں انہیں لوگوں تک پہنچا دوں یہ سارے جہان کے لئے نصیحت ہے۔

۴۴۹۔ ترجمہ : مسروق نے کہا ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے

لَنَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ فَمَا أَنَا مِنَ
 الْمُتَكَلِّفِينَ وَمَا حَدَّثَكُمْ عَنِ الدُّخَانِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 دَعَا قَرِيشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ
 يُوسُفَ فَأَخَذْتَهُمْ سَنَةً فَحَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ حَتَّى
 جَعَلَ الرَّجُلُ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِنَ الْجُوعِ قَالَ اللَّهُ فَأَرْقُبْ
 يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ
 فَدَعَا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ أَنْتَ أَهْمُ الذِّكْرَى وَقَدْ
 جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مِثْنُونَ إِنَّا كَاشِفُوا
 الْعَذَابَ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ فَيَكْشِفُ الْعَذَابَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ فَكَشَفَ
 ثُمَّ عَادُوا فِي كُفْرِهِمْ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ نَبْطِشُ
 الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ

کہا اے لوگو! جو کوئی شئی جانتا ہو تو بیان کرے اور جو نہ جانتا ہو وہ یہ کہے "اللہ جانتا ہے" کیونکہ جو کوئی
 نہ جانتا ہو وہ کہے کہ اللہ جانتا ہے۔ یہ بھی جملہ علم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
 فرمایا: فرمادو میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں۔ میں تمہیں دُخان کی
 بات کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت اسلام دی آنھوں نے اسلام قبول کرنے
 میں تاخیر کر دی تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان کافروں پر یوسف کے سات سالوں کی طرح قحط کے سات
 سالوں کے ساتھ میری مدد کر۔ ان کو قحط سالی نے آلیا اور وہ ہر شئی لے گئی (کفار کی خوراک ختم ہو گئی)
 اور آنھوں نے مُردار اور ان کے چمڑے کھائے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے اور آسمان کے درمیان
 بھوک کی وجہ دھواں دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں
 لائے گا جو لوگوں کو دھانپ لے گا یہ ہنہ دردناک عذاب "ابن مسعود نے کہا لوگوں نے دعا کی، اے ہمارے

سُورَةُ الزُّمَرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ يُجَرُّ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى
أَمَّنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَن يَأْتِي آمِنًا ذِي عِوَجٍ لَبِئْسَ لِرَجُلٍ
سَلَمًا لِرَجُلٍ مَثَلٌ لِّأَلْفِهِمِ الْبَاطِلُ وَالْأَوَّلُ الْحَقُّ وَيُخَوِّفُونَكَ
بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بِالْأَوَّلَيْنِ خَوَّلْنَا أَعْطَيْنَا الَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ
الْقُرْآنُ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ بِحَبِيٍّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي
أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ مُتَشَاكِسُونَ الشُّكُوسُ الْعَسِرُ لَا يَرْضَى

پروردگار ہم سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں۔ پھر وہ اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا
ہووا دیوانہ ہے۔ ہم کچھ دنوں عذاب کھول دیتے ہیں تو پھر وہی کرو گے، (ابن مسعود نے کہا) کیا قیامت
کے دن کا عذاب کھولا جائے گا؟ پس اللہ نے عذاب کھول دیا پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے
بدر کے روز ان کی گرفت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے۔ بے شک
ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ (حدیث ۴۴۵۶ کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ زُمر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت۔ سورت ساء کے بعد اور مومن سے پہلے نازل ہوئی۔ یہ سورت مکتبہ ہے اس کی دو
آیتیں مدنی ہیں اور وہ قُلْ يٰٓعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا اَوْ رَوْا مَا قَدْ دُوَا اللّٰهُ حَقَّ قَدْرِہٖ " ہیں۔

بِالْأَنْصَابِ وَرَجُلًا سَلَمًا يُقَالُ سَالِمًا صَالِحًا إِشْمَازَتْ نَفَرَتْ بِمَفَازِهِمْ
مِنَ الْفَوَاحِشِ أَطَافَا بِهِ مُطِيفِينَ بِحَفَافِهِ بِجَوَانِبِهِ مُتَشَابِهًا
لَيْسَ مِنَ الْأَشْبَاهِ وَلَكِنْ يَشْبَهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ

مجاہد نے اس آیت کریمہ: اَمِنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ کی تفسیر میں کہا اس کو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں گھسیٹا جائے گا یعنی اس کے ہاتھ گردن سے باندھ کر دوزخ میں ڈالا جائیگا اور وہ دوزخ کی آگ سے اپنی حفاظت نہ کر سکے گا اور منہ کے بل اس میں گرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَمِنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا، کیا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص بہتر ہے جو عذاب سے امن میں ہوگا۔ ان دونوں میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کلام میں کچھ عبارت محذوف ہے وہ یہ ہے: يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ كَمَنْ آمِنَ مِنَ الْعَذَابِ، یعنی جو سخت عذاب سے اپنے چہرے کے بل چل کر اپنی حفاظت کرے وہ اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو عذاب سے مامون ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: يَجْعَلُ وَجْهَهُ فِي النَّارِ یہ آیت کریمہ: اَمِنْ يُلْقَى فِي النَّارِ کی مثل ہے وجہ تشبیہ ہم نے نو پر ذکر کر دی ہے۔ علامہ ابن حجر نے شیخ عبدالرزاق کی روایت بواسطہ سفیان ابن عیینہ اور بشر بن سمیع ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ ابو جہل لعنہ اللہ علیہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی اَمِنْ يُلْقَى فِي النَّارِ ابو جہل ہے اور خَيْرٌ اَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف اسناد سے روایت ذکر کی کہ ابو جہل کے ہاتھ باندھ کر اسے دوزخ کی طرف چلایا جائے گا۔ پھر اسے اس میں پھینکا جائے گا۔ سب سے پہلے اس کا چہرہ آگ سے مس کرے گا۔

اَمِنْ، میں لفظ مَنْ موصولہ مبتدأ ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور وہ كَمَنْ آمِنَ

ترکیب

مِنَ الْعَذَابِ ہے۔ قولہ غَيْرُ ذِي عِوَجٍ، اس سے اس آیت کریمہ: قُرْآنًا غَوِيًّا غَيْرُ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ، کی طرف اشارہ کیا اور عِوَج کی لُغَت میں التباس سے تفسیر کی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ تفسیر باللائم ہے؛ کیونکہ جس میں لُغَت ہو وہ معنی میں عِوَج کو مستلزم ہے۔

قولہ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ

مُتَشَابِهُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے (مشرک اور موجد کی) ایک غلام میں کئی بدخو آقا شریک ہوں اور ایک نرے ایک سولی کا، کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے۔ وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجالائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو

جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے۔ اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی۔ ثعلبی نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ کافروں کی مثال بیان کی ہے کہ کئی الہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور موسیٰ کی جو صرف ایک معبود حق واجب الوجود کی عبادت کرتا ہے۔ متشاکسون یعنی متنازعون ہے۔ مھکوا کرتے ہیں۔

قوله یُخَوِّذُكَ ۖ اس سے اس آیت کریمہ: أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا ۚ وَيُخَوِّذُكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ کی طرف اشارہ کیا اور مِنْ دُونِهِ کی اوتھان سے تفسیر کی یعنی آپ کو مشرک بتوں کی مضرت و اذیت سے خوف دلاتے ہیں اور کہتے ہیں آپ ہمارے بتوں پر عیب نکالتے ہیں۔ ان کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ایسی باتیں کرنے سے رُک جائیں ورنہ آپ کو انہی کی بد دعا لگے گی۔

قوله خَوَّلْنَا ۖ اس سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَا لَنَا نِعْمَةً مِنَّا ۖ کی طرف اشارہ کیا پھر خَوَّلْنَا کی اَعْطَيْنَا سے تفسیر کی۔ تحویل کے معنی اعطاء ہیں۔

قوله وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ ۖ اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۖ کی طرف اشارہ کیا اور ”صدق“ کی تفسیر قرآن سے کی۔ اور موسیٰ نے اس کی تصدیق کی۔ وہ قیامت میں قرآن لے کر آئے گا اور کہے گا اے اللہ یہ ہے جو تو نے مجھے دیا تھا۔ میں نے اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا ہے۔ سدی نے کہا: الَّذِي جَاءَ ۖ سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ صدق قرآن ہے اور مصدق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ نے مخلوق کو تبلیغ کی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ، ابوالعالیہ اور کلبی سے منقول ہے کہ جو صدق لائے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مصدق تصدیق کرنے والے ابو صدیق ہیں ”رضی اللہ عنہ“ قوله متشاکسون ۖ اس سے اس طرف اشارہ کیا: وَجَلَّالٌ فِيهِ مَتَشَاكِسُونَ ۖ یعنی اس میں اخلاف کرتے ہیں۔ متشاکس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ شکس ۖ وہ ہے جو انصاف سے خوش نہ ہو۔ یعنی شکس صفت مشتبہ اسی باب سے ہے لیکن قرآن کریم میں باب تفاعل سے بمعنی تشارک فی القوم سے عسر بفتح العین و کسر الیسن ہے۔ جیسے حذر ۖ صفت مشتبہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے شکس کی تفسیر عسر سے کی ہے جو انصاف سے خوش نہ ہو۔ عسر بروزن فعیل سے بھی تفسیر کی جاتی ہے۔

قوله رَجُلًا سَلَمًا وَيُقَالُ سَالِمًا ۖ یعنی سلم کاسین مفتوح و مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ زجاج نے کہا یہ دونوں مصدر رَجُل کی صفت ہیں جیسے رَجُلٌ عَدْلٌ کہا جاتا ہے۔

قوله اِشْمَازَتْ ۖ اس سے اس آیت کریمہ: وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر ”نَفَرَتْ“ سے کی ۖ یعنی کافروں کے دل نفرت کرتے ہیں اور اس کے قبول کرنے سے بھاگتے ہیں۔ مجاہد نے اس کی تفسیر ”انقبضت“ سے کی ہے۔ یعنی کافروں کے دل انکھار کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔

**بَابُ قَوْلِهِ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا
مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ**

قوله بِمَقَازِ قَبْلِهِ، سے اس آیت کریمہ : وَتُبْحِی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازِ تَهُم کی طرف اشارہ کیا اور
مَفَازَتْ مصدر مسمیٰ بمعنی فوز ہے۔

قوله حَافِیِّنَ، اس سے اس آیت کریمہ : وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِیِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ
کی طرف اشارہ کیا اور حَافِیِّیْنَ کی مُطِیْقِیْنَ سے تفسیر کی۔ یہ اطاقہ سے اسم فاعل ہے۔ اس کے معنی ہیں۔
کسی شئی کے ارد گرد پھرنا۔ بِحَافِیِّیِّہ، حِیَاف کا تثنیہ ہے۔ اس کے معنی جانب ہیں۔ یعنی بِجَوَابِ تثنیہ، یعنی
درشتے عرش کے ارد گرد اس کی تمام جوان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔

قوله مُتَشَابِهًا، اس سے اس آیت کریمہ : اللَّهُ نُزِّلَ أَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابًا مُتَشَابِهًا، کی طرف
اشارہ کیا۔ اور کہا مُتَشَابِهٌ اشْتِبَاہ بمعنی التباس سے نہیں۔ لیکن بعض قرآن دوسرے بعض سے تصدیق میں مشابہت
نکلتا ہے کیونکہ قرآن کریم کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ بعض علماء نے کہا قرآن کریم معجز ہونے کے باعث جاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے میں ایک دوسرے سے مشابہ ہے۔

**بَابُ تَمَّ قِرَآؤُا اے میرے وہ بندو جنہوں نے
اپنی جانوں پر زیادتی کی، تم اللہ کی رحمت سے ناامید
نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی
بخشنے والا مہربان ہے،**

تفسیر : اس آیت کریمہ کے شان نزول میں مختلف اقوال ہیں۔ مشرکوں میں
سے چند آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور سے عرض کی کہ آپ کا
دین تو بے شک حق اور سچا ہے، لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ بہت سی معصیتوں میں مبتلا رہے ہیں کیا

۴۴۹۱۔ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ
يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ لَعَلَى اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهُ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَاکْثَرُوا
وَزَنَوْا وَاکْثَرُوا فَاتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اِنَّ
الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُوَالِيهِ لِحَسَنٌ لَوْ تَخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَتَنْزِلَ
وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلَهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ
الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَتَنْزِلَ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ
اَسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ

کسی طرح ہمارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ
کافران مکہ کہتے تھے محمد و صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی کو ناحق قتل کر دے جس کے قتل کو اللہ نے حرام
کیا ہے۔ اور بتوں کی عبادت کرے اللہ اس کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اور ہم نے غیر خدا کی عبادت کی ہے۔ اور محترم
جانبین ضائع کی ہیں ہمیں اللہ کیسے بخشے گا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ
بھی مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کے حق میں نازل ہوئی۔ نیز یہ بھی روایت
کی گئی ہے کہ لوگوں نے جاہلیت میں عظیم ترین گناہ کئے تھے انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے
کے وقت حالت بیعت میں پوچھا کہ اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کر دے گا؟ اس پر یہ
آیت کریمہ نازل ہوئی کہ یہ گناہ اسلام لانے سے پہلے کے ہیں۔ اسلام پہلے گناہوں کے عفو کا موجب ہے اور
اسلام کے بعد ان کی عفو قطعی ہے اور اسلام کے بعد اگر جرائم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے چاہے
تو دوزخ میں عذاب دینے کے بعد دوزخ سے باہر لا کر نیک اعمال کے باعث جنت عطاء فرمائے۔ اہل سنت
و جماعت کا یہی مذہب ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکوں کی ایک جماعت
نے قتل کئے اور بہت قتل کئے۔ انھوں نے زنا کرکے اور بہت

زنا کرکے وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور جس طرف مبلاتے

باب قولہ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ

۴۴۹۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجْعِدُ أَنَّ اللَّهَ يُجْعِلُ السَّمَوَاتِ عَلَى أَصْبَعٍ
وَالْأَرْضَيْنِ عَلَى أَصْبَعٍ وَالشَّجَرِ عَلَى أَصْبَعٍ وَالْمَاءَ عَلَى أَصْبَعٍ وَالثَّرَى
عَلَى أَصْبَعٍ وَسَائِرُ الْخَلْقِ عَلَى أَصْبَعٍ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَأَ :

ہیں اچھا ہے۔ اگر آپ ہمیں یہ خبر دیں کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے کہ میں ان کا کفارہ ہو جائے گا، اگر اسلام قبول کرنے سے
گناہوں کا کفارہ ہو جائے تو ہم اسلام قبول کرتے ہیں تو یہ آیت کریمہ : وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
الآیۃ نازل ہوئی۔ یعنی جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے باطل معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو جس کی اللہ
نے حرمت رکھی تاحق ہلاک نہیں کرتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر
عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے اور یہ
آیت نازل ہوئی تم فرما دو! اے میرے بند و جنوں نے اپنی زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک
اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

۴۴۹۱۔ شرح : طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ حدیث

مذکورہ سوال کرنے والا شخص وحشی بن حرب تھا۔ علامہ کرماتی نے
ذکر کیا کہ یعلیٰ بفتح الیاء و سکون الیمن و فتح اللام مقصور ہے۔ یعلیٰ بن مسلم اور یعلیٰ بن حکیم دونوں سعید بن جبیر
سے روایت کرتے ہیں اور ابن جریر ان دونوں سے روایت کرتے ہیں۔ اس طرح کے التباس سے اسناد میں
قدح نہیں ہوتی کیونکہ یہ دونوں بخاری کی شرط کے مطابق ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مانی سلامتی کی راہ
چلے ہیں اور دونوں یعلیٰ میں کسی ایک کا جزم نہیں کیا جبکہ صاحب توضیح ابو داؤد کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا
کہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ یہ یعلیٰ بن حکیم ہے لیکن یہ صحیح نہیں؛ کیونکہ بخاری نے اس کو نسبت
کے بغیر ذکر کیا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ

باب اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق مہتا،

۴۴۹۲ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا علماء یہود سے ایک عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر، زمین سے نیچے تر خاک کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر کرے گا پھر کہے گا میں بادشاہ اور ہر شئی کا مالک ہوں۔ (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ نے پڑھا "صلی اللہ علیہ وسلم"، ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسے اس کا حق ہے۔

۴۴۹۲ — شرح : علامہ قسطلانی نے کہا یہودیوں نے اس قول میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کی جیسا اس کی تعظیم کا حق ہے جبکہ اس کے باوجود انہوں نے اللہ کا

شریک بنایا۔ امام نووی نے کہا یہ آیت کریمہ یہودی عالم کے قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کی بات پر تعجب فرمایا اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ہنس پڑے۔ اسی طرح مسلم شریف میں ہے۔ ابن خزیمہ نے اسرائیل کے ذریعہ منصور سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہنسے اور سامنے والے دانت شریف ظاہر ہو گئے۔ نیز ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور کہا اے ابا القاسم آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس پر رکھے گا اور چنگلی کی طرف اشارہ کیا پھر ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور کہا اور زمینوں کو اس پر، پانی کو اس پر، پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوق کو اس پر رکھے گا (ترتیب سے باقی انگلیوں کی طرف اشارہ کیا اور انگوٹھے تک پہنچا) ان روایات سے شدید اشتباہ واضح ہوتا ہے۔ بعض نے اس کو اس پر محمول کیا کہ یہودی اللہ کو اجسام سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس لئے ان کو منہ کھتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ مذہب نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے اثبات میں علماء اہل سنت و جماعت کے دو گروہ ہیں۔ علماء کی ایک جماعت

اس میں توقف کرتی ہے۔ اور ان روایات کی تاویل نہیں کرتی اور اس کا علم اللہ تعالیٰ و تقدس کے سپرد کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری جماعت ان کی تاویل کرتی ہے، چنانچہ بعض نے کہا اس سے مراد اللہ کی قدرت ہے۔ ابن فورک نے کہا اس سے مراد اللہ کے بعض مخلوق کی انگلی ہے اور یہ اللہ کے نزدیک محال نہیں۔ محمد بن شجاع ثلمی نے کہا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلوق پیدا کی ہو جس کا نام انگلی کے نام جیسا ہو اسی طرح جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کی تاویل قدرت و ملک سے کرتے ہیں۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا اس میں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اسی چیز کا اطلاق کرنا چاہیے جو نقص قطعی یا صحیح حدیث میں مذکور ہو۔ ورنہ ایسے اطلاق میں توقف ضروری ہے۔ اور کتاب و سنت میں اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کا ثبوت ہرگز نہیں لیکن اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ** اس سے اللہ کا ماتھے ثبوت ہوتا ہے تو انگلیاں بھی ثابت ہو گئیں اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں ”یَدُ“ سے مراد کام کرنے والا آلہ نہیں تاکہ اس کی انگلیاں ثابت ہو جائیں اور اس کو انگلیاں لازم نہیں کیونکہ ماتھے دیکھنے کا آلہ ہے، اور یہ ہڈیوں اور گوشت پوست کے ساتھ مخصوص نہیں۔ جیسے قلم کتابت کا آلہ ہے۔ لہذا اللہ کا ماتھے اور اس کی انگلی سے مراد بھی وہی ہے جو اس کی ذات کے لائق ہے جو شواہد حدیث و امکان کی کدورتوں سے پاک و صاف ہے۔ لہذا یہ اصابع کو مستلزم نہیں۔ یا اس طرح کی احادیث مجازی معنی پر محمول ہیں، چنانچہ کوئی مشکل کام کسی طاقتور شخص کی طرف منسوب کیا جائے تو وہ اپنی قدرت کا اظہار اور اس کام کی نوعیت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔ یہ میرے ہاتھ کی انگلی کا کام ہے۔ اور مسلم و ترمذی اور دوسری روایات میں جو مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے۔ اس سے یہودی کی بات کی تصدیق نہیں ہوتی کیونکہ آپ کا ہنسا بطور تعجب تھا۔ راوی نے اپنے گمان سے یہودی کی تصدیق سمجھی۔

عارف قسطلانی نے ابوالعباس قرطبی سے نقل کیا کہ تصدیقا، کو راوی کا قول سمجھنا باطل ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف انگلیوں کی نسبت کرنا محال ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم محال کی تصدیق نہیں کر سکتے ہیں اور قوماً **قَدْ دُوكَ حَقَّ قُدْرِكَ**، یعنی یہودیوں نے اللہ کو نہیں پہچانا جیسے اس کا حق ہے، اس بات میں شک نہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو روایت کریں وہ اسے خوب جانتے ہیں حالانکہ انہوں نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے اور صحیح حدیث میں ہے ہر قلب رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے (مسلم) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات اللہ تعالیٰ میرے پاس احسن صورت میں آیا اور اپنا ماتھے میرے کندھوں کے درمیان رکھا اور معاذ کی روایت میں ہے میں نے اللہ کو دیکھا کہ اپنا ماتھے میرے کندھوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی۔ ان روایات سے ظاہر ہے کہ انگلیوں کا ذکر صحیح ہے ایسی حدیث پر طعن کیسے درست ہے جس پر شیخاں اور دیگر ائمہ نے اتفاق کیا ہے۔ خصوصاً ابن الصلاح نے کہا جس حدیث پر شیخان نے اتفاق کیا ہو تو وہ بمنزلہ متواتر

بَابُ قَوْلِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا تَبْصُتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ

ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی وصف میں جو آپ کو پسند نہ ہو اور اس کا انکار نہ کریں۔ لہذا یہ ہی کہنا ہوگا کہ اس طرح کے الفاظ کا اطلاق متشابہات سے ہے جیسے چہرہ، بدن، قدم، رجل اور جنب کا اطلاق متشابہات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَنْ تَقُولَ لَقَدْ عَلِمْتُمْ لِيَاسْتَوِي عَلَى مَا قَوَّضْتُمْ فِي حُجُبِ اللّٰهِ، پس ہم مشکل کی تاویل کریں گے یا اس کا مرادی معنی اللہ کے حوالے کریں گے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر ہم مشکل کی تفصیل سے جاہل ہوں تو مرادی معنی اعتقاد کرنے میں قیامت نہیں اس میں علماء سلف کا مذہب یہ ہے کہ ان متشابہات کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ مذہب بہت اچھا ہے اور علماء خلف ان کی تاویل کرتے ہیں جیسے ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اصبع کی تاویل قدرت سے کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قوله نَوَاجِذُهُ، اجمعی نے کہا نواجزہ بمعنی اضر اس ہے (دار ہیں) ابن اثیر نے کہا نواجزہ دانت ہیں جو منتے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ معنی احسن ہے، کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر کھل کر نہ ہنستے تھے کہ آپ کی داڑھیں شریفہ نظر آنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک صرف تبسم تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس معنی کی حقیقت مراد نہیں بلکہ ضحک میں مبالغہ مقصود ہے۔ آخری دانتوں کا اظہار مراد نہیں۔ یہ بہترین قول ہے کیونکہ نواجزہ کے معنی داڑھیں اور آخری دانت ہیں۔

بَابُ قِيَامَتِ مِیں سَارِی زَمِینِ اللّٰہِ تَعَالٰی کی ملک میں ہوگی اور اس کی قدرت سے آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے،

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے اپنی عظمت بیان فرمائی۔ اس آیت میں ذکر کیا کہ اس کی مجملہ عظمت یہ ہے کہ قیامت میں کسی تنازع اور شریک کے بغیر ساری زمین اس کی ملک اور تصرف

۴۴۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَلْدِ بْنِ مَسَارِ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِمِثْنَةٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ آيُنْ مُلُوكُ الْأَرْضِ

ہیں ہے۔ انھیں نے کہا جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں ملک فلاں کے قبضہ میں ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے جلدوں کو نہ اس کی شے میں ہیں بلکہ اس کی ملکیت اور تصرف مراد ہے۔ شیخ دہلوی نے ذکر کیا کہ طئی کے کئی معانی ہیں۔ ان میں سے آئت میں معنی مراد ہیں ایک بمعنی یحیدن کا غز (لپیٹنا) جیسا کہ اس آیت کریمہ: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِ لِلْكِتَابِ، دوسرے بمعنی پنہان کر دن (چھپا دینا)؛ چنانچہ کہا جاتا ہے ”طَوَيْتُ عَنْ أَغْنِي النَّاسِ“ میں نے اس کو لوگوں کی نظروں سے چھپا دیا تیسرے بمعنی اعراض چنانچہ کہتے ہیں ”طَوَيْتُ عَنْ فُلَانٍ“ میں نے اس سے اعراض کیا۔ چوتھے بمعنی افناء چنانچہ عرب کہتے ہیں طَوَيْتُ فُلَانًا بِسَيْفِي، میں نے فلاں کو فنا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قسم اقتدار میں مبالغہ کے لئے ذکر کی ہے۔ بعض نے کہا بمعنی قوت ہے بعض نے کہا یسین قسم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ وہ ان کو لپیٹے گا اور فنا کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نزاہت بیان فرمائی کہ اللہ ان کے شریک سے برتر ہے۔

۴۴۹۳۔ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین قدرت کی مٹی میں لے گا اور آسمانوں کو دست قدرت میں لپیٹے گا پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۴۴۹۳۔ شرح: ابن عطیہ نے کہا یہاں یسین اور قبضہ بمعنی قدرت ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معنی لینا باطل ہے۔ اور ابو الطیب کا کہنا

کہ یہ صفات ذات پر نائد صفات ہیں ضعیف ہے مدائن کی تاکید جمیعاً سے اس لئے کہ اس سے مراد زمینیں ہیں یا سارے ٹکڑے ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے ہوں اور قیامت کے دن تخصیص اس لئے کی ہے کہ معلوم ہو جائے کہ جیسے دنیا کی عمارت کے وقت اس کے ایجاد میں کمال قدرت کا اظہار ہوا تھا۔ دنیا کے خواب ہونے کے وقت اس کے اضمحلال میں اس کی قدرت کا ملہ کا اظہار ہوا۔

بَابُ قَوْلِهِ وَلَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ لُفِخَ فِيهِ أُخْرَى
فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ

۴۴۹۴۔ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ
قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكْرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور صور پھونکا جائے گا
تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں
میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے پھر
وہ دوبارہ پھونکا جائیگا بھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے!

تفسیر : قولہ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ،، اس استثناء میں کون کون داخل ہیں اس میں
مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نفخہ صعق سے تمام آسمان
اور زمین والے مر جائیں گے سوائے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں
نفخوں کے درمیان جو چالیس برس مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول ہے
ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے لئے قرآن مجید میں بَلْ اَحْيَاوْا، آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ
وہ شہداء ہیں جو تلواریں حائل کئے گئے عرش حاضر ہوں گے۔ تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پر بیہوش ہو چکے ہیں۔ اس لئے اس نفخہ سے آپ

بَعْدَ النَّفْثَةِ الْآخِرَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكْذَلِكَ
كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْثَةِ

۴۴۹۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا
الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْثَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا
قَالَ أَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ
أَيْتُ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ ذَنْبِهِ فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ

بیہوش نہ ہوں گے بلکہ ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حدیں اور عرش و کرسی رہنے
والے صحاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے ہیں جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے ناپا
بچھو ہیں (تفسیر کبیر و جمل) جب دوبار پھونکا جائے گا تو لوگ قبروں سے اٹھ کر بعثت کو دیکھیں گے بعض
نے کہا اللہ کے امر کو دیکھیں جو ان میں فیصلہ ہونے والا ہے۔

۴۴۹۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
کہ آپ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جو دوسرے نفثہ کے بعد اپنا
سر اٹھائے گا۔ اچانک میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش سے لگے ہوں گے نہیں جانتا کہ وہ اسی طرح
رہے ہیں یا نفثہ کے بعد۔ شرح : یعنی دونوں نفثوں کے درمیان ساری مخلوق فوت
ہو جائے گی۔ اور دوسرے نفثہ کے بعد لوگ قبروں

سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے روضۂ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے
بلکہ موسیٰ علیہ السلام پائے عرش کو پکڑے ہوں گے۔ بظاہر یہ ہے کہ وہ نفثہ اولیٰ کے بعد فوت نہ ہوئے ہوں گے
بلکہ کوہ طور پر تختی میں وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس کے بدل انہیں نفثہ اولیٰ کے بعد موت نہیں آئے گی یا وہ
ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے زندہ ہوں گے اور عرش کو پکڑیں گے۔ نفثہ اولیٰ کے بعد ساری مخلوق فوت ہو جائیگی
یہ نفثہ اثاثت۔ دوسرا نفثہ جو چالیس کی مدت کے بعد ہوگا وہ نفثہ احیاء ہے اس وقت ساری مخلوق زندہ
ہو جائے گی۔ (حدیث ۲۲۵۱ اور ۳۱۹۸ جلد ثانی اور خامس میں پوری تفصیل مذکور ہے)

۴۴۹۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نفعوں (پہلی اور دوسری پھونک) کے درمیان چالیں کی

مدت ہے لوگوں نے کہا اے ابابہریرہ وہ مدت چالیں ایام ہے؟ کہا میں اس کا انکار کرتا ہوں کہا چالیں سال ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں اس معین کا انکار کرتا ہوں کہا چالیں مہینے مدت ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں۔ انسان کی ڈہڈی کی ہڈی کے سوا اس کی ہر شئی بوسیدہ ہو جائے گی (کل بٹ جائے گی) اس میں اس کی ترکیب خلق ہوگی۔

۴۴۹۵ — شرح : یعنی قیامت میں ڈہڈی کی ہڈی پر گوشت پوست آئے گا اور انسان کے سارے اعضاء مستوی ہوں گے اور اس کی ترکیب

خلق ہوگی۔ یٰٰی بوسیدہ ہو جائے گا یہ یٰٰی الثوب سے مشتق ہے جبکہ کپڑا پرانا ہو کر بوسیدہ ہو جائے عجب، بفتح العین و سکون جیم یہ دم کی جڑ ہے۔ یہ لطیف ہڈی ہے جو بیج صلب میں ہے۔ کتاب بعث میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عجب کیا چیز ہے آپ نے فرمایا وہ رائی کے دانہ کی مانند ہے۔ اس کو عجم بھی کہتے ہیں وہ پہلی مخلوق ہے اسی لئے دوسرے اعضاء فنا ہو جانے کے بعد وہ باقی رہتی ہے۔

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ کہا جاتا ہے کہ اس میں خداوند قدوس کا راز ہے جو ہم نہیں جانتے ہیں؛ کیونکہ قادر کریم نے کتم عدم سے پیدا کیا دوبارہ پیدا کرنے کی صورت میں اس ہڈی کو باقی رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ اس میں سارے جسم کی ترکیب خلق ہوگی۔ اس راز کو خدا ہی جانتا ہے۔ علامہ سبکی نے کہا کہا جاتا ہے عجب کا معاملہ عجیب ہے۔ سب سے پہلے یہی پیدا ہوئی اور آخر میں بھی سب سے پہلے اس کی خلق ہوگی۔

علامہ مظہری شارح مصابیح نے ذکر کیا۔ اس سے مراد طول بقا ہے۔ یہ مراد نہیں کہ عجب ذنب بوسیدہ ہی نہ ہوگی؛ کیونکہ یہ خلاف محسوس ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ بدن انسان کی اساس ہے جس پر بنیاد استوار ہوتی ہے۔ لہذا یہ باقی اعضاء سے مضبوط ہونی چاہیے جیسے دیوار کی اساس جب مضبوط ہوگی تو باقی رہے گی۔ اس میں حضرت انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے اجسام حرام کئے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عبد البر نے شہداء کو بھی انبیاء کرام کی طرح کہا ہے کہ ان کے اجسام بھی مٹی نہیں کھائے گی اور قرطبی نے مؤذن کو بھی ان سے لاحق کیا ہے جو صرف طلب ثواب کے لئے اذان کہتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلمان سے روایت ہے کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کا سر مبارک بوسیدہ ہوگا لہذا یہ اس حدیث کے معارض ہے اس کا جواب ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کے حق میں ہے اور سب سے پہلے عجب ذنب کی تخلیق آدم کی اولاد کے حق میں ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ حَمَّ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّورِ وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ
شُرَيْحِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ الْعَبْسِيِّ * يَذْكُرُنِي حَمَّ وَالرَّمْحُ شَاجِرٌ : فَهَلَا تَلَا حَمَّ
قَبْلَ التَّقْدِيمِ الطَّوْلُ التَّفْضُلُ دَاخِرِينَ خَاضِعِينَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
إِلَى النِّجَاةِ الْإِيمَانُ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ لِعَنَى الْوَشْنُ يُسَجَّرُونَ يُوقَدُ بِهِمُ
النَّارُ تَمْرُحُونَ تَبْطَرُونَ وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يَذْكُرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ

سُورَةُ مُؤْمِنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے۔ اس کی پچاسی (۸۵) آیات ہیں

حَمَّ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّورِ ، مجاز بمعنی طریقتہ ہے یعنی اس حم کا حکم وہی ہے جو ان سورتوں کا حکم ہے جن کے اوائل میں حروف مقطعات ہیں۔ اس میں یہ تنبیہ ہے کہ قرآن کریم جنس حروف سے ہے بلکہ مذہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”حم“، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اور یہ اللہ کے خزانوں کی کنجی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حم اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ نیز ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ قسم ہے اس سے اللہ نے قسم کھائی ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کریم

لَمْ تَقْنَطُ النَّاسَ قَالَ وَأَنَا أَقْدَرُ أَنْ أَقْنَطُ النَّاسَ وَاللَّهُ يَقُولُ
يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ
اللَّهِ وَيَقُولُ وَأَنْتَ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ وَلَكِنَّكُمْ تَجْمُونَ
أَنْ تُبَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ عَلَى مَسَاوِي أَعْمَالِكُمْ وَأَنْتُمْ بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ

من عصا

کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ کسائی اور ضحاک سے منقول ہے کہ حم کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے گویا کہ یہ اشارہ کیا کہ حم دراصل حم ہے۔ جب کوئی فیصلہ ہو جائے تو حم الامر کہتے ہیں۔

قولہ "بَلْ هُوَ اِسْمٌ" الخ یعنی کہا جاتا ہے بلکہ حم قرآن کریم یا سورت کا نام ہے۔ اس کی دلیل "شرح ابن ابی اوفیٰ" کا یہ شعر ہے : "يَذْكُرُنِي حَمٌّ وَالزُّحْمُ شَاجِرٌ : فَهَلَا ثَلَاثُ حَامِيْمٍ قَبْلَ التَّقْدُمِ" مجھے حامیم یاد دلاتا ہے، حالانکہ میرے چل رہے ہیں۔ لڑائی میں آنے سے پہلے حامیم کیوں نہیں پڑھا : واقعہ یہ ہے کہ شریح شاعر تھا۔ جنگ جمل میں حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اور محمد ابن طلحہ اپنے والد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں تھا۔ وہ سر پر سیاہ عمامہ باندھتا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا سیاہ عمامہ والے کو قتل نہ کرو وہ اپنے والد کے ساتھ بھلائی کرنے کے باعث لڑائی میں آیا ہے۔ میدان کارزار میں اسے شریح بن ابی اوفیٰ ملے اور اس کی طرف نیزہ سیدھا کیا تو اُس نے حامیم پڑھا۔ شریح نے اس کو قتل کر دیا اور کہا یہاں آنے سے پہلے حامیم پڑھنا تھا۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

الزُّحْمُ شَاجِرٌ : جملہ اسمیہ حالیہ ہے۔ فَهَلَا حَرْفٌ تَخْصِيصٌ ہے جملہ فعلیہ : خبریہ پر داخل ہوتا ہے۔ شَجَرٌ بمعنی اخلط ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اَشَجَرٌ

الْقَوْمُ وَتَشَاخَرُوا، جبکہ وہ باہم جھگڑا اور اختلاف کریں۔ معنی یہ ہے اور نیزے ایک دوسرے سے پلے ہوئے ہیں۔ قولہ "أَطُولُ" اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا : شَيْدُ الْعِقَابِ ذِي الطُّوْلِ اور کہا الطُّوْلُ بمعنی تفضل ہے۔ یعنی صاحب فضل ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ طویل بمعنی سعة وغنا ہے۔

قرآنِ فَاخِرُیْنِ، اس سے اس آیت کریمہ: مَعِدُ خُلُوْیْنِ یُحْشَمُ ذَاخِرُیْنِ، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر کی اور سدی نے صَاغِرُیْنِ سے تفسیر کی ہے۔ یعنی وہ عنقریب ذیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

قُلْ اِلٰی النَّجَاةِ، اس سے اس آیت کریمہ: وَاِذَا قُمْنَا اِلٰی النَّجَاةِ وَتَدْعُوْنِیْ اِلِی النَّارِ، کی طرف اشارہ کیا اور اِلٰی النَّجَاةِ، کی تفسیر اِلٰی الْاِیْمَانِ، سے کی یعنی اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں ایمان کی دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

قُلْ لِّیْسَ لَیْکُمْ دَعْوَةٌ، اس سے اس آیت کریمہ: لَا جَرَمَ اِتْمَا تَدْعُوْنِیْ اِلَیْہِ لَیْسَ لَہُ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ، کی طرف اشارہ کیا اور لَہُ میں ضمیر کا مرجع وَثْنٌ ذکر کیا، یہ ضروری امر ہے کہ تم مجھے بت کی طرف بلاتے ہو اے بلانا دنیا و آخرت میں کسی کام کا نہیں، اس کلام کا تمہ یہ ہے کہ یہ شخص فرعون کے قبیلہ سے تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا، ایمان کو خفیہ رکھتا تھا اور کہتا تھا اے میری قوم میری طرف آؤ میں تمہیں ہدایت والی راہ بتاتا ہوں۔ یہ شخص فرعون کے چچا کا بیٹا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ اس کا نام حَزَقِیْل تھا بعض نے حبیب ذکر کیا ہے اور بھی اس میں مختلف اقوال ہیں (یعنی)

قُلْ لِّیْسَ لَیْکُمْ دَعْوَةٌ، اس سے اس آیت کریمہ: اِذَا الْاَعْلَاقُ فِیْ اَعْنَاقِہُمْ وَالسَّلَاسِلُ یُسْمَحُوْنَ فِی الْحَبِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ، کی طرف اشارہ کیا، یعنی جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں گھیسے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں دھکائے جائیں گے۔ امام نے یُسْجَرُوْنَ، کی تفسیر یہ کی ان سے آگ روشن کی جائے گی جبکہ مجاہد نے کہا وہ دوزخ کا ایندھن ہو جائیں گے۔

قُلْ تَمْرُوْنَ، اس سے اس آیت کریمہ: ذَا لَیْکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ لَیْسَ لَیْکُمْ الْحَقُّ وَبِمَا کُنْتُمْ تُمْرَحُوْنَ، کی طرف اشارہ کیا اور اِس کی تفسیر کی یعنی یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین باطل پر خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جو تم اتراتے تھے۔

قُلْ کَانَ الْاَعْلَاقُ زِیَادٍ، ترجمہ: علماء بن زیاد آگ کو ذکر کرتا تھا دگنکاروں کو دوزخ کی آگ یاد کراتا تھا، ایک مزد نے اسے کہا تم لوگوں کو ناامید اور مایوس کیوں کرتے ہو۔ علماء نے کہا کیا میں لوگوں کو مایوس کر سکتا ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں کو خلاء میں ڈالا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ اللہ سب گناہ بخشتے گا اور فرماتا ہے بے شک مُسْرِف ریعنی جنہوں نے اپنی جانوں کو خباہت میں ڈالا ہے (وہ اصحابِ نار ہیں۔ لیکن یہ چاہتے ہو کہ تمہارے بڑے اعمال کے باوجود تمہیں جنت کی خوشخبری دی جائے اور اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بھیجا مگر جنت کی خوشخبری دینے والے اُس شخص کو جو اس کی اطاعت کرے اور آگ سے ڈرانے والے اس

۴۴۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذَا أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مَعِيْطٍ فَآخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوَّى ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَآخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ

شخص کو جو اس کی نافرمانی کرے۔

شرح : علاء بن زیاد کا مقصد یہ ہے کہ یا عبادِی الذین، میں اسراف کرنے والے لوگوں کو دوزخی کہا اور انہوں کو ہی گناہ گار کہا یعنی اے میرے بندو کہ تم اصحاب

دوزخ (گناہ کار ہو) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

علاء بن زیاد : عدوی بصری تابعی زاہد ہیں۔ یہ بہت کم حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ بخاری نے صرف ایسی حدیث میں ان کو ذکر کیا ہے

۹۴۵۰۔ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ایسی سخت ترین چیز کی خبر دو جو مشرکوں نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ عبد اللہ بن عمرو نے کہا ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے آگے صحن میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موڈھا پکڑا اور اپنا کپڑا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف میں ڈال کر مروڑنے لگا اور

حَمَّ السَّحْبَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ طَاوُشٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اِثْبَاتًا طَوْعًا اَعْطِيَا قَالَتَا اَتَيْنَا اَعْطَيْنَا
وَقَالَ الْمَنَهَالُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّي اَجِدُ فِي الْقُرْآنِ
أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ فَلَا أَنْسَابَ يَنْتَهُمُ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ وَأَقْبَلَ

کلا شریف گھونٹنے لگا اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور اس ملعون کا کندھا پکڑا اور اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا۔ اور فرمایا کیا تم ایسے عظیم انسان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتے ہیں میرا رب اللہ ہے حالانکہ تمہارے پاس معجزات لائے ہیں جو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔

۴۴۹۶ — شرح : قسطانی نے ذکر کیا کہ جعفر بن محمد نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ال فرعون کے مومن سے افضل ہیں؛ کیونکہ وہ اپنے ایمان کو مخفی

رکھے ہوئے تھا۔ اور ابوبکر صدیق نے علانیہ فرمایا کہ تم ایسے عظیم انسان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو فرماتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے کسی اور نے یہ کہا کہ ابوبکر ال فرعون کے مومن سے افضل ہیں کیونکہ اس نے صرف زبانی بات پر اقتصار کیا تھا۔ اور اسی کے ساتھ مدد کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کو زبان کے تابع کیا اور قول و فعل دونوں سے سرور کا ثناء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی (حدیث ۳۴۲۱ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ حَمَّ سَحْبَةٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله اِثْبَاتًا طَوْعًا،، سے اس آیت کریمہ : اِثْبَاتًا طَوْعًا اَعْطِيَا قَالَتَا اَتَيْنَا اَعْطَيْنَا، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے

بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهُ حَدِيثًا رَبَّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِينَ فَقَدْ كَتَمُوا فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَقَالَ وَالسَّمَاءُ بَنَاهَا إِلَى قَوْلِهِ

دونوں نے عرض کیا کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ
إِنَّمَا بِمَعْنَى أُعْطِيَ، ہے۔ آسمان اور زمین نے کہا اَتَيْنَا طَالِعَيْنِ، بمعنی أُعْطِينَا ہے، اُنھوں نے اِنَّمَا اور
اَتَيْنَا بقصر الہمزہ عرب کے کلام میں بمعنی اعطیا اور اعطینا مستعمل نہیں۔ یہ دونوں کلمے بمعنی مجبیٰ ہیں شاید اِنَّمَا
اور اَتَيْنَا کو ممدودہ پڑھا ہے اور اَتَيْنَا بمعنی أُعْطِينَا مستعمل ہے چنانچہ کہا جاتا ہے: اَتَيْنْتُ زَيْدًا مَالَهُ
یعنی اَعْطَيْتُ مَالَهُ، الحاصل اُنہی مقصور بمعنی جا رہے اور اُنہی ممدود بمعنی اعطی ہے فلا اشکال،
قَالَ الْمُنْهَالُ آه، منہال سے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے کہا میں قرآن کریم میں ایسی چیزیں پاتا ہوں جو مجھے مختلف معلوم ہوتی ہیں (بعض آیات ایک دوسرے کے
مخالف پاتا ہوں) اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس دن (قیامت میں) لوگوں میں کوئی نسبت نہ ہوگی
اور نہ وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے (اس کے خلاف یہ ہے) وہ ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے اور باہم
سوال کریں گے (ان دونوں میں منافات ہے)

(دوسرا مقام جس میں اختلاف ہے) وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے (اور دوسری جگہ یہ ہے)
اے ہمارے پروردگار ہم تو مشرک نہ تھے۔ اُنھوں نے شرک کو چھپایا۔

(تیسری جگہ یہ ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا سے دَحَاهَا تک، اس میں آسمان
کی پیدائش کو زمین کی پیدائش سے قبل ذکر فرمایا، پھر فرمایا: اَتَيْنَاكُمْ لَتَكْفُرُوا بِالَّذِي خَلَقَ
الْاَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ سے طَالِعَيْنِ تک اس آیت میں زمین کی پیدائش کو آسمان کی پیدائش سے قبل ذکر
کیا۔ (چوتھی جگہ یہ ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا سَمِيعًا بَصِيرًا،
اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمانہ ماضی میں ان صفات سے موصوف تھا۔ اس وقت ان سے
موصوف نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں کہا:

(پہلے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ، نفخہ اولیٰ میں ہوگا (چنانچہ اس میں
یہ اشارہ ہے) ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَصِيعٌ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ الخ یعنی پھر صور میں
پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں سب ہلاک ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے وہ ہلاک
نہ ہوگا، اس وقت ان کے درمیان کوئی نسبت نہ ہوگی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے سے کچھ پوچھ سکیں گے
(زبردست ہیبت سے ہر نفس دم بخود ہوگا) پھر دوسرے نفخہ میں سب زندہ ہو جائیں گے اور ایک دوسرے

فَخَلَقَهَا فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ إِنَّا كُنَّا نَتَكَفَّرُونَ
 بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ إِلَى طَائِفَةٍ فَقَدْ كَرِهِي هَذِهِ خَلْقَ
 الْأَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ وَقَالَ كَانَ اللَّهُ عَفْوَراً رَحِيماً عَزِيزاً حَكِيماً سَمِيعاً
 بَصِيراً فَكَانَ كَأَنَّهُ كَانَ ثُمَّ مَضَى فَقَالَ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ فِي النَّفْخَةِ الْأُولَى
 ثُمَّ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ فَصُيْعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ
 اللَّهُ فَلَا أَنْسَابَ عِنْدَ ذَلِكَ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ أَقْبَلَ
 بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ وَأَمَّا قَوْلُهُ مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ وَلَا يَكْتُمُونَ
 اللَّهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ ذُنُوبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ تَعَالَوْا
 نَقُولْ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ فُخِّمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنَطَّقُ أَيْدِيهِمْ فَعِنْدَ
 ذَلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَكْتُمُ حَدِيثًا وَعِنْدَهُ يَوْمُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْآيَةُ
 وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ
 فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرِينَ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ وَدَحِيهَا أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا
 الْمَاءَ وَالْمَرْعَى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِبَالَ وَالْأَكَامَ وَبَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرِينَ
 فَذَلِكَ قَوْلُهُ دَحَاهَا وَقَوْلُهُ خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ فَجَعَلَتِ الْأَرْضُ

سے متوجہ ہو کر احوال پوچھیں گے (اور دوسرے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ ہمارا گناہ مشرکین اور کلامی کتھون
 اللہ حدیثاً ۱۱ میں اختلاف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلص مومنوں کے گناہ بخشے گا اور مشرک ایک دوسرے
 سے کہیں گے آؤ ہم کہیں ہم مشرک نہ تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے مومنوں پر مہربانی لگا دے گا اور ان کے ہاتھ
 کلام کریں گے (وہ اپنی زبانوں سے چھپائیں گے) ہاتھ ان کو ظاہر کریں گے (اس وقت معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ
 سے کوئی چیز چھپائی نہیں جاسکتی - دوسرے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں

وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخُلِقَتِ السَّمَوَاتُ فِي يَوْمَيْنِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا
رَحِيمًا سَمِعَى نَفْسَهُ ذَلِكَ وَذَلِكَ قَوْلُهُ أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ
شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ فَإِنَّ كَلَامَ مَنْ عِنْدَ اللَّهِ

پیدا کی۔ پھر آسمان کو پیدا کیا پھر آسمان کا قصد کیا اور ان کو دو دن میں ہموار کیا پھر زمین کو بچھایا اور اس کا بچھانا یہ ہے کہ اس میں پانی اور چرنے کی جگہ نکالی۔ اور پہاڑ اونٹ ٹیلے اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے دوسرے دو دنوں میں پیدا کئے۔ ”دَحَاہَا“ کے معنی یہ ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ دو زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا، وہ یہ کہ زمین اور اس کے اندر کی تمام چیزوں کو چار دنوں میں پیدا کیا اور آسمان دو دنوں میں پیدا کئے گئے (یعنی زمین کی ذات پیدائش میں آسمان سے مقدم ہے) اور اس کا ”دُخُو“ (بھیلنا) آسمان کی پیدائش سے مؤخر ہے (چوتھے اختلاف کا جواب یہ ہے) ”وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا“، اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا نام غفور رحیم رکھا اور صفت غفوریت و رحیمیت دائمی ہے منقطع نہیں) وہ ہمیشہ اس صفت سے موصوف رہا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس شے کا ارادہ کرے وہ شے ہو کر رہتی ہے۔ پس تجھ پر قرآن مختلف نہ ہو؛ کیونکہ سارا قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔

شرح : جب اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں زمین و آسمان کی پیدائش ذکر کی تو اس کے بعد پہلے منہال کی تعلیق ذکر کی پھر اس کے بعد اس کا اسناد ذکر کیا؛ کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کو مرسل سنا اور آخر میں مسند سنا تھا تو حسب سماعت ذکر کیا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسناد شرط نہیں۔

سوال کرنے والا شخص نافع بن ازرق تھا جو بعد میں ازرقہ خارجیوں کا سردار بن گیا تھا وہ مکہ مکرمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور ان سے بکثرت سوال کرتا اور معارضہ کیا کرتا تھا۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ قرآن مجید میں چار مواضع میں مجھے اشکال ہے کیونکہ ان میں بظاہر منافات ہے۔ ان میں سے پہلا سوال یہ ہے کہ ایک آیت کریمہ میں ہے ”لَا يَتَسَاءَلُونَ“، وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال نہیں کریں گے۔ جبکہ دوسری آیت کریمہ میں وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے کوئی شے مخفی نہ رکھ سکیں گے اور دوسری آیت کریمہ میں ہے کہ وہ کہیں گے ہم مشرک نہ تھے۔ ان دونوں میں منافات ہے کیونکہ پہلی آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے اور دوسری آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ وہ مشرک کو چھپائیں گے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِّنْ مَّنُونٍ مَّحْسُوبٍ أَقْوَامًا أَرَزَأْتَهُمْ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا مِمَّا أَمَرَبِهِ
مَحْسُوبًا مِّثْلَ مَنُونٍ مَّا قُضِيَ لَهُمْ قَوْلًا تَنْزِيلٌ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ
أَهْتَرَتْ بِالْقَبَائِلِ وَرَبَّتْ أَرْفَعَتْ وَقَالَ غَيْرُهُ مِنْ أَلْكَامِهَا حِينَ تَطْلُعُ
لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي أَيْ لِعَمَلِي أَنَا مُحَقَّقٌ بِهَذَا مَوَاعِدُ لِّلْأَسَاطِيلِ قَدَرَهَا

تیسرا سوال یہ ہے کہ ایک آنت میں آسمان کی پیدائش زمین سے پہلے ذکر کی اور دوسری آنت میں اس کے
برعکس فرمایا۔ چوتھا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا وَكَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا"
سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات سے زمانہ ماضی میں موصوف تھا۔ پھر اس میں تغیر ہوا۔ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے سوال کا جواب یہ دیا کہ ایک دوسرے سے سوال دوسرے نفع کے بعد ہوگا
اور عدم سوال اس سے پہلے ہوگا۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے بولنے سے پہلے وہ چھپائیں گے
اور ان کے بولنے کے بعد میں چھپائیں گے۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ زمین کی ذات کی پیدائش آسمان سے پہلے ہے اور اس کا دُخُو یعنی
پھیلنا آسمان کی پیدائش کے بعد ہے چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا نام غفور رحیم
رکھا یہ نام اس سے خیر منقطع ہے اور اس کی غفوریت اور رحیمیت ہمیشہ کے لئے ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ
معفرت یا رحمت کا حال یا مستقبل میں ارادہ کرے۔ تو وہ شئی مراد یقیناً واقع ہوتی ہے۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے سائل سے فرمایا یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے ہے تم یہ مختلف نہ ہو اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں
کثیر اختلاف ہوتا۔

اسماء رجال : یوسف بن عدی کی کنیت ابو یعقوب ہے وہ کوئی

۲۳۲ ہجری میں فوت ہوئے ع۔ عبید اللہ بن عمرو رقی ایک سواستی ہجری میں فوت ہوئے ع۔ یزید بن ابی
آئیسہ ۱۳۳ ہجری میں فوت ہوئے ع۔

قوله لَمْ يَكُنْ أَجْرٌ غَيْرُ مَنُونٍ "یعنی مجاہد نے کہا اس آنت کریمہ میں ممنون بمعنی محسوب ہے یعنی ان
کے لئے بے حساب ثواب ہے طبری نے ابن عباس سے روایت کی کہ ثواب کم نہ ہوگا،
قوله أَقْوَامًا "اس سے اس آنت کریمہ: قَبَارِكُ فِيمَا وَقَدَّرَ فِيمَا أَقْوَامًا، کی طرف اشارہ
کیا اور اَرَزَأْتُمْ "اس کی تفسیر کی یعنی اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بننے والوں کے رزق اور
نہ زیاں مقرر کیں"

سَوَاءٌ فَهَدَيْنَاهُمْ دَلَّلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ
وَكَقَوْلِهِ وَهَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ وَالْهُدَى الَّذِي هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدْنَاهُ
مِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ اِقْتَدِبْهُ يُؤْذَعُونَ يُكْفُونَ

قوله في كل سماء، سے آیت کریمہ وَاذْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرُهَا، کی طرف اشارہ کیا اور مَآ
اَمْرُهَا، سے اسکی تفسیر کی یعنی ہر آسمان میں اس کے حکم کا حکم کیا گیا اور وہ خیرات و عذاب ہیں۔ قناد اور مٹی سے منقول ہے کہ ان میں
سورج، چاند اور ستارے پیدا کئے اور ہر آسمان میں فرشتے پیدا کئے۔ اور جو ان میں سمندر، پہاڑ وغیرہ پیدا کئے ہیں اور
جنہیں اللہ ہی جانتا ہے۔

قوله سُحُوتٍ، سے اس آیت کریمہ: فَاسْأَلْنَا عَلَيْهِمْ دِيحًا صَرَصًا فِي أَيَّامِ نَحْسَاتٍ کی
طرف اشارہ کیا اور مَآسِیْم سے اس کی تفسیر کی جو مَآسِیْم کی جمع ہے۔ یعنی ہم نے ان کی سختی کے دنوں میں
ان پر ایک آندھی بھیجی سخت گرج کی اور بارش کے بغیر سخت ٹھنڈی، مَرُوضٌ، سخت گرج والی ہو اور مَآسِیْم
سُحُوتٍ، قوله وَفَيْضْنَاهُمْ، اس سے آیت کریمہ: وَفَيْضْنَاهُمْ قُرْنًاوَفَزَيَّنَّا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور قُرْنًا، سے اس کی تفسیر کی یعنی ہم نے ان پر کچھ ساتھی تعینات
کئے۔ قَیْضُنَا بمعنی قَدْرُنَا ہے۔ مجاہد نے کہا قُرْنًا شیطان ہیں اور تَتَذَكَّرُ عَلَيْهِمُ الْمَآذِيكَ عِنْدَ الْمَوْتِ
فَیْضْنَاهُمْ قُرْنًا کی تفسیر نہیں ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان پر ان کے ساتھی مقرر کئے ہیں
انہوں نے انہیں بہلا کر دکھایا جو ان کے آگے دنیا کی زیب و زینت ہے اور جو ان کے پیچھے ہے کہ کوئی حساب
اور عذاب نہیں ہے۔

قوله اهْتَزَّتْ بِالزَّبَاتِ سے اس آیت کریمہ: فَإِذَا اهْتَزَّتْ الْمَاءُ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ، کی طرف
اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ جب ہم نے ان پر بارش کی تو وہ نباتات کے ساتھ تروتازہ ہوئی اور بلند
ہوئی۔ مجاہد کے غیر نے رَبَّتْ، کی تفسیر یہ کی کہ وہ اپنے چھلکوں اور پردوں سے باہر نکلی۔ اَلْأَمَامُ کَم کی جمع معنی
پردہ اور چھلکا ہے جو خوشہ کے اوپر ہوتا ہے۔

قوله لَيَقُولُنَّ هَذَا لِي، سے اس آیت کریمہ: وَلَكِنْ أَذِقْنَاهُ دَجَّةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ صَرَامَتِهِ
لَيَقُولُنَّ هَذَا لِي، کی طرف اشارہ کیا اور هَذَا لِي، کی تفسیر بَعْمَلِي سے کی یعنی اگر ہم اسے کچھ اپنی رحمت
کامزہ دیں۔ اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میرا نیک عمل ہے اور میں اس کا مستحق ہوں
نفسی نے یہ تفسیر کی کہ میرا حق مجھے پہنچ گیا ہے۔

مِنْ أَكْمَاهَا قُتِرَ الْكُفْرُ يَدِي الْكُفْرُ وَلِيَّ حَمِيمٍ الْقَرِيبُ مِنْ قَحِيصٍ حَاصٍ
حَادٍ مَرِيَّةٍ لَوْ مَرِيَّةٍ وَاهِدٌ أَيْ اِمْتِرَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ

قوله سَوَاءٌ لِلشَّائِلِينَ، سے اس آیت کریمہ: وَقَدَّرَ فِيهَا أَوْثَانَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءٌ
لِلشَّائِلِينَ، کی طرف اشارہ کیا اور قَدَّرَ سَوَاءٌ، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اس میں اس کے بسنے والوں
کی روزیاں مقویں یہ سب ملا کر چار دن میں یہ پوچھنے والوں کو ٹھیک جواب ہے۔ زمین کو دو دنوں التار اور
پیر میں پیدا کیا۔

قوله هَدَيْنَاهُمْ سے اس آیت کریمہ: أَمَّا تُمُودُ فَهَدَيْنَا فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَى عَلَى الْهُدَى
کی طرف اشارہ کیا۔ اور دَلَّلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، سے اس کی تفسیر کی۔ ہم نے انہیں خیر و شر کی راہ
دکھا دی۔ ہدایت کے دو معانی ہیں۔ اول ارادۃ الطريق راستہ دکھانا۔ دوسرا معنی دلالت موصولہ الی
المطلوب۔ جب ہدایت کی نسبت رسول، قرآن کی طرف ہو تو ارادۃ الطريق مراد ہوتی ہے۔ اگر اس کی طرف
نسبت ہو تو دلالت موصولہ الی المطلوب مراد ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ بعض
آیات میں ہدایت معنی دلالت اور راہ دکھانا اور بعض آیات میں معنی دلالت موصولہ الی المقصود ہے۔ مذکور
آیت میں ہدایت سے مراد دلالت مطلقہ اور راہ دکھانا ہے۔ اسی طرح هَدَيْنَا الْيَحْيَىٰ فِي الْبَيْتِ مَعْنَى
راہ نمودن ہے۔ یعنی ہم نے انسان کو خیر و شر کی راہ دکھا دی

اور هَدَيْنَا السَّبِيلَ، میں بھی مراد مطلق دلالت ہے۔

قوله وَالْهُدَى الَّذِي هُوَ الْإِشَادُ، اس سے مراد دلالت موصولہ الی المطلوب ہے۔ امام بخاری
نے اس کی تعبیر ارشاد و اسعاد سے کی ہے، چنانچہ اس آیت کریمہ: أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبَعَثَ اللَّهُ
اِقْتِبَادَ میں دلالت موصولہ مراد ہے۔

قوله يُؤْذَعُونَ، سے اس آیت کریمہ: وَيَوْمَ يُنْفَخُ أَعْدَاؤُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فهُمْ يُوزَعُونَ، کی
طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر يَكْفُونُ، سے کی ابو عبیدہ نے يَكْفُونُ مَعْنَى يُدْفَعُونَ ہے۔ یہ وزعت
مَعْنَى كَفَفْتُ وَمَنْعْتُ ہے یعنی جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف اٹکے جائیں گے اور انہیں اگلے پچھلے کافر جمع کرنے
کے لئے روکا جائے گا۔ پھر سب کو دوزخ میں لٹک دیا جائے گا،

قوله مِنْ أَمْكَاهَا، سے اس آیت کریمہ: وَمَا تُخْرِجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَمْكَاهَا، کی طرف اشارہ
کا اور اَكْمَاهَا کی تفسیر: قُتِرَ الْكُفْرُ يَدِي، سے کی اور اس کی کُفْرُ سے تفسیر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے کہا یہ شگوفہ سے کھٹنے سے پہلے اس کا اوپر والا چھلکا ہے۔ جب شگوفہ کھل جائے اس کو اکمام کہتے ہیں

الْوَعْدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوِ
عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوا عَصَمَهُمُ اللَّهُ وَخَصَّصَ لَهُمْ عَدُوَّهُمْ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ

حَمِيمٌ

بعض نے کہا کہ بضم الهمزة قبض کی آستین ہے اور بکسر الهمزة کٹی کا چھلکا ہے۔ یہی فرق علامہ محشری نے
کیا ہے کہ کم القميص بضم الهمزة کان ہے اور کم الثمرة بکسر الهمزة کان ہے۔ اسی طرح جوہری نے کہا ہے۔ بعض نے
اس کے معنی مطلق چھلکا کئے ہیں۔

قوله يُقَالُ، انكسر حينئذٍ نكسوا سے بھی کافور اور گھڑی کہا جاتا ہے۔ اصمعی وغیرہ نے کہا ہر شئی کے
چھلکے کو کافورہ کہا جاتا ہے۔

قوله وَلِيٌّ حَمِيمٌ، سے اس آیت کریمہ : فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ،
کی طرف اشارہ کیا اور حمیم کی تفسیر قریب سے کی یعنی جیسی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائیگا
جیسا کہ گہرا دوست ہے۔

قوله مِنْ فَحِصٍ، سے اس آیت کریمہ : وَظَنُوا مَا لَهُمْ مِنْ فَحِصٍ، کی طرف اشارہ کیا اور
حاص کی تفسیر خاد سے کی یعنی انھوں نے گمان کیا کہ ان کے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔
قوله مَرِيَّةٌ، سے اس آیت کریمہ أَلَا اِهْتُمُّوا فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ، کی طرف اشارہ کیا اور
کہا مریۃ بکسر المیم ولفظہا دونوں طرح بمعنی شک ہے یعنی خبردار انہیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے؛
کیونکہ وہ بعثت اور قیامت کے قائل نہیں ہیں۔

قوله اَعْمَلُوا، سے اس آیت کریمہ : اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ کی طرف اشارہ کیا
مجاہد نے کہا یہ وعید و تہدید ہے۔ اور صیغۃ امر حقیقی معنی میں متعل نہیں یعنی تم جو جی میں آئے کرو! بیشک وہ
تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

قوله قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : إِذْ قُمُوا إِلَى اللَّهِ
هِيَ أَحْسَنُ، کی تفسیر کی کہ یہ غیظ و غضب کے وقت صبر کرنا اور برائی کے وقت عفو کرنا ہے۔ جب وہ
ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے گا اور ان کے دشمن ان کے لئے نرم ہو جائیں گے گویا وہ قریبی
دوست ہیں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ برائی کو بھلائی سے ٹال دو، مثلاً غصہ کو صبر سے اور جہل کو
حلم سے اور بدسلوکی عفو سے کہ اگر تیرے ساتھ کوئی برائی کرے تو معاف کر اس خصلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ
دشمن دوستوں کی طرح محبت کرنے لگیں گے۔

بَاثُ قَوْلُهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَبْرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ
وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا
مِمَّا تَعْمَلُونَ

۴۴۹۷۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ
عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَيْسِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ فُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ
وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَبْرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَالْآيَةُ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ
وَخَتَنُ لَهَا مِنْ ثَقِيفٍ وَرَجُلَانِ مِنْ ثَقِيفٍ وَخَتَنُ لَهَا مِنْ قُرَيْشٍ فِي بَيْتٍ فَقَالَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَتُرُونَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ حَدِيثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ بَعْضُهُ

بَاثُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم اس سے کہاں
چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری
آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا
تفسیر : یعنی تم ارتکابِ معاصی اور فواحش کے وقت باغات اور پردوں میں چھپ
نہیں سکتے ہو اور تمہارا چھپنا اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے اعضاء تم پر گواہی دیں گے
کیونکہ تم تو اپنے پران کی گواہی کے قائل ہی نہیں ہو۔ بلکہ تم بعث و قیامت اور جزاء کے سرے سے منکر ہو۔
ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ : وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَبْرُونَ
کے دو مرد اور ان کا داماد جو بنی ثقیف سے تھا یا بنی ثقیف کے دو آدمی اور ان کا داماد جو قریش سے
تھا ایک گھر میں تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ ہماری باتیں سنتا ہے؟ ایک
نے کہا ہماری بعض باتیں سنتا ہے (جو ہم بلند آواز سے کہیں) اور ان میں سے بعض نے کہا اگر وہ ہماری

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَنٍ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلُّهُ فَأَنْزَلَتْ وَمَا كُنْتُمْ
تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ الْآيَةُ

بَابُ قَوْلِهِ ذَلِكَ ظَنُّكُمْ الْآيَةُ

۴۴۹۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ
عَنْ أَبِي مَعْبَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَتَقْفِيٌّ
أَوْ تَقْفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمٌ بَطُونُهُمْ قَلِيلَةٌ فَقَهُ قُلُوبُهُمْ فَقَالَ
أَحَدُهُمْ أَتَرُونَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا
وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَأَنَّهُ
يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ
سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ الْآيَةُ وَكَانَ سُفَيْنٌ يُحَدِّثُنَا
بِهَذَا فَيَقُولُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَأَبْنُ أَبِي بَجِيْمٍ وَأَوْحَمِيدٌ أَحَدُهُمْ أَوْ
إِثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلَى مَنْصُورٍ وَتَرَكَ ذَلِكَ مَرَارًا غَيْرَ وَاحِدَةٍ

بعض باتیں سُنتا ہے تو یقیناً ہماری ساری باتیں سُنتا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ الْآيَةُ
یعنی اللہ کے نزدیک تمام مسموعات برابر ہیں اور بعض کو خاص کرنا محکم ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! اور یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے

رب کو کے ساتھ کیا۔ اور اُس نے تمہیں ہلاک کر دیا تو اب رہ گئے خسارے والوں میں،

۴۴۹۸۔ ترجمہ: عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے پاس بدر قریشی

٩٩ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ

الْحَوْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَهْزُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْرُوفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَخُوَةَ

۸۹۴۴ : قولہ کان سفیان، یہ کلام امام بخاری کے شیخ حمیدی کا ہے۔ یہ مذکور

۱۲۹۸ — حدیث کا دوسرا اسناد ہے اور یہ حدیث مضطرب نہیں کیونکہ پہلی بار اس کا ترجمہ کیے بغیر ہی حتم قطعی کرنا حدیث میں قدح نہیں کرتا۔

باب ۱۰ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اگر وہ صبر

کرپن تو آگ اُن کا مٹھکا نا ہے !

اس باب میں اس آیت کریمہ کا بیان ہے۔ یعنی پھر اگر وہ عذاب پر صبر کریں تو یہ صبر بھی کار آمد نہ ہوگا اور
اگ اُن کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ منانا چاہیں تو کوئی ان کا منانا نہ مانے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی نہ ہو جائے
کتنا ہی ملت کریں کسی طرح عذاب سے رہائی نہیں۔ اِنْ يَسْتَعْجِلُوْا كَيْفَ مَعْنٰی ہیں اگر وہ راضی نہ چاہیں تو وہ راضی نہ ہوں گے

سُورَةُ حَمَّ عَسَقٍ

وَيُذَكِّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَقِيمًا لَا تَلِدُ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا الْقُرْآنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
يُذَكِّرُكُمْ فِيهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا لَا خُصُومَةَ طَرَفٍ خَفِيَ ذَلِيلٌ
وَقَالَ غَيْرُهُ فَيُظَلِّلُنْ رَوَاكِدًا عَلَى ظَهْرِهِ يَتَحَرَّكُنْ وَلَا يَجْرِيَنَّ فِي الْبَحْرِ
شَرَعُوا ابْتَدَعُوا

۴۴۹۹ — ترجمہ : عمرو بن علی نے اس اسناد کے ساتھ مذکور
حدیث کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔

سُورَةُ حَمَّ عَسَقٍ

یہ سورت مکتبہ ہے اس کی ترین آیات میں اُن میں سے چار آیات مدنی ہیں اور وہ ذِٰلِكَ الَّذِي
يُبَشِّرُ اللَّهَ عِبَادَةً مِنْ اُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ تک ہیں۔ حم عسق کو مجاہد ذکر کیا اور کبھی بعض
اور اس کے نظائر کو آیات کے ساتھ متصل ذکر کیا۔ بیضاوی نے کہا شاید اس سورت کے دو نام ہیں۔ اس لئے
ان کو دو آیتیں شمار کرتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا حم مبتداء اور عسق اس کی خبر ہے۔ بعض نے کہا اس
جگہ حم فعل ہے اس کے معنی میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے، لیکن ان کے نظائر
دیگر مقطعات حروف تہجی ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قولہ عَقِيمًا سے اس آیت کریمہ : وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ عقیم وہ عورت ہے جو بچہ کو جنم نہ دے؛ چونکہ اس روایت
میں ضَعْفُ وَالْفَطَاعُ ہے۔ امام نے جزم نہ کیا اور کہا یَذْکُرُ لَفْظَ مَجْهُولٍ ذکر کیا
قولہ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا سے اس آیت کریمہ : وَكَذَٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا کی طرف اشارہ

بَابُ قَوْلِ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

کیا۔ اور روح کی تفسیر قرآن کریم سے ہے کہ سدی نے اس کی تفسیر وحی سے کی جبکہ حس بصری نے رحمت سے تفسیر کی ہے۔

قَوْلُهُ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَوْمٌ مِّثْلُكُمْ : اس آیت کریمہ : وَمِنْ الْإِنْعَامِ أَرْوَاجًا يَذْرُؤُكُمْ فِيهِ ، کی طرف اشارہ کیا اور نسل بعد نسل سے اس کی تفسیر کی یعنی پوپائیوں سے ان کی جنس سے نرو مادہ پیدا کئے۔

قَوْلُهُ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَوْمٌ مِّثْلُكُمْ : اس آیت کریمہ : لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حِجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ يَتَنَادَوْنَ لِلَّهِ الْمَصِيرُ ، کی طرف اشارہ کیا ، ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل کوئی محبت نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے (آیت قتال سے یہ آیت کریمہ منسوخ ہو چکی ہے)۔

قَوْلُهُ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَوْمٌ مِّثْلُكُمْ : اس آیت کریمہ : وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاسِعِينَ مِنَ الدَّلَالِ يَنْظُرُونَ ، کی طرف اشارہ کیا اور حنفی کی تفسیر ذلیل معنی ضعیف سے کی یعنی تم انہیں دیکھو گے کہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ ذلت سے دبے بچے بھی نگاہوں سے دیکھتے ہیں یعنی ذلت اور خوف کے باعث آگ کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے کوئی گروہ دن زدنی اپنے قتل کے وقت تیغ زن کی تلوار کو دزدیدہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ قَوْلُهُ فَيُظَلَّلْنَ زَوَاكِدَ : اس آیت کریمہ : وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور یَتَحَوَّكُنَّ وَلَا يَجْرَيْنَ فِي الْبَحْرِ سے اس کی تفسیر کی ، آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اس کی نشانوں میں سے ہیں۔ دریا میں چلنے والی بڑی کشتیاں پہاڑوں کی طرح وہ جاہے تو ہوا تھا دے (جو کشتیوں کو چلاتی ہے) کہ اس کی پیٹھ پر دریا کے اوپر بھری رہ جائیں۔ مجاہد کے غیر نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانوں میں سے کشتیاں ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی مانند ہیں مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں حرکت سے ہوا کو باز رکھے اور وہ دریا کے امواج سے حرکت کریں حالانکہ وہ ساکن ہیں یعنی امواج اور لہروں کے جوش سے ساکن حرکت کریں اور چلنے سے باز رہیں۔

قَوْلُهُ شَرُّعُوا ، سے اس آیت کریمہ : اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرُّعُوا لَهُمُ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ، کی طرف اشارہ کیا پھر شرع عود کی تفسیر ابتداء عود سے کی ، یا ان کے لئے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے وہ دین نکال دیا ہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی ،

بَابُ مَكَرِ قَرَابَتِ كِي مَحَبَّتِ

۴۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ
 طَاوُسًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى فَقَالَ
 سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ قُرْبَى أَلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجَلْتُ
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنِي مِنْ قُرْبَى إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ
 قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ اس آیت کریمہ میں ”قُرْبَى“ سے مراد کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى، تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں
 مانگتا مگر قرابت کی محبت جب سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ (شریف اللہ تعالیٰ) تشریف لاتے
 اور حوادث اور حقوق آپ پر عائد ہوئے حالانکہ آپ کے پاس مال وغیرہ نہ تھا تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب ہمیں ہدایت دی ہے۔ یہ حوادث اور حقوق آپ کے ذمہ ہیں اور آپ
 کے پاس مال و متاع نہیں ہے۔ ہم اپنے مالوں میں سے کچھ جمع کرتے ہیں۔ آپ حقوق و واجبات پورے کرتے ہیں۔
 اس سے استعانت فرمائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے حبیب آپ ان سے فرمادیں میں معجزات اور
 ہدایت جو تمہارے پاس لایا ہوں اس پر میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت یعنی اللہ تعالیٰ سے
 اور عبادت اور دینی احکام کی تعمیل کرنے سے تمہارا تقرب الہی چاہتا ہوں تم اللہ سے محبت کرو اور اس کی تعالیٰ
 سے اس کا تقرب حاصل کرو احسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی تفسیر کی ہے کہ قُرْبَى سے مراد اللہ تعالیٰ کا تقرب ہے
 عکرمہ، مجاہد، سدی اور ضحاک و قتادہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تم میری قرابت سے دوستی اور میری محبت اور
 سے محبت کرو میں تم سے یہی چاہتا ہوں اور ان میں میری حفاظت کرو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں مختلف
 اقوال ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اقرباء سے دوستی اور محبت کرنا طلب فرمایا ہے وہ حضرت ابراہیم
 حیدر کرار فاتح خیبر جناب علی المرتضیٰ، لخت جگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ زہرا، کریم اللہ و جہا اور
 ان کی اولاد ہیں رضی اللہ عنہم بعض علماء نے کہا وہ عبد المطلب کی اولاد ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے جن پر صدقہ عام ہے
 اور ان کا حق خمس ہے وہ ہاشم کی اولاد اور بنی مطلب ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے کفر و اسلام میں جدا نہیں ہوئے۔
 ۴۵۰۰۔ ترجمہ: عبد الملک بن میسرہ نے کہا میں نے طاووس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

سورة حم الزخرف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُحَمَّدٌ عَلَى أُمَّةٍ أَمَامٍ وَقِيلَ لَهُ يَلَدْتَ تَفْسِيرُهُ اِيْحَسِبُونَ اَنَا
لَا اَسْمَعُ بِذَلِكَ هُمْ وَنَحْوَاهُمْ فَلَا نَسْمَعُ قِيلَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَوْ

مُحَمَّدٌ لَمْ يَكُنْ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى لَمْ يَكُنْ كَلَامُ: اِلَّا الْمَوْعِدَةُ فِي الْقُرْآنِ ... کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے اس
کی تفسیر میں محمد بن حنفیہ بن ابی اسحق سے نقل کیا کہ سعید بن جبیر نے کہا جبکہ میں ان کی مجلس میں بیٹھا تھا استیلا
سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ابن عباس نے سعید بن جبیر سے کہا آپ نے جواب دینے میں جلدی
کی تھی۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے کبھی قبیلہ سے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے قرابت تھی۔ پس آپ
خلفہ طایف میں تم سے صرف میرا پتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کو ملاؤ!

مترجم: ... ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام قریشی سردگان
صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سب اور آئندہ کریمہ میں صرف بنو ہاشم ہی مراد
ہیں ہیں جو سعید بن جبیر کے کلام کا مفہوم تھا کیونکہ اس کا مفہوم خاص اولاد بنی ہاشم اور بنی مطلب تھا جبکہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما کے کلام میں آیت کو یہ قریش کے ہر قبیلہ کو شامل ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام قبائل سے مرکزی
حقیقت رکھتے ہیں آپ کو ہر ایک سے نسبت ہے۔ اس لئے آپ سب سے صلہ رحمی جانتے ہیں۔ واللہ ویرسلہ اعلم!

سورة زخرف

اس میں سورة زخرف کی بعض آیات کی تفسیر ہے۔ یہ سورت کہتے ہیں کہ صرف ایک آیت کو یہ واسطی
میں اَوْسَلْنَا الرَّحْمَةَ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۸۹ آیات ہیں۔ زخرف کے معنی میں بد سوتا۔ چہرہ زخرفہ یعنی کوزہ زخرف
کہتے ہیں۔ حسن نگاہ اور زین کے سپرہ کے مختلف الوان کو بھی زخرف کہا جاتا ہے گھر کی زینت کو زخرف اہمیت
کہتے ہیں۔ اس کی جمع زخارف یعنی کشتیاں ہیں۔

لَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَوْ لَا أَنْ أَجْعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كِفَارًا
لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ الْكُفَّارِ سَقْفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ مِّنْ فِضَّةٍ وَهِيَ دَرَجٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله على أُمَّة،، سے اس آیت کریمہ ”بَلْ قَالُوا إِنَّا وَاحِدٌ نَّأْتِجُكَ عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ
مُحْتَدُونَ“ کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اُمّۃ بمعنی امام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے اس کی تفسیر دین سے کی جبکہ مجاہد سے اس کی تفسیر ملت سے بھی منقول ہے۔ آیت کے معنی یہ ہے بلکہ انہوں نے
کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دن پر پایا اور ہم ان کی اقتدار پر چل رہے ہیں۔ یہی ان کی دلیل تھی اس کے
سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی کہ ان کے باپ دادے بھی ایسا کیا کرتے تھے
قوله قِيلَ،، سے اس آیت کریمہ : وَقِيلَ يَا أَيْتُهَا إِتِ هَؤُلَاءِ قَوْمًا لَا يُؤْمِنُونَ“ کی طرف اشارہ
کیا اور اس کی تفسیر یہ کی : کیا یہ لوگ گمان کئے ہوئے ہیں کہ ہم اُن کی آہستہ باتیں اور اُن کے مشورے نہیں سنتے
ہیں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے اُن کے پاس لکھ رہے ہیں۔ امام نے قیل یا رب، کی تفسیر ”اُتِیْبُون“ الخ
سے کی بعض نے اس تفسیر کا انکار کیا اور کہا یہ اس وقت درست ہے جبکہ قرآن کریم کا لفظ قیلیم ہو اس کی ضمیر
جمع ہو۔ قیل میں ضمیر مفرد ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ تعجبی نے کہا اس کا معنی یہ ہے
آیا گمان کرتے ہیں کہ ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں سنتے ہیں جو آپ اللہ کے حضور ٹکڑہ کرتے ہیں کہ اے میرے
پروردگار یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

قوله لَوْ لَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا مَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقْفًا مِّنْ
فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ، کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ
کافر ہو جائیں گے تو کافروں کے لئے چاندی کے چھت اور چاندی کی سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے ہیں۔ یعنی اگر اس
کا لحاظ نہ ہوتا کہ کافروں کو فراخی عین میں دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے الخ
قوله لِبُيُوتِهِمْ،، یہ مَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ سے بدل اشتمال ہے۔

قوله مُقَرَّبِينَ،، سے اس آیت کریمہ : سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّبِينَ
کی طرف اشارہ کیا اور اس کی مُطَبِّقِينَ سے تفسیر کی یعنی پاکی ہے اسے جس نے یہ سواری ہمارے تابع کر دی اور ہم اس پر
طاقت نہ رکھتے اور نہ ہی قوت میں اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔
قوله أَسْفُونَا،، سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا أَسْفُونَا اُنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ“ کی طرف

وَمَنْ أَضَلُّ مَقَرِّينَ مُطِيقِينَ أَسْفَوْنَا أَسْخَطُونَا يَعْشُ يَعْنِي وَقَالَ مُجَاهِدٌ
لَا تَنْصُرِبُ عَنْكُمْ الْفُلُكُ أَيْ تَكَلِّفُونِ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تَقْبَلُونَ عَلَيْهِ وَمَضَى
مَثَلُ الْأَوَّلِينَ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ مَقَرِّينَ يَعْنِي الْإِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحِجِرَ
يَكْشَوْنِي الْحِلْيَةَ الْجَوَارِي جَعَلَتْهُنَّ لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا أَفَكَيْفَ تَحْكُمُونَ لَوْ
شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ لَعَنُونَ الْأَوْتَانِ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى مَا لَهُمْ
بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ الْأَوْتَانِ أَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ فِي حَقِّهِ وَلَدًا مَقَرِّينَ

اشارہ کیا اور اس خطو نامہ خطوں کی تفسیر کی۔ یعنی جب انھوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے اُن سے انتقام
لیا اور اُن سب کو ڈبو دیا۔

قوله يَعْشُ يَعْنِي وَمَنْ أَضَلُّ مَقَرِّينَ مَقَرِّينَ لَمْ يَشْطَانَا هُوَ الْقَرِينُ، کی طرف اشارہ
کیا اور مَقَرِّينَ کی تفسیر کی جی جی کوئی اللہ کی یاد سے اللہ جا ہو جائے اور پوری طرح اس طرف متوجہ نہ ہو بخدا اس
کے لئے شیطان تعینات کر دیتے ہیں وہ اس کا ہمیشہ ساتھی رہتا ہے اور اس کو گمراہ کرتا ہے یَعْشُ يَعْنِي يَعْشَوْنَ
لَا يَفْقَهُنَّ اس کے معنی میں مکرور نظر کر کے دیکھنا۔ مَقَرِّينَ کے معنی میں مُسَلِّط کر دیں۔

قوله أَفَنَصْرِبُ الْآلِيَةِ سے اس آیت کریمہ أَفَنَصْرِبُ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا اِنْكُتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ
کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا کہ تم قرآن کو جھٹلاتے ہو پھر تمہیں عذاب نہ دیا جائے یعنی کیا
ہم قرآن کی تکذیب کرنے والوں سے آخر میں گولیں اور ان کو عذاب نہ دیں؟ بعض نے یہ تفسیر کی کیا ہم تم سے عذاب
مکمل ہیں تو تمہیں کچھ نہ کہیں اور تمہارے کفر پر ہمیں عذاب نہ دیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔
بخدا کی قسم بعض نسخوں میں قال مجاہد: نہیں ہے۔

قوله مَضَى سے اس آیت کریمہ فَأَمْكُنَّا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ کی طرف
اشارہ کیا اور اس کی سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ سے تفسیر کی اور ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو اُن سے بھی پکڑ میں سمیت تھے
اور انھوں نے کمال حاصل کر چکا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کی تفسیر ”عقوبۃ الاولین“ سے کی ہے۔

قوله وَمَا كُنَّا لَمْ مَقَرِّينَ،، لہ میں ضمیر العام کی طرف راجع ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے اور ضمیر
مطر داس لئے ذکر کی کہنا تمام جمع کے معنی میں ہے جیسے جند، جيش وغیرہ اسماء اجناس ہیں۔ مَقَرِّينَ کی تفسیر بھی
یہی گوری ہے۔ قوله يَمْشَا سے اس آیت کریمہ، أَوْ مَنْ يَمْشَا فِي الْحِلْيَةِ دَهْوًا فِي الْحِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ کی

يُمَشُّونَ مَعًا سَلَفًا قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَا
عِبْرَةً يَصِدُّونَ مُبِرِّمُونَ مُجْتَمِعُونَ أَقْدِلُ الْعَالَمِينَ أَقْدِلُ الْمُؤْمِنِينَ

کی طرف اشارہ کیا اور حلیہ کی تفسیر جاری یعنی لڑکیوں سے کی یعنی تم نے عورتوں کو اللہ کی لولا دینا لیا، چنانچہ وہ کہتے تھے۔ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور پیشائے کے معنی یکجہتی، المیزینت، عداوت، نیت کی تفسیر جاری کی معنی بنات سے کی اور آیت کی تفسیر یہ کہ تمہاری یہ بات کیسی ہے کہ عورتوں کو اللہ کی بیٹیاں بناتے ہو، حالانکہ تم اپنے لئے لڑکیوں سے خوش نہیں۔

قوله "لَوْ شَاءَ" اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ "وَعَبْدًا نَاهُمْ" میں ضمیر کا مرجع "سَلَفًا" نہیں فرشتے مرجع نہیں۔ چنانچہ قتادہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: "مَا لَهُمْ بِذَلِكَ عِلْمٌ" میں کہا کہ تمام مفسرین کا اس میں اتفاق ہے کہ اس میں ضمیر اوثان کی طرف راجع ہے اس کا قرینہ: "أَتُحْمَرُونَ" ہے اور اوثان بمنزلہ عقلاء قرار دے کر ضمیر مذکور ذکر کی ہے۔

قوله "فِي عَقِبِهِ" سے اس آیت کریمہ: "وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يُحِجُّونَ" کی طرف اشارہ کیا اور عقب کی تفسیر وَلَد سے کی اور وَلَد سے مراد جنس ولد ہے اس میں پوتے اور ان کی لولا بھی داخل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عقب سے مطلق وارث مراد ہیں۔ اور کلمہ باقیہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔
قوله "مُقْتَرِنُونَ" سے اس آیت کریمہ: "أَوْجَاءُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ مُقْتََرِنِينَ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر يُمَشُّونَ مَعًا، سے کی یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس رکھے ہو کر جلتے۔

قوله "سَلَفًا" سے اس آیت کریمہ: "فَجَعَلْنَا هُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ" کی طرف اشارہ کیا، انہیں ہم نے کر دیا۔ اگلی داستان اور کہاوت پچھلوں کے لئے کہ بعد والے ان کے حال سے نصیحت و عبرت حاصل کریں امام بخاری نے اس کی تفسیر یہ کی کہ ہم نے فرعون کی قوم کو سیدہ کوئین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کافروں کے لئے کہاوت اور بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت بنایا۔ سلفاً۔ پہلی امتیں مثلاً بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت۔
قوله "يَصِدُّونَ" سے اس آیت کریمہ: "إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُمْ يَصِدُّونَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر يَضْحَكُونَ سے کی۔ یعنی جی بھی تمہاری قوم اُس سے ہنسنے لگتی ہے۔ يَضْحَكُونَ کو ضمیر سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اس وقت اس کا معنی ہے اعراض کرتے ہیں۔

قوله "مُبِرِّمُونَ" سے اس آیت کریمہ: "أَمْ أَبْرَمُوا أَمْ فَإِنَّا مُبِرِّمُونَ" کی طرف اشارہ کیا اور مجھوں سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی کیا کفار مکہ نے اپنے خیال میں کوئی کام پکا کر لیا ہے تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ وَالَّتِي فِيهَا يَكْفُرُ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَالْوَاحِدُ الَّذِي كَفَرَ فِيهَا يُكْفِرُ بِمَا كَفَرُوا وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَا يَسْمَعُونَ
وَلَوْ قَالَ بَرَأَ مِنْهُ لَفُتِنُوا فِي الْأَشْيَاءِ الَّتِي يُبَيِّنُ فِيهَا الْحَقَّ يَبْرَأُونَ وَقَدْ أَخْبَدَ اللَّهُ
إِنِّي بَرَأْتُ بِالْغَابِ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِي يَكْفُرُ بِاللَّذِينَ كَفَرُوا يَكْفُرُونَ بِمَا كَفَرُوا
بَعْضُ الْقَوْمِ تَتَخَفُونَ بِيَعْلَامُ اللَّهِ تَتَخَفُونَ بِيَعْلَامُ اللَّهِ تَتَخَفُونَ بِيَعْلَامُ اللَّهِ

یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔
کفار مکہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹکڑے اور فریب سے ایذا پہنچانے کا ارادہ و حقیقت ایسا ہی تھا
کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہو کر حضور پید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے لئے چلے سوچتے تھے جس کا
انہیں ان کی ہلاکت کا خیال نہ تھا۔
اس سورہ اول العابدین "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" سے اس آیت کریمہ: "قُلْ إِن كَانَ لِلزَّاهِمِينَ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ"
کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عابدین کی تفسیر مومنین ہے۔ یعنی اگر تمہارے گمان میں اللہ کی اولاد ہے تو میں تمہاری
تسلیم اور تمہاری اس بات سے انکار میں پہلا موجد اور مومنین ہوں کہ اللہ ایک ہے اور میں اس پر ایمان
رکھتا ہوں کہ تم صحت پر رہتے ہو۔

یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔
یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔
یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔
یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔
یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔
یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔
یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔
یہاں پر تین جگہ تکرار ہے۔ پہلی جگہ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" اور دوسری جگہ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" اور تیسری جگہ "بِالَّذِينَ كَفَرُوا"۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! دوزخی (خازنِ دوزخ)
کو آواز دیں گے اے مالک تمہارا رب ہمارا فیصلہ کرے

بات نہ کرو !
توجہ
۲۵۰۱

وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ الْآيَةَ اور قتادہ نے مثلاً لِلْأَخْرَجِينَ کی تفسیر میں کہا ہم نے ان کو بعد میں آنے والوں کا فروں کے لئے پیش رو بنایا اور پیچھے آنے والوں کے لئے انہیں عبرت کیا۔

غَيْرُهُ مُقَرَّبَيْنِ ضَابِطِينَ يُقَالُ فَلَانٌ مُقَرَّبٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ
وَالْأَكْوَابُ الْأَبَارِيُّوْنَ الْمَلِكِ وَالْحَوَاطِمُ كَهَاتِهِ الْأَوَّلُ الْعَابِدِينَ أَيْ مَا كَانَ
فَانَا لَوَّلُ الْأَفِينِ وَفِي الْقَتَانِ وَجَلَّ عَلَيْنَا مُعَبَّدٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ
قَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ وَيُقَالُ أَوَّلُ الْعَابِدِينَ الْحَاجِدِينَ مِنْ عَبْدٍ
لِعَبْدٍ وَقَالَ قِيَادَةُ فِي أَمِّ الْكَلْبِ مَلِكُ الْكَلْبِ ضَابِطُ الْكَلْبِ أَفَضْرِبُ عَنْكُمْ
الذِّكْرُ صَفْحًا إِنَّ كُتْمًا وَخَافِئَ سَرَفَيْنِ مُشْرِكَيْنِ قَابِلُهُ لَوَاتٌ هَذَا
الْقُرْآنُ رُفِعَ حَيْثُ يَدُهُ أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَهْلَكُوا فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ
مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَعْنَى مَثَلِ الْأَوَّلِينَ عَقُوبَةُ الْأَوَّلِينَ جُزْءٌ عَدَلًا

تحریر عقوبہ کا معنی قیادہ کے غیر ہے۔ و ما کنا مقربین کی تفسیر میں کہا مقربین معنی ضابطین ہے
کہا جاتا ہے فلان شخص فلان کا مقرب یعنی ضابط ہے اور اس کو قابو کرنے والا ہے۔

قوله فالأکواب " ہے اس آیت کریمہ " یطاف علیہم بصحاف من ذهب و اکواب " کی
طرف اشارہ کیا یعنی گول پتھر جو کہ معین کے پیالوں اور جاموں کا " اکواب گوبہ کی جمع ہے۔ زمخشری
نے کہا گوب وہ گونہ ہے جس کی مٹی لٹکانی نہ ہو اس میں سے پانی پینے والا ہر طرف سے پی سکتا ہے۔

قوله اَوَّلُ الْعَابِدِينَ " ہے اس آیت کریمہ " اَوَّلُ الْعَابِدِينَ " اَوَّلُ الْعَابِدِينَ
کی طرف اشارہ کیا اور ماہرین کی تفسیر انہیں سے کہی۔ یہ آیت کریمہ عنقریب گزری ہے۔ یہاں عابدین کا
بعض معنی بیان کر رہے ہیں۔ وہاں اَوَّلُ الْعَابِدِينَ کی تفسیر ما کنا فلان اَوَّلُ الْعَابِدِينَ " ہے
کی۔ اور ما کنا " اِن کَانَ لِلزَّخْمِ وَلَدٌ " کی تفسیر ہے۔ اور اِن " نافیہ ہے۔ یعنی اللہ کی اولاد نہیں ہے۔

عابد اور عبد دو لفظ ہیں۔ عابد معنی مومن اور عبد معنی آئین ہے یعنی اللہ کی اولاد نہیں اور میں سب سے
پہلا نفرت کرنے والا ہوں گا۔ عبادت پر جو معنی اللہ سے ہے " قیلہ کی جگہ " قَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ " پڑھا
ہے۔ اگر اسے قیلہ یارت " کی تفسیریں ذکر کیا جاتا تو مناسب تھا۔

قوله یطاف " یعنی اول الطہرین معنی اول الجامدین اور یہ عبد یعبد " ماضی میں باد مکتور اور مضارع
میں مضارع ہے مکتور بھی پڑھا جاتا ہے اس کے معنی انکام کے ہیں۔ اس فقرہ پر اس کی تفسیر یہ ہے :

سُورَةُ حَمْدِ الدَّخَانِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَهُوَ طَرِيقًا يَأْتِي عَلَى الْعَالَمِينَ عَلَى مَنِّ بَيْنَ لَيْلٍ

اِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْمُجَاهِدِينَ، یعنی اس کی اولاد نہیں میں سب سے پہلے اس کا انکلا کرتا ہوں، چنانچہ عرب کہتے ہیں ”اِنْ كَانَ هَذَا الْأَمْرُ قَطُّ“، یعنی یہ بات سرگز نہیں ہے۔ شری نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اِنْ بِمَعْنَى كَوْنِهِ اَكْبَرُ رَحْمَنٍ كِي اَوْلَادٍ هُوَ تَوْحِيدٌ شَيْءٌ كَمَا اِنْ كَانَ كَرِهًا، لیکن اس کی اولاد نہیں ہے (یعنی)

قوله فِي اُمِّ الْكِتَابِ، سے اس آیت کریمہ: وَ اِنَّ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ عَلٰی كُلِّ اِمْرٍ اِمْرًا۔ اور قتادہ نے اس کی تفسیر جملۃ الكتاب اور اصل کتاب سے کی۔ مفسرین نے اس کی تفسیر میں محفوظ سے کی۔ قوله اَنْتَضَرْتُ، تو کیا ہم تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں اس پر کہ تم لوگ شرک کرنے والے اور حد سے بڑھنے والے ہو۔ مُشْرِفِينَ یعنی مشرکین ہے۔ بخدا اگر ایسا ہوتا کہ یہ قرآن اٹھا لیا جاتا جبکہ اس بات سے اس کو مستزاد کر دیا تو یقیناً وہ ہلاک ہو جاتے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے باعث ان پر ایسی برکتیں بھی کسب فرما رہا ہے کہ یہ قتادہ کا کلام ہے۔

قوله فَاهْلَكْنَا، تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو ان سے بھی بکر میں سخت تھے اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے۔ امام نے مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ، کی تفسیر عقوبت سے کی۔ قوله جَزْءًا، سے اس آیت کریمہ: وَ جَعَلْنَا الْاٰمِنِ عِبَادًا بَٰجُوْا اِيَّاكَ الْكَافِرِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور جزء کی تفسیر عدل سے کی۔ یعنی اس کے بدلے میں سے اس کا ٹکڑا اٹھایا لے شک آدمی کھانا شکر ہے۔ جو ایسی باتوں کا قائل ہے کہ فرشتوں کو اس کی بیٹیاں بتایا، اس میں کافروں کو تو بیخ ہے۔

سُورَةُ حَمْدِ الدَّخَانِ

مقاتل نے کہا یہ سورت ساری نکلے ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں اس کی انسٹھ آیات ہیں امام ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی جو کوئی اس سورت کو رات پڑھے صبح تک

أَسْوَدَ كَهْلِ الزَّيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ تَبِعَ مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدُهُمْ يُسَمَّى تَبَعًا
لَوْ أَنَّهُ يَتَّبِعُ صَاحِبَهُ وَالظِّلُّ يُسَمَّى تَبَعًا لِأَنَّهُ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ

بَابُ فَارْتَقَبَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ

وَقَالَ قَتَادَةُ فَارْتَقَبَ فَانْتَظَرُ
۴۵۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عُمَرَ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَضَى خُمْسُ الدُّخَانِ وَالرُّومُ وَالْقُرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ

بے شک مقبوسہ کا پیڑ گنہگاروں کی خوراک ہے گلے ہوئے تاجے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے۔ ابن ہری
نے کہا ہر کلا ہوتا تانبہ، سیسہ، پیتل اور گلی ہوئی چاندی کو مہل کہتے ہیں۔ بعض نے تیل کے نیچے والی مہل کو
کو مہل کہا ہے۔ بعض نے کہا دوزخیوں کے چمڑوں سے جاری پینچے مہل ہے۔ لیٹ نے کہا مہل گنہگار کی قسم
ہے جو زرد رقیق ہوتی ہے۔ سردیوں میں اونٹوں کو ملی جاتی ہے۔ اموی نے کہا وہ پیپ ہے اور جو میت سے
نکلے اس کو بھی مہل کہتے ہیں۔ ابن جریر سے روایت ہے کہ مہل نہایت ہی گرم شے ہے جس کی گرمی انتہا کو پہنچی
ہو۔ بعض نے کہا جنت جو اہر یعنی سونا چاندی لوہے وغیرہ کی چمک کو مہل کہا جاتا ہے۔
قولہ تبع سے اس آیت کریمہ اَھمَّ خَيْرٌ اَمْ قَوْمٌ تَبِعَ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر ملوک میں
(ملوک کے بادشاہوں) سے کی۔ کیا طاقت میں کفار مکہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے۔ ہم نے
انہیں ہلاک کر دیا۔ یہ اس لئے کہ میں کے بادشاہ کو تبع کہتے ہیں جسے فارس کے بادشاہ کو کسریٰ روم کے بادشاہ
کو قیصر حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی اور ترکستان کے بادشاہ کو خاقان کہتے ہیں۔ (یعنی زمین کے بادشاہ کو تبع
اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے پہلے ساتھی کی اتباع کرتا ہے۔ سارے کو بھی تبع کہا جاتا ہے کیونکہ
وہ سورج کے تابع ہوتا ہے۔

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اس دن کے منتظر رہو،

جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائیکا،

قتادہ نے کہا "فَارْتَقَبَ" یعنی "انْتَظَرُ" ہے۔ انتظار کرو!

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ لِسَيْنَانٍ كَرِيمٍ يُوسُفَ فَلَمَّا كَمُتُوا قَطَعُوا وَجْهَهُ
 حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَكْرَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا
 كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُحْدِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فَأَرْقَبَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
 بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ اللّٰهُ لِمَضْرَافَتِهَا وَهَكَذَا
 قَالَ لِمَضْرَافَتِكَ لِحَرِيِّ فَاسْتَسْقَى فَسَقُوا فَتَزَلَّتْ أُنْكُمْ عَائِدُونَ فَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ
 الرَّفَاهِيَّةُ عَادُوا إِلَى حَالِهِمْ حَتَّى أَصَابَتْهُمْ الرَّفَاهِيَّةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فَوَسَّوْا
 نَبْطِشُ الْبُطْشَةِ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ قَالَ لَعْنَى يَوْمٍ بَدَأَ

یہ دردناک عذاب دھواں ہے جو مشرق سے مغرب تک ساری زمین کو

ڈھانپ لے گا اور چالیس روز و شب رہے گا۔

ترجمہ: مسروق نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ طوفان تھا جس نے
 ۲۵۰۳ — کہ مشرکین قریش نے سرود کا سنت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو

آپ نے ان پر قحط سالی کی دعا فرمائی جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑا تھا۔ قریش حجاز کی
 اور سخت مشقت میں مبتلا ہو گئے حتیٰ کہ انھوں نے بھوک کی وجہ سے بڑبڑا کر کھائیں۔ اور جو کوئی آسمان
 کی طرف نگاہ کرتا تو بھوک کی وجہ سے اس کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح نظر آتا تو اللہ تعالیٰ
 نے یہ آیت کریمہ: كَارِ تَقَبَّ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ
 نازل فرمائی۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص (ابوسفیان
 ابن حرب) آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے مضر قوم کے لئے بارش کی دعا فرمائی وہ ہلاک
 ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضر (ابوسفیان) سے فرمایا تو بہت دیر سے اور بارش کے لئے دعا
 فرمائی تو بارش ہو گئی تو یہ آیت کریمہ: اِنْكُمْ عَائِدُونَ، نازل ہوئی جب وہ فراخی اور آرام میں ہوئے تو
 اپنے اسی حال کی طرف لوٹ گئے جبکہ انہیں فراخی اور آرام کی زندگی میسر تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ

بَابُ قَوْلِهِ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ
 ۴۵۰۲۔ حَدَّثَنَا يُحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي الضُّحَى
 عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنْ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ يَقُولُ لِمَا
 لَا تَعْلَمُ اللَّهُ عِلْمَهُ أَنَّ اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ

يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَبْطُشَةُ الْكُبْرَى إِنَّا مُتَّقِمُونَ، نازل فرمائی جس دن ہم سخت پکڑ پکڑیں گے یہی
 ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا اس سے مراد بدر کا دن ہے جس میں بڑے بڑے
 مشرک قتل ہو گئے تھے،

۴۵۰۳۔ شرح : جب قریش خشک سالی میں مبتلا ہوئے تو ابوسفیان جو مضر قبیلہ
 کا اس وقت سردار تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 ہوا اور بادش کی آپ سے استدعا کی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مضر یعنی ابوسفیان سے فرمایا او
 اس کا مضر پر اطلاق کیا، کیونکہ وہ اس قبیلہ کا سردار تھا، عرب میں یہ رواج ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر دے
 تو قتل کی نسبت قاتل کے قبیلہ کی طرف کی جاتی تھی، حالانکہ واقعہ میں وہ نسبت صرف متعین شخص کی طرف
 ہوتی تھی۔ اسے ابوسفیان تو بہت دلیر ہے کہ تو اللہ کا شریک بناتا ہے اور اس سے رحمت بھی طلب کرتا
 ہے جب تم سے یہ عذاب اٹھایا جائے گا تو تم پھر شرک کرنے لگو گے اور اس پر اصرار کرو گے۔ چنانچہ ایسا ہی
 ہوا اور وہ پھر آپ سے دشمنی کرنے میں سخت ہوشیار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بدر میں ان سے انتقام لیا جبکہ قریش
 مکہ کے سردار قتل ہوئے اور شریک و بند میں مبتلا ہوئے۔

امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے اس کے بعد اس حدیث کے تین عنوان ذکر کئے ہیں اور بعینہ یہ
 حدیث مطول و مختصر ذکر کی ہے۔ نیز استفاد میں حدیث ۹۸۵۔ ج ۲ : سورہ روم کی تفسیر میں حدیث
 ۴۴۵۶ ج ۷ : اور سورہ ص میں حدیث ۴۴۹ ج ۷ : ذکر کی۔ فلیطالع ثمة ایضا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِشَادًا إِيَّائِهِ بِهَمِّهِمْ
 سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں!

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ إِنْ قُرَيْشًا لَمَّا عَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ قَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبَعِ يُوسُفَ
فَاخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوا فِيهَا الْعِطَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجُحْدِ حَتَّى جَعَلَ أَحَدُهُمْ
يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيَاةِ الدَّخَانِ مِنَ الْجُوعِ قَالُوا رَبَّنَا اكْشِفْ
عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ فَقِيلَ إِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ غَادُوا فَنَعَارِبُ فَلْكَشَفْ
عَنْهُمْ فَعَادُوا فَانْتَقَمَ اللَّهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَ تَأْتِي
السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ إِلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ

ترجمہ : مسروق نے کہا میں عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہا دانش مندی
۲۵۰۲ — یہ ہے کہ جس چیز کو تو نہ جانتا ہو تو تو کہے اللہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ فرمادو! میں تم سے اس پر اجرت کا سوال نہیں کرتا اور نہ ہی
میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔ جب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کر لیا اور آپ کی نافرمانی
کی تو فرمایا اے اللہ یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی کی طرح اُن پر سات برس خشک سالی کے ساتھ
میری مدد کر تو اُن کو خشک سالی نے پکڑ لیا اس میں اُنھوں نے سخت بھوک کے باعث ہڈیاں اور مُردار
کھائے حتیٰ کہ اُن میں سے آدمی کو اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کے سبب دھوئیں کی طرح نظر آتا تھا
اُنھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب کھول دے۔ ہم ایمان لاتے ہیں اور آپ سے کہا گیا اگر
ہم نے اُن سے عذاب کھول دیا گیا۔ وہ پھر شرک کی طرف لوٹ آئے تو اللہ نے بدر کے روز اُن سے بدلہ
لیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، ”منتقمون تک“

۲۵۰۲ — شرح : اس میں ایک قصہ خواں پر تعریف ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر
کیا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام کا سبب یہ ہے کہ ایک
شخص کندہ میں باتیں کر رہا تھا۔ اُس نے باتوں میں کہا قیامت کے دن دھواں آئے گا وہ منافقوں کے کانوں
اور آنکھوں میں داخل ہوگا اور مومن کو صرف زکام کی حالت عارض ہوگی۔ ہم گھر اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کے پاس گئے اور اُن سے یہ بیان کیا تو وہ غصہ سے بھر گئے اور تکیہ چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ اور کہا جس کو کسی شے

بَابُ قَوْلِهِ اِنِّي لَهَمُّ الذِّكْرِ وَقَدْ جَاءَهُمْ

رَسُولٌ مُبَيِّنٌ الذِّكْرَ وَالذِّكْرُ وَاحِدٌ

۴۵۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ عَنْ

الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّخْرِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ

قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قَرِيشًا كَذَبُوهُ

وَأَسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اُعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبِعِ يُوسُفَ

فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى كَانُوا يَأْكُلُونَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ

يَقُومُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنْ

کا علم ہو تو کہے اگر علم نہ ہو تو کہے اللہ جانتا ہے اور نامعلوم شئی میں تکلف نہ کرو اور کہا یہ واقعہ گزر چکا ہے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ ابن عباس، ابن عمر، زید بن علی اور حسن بصری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ دھواں قیامت کے علامات سے ہے اور قیامت سے کچھ پہلے ظاہر ہوگا۔ کافروں کے غلبہ سے مراد یہ ہے کہ کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت ترک کر دی اور کفر پر جھکے رہے۔

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہاں سے ہوا نہیں نصیحت

ماننا حالانکہ اُن کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول

تشریف لا چکا ہے، تفسیر: یعنی ان لوگوں پر مصائب کے بادل

چھائے رہے اور انکو سخت عذاب دیا گیا تو اس حالت میں وہ کیسے نصیحت مانیں گے حالانکہ اُن کے پاس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لایا اور معجزات ظاہرات اور آیات بینات پیش فرمائے۔

۴۵۰۵۔ ترجمہ: مسروق نے کہا میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ پھر کہا جب

الْجُحْدِ وَالْجُوعِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَرْقَبَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ
يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ حَتَّىٰ بَلَغَ إِنَّا كَاثِفُوا الْعَذَابِ
قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَفِيكُشَفَ عَنْهُمْ الْعَذَابُ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرَى يَوْمَ بَدَارِ

بَابُ قَوْلِهِ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ قَالُوا مَعْلَمٌ قَجُونٌ

۴۵۰۶۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَلْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت اسلام دی تو قریش نے آپ کو جھٹلادیا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی کی طرح اُن پر سات برس خشک سالی کے ساتھ میری مدد فرما! تو اُن پر خشک سالی آگئی اور کھانے کی ہر شئی لے گئی حتیٰ کہ وہ مُردار کھانے لگے اُن میں سے کوئی شخص گھڑا ہوتا تو مشقت اور بھوک کے سبب اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح دیکھتا پھر یہ آت کریمہ : فَأَرْقَبَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ حَتَّىٰ كَاثِفُوا الْعَذَابَ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ” تک پہنچے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا قیامت کے روز اُن سے عذاب کھولا جائے گا؟ اُنہوں نے کہا اور بطشہ کبڑی بدر کا دن ہے۔

۴۵۰۵۔ شرح : امام نے یہ حدیث تین تراجم کے ساتھ ذکر کی۔ ان میں سے یہ تیسری حدیث ہے۔ حَضَّتْ لَے گئی۔ سَنَةً خشک سالی جس میں کچھ نہ ہو اور وہ ہر شئی سے

خالی ہو۔ بطشی کبڑی ” يَوْمَ بَطْشِ الْبَطْشَةِ الْكُبْرَى کی تفسیر ہے (یعنی)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَاثِفًا بِرَأْسِهِ اس سے روگرداں ہوئے

اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے !!“

تفسیر : کفار مکہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کیا اور منہ پھیرتے ہوئے

سَلِمْنَ وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الصُّنْحَاءِ عَنْ مُسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ
بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَ
مَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى
قُرَيْشًا اسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ سَبْعَ كَسْبَعٍ يُوسُفَ
فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتَّى حَصَتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ فَقَالَ
أَحَدُهُمْ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يُخْرِجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيَاةِ
الدُّخَانِ فَاتَّاهُ ابْنُ يُوسُفَ قَالَ أَيْ مُحَمَّدُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ
اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَعُودُوا بَعْدَ هَذَا فِي حَدِيثٍ مَنْصُورٍ
ثُمَّ قَرَأَ فَارْتَقَبَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ إِلَى عَائِدُونَ أَيْ كُشِفَ
عَذَابُ الْآخِرَةِ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ أَحَدُهُمْ
الْقَمَرُ قَالَ الْآخِرُ الرُّومُ

چلے گئے اور آپ کو قبول نہ کیا اور کہا یہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے جس کو وحی کی غشی طاری ہونے کے وقت
جنت یہ کلمات تلقین کرتے ہیں (العیاذ باللہ)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا اور فرمایا۔ اے حبیب فرمادو!

۴۵۰۶ — میں تبلیغ پر تم سے اجرت طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلف سے باتیں کرتا ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب قریش کو دیکھا کہ انھوں نے آپ کی نافرمانی کی ہے تو فرمایا اے اللہ! یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی
سے سات خشک سالوں کے ساتھ ان پر میری مدد فرما پس ان کو خشک سالی نے پکڑا حتیٰ کہ وہ ہر شے لگتی
ران کے پاس کچھ کھانے کو نہ رہا اور یہاں تک معاملہ پہنچا کہ انھوں نے بڑیاں اور چمڑے کھائے
حدیث کے ایک راوی نے کہا زمین سے دھوئیں کی طرح کچھ نکلتا تھا۔ آپ کے پاس ابوسفیان آیا

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ

عَائِدُونَ إِلَى قَوْلِهِ مُنْتَقِمُونَ ۝

۴۵۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ
عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ إِلَيَّ وَالرُّومُ وَالْبَطْنَةُ
وَالْقَمَرُ وَالْدُّخَانُ

اور کہا اے محمد ﷺ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے دعا کریں کہ لوگوں سے عذاب کھول دے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور خشک سالی دور ہو گئی۔ پھر فرمایا یہ لوگ اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ جائیں گے۔ منصور کی حدیث میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: فَإِنَّ تَقَبُّ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، کیا آخرت کا عذاب کھلے گا؟ پس دھواں بطنہ اور لزام گزر چکے ہیں (ان کا وقوع ہو گیا ہے) اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی نے کہا شق قمر جو قیامت کی علامت سے ہو چکا ہے۔ دوسرے راوی نے کہا روم (رومیوں کا مغلوب ہونا) بھی گزر چکا ہے جس دن ہم زبردست پکڑ پکڑیں گے یقیناً ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

۴۵۰۶۔ شرح: فَقَالَ أَحَدُهُمْ، قِيَاسٌ تَوْبَهُ هِيَ كَمَا أَحَدُهُمَا، کہتے ہیں کہ ابوالضحیٰ سے دو راوی روایت کرتے ہیں اور وہ سلیمان اور منصور ہیں۔ علامہ کرمانی نے اس کی

توجیہ یہ کی کہ اقل جمع کے دو فرد ہوتے ہیں۔ یہی حدیث کا محمل ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ دھواں زمین سے نکلتا تھا اور ہوا میں چلا جاتا تھا اور اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ یہ دھواں دیکھنے والے اور آسمان کے درمیان تھا، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ یہ بھی کفار کا گمان تھا کہ دھواں زمین سے نکلتا ہے جیسے وہ گمان تھا کہ ان کے اور آسمان کے درمیان دھواں ہے۔ لہذا دونوں حدیثوں میں منافات نہیں۔

قولہ فی حدیث منصور، یعنی ابوالضحیٰ سے راوی منصور کی حدیث میں ہے کہ پھر فَإِنَّ تَقَبُّ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، کی تلاوت کی۔

قولہ قَالَ أَحَدُهُمْ، یعنی ابوالضحیٰ سے روایت کرنے والے دونوں راویوں نے بطنہ، دھواں اور لزام میں اتفاق کیا ہے۔ اور اشتقاق قمر میں ان کی رائے مختلف ہے۔

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ

جَاثِيَةٌ مُسْتَوْفِرِينَ عَلَى الْوُكْبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لُتُنَسِّحَ نَكْتَبُ نَسَاكُمُ نَتْرُكُكُمْ

۴۵۰۷۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ علامات لزام، روم، بطشہ قمر اور دخان گزر چکی ہیں۔

۴۵۰۸۔ شرح : ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس پر مُصَرِّہ ہیں کہ دخان گزر چکا ہے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کلام سے ظاہر ہے کہ یہ علامت ابھی نہیں گزری حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت دخان ابھی نہیں گزری۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت دخان ابھی نہیں گزری۔ شریح نے بھی یہی روایت کی ہے۔ مسلم کی حدیث اس کی مؤید ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تم دس علامات دیکھو گے۔ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، دھواں ظاہر ہونا اور دجال کا دابہ الخ واللہ ورسولہ اعلم !

سُورَةُ حَمَّ جَاثِيَةِ

یہ سورت بالاتفاق مکئی ہے۔ اس کی ۳۷ آیات ہیں۔ بعض نسخوں میں سورۃ جاثیہ ہے۔ حم کو ذکر نہیں کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قولہ جاثیہ " سے اس آیت کریمہ تَوٰی كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً " کی طرف اشارہ کیا اور مُسْتَوْفِرِينَ عَلَى الْوُكْبِ " سے اس کی تفسیر کی کہ تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے۔ جب کوئی زانو اٹھا کر بیٹھ تو کہا جاتا ہے اِسْتَوْفَرَنِي فَقَدْ بَدَّ " یعنی وہ اس دن کے خوف و ہراس سے زانو کے بل بے آرام بیٹھے ہوں گے۔ قولہ لُتُنَسِّحَ سے اس آیت کریمہ : اِنَّا كُنَّا نَسْتَشِيعُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ " کی طرف اشارہ کیا اور نَكْتَبُ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ہم تمہارے عمل لکھتے ہیں۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ ہم لکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ حسن بصری نے کہا ہم محفوظ کرتے ہیں۔

بَابُ وَمَا يَهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ الْآيَةُ

۴۵۰۸۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ يُؤْذِنِي ابْنُ آدَمَ لَيْسَبِ الدَّهْرُ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ قَلْبُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

قوله نُنْسَاكُمْ " سے اس آیت کریمہ : قَالِیَوْمَ نُنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ " کی طرف اشارہ کیا اور نُنْسَاكُمْ " سے اس کی تفسیر کی یعنی جیسے تم نے چھوڑے رکھا۔ ہم تمہیں چھوڑتے ہیں اور کافروں کو چھوڑنا آگ میں ہی ہوگا۔ یہ تفسیر باللائم ہے۔ ذکر ملزوم ارادہ لازم ہے، کیونکہ جو بھول جائے وہ چھوڑ دیتا ہے اس کا عکس نہیں۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشَادٍ! أَوْ مَبِیْیَیْ هَلَاكٍ نَهْیْیَ كَرْنَا مَكْرَ زَمَانٍ

۴۵۰۸۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے ابن آدم اذیت پہنچاتا ہے۔ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ میرے دستِ قدرت میں جہاں کا کاروبار ہے۔ رات اور دن کو میں ہی پھیرتا ہوں۔

۴۵۰۸۔ شروح : اللہ کو اذیت پہنچانے کا معنی یہ ہے کہ وہ ایسی بات کرتا ہے جو اللہ کی شان کے لائق نہ ہو۔ اگر ایسی بات اس شخص کو کہی جائے جس کے

حق میں اذیت ہو سکتی ہے تو اسے اذیت پہنچے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو اذیت پہنچے۔ یہ صرف تَوْشِیحُ فِی الْكَلَامِ ہے، "مراد یہ ہے کہ جو کوئی اس قسم کی بات کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے یہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا حال ہے۔ طیبی نے کہا قول یا فعل سے کسی کو ایذا پہنچانا مکروہ ہے۔ خواہ اس کو تکلیف ہو یا نہ ہو۔ دیر دراصل عالم کی مدت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ " میں دھر کا یہی معنی ہے پھر لمبی مدت پر اس کا اطلاق کرتے ہیں۔ اور زمانہ کا اطلاق مطلقاً مدتِ قلیل ہو یا کثیر یہ ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف میں دھر سے مراد رات اور دن کو گردش دینے والا اور ان میں امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ گویا کہ حدیث کا معنی یہ ہے

کہ ابن آدم امور کی تدبیر کرنے والے اور شب و روز کو گردش دینے والے کو گالی دیتا ہے اور میں ہی امور کی تدبیر کرنے والا ہوں اور ان کو گردش دینے والا ہوں۔ خطاب نے کہا اس کے معنی یہ ہیں میں صاحب دہر اور امور کی تدبیر کرنے والا ہوں جنہیں تم دہر کی طرف منسوب کرتے ہو۔ ابن آدم جب دہر کو گالی دیتا ہے تو اس کی گالی میری طرف لوثی ہے کیونکہ زمانہ میں امور کا فاعل میں ہی ہوں۔ زمانہ تو صرف ظرف ہے جس میں یہ امور طے کر پاتے ہیں۔

لوگوں کی علوت ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے تو اس کی دہر کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں مَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ، ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے اور اس کو گالی دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ زمانہ کا بُرا ہونا زمانہ کی ہلاکت ہو وغیرہ وغیرہ لغویات سمجھتے ہیں اور وہ زمانہ کے خالق کو نہیں جانتے ہیں اور اس کو ازلی ابدی اور قدیم کہتے ہیں جیسے فلاسفہ دہر یہ کاقیج عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ زمانہ حادث ہے اور وہ اس کو رات و دن بدلا رہتا ہے۔ ہر اچھا بُرا فعل زمانہ کا نہیں وہ تو صرف ان افعال کے لئے ظرف ہے۔

شیخ دہلوی نے ذکر کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس کی نسبت دہر کی طرف کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: مَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ، ہمیں زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ علماء کہتے ہیں۔ اس تقدیر پر اچھے یا بُرے امور کی نسبت دہر کی طرف کرنا جائز نہیں اور جو شخص یہ اعتقاد کرتا ہے۔ اس کے کفر میں ذرہ بھر شک نہیں۔ اور جو کوئی ایسا اعتقاد کئے بغیر زبان پر لائے وہ کافر تو نہیں ہوتا، لیکن کافروں کے مشابہ ہے کیونکہ اُس نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہے جس کی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت نہیں دی۔ وہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے استغفار کرے اور شرعاً کی زبان پر اچھے اور بُرے امور کی نسبت فلک کی طرف ہوتی ہے اور اس کو سب و شتم کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح ہے۔ اگر ان کا اعتقاد یہی ہے کہ امور فلک کی فاعلیت سے سرانجام پاتے ہیں جسے دہر یہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے۔ اور اگر ان کا اعتقاد یہ ہو کہ فاعل حقیقی خدا ہے اور اوضاع فلکی محض اسباب عادیہ تو یہ کفر نہیں، لیکن شارع علیہ السلام کے منع کرنے کے باوجود وقوع کا جزم کرنا اور تخلف کو محال جاننے میں کفر اور مشابہ کفر کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

الحاصل زمانہ میں جملہ امور کا حقیقی فاعل اور ان میں مؤثر اللہ تعالیٰ کو جانے اور منسوب الیہ کو صرف اسباب کی حد تک محدود رکھے تو صحیح ہے جیسے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے اور ٹھنڈی ہوا یا بادل اس کے اسباب ہیں۔

سُورَةُ الْأَحْقَافِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَفِيضُونَ تَقُولُونَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَثَرَةٌ وَأَثَرَةٌ
بَقِيَّةٌ عَلِمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ

سُورَةُ حَمِ احْقَافِ

بعض نسخوں میں سورہ احقاف ہے۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت مکئیہ ہے۔ اس میں دو آئیں مدنی ہیں۔ ایک قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنَ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِم ، اور دوسری آتِ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ، اس کی ۲۵ آیات ہیں۔ احقاف حقف اور حفاف کی جمع ہے۔ جیسے لبس اور لباس ہے۔ امام بیضاوی نے کہا حقف ریت کا لمبا تودہ ہے۔ کائی نے کہا ریت کا گول تودہ ہے۔ صخاک نے کہا حقف شام میں ایک پہاڑ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله تَفِيضُونَ ، سے اس آیت کریمہ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تَفِيضُونَ فِيهِ ، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر تَقُولُونَ سے کی تم کہتے ہو۔ قوله أَثَرَةٌ ، سے اس آیت کریمہ : إِنْ تَوَلَّيْ بَكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَذَا أَوْ آثَارًا مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور بعض نے ان تینوں الفاظ کی تفسیر بقیہ ، سے کی ان میں سے پہلا أَثَرَةٌ ہمزہ اور ثاء دونوں مفتوح دوسرا أَثَرٌ ہمزہ مضموم اور ثاء ساکن۔ تیسرا آثَارَةٌ ہمزہ مفتوح بمعنی بقیہ علم ، طبری نے کہا جمہور کی قرآوت آثَارَةٌ سے اس سے مراد پہلے لوگوں کے بقیہ علوم ہیں جو تم میں باقی ہیں۔ اثر کا معنی روایت ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے اثر الحیث

غَيْرُهُ أَنَا إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ أَن صَحَّ مَا تَدْعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ
 أَن يُعَذَّبَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ أَنَا إِنَّمَا بِرُؤْيَا الْعَيْنِ إِنَّمَا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَبْلَغَكُمْ
 أَن مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ خَلَقُوا مِثْلًا

میں نے حدیث روایت کی۔ مجاہد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ روایت ہے جو اپنے اگلوں سے نقل کرتے
 ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی علی میراث ہے۔ واللہ اعلم!

قوله بذعاً، ہے اس آیت کریمہ: قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ
 بِي وَلَا بِكُمْ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لُشْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ، سے کی یعنی میں کوئی پہلا (الو کھا)
 رسول نہیں ہوں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ تم فرماؤ میں کوئی افو کھا رسول نہیں۔ اور میں نہیں جانتا میرے
 ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو وحی ہوتی ہے۔ اس کے معنی میں مفسرین
 کے چند قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا یہ مجھے معلوم نہیں۔

اگر یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے
 اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کا یکساں حال ہے انہیں ہم
 پر کچھ بھی فضیلت نہیں۔ اگر یہ قرآن اُن کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو اُن کا بھیجے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ اُن
 کے ساتھ کیا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لِيُخْفِيَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِكَ فَمَا تَأْخُرُ
 نازل فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو مبارک ہو۔ آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے
 ساتھ کیا کیا جائے گا۔ یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لِيُخْفِيَ لَكَ
 الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَاطٍ ثَجْرِيٍّ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ، نازل ہوئی، اور یہ آیت کریمہ تَشِيرُ
 الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا، نازل ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیان
 فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنوں کے ساتھ کیا۔

دوسرا قول اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور کو اپنا بھی معلوم ہے مومنوں
 کا بھی۔ تَكْدِيرِ رَحْمَتَانِ وَالْوَلِ، کا بھی معنی یہ ہیں کہ دُنیا میں کیا کیا جائے گا۔ یہ معلوم نہیں اگر یہ معنی لئے
 جائیں تو بھی یہ آیت منسوخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ بھی بتادیا بِرُؤْيَا الْعَيْنِ لِيُظْهِرَ عَلَى الدِّينِ حَقَّهُ اور
 مَا كَانَتْ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ يَنْهَاهُمْ، بہر حال اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حضور کے
 ساتھ اور حضور کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرمادیا۔ خواہ وہ دُنیا کے ہوں یا آخرت کے
 اور اگر وصایت معنی اور اک بالقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو معنی اور بھی زیادہ

صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤید ہے۔
 علامہ نیشاپوری نے اس کے تحت فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات کے اعتبار سے جاننے کی ہے۔ من جہۃ الوحی جاننے کی نہیں (خزان العرفان)

اقول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا“ قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں، اور وہ مقام شفاعت ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام میں کھڑے ہو کر شفاعت کبریٰ فرمائیں گے، آپ نے فرمایا میں قیامت میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا جب تک میری امت سے ایک بھی دوزخ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذَلَسَوْتَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ، اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے، اس آیت کیجہ میں اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں۔ کمال نفس اور علوم اولین و آخرین اور ظہور امر اور اعلائے دین اور وہ فتوحات جو عہدِ مہدی میں ہوں اور عہدِ صحابہ میں ہوں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی امت کا بہترین امم ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود و غیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔ یہ وہ مقامات عظیمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں حضور کو عطا فرمائے۔ مذکور دونوں آیات مکی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں مذکور تمام حالات جانتے تھے پھر اس پر مزید یہ کہ جنگ بدر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو فرمایا جبکہ وہ گھسان کی جنگ لڑ رہے تھے جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ آپ نے عثمان بن مظعون جو آپ کے رضاعی بھائی تھے ان کی وفات کے وقت فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا، حالانکہ آپ کو یقین تھا کہ وہ معذور ہیں، کیونکہ عثمان بن مظعون جنگ بدر میں حاضر تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بذات خود اور قیاس عقل سے میں نہیں جانتا ہوں میں تو وحی کی اتباع کرتا ہوں۔ لہذا بقیاس عقل کسی کو امور آخرت میں فیصلہ کرنے کا حق نہیں وہ تو صرف بذریعہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ لَا اَدْرِی مَا یَفْعَلُ جی میں ذات سے جاننے کی نفی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ قَالَ یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰذٰیْتُمْ، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ اَذٰیْتُمْ، ہمزہ استفہام و عید کے طور پر ہے۔ یعنی جو تم کہتے ہو اگر وہ صحیح ہے تو وہ عبادت کئے جانے کا مستحق نہیں ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ اَذٰیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ کَفَرْتُمْ بِہِ، کی طرف اشارہ ہے یعنی مجھے خبر دو اگر قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کے ساتھ کفر کرو اور اسے قبول نہ کرو تو کیا تم ظالم نہ ہو گے؟

**بَابُ قَوْلِهِ الَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أَفِ لَكُمْمَا الْغَدَايْنِ
أَنْ أَخْرَجَهُمْ وَقَدْ خَلَّتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمْ لَا يَسْتَفِيدُونَ اللَّهَ
وَيْلَكَ مِنْ إِنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ**

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ مذکور شرط کے محذوف جواب پر دلالت کرتا ہے۔
قوله ليس قوله اَرَمِيتُمْ سے آفکھ کا دیکھنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہ اَلْعَامُوْنَ کے معنی میں ہے یعنی
کیا تم جانتے ہو کیا تمہیں خبر ملی ہے کہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ اور ان کو اللہ کے سوا الہہ کہتے ہو
انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے ؟

**بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاِشْرَاقِهَا فِي حُسْنِ مَا
بَابُ سَمْعِهَا فَاِنْ هِيَ تَنْصَرِفُ**

کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا ؟ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی قومیں
گزر گئیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں۔ تیری خرابی ہو ایمان لا بے شک اللہ کا
وعدہ سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ہیں ،

تفسیر : بعض نے کہا یہ آیت کریمہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل
ہوئی جبکہ وہ مسلمان نہ تھے۔ اُن کے والدین انہیں دعوتِ ایمان دیتے تھے
اور یہ خبر دیتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر اللہ کے حضور پیش ہونا ہے ، لیکن وہ ایمان قبول کرنے
سے انکار کرتے تھے ، لیکن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عبدالرحمن بن ابی بکر کی شان میں یہ
آیت نازل نہیں ہوئی۔ نہ حاج نے کہا جس نے کہا کہ یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی باطل ہے۔ صحیح
یہ ہے کہ یہ والدین کے عاق کا فریبے کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ واحدی اور ابن جوزی نے اسی طرح ذکر کیا
ہے۔ قوله اف ، کلمہ نہ خبر و کراہت ہے اس سے مقصود ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ جمہور فارسی کسرہ
پڑھتے ہیں جبکہ نافع اور حفص نے عام سے مثنوی روایت کی ہے۔ ابن کثیر و ابن عامر نے ہم سے بفتح الفاء

۴۵۰۹۔ حَدَّثَنَا مُوَيْ بِْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي
بِشْرِ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مَعْوِيَةَ
فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مَعْوِيَةَ لَكِنِّي يُبَالِغُ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرِ شَيْئًا فَقَالَ خُذُوه فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ
يَقْدِرُوا فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ وَالَّذِي قَالَ
لِوَالِدَيْهِ أَفْ لَكُمْمَا أَلْعَدَانِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ
اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عَذْرِي

بدون تنوین روایت کی ہے (یعنی)
قوله اَنْ اُخْوَجَ، یعنی کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں مرنے کے بعد قبر سے زندہ اُٹھایا جاؤں گا
حالانکہ مجھ سے پہلے کئی قومیں گزر چکی ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی زندہ نہیں اُٹھایا گیا اور وہ دونوں اللہ سے
فریاد کرتے تھے کہ اللہ اس کو ہدایت دے اور اسے کہتے تھے تیری خرابی ہو ایمان قبول کر لے اور مرنے کے بعد
زندہ اُٹھنے کو تسلیم کر لے، لیکن وہ بدستوران باتوں کا انکار کرتا اور کہتا یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں
ہیں۔ اساطیر، جھوٹی باتیں اسطوره کی جمع ہے۔

ترجمہ : یوسف بن مہاک نے کہا مروان حجاز کا حاکم تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ
نے اس کو مقرر کیا تھا اُس نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنے لگا

۴۵۰۹۔ تاکہ اس کے والد بعد اس کی بیعت کی جائے۔ عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اسے کوئی بات کہی
(جو مروان کو پسند نہ آئی) تو کہا اس کو پکڑو تو وہ فوراً ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو گئے
اور وہ لوگ اسے پکڑ نہ سکے۔ مروان نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے
اَفْ لَكُمْمَا اَلْعَدَانِي، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پس پردہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں کوئی چیز نازل نہیں کی مگر یہ کہ (قصۃ افک میں) میری برأت نازل فرمائی،
شرح : اسماعیلی نے اس واقعہ کی یہ وضاحت کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے
چاہا کہ یزید کو خلیفہ منتخب کرے تو اُنھوں نے مروان کو خط لکھا جبکہ وصیہ منوہ

۴۵۰۹۔

بَابُ قَوْلِهِ فَلَمَّا دَاوَا عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أُوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا
 عَارِضٌ مُّظَرَّنًا بَلْ هُوَ مَا تَتَجَبَّلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ
 قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَارِضٌ السَّحَابُ

(شرفیہ اللہ تعالیٰ) کا حاکم تھا کہ یزید کے لئے لوگوں سے بیعت لے۔ مروان نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا امیر المؤمنین معاویہ نے یزید کے متعلق ایک اچھی رائے تجویز کی ہے اور انہیں یزید کی بیعت کرنے کو کہا یہ سُنکر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا یہ تو میرا قیصر کا طریقہ اور کافروں کی رسم ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو جانشین مقرر کر لیتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر نہ کیا اور نہ ہی اپنے خاندان سے کسی کو منتخب کیا۔ مروان نے کہا یہ ابوبکر اور عمر فاروق کا طریقہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ عبدالرحمن نے کہا یہ ہر قل و قیصر کا طریقہ ہے۔ مروان نے کہا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں فرمایا: **وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ ابْنَايَ لِكُلَّمَا**، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے مروان کی یہ بات سنی اور فرمایا اے مروان تو عبدالرحمن کو ایسا ایسا کہتا ہو بخدا! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت **فَلَا تَنْفُلَا** کے حق میں نازل فرمائی۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں اس کا نام ذکر کرتی ہوں، لیکن خاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ پر لعنت فرمائی جبکہ تو اُس کی پشت میں تھا اور تو اس لعنتی کا ٹکڑا ہے مروان یہ بات سُن کر منبر سے اُترا اور جلدی سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے دروازہ کے پاس آیا اور اُن سے کلام کیا۔ ام المؤمنین نے بھی اس سے بات کی پھر وہ واپس چلا گیا۔ (یعنی)

علامہ قسطلانی نے کہا اسناد کے لحاظ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اوروں کی روایت سے صحیح تر ہے اور قبول کرنے کے زیادہ لائق ہے اور کہا یہ آیت کریمہ کا فرعاق کے حق میں نازل ہوئی جس نے یہ کہا کہ عبدالرحمن کے حق میں نازل ہوئی اس کی بات کمزور ہے، کیونکہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اچھے مسلمان رہے اور اعلیٰ ترین مسلمانوں میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔

بَابُ اللّٰهِ تَعَالٰی کا ارشاد! پھر جب اُنھوں نے عذاب
 دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا

۴۵۱۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ أَنَّ
 أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتَّى
 أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا
 عُرِفَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَرِحُوا
 رَجَاءً أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَارَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ
 فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ عَذِبَ قَوْمٍ بِالرَّيْرِ
 وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُطَرُّنَا

ان کی وادیوں کی طرف آتا بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برے کا بلکہ
 یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی جس میں
 دردناک عذاب ہے۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عارض معنی بادل ہے۔“

۴۵۱۰۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھل کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کے سرخ گوشت
 کو دیکھوں، آپ تو صرف تبسم فرماتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ جب بادل یا ہوا دیکھتے تو
 آپ کے چہرہ انور پر غم کا اثر دیکھا جاتا۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لوگ جب بادل دیکھتے
 ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس میں بارش ہوگی۔ اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جب بادل
 دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرہ انور پر پریشانی پائی جاتی ہے کیونکہ کراہیت کا اثر چہرہ اور پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے اگرچہ

سُورَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الَّذِينَ كَفَرُوا أَفْزَارَهَا أَتَاهَا حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا مُسْلِمٌ

وہ دل کا فعل ہے، مسیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عائشہؓ میں مطمئن اور امن میں نہیں کہ اس میں عذاب ہو جو ایک قوم کو ہوا کے ساتھ عذاب دیا گیا تھا۔ ایک قوم نے عذاب دیکھا تو اُسھوں نے کہا یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔

۲۵۱۰۔ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب نکرہ کا اعادہ کیا جائے تو ثانی نکرہ پہلے کا غیرہ ہوتا ہے اور یہاں جس قوم نے کہا تھا یہ بادل ہم پر برسے گا بعینہ وہی لوگ جن کو ہوا کے ساتھ سخت عذاب یا گیا تھا اور اُس نے اللہ کے حکم سے ان کی سرشتی تباہ و برباد کر دی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے یہ نجوی قاعدہ ہے ایسے مقام میں جاری ہوتا ہے جہاں اتحاد کا کوئی قرینہ نہ ہو اور جب قرینہ موجود ہو تو ثانی نکرہ عین اولی ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "هُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌُ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌُ" "الہ نکرہ ہے اور ثانی الہ عین اول اور اگر تسلیم بھی کریں کہ نکرہ کا اعادہ مطلقاً مغایرت چاہتا ہے اور یہ ضروری امر ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ شائد دو قومیں تھیں ایک قوم اعتقاد دیت کے تو دونوں میں رہتی تھی ان پر بادل عذاب برساتا تھا اور دوسری قوم ان کے علاوہ تھی؛ لیکن یہ بات غیر مخفی ہے کہ نجویوں نے تصریح کی ہے کہ یہ قاعدہ اکثر یہ ہے کلیہ نہیں ہے۔

سُورَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اکثر مفسرین نے کہا یہ سورت مدنی ہے۔ ابو العباس نے کہا حاکم نے سدی سے ذکر کیا کہ یہ سورت مکی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آئت کریمہ : "وَكَايْنِ مِنْ قُرَيْشٍ" حج الوداع میں مکہ مکرمہ سے باہر آنے کے بعد نازل ہوئی۔ لیکن یہ قول سورت کے مدنی ہونے کے منافی نہیں؛ کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جو آئت کریمہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی وہ مدنی ہے۔ اگرچہ مکہ معظمہ میں نازل ہو اس کی ۳۸۔ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله اَوْزَارَهَا، سے اس آیت کریمہ : فَاِمَّا مَنَّا بَعْدُ وَاِمَّا يَدَا حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اٹا ہٹا، سے کی۔ اس تفسیر کے مطابق اوزار، وزیر کی جمع اور اٹام اٹم کی جمع ہے۔ ابن تین نے کہا امام بخاری کے سوا اور کسی نے یہ تفسیر نہیں کی۔ معروف یہ ہے کہ اوزار سے مراد سامان حرب ہے۔ اس تفسیر کے مطابق اوزار وزیر بکسر الواو کی جمع بمعنی سلاح ہے۔ علامہ علی نے کہا مُعَرَّب میں وزیر بکسر الواو بخاری بوجہ ہے۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَلَا تَزِدْوا زِينَةً وَّزَرَ اُخْوٰی، کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور لوگوں کا کہنا : وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا، کے معنی لڑائی ختم ہونے کے ہیں کیونکہ لڑائی کرنے والے اس وقت ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ سلاح کو وزیر، اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہتھیار پہننے والے پر بوجھ ہوتا ہے۔ ابن تین کے کلام کی غشی کا یہ شعر تائید کرتا ہے وَاعْدَدْتُ لِلْجَدْبِ اَوْزَارَهَا : رِمَا حَاطُوا الْاَوْخِيْلَ ذُكُوْرًا، میں نے لڑائی کے لئے اسلحہ تیار کیا لمبے تیر اور گھوڑے، ثعلبی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی ہے۔ حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا اَوْ اَلَا تَهْأَوْنَ اَنْ تَقَالَهَا یہ مجاز بالحذف ہے اور مضاف محذوف ہے یعنی حَتّٰی تَضَعَ فِرْقَةُ الْحَرْبِ اَوْزَارَهَا، یعنی لڑائی بالکلیہ ختم ہو جائے اور وہ لڑائی سے رُک جائیں۔ بعض نے کہا درحقی کہ لڑنے والے لوگ اوزار اور اٹام ختم کر دیں اور اپنے کفر سے رُک جائیں اور صرف اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں۔ یہ تفسیر امام بخاری کی تفسیر کی تائید کرتی ہے اور اگر حرب بمعنی محاربین ہو تو اس سے امام بخاری اور ابن تین دونوں کی تائید ہے (یعنی) قوله حَتّٰی لَا يَبْقٰى اِلَّا مُسْلِمٌ، یعنی لڑنے والے لوگ اپنے گناہ ختم کر دیں اور توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں حتیٰ کہ محاربین میں سے صرف مسلمان باقی رہ جائیں۔

قوله عَزَمَ، سے اس آیت کریمہ : وَيَدُ خَلْفِهِمُ الْجَنَّةَ دَعَوٰهُمْ اِلَيْهَا، کی طرف اشارہ کیا اور يَتَنَمَّاه سے اس کی تفسیر کی ثعلبی نے کہا بہشت میں ان کے منازل بیان کر دیئے تاکہ اپنے درجات کی انہیں راہ نمائی ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے مفسوم کئے ہیں اور کسی سے پوچھنے کی زحمت نہ کریں گویا وہ جب پیدا ہوئے تو وہاں کے باشندے رہے ہیں۔ قوله مَوْلٰی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، سے اس آیت کریمہ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَتَا الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور مَوْلٰی کی تفسیر مَوْلٰی سے کی یعنی مومنوں کا ناصر اور مُحِبّ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی ناصر مُحِبّ نہیں۔

قوله عَزَمَ الْاَمْرُ، سے اس آیت کریمہ : فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّكُمْ کی طرف اشارہ کیا اور حَبَّة الْاَمْرِ، سے اس کی تفسیر کی یعنی پھر جب حکم ناطق ہو چکا۔ تو اگر اللہ سے سچے بہتے

عَرَفَهَا يَتْنَهَا وَقَالَ مجاهد مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَلِيَهُمْ عَزْمُ الْأُمُورِ حَدَّثَ
الْأُمُورَ لَا تَهِنُوا لَا تَضَعُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَضْعَانَهُمْ حَسَدَهُمْ أَسْنُ
مُتَغَيَّرٌ **بَابُ قَوْلِهِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ**

۴۵۱۱۔ حَدَّثَنَا خَلِيدُ بْنُ مُخْلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمُنُ قَالَ حَدَّثَنِي
مُغْوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تَوَانُ كَا بِلَا تَقَا۔ یہ اسناد مجازی ہے یا مضاعف محذوف ہے یعنی عَزْمُ الْأُمُورِ، جب حکم کرنے والے
ارادہ مضبوط کر لیں۔

قَوْلُهُ لَا تَهِنُوا، سے اس آیت کریمہ فَلَا تَهِنُوا وَتَذَعُوا إِلَى السَّلَامِ، کی طرف اشارہ کیا اور تَضَعُوا
سے اس کی تفسیر کی یعنی دشمن کے مقابلہ میں کمزوری نہ دکھاؤ اور آبِ صلح کی طرف نہ بلاؤ،
قَوْلُهُ أَضْعَانَهُمْ، سے اس آیت کریمہ: أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَجٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ
أَضْعَانَهُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور حَسَدًا هُمْ، سے اس کی تفسیر کی۔ أَضْعَانُ، ضَعْنُ کی جمع بمعنی حسد و دشمن
ہے۔ قُلُوبِهِمْ میں منیر کا مرجع منافقین میں۔ یعنی کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ اُن کے
چھپے بیڑ ظاہر نہ فرمائے گا۔ اور وہ مومنوں سے دشمنی ہے۔

قَوْلُهُ أَسْنُ، سے اس آیت کریمہ فِيهَا أَتْحَارُ مِنْ غَيْرِ أَسْنٍ، کی طرف اشارہ کیا اور آسْنِ کی تفسیر متغیر
سے کی یعنی جنت میں جاری نہریں ہیں اُن کا پانی متغیر نہیں ہوگا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! اور اپنے رشتے کاٹ دو

پوری آیت کریمہ یہ ہے: «فَلْيَعْيَبْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ اللَّهُ
یعنی تو کیا تمہارے یہ لہجے نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو، یہ
ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرہ کر دیا اوائلی آنکھیں پھوڑ دیں، «تَقَطَّعُوا مُحَقَّقٌ اور
اور مشدد دونوں طرح سے قطع سے ماخوذ ہے یا تقطیع سے مشتق ہے»

۴۵۱۱۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

قَالَ خَلَقَ اللَّهُ الْخُلُقَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّجِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ
فَقَالَتْ لَهُ مَهْ قَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ لَا تَرْضَيْنِ
أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ قَالَتْ بَلَى يَارَبِّ قَالَ فَذَاكَ
قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِقْرَأْ إِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا
فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ

اللہ نے مخلوق پیدا کی جب اس سے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہو گیا اور اللہ کا دامن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رک جا
تو اس نے کہا یہی تو پناہ چاہنے کا مقام ہے (فریاد کا مقام ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو
تجھے ملائے گا میں اس سے مہربانی کروں گا اور جو تجھے قطع کرے اس پر میں رحم نہیں کروں گا۔ رحم نے کہا اے میرے
رب کیوں نہیں اسی طرح کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس یہی ہے (جو وصلہ رحمی کرے گا میں اس سے راضی ہوں گا) جو قطع
رحمی کرے گا یعنی رشتہ داری ختم کرے گا میں اس سے راضی نہ ہوں گا (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چاہتے ہو
تو پڑھو فہل عسیتم الایۃ۔

شرح : رحم کے معنی شکی قرابت کے ہیں۔ یہ رحمت سے مشتق ہے اور وہ عرض ہے
اے جسم میں رکھا گیا ہے۔ اسی لئے کھڑے ہو کر اس نے کلام کیا۔ قاضی نے

کہا ہو سکتا ہے کہ فرشتے کا قیام مراد ہو اور اس نے عرش سے متعلق ہو کر اللہ کے حکم سے اس کی زبان پر یہ
کلام کیا ہو۔ طبیبی نے کہا رحم جو ملایا اور قطع کیا جاتا ہے وہ معانی میں سے معنی ہے۔ اس میں قیام و کلام متصور
نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس سے مراد رحم کی شان ہے اور اس کے واصل کی فضیلت اور اس کے قاطع کو عظیم گناہ
ہے۔ الْحَقْوُ، بفتح الحاء وسكون القاف بمعنى ازار اور کھوہ ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حقو ازار باندھنے کی جگہ ہے۔ عربوں کی عادت ہے جب کسی سے پناہ
چاہتے ہیں تو اس کی کمر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہیں۔ یہ مجازاً رحم کے لئے استعارہ ہے جو وہ قطع رحمی
سے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہے۔ یہ استعارہ تشبیہ ہے گو یا رحم کی حالت اور وصلہ کی طرف اس کے
افتقار کو پناہ چاہنے والے کے ساتھ تشبیہ دی جو اس شخص کی کمر بچھتا ہے جس کے ذریعہ پناہ چاہتا ہے۔ پھر
استعارہ تشبیہ کے طور پر مشبہ بہ کے لازم قیام کی نسبت کی۔ پس یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ حقیقی معنی
مراد نہیں اور قول واخذ کو ذکر کرنا استعارہ تشریحیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا "مہ" یہ اسم فعل معنی

۴۵۱۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمَزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مَعْوِيَةَ
قَالَ حَدَّثَنِي عُمَى ابُو الْجَبَابِ سَعِيْدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا ثُمَّ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرُوا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

رک جا ہے۔ ابن مالک نے کہا کلمہ ”مہ“ میں ما استفہامیہ ہے۔ اَلِف کو حذف کر کے وقف کیا اور ک
سکتہ کی لاحق کی اس کے معنی ہیں۔ تو کیا چاہتا ہے۔ ”ہذا سے مقام کی طرف اشارہ کیا یعنی میرا یہ
قیام تیرے ذریعہ پناہ چاہنے والے کا قیام ہے۔ یہ بھی مجاز ہے معقول کو محسوس کی صورت ذکر کیا جو لوگوں
میں معروف ہے۔ اسی طرح سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور ذہن میں اس کا معنی ممکن ہوتا ہے۔ صلہ رحمی
درحقیقت مہربانی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل کیا ہے اور ان پر مہربانی فرمائی ہے۔

صلہ رحمی کی تفصیل

اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ صلہ رحمی واجب ہے اور اس کو قطع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ احادیث
نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شاہد ہیں، لیکن صلہ کے درجات ہیں۔ بعض اعلیٰ اور بعض ادنیٰ ہیں سب سے
ادنیٰ درجہ ایک دوسرے سے ہجرت کر جانا اور کلام تک نہ کرنا ہے۔ بات کرنے سے اگرچہ سلام ہی ہو، صلہ ہوتا ہے
اور یہ قدرت اور حاجت کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ صلہ بعض صورت واجب اور بعض اوقات مستحب ہے
اگر کادہ ہونے کے باوجود قصور کرے تو قاطع ہے اور اگر مقدور علیہ سے قاصر رہے تو اسے واصل ہی کہا جائے گا۔ شکمی
قربت جس کا صلہ واجب ہے۔ ہر وہ قریبی لوگ ہیں کہ اگر بالفرض ان میں سے ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت
فرض کیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح حرام ہو لہذا چچا اور ماموں کے اولاد میں صلہ واجب نہیں کیونکہ ان میں ایک
دوسرے سے نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ چچا اور ماموں کی رڑکیوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ البتہ عورت اور
اس کی بہن یا چھوٹی کو ایک نکاح میں جمع جائز نہیں لہذا ان میں صلہ واجب ہے۔ بعض علماء نے کہا وراثت میں جو
ذوی الارحام ہیں محرم ہوں یا غیر محرم ہوں۔ سب میں صلہ رحمی واجب ہے۔

ترجمہ : ابراہیم بن حمزہ نے کہا ہمیں حاتم نے معاویہ سے خبر دی انھوں نے کہا مجھے

۴۵۱۲۔ حَدَّثَنَا ابُو الْجَبَابِ سَعِيْدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا ثُمَّ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرُوا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ
میرے چچا ابوالجباب سعید بن یسار نے ابو ہریرہ سے یہ خبر سنائی کہ پھر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو پڑھو فہل عسیتم الخ یہ ابو ہریرہ کی حدیث کا
دوسرا طریق ہے۔

۴۵۱۳ حَدَّثَنِي بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْوِيَةُ
ابْنُ أَبِي الْمَزْدَدِ بِهَذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ فَعَلَّ
عَسَيْتُمْ

سُورَةُ الْفَتْحِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَمَاهُمْ فِي وَجُوهِهِمْ السَّحْنَةُ وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ

۴۵۱۳ — ترجمہ : بشر بن محمد نے کہا ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہ ہمیں معاویہ بن ابی
مزرذدہ نے اس اسناد اور متن سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو پڑھو ” فَعَلَّ عَسَيْتُمْ الخ

سُورَةُ الْفَتْحِ

یہ سورت مدنی ہے حدیبیہ سے واپسی میں نازل ہوئی۔ حدیبیہ سے مراد صلح حدیبیہ ہے جو فتح مکہ کا
مقدمہ ہے۔ بعض نے فتح مکہ مراد لیا ہے اور نفتح فی الصور کے قبیلہ سے ہے۔ مجاہد اور عوفی سے فتح خیبر منقول
ہے۔ مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم حدیبیہ کے دن کو ہی فتح مکہ شمار کرتے ہیں۔ بشر بن براء سے روایت ہے کہ جب
ہم غزوہ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور کفار مکہ عمرہ سے مانع ہوئے تو ہمیں بہت غم لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ
سورت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ نازل فرمائی۔ علامہ قسطلانی نے نقل کیا کہ بعض کہتے ہیں اس سے فتح روم مراد
ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دلیل و برہان سے فتح اسلام مراد ہے۔ اس کی ۲۹ آیات ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قولہ بُورًا، سے اس آیت کریمہ : وَظَنَنْتُمْ ظَنُّوْا وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا، کی طرف اشارہ کیا
اورہ بالکین سے اس کی تفسیر کی۔ اور تم نے بُرا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے، بُور بار سے مشتق ہے

التَّوَاضُّعُ شَطَاةٌ فَرَلَخَهُ فَاسْتَعْلَظَ غَلْظَ سَوْقِهِ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ
وَيُقَالُ دَائِرَةُ السَّوِّ كَقَوْلِكَ رَجُلٌ السَّوِّ دَائِرَةُ السَّوِّ الْعَذَابُ تُعْزَرُوهُ
تُعْزَرُوهُ شَطَاةٌ شَطَوُ السَّنْبِلِ تَنْبِتُ الْحَبَّةَ عَشْرًا وَثَمَانِيًا وَسَبْعًا فَيَقْوَى بَعْضُهُ
بِبَعْضٍ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى فَإِنَّهُ قَوَاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقْمَعْ عَلَى سَاقٍ
وَهُوَ مِثْلُ ضَرْبِ اللَّهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ تَمَّ قَوَاهُ بِأَصْحَابِهِ
كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يُبْنِتُ مِنْهَا

اور بناء اور معنی کے اعتبار سے ہلک کی طرح ہے۔ اسی لئے اس کے ساتھ واحد، جمع، مذکر اور مؤنث کی صفت لگ جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بائر کی جمع ہو جیسے عائد کی جمع عوذ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں اے مشر کو اتم دل جان اور نیت کے اعتبار سے خراب لوگ ہو۔ اللہ کے حضور تم میں کوئی اچھی بات نہیں۔ تم اللہ جل و علا کے غیظ و غضب کے مستوجب ہو۔

قوله "سَيَمَاهُمْ" سے اس آیت کریمہ "سَيَمَاهُمْ فِي دُجُومِهِمْ مِنْ اَثَرِ السَّجُودِ" کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے "سَيَمَاهُمْ" کی تفسیر سخن سے کی یعنی چہرہ کا چہرہ اور اس کی ہیئت اور حال۔ سخن کبر اسین ہے اس پر فتح بھی پڑتی ہے میں سخن آء مد کے ساتھ بھی اسے پڑھا جاتا ہے منصور نے مجاہد سے روایت کی کہ سیمہا بمعنی خشوع ہے۔ شَطَاةٌ سے اس آیت کریمہ "كَذَّبَ اَخْرَجَ شَطَاةً" کی طرف اشارہ کیا اور فراخہ، سے اس کی تفسیر کی یعنی جیسے کھیتی نے اپنا پٹھا نکالا۔ فَاسْتَعْلَظَ بمعنی غَلْظٌ ہے یعنی سخت ہوئی۔

قوله "سَوْقِهِ" سے آیت کریمہ "فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقِهِ" کی طرف اشارہ کیا سَوْقُ ساق کی جمع ہے۔ ساق درخت کی شاخ ہے۔ فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقِهِ کے معنی ہیں۔ درخت کے تنہ پر قائم ہوا۔ قوله "يُقَالُ دَائِرَةُ السَّوِّ" دائرۃ السَّوِّ بمعنی بُرّی گردش یہ رَجُلٌ سَوْوٌ کی طرح بمعنی فاسد ہے۔ جیسے رَجُلٌ صِدْقٌ بمعنی صالح ہے۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ سَوْو کا استعمال معانی میں ہوتا ہے جیسے فساد اجسام میں استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ سَاءَ مَزَاجُهُ، سَاءَ خُلُقُهُ، سَاءَ ظَنُّهُ، اس کا مزاج، خلق، گمان فاسد ہو گیا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فَسَدَ اللَّحْمُ، فَسَدَ الْهَوَاءُ گوشت فاسد ہو گیا، ہوا فاسد ہو گئی۔ مزاج، خلق اور ظن معانی میں اور لحم و ہوا اجسام میں بلکہ ہر سَوْو فساد ہے اور ہر فَسَاد سَوْو ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک زیادہ

بَابُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

استعمال معانی میں ہے اور دوسرے کا زیادہ استعمال اجسام میں ہے۔ قرآن کریم میں ظہر الفساد فی البر والبحر اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساء ما کانوا یعملون۔ دائرۃ الشؤ عذاب ہے یعنی اُن کا عذاب نے احاطہ کر لیا کہ وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے۔ سوء کے سین پر صنتہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ مفتوح کے معنی فساد اور رداوت میں جبکہ مضموم کے معنی ہزیمت اور مصیبت کے ہیں یا مضموم عذاب و ضرر ہے اور مفتوح مذمت ہے (قسطانی) قولہ تعزیروا بمعنی تنصروا ہے۔ شطأہ، بالی کا پٹھا ایک دانہ سے دس یا آٹھ یا سات بالیاں اُگتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام ”وفازرہ“ یہی مراد ہے کہ اس کو تقویت دی۔ اگر وہ ایک ہوتی تو شاخ پر قائم نہ رہ سکتی۔ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کی جبکہ آپ تنہا نکلے۔ پھر آپ کے صحابہ کرام کے ذریعے آپ کو قوی کیا۔ جیسے دانہ کو وہ شئی قوی کرتی ہے جو اس سے اُگتا ہے۔

اس سے یہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے اپنے گھر سے تنہا نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے انصار کے ذریعے آپ کو تقویت پہنچائی۔

تفسیر میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے کہ وہ قبیل ترہتھے۔ پھر زیادہ ہوتے گئے۔ اور ایک دوسرے کے ذریعے قوی ہوتے گئے۔

قتادہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی مثال انجیل میں لکھی ہوئی ہے کہ ایک قوم پیدا ہوگی وہ کھیتی کی طرح اُگیں گے اچھی باتوں کا حکم دیں گے۔ بُری باتوں سے منع کریں گے۔ قولہ اذخترج، یعنی جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مکہ سے نکلے۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مکہ والوں کے پاس آئے ان کو دعوتِ ایمان دی پھر مکہ میں جنہوں نے اسلام قبول کیا اُن کے ذریعے اللہ نے آپ کو تقویت پہنچائی۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے تنہا نکلے۔ جبکہ کافروں نے آپ کو شدید اذیتیں پہنچانی شروع کیں۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ ہمسفر رہے۔ پھر جب مدینہ منورہ پہنچے تو انصار کے ذریعے آپ کو قوت دی۔

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی

۴۵۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ
ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسِيرُ فِي
بَعْضِ أَصْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلْتُ أُمَّ عُمَرَ نَزَدَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ
النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يُغْلِبَ فِي الْقُرْآنِ فَمَا لَشَيْءٍ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا
يَصْرُخُ فِي فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِي قُرْآنٍ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَى اللَّيْلَةِ سُورَةٌ لَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا
طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے والد اسلم سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے سفر میں سے ایک سفر کر رہے تھے اور ایک رات عمر فاروق رضی اللہ عنہ
آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ نے ان کو جواب نہ دیا۔ پھر آپ سے سوال کیا
تو آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر سوال عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔

عمر فاروق

نے کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے۔ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا۔ ہر بار آپ نے
تجھے جواب نہیں دیا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی پھر میں لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔
اور مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں میرے متعلق قرآن نہ نازل ہو جائے۔ میں کچھ دیر بھی نہ کی کہ میں نے آواز دینے
والے کو سنا کہ وہ مجھے بلا رہا ہے۔ میں نے (دل میں) کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے متعلق قرآن نازل ہو گیا ہوگا
میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ہر اس شئی سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع

کرتا ہے۔ پھر آپ نے پڑھا : اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

۲۵۱۲ -

شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس کے راوی اسلم اس واقعہ میں موجود نہ تھے اور نہ وہ زمانہ پایا تھا، لیکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سنا ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حدیث کے سیاق میں عمر فاروق نے فرمایا میں اپنا اونٹ سہکا کر آگے لے گیا، قرطبی نے کہا یہ سفر حدیبیہ سے واپسی میں رات کا سفر تھا۔ عمر فاروق نے تین بار سوال عرض کیا ہر بار جواب نہ ملا اس کا سبب یہ تھا کہ اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وحی میں مشغول تھے۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد عمر فاروق کو بلا کر جواب فرمایا :

قوله شکلتک امک، ثقل کے معنی کسی عورت کا اپنے بچے کو گم پانا ہے۔ گویا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات پر بددعاء کی جبکہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کرنے میں بار بار اصرار کیا تھا۔ گویا انہوں نے اپنے لئے موت کی دعاء کی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے عربوں کی عادت کے مطابق یہ کہا ہوگا اور حقیقتہً دعا کا ارادہ نہ کیا ہوگا، کیونکہ یہ کلمات ایسے مواقع میں عربوں کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت مطلوب نہیں ہوتی جسے ”ثربت یداک“، ”قالتک اللہ“، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کہنا ”نزلت“، یعنی اے عمر تو نے سوال کرنے میں الحاح اور مبالغہ کیا ہے کہ بار بار آپ سے پوچھا نہ نزلت یعنی قلت ہے جس کنوئیں میں تھوڑا پانی ہو اس کو برّ نزور، کہا جاتا ہے۔ علماء نزرت کو محقق پڑھتے ہیں۔ داؤدی نے کہا نزرت کا معنی یہ ہے کہ جس وقت میں نے سوال عرض کیا تو کلام میں کمی کی یا میں نے ایسا سوال کیا جس کا جواب دینا آپ پسند نہ فرماتے تھے، لیکن ہر کلام کا جواب نہیں ہوتا بعض کلام کا سکوت ہی جواب ہوتا ہے۔ بار بار سوال عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ عمر فاروق کا خیال یہ تھا کہ آپ نے ان کی بات نہیں سنی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات وہ سورت نازل ہوئی ہے جو ہر شئی سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع کرتا ہے یعنی ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی خبر دی ہے۔ اور اس میں نصرتِ اسبوم، اتمام نعمت، اصحابِ شجرہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے سہا اور امور مذکور ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے دیا گیا ہے ساری دنیا سے مجھے زیادہ محبوب ہے اور اسمِ تفضیل میں مفضل اور مفضل علیہ اصل معنی میں برابر ہوتے ہیں۔ پھر ایک کو دوسرے پر فضیلت ہوتی ہے تو لازم آئے گا کہ آپ کو دنیا بھی محبوب ہے لیکن اس سورت کا نزول زیادہ محبوب ہے، حالانکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور جو کچھ دنیا میں سے محبت نہ کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ اسمِ تفضیل اصل فعل کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے : خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَ أَحْسَنُ مَقِيلًا، یہاں جنت اور دوزخ کے درمیان مفاضلہ نہیں ہے تاکہ یہ کہا جائے کہ دوزخ میں بھی خیریت ہے بلکہ معنی یہ ہے خیریت صرف جنت میں ہے اور دوزخ اس کے

۴۵۱۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَا فَتَحْنَا لَكَ فَتَحًا مَبِينًا قَالَ الْحَدِيثُ

۴۵۱۶ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ

قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَعَهُ

فِيهَا قَالَ مَعْوِيَةُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَخْبِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَفَعَلْتُ

خالی ہے یا اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات مستحکم اور مستقر ہے اور اُن کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی نقل اور کوئی شئی نہیں اور یہی اُن کا مقصود ہے تو لوگوں کے ذہنوں میں مستقریات کے اعتبار سے خطاب فرمایا کہ جو تمہارا گمان ہے کہ اس دنیا سے افضل کوئی شئی نہیں اللہ کے پاس اس سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم (حدیث عجیبہ ۳۹۰۷ کی شرح دیکھیں)

۴۵۱۵ — ترجمہ : شعبہ نے کہا میں نے قنادہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے سنا کہ اَنَا فَتَحْنَا لَكَ فَتَحًا مَبِينًا، صلیح حدیث ہے (یعنی اس فتح میں واضح حدیث ہے؛ کیونکہ دراصل اسی موقع پر قریش کی کمزوری ظاہر ہو گئی تھی)

۴۵۱۶ — ترجمہ : عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سورہ فتح پڑھی اور اس کی قراءت میں خوش الحانی فرمائی۔ معاویہ ابن قرہ نے کہا اگر میں تمہارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی حکایت کر دوں تو میں کر سکتا ہوں شرح : ترجیع کے معنی تھکے میں آواز کو پھیرنا ہے جیسے خوش الحان کرتے ہیں۔ بعض نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً نہیں کیا تھا بلکہ آپ اونٹ پر سوار تھے اور اس کی حرکت سے ترجیع ظاہر ہوتی تھی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز شریف حسن میں بے مثال تھی۔ جب آپ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے تو مد سے پڑھتے تھے اور آپ حروف اور کلمات میں فصل فرماتے تھے۔ کہا جاتا ہے کوئی پیغمبر حسن صوت سے خالی نہ تھا۔ قراءت قرآن خوبصورت آواز سے پڑھتے

اسی ساری آیت کا اتفاق ہے بشرطیکہ توبہ کے قواعد کا لحاظ کیا جائے۔

بَابُ قَوْلِهِ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا
۴۵۱۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا زِيَادُ أَنَّ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
تَوَلَّيْتُ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا اِرْشَادِ تَا كِه اَللّٰهُ تَمَهَارے سب
گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے،
اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے،
تفسیر : اور بَعَثَ یا اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے اور اس کے بعد کی تفصیر بخشنے
اس تفصیر پر ذنب کا اطلاق مشہور قول پر مبنی ہے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ، نیک لوگوں
کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ ہیں یا مقربین کے گناہ ابرار کی نیکیاں ہیں۔ بعض نے کہا ما تقدم سے
آپ کے مادر و پدر کے گناہ مراد ہیں اور ما تاخر سے آپ کی امت کے گناہ ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو واقع ہوا یا ہوگا وہ مغفور ہے۔ شیخ دہلوی نور اللہ مرقدہ نے اس آیت کریمہ کی
بہترین تفسیر یہ ہے کہ یہ کلمہ تشریف ہے بغیر اس کے کہ کوئی گناہ منظور ہو
ترجمہ : مغیرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں لمبا قیام فرماتے حتی کہ
آپ کے دونوں قدم سوچ گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ حضور آپ
تو مغفور ہیں۔ اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار نہ ہوں؟
۴۵۱۷۔ شرح : یعنی یہ رنج و تعب شکر ادا کرنے کے لئے ہے۔ گناہوں کے مواخذہ

۴۵۱۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا حَيَّوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ
فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ عَفَّرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقْدِمُ
مِنْ دُنُوكَ وَمَا تَأْخُرُ قَالَ أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا فَلَمَّا كَثُرَ
لِحَمَّةُ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ

کے سبب نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سائل کے حال اور اس کے فہم کے مطابق ذکر فرمایا ہے ورنہ ستیہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں جو استغراق تمام اور شہود خاص تھا وہ دوسرے اوقات میں نہ تھا اسی لئے آپ نے فرمایا نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور مومنوں کی معراج ہے اور فرمایا اے بلال مجھے نماز کے ساتھ آرام پہنچا۔

۴۵۱۸۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر نماز میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں سوج گئے۔ ام المؤمنین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کس لئے کرتے ہیں، حالانکہ اللہ نے اٹھلے پھیلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں اور آپ مغفور ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں یہ پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا شکر گزار ہوں جب آپ کا جسم شریف بھاری ہو گیا تو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے اور قرات کے بعد رکوع کرتے۔

۴۵۱۸۔ شرح : ایک حدیث شریف میں ہے : لَمَّا بَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ جَالِسًا، داؤدی نے اس روایت قَلَمًا كَثْرًا لِحَمَّةً، کا انکار کیا ہے۔ اور کہا حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ قَلَمًا بَدَأَ الْخُ لَیْنِ رَاوِی نے بَدَأَ کی کثرت لحم سے تعبیر کی ہے۔

ابن جوزی نے کہا کسی شخص نے آپ کی وصف میں یہ نہیں کہا کہ آپ بہت موٹے تھے، کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک پیٹ کو جو کی روٹی سے نہیں بھرا۔

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا
 ۴۵۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي
 سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
 إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا قَالَ فِي التَّوْرَةِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
 إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِلْمُتَّقِينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي
 سَمِعْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفِطْرٍ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَابٍ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا تَدْفَعُ
 السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيُصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ حَتَّى يُقْبِضَ
 بِهِ أَلَمَلَةُ الْعَوَجَاءِ بَانَ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا
 عُْمِيًّا وَأَذَانًا صَمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشَادِ بے شک ہم نے
 تمہیں بھیجا گواہ بنا کر اور خوشی اور ڈر سنانا،

۴۵۱۹۔ ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن کریم کی یہ
 آیت کریمہ: اے نبی ہم نے تمہیں شاہد (گواہ) خوشی سنانے والا بے پڑھوں
 کی پناہ بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے وہ سخت خواہ
 سخت دل نہ ہوگا اور نہ بازاردل میں آواز بلند کرنے والا ہوگا۔ برائی کو برائی سے دفع نہ کرے گا لیکن معاف
 کرے گا اور درگزر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک قبض نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ اس کے ذریعے پڑھی
 ملت کو سیدھا نہ کر دے گا کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں گے اور اس کے ذریعے اندھی آنکھوں پر

بَابُ قَوْلِهِ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ

۴۵۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ
عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ
وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرِ شَيْئًا
وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ

کانوں اور پردوں میں ڈھکے دلوں کو کھول دے گا۔

۴۵۱۹۔ شرح : اس حدیث میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔

سخاب فقال کے وزن پر ہے۔ ایک لغت میں ”صخب“
بالصا ہے۔ ملت ہو جاوے، کفر کی ملت ہے۔ اُغیث غمیا اندھی آنکھیں، اقلوب غلف۔ پردوں میں
ڈھکے دل۔ فلف اقلف کی جمع ہے۔ اسی سے غلاف سیف ہے۔

مقصد یہ ہے کہ تورات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح مذکور ہیں۔ ظاہر ہے کہ
تورات میں سریانی زبان میں آپ کا ذکر ہے۔ لیکن راوی نے اس کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے
ذکر کیا ہے۔

باب

ترجمہ : برواء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
۴۵۲۰۔ کے صحابہ کرام سے ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا۔ اس کا گھوڑا گھر میں

بندھا ہوا تھا گھوڑا بھاگنے لگا۔ وہ شخص باہر آیا اور دیکھا تو کوئی شئی نہ دیکھی اور گھوڑا بدک رہا تھا
جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ اطمینان ہے کہ قرآن پڑھنے
کے سبب نازل ہوا تھا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سکینت (اطمینان) محض معنوی
شئی نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الْآيَةِ

۴۵۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدُيَّةِ أَلْفٌ وَارْبَعٌ مِائَةً ۴۵۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ ابْنَ صُهَبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ إِنِّي هَمَمْتُ شَهَادَةَ الشَّجَرَةِ نَحَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحَذَفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهَبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغْفَلٍ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمَغْتَسَلِ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! جب لوگ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے

تفسیر : اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اللہ رضی ہو ا ایمان والوں سے جب وہ اس پیر کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ اس درخت کا نام شجرہ ہے۔ بعض اس کا نام سدرہ بتاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ دوسرے سال لوگوں نے یہ درخت نہ پایا نامعلوم کہ کیا ہوا۔ نافع نے کہا پھر لوگ اس بیعت کے بعد آئے اور اس درخت کے نیچے نماز پڑھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہیں تو انھوں نے حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ دو تو اس کو کاٹ دیا گیا۔ اس بیعت کا سبب یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

۴۵۲۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَلِيدٍ عَنْ ابْنِ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْفَخَّارِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ

کو اشرف قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انھیں بتائیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ جنگ نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ کمزور مسلمانوں کو وہاں اطمینان دلائیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا۔ قریش نے حضرت عثمان کو مکہ میں روک لیا اور حدیبیہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کو جوش آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی اور کیکر کے درخت کے نیچے یہ بیعت لی۔ عرب اس کو عمرہ کہتے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ دست مبارک دہنے دست اقدس رکھا اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے در رضی اللہ عنہ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت سے جانتے تھے کہ حضرت عثمان شہید نہیں ہوئے۔ جیسی تو ان کی بیعت لی اور یہ کہنا کہ حضور کو عثمان کی حالت کا علم نہ تھا۔ مضحکہ خیز بات ہے۔

۴۵۲۱ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا : ہم حدیبیہ کے روز چھوڑے سو اصحاب تھے۔

۴۵۲۱ — شرح : بعض روایات میں پندرہ سو مذکور ہیں جبکہ ایک اور روایت میں تیرہ سو کا ذکر ہے، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتی۔

۴۵۲۲ — ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے عقبہ بن صہبان کے ذریعہ عبد اللہ بن مغفل مزی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بیعت شجرہ میں حاضر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا۔ عقبہ بن صہبان نے کہا میں نے عبد اللہ بن مغفل مزی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ نے غسان خانہ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

۴۵۲۲ — شرح : پہلی حدیث مرفوعہ اور یہ موقوف ہے دونوں کو اس آیت کریمہ کی تفسیر سے تعلق نہیں اور نہ ہی اس سورت سے تعلق ہے عن عقبہ سے

مقصود یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اسے عقبہ بن صہبان کی عبد اللہ بن مغفل سے سماعت بیان کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔ کنکریاں پھینکنے سے منع اس لئے کیا کہ اس فعل سے کسی دشمن کو ہلاک نہیں کر سکتے اس طرح اس قسم

۴۵۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ
 قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سَيَّاحٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ أَتَيْتُ
 أَبَا دَاوُدَ أَسْأَلُهُ فَقَالَ كُنَّا بِصَفِيْنٍ فَقَالَ رَجُلٌ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُدْعَوْنَ
 إِلَى كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيُّ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ أَتَهْمُوا أَنْفُسَكُمْ
 فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ لَعْنِي الصُّلَحِيُّ الَّذِي بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے افعال بھی اس کے حکم میں ہیں اگر کوئی ایسی چیز جو جس سے دشمن کی مدافعت کی جاسکتی ہو یا اس سے
 شکار ہو سکتا ہو تو حرج نہیں؛ لیکن کنکری وغیرہ پھینکنے سے تو کسی کا دانت توڑے گا یا آنکھ پھوٹے گا اس لئے
 یہ منع ہے اور غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ اگر بول کسی اور راہ سے خارج ہو سکتا
 ہو اور غسل خانہ میں جمع نہ ہو تو حرج نہیں۔ عطاء نے کہا اگر بول بہہ جاتا ہے تو ممنوع نہیں۔ عبد اللہ بن مبارک نے
 کہا اگر پانی جاری ہو تو حرج نہیں۔ نووی نے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سنا کہ غسل خانہ
 میں پیشاب کرنے پر لوگ ملامت کرتے ہیں۔ اس لئے منع فرمایا ہے۔

ترجمہ : ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اصحاب شجرہ
 سے ہیں۔ (حدیث کا متن ذکر نہیں کیا صرف اس پر اقتصار کیا جس کی ضرورت

تھی وہ یہ کہ وہ اصحاب شجرہ سے ہیں)

۴۵۲۳۔ ترجمہ : حبیب بن ابی ثابت نے کہا میں ابو داؤد کے پاس آیا اُن سے کچھ پوچھنا
 چاہتا تھا۔ اُنھوں نے کہا ہم صفین میں تھے۔ ایک آدمی نے کہا کیاتم ان لوگوں

کو نہیں دیکھتے جو اللہ کی کتاب کی طرف بلا تے ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں ایسا ہی کرتا ہوں،
 سہل بن حنیف نے کہا تم اپنے آپ کو مٹہم کرو۔ ہم نے اپنے آپ کو حدیبیہ کے روز دیکھا یعنی صلح جو سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم اور کافروں کے درمیان تھی۔ اگر ہم جنگ دیکھتے تو ضرور جنگ کرتے۔ عمر فاروق آئے اور کہا یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم حق پر اور کافر باطل پر نہیں؟ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور کافروں کے مقتول دوزخ میں
 نہیں؟ (ہم کیوں نہیں جنگ لڑتے) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں (جو تم کہتے ہو صحیح ہے) عمر فاروق
 نے کہا پھر کس کے سبب کمزور خصلت اختیار کریں اور واپس چلے جائیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان صلح
 کا حکم نہیں کیا۔ سید کوئین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں

وَالْمُشْرِكِينَ وَلَوْ تَرَىٰ قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ السُّنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ
 عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قِتَالًا هُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَىٰ قَالَ فَفِيمَا أُعْطِيَ الدِّيَّةَ
 فِي دِينِنَا وَرُجِعَ وَلَمَّا يَحْكُمُ اللَّهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ
 اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا فَرَجَعَهُ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يُصْبِرْ حَتَّىٰ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ
 فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ السُّنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ
 إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَتَرَلَّتْ سُورَةُ
 الْفَتْحِ

ہونے دے گا۔ عمر فاروق حضرت کی حالت میں واپس چلے گئے پس صبر نہ کیا اور ابوبکر صدیق کے پاس
 آئے اور کہا اے ابوبکر! کیا ہم حق پر نہیں؟ اور کافر باطل پر نہیں؟ ابوبکر صدیق نے کہا اے ابن خطاب
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا پس سورہ فتح نازل ہوئی۔
 شرح : صیقین بکسر الصاد فاء مکسور مشدّد ہے۔ یہ دریائے فرات کے نزدیک میدان

۴۵۲۴

ہے جہاں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان
 عظیم جنگ ہوئی تھی۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت قیس بن دینار کوئی نے کہا میں ابو وائل شفیق
 ابن سلمہ کے پاس آیا۔ امام احمد کی روایت میں ہے۔ میں ابو وائل کے پاس ان کے محلہ کی مسجد میں آیا اور ان
 لوگوں کے متعلق سوال پوچھا جن کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور وہ خارجی تھے۔ ابو وائل
 نے کہا ہم صیقین میں تھے۔ جب گھمان کی جنگ شروع ہوئی اور شامی بکثرت قتل ہونے لگے تو عمرو بن عاص
 رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا علی کی طرف قرآن کریم بھیجو اور انہیں اللہ کے فیصلہ کی طرف بلاؤ
 وہ اس کا کبھی انکار نہیں کریں گے یہ پیغام لے کر ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ کے پاس آیا اور کہا ہمارے اور تمہارے
 درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔ احمد اور نسائی کی روایت
 میں ہے کہ حضرت علی نے کہا ہاں مجھے جب اللہ کی کتاب پر عمل کے لئے دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنے کے
 زیادہ لائق ہوں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ حق میری طرف ہے۔ خارجی جنہیں ہم اس وقت قاری کہتے تھے۔ ان
 میں سے اکثر کندھوں پر تلواریں اٹھائے ہوئے آئے کہنے لگے حکم صرف اللہ کا ہے اور حکیم کا انکار کر دیا۔ سہیل بن حنفیہ
 جو امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کے لشکر میں تھے لے کہا اور دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم

سُورَةُ الْحُجُرَاتِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تُقَدِّمُوا لَا تُفْتَنُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِهِ إِمْتَحَنَ أَخْلَصَ

اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو، اس لئے وہ سہل بن حنیف کو جنگ میں تفصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے پر تہمت لگاؤ میں تفصیر نہیں کر رہا ہوں۔ اور میں اپنے ساتھیوں سے تفصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم نے تفصیر نہیں کی تھی تم مجھے تفصیر کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو۔ اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے حکم مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کرتا اس روز میرا جنگ سے رکنا تفصیر کے طور نہ تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی مذکور تقریر سے مقصد یہ تھا کہ حضرات صحابہ کرام نے حدیبیہ کے دن کافروں سے لڑائی کرنا چاہی اور صلح کی مخالفت کی پھر انہیں یہ بات واضح ہو گئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح ہی کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہیے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں اور تحکیم کا فیصلہ قبول کر لیں۔ اس میں مسلمانوں کی خیریت ہے (حدیث ع ۲۹۶۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ حُجُرَاتِ

ابوالعباس نے کہا یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ حُجُرَات میں جیم مضموم و مفتوح پڑھی جاتی۔ ایک لغت میں اس کو ساکن بھی پڑھتے ہیں یہ حُجْر کی جمع ہے اور وہ حجرہ کی جمع ہے۔ لہذا حُجُرَات جمع کی جمع ہے۔ اس سے مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے گھر ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله لَا تُقَدِّمُوا، سے اس آیت کریمہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ کی طرف اشارہ کیا اور لَا تُفْتَنُوا سے اس کی تفسیر کیا فُتْنًا تَوَاتُرًا اِفْتِنَاتٍ اِفْتِعَالِ قُوت سے ہے۔ اس کے معنی کسی نئی کے

بَابُ تَنَابُزِ اِبْدَاعٍ بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ يَلْتَكُمُ دِيْنُكُمْ
 اَلْتَّنَا نَقْصًا بَابُ قَوْلِهِ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الْاَيَّةِ
 فَتَعْمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ

آگے بڑھا ہے۔ یعنی اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کتاب و سنت کے خلاف مت کہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بات نہ کرو! جامہ اور حسن بصری نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کا جانور ذبح نہ کرو تو آپ نے حکم دیا کہ قربانی کا اعادہ کریں۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے سے پہلے روزے نہ رکھو، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا بنی تمیم کا یہ قد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قعقاع بن مغبد بن زرارہ کو ان کا امیر مقرر فرمائیں۔ عمر فاروق نے کہا اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا تم میرے خلاف ہی بولتے ہو عمر فاروق نے کہا میں تمہاری مخالفت نہیں کرتا ہوں۔ اس گفتگو میں ان کی آدائی بلند ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی فیصلہ نہ کرو۔ کبھی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے پہلے کوئی بات اور کام نہ کرو حتیٰ کہ آپ تمہیں حکم دیں۔ ابن زبید نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے پہلے کوئی بات اور کام نہ کرو حتیٰ کہ آپ تمہیں حکم دیں۔ ابن زبید نے کہا اللہ رسول کے آگے آگے مت چلو (یعنی)

قَوْلُهُ اِمْتَحَنَ، سے اس آیت کریمہ: اُولَئِكَ الَّذِيْنَ اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی کی طرف اشارہ کیا۔ اور اَخْلَصَ سے اس کی تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے اُن کے دل خالص کئے۔ قولہ لَا تَنَابُزُوْا سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَنَابُزُوْا بِالْاَلْقَابِ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کہ کسی کو اسلام لانے کے بعد کافر نہ کہو حسن بصری نے کہا لوگ یہودی اور نصرانی کو مسلمان ہونے کے بعد اے یہودی اے نصرانی کر کے پکارتے تھے اس کی ممانعت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ عکرمہ سے منقول ہے کسی کو یہ نہ کہو یا فاسق یا منافق یا کافر، صحاک نے اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ذکر کیا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ قبیلہ بنی سلمہ کے ہر شخص کے دو دو یا اس سے زیادہ نام ہیں۔ بعض اچھے نہ تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قَوْلُهُ لَا يَلْتَكُمُ، سے اس آیت کریمہ: وَاِنْ تَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَا يَلْتَكُمُ مِنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا

۴۵۲۵ — حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
 نَافِعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيْرَانِ يَهْلِكَا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَفَعَا
 أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ نَكَبُ بَنِي تَمِيمٍ
 فَأَشَارَا أَحَدُهُمَا بِالْأُقْرَعِ بْنِ حَالِسٍ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ أَخَذَ
 قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتَ إِلَّا خَلَوْنِي قَالَا
 مَا أَرَدْتَ فَأَرْتَفَعْتَ أَصْوَاتَهُمَا فِي ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ الْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ لَعْنِي أَبَا بَكْرٍ

کی طرف اشارہ کیا اور یُنْقَضُکُمْ سے اس کی تفسیر کی کہ تم سے کچھ کم نہ کرے گا یہ لَاتِ یَلِیْتُ ہے۔ سورہ طور
 میں اَلنَّاسُ بِمَعْنٰی تَقْضٰنَا ہے۔ ہم نے کم کیا۔ یعنی اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال سے
 کچھ کم نہ کرے گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو!

تَشْعُرُونَ کے معنی تم جانو اسی مادہ سے لفظ شاعر ہے۔ اور شُعُور بمعنی علم سے مشتق ہے۔ اس
 سے دَأْنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ کی طرف اشارہ ہے۔

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ نے کہا قریب تھا کہ سب سے بہتر دو آدمی ہلاک ہو جاتے یعنی
 ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما جبکہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

— ۴۵۲۵ —

کے حضور اپنی آوازیں اونچی کر دی تھیں۔ جس وقت آپ کے پاس بنی تميم کا وفد آیا ان میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ
 بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کو ان کا امیر مقرر فرمائیں جبکہ دوسرے (ابوبکر) نے یہ مشورہ دیا کہ کسی اور آدمی کو

۴۵۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنُورُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مُوَيْسَى بْنُ أَبِي النَّسْرِ عَنْ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَنَا وَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنْكَسِرًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرُّكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَاوَكْذَا فَقَالَ

امیر مقرر کیا جائے (عقار بن معبد) نافع نے کہا اس کا نام یاد نہیں۔ ابوبکر صدیق نے عمر فاروق سے فرمایا تم میرا خلاف ہی چاہتے ہو۔ عمر فاروق نے کہا پس آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ اس گفتگو میں ان کی آوازیں اونچی ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ نازل فرمائی۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کے نزول کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر فاروق اپنی آواز نہیں سُناتے تھے۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر نے یہ اپنے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر نہیں کیا۔

۴۵۲۵۔ شرح: كَذَا الْخَيْرَانِ يَهْلِكَا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ، ابوبکر اور عمر خیران کا بیان ہے۔ بعض نسخوں میں حِزْرَانِ ثَنِيَّةٌ خَيْرٌ مَعْنَى عَالَمٌ ہے۔ ایک روایت میں

يَهْلِكَا نَاصِبٌ وَجَازِمٌ كَيْفَ لِيكَ لَغْتٌ ہے۔ حِزْرُكِي حَادٍ پرفتنہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ رُكْب کے معنی اونٹوں والے مسافر، اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر آواز اونچی کرنا حرام ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ آپ کے پاس آپ کی بیبیاں اُمّہات المؤمنین بلند آوازوں سے گفتگو کر رہی تھیں، حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر اونچی آواز نہ کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مذکور آیات کے نزول سے پہلے کا ہے یا ان کی اونچی آواز اجتماعی صورت میں تھی۔ ہر ایک کی آواز اونچی نہ تھی۔ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابن ابی ملیکہ تابعی ہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا ابن ابی ملیکہ نے عبد اللہ بن عمر سے سماعت کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے ہیں۔ ابوبکر صدیق ان کے نانے ہیں ان پر باپ کا اطلاق مجازی ہے۔

۴۵۲۶۔ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مُوسَىٰ فَرَجَعَهُ إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْأُخْرَىٰ بِبَشَارَةِ عَظِيمَةٍ فَقَالَ أَذْهَبَ إِلَيْهِ
فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ
بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ الَّذِينَ ينادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ
الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ

نے ثابت بن قیس کو گم پایا تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ وہ اُن کے پاس آیا تو اُن کو نیچا سر کئے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھا ہوا پایا۔ اُس آدمی نے کہا تمہارا کیا حال ہے۔ ثابت نے کہا بُرا حال ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک سے اپنی آواز اونچی کرتا رہا ہے۔ اس کے عمل تباہ ہو گئے ہیں۔ وہ تو دوزخی ہے۔ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو خبر سنائی کہ اُس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ موسیٰ بن انس نے کہا وہ آدمی دوسری بار عظیم خوشخبری لے کر ثابت کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نے فرمایا کہ اسے جا کر کہہ دو کہ تو دوزخی نہیں، لیکن تو جنتیوں میں سے ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن حضرات کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے وہ تو صرف دس ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں، کیونکہ

۴۵۲۶

ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا یا عشرہ مبشرہ سے وہ حضرات مراد ہیں جنہیں ایک مجلس میں خوشخبری دی گئی تھی۔ یا جن کے حق میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ "بَشَرْتُ بِالْجَنَّةِ" فرمایا یہ تاویل ضروری ہے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشتر حضرات کو مختلف مواقع میں جنتی فرمایا ہے۔ نیز بالاتفاق یہ ثابت ہے کہ ازواج مطہرات اور سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم سب جنتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

(حدیث ۳۳۸۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک جو لوگ تمہیں
حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں

تفسیر: قبیلہ بنی تمیم کے دیہاتی لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف کے پاس آکر ٹہنڈ

۴۵۲۷۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمْرًا لِقَعْقَاعِ بْنِ مَعْبُدٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْوَلَدِ أَمْرًا لِقُرْعِ بْنِ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَتَيْتَ إِلَى أَوْ الْإِخْلَافِ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَتَيْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَ يَا حَتَّى أَرْفَعْتَ أَصْوَاتَهُمَا فَتَنَزَّلَ فِي ذَلِكَ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِرُ مَوَابِينَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ

آواز سے پکارنے لگے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں۔ ہمارے مدح کرنے سے زینت اور ہمارا مذمت کرنا عیب ہے۔ قتادہ اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ چند دیہاتی لوگ آئے اور انھوں نے کہا ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو! اگر وہ پیغمبر ہیں تو ہم ایک بخت ہو جائیں گے اور ان کی صحبت سے سعادت مندی حاصل ہوگی اگر وہ بادشاہ ہے تو اس کے دروازے پر اچھی زندگی گزاریں گے وہ حجرہ شریف کے پاس آئے اور اے محمد، اے محمد! سے ندا کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۵۲۷۔ ترجمہ: عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی تميم کا قافلہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! قعقاع بن معبد کو ان کا امیر بنائیں۔ عمر فاروق نے کہا: اقرع بن حابس کو امیر منتخب کریں۔ ابو بکر صدیق نے کہا تو نے میری مخالفت کا ارادہ کیا ہے۔ عمر فاروق نے کہیں نے آپ کی مخالفت نہیں چاہی وہ دونوں جھگڑ پڑے حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس وقت یہ آیت کہ یہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو! نازل ہوئی۔

(اس حدیث کی مناسبت بنی تميم کے وفد کے آنے میں ہے، کیونکہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ
 إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 سُورَةُ ق
 رَجَعُ بَعِيدٌ رَدُّ فَرْجٍ فَتَوَقَّ وَاحِدُهَا فَرْجٌ وَرِيدٌ فِي حُلْفَةٍ وَالْحَبْلُ جُلٌّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر وہ صبر کرتے یہاں تک
 کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور
 اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

سُورَةُ ق

یہ سورت مکی ہے اس کی ۴۵ آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”ق“ اللہ کا نام ہے
 اللہ تعالیٰ نے اس نام سے قسم کھائی ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کا نام ہے۔ قرطبی سے منقول ہے کہ یہ اللہ کے
 ناموں کا پہلا حرف ہے جو قدیر، قادر، قریب اور قاهر و قہار قاصی قابض ہیں۔ عکرمہ اور صخاک نے کہا کہ ق زمر
 کا سبز پہاڑ ہے جس نے زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کی تہ میں وہ پتھر ہے جس پر زمین قبۃ کی مانند ہے۔ اس
 کے عکس سے آسمان سبز معلوم ہوتا ہے اس پر آسمان کا کنارہ ہے۔ لوگ جو زمرہ پاتے ہیں اسی سے جدا ہوا ہے

ابن عباس اور مقاتل سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے

الْعَلَّاقِ وَقَالَ لِمَ أَهْدَيْتُنِي لَكَ يَا رَبِّ لِيَلْزَمَ الْكَلْبُ الْهَلْجُومَ
 حَتَّىٰ يَخْضِبَ فِيهِ الْخَيْلُ بِأَسْفَلِ الْوُجُوهِ أَلَمْ نَجْعَلِ لَكَ قُلُوبًا
 قَلِيلًا ۚ الشَّيْطَانُ الَّذِي يَمُنُّ لَكَ فَخْبُوءًا وَخَرُوبًا وَأَلْفُ السَّمْعِ لَا يَحِثُّ
 نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ حِينَ أَنْشَأَكُمُ وَأَنْتُمْ خُلُقُكُمْ رَقِيبٌ عَتِيدٌ رَهْصًا سَائِقُ
 وَشَهِيدٌ الْمَلَكَيْنِ كَاتِبٌ وَشَهِيدٌ شَهِيدٌ شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ لُغُوبٌ النَّصَبُ
 وَقَالَ غَيْرُهُ نَصِيدُ الْكَفَرِيِّ مَا دَامَ فِي الْكُفَامِ وَمَعْنَاهُ مَنْصُودٌ بَعْضُهُ
 عَلَىٰ بَعْضٍ فَإِذَا خَرَجَ مِنَ الْكُفَامِ فَلَيْسَ بِنَصِيدٍ فِي إِدْبَارِ النُّجُومِ وَ
 إِدْبَارِ السُّجُودِ كَانَ عَاهِمٌ يَفْتَحُ الَّتِي فِي قِيٍّ وَيَكْسِرُ الَّتِي فِي الطُّورِ
 وَتَكْسِرَانِ جَمِيعًا وَتَنْصَبَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخُرُوجِ يَخْرُجُونَ
 مِنَ الْقُبُورِ

اس کو پیدا کیا اس کے بعد جبل قبیس کو پیدا کیا۔ ساری دنیا اس پہاڑ کے اندر ہے اس کے پیچھے جو کچھ ہے وہ
 اللہ ہی جانتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله رَجْعٌ لَّعِيدٍ " سے اس آیت کریمہ : اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ لَّعِيدٍ " کی طرف اشارہ
 کیا اور مردہ " سے تفسیر کی۔ یہ منکرین بعثت کی بات ہے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے پھر
 جیئیں گے یہ پلٹنا دُور ہے۔

قوله فَرُوجٌ " سے اس آیت کریمہ " وَرَبِّتْنَاهَا وَمَا هَا مِنْ فُرُوجٍ " ہم نے زمین کو سنوارا اور اس میں
 کوئی رخ نہ نہیں۔ کوئی عیب و قصور نہیں۔ امام نے فُرُوج کی تفسیر فتوق سے کی اس کا واحد " فُرُج " ہے۔ بعض نے
 کہا فُرُوج کے معنی ایک دوسرے سے جدا ہو جانے کے ہیں۔

قوله مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ " سے اس آیت کریمہ : وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ " کی طرف اشارہ
 کیا اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ ورید وہ رگ ہے جس میں خون جاری ہو کر ہڈی کے ہر

جزو میں پہنچتا ہے۔ یہ رگ گردن میں ہے۔ یہ کمال قرب کی مثال ہے۔ جبل کی درید کی طرف اضافت توصیفی ہے۔ جیسے مَسْجِدُ الْجَامِعِ یعنی حَبْلُ الْعَرْقِ الْوَرِيدِ، ہو سکتا ہے کہ جبل عام ہو اور اس کی درید کی طرف اضافت بیانیہ ہو یعنی درید جبل کا بیان ہے۔ یا ورید سے مراد عاتق ہو اور جبل کی عاتق کی طرف اضافت ہے جیسے درید کی اضافت عاتق کی طرف ہے۔ آیت کریمہ سے مراد کمال علم کا بیان ہے کہ ہم بندے کے حال سے خود اس سے زیادہ جانتے ہیں۔ جبل الورید کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اجزاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پردے میں نہیں۔ سبحان اللہ! یہ کیسا سیاق ہے کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے کمال قرب کی مثال یہ بیان فرمائی اور اپنے حبیب کریم کے لوگوں سے کمال قرب کی مثال فرمائی: اَلْبَيْتُ اَوَّلِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ یہ رمز غامض ہے جسے اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔

قوله مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ،، سے اس آیت کریمہ: قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ،، ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے گھٹا ہے۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا کہ زمین جو ان کی ہڈیاں گھٹاتی ہے۔ یعنی جو ان کے جسم کی ہڈیاں زمین کھا جاتی ہیں۔ اُن میں سے کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں تو ہم ان کو ویسے ہی زندہ کرنے پر قادر ہیں، جیسے کہ وہ پہلے تھے۔

قوله تَبْصِرَةً،، سے اس آیت کریمہ تَبْصِرَةً وَ ذِكْرِي لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تبصرہ بمعنی بصیرت ہے۔ یعنی سوجھ اور سمجھ ہر رجوع والے بندے کے لئے۔

قوله حَبِّ الْحَصِيدِ،، یعنی اس آیت کریمہ: فَاَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَ حَبَّ الْحَصِيدِ،، ہم نے پانی سے باغ اُگائے اور اناج جو کاٹا جاتا ہے جیسے گہیوں چنا وغیرہ کہ ان کو کاٹ کر ان سے اناج نکالتے ہیں۔ سب سے گندم کا دانہ ہے یا ہر دانہ۔

قوله بِاسْقَاتٍ لَهَا،، یعنی اس آیت کریمہ: وَالتَّخْلَ بِاسْقَاتٍ لَهَا،، میں باسقات کے معنی لمبی ہیں یعنی کھجور کے لمبے درخت،، بسق بمعنی طال ہے دراز ہوا۔ بعض نے کہا طوال کے معنی سیدھے لمبے۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باسقات صاف سے پڑھا اور بصاق کھجور کی قسم ہے (صراح) قوله اَفَعَيَّنَا،، سے اس آیت کریمہ: اَفَعَيَّنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي خَلْقٍ حَدِيدٍ، کی طرف اشارہ کیا۔ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ نئے بننے سے شک و شبہ میں ہیں۔ اور اَفَعَيَّنَا کی تفسیر اَفَعَيَّنَا عَلَيْنَا سے کی کیا ہم پر یہ دشوار ہے اور ہم عاجز ہو گئے ہیں؟

قوله وَقَالَ قَرِينُهُ،، سے اس آیت کریمہ: وَقَالَ قَرِينُهُ هَذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اس کا ہم نشین بولا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے۔ امام نے قرین کے معنی شیطان ذکر کئے ہیں جو اس پر مقرر ہے۔ قتادہ سے روایت ہے کہ قرین سے مراد فرشتہ ہے۔ جو اس پر مقرر ہے۔ لہذا آیت کے

معنی یہ ہیں کہ فرشتے نے کہا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے۔ تفسیر مدارک اور خازن میں ہے کہ یہ فرشتہ اس کے اعمال لکھنے والا اور اس پر گواہی دینے والا ہے۔ اس کا نامہ اعمال پیش کرے گا۔

قرآن مجید، "قُلْ أَتُحِبُّونَ" سے اس آیت کریمہ: "فَتَقَبُّوْا فِي الْبَلَادِ هَلْ مِنْ قَحِيصٍ"، کی طرف اشارہ کیا اور لُحُود کی تفسیر مَرْوُا بمعنی گھونٹنے پھرنے سے کی۔ یعنی وہ موت کے ڈر سے شہروں میں گھومتے پھرتے کہ کہیں بھاگنے کی جگہ ملے۔ قرآن مجید، "قُلْ أَتُحِبُّونَ" سے اس آیت کریمہ: "أَوَلَمْ يَأْتِ الْسَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ" کی طرف اشارہ کیا اور کہا اَلْقَى السَّمْعَ کے معنی ہیں۔ اس کے سوا دل میں کوئی بات نہ کرے گا اس کی تفسیر یہ بھی کی جاتی ہے کہ کان لگائے اور متوجہ ہو۔ قرآن مجید، "قُلْ حِينَئِذٍ أَتُحَاكَمُونَ" جس وقت تمہیں پیدا کیا اور تمہاری پیدائش ظاہر کی۔ یہ اَفْعَيْنَا کی تفسیر کا متمم ہے۔ حتیٰ یہ تھا کہ اسے وہاں لکھا جاتا، لیکن کاتب کے سہو سے یہاں لکھا گیا ہے۔

قرآن مجید، "قُلْ رَقِيبٌ" سے آیت کریمہ: "مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور رَصَد سے اس تفسیر کی۔ رَصَد کے معنی بغور دیکھنا بعض مفسرین نے رَقِيب کی تفسیر حافظ سے اور عَتِيد کی تفسیر حاضر سے کی ہے (یعنی)۔

قرآن مجید، "قُلْ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" سے اس آیت کریمہ: "وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور ذکر کیا کہ یہ دو فرشتے ہیں۔ اُن میں سے ایک کاتب اور دوسرا گواہ ہے۔ حسن بصری نے کہا سَائِق مانگنے والا اور شہید گواہ ہے یعنی ہر جان یوں ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک مانگنے والا فرشتہ ہوگا جو اس کو حشر کی طرف مانگے گا اور ایک گواہ ہوگا جو اس کے عملوں کی گواہی دے گا۔

قرآن مجید، "قُلْ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" سے اس آیت کریمہ: "أَوَلَمْ يَأْتِ الْسَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور شہید کی تفسیر شَهِيد بالقلب، "سے کی یعنی یا کان لگائے اور دل سے متوجہ ہوا شبلی قدس سے سرہ نے فرمایا قرآنی نصاح سے فیض حاصل کرنے کے لئے قلب حاضر چاہیے جس میں چشم زدن بھی غفلت نہ ہو اور وہ قلب حاضر رکھے۔

قرآن مجید، "قُلْ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" سے اس آیت کریمہ: "وَمَشْنَاهُنَّ لُحُوبٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور نصب، "بمعنی تعب و مشقت سے اس کی تفسیر کی اور ہمیں تعب و مشقت نہ پہنچی" عبد التزاق نے عمر کے ذریعہ قتادہ سے روایت کی کہ یہودیوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مخلوق چھ دلوں میں پیدا کی اور جمعہ کے دن تخلیق سے فارغ ہوا پھر وہ تنگ گیا اور ہفتہ کے روز عرش پر لیٹ کر آرام لیا۔ یہ آیت کریمہ اُن کے رد میں نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ تکان سے پاک ہے وہ تھکتا نہیں۔ قرآن مجید، "قُلْ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" سے اس آیت کریمہ: "وَمَشْنَاهُنَّ لُحُوبٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور نَصِيد کی کُفْرَی سے تفسیر کی۔ بضم الکاف وفتح الفاء یعنی مجاہد کے غیر نے کہا شکوفہ جب تک اپنے غلاف میں رہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ اس کے بعض پتے بعض پر تہ کردہ ہیں۔ جب وہ اپنے غلاف سے نکل جائے تو نَصِيد نہیں ہے۔ کُفْرَی بضم الکاف وفتح الفاء اور راء مشدودہ مقصورہ ہے اس کے معنی شکوفہ کے ہیں۔ اَلْكَامِ کیم کی جمع بکسر الکاف اور میم مشدودہ ہے۔ مسروق نے کہا جنت کی کھجوریں سر تا پا شکوفہ دار ہیں اس کے

بَابُ قَوْلِهِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ

میوے منقذ ہیں۔ جیسے مٹکے ہوتے ہیں جب ان سے پھل اُتار جائے تو اس کے نیچے اور پھل نکل آتا ہے۔ جنت کی بہرین کناروں کے بغیر جاری ہیں۔

قوله فی اَذْبَارِ النُّجُومِ وَ اَذْبَارِ السُّجُودِ ، لفظ اَذْبَارِ قرآن کریم میں دو جگہ واقع ہے۔ ایک اَذْبَارِ السُّجُودِ سورہ طور میں اور دوسرے اَذْبَارِ السُّجُودِ اس سورت میں ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ : وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَذْبَارِ السُّجُودِ ، کی طرف اشارہ کیا یعنی رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد ، عاصم ”اَذْبَارِ“ کے ہمزہ کو مفتوح اور سورہ طور میں ”اَذْبَارِ“ کے ہمزہ کو مکسور پڑھتے ہیں۔ ابو عمرو اور کنانی نے عاصم کی موافقت کی اور نافع ابن کثیر اور حمزہ نے مخالفت کی اور ہمزہ کو مکسور پڑھا۔

قوله سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ، اس سے مراد مطلق تسبیح ہے۔ بعض نے کہا فرض نمازوں کے بعد تسبیح کرو! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کے بعد تسبیح کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد نماز ہے کہ فرض نمازوں کے بعد نفل پڑھو۔ بعض نے کہا مراد فرائض میں یعنی طلوع شمس سے پہلے صبح کی نماز غروب سے پہلے عصر کی نماز پڑھو! قوله وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ ، سے مراد عشاء کی نماز ہے۔ بعض نے رات کی نماز مراد لیا ہے۔

قوله اَذْبَارِ السُّجُودِ ، اس سے مراد مغرب کے فرضوں کے بعد دو سنتیں ہیں اور اَذْبَارِ النُّجُومِ صبح سے پہلے دو سنتیں ہیں۔ ”اَذْبَارِ“ کا ہمزہ مفتوح ہو تو دُبر کی جمع ہے۔ اگر مکسور ہو تو باب افعال کی مصدر ہے۔ قوله مِكْرَانِ جَمِيعًا ، یعنی سورہ قاف اور طور دونوں میں اَذْبَارِ کو کسرہ سے پڑھتے ہیں اور دونوں کو مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کو ترجیح دی ہے اور قراء سبعہ نے سورہ طور میں کسرہ پر اتفاق کیا ہے اور فتح کو شاذ کہا ہے۔ (یعنی، کرمانی)

عاصم ابن نجود اسدی تابعی کوئی قراء سبعہ میں سے ہیں۔ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ قوله يَوْمَ الْخُرُوجِ ، سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَلِكَ يَوْمَ الْخُرُوجِ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس دن لوگ اپنی قبروں سے باہر آئیں گے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشَادًا دُوزَخِ عَرْضِ كِرْكِي كُچھ اور زیادہ ہے

یعنی جنت ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی ہے؟ وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے۔ اس کی دو صورتیں

۴۵۲۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْمِيُّ
كَانَ حَدَّثَنَا مُنْعَبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ قَتْلُ قَطِيطٍ

ہیں، کیونکہ استغہام میں انکار بھی ہو سکتا ہے اور نفی کا بھی احتمال ہے۔ لہذا آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اب مجھ میں گنجائش باقی نہیں۔ میں بھر چکی اور معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ابھی اور گنجائش ہے۔

۴۵۲۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں لوگوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کچھ اور زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا قدم رکھے گا تو کہے گی بس بس۔

۴۵۲۸ — شرح : قط میں تین لغات ہیں طاء کو ساکن یا مکسور منون یا غیر منون پڑھنا اس کے معنی ہیں مجھے کافی ہے۔ بعض نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے۔

ہَلْ مِنْ مَزِيدٍ : نافرمانوں پر غیض و غضب کے باعث کہے گی۔ یہ سوال تقریباً معنی استزادہ ہے۔ زیادہ طلب کرنا یعنی میں بھر گئی ہوں مجھ میں کچھ باقی نہیں رہی جو بھری نہ ہو۔ یہ بات مشکل ہے کیونکہ اس وقت اس کا معنی انکار ہوگا حالانکہ اس کا مخاطب اللہ تعالیٰ ہے اور اس باب میں مذکور حدیث کا معنی اس کے مناسب نہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ سوال دوزخ کے خازنوں کے لئے ہے۔ اور جواب بھی ان کی طرف سے ہے۔ اس تقدیر پر عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ ہم دوزخ کے خازنوں سے کہیں گے اور وہ مزید کہیں گے نیز جائز ہے کہ یہ مصدر ہو یعنی ہَلْ مِنْ زِيَادَةٍ یا اسم مفعول ہو یعنی جو مجھے زیادہ دیتے جاؤ گے میں اسے جلاتی رہوں گی (قسط لانی)

قوله حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ : حتیٰ کہ اللہ اپنا قدم قدرت رکھے گا۔ مسلم کی روایت میں ہے "رَحَى يَضَعُ رِجْلَهُ" حدیثیں ایک دوسری کی تفسیر کرتی رہتی ہیں۔

اللہ کا قدم یا رِجْل کی بحث

جن احادیث میں قدم و رِجْل کے لفظ آتے ہیں وہ اللہ کی صفات میں مشہور احادیث ہیں۔ اس میں علماء کے دو مذہب ہیں۔ ایک مذہب مَفْعُولُہ کا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان پر ایمان لانا کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ حق ہے اور رِجْل معنی یہ ہے کہ جہاں اللہ کی شان کے لائق ہے۔ ظاہری معنی مراد نہیں جمہور علماء اور بعض متکلمین یہی کہتے ہیں۔ دوسرا مذہب جمہور متکلمین اور مؤولہ کا ہے۔ وہ قدم اور رِجْل کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے

۴۵۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سُوْفْيَانَ
الْحَمِيرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ مُهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي
هَرِيرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سُوْفْيَانٍ يُقَالُ لِحَدِّمْ هَلِ امْتَلَأَتْ
فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ
قَطُّ قَطُّ ۴۵۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

ہیں اس سے دوزخ کو ذلیل کرنا مقصود ہے؛ کیونکہ جب وہ سرکشی اور طلبِ مزید میں مبالغہ کرے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا اور اسے سخت قدم رکھے گا۔ حقیقی قدم مراد نہیں۔ عرب مثال بیان کرنے کے طور پر اعضا کے الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اُن کی مراد بعینہ اعضاء نہیں ہوتے جیسے وہ کہتے ہیں: رَغِمَ أَنْفُهُ وَسَقَطَ بَنِي يَكْبَةَ، حقیقتہً رَغِمَ الْفَتْ (ناک کا خاک آلود ہونا اور ہاتھ پر جانا مراد نہیں) بعض نے کہا قدم سے مراد مقدم یعنی اللہ تعالیٰ دوزخ میں پہلے لوگ رکھے گا جو عذاب کے لائق ہیں۔ بعض نے کہا قدم سے مراد بعض مخلوق کا قدم ہے اور صنیر غائب معلوم مخلوق کی طرف راجع ہے یا وہاں ایسی مخلوق ہے جس کا نام ہی قدم ہے ان کو دوزخ میں رکھے گا۔ اور قدم سے مراد اخیر ہے کیونکہ قدم سب اعضاء سے آخر ہے۔ لہذا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں آخری دوزخی داخل کرے گا۔ اَوَّلُ معنی بہتر ہے (فتح الباری)۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے یہ روایت
۴۵۲۹۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کی ہے کہ ابو سفیان لے

بیشتر اوقات موقوف روایت کرتے ہیں کہ دوزخ سے کہا جائے گا کیا تو پُر ہو گئی ہے۔ وہ کہے گی۔
هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، تو رب تبارک و تعالیٰ اپنی قدرت کا قدم اس پر رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
۴۵۳۰۔ جنت اور دوزخ نے باہم جھگڑا کیا۔ دوزخ نے کہا میں شکستراؤں

ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوئی۔ جنت نے کہا میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں صرف کمزور لوگ اور لوگوں
کی نظروں میں گرے ہوئے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں تیرے
ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے ساتھ میں اپنے
بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب کروں گا۔ جنت اور دوزخ میں سے ہر ایک نے بھرنے ہے۔ ہر کیف دوزخ
بہ بھرے گی۔ حتیٰ اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں اپنی قدرت کا قدم داخل کرے گا۔ تو وہ کہے گی بس بس بس۔

قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْرُوفٌ عَنْ هَكَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أَوْثَرُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ
وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَا لَا يَدُ خَلْقِ الْأَضْعَفَاءِ النَّاسِ وَسَقَطَ لَهُمْ قَالَ اللَّهُ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحِمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مِنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ
لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابُكَ مِنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ
مِنْهُمَا مَلُؤُهَا فَمَا النَّارُ فَلَا تَمْلِكُ حَتَّى يَضَعَ رَجُلٌ قَطِيقًا قَطِيقًا
فَهَذَا لَكَ تَمْلِكُ وَيُرَوَّى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللَّهُ مِنْ خَلْقِهِ
أَحَدًا وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ يَسْتَقِي لَهَا خَلْقًا

اس وقت اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے مل جائے گا۔ اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم اور نیا دتی
نہ کرے گا بلکہ جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔

شرح : مُعَفَّاءُ النَّاسِ وہ لوگ ہیں جن کے کمزور حال، مسکنت کی وجہ سے
۲۵۳۰ —

اکثر لوگ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے سَقَطَ "بفتح السين وفتح
القاف ہے جو لوگوں میں حقیر سمجھے جاتے ہیں اور اکثر لوگوں کے نزدیک وہ ان کی نظروں سے گزرے ہوتے
ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ کے حضور عظیم الشان ہیں اور ان کے درجات بلند ہیں چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے عظیم مقام عطا
فرمایا ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور غایت خضوع اور انتہائی خشوع سے رہتے ہیں۔ اور لوگوں میں نہایت
عاجزی سے رہتے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ضعیف اور سقط فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا
جائے، تو لا يَدْخُلُنِي إِلَّا مُعَفَّاءُ النَّاسِ وَسَقَطَ لَهُمْ، میں حصہ ہے کہ جنت میں صرف وہی لوگ داخل
ہوں گے جو لوگوں میں کمزور و نظر انداز ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اغلب کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان میں
اکثر فقراء و مساکین اور کمزور قسم کے لوگ ہیں اور جو دنیا و آخرت میں اکابر ہیں وہ کم ہیں اور وہ بلند درجات
والے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت و دوزخ کی اشیاء میں
تمیز پیدا کرے جس کے باعث وہ اور اک کہیں اور ایک دوسرے سے خصوصیت پر قادر ہوں

بَابُ قَوْلِهِ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ

الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ

۴۵۳۱۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ اِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرْنَا إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً اَرْبَعَةَ عَشْرَةَ فَقَالَ اَنْتُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا لَا تُضَامُّونَ فِي بُيُوتِهِمْ فَاِنْ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَغْلِبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا قَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۴۵۳۲۔ حَدَّثَنَا اَدَمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ اِبْنِ اَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمْرَةٌ اَنْ يُسَبِّحَ فِي اَدْبَارِ الصَّلَاةِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ وَادْبَارَ السُّجُودِ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا اِرْشَادِ سُورَةِ طُلُوعِ وَغُرُوبِ

سے قبل اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو

اس سے مراد نماز فجر اور نماز عصر ہے،

ترجمہ: جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف

۴۵۳۱

نظر فرمائی اور فرمایا عنقریب تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے اس کو دیکھتے ہو کہ اس کو دیکھنے میں تم آپس میں

سُورَةُ الذَّارِيَّاتِ

وَقَالَ عَلَى الْغَايَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ تَذَرُوهُ تَفَرِّقُهُ وَفِي أَنْفُسِكُمْ تَاكُلُ
وَتَشْرَبُ فِي مَدْخَلٍ وَاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ فَرَأَاهُ فَرَجَعَهُ فَصَلَّتْ
فَجَمَعَتْ أَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ بِهَا جَبْهَتَهَا وَالرَّمِيمُ نَبَاتُ الْأَرْضِ إِذَا بَيَسَ

مزاہت نہ کرو گے اگر تم طاقت رکھو تو سورج کے طلوع و غروب سے پہلے نماز سے مغلوب نہ ہو تو ضرور پڑھو پھر
آپ نے یہ آیت کہہ تلاوت فرمائی : وَنَسْتَعِذُّ بِكَ مِنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلِ الْغُرُوبِ ،،
(حدیث ۵۳۱ - جلد ۱ : ۱ ، کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو حکم دیا کہ
تمام نمازوں کے اذکار میں تسبیح پڑھیں اس سے مقصد ادبار السجود کا
مطلب بیان کرنا ہے کہ سجود سے مراد نماز ہی جزو سے کل مراد ہے۔

— ۴۵۳۲ —

سُورَةُ الذَّارِيَّاتِ

یہ پوری سورت مکی ہے اس کی ستر آیات ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورہ اخفاف
کے بعد اور سورہ غاشیہ سے پہلے نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ذاریات ہوائیں ہیں : سفیان بن عیینہ نے ابن ابی حنین سے روایت کی
انھوں نے کہا میں نے ابو الطفیل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ابوجا کواء سے سنا کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
سے ذاریات ذر واکے متعلق پوچھا انھوں نے کہا یہ ہوائیں ہیں جو عاصفات و قرا سے پوچھا تو کہا یہ بادل ہیں ،
جاریات یسرا سے پوچھا تو کہا یہ کشتیاں ہیں اور مذہرات امرائے سے پوچھا تو کہا یہ فرشتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا کہ

وَدَلِيلٌ لِّمُوسِعُونَ اٰی لَدُوْ سَعَةٍ وَكَذٰلِكَ عَلٰی الْمُوْسِعِ قَدْرُهُ
لِیَعْنِ الْقَوِیُّ زَوْجِیْنَ الذِّكْرَ وَالْاُنْثٰی وَاُخْتِلَافُ الْاَلْوَانِ حُلُوْوَ

حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ عبدالرزاق نے دوسرے اسناد کے ساتھ ابوالطفیل سے روایت کی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے۔ اُنھوں نے کہا ”سُکُونِی“ مجھ سے جو چاہو پوچھو! اللہ کی قسم تم کوئی شئی نہ پوچھو گے جو قیامت تک ہونے والی ہے مگر تمہیں بتاؤں گا مجھ سے اللہ کی کتاب کے متعلق پوچھو اللہ کی قسم کوئی آیت کریمہ نہیں مگر میں جانتا ہوں وہ رات نازل ہوئی یا دن میں صاف زمین میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر نازل ہوئی۔ ابن کواء نے کہا میں اس کے اور حضرت علی کے درمیان تھا اور وہ میرے پیچھے تھا۔ اُس نے میرے پس پشت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ذاریات کیا چیز ہے الخ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر نے کہا تَنْزُؤًا بِمَعْنٰی تَفَرُّقًا“ ہے۔ یعنی اس آیت کریمہ: تَنْزُؤًا لِّلرِّیَّاحِ کے معنی یہ ہیں کہ اس کو ہوائیں پریشان کرتی ہیں۔ یہ آیت کریمہ سورہ کہف میں ہے۔ ذاریات کی مناسبت سے یہاں ذکر کر دی ہے۔ جوہری نے کہا ذَرَاتِ الرِّیْحِ التَّرَابِ وَغَیْرُہُ تَذَرُوہُ وَتَذَرِیہُ ذَرُوًا وَذَرِیًّا۔ یعنی یہ واؤ اور یاء ہر دو سے مذکور ہے ہوا خاک اُڑاتی ہے (یعنی) قَوْلُهُ وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ“ یعنی تم عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہو جو تمہاری ذوات میں اللہ تعالیٰ کی آیات قدرت ہیں کہ جاندار ایک جگہ سے کھانا پیتا ہے اور وہ دو جگہوں سے نکلتا ہے۔

قَوْلُهُ فَرَاغَ بِمَعْنٰی فَرَجَ“، یعنی یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا واقعہ ہے جو بصورت انسان فرشتے آئے تو ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر تشریف لائے اور موٹا تازہ سمجھڑا ذبح کیا اور اسے بریاں کر کے لے آئے اور اُن سے کہا۔ کھاؤ! جب اُنھوں نے نہ کھایا تو خوف زدہ ہوئے۔ اُنھوں نے کہا آپ ڈریں نہیں ہم آپ کو بیٹے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے گھر کی طرف چہرہ کر کے آہل اور اپنے منہ پر ماتہ رکھا جیسے عورتیں تعجب کے وقت کرتی ہیں اور کہا مجھے بچہ کیسے پیدا ہو گا الخ قَوْلُهُ فَصَكَّتْ“، یعنی انگلیاں اکٹھی کر کے اپنے ماتھے پر ماریں۔

قَوْلُهُ وَالرَّمِیْمِ“، یعنی زمین کا گھاس سبز جس وقت خشک ہو جائے اور باریک ہو جائے۔ ”رَمِیْمٌ“ دراصل بوسیدہ ہڈی ہے۔ مذکور ماضی مجہول ہے اس کی مصدر ”دوس“ ہے۔ اس کے معنی کسی شئی کو قدو تیلے روندنا جتنی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ یہ اصل میں دُوس تھا۔ وال کا ضمتہ حذف کر کے اسے واو کا کسرہ دیا پھر واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے سبب اسے یاء سے بدل دیا ”دیس“ ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دیمیم ہلاک ہونے والی شئی ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا باریک مٹی ہے۔ قَوْلُهُ لِّمُوسِعُونَ“ سے اس آیت کریمہ: وَالسَّمَاءُ بَنٰیْنَاهَا بِاَیْدٍ وَّاَنَّا لَمُوْسِعُونَ“ کی طرف اشارہ کیا

حَاصُّ فَمَا نَزَّجَانِ فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ مِنَ اللَّهِ إِلَيْهِ لَا لِيَعْبُدُونَهُ وَمَا خَلَقْتُ
أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوحِدُونَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ

ہم نے آسمان پیدا کیا اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مخلوق کا رزق وسیع کرنے والے ہیں۔ امام نے اس کی تفسیر ”لَذُو سَعَةٍ“ سے کی یعنی موسیٰ بمعنی صاحب وسعت ہے اسی طرح ”وَعَلَى الْمُوسِیِّ قُدْرًا“ یعنی اس جگہ موسیٰ بمعنی قوت ہے۔ یعنی یہ وسعت قدرت کے معنی میں ہے۔ قولہ ”ذُو جِنِّ“ اس آیت کریمہ ”وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا ذُرِّيَّتًا“ میں ہر جنس حیوان سے نر اور مادہ مراد ہیں۔ بعض مفسرین نے ذوجین کی یہ تفسیر کی ہے کہ دو مختلف صنفیں اور نوع پیدا کئے چنانچہ زمین و آسمان، قسمیں و فمر، رات دن، انسان و جن، ایمان و کفر، پانی و خشکی، نرم اور سخت، گرمی و سردی، نیک و بد بختی، حق و باطل اور دنیا و آخرت جوڑا جوڑا پیدا کئے۔

قولہ ”وَإِخْلَافُ أَلْوَانِكُمْ“ سے اس آیت کریمہ ”وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِخْلَافُ أَلْوَانِكُمْ وَأَلْوَانِ الْفَرَاقِ فِي ذَلِكَ لَأَيَاتٌ لِلْعَالَمِينَ“ اور اس کی نشانیوں سے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا ہے بے شک اس میں جاننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ یہ آیت کریمہ سورہ روم میں ہے یعنی اس کی نشانیوں سے انسانوں کی رنگتوں میں اختلاف ہے اور وہ مختلف رنگتوں میں ہیں۔ اگر وہ ہم شکل ہوتے اور ایک ہی نوع ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچاننے میں سخت دشواری اور التباس ہوتا کہ یہ کون ہے وہ کون ہے اور کثیر مصلحتیں جاتی رہتیں۔ اسی طرح ہر شے میں رنگت کے اختلاف نہ ہونے سے بڑی مشکلات پیش آئیں ایسے کھانے پینے کی اشیاء میں اختلاف ضروری ہے۔ حتیٰ کہ پھلوں کے ذائقے مختلف ہیں۔ کوئی میٹھے ہیں۔ کوئی ترش ہیں۔ امام بخاری نے اسی طرف اشارہ کیا اور کہا رنگتوں کا مختلف ہونا جیسے شیریں اور ترش (حلو و حامض) یہ جوڑا ہے۔ اس پر زوجان کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے متضاد ہے۔ اور ان میں تقابل بالتضاد ہے جیسے فکر و مؤنت و کدورت و انوشت میں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اسی مناسبت سے امام نے سورہ روم کی آیت کو یہاں ذکر کیا ہے (یعنی) قولہ ”فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ“ سے اس آیت کریمہ ”فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ إِيَّاكَ لِكُلِّ مِثْلٍ نَذِيرٌ مُبِينٌ“ پس اٹھ کر طرف بھاگو! بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈرگھٹانے والا ہوں، اس کی تفسیر میں امام نے کہا ”مِنَ اللَّهِ إِلَيْهِ“ یعنی اس کی نافرمانی سے اس کی طاعت کی طرف یا اس کے عذاب سے اس کی رحمت کی طرف۔ مفسرین نے کہا اس کے معنی ہیں اللہ کے عذاب سے ایمان لا کر اس کے ثواب کی طرف بھاگو اور اس کی عصیاں سے کنارہ کش رہو۔ ابو بکر و راق نے کہا شیطان کی تابعداری سے جہنم کی تابعداری

لِفْعَلُوا فَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدْرِ وَالْقُدْرَةِ

کی طرف بھاگو! قولہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ، میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ مجھے ایک جانیں۔ بعض نے کہا ان کو پیدا کیا کہ وہ عبادت کریں تو بعض نے کیا اور بعض نے ترک کر دیا۔ اس آہل قدر کے لئے دلیل نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تفسیر کی کہ میں نے دونوں فریقوں جنوں اور انسانوں میں نیک بختوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ مجھے ایک جانیں۔ دونوں فریقوں میں سے نیک بختوں کو اس لئے خاص کیا کہ علت اور معلول میں ملازمہ واضح ہو، کیونکہ اہل سعادت کی پیدائش کے لئے اللہ کی توحید علت ہے۔ ان میں ملازمہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ مخلوق اہل سعادت ہو اور وہ اللہ کی توحید کے قائل ہوں، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت ہی یہ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کے معنی یہ ہیں۔ إِلَّا لِأَمْرِ لِعِبَادَتِي وَأَدْعُوهُمْ إِلَيَّ، یعنی میں نے پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ ان کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دوں اور انہیں اس طرف بلاؤں، نہ جاج نہ کسی معنی پر اعتماد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: فَاعْبُدُوا اللَّهَ لَا لِيُعْبَدُوا اللَّهُ، اس کی تائید کرتا ہے کہ ان کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے اگر اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے اور اس کے حکم کے تابع ہو جانے اور اس کی مشیت سے راضی ہونے کے لئے پیدا کیا ہے تو انھوں نے کفر کیوں کیا

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان کے لئے فیصلہ کیا ہے وہ اس کی قضاء کے تابع ہیں؛ کیونکہ اللہ کی قضاء ان پر جاری ہے اگر ان پر نازل ہو تو اس کو روکنے پر قادر نہیں ہیں۔ اس کی مخالفت صرف اس نے کی جس نے مامور بہ پر عمل سے انکار کیا اس کی قضاء کے تابع ہونا مستبعد نہیں۔ قولہ قَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقْنَاهُمْ لِفَعْلُوا، اس عبارت سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور دو توجیہوں میں فرق بیان کیا ہے کہ پہلا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فطرت میں عبادت کے لئے پیدا نہیں کیا؛ ان کو صرف عبادت کی تکلیف دینے کے لئے پیدا کیا۔ بعض نے اس پر عمل کیا اور بعض نے عمل نہ کیا جیسا کہ حدیث میں ہے كُلُّ مَوْلُودٍ يُوْلَدُ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے آگے ان کا عمل مختلف ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا: اَعْمَلُوا فِكْلٌ مِّثْلَ مَا خُلِقَ لَهُ، تم عمل کرتے رہو ہر ایک کا عمل اس کے لئے آسان کیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ ان توجیہات کا مقصد یہ ہے کہ کافر جنوں اور

الدُّلُوعُ الْعَظِيمُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَرَّةٌ صَيَّحَةٌ ذُنُوبًا سَبِيلًا الْعَقِيمُ

انسانوں کے عمل نہ کرنے اور اللہ کی عبادت نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا تخلف لازم نہیں آتا۔
 قوله لَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدَرِ، اہل قدر معتزلے میں ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا ارادہ صرف
 غیر سے متعلق ہوتا ہے۔ بشر سے اللہ کا ارادہ متعلق نہیں ہوتا۔ لہذا لوگ جو بڑے عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 کے ارادے سے نہیں کرتے۔ نیز ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے فعل معلل بالغرض ہوتے ہیں یعنی غرض اللہ کے
 فعل کی علت ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ لوگوں کو پیدا کرنے سے اللہ کی غرض عبادت ہے گویا تخلیق خلق کی
 علت اللہ کی عبادت ہے۔

اہل سنت و جماعت نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی شیء کسی دوسری شیء کا معلل ہو تو اس کو یہ
 لازم نہیں کہ وہ شیء یعنی علت مراد ہو اور دوسری شیء یعنی معلول مراد نہ ہو۔ لہذا خلق کا علت عبادت معلل
 ہونے کو یہ لازم نہیں کہ عبادت مراد ہو اور اس کا غیر مراد نہ ہو۔ ان کے دوسرے عقیدہ کا جواب یہ ہے وقوع
 تعلیل اس کے وجوب کو لازم نہیں جواز تعلیل کے ہم بھی قائل ہیں لہذا ایک مقام میں تعلیل واقع ہو تو اس کو یہ لازم
 نہیں کہ تمام مقامات میں تعلیل ضروری اور واجب ہو جائے۔ معتزلہ نے اس سے یہ بھی استدلال کیا کہ لوگوں کے
 افعال ان کی اپنی مخلوق ہیں۔ یعنی لوگ اپنے اعمال کے خالق ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا اسناد ان کی
 طرف کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اسناد بطور کسب ہے اور عبد اس کا محل ہے یعنی عبد کا سبب ہے اس لئے
 عبادت کا اسناد اس کی طرف کیا ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ بندہ افعال کا خالق ہے۔

قوله الذنوب، سے اس آیت کریمہ فَإِنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا ذُنُوبًا مِثْلَ ذُنُوبِ أَهْلِيهِمْ
 فَلَا تَسْتَعْجِلُونَ، کی طرف اشارہ کیا اور دلو عظیم سے اس کی تفسیر کی۔ لغت کے اعتبار سے ذنوب کے معنی
 بہت بڑا ڈول ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہو۔ مفسرین کے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ مجاہد نے راستہ
 سے، نخی نے برتن سے قنادہ اور عطاء نے عذاب سے، حسن نے دولت سے۔ کسائی اور اخفش نے حصہ
 اور نصیب سے تفسیر کی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ بے شک ان ظالموں کے لئے عذاب کا ایک حصہ
 اور نصیب ہے جیسے ان کے ساتھ والوں کے لئے حصہ و نصیب ہے تو مجھ سے عذاب نازل کرنے کی
 جلدی نہ کریں۔ قوله صَرَّةٌ، سے اس آیت کریمہ : فَأَقْبَلْتُ امْرَأَتِي فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا
 وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی صیغہ سے تفسیر کی۔ آیت کے معنی یہ ہیں: ابراہیم
 علیہ السلام کی بیوی چلاتی ہوئی آئی پھر اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا،

مجاہد نے ذنوب کی تفسیر سبیل یعنی راہ سے کی ہے۔ عقیم، وہ عورت ہے جسے بچہ پیدا نہ ہو۔
 قوله العجیب، سے اس آیت کریمہ : وَالسَّمَاءُ ذَاتَ الْجَبَابِ، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس

الَّتِي لَا تَلِدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحَبْكُ اسْتَوَاءُهَا وَحُصْنُهَا فِي غَمْرَةٍ فِي
ضَلَالَتِهِمْ يَتِمَادُونَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَوَاصَوْا تَوَاطَعُوا وَقَالَ مُسَوِّمَةٌ
مُعَلِّمَةٌ مِنَ الْيَتَامَا

سُورَةُ وَالطُّورِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رضی اللہ عنہا سے اس کی تفسیر نقل کی کہ آسمان ہموار اور خوبصورت ہے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر مضبوط
بنیاد سے کی ہے۔

قوله في غمرة،، سے اس آیت کریمہ: قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ
سَاهُونَ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ضلالت سے کی۔ یعنی مارے جائیں دل سے ترافنے والے
(اندازہ و تخمینہ کرنے والے) جو جہالت کے نشہ میں آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور گمراہی میں زندگی بسر
کر رہے ہیں۔ قوله اتواصوا، اس آیت کریمہ: اتواصوا به بل هم قوم طاغوت، کی طرف اشارہ
کیا اور کہا کہ ابن عباس کے غیر نے اس کی تفسیر: تَوَاطَعُوا، سے کی ہے۔ یعنی کیا آپس میں ایک دوسرے کو
یہ بات کہہ رہے ہیں۔ بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔ تَوَاطَعُوا کے معنی میں ایک دوسرے کی بات میں موافقت کرنا۔
قوله مُسَوِّمَةٌ،، سے اس آیت کریمہ: لَنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ جَارََةً مِنْ طِينٍ مُسَوِّمَةً، کی طرف
اشارہ کیا اور ابن عباس کے غیر نے اس کی تفسیر نقل کی کہ مُسَوِّمَةٌ یَتَامَا بمعنی علامت سے مشتق ہے۔ یعنی
ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے علامت کر وہ ہیں
قوله قُتِلَ الْإِنْسَانُ، قُتِلَ بمعنی لَعِنَ یعنی جھوٹے لوگوں پر لعنت کی گئی۔ یہاں تفسیر میں کچھ تقدیم و تاخیر
واقع ہوئی ہے۔ قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ،، خَرَّاصُونَ، جھوٹے لوگ ہیں۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام نے
مرفوع حدیث ذکر نہیں کی؛ کیونکہ ان کی شرط کے مطابق ایسی حدیث نہ ملی ہوگی (یعنی)

سُورَةُ طُورِ

ابو العباس نے کہا یہ سورت مکتی ہے۔ کلبی نے کہا اس میں ایک آیت کریمہ: وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

وَقَالَ قَتَادَةُ مَسْطُورٌ مَكْتُوبٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الطُّورُ الْجَلُّ بِالشَّرْطِ يَنْتَبِذُ
مَنْشُورٌ صَحِيفَةٌ وَالتَّقْفُ الْمَرْفُوعُ سَمَاءٌ وَالْمَسْجُورُ الْمَوْقَدُ وَقَالَ الْحَسَنُ
تَجَرَّحَتِي يَذْهَبُ مَا وَهَّاءٌ فَلَا يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ التَّنَائِضُ

عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ، مدنی ہے بدر میں مقتول مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی ۴۹- آیات ہیں۔ غطبی نے کہا ہر پہاڑ طور ہے، لیکن اس طور سے اللہ کی مراد وہ پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے تئیں تہذیب کا نام کیا تھا اور وہ مدین کی زمین ہے۔ اس طور کو سینا کہتے ہیں۔ سینا کے معنی پتھر ہیں یا وہ ایک درخت ہے۔ مقاتل بن حیان نے کہا ڈو طور ہیں۔ ایک کو طور زیت کہا جاتا ہے۔ دوسرے کو طور زیت کہتے ہیں؛ کیونکہ یہ دونوں زمینوں اور تین اگاتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا جب کفار مکہ نے تکذیب کی تو اللہ نے طور کی قسم کھائی اور وہ نبی لغت میں پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے ارض مقدسہ میں کلام کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے۔ طور زیت میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام بھوک کے باعث فوت ہوئے۔ وہ وادی سدان کی مشرقی جانب ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله مَسْطُورٌ سے اس آیت کریمہ : وَكِتَابٌ مَسْطُورٌ، کی طرف اشارہ کیا۔ قتادہ نے اس کی تفسیر مکتوب کی ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس سے مراد قرآن کریم ہے یا جو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھا ہے یا موسیٰ علیہ السلام کے الواح یا معارف الہیہ مراد میں جو اولیاء اللہ کے دلوں میں ہیں یا کرام کا تبین کے دفتر میں جو لکھا گیا ہے۔ مجاہد نے کہا سریانی زبان میں طور کے معنی پہاڑ ہیں لیکن اس سے مراد وہ طور ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام پر تجلی ہوئی تھی۔

قوله مَنْشُورٌ سے اس آیت کریمہ : فِي مَنْشُورٍ، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا رِق چمڑہ ہے بعض نے کہا لوح محفوظ ہے۔ غطبی نے کہا جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے تورات لکھی رِق منشور معنی صحیفہ ہے۔ قوله وَالتَّقْفُ سے اس آیت کریمہ : وَالتَّقْفُ الْمَرْفُوعُ، کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی سقف مرفوع سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لئے چھت کی مانند ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔

قوله الْمَسْجُورُ سے اس آیت کریمہ : وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی سلگائے ہوئے سمندر، سجود

وَقَالَ غَيْرُهُ تَمُورٌ تَدُورُ أَحْلَاهُمُ الْعُقُولُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْبَرُّ اللَّطِيفُ
كِسْفًا قِطْعًا الْمُنُونُ الْمَوْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ يَتَنَازَعُونَ يَتَعَاطُونَ

یعنی مورت ہے سلگایا ہوا، بیضاوی نے کہا بحر مسجور پانی سے بھرا ہوا محیط سمندر ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحر مسجور عرش کے نیچے گہرا سمندر ہے جو زمین و آسمان کے درمیان
ہے۔ وہ غلیظ پانی ہے جسے بحر الجوان کہتے ہیں۔ وہ نفع اولیٰ کے بعد چالیس روز بارش برساتے گا تو لوگ اپنی
اپنی قبروں سے زندہ باہر نکلیں گے جیسے نباتات اُگتی ہیں۔ ان آیات کے معنی یہ ہیں۔ در طور کی قسم اور اس
نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت المعبر اور بلند چھت اور سلگائے سمندر کی قسم بیشک تیرے رب
کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں حسن بصری نے کہا بحر مسجور گرم کیا جائے گا حتیٰ کہ اس کا
سارا پانی خشک ہو جائے گا اس میں ایک قطرہ پانی باقی نہ رہے گا۔ یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے اِذَا الْبِحَارُ سُجَّتْ، جب سمندر خشک ہو جائیں گے۔

قوله التَّنَاضُّعُ، سے اس آیت کریمہ: وَمَا التَّنَاضُّعُ مِنْ غَمْلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ یعنی ہم نے ان کے عمل سے
کوئی چیز کم نہیں کی۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے اس کے غیر نے یَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءِ کی تفسیر کی کہ آسمان گردش کرے گا
جیسے چکی گھومتی ہے۔ در اصل مَوْرُ بمعنی اختلاف واضطراب ہے۔ یعنی آسمان چکی کی طرح گھومیں گے اور اس
حرکت میں آئیں گے کہ ان کے اجزاء مختلف اور منتشر ہو جائیں گے۔

قوله أَحْلَاهُمْ، سے اس آیت کریمہ: أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَاهُمْ هَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاعُونَ
کی طرف اشارہ کیا۔ اور احلام کی عقول سے تفسیر کی یعنی کیا ان کی عقلیں انہیں یہ بتاتی ہیں۔ یا وہ سرکش لوگ
ہیں، کہ عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و طغیان میں حد سے بڑھ رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس
آیت کریمہ: اِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ بر بمعنی لطیف ہے۔

قوله كِسْفًا، سے آیت کریمہ: وَاِنْ يَزِدْ ذَاكِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا، کی طرف اشارہ کیا اور کِسْفُ
کی قِطْع سے تفسیر کی قطع قطعہ کی جمع ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا: كِسْفٌ، کِسْفہ کی جمع ہے۔ جیسے سَدْرٌ سَدْرہ
کی جمع ہے۔ اگر سینہ سالن پڑھیں تو یہ مفرد لفظ ہے۔ اس کی جمع اَکْسَافٌ اور "کسوف" ہے۔ یعنی اگر آسمان
سے کوئی ٹکڑا گرے تو کہیں گے تہ تہ بادل ہے۔

قوله الْمُنُونُ، سے اس کریمہ: أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمُنُونِ، کی طرف اشارہ
کیا اور موت سے اس کی تفسیر کی طبری نے علی بن ابی طلحہ
کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رَيْبُ الْمُنُونِ، موت ہے۔

۲۵۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ
مُحَمَّدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ
عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي
أَشْتَكِي فَقَالَ طَوِّفِي مِنْ دِيَارِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابِ

مُسْطَوِيٍّ ۲۵۳۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
حَدَّثَنِي عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ فَلَمَّا بَلَغَ
هَذِهِ الْآيَةَ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ أَمْ خُلِقُوا
الْأَمْوَاتِ وَالْأَرْضِ بَلْ لَا يُوقِنُونَ أَمْرَ عِنْدَ رَبِّكَ أَمْ هُمُ

قوله يَتَنَازَعُونَ : سے اس آیت کریمہ : يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْتِيهِمْ کی طرف
اشارہ کیا اور تنہا زعم کی یَتَنَازَعُونَ سے تفسیر کی۔ ابو عبیدہ نے بھی یہی تفسیر کی ہے، لیکن انہوں نے یَتَنَازَعُونَ کی
کا اضافہ کیا ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے سے لیتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ
بیہودگی اور نہ گناہ گاری، کاسا کے معنی شراب کا پیالہ ہے جس کے پینے میں کوئی بیہودگی نہیں اور نہ کوئی فضول
بات نہ گالی گلوچ اور نہ جھگڑا۔ یہ شراب پلانے والے فرشتے ہیں اور اللہ کا نام لے کر وہ شراب پیئیں گے جبکہ
جنت کے سارے لوگ اللہ کے مہمان ہوں گے بخلاف دنیا کی شراب کے اس کو پیتے وقت اللہ کا نام لینا کفر ہے۔

ترجمہ : ۲۵۳۳۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں (میں پیدل طواف نہیں کر سکتی
ہوں) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے بعد طواف کرو میں نے طواف کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اس میں سورہ طہ پڑھتے تھے (حدیث ۵۲۱ کی شرح دیکھیں)
ترجمہ : ۲۵۳۴۔ جبیر بن مطعم نے کہا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ

الْمُصِطَرُونَ كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ قَالَ سَفِينٌ فَأَمَّا أَنَا فَأِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ
يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ لَمَّا سَمِعَهُ زَادَ الَّذِي قَالُوا لِي

مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے۔ جب اس آیت کریمہ خَلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ الْآیۃ پر پہنچے۔ کیا وہ کسی اصل سے نہ پیدا کئے گئے یا (یعنی ماں باپ کے بغیر پیدا ہوئے) یا اُنھوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا بلکہ انہیں یقین نہیں۔ یا اُن کے پاس تمہارے رب کے خزانے میں یا وہ غالب خود مختار ہیں (ابن عباس نے کہا) قریب تھا کہ میرا دل اُٹھ جائے۔ سفیان نے کہا بہر حال میں نے زہری کو محمد بن جبرین مطعم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ سیدہ کوئین صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے ان کو نہیں سنا کہ وہ اس سے زیادہ کیا ہو جو اُنھوں نے کہا (وہ زیادتی یہ ہے) فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآیۃ

شرح : یعنی کیا یہ لوگ جامد اشیاء کی طرح ماں باپ کے بغیر پیدا ہوئے کہ ان میں عقل نہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی کوئی حجت قائم

نہیں۔ ابن کیسان نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ کیا یہ لوگ عبث اور بیہودہ پیدا ہوئے ہیں۔ ان پر ادھر اور نو اہی نہیں ہیں یا اُنھوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا ہے جب یہ دونوں چیزیں باطل ہیں کہ یہ لوگ نہ تو عبث پیدا ہوئے ہیں اور نہ خود بخود پیدا ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ جس نے ان کو پیدا کیا ہے اس کی حجت ان پر قائم ہے۔ کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے بلکہ یہ حقیقت حال کو یقیناً نہیں جانتے ہیں۔

بعض مفسرین نے یہ تفسیر کی ہے کہ اگر یہ جائز ہوتا ہے کہ اپنی ذات کی خالقیت کا دعویٰ کر سکتے تو یہ ضرور دعویٰ کرتے کہ اُنھوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے چونکہ یہ ممکن نہیں ہے لہذا ان کے سب دعوے باطل ہیں لہذا انہیں اقرار کرنا چاہیے کہ ہر شئی کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے بعد خود اضراب و اعراض کر کے فرمایا بلکہ انہیں کچھ یقین نہیں اور عدم یقین ہی ان کے ایمان کو مانع ہے جو اللہ کی توفیق اور اس کے فضل کے بغیر میسر نہیں ہوتا۔

سُورَةُ وَالنَّجْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذُو مِرَّةٍ ذُو قُوَّةٍ قَابَ قَوْسَيْنِ حَيْثُ الْوَتْرُ مِنَ الْقَوْسِ
ضَيْزَى عَوْجَاءُ وَكَذَى قَطْعَ عَطَاوَةٍ رَبِّ الشَّعْرَى هُوَ مِرْزَمُ الْجُزَاءِ

سُورَةُ النَّجْمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورۃ نکتہ ہے، لیکن یہ آیت کریمہ: الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ، جو نبہان تمار کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مذنیہ ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورت اخلاص کے بعد اور سورہ غس سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی ۶۲ آیات ہیں۔ ”والنجم“ میں واو قسم کے لئے ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نجم ثریا ہے۔ عرب گرجا کو نجم کہتے ہیں اگرچہ وہ کئی ستاروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مجاہد نے کہا اس سے مراد آسمان کے تمام ستارے ہیں۔ اگرچہ یہ لفظ واحد ہے، لیکن اس کے معنی جمع ہیں ”إِذَا هَوَىٰ“، یعنی جب غائب ہو اور گرا د اور، ”مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ“، قسم کا جواب ہے۔ صاحب سے مراد جناب سید کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یعنی)

مجاہد سے ایک تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ نجم سے مراد قرآن کریم ہے۔ ”إِذَا هَوَىٰ“ یعنی جب نازل ہوا۔ بعض نے نجم سے جنس نجوم مراد لی ہے۔ بعض نے کہا نجم وہ نباتات ہیں جو زمین پر بکھر جاتی ہیں اور ان کا پیڑ نہیں ہوتا۔ تفسیر خازن میں ہے کہ ”نجم“ سے مراد سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قولہ ذُو مِرَّةٍ، مجاہد نے کہا ذُو مِرَّةٍ بمعنی ذُو قُوَّةٍ ہے۔ یعنی بہت طاقتور، وہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ انھوں نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں تحت الثری سے اپنے آپ پر اٹھائیں اور آسمان تک لے لئے پھر ان کو الٹ دیا۔

قولہ قَابَ قَوْسَيْنِ، دو کمانوں کے درمیان کا فاصلہ یا اس سے قریب تر، صفاک نے کہا دو ثَمَمٌ ذُو، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے۔ ”فَتَدَلَّى“، اور سجدہ میں گر گئے اور دو کمان یہ

الَّذِي وَفَىٰ مَا فُِرَضَ عَلَيْهِ اَزِفَتْ الْاَزِفَةُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ سَامِدُونَ

یہ نقل مکان نہ تھا۔ آپ اللہ کے حکم سے قائم تھے جیسے کوئی کسی شے سے متعلق ہوتا ہے اور اس کا قدم کسی مکان پر مستقر نہیں ہوتا، قاب، قاد اور قید، شے کی مقدار ہے۔

جمہور مفسرین نے کہا قوس سے مراد کمان ہے جس کے ساتھ تیرھینکا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے کہا قوس سے مراد کلائی ہے۔ جس کے ساتھ اشیاء کی پیمائش کی جاتی ہے۔ ابن مردویہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت اس قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قاب مقدار ہے اور قوسین دو کلائیاں ہیں۔ یعنی محبت اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں دو ہاتھوں کی مقدار کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔ بعض نے یوں کہا ہے کہ یہ دراصل قافی قوسین تھا اس کو قلب کر کے قاب قوسین کہا ہے مراد بھی یہی ہے کیونکہ ایک قوس کے دو قاب ہوتے ہیں۔

قوله ضَيِّزِي،، سے ابن آت کریمہ ”تِلْكَ اِذَا قِسْمَةُ ضَيِّزِي“ کی طرف اشارہ کیا اور عَوْجَاءُ بمعنی ٹوہی سے اس کی تفسیر کی۔ ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ ظالمانہ تقسیم ہے کہ تم نے اپنے رب کے لئے ایسی اولاد بنائی جسے تم مکروہ جانتے ہو۔

ابن سیرین نے کہا یہ تقسیم مساوی نہیں کہ تمہارے لئے بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سارے انسان اس کی مملوک ہیں۔ مملوک اولاد نہیں ہو سکتی۔

قوله اَكْدِي،، سے ابن آت کریمہ ”اَفَرَيْتَ الَّذِي قُوْلِي ذَا عَطَىٰ قَلِيلًا وَّ اَكْدِي“ کی طرف اشارہ کیا اور قَطْع بمعنی عطاء و اپنا عطیہ روک لیا۔ پورا نہ کیا سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اپنی بخشش کو دوڑا دیا یہ آیت کریمہ ولید بن مغیرہ کی شان میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین میں اتباع کیا تھا مشرکوں نے اس کو عار دلائی اور کہا کہ تو نے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا میں نے غنیمت الہی کے خوف سے ایسا کیا تو عار دلانے والے کافروں نے اس سے کہا اگر تو شرک کی طرف لوٹ آئے اور اس قدر مال مجھ کو دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمے لیتا ہوں اس پر ولید اسلام سے منحرف اور مرتد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہو گیا اور جس شخص سے مال دینا چاہتا تھا اس نے چھوڑا سادیا اور باقی سے منع کر دیا۔ اس لئے مولیٰ کریم نے فرمایا تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا اور کچھ چھوڑا سادیا اور روک لیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ابو جہل بن ہشام کے حق میں نازل ہوئی کہ اُس نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم محمد در صلی اللہ علیہ وسلم، ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ چھوڑا سادیا اقرار کیا اور حق لازم میں سے قدرے قلیل ادا کیا اور باقی سے باز رہا یعنی ایمان نہ لایا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عاص بن دائل کے متعلق نازل ہوئی وہ اکثر امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید اور

الْبَرْطَمَةُ هُوَ ضَرْبٌ مِنَ اللَّهْوِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ تَتَغَنُّونَ بِالْحَمِيرِيَّةِ وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ

موافقت کیا کرتا تھا۔ اگڈی، گڈیہ سے ہے اور کدیہ اس پتھر کو کہتے ہیں جو کنواں کھودتے وقت اس میں ظاہر ہو اور کھدائی سے روکے اور پانی سے نا اُمید کر دے، چنانچہ محاورہ ہے کہ جب کوئی بخل کرے تو کہا جاتا ہے کدیت اصابعہ اور جب لامعہ کچھ نہ کرے اور تھک جائے تو کدیت پیدہ کہا جاتا ہے۔

قوله رَبِّ الشَّعْرَى "سے اس آیت کریمہ: وَأَنَّ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَى" کی طرف اشارہ کیا اور مرزم الجوزاء "سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی شعری ستارہ ہے جو جزاء کے بعد طلوع کرتا ہے۔ مرزم کی میم مکسور راہ ساکن اور زاء مفتوح ہے۔ شعری دو ستارے ہیں۔ ایک عَمِيْقُصَاءُ دوسرا عُبُورُ ہے۔ پہلا برج۔ اُس میں ہے دوسرا برج جوزاء میں ہے۔ ابو حنیفہ دینوری نے کہا عَمِيْقُصَاءُ اور عُبُورُ ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ ان دونوں کے درمیان مجرہ ہے کہتے ہیں کہ یہ دونوں ایک بار ہی طلوع کرتے ہیں۔ قبیلہ خزاعہ شعری عبور کی پوجا کرتے ہیں جو بہت روشن ہے۔ اس کا پہلا پرستار ابوبکثہ ہے جو بت پرستی ترک کر کے عبور کی پوجا کرتا تھا۔ (تیسیر القاری وغینہ)

قوله وَنَى "سے اس آیت کریمہ: وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَنَى" کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن امور کو چھوڑا کیا جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر فرض کئے تھے۔ زجاج نے کہا ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے چند امور میں امتحان لیا جن کو اُنھوں نے پورا کر دیا اُن میں سے ایک اپنے بیٹے کو ذبح کرنا تھا۔ قوله اَزَيْتِ الْاَزْيَةِ "سے اس آیت کریمہ: اَزَيْتِ الْاَزْيَةَ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ" کی طرف اشارہ کیا اور اقتربت الساعۃ سے تفسیر کی یعنی قیامت کی گھڑی قریب ہو گئی۔ اس کے سوا کوئی اور ظاہر نہیں کرے گا۔

قوله سَادُونَ "سے اس آیت کریمہ: تَصْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ وَأَنْتُمْ سَادُونَ" کی طرف اشارہ کیا اور کہا سَمُودُ یعنی بُرْطَمَةُ ہے۔ بعض برطمنہ نون سے پڑھتے ہیں۔ دونوں معنی اعراض ہیں۔ مفسرین سَادُونَ کی تفسیر لہوؤں اور غافلوں سے کرتے ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ دَعَا عَنْكَ سَمُودًا یعنی لَهْوًا، یہ اہل یمن کی لغت ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں تم ہنستے ہو روتے نہیں؛ حالانکہ تم غفلت اور کھیل کود میں ہو۔ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ نے کہا برطمہ یہ کہنے اپنی ٹھوڑی کو سینہ کی طرف لے گئے۔ بعض نے کہا برطمہ غصہ سے رگوں کا پھول جانا ہے بُسْرُطَمُ کے معنی متکبر ہیں۔ بعض نے کہا یہ گانا جو سمجھ نہیں آتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا سَادُونَ کے معنی وہ حمیری لغت میں گاتے تھے۔

قوله اَفْتَحَادُونَ "سے اس آیت کریمہ: اَفْتَحَادُونَ عَلَى مَا يَتَرَى" کی طرف اشارہ کیا اور اَفْتَحَادُونَ سے اس کی تفسیر کی۔ یہ تفسیر ابراہیم نخعی نے کی ہے۔ حمزہ نے اَفْتَحَادُونَ "پڑھا ہے۔ اس کے

اَفْتَارُوْنَ اَفْتَجَادِلُوْنَ وَمَنْ قَرَأَ اَفْتَرُوْنَ يَعْنِيْ اَفْتَبَحَدُوْنَ قَالَ
مَا زَاغَ الْبَصَرُ بِصِرِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا طَغٰ وَلَا جَاوَزَمَا
رَاٰی قَتْمَارُوْا كَذَّبُوْا وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا هَوٰى غَاب وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
اَعْنٰی وَاقْتْنٰی اَعْطٰی فَاَرْضٰی

اس کے معنی میں کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔ یعنی کیا ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو یہ مشرکین کو خطاب ہے جو شب معراج کے واقعات کا انکار کرتے اور اس میں جھگڑتے تھے۔
قولہ "ما زاع" آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم ہوا آپ اس سے آگے نہ بڑھے اور نہ مقصود ادھر ادھر مائل ہوئے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں۔ آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے۔ دائیں بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بیہوش ہوئے بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت رہے۔
قولہ "فتما روا" یہ سورہ قمر کی آیت ہے۔ یہاں سہو ناسخ سے واقع ہوئی ہے۔ اس کے معنی "کذبوا" ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا تمہاری معنی تکذب ہے۔ اور یہ اسی سورت کی آیت ہے۔ قَبَاۤیِٕ اَکَاۤیِٕ ذٰلِکَ تَتْمَاۤرٰی، تو اے سننے والے اپنے رب کی کوئی نعمتوں میں شک کرے گا۔ پس یہ خطاب مطلق انسان کے لئے ہے۔ تفسیر نفی میں ہے کہ یہ خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن یہ اچھا نہیں نہ ہمیں ہی پسند ہے کذا قال عینی۔

قولہ "اذا هوى" سے اس آیت کریمہ: وَالنَّجْمُ اِذَا هَوٰى، کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں حسن بصری نے کہا هوى بمعنی غاب ہے۔ بعض نے کہا هوى بمعنی نزل ہے یہ هوى تھوہی سے ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وَالنَّجْمُ اِذَا هَوٰى، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جس وقت آسمان سے تشریف لائے (یعنی وتیسیر القاری)

قولہ "اعننی" سے اس آیت کریمہ: اِنَّہٗ اَعْنٰی وَاقْتْنٰی، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَعْطٰی فَاَرْضٰی دیا اور راضی کر دیا۔ ابو صالح نے کہا لوگوں کو مال کے ساتھ عننی کر دیا اور اصول اموال دیئے۔ صخاک نے سونے، چاندی اور مختلف اموال کے ساتھ عننی کیا اور اونٹوں بکریوں اور گائے کے ساتھ خوش کیا۔ اخفش نے کہا: اَعْنٰی بمعنی افقہ ہے۔ بہت سمجھدار،

۴۵۳۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ
ابْنِ أَبِي خَلِيدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَاسِثَةَ يَا أُمَّتَاهُ
هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَعْتُ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ
ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَ لَكُهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ
فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأْتُ لَا تُدْرِكُهُ إِلَّا بَصَارٌ وَهُوَ يُدْرِكُ الْإِبْصَارَ
..... وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ
اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّكَ يَعْلَمُ مَا فِي عَدِي
فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأْتُ وَمَا تُدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَنْ
حَدَّثَكَ أَنَّكَ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأْتُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا
أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْآيَةُ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ
مَرَّتَيْنِ

۴۵۳۵۔ ترجمہ: مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے
میری ماں! کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب معراج) میں اپنے
رب کو دیکھا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جو تو نے کہا ہے (یہ سن کر) میرے بال کھڑے ہو گئے ہیں۔ تو تین
چیزوں سے کہاں ہے جس نے تجھے ان کی خبر دی اُس نے جھوٹ بولا۔ جس نے تجھے یہ خبر دی کہ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اُس نے جھوٹ کہا پھر یہ آیت کریمہ: لَا تُدْرِكُهُ إِلَّا بَصَارٌ وَهُوَ
يُدْرِكُ الْإِبْصَارَ پڑھی کوئی اللہ کو نہیں پاتا اور وہ سب کو پاتا ہے۔ اور وہ لطیف خبیر ہے۔ اور کسی بشر کو
مناسب نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ، اور جس نے تجھے خبر دی کہ آپ کل کی
خبریں جانتے ہیں۔ پس اُس نے جھوٹ کہا پھر یہ آیت کریمہ: وَمَا تُدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا پڑھی
کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور جس نے تجھے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وحی خفیہ رکھی
ہے تو وہ جھوٹا ہے پھر پڑھا: اے رسول تیرے رب کی طرف سے جو تجھ پر نازل ہوا ہے۔ اس کو لوگوں تک

پہنچا دے،، لیکن آپ نے جبرائیل علیہ السلام کو دوبار اس کی اصلی شکل میں دیکھا۔

شرح : قولہ یا اُمّتاہ ، آخر میں الف اور ما زائد ہے ما وقف کے لئے ہے۔ علامہ خطابی نے کہا ید آء کے وقت وقف میں مد یا اَبہ یا اُمّہ

۲۵۳۵ —

پڑھتے ہیں۔ اگر وقف نہ کریں تو وصل کے وقت ”یا اَبت یا اُمّت“ پڑھتے ہیں۔ اور نذہ کے وقت یا اَبتہ یا اُمّتہ کہتے ہیں اس میں ما وقف کے لئے ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ”یا اُمّتاہ“ نذہ نہیں کیونکہ نذہ میں کسی پر افسوس مطلوب ہوتا ہے یہاں افسوس کا مقام نہیں۔

قولہ قَفَّ شَعْرِي، یعنی اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی گھبراہٹ سے میرے رونگھے کھڑے ہو گئے، کیونکہ خوف کے وقت چمڑہ منقبض ہو جاتا ہے۔ اس سے بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا اِنَّ اَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ یعنی تجھے چاہیے کہ ان اشیاء کو ذہن میں جگہ دیں تاکہ جو ان کا قائل ہے اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ ان تین میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے یہ خبر دی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اپنا رب دیکھا ہے اُس نے جھوٹ کہا پھر اللہ کی رویت کی نفی پر دو آیتوں سے استدلال کیا ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ“، یعنی ابصار اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتی اور عدم ادراک رویت کی نفی کرتا ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ“ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر سے کلام کرنے کو تین امور میں منحصر کیا۔ ان میں سے ایک وحی ہے کہ کسی کے دل میں کوئی شئی ڈال دیتا ہے دوسرے یہ کہ پس پردہ کلام کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کو اللہ کا کلام پہنچاتا ہے۔ ان تینوں امور میں کلام کرنے کی حالت میں رویت کی نفی ہوتی ہے، لیکن یہ استدلال تام نہیں، کیونکہ پہلی آیت میں ادراک سے مراد احاطہ ہے عدم ادراک عدم رویت کو مستلزم نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی مرفوع حدیث سے رویت کی نفی نہیں کی اگر ان کے پاس کوئی مرفوع حدیث ہوتی تو ضرور ذکر کرتیں۔ انہوں نے صرف ظاہر آیت کریمہ سے استنباط پر اعتماد کیا ہے، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی مخالفت کی ہے اور قاعدہ ہے کہ جب صحابی کوئی بات کرے اور ان میں سے دوسرا صحابی اس کے قول کی مخالفت کرے تو بالاتفاق اس کا قول حجت نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی رویت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مخالفت کی ہے، چنانچہ امام ترمذی نے حکم بن ابان کے طریق سے عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

ابن خزیمہ نے قوی اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ کعب الاحبار اور زہری نے بھی یہی کہا ہے۔ عبد الرزاق نے معمر کے ذریعے حسن بصری سے روایت کی کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اثبات رؤیت کی روایت کی ہے۔ جب کوئی اُن سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا رؤیت سے انکار ذکر کرتا تو اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کرتے۔ اور انہوں نے کتاب التوحید میں ثابت کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ رؤیت دوبار ہوئی ہے ایک بار مبارک آنکھ سے اور دوسری بار قلب شریف سے ہوئی ہے۔ واللہ اعلم!

دوسری آیت سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس سے مطلق رؤیت کی نفی نہیں ہوتی۔ البتہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ حالت رؤیت میں کلام نہیں ہوا لہذا ہو سکتا ہے کہ رؤیت ہوئی اور کلام نہ ہوا۔ قولہ مَنْ حَدَّثَ أَنَّہُ یَعْلَمُ مَا فِی غَدِّ، یہ مذکور تین امور سے دوسرا ہے کہ جس نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل میں ہونے کو جانتے ہیں وہ جھوٹا ہے اور اس آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اعلام والہام کے بغیر نہیں جانتے مگر نہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے حوادث اور واقعات تفصیلاً بیان فرمائے ہیں نہ تمام بذریعہ وحی سمجھتے۔ بلکہ خواصان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو فیض رسول سے مستفیض ہیں۔ قیامت ہونے والے واقعات وہ بھی جانتے ہیں؛ چنانچہ شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں سورہ ذاریات کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ایک وجہ سے حاکم نے اور ایک دوسری وجہ سے شیخ عبدالرزاق نے ابوظیفیل سے روایت کی تصحیح کی ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ خطبہ دے رہے تھے اور فرماتے تھے جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم قیامت تک جو واقعات ہونے والے ہیں میں سب بیان کروں گا۔ اسی صورت میں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ الحاصل آیت کریمہ میں علم ذاتی کی نفی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے منتخب رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ پس حضرات انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے غیب پر مطلع ہوتے ہیں اور اولیاء کرام نبیوں کے تابع ہیں وہ بھی باطلہ اللہ مغیبات پر مطلع ہیں واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ مَنْ حَدَّثَ أَنَّہُ کَتَمَ، یہ تیسری شئی ہے کہ جس نے تمہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے احکام سے کچھ مخفی رکھا ہے۔ اُس نے جھوٹ کہا؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام کی تبلیغ فرض ہے۔ آپ اُن سے کوئی شئی مخفی نہیں رکھ سکتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول جو تجھ پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو! واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قَوْلِهِ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ

حَيْثُ الْوَرَمِ الْقَوْسِ

۴۵۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ
قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَكَانَ قَابَ
قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ
مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَىٰ جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

ترجمہ: شیبانی نے کہا میں نے زید بن جحیش کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ محبت اور محبوب میں دو ہاتھ کا
فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم، اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ زید نے کہا ہمیں عبد اللہ بن مسعود
نے خبر سنائی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے چھ سو
پر تھے (حدیث ۲۹۹۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۳۶۔ شرح: قولہ کہ سِتْمِائَةِ جَنَاحٍ، یہ جملہ اسمیہ حالیہ واؤ کے بغیر ہے۔ بخاری
کے غیر کی روایت میں ہے کہ جبرائیل کے بالوں سے موتی اور یا قوت
گرتے تھے۔ نسائی کی روایت میں یَتَنَازِلُ مِنْهَا تَهَادِيلُ الدَّارِ وَالْيَا قُوتِ، یعنی اُن سے مختلف رنگ
کے موتی اور یا قوت گرتے تھے۔ تہادیل ہموال کی جمع بمعنی اختلاف اللون ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کا مذہب ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا۔ علماء سلف نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کے
دیکھنے میں اختلاف کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے رؤیت کا انکار کیا ہے جبکہ ایک
جماعت رؤیت کے اثبات کی قائل ہے۔

عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے۔ ابن خزمیہ نے عروہ بن زبیر سے اس کو ثابت کیا ہے اور ان سے جب ام المؤمنین
کا انکار ذکر کیا جاتا تو بڑے زور سے کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ابن عباس

باب قولہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی

کے تلامذہ یہی کہتے ہیں۔ کعب الاحبار، زہری اور ان کے شاگرد و معمر اور دیگر علماء نے اسی پر یقین کیا ہے۔ اشعری اور ان کے اکثر اتباع بھی یہی کہتے ہیں۔ پھر اختلاف اس بات میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے یا قلب شریف سے دیکھا ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس نے مطلق اور مقید دونوں طرح کی روایات ہیں۔ لہذا مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول کرنا ضروری ہے، چنانچہ امام نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ اسے ذکر کیا اور حاکم نے بھی عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس سے اس روایت کی تصحیح کی کہ آنکھوں نے کہا کیا تمہیں اس بات میں تعجب ہے کہ خلعت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے کلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور رؤیت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بھی روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل سے دیکھا ہے۔ اس میں اتفاق کی یہی صورت ہے کہ آپ نے ایک بار سر کی آنکھ سے دیکھا اور ایک بار قلب شریف سے دیکھا۔ اور قلب کی رؤیت ایسی تھی جیسے آنکھ سے رؤیت ہوتی ہے۔ محض حصول علم نہ تھا؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بالدوام عالم ہیں۔ آپ کو قلبی رؤیت اس طرح تھی کہ آپ کے قلب شریف میں رؤیت پیدا کی گئی جیسے غیر کو دیکھنے کے لئے آنکھ میں رؤیت پیدا کی گئی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تشریح مسلم میں تصریح کی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا ہے اور ام المؤمنین کے انکار کا مفصل جواب ذکر کیا۔ لکھنا۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پروردگار عالم نے اپنے بندہ کی طرف وحی کی جو بھی وحی کی،

تفسیر حسن بصری، ربیع اور ابن زید سے روایت ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی اور وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب تمام نبیوں پر جنت میں داخل نماز ہے جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ اسی طرح تیری امت جب تک جنت میں داخل نہ ہو کسی امت کے لئے جنت میں داخل ہونا

۴۵۳۷۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ
الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدًا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ
أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

بَارِئٌ نَهْ هُوَ كَا۔ (تیسیر القاری)

ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ اکثر مفسرین یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی۔ بعض نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو وحی کی۔ اقول اس تقدیر پر آئت کریمہ کے معنی میں عبارت مقتدر کرنا ہوگی! وہ یہ کہ قَاوُحِی جِبْرِائِلُ
إِلَى عَبْدِهِ أَيْ عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدٍ وَلَا يَخْفَى مَا فِيهِ مِنَ التَّكْلِيفِ، واللہ اعلم!
علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ تمام صنمیں لفظ اللہ کی طرف راجع ہیں جعفر بن
محمد نے کہا اللہ نے اپنے بندے کو بلا واسطہ وحی کی اور آپ کے قلب شریف میں وہ اسرار ڈالے جن کو
اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ ”صلی اللہ علیہ وسلم“

ترجمہ: شیبانی نے کہا میں نے زید بن حبیش سے اس آئت کریمہ: فَكَانَ قَابَ
قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى کے متعلق پوچھا
تو انھوں نے کہا سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھا جبکہ اس کے چہ سو پر تھے۔

۴۵۳۷۔

شرح: یہ پہلی حدیث کا دوسرا طریقہ ہے۔ یعنی اس آئت کریمہ میں مذکور
”عبد“ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے دیکھا تھا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام
تھے۔ جیسے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے۔

۴۵۳۷۔

پس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں:
جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کے بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی؛ کیونکہ عبداللہ کا مذہب
یہ ہے کہ جو قریب ہوئے تھے وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انھوں نے ہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو
وحی کی تھی، اس مسئلہ کی تحقیق ہم نے عنقریب کر دی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى
 ۴۵۳۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
 إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى
 قَالَ رَأَى رُفْرَفًا خَضِرًا قَدْ سَدَّ الْأَفْقَ
بَابُ قَوْلِهِ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنے رب کی
 بڑی بڑی آیات دیکھیں،

۴۵۳۸۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے رب کی بڑی بڑی آیات دیکھیں، اور آپ نے سبز رُفرف

کو دیکھا جس نے افق کو روک رکھا تھا۔

شرح : نسائی اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۵۳۸۔

نے جبرائیل علیہ السلام کو رُفرف پر دیکھا اُس نے آسمان اور زمین کو

بھرا ہوا تھا۔ بیعتی نے کہا رُفرف جبرائیل علیہ السلام کی اصلی صورت ہے جو آسمان میں ہے۔ قرطبی کی روایت میں

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ذی قُذُلُ "میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت یوں ہے۔

فَتَذَلُّ الرُّفْرَفُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمَعْرَاجِ فَجَلَسَ عَلَيْهِ ثَمَّ ذُلُّ "یعنی شبِ معراج

میں رُفرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو آپ اس پر بیٹھ گئے پھر اُوپر پرواز کی اور اپنے رب کے

قریب ہوئے۔ فرمایا جبرائیل مجھ سے جدا ہو گئے اور آوازیں خاموش ہو گئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سنا۔

اس تقدیر پر رُفرف ریشمی باریک خوبصورت کپڑا ہے جس پر بیٹھتے ہیں۔ اس کو پردے میں بھی استعمال کرتے

ہیں (قطانی) الحاصل اس مسئلہ کے متعلق محدثین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

شیخ سعدی نے کہا : اگر ایک سرموٹے برتر پر ہم : فروغِ تجلی بسوزد پر ہم

۴۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْيُسُفٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبُو الْجَوَزَاءِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اللَّاتُ وَالْعُزَّىٰ كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلْتُ
 سَوِيْقَ الْحَاجَةِ
 ۴۵۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ
 يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ
 فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ
 لِصَاحِبِهِ تَعَالَى أَقَامِرُكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

۴۵۳۹۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ : اللَّاتُ وَالْعُزَّىٰ
 کی تفسیر میں ذکر کیا کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لئے ستوں

بنایا کرتا تھا۔

۴۵۳۹۔ شرح : لات ایک آدمی تھا جو موسم حج میں ستوں سے حاجیوں کی
 مہمانی کیا کرتا تھا۔ اس لئے لوگ اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اس کی عمر بہت لمبی ہوئی ہے جس پتھر پر وہ
 بیٹھا کرتا تھا لوگوں نے اس کے مرنے کے بعد اسے بت کی شکل بنا کر اس کا نام لات رکھا۔ کچھ مدت گزر
 جانے کے بعد لوگوں نے اس پتھر کی عبادت کرنا شروع کر دی جس پر وہ بیٹھا کرتا تھا۔ اس کو لات اس کے فعل کے
 اعتبار سے کہتے ہیں۔ فانہ کان یلْتُ السوِیقَ، یہ طائف میں رہتا تھا۔ بعض نے کہا مکہ میں تھا۔ ابن زید نے
 کہا یہ نخلہ میں مکان تھا اس کی قریش پوجا کرتے تھے۔ عزیٰ عطفان کا ایک درخت تھا جس کی غطفانی پوجا کرتے
 تھے۔ مجاہد نے کہا یہ وہی ہے جس کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بھیجا تھا خالد
 نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا

۴۵۴۰۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا جو قسم کھائے اور اپنی قسم میں لات و عزیٰ ذکر کرے تو فوراً کہے
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ میں تمہارے ساتھ جو اکھینا ہوا وہ فوراً صدقے

بَابُ قَوْلِهِ وَمَنَاةُ الثَّالِثَةُ الْآخِرَى
۴۵۴۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ
 قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مِنْ أَهْلِ بَمَنَاةَ الطَّاعِنَةِ الَّتِي بِالْمَشَلِّ

۴۵۴۰۔ شرح : قسم صرف معبود کی کھائی جاتی ہے جس کی تعظیم کی جاتی ہے۔ جب کسی اور
 کی قسم کھائی تو اس نے اس قسم میں کافروں سے مشابہت کی۔ اس لئے

اس کے ازالہ کے لئے کلمہ توحید، ذکر کرے، کیونکہ اس سے اقسام کی تعظیم کا ازالہ ہوتا ہے۔
 امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر لات و عزی وغیرہ بتوں کی قسم کھالی یا کہا اگر میں نے یہ کام کیا تو
 میں یہودی نصرانی یا اسلام سے بیزار ہوں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں وغیرہ وغیرہ سے قسم
 منعقد نہیں ہوتی اس پر لازم ہے کہ استغفار کرے اور لا الہ الا اللہ پڑھے۔ وہ مذکور کام کرے یا نہ کرے اس
 پر کفارہ واجب نہیں امام شافعی، مالک اور دیگر علماء کی یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا
 تمام میں اس پر کفارہ واجب ہے۔

فتاویٰ ظہیر یہ بھی ہے اگر کہا کہ یہ کام کیا تو وہ یہودی ہے یا اسلام ہے بیزار ہے تو یہ ہمارے مذہب
 میں قسم ہے اگر اس نے وہ کام کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر ان امور کو فعل ماضی سے متعلق کیا تھا اور وہ
 قسم کھانے کے وقت جانتا ہے کہ وہ جھوٹ بھل رہا ہے تو بعض علماء نے کہا وہ کافر ہو جائے گا بچھونکھاس نے
 موجود شرط سے متعلق کیا ہے۔ یہ کفر سے رضامندی ہے۔ بعض نے کہا کافر نہ ہوگا اور نہ ہی اس پر کفارہ لازم ہے
 شیخ الاسلام شیخ زادہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر قسم کھائی کہ یہ کام مستقبل میں کرے گا تو بعض علماء نے کہا کافر نہ
 ہوگا اور اس پر کفارہ واجب ہے۔ صحیح جواب یہ ہے جو امام بخاری نے کہا ہے کہ اس طرح کی قسم میں دیکھا جائے گا
 اگر قسم کھانے والا کا اعتقاد یہ ہے کہ ایسی قسم کھانے سے کافر ہو جاتا ہے تو فی الحال کافر ہو جائے گا اگر اس کا اعتقاد
 یہ نہیں تو کافر نہ ہوگا اس کی قسم فعل ماضی میں ہو یا مستقبل میں ہو (عینی)

قوله تعالیٰ یہ تعالیٰ باب تفاعل کی مصدر سے امر ہے اور اقامہ، اس کا جواب مجزوم ہے۔ قمار یہ ہے
 کہ دو آدمیوں میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ فلاں کام میں یا فلاں بات میں دوسرے پر غلبہ کر لے تاکہ جو مال داؤ
 پر لگایا ہے۔ وہ قبضہ میں کر لے یہ بالاتفاق حرام ہے۔ ایسی بات کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ کرے تاکہ
 اس کا گناہ زائل ہو جائے۔

لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفا وَالْمَرْوَةَ
 مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَطَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ
 قَالَ سُفْيَانُ مَنَاةٌ بِالْمَثَلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ
 عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا هُمْ
 وَعَشْرَانُ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمُوا يَهْلُونَ لِمَنَاةٍ مِثْلَهُ مَعْرُوفٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ
 عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يَهْلُ لِمَنَاةٍ وَمَنَاةٌ
 صَمٌّ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ كُنَّا لَا نَطُوفُ بَيْنَ الصَّفا
 وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيمًا لِمَنَاةٍ مَخْوَةٌ

بَابُ - الله تعالیٰ کا ارشاد! تیسرا منات ہے!

آیت کریمہ میں ”اُخْرٰی“ عَزْمٰی کی صفت ہے؛ کیونکہ پہلا لات اور دوسرا عَزْمٰی ہے
 ثالثہ کو اُخْرٰی نہیں کہا جاتا۔ خلیل نے یہ اس لئے کہا ہے کہ آیات کے رؤس
 ایک جیسے ہوں۔ بعض نے کہا یہاں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل اس طرح تھا
 اَفَرَيْتُمْ اللّٰتَ وَالْعُزَّىٰ الْاُخْرٰی وَمَنَاةَ،

ترجمہ: زہری نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے سنا کہ میں نے ام المؤمنین
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا میں نہیں دیکھتا کہ جو کوئی صفا اور

۴۵۴۱

مروہ کے درمیان سعی نہ کرے اس کو گناہ ہو) ام المؤمنین نے فرمایا کہ جو لوگ مناتہ طاغیہ میں جو مشکل میں ہے
 احرام باندھتے وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: إِنَّ الصَّفا
 وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ، نازل فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے دونوں کے

بَابُ قَوْلِهِ فَاسْجُدْ وَابْتَهِ وَأَعْبُدُوا

۴۵۲۲ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ
 وَسَجَدَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْجِنِّ وَالْإِنْسِ تَابِعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ
 أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنَ عُليَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ.

درمیان طواف (سعی) کیا سفیان بن عیینہ نے کہا۔ منات مثل میں قدید کے قریب ہے۔ عبد الرحمن بن خالد نے زہری سے روایت کی کہ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی وہ اور غسانی اسلام لانے سے پہلے منات کے لئے احرام باندھتے تھے۔ معمر نے زہری سے روایت کی کہ عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انصار کے چند لوگ منات کا احرام باندھتے تھے منات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تبت تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم منات کی تعظیم کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہیں کرتے تھے۔

۴۵۲۱ — شرح: یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے

عزم کیا جبکہ اس وقت کمن تھا کہ مجھے فرمائیں: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَدْعَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا، کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے علامات میں جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کچھ حرج نہیں کہ ان کے درمیان طواف کرے۔ عروہ نے کہا میرے نزدیک اگر کوئی ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر گناہ نہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جو منات کے لئے احرام باندھتے تھے۔ وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے تھے۔ اس میں وہ اس بُت کی تعظیم کرتے تھے، کیونکہ وہ ”مُسْعَلٰی“ (صفا مروہ کے درمیان) میں نہ تھا اس میں ”أَسَافٌ“ اور ”نَاكِلَةٌ“ دو بُت تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا رد کرتے ہوئے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ ان کا طواف کیا (حدیث ۱۵۴۱ کی شرح دیکھیں)

۴۲۴۳۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا
اسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَوَّلُ سُورَةٍ
أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ التَّحْمِيمُ قَالَ فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ
بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کو سجدہ کرو! اور اس کی عبادت کرو!

۴۵۴۲۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم
میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور
سب نے سجدہ کیا۔ عبد الوارث کی ابراہیم بن طہان نے ایوب سے روایت کرنے میں متابعت کی اور ابن علیہ
نے ابن عباس کو ذکر نہیں کیا۔

۴۵۴۲۔ شرح : اس مجلس میں مشرکوں نے سجدہ کیا کیونکہ یہ سب سے پہلے سجدہ
کی آیت ہے جو نازل ہوئی تو مشرکوں نے مسلمانوں کا معارضہ کرنے
کے لئے اپنے بتوں کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ انھوں نے قصداً نہ کیا تھا یا انھوں نے اس مجلس میں مسلمانوں سے خائف
ہو کر کیا تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر تلاوت کے وقت شیطان نے یہ
القاء کیا تھا ۛ تِلْكَ الْخَرَابِيُّ عَلَى الْعَلِيِّ ۛ اِنَّ شَفَاعَتَهُمْ لَتَرْجَبُنِي ۛ نقلًا اور عقلاً صحیح نہیں۔
(اس کی مکمل تفصیل حدیث ۱۰۱۴ کی شرح میں دیکھیں)

۴۵۴۳۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پہلی سورت جو نازل ہوئی جس
میں سجدہ ہے وہ سورہ نجم ہے۔ عبد اللہ نے کہا جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور آپ کے پیچھے سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ مگر ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ
اُس نے مٹھی بھر مٹی لی اور اس پر سجدہ کیا اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ وہ کافر قتل ہوا اور وہ اُمیہ بن خلف

سُورَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

قَالَ مُجَاهِدٌ مُسْتَمِرٌّ ذَاهِبٌ مُزْدَجَرٌ مُتَنَاهِى وَازْدَجَرَ فَاسْتَطِيرَ
جُنُونًا دُسْرًا ضَلَاةً السَّفِينَةَ لِمَنْ كَانَ كُفْرًا يَقُولُ كُفْرًا يَقُولُ كُفْرًا

۴۵۳۸ — شرح : مٹھی بھر مٹی اٹھا کر اس پر سجدہ کرنے والا یہ آدمی امیہ بن خلف

تھا جو بدر میں کفر کی حالت میں قتل ہوا تھا۔ اُس نے مٹی مانتھی
پر لگا کر کہا تھا مجھے یہی کافی ہے اور سجدہ نہ کیا اگر وہ سجدہ کر لیتا تو ممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسلام نصیب
کرتا۔ ابن سعد کی روایت میں یہ شخص ولید بن مغیرہ ہے جس نے سجدہ نہ کیا تھا۔ بعض نے کہا یہ سعید بن عاص
ابن امیہ ہے۔ بعض نے کہا ان دونوں نے سجدہ نہ کیا تھا، لیکن یہ تمام محل نظر ہیں کیونکہ صحیح حدیث میں
تصریح ہے کہ یہ شخص امیہ بن خلف ہے اور جن کافروں کا مذکور حضرات نے ذکر کیا ہے اُن میں سے کوئی
بدر میں قتل نہیں ہوا تھا۔ بدر میں امیہ بن خلف قتل ہوا تھا جس کے قتل کی خبر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
کچھ مدت پہلے ذکر فرمائی تھی اس کی تفصیل ابتداء مغازی میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ (حدیث ۱۰۱۰ کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

اس کو سورہ قمر بھی کہتے ہیں یہ مکتبہ ہے مگر یہ تین آیات : اَمْ يَقُولُونَ غَنٍّ جَمِيعٌ مِّنْهُمْ، سَيُهْزَمُ
الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الثُّبُلَ السَّاعَةُ اَذْهَىٰ وَاَمَرٌ اس کی ۵۵ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

قولہ مُسْتَمِرٌّ سے اس آیت کریمہ : وَاِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ کی طرف
اشارہ کیا اور ”ذاهب“ سے اس کی تفسیر کی۔ عبدالرزاق نے معمر قتادہ کے ذریعہ انس سے روایت کی

جَزَاءَ مَنْ اَللّٰهُ مُحْتَضَرٌ يَحْضُرُونَ الْمَاءَ وَقَالَ ابْنُ جَبْرِ مُطْعِنٌ

مُسْتَمَرٌّ کے معنی ذاب ہیں۔ مفسرین نے کہا یعنی عنقریب زائل اور باطل ہوگا، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ مَرَّ الشَّيْءُ وَاسْتَمَرَّ، شئی زائل ہوگئی۔ ضحاک نے مضبوط، شدید اور قوی سے تفسیر کی ہے، کیونکہ جب رسی سخت مضبوط اور قوی ہو جائے تو کہتے ہیں: مَثَلُ الْحَبْلِ، ریس سے معنی نافذ منقول ہے۔ بعض نے معنی ماضی کہا ہے۔ بعض نے ایک دوسرے کے مشابہ سے تفسیر کی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں ”مکہ والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق و نبوت پر دلالت کرنے والی اگر کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔“ قولہ مُزْدَجَرٌ، سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْآلَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور مُتَنَاهِيٌّ، سے اس کی تفسیر کی یعنی انتہائی ڈانٹ، آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں بے شک اُن کے پاس وہ خبریں آئیں جن میں کافی کفر سے روک تھام کی پچھلی امتیں اپنے رسولوں کی تکذیب کرنے کے سبب ہلاک ہوئیں۔ مُزْدَجَرٌ دراصل مُزْدَجَرٌ تھا۔ باب افتعال سے اسم مفعول ہے۔ تاء کو دال سے بدلا ہے۔ قولہ وَازْدَجَرٌ، سے اس آیت کریمہ: وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدَجَرٌ کی طرف اشارہ کیا اور اُسْتُطِيرَّ جَنْوُنًا، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندہ کو جھوٹا بتایا اور بولے کہ وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا اور دھمکایا کہ اگر تم تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے یہ ابن زید سے نقل کیا ہے۔ مجاہد نے کہا اُذْدَجَرٌ بمعنی اُسْتُطِيرَّ جَنْوُنًا ہے۔ یعنی اس کا جنون دراز ہو گیا ہے۔ قولہ دُسْرٌ، سے اس آیت کریمہ: وَحَمَلْنَا عَلَىٰ ذَاتِ الْأَوَاجِ وَدُسْرٌ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اضلاع سفینہ سے تفسیر کی یعنی ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا۔ اضلاع سفینہ اس کے تختے ہیں۔ مفسرین نے کہا دُسْرٌ داسر کی جمع ہے اس کے معنی میخیں ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ دُسْرَتُ السَّفِينَةِ، میں نے سفینہ کو میخوں کے ساتھ مضبوط کیا۔ یہ ابن عباس کی تفسیر ہے حسن بصری نے صدرِ سفینہ سے تفسیر کی ہے۔ دراصل دُسْرٌ بمعنی دفع ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ عنبر وہ شئی ہے کہ دُسْرَةُ الْبَحْرِ، جس کو سمندر دفع کرے اسی لئے سفینہ کے اطراف، صدر اور میخوں کو دسر کہتے ہیں کہ وہ کشتی میں پانی داخل ہونے کے منع کرتے ہیں۔

قولہ لِمَنْ كَانَ كُفْرٌ، سے اس آیت کریمہ: تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءُ لِمَنْ كَانَ كُفْرٌ، کی طرف اشارہ کیا اور جَزَاءُ مَنْ اَللّٰهُ مُحْتَضَرٌ يَحْضُرُونَ الْمَاءَ سے اس کی تفسیر کی، یعنی ہم نے نوح اور ان کی کشتی کو طوفان میں غرق ہونے سے سلامت رکھا۔ یہ ان کے عمل کی جزاء تھی۔ نفسی نے فراء سے نقل کیا کہ کفر کا متبادر معنی مراد ہے اور کفر ماضی معروف ہے یعنی جس نے نوح کے ساتھ کفر کیا وہ غرق کر کے

النَّسْلَانِ الْخَبَبُ السِّرَاعُ وَقَالَ غَيْرُهُ فَتَعَاطَى بَيْدَهُ فَعَقَرَهَا

ہلاک کر دیئے گئے یہ ان کے کفر کی سزا تھی۔

قولہ "مُخْتَفَرٌ" سے اس آیت کریمہ : "وَنَبِّئُهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلَّ شَرْبٍ مُخْتَفَرٌ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور "مُخْتَفَرُونَ الْمَاءَ" سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی انہیں خبر دیدے کہ پانی اُن میں حصوں سے تقسیم ہے۔ ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے یعنی ایک دن اُن کا اور ایک دن اُونٹنی کا جو دن اُونٹنی کا ہے اس دن اُونٹنی حاضر ہو اور جو دن قوم کا ہے اس دن قوم پانی پر حاضر۔ شرب، پانی کا حصہ ہے۔ قولہ "مُخْطَبِينَ" سے اس آیت کریمہ : "مُخْطَبِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَرَسٌ" کی طرف اشارہ کیا یعنی بلانے کی طرف لپکتے ہوئے کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے مہطیں کے ضمن میں اخطاع کی تفسیر نسلان یعنی خب سراع سے کی۔ خب رفتار کی قسم ہے اور سراع اس کی تاکید ہے۔ ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "مہطیں" بمعنی ناظرین اور قتادہ سے بمعنی عابدین روایت کی ہے۔ احمد بن یحییٰ نے کہا مطع وہ شخص ہے جو خواری اور خشوع سے دیکھے اور داعی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔ قسطلانی نے نقل کیا کہ اخطاع گردن اٹھا کر تیز چلنا ہے۔ مطلق دیکھنا بھی ہے۔

قولہ "فَتَعَاطَى" سے اس آیت کریمہ : "فَنَادَا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاظَ فَعَقَرَهَا" کی طرف اشارہ کیا یعنی اُنھوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی اُس نے اُونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں اور اس کو ہلاک کر دیا۔ سعید ابن جبیر کے غیر نے کہا۔ اُس کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ ابو ذر کی روایت میں "فَعَاظَهَا بَيْدَهُ" اور "فَتَعَاظَهَا بَيْدَهُ" مذکور ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا عاظہا "عین کے بعد الف اور اس کے بعد طاء اور ہا اور الف ہے۔ ابن تین نے کہا یہاں عاظہا کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ یہ مقلوب ہو کہ عین کو لام کی جگہ کیا ہو؛ کیونکہ اس تقدیر غلطو بمعنی تناول ہوگا تو معنی یہ ہوگا۔ "فَنَادَا وَلَهَا بَيْدَهُ" اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑا۔ عوط کلام عرب میں نہیں دیکھا گیا اور عیط کے معنی اس کے موافق نہیں۔ شیخ نور الحق محدث دہلوی نے کہا یہ بات مخفی نہیں کہ یہ کلام شارحین کے کتب لغت میں عدم سعی کے باعث ظاہر ہوا ہے۔ جوہری اور قاموس دونوں لغت کی کتابیں ہیں۔ ان دونوں نے لفظ عوط اور عیط لیا ہے لیکن اس مقام میں مقلوب کر کے معنی واضح ہوتا ہے کہ یہ دراصل عوط تھا کہ اس کو عوط کہتے ہیں اور کلام عرب میں عوط بمعنی تناول ہے۔ کما ذکرنا عن القسطلانی۔ ابن فارس نے کہا تعاط بمعنی تجرأ ہے یعنی اُس نے ناقہ کو کھینچا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ یہ شخص قدر بن سالف تھا۔ اپنی قوم میں بہت بہادر تھا۔ اُس نے تیز تلوار لے کر اُونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں۔

الْمُحْتَظَرِ كَحِطَارٍ مِنَ الشَّجَرِ مُحْتَزِقٍ أَوْ دُجْرٍ أَفْعَلٌ مِنْ زَجَرَتْ كُفْرٌ
فَعَلْنَا بِهِ وَهُمْ مَا فَعَلْنَا حَزَاءً لِمَا صَنَعَ نُوحٌ وَأَصْحَابُ مُسْتَقَرٍّ
عَذَابٌ حَقٌّ يُقَالُ الْأَشْرُ الْمَرْحُ وَالشَّجَرُ

قوله الْمُحْتَظَرِ، سے اس آیت کریمہ: ”فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظَرِ“ کی طرف اشارہ کیا اور
مُحْتَظَرِ کی تفسیر کَحِطَارٍ سے کی کہ وہ درخت کی جلی ہوئی باڑ کی طرح ہو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے خبر دی کہ ”ہم نے اُن پر ایک سخت آواز بھیجی تو وہ درخت کی جلی ہوئی باڑ کی طرح
ہو گئے۔ یہ فرشتہ کی ہولناک آواز تھی“ جو اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی قوم پر عذاب بھیجا تھا جبکہ انھوں نے
اونٹنی کو ہلاک کر دیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”مُحْتَظَرِ“ وہ ہے جو کوئی اپنی بکریوں کے لئے
درخت کی شاخوں اور کانٹوں وغیرہ سے باڑ بناتا ہے کہ وہ درندے سے محفوظ رہیں تو جو اس سے گری
پڑی ہوتی ہے۔ یا بکریوں کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ اور باریک ہو جاتی ہے اس کو ہشیم کہا جاتا ہے یہ حالت
ان کی ہو گئی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بھی ہے کہ وہ بوسیدہ جلی ہوئی ہڈیوں کی طرح
ہو گئے یا وہ گھاس کی طرح ہو گئے جسے بکریاں کھاتی ہیں۔

قوله وَأَزْدُجَرٍ، سے اس آیت کریمہ ”وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرْ“ کی طرف اشارہ کیا اور یہ
اشارہ کیا کہ ”أَزْدُجَرٍ“ افتعال سے ماضی مجہول ہے۔ اس کا مادہ ”زجر“ ہے۔ کیونکہ دراصل اَنْجَزَ، تھا
تاء کو دال سے بدلا تو اَزْدُجِرَ ہوا۔ یہ زَجَرَتْ سے مشتق نہیں؛ کیونکہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے۔ فعل
سے مشتق نہیں ہوتا۔

قوله كُفْرٌ، اس کی تفسیر ابھی گزری ہے یا محض تکرار ہے۔ اگر اسے یہاں ذکر نہ کیا جاتا تو بہت
اچھا ہوتا۔ کفر، کفرانِ نعمت سے ہے۔ اور جس کا کفران کیا گیا وہ حضرت نوح علیہ السلام ان کی قوم نے
نعمتوں سے کفر کیا۔ خصوصاً نبی کا وجود بہت بڑی نعمت ہوتی ہے جو انسان کی دنیا میں رشد و ہدایت اور آخرت
میں نجات و مغفرت کا سبب ہوتا ہے اس کی طاعت نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ یعنی ہم نے نوح کے ساتھ یہ کیا
کہ ان کی مدد کی اور ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان کی قوم کے ساتھ یہ کیا کہ ان کو پانی میں غرق کر دیا۔ یہ اس
فعل کی جزاء تھی جو انھوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر اترناؤ کیا تھا اور انہیں سب و شتم
اور مار پیٹ کی بھی اور انہیں دردناک اذیتیں پہنچائی تھیں۔
قوله مُسْتَقَرٍّ، سے اس آیت کریمہ: ”وَلَقَدْ صَبَّحَهُمُ بَكْرَةٌ عَذَابٌ مُسْتَقَرٌّ“ کی طرف اشارہ کیا

بَابُ قَوْلِهِ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا

۴۵۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ
وَسُفْيَانَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ
فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِشْهَدُوا ۴۵۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ فُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ انْشَقَّ
الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا إِشْهَدُوا
إِشْهَدُوا

اور اس کی عذاب حق سے تفسیر کی۔ یعنی صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا جو عذاب آخرت تک باقی رہے گا۔ قَوْلُهُ الْآيَةُ، سے اس آیت کریمہ: بَلْ هُوَ كَذَابٌ أَشْرٌ، کی طرف اشارہ کیا اور مَرَحٌ اور بَجَرٌ سے اس کی تفسیر کی یعنی بلکہ یہ سخت جھوٹا اترانے والا ہے۔ نبوت کا دعویٰ کر کے بڑا بننا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہت جلد کل جان جاتیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اترانے والا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادٍ! شَقَّ هُوَ كَمَا جَانِدٍ أَوْ رَاكِرٍ دِكْجِيں كُوئی نَشَانِی تُو مَنہ پھیرتے ہیں

۴۵۴۴۔ ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا پہاڑ کے نیچے پڑا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس معجزہ پر تم گواہ رہو۔
۴۵۴۴۔ شرح: مشرکین مکہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا اگر آپ نبوت کے

۴۵۴۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُكَيْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ
عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۴۵۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ
قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنَّ
يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

کے دعویٰ میں سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ایک ٹکڑا جبل ابی قُبیس پر پڑا اور دوسرا ٹکڑا مقام قیقان پر گرا جن کو سید ادر بھی کہتے ہیں جبکہ حراء دونوں ٹکڑوں کے درمیان تھا۔ جمعرات کو یہ معجزہ رونما ہوا۔

(حدیث ع ۲۴۰۴ جلد ۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۴۵۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا چاند دو ٹکڑے ہوا جبکہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ دو

ٹکڑے ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ، تم گواہ ہو جاؤ! " شرح : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ دوسرا طریق ہے جس میں پہلی حدیث پر کچھ اضافہ ہے وہ یہ کہ "نَحْنُ مَعَهُ"

۴۵۴۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ یہ خبر بیان کرنے والے بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے انشقاق قمر آنکھوں سے دیکھا اور بعض وہ جو سن کر خبر دیتے ہیں۔

۴۵۴۷۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہوا (ابن عباس مخبرین میں

سے ہیں۔ اُنھوں نے خود انشقاق قمر نہیں دیکھا۔ (حدیث ع ۲۴۰۴ جلد ۵ کی شرح دیکھیں) ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا مکہ والوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ ان کو معجزہ دکھائیں تو آپ نے ان کو

چاند کا دو ٹکڑے ہونا دکھایا۔

۴۵۴۸۔ حَلَّ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ قَرَّتَيْنِ

۴۵۴۶۔ شرح : حضرت انس بن مالک بھی مجہزین میں سے ہیں۔ انشقاقِ قمر

کی حدیث صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کی ہے
ان میں سے ابن مسعود، انس بن مالک اور ابن عباس ہیں۔ ان کی احادیث بخاری میں مذکور ہیں۔ حضرت
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوا جبکہ ہم بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھے۔ ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کہا میں حذیفہ سے مدائن میں ملا تو ان کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔
بیہقی نے اپنے طریق سے مجہز بن مطعم سے روایت کی کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور ہم
مکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔

۴۵۴۸۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔

۴۵۴۸۔ شرح : یہ پانچ احادیث ہیں جن میں انشقاقِ قمر کا ذکر ہے ان کے

راوی ابن مسعود، ابن عباس اور انس ہیں۔ ابن مسعود
کی حدیث میں تصریح ہے کہ وہ انشقاقِ قمر کے وقت موجود تھے، چنانچہ انہوں نے کہا : ہم بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تھے۔ آپ نے ہمیں فرمایا تم گواہ رہو۔ انس بن مالک انشقاق کے وقت وہاں موجود نہ تھے، کیونکہ انس
مدینہ منورہ میں چار یا پانچ سال کے تھے اور انشقاقِ قمر کا معجزہ ہجرت پانچ سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوا تھا اور
ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ وہ صحابہ کرام سے سن کر روایت کرتے ہیں جبکہ
صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت نے انشقاقِ قمر کی روایت کی ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے
کہ بعض لوگوں نے کہا "انْشَقَّ الْقَمَرُ" یعنی چاند ٹکڑے ہو جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "إِنَّا أُمِدُّوهُ"۔
اس کے معنی ہیں اللہ کا امر آئے گا یعنی ماضی مستقبل کے معنی میں ہے۔ اس آیت کریمہ میں انشقاقِ قمر
قیامت کی علامت سے ہے اور جو انشقاقِ قمر مکہ پر حجت قائم ہوا تھا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ
تھا اور یہ بہت بڑا عظیم معجزہ ہے۔ لیث نے مجاہد سے روایت کی کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر تم اس کے گواہ بن جاؤ۔ یہ معجزہ تمام معجزات کا اصل اور سارے
نبیوں کے معجزات سے فائق ہے، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزے زمین سے تجاوز نہ کرتے تھے۔
(یعنی وقتوں)

بَابُ قَوْلِهِ تَجَرَّيْ بِأَعْيُنِنَا جَزَاءَ لِمَنْ كَانَ كُفِرُوا لَقَدْ تَوَكَّنَا هَآئِهِ
 فَهَلْ مِنْ مِّدَّاكَرٍ قَالَ قَتَادَةُ أَلْقَى اللَّهُ سَفِينَةَ نُوحٍ حَتَّى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ
 هَذِهِ الْأُمَّةِ ۴۵۴۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا
 شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَلْ مِنْ مِّدَّاكَرٍ

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہماری حفاظت میں بہتی

اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا

(نوح علیہ السلام) ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا،
 قنادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے سفینہ نوح کو محفوظ رکھا حتیٰ کہ اس امت کے
 اگلے لوگوں نے اس کو پایا،

تفسیر : اس آیت کریمہ سے پہلی آیت یہ ہے : وَحَمَلْنَاكَ عَلَى ذَاتِ الْأَوْجِ
 وَدُسِّرَ، یعنی ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی پر سوار کیا جو ہماری حفاظت
 میں ملتی تھی۔ اس حال میں کہ یہ اس کی حیزا دھتی جس کے ساتھ کفر کیا گیا۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام
 جو اللہ کی نعمتوں میں نعمت تھے کافروں نے انکار کیا تو ہم نے اس واقعہ کو کہ کفار غرق کر کے ہلاک کر دیئے
 گئے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی تھی کفر کی جزا بنایا بعض مفسرین کے نزدیک ”تَرْكُنَهَا“ کی ضمیر
 کا مرجع کشتی ہے۔ قنادہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو سرزمین جزیرہ میں اور بعض کے
 نزدیک جو دی پہاڑ پر مدتوں باقی رکھا یہاں تک کہ ہماری امت کے پہلے لوگوں نے اس کو دیکھا،
 علامہ قسطلانی نے ابن کثیر سے نقل کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ جس سفینہ کو باقی رکھا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد
 ہے کہ اُن کے لئے نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ شیخ دہلوی نے اس کا

بَابٌ وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِذِكْرِهِمْ مِنْ مُذَكِّرٍ

قَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ نَا قِرَاءَتُهُ

۴۵۵۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يُحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ

عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ
فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ

تغایب کرتے ہوئے کہا کہ یہ امر مخفی نہیں کہ یہ قتادہ اور اس کے غیر کے صریح قول کے خلاف ہے۔
ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم "فهل من مذکر" پڑھتے تھے۔ یہ ذکر
کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض علماء سلف نے "مذکر" ذال سے پڑھا ہے۔ یہ بھی قتادہ سے منقول
ہے (یعنی)

بَابٌ بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے
لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا،
مجاہد نے کہا ہم نے قرآن پڑھنا آسان کر دیا،

تفسیر : ایک روایت میں ہے کہ دوسری کتب الہیہ کو یاد کرنا پیغمبر کے سوا آسان نہ تھا
اس آیت کریمہ میں قرآن کریم تعلیم و تعلم اور اس کے ساتھ اشتغال رکھتے اور اس
کو حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بھی استفاد ہوتا ہے کہ قرآن یاد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے
مدد ہوتی ہے اور اس کا حفظ سہل اور آسان فرما دینے ہی کا ثمرہ ہے کہ بچپن تک اس کو یاد کر لیتے ہیں
سوائے اس کے کہ کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہے اور سہولت سے یاد ہو جاتی ہو۔
ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی کہ آپ "فهل من مذکر" پڑھتے تھے۔

۴۵۵۰ —

باب قولہ اعجازُ نخلٍ مُنْقَعِرٍ فیکفَ کانَ عَذَابِی وَنَذِرٌ
۴۵۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ
 أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ مِنْ مَدَائِكِرٍ أَوْ مَدَائِكِرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ
 عَبْدَ اللَّهِ يَقْرَأُهَا فَمِنْ مَدَائِكِرٍ أَوْ

بَابُ قَوْلِهِ فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا ارشاد! گویا کہ وہ کھجور کے گریے
ہوئے تنے تھے تو کیسا ہے میرا عذاب اور ڈر کے فرمان

تفسیر : یہ آیت کریمہ قوم عباد کی شان میں نازل ہوئی کہ سخت سرد ہوانے ان کو پاؤں سے اٹھا کر سروں کے بل اونہ جا پھینکا اور ان کی گردنیں توڑ دیں۔ محمد بن قزلباش نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہوانے لوگوں کو ان کی قبروں سے نکالا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "اعجازُ نخلٍ" کھجوروں کی جڑیں "منقعر" جڑ سے اکھڑ کر زخمی پر گرنے والے "اعجاز" جڑ کی جمع ہے۔ جیسے عضد کی جمع اعضا ہے۔ عجز شمی کا پچھلا حصہ ہے۔ ان کو اعجاز سے تشبیہ دی، کیونکہ ہوانے ان کے سر اڑانے اور جسموں کو پھینک دیا۔

۴۵۵۱۔ **توجہ :** ابواسحاق سے روایت ہے کہ ایک آدمی سے سنا جس نے اسود سے پوچھا کہ فہل من مدائکیر ہے یا مدائکیر، اسود نے کہا

میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ یہ پڑھتے ہوئے سنا "فہل من مدائکیر" وہ دال پڑھتے تھے اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے "فہل من مدائکیر" دال پڑھتے تھے۔

۴۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ
فَهَلْ مِنْ مُدَّاكِرٍ

بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ
مُسْتَقَرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنَذِيرِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جیسی وہ ہو گئے جیسے گھیرا
بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی
بے شک ہم نے انسان کیا قرآن یاد کر نیوالے کے لئے

تفسیر : یعنی جس طرح چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لئے گھاس کانٹوں
کا احاطہ بنا لیتے ہیں اس میں سے کچھ گھاس بچی رہ جاتی ہے اور وہ جانوروں
کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے یہ حالت ان کی ہو گئی "مُتَخَطِّرٌ بِكَمَرِ الظَّاءِ اسم فاعل ہے۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا "مُتَخَطِّرٌ وہ چھڑا ہوا ہے جو اپنی بکریوں کے لئے گھاس اور کانٹوں سے گھیرا بناتا ہے جو اس میں
سے زمین پر گر رہتا ہے اس کو بکریاں پاؤں سے روند ڈالتی ہیں۔ روندی ہوئی گھاس کو ہشیم کہتے ہیں بعض
نے کہا یہ اسم مکان ہے۔"

۴۵۵۲۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فَهَلْ مِنْ مُدَّاكِرٍ پڑھا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بے شک صبح تڑکے ان پر
ٹھہرنے والا عذاب آیا تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان،

۴۵۵۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ رَقَّالٍ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاءَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ
۴۵۵۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي
إِسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

تفسیر : یہ لوط علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے۔ ان پر صبح کے وقت عذاب آیا
اور ہمیشہ ثابت رہا۔ حتیٰ کہ عذابِ آخرت تک پہنچائے گا۔
ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فهل من مدکر“ پڑھا۔
(یہ عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کا دوسرا طریق ہے)

بَابُ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بے شک ہم نے تمہاری
وضع کے (پہلی امتوں کے کافر) ہلاک کر دیئے تو ہے کوئی دھیان کرنیوالا
(جو عبرت حاصل کریں۔ اَشْيَاءَكُمْ، کفر میں مشابہت رکھنے والے)

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم پر ”فهل من مدکر“ پڑھا۔

۴۵۵۴ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث چھ طرق سے ذکر کی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ سِيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَيَكُونُ الدَّبْرُ

۴۵۵۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِيدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ وَحْدَنِي
مُحَمَّدًا قَالَ حَدَّثَنَا كُفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِيدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ
يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أُنْشِدُكَ وَعَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنِّي تَشَأُ الْأَعْيُدُ
بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْحَقَّ
عَلَى نَبِيِّكَ وَهُوَ يَتَبَيَّنُ الدَّرْعُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ سِيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَ
يَكُونُ الدَّبْرُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمَرُ
تَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ

علامہ کرماتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان چھ عنوانوں میں حدیث کے تکرار کا کیا مقصد ہے؟ اور اس حدیث اور تراجم میں کیا مناسبت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی غرض یہ ہے کہ اس سورت میں جو چھ جگہ مذکور ہے وہ دال کے ساتھ ہے۔ ذال سے نہیں۔

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اب بھگائی جاتی ہے
یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے،

۴۵۵۵۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ غزوہ بدر کے روز ایک قبہ میں تشریف فرما تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں (جو مسلمانوں کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے) اے اللہ! اگر تو مسلمانوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو اس دن کے بعد تیری عبادت سنکی جائے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست بائیں پر رکھا

بَابُ قَوْلِهِ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ يُعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ

۴۵۵۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ
ابْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ
قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةُ الْعَبِّ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ

— أَذْهَى وَأَمْرٌ —

عمرن کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو یہ کافی ہے۔ آپ نے اپنے رب سے بہت دعا کی ہے۔ یہ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم زرہ میں جوش سے چلے۔ جبکہ آپ فرما رہے تھے سَيُخْزَمُ الْجَمْعُ وَيُولَوْنَ الذُّبُرُ۔
شرح: کفار مکہ کہتے تھے ہماری جمیعت بہت بڑی ہے اور ہم ایک جگہ
جمع ہیں۔ ہمارا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ ہم سب مل کر بدلہ لیں گے تو

— ۴۵۵۵ —

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کو ڈرایا اور اپنا کیا ہوا وعدہ سچا کیا اور بدر میں ان کو شکست فاش دی۔ اس
طرح ان کی جمیعت اور غرور خاک آلود ہوئے اور دنیاۓ عرب میں ان کی کمزوری شہرہ آفاق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ
نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدہ کیا تھا وہ یہ تھا کہ کفار مکہ کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر
آپ کو غالب فرمائے گا؛ چنانچہ فرمایا وَإِذْ يَعِدُكُمْ اللَّهُ بِأَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ أَتَاهَا لَكُمْ۔
(حدیث ۲۶۱۴، ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! بَلْ كُنْ كَا وَعْدِهِ قِيَامَتِ

قِيَامَتِ نِمْہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی ہے،

یعنی کفار مکہ کے عذاب کا وعدہ قیامت کا دن ہے جبکہ اس دن کا عذاب بہت سخت لا علاج
اور ہزیمت قتل اور قید سے زیادہ سخت ہے۔ امر مرارہ سے ماخوذ ہے مروس سے نہیں۔ مرارہ کے معنی

۴۵۵۷ — حَدَّثَنِي اُسْمٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خُلْدٌ عَنْ خُلْدٍ عَنْ
عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي
قُبَّةٍ لَمْ يَوْمَ بَدْرٍ اَنْشَدَكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ
تَعُدْ بَعْدَ الْيَوْمِ اَبَدًا فَاَخَذَ اَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ
اللهِ فَقَدْ اَلْحَقْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدَّرَجِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ
سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ
اَذٰهٰى وَاَمْرٌ

کڑی کے ہیں، اڈھی عظیم ترین مصیبت،

۴۵۵۶ — ترجمہ : ابن جریر نے کہا مجھے یوسف بن ماحک نے خبر دی کہ میں

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا تھا۔ اُنھوں نے
فرمایا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مکہ مکرمہ میں یہ آت کر یہ : بَلِ السَّاعَةُ اَذٰهٰى وَاَمْرٌ،
نازل ہوئی جبکہ میں کس نعمتی اور کھیلی نعمتی۔

(اس حدیث کی مفصل تقریر باب فضائل قرآن میں دیکھیں گے انشاء العزیز)

۴۵۵۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا جبکہ آپ غیمہ
میں تشریف فرما تھے : اے اللہ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو
مومنوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ ابو بکر صدیق نے آپ کا
دست اقدس مقام کر عرص کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اللہ کافی ہے۔ آپ نے اپنے
رب کی بہت دعا کی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ میں باہر تشریف لائے جبکہ یہ
فرما رہے تھے۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ اَذٰهٰى وَاَمْرٌ
(آیات کے فواصل کے اعتبار سے ”دُبُر“ کو مفرد ذکر کیا ہے)

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاقِيمُوا الْوَزْنَ بِرُيْدِ لِسَانِ الْمِيزَانِ وَالْعَصْفُ بِقُلِّ الزُّرْعِ
إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذَلِكَ الْعَصْفُ وَالزَّيْحَانُ
وَرَقَّةٌ وَالْحَبُّ الَّذِي يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالزَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابوالعباس نے کہا اس سورت کے منکئی ہونے میں سب کا اتفاق ہے کیونکہ یہ مسلم امر ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈی عکاظ میں یہ پڑھی اور جنات نے اس کو سنا تھا۔ کفار قریش نے سب سے پہلے اسی سورت کی سماعت کی تھی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے پاس یہ سورت پڑھی تو ان کو بہت پٹیا گیا اور ان کے منہ پر شدید زخم آئے۔ ابوسعید نے قتادہ سے نقل کیا کہ سورت مکی ہے اس کی ۷۸ آیات ہیں، اس سورت کو مدنی کہنا صحیح نہیں۔ یہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے کہا رحمن کیا ہے۔ جیسے قہبان، رقبان، قضبان اور ہبان جیوع ہیں۔ تقدیر عبارت اس طرح۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ

قولہ اَقِمْوْا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ کی طرف اشارہ کیا۔ اور مجاہد کے غیر نے اس کی تفسیر کی کہ اس سے ترازو کی ڈنڈی مراد ہے۔ ابوالدوا نے تفسیر کی کہ عدلی و انصاف سے ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو۔ سفیان بن عیینہ نے کہا اقامت ماخذ سے اور قسط دل سے ہوتا ہے۔ لَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ، یعنی ناپنے اور وزن کرنے میں کمی نہ کرو۔

الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمُ وَالْعَصْفُ يُرِيدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانِ
النَّضِيجِ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ وَالْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ
الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ التِّينُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يُنْبِتُ
كَسْمِيهِ النَّبْطُ هَبُورًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ
وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَعْلُو
النَّارَ إِذَا أُوقِدَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ لِلشَّمْسِ

قوله وَالْعَصْفُ " سے اس آیت کریمہ : وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ " کی طرف اشارہ
کیا۔ اور کہا "عصف" کچی کھیتی ہے۔ جبکہ پکنے سے پہلے اس میں کچھ کاٹ لیا جائے تو یہ عصف ہے۔
"ریحان" بمعنی روزی ہے اور وہ دانہ جو کھایا جاتا ہے۔ عرب کے کلام میں رزق کو ریحان کہتے ہیں۔
ان میں بعض نے کہا "عصف" سے مراد وہ دانے ہیں جو کھائے گئے اور "ریحان" وہ پکے ہوئے
دانے ہیں جو نہیں کھائے گئے۔ بعض نے کہا "عصف" گیہوں کے پتے ہیں۔ ضحاک نے کہا "عصف"
سوکھی گھاس ہے۔ ابو مالک نے کہا "عصف" وہ ہے جو سب سے پہلے اُگے۔ منطی اس کو "هَبُور" کہتے ہیں۔
مجاہد نے کہا "عصف" گیہوں کے پتے ہیں اور ریحان " کے معنی رزق ہیں۔

قوله مَارِجٌ " سے اس آیت کریمہ : وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ " کی طرف اشارہ
کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ یہ زرد اور سبز شعلے ہیں جو سلگائے جانے پر بلند ہوتے ہیں بعض نے کہا
جب آگ روشن کی جائے تو اس کی ایک طرف سے نکلنے والے باریک شعلے کو مارج کہتے ہیں بعض نے کہا
خالص شعلہ جس میں دھواں نہ ہو۔ جان ابلیس ہے۔ اس کا واحد جن ہے۔

قوله رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ " سے اس آیت کریمہ : رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ " کی
طرف اشارہ کیا۔ بعض نے مجاہد سے نقل کیا کہ سورج کا ایک مشرق سردی میں ہے اور ایک گرمی میں مشرق
ہے۔ اس طرح مغرب میں بھی دو ہیں ایک سردی میں دوسرا گرمی میں۔

قوله لَا يُغَيَّيَانِ " سے اس آیت کریمہ : مَرْجَ الْبَحْرَيْنِ لَا يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا
يُغَيَّيَانِ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے نہیں اور نہ متغیر
ہوتے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے پر غلبہ کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ بعض نے کہا وہ

فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ وَلَيْسَ الْمَغْرِبَيْنِ مَغْرِبُهُمَا
فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ لَا يَتَغَيَّانِ لَا يَخْتَلِطَانِ الْمُنْشَآتُ مَا رَفِعَ مِنْ
قَلْعَةٍ مِنَ الشُّفَنِ فَأَمَّا مَا لَمْ يَرْفَعْ قَلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنْشَأَةٍ وَقَالَ
مُجَاهِدٌ وَنَحَّاسٌ الصَّفَرُ يَصُبُّ عَلَى رُؤُسِهِمْ يُعَذِّبُونَ بِهِ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ يَهْجُرُ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهُ فَيُتْرَكُهَا الشُّوَاطِ
لَهَبٌ مِنْ نَارٍ مَدُّهَا مَتْنَانِ سَوْدَاوَانِ مِنَ التَّرْبِ صَلْصَالٍ خُلْطَ

لوگوں پر غلبہ نہیں کرتے کہ ان کو غرق کر دیں۔ حسن بصری نے کہا ”دبحرین“ مراد بحر روم اور بحر ہند ہے۔
قتادہ سے منقول ہے کہ بحر فارس اور بحر روم مراد ہیں۔ ان کے درمیان جزائر فاصل ہیں۔ مجاہد اور ضحاک
سے روایت ہے کہ زمین و آسمان بحر مراد ہیں جو ہر سال ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور بزرخ بقدر مسافت
کو کہتے ہیں۔ قولہ ”الْمُنْشَآتُ“ اس آیت کریمہ: ”وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ“ کی
طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ ”مُنْشَآتُ“ وہ کشتیاں ہیں جن کے بادبان بلند کئے گئے ہوں
اور جن کے بادبان بلند نہیں کئے

کئے وہ ”مُنْشَآتُ“ نہیں ہیں رجاری جاریہ کی جمع ہے اس کے معنی بڑی بڑی کشتیاں ہیں۔ قلع بکسر القاف
بمعنی بادبان ہے۔ قولہ ”كَالْفَخَّارِ“ سے اس آیت کریمہ ”خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ“ کی
طرف اشارہ کیا۔ یعنی جیسے فخار بنایا جاتا ہے اور وہ آگ سے پکایا جاتا ہے جو ہاتھ مارنے سے آواز دیتا
ہے۔ ”صَلْصَالٌ“ مصدر ہے۔ اس سے ماضی ”صَلَّصَ“ ”يُصَلِّصُ“ ہے۔ ”صَلْصَالٌ“ کے معنی مٹی خشک ہے جب اسے
پکایا جائے اور وہ آواز دینے لگے تو اس کو فخار کہتے ہیں۔ اس سے مراد خلقِ آدم ہے جو انسان کا اصل ہے
قولہ ”النَّحَّاسُ“ سے اس آیت کریمہ: ”يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَّاسٌ فَلَا
تَنْتَصِرَانِ“ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی یہ تفسیر کی کہ نحاس تانبہ ہے جو پگھلا کر دوزخیوں کے
سروں پر ڈالا جائے گا۔ اس کے ساتھ ان کو عذاب کیا جائے گا۔ یعنی جب تم قیامت کے روز قبروں
سے نکلو گے۔ تو بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تم پر چھوڑا جائے گا۔ لپٹ
میں دھواں ہو تو اس میں سب اجزاء جلانے والے نہ ہوں گے کہ زمین کے اجزاء شامل ہیں جن سے دھواں
بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا نہ ہو گا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے۔ ان پر

بِرْمَلٍ فَصَلُّصِلْ كَمَا يُصَلُّصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتَبِئٌ يُرِيدُ وَنَ بِهِ
 صَلَّ يُقَالُ صَلَّصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَلَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ وَصَرَّصَرَ
 مِثْلُ كَبَّكَبْتُهُ يَعْنِي كَبَبْتُهِ فَالْكِهَةُ وَالْمُخْلُ وَالْمَتَانُ وَقَالَ لِبَعْضِهِمْ لَيْسَ
 التَّمَانُ وَالْمُخْلُ بِالْفَالِكِهَةِ وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعْدُّهَا فَالْكِهَةَ
 كَقَوْلِهِ تَعَالَى حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى فَأَمْرُهُمْ
 بِالْحَافِظَةِ عَلَى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيدًا لَهَا كَمَا

بے دھوئیں کی لیٹ بھی بھیجی جائے گی۔ جس کے سب اجزاء جلانے والے اور بے لیٹ کا دھواں جو سخت
 کالا اندھیرا ہے۔ مجاہد نے کہا شُواظ "آگ کی لیٹ جس میں دھواں نہ ہو۔ بعض نے کہا وہ سُرخ لیٹ
 ہے۔ بعض نے کہا دھواں جو لیٹ سے نکلتا ہے۔

قوله فَلَا تَنْتَهَرَانِ پھر بدلانہ لے سکو گے، اور اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور آپس میں ایک
 دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے۔

قوله خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ "سے اس آیت کریمہ: وَلَيَمَنُ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ" کی
 طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ آدمی کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کی عظمت
 یاد آئے تو اس کو ترک کر دیتا ہے۔ اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

قوله فَتَحَاتَمَتَانِ "سے سنہری سے سیاہی جھلک دینے والی وہ مٹی جس میں ریت ملی ہو اور وہ کھنکھاتی
 ہے جس طرح ٹھیکری کھنکھاتی ہے۔ بعض نے کہا اس کے معنی میں سڑا ہوا۔

صلصل "اس سے صل مراد لیتے ہیں۔ اس کے معنی صل اللحم "ہیں یعنی گوشت گندہ
 ہو گیا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ صَلَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ "بند کرتے وقت دروازہ آواز دے تو کہتے ہیں۔ صَلَّ الْبَابُ
 اور صَلَّ صَلَّ "کَبَّكَبْتُ" کی طرح ہے کہ مراد کَبَبْتُ "ہے۔ اسی طرح صَلَّ صَلَّ بمعنی صَلَّ ہے۔

یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک مٹی سے پیدا ہوئے جو ٹھیکری کی طرح کھنکھاتی تھی۔ اس کی
 امام بخاری نے یہ تفسیر کی کہ "خَلِطَ بِرْمَلٍ" یعنی جب مٹی ریت سے ملائی جائے اور خشک ہو جائے تو قوی تر
 ہو جاتی ہے کہ جب اس پر ہاتھ مارا جائے تو اس سے آواز نکلتی ہے امام نے اپنے قول فَصَلُّصِلْ كَمَا
 يُصَلُّصِلُ الْفَخَّارُ "سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مَعِيدَ النَّحْلِ وَالرُّمَّانِ وَمِثْلَهَا أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي
السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ

قوله يُقَالُ مُنْتَنٌ، امام نے اس سے یہ اشارہ کیا کہ کلمہ مُنْتَنٌ، کہا جاتا ہے اور ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اِتْنِ صَلَّ، چنانچہ گوشت کچا ہو یا پکا ہو یا بدبودار ہو جائے تو کہتے ہیں ”صَلَّ اللّٰهُمَّ“۔
قوله يُقَالُ صَلَّالٌ، امام نے اس سے یہ اشارہ کیا کہ صَلَّ کا مضارع ہے جیسے کہا جاتا ہے ”صَرَ النَّبَاتُ“، جب وہ آواز دے تو اس کو مضارع صَرَّ کہا جاتا ہے۔ جیسے کَبَبْتُ، کو مضارع کَبَبْتُ، کہا جاتا ہے۔
قوله فَاهْكُهُ وَنَحْلٌ وَرُمَّانٌ، اس سے اس آیت کریمہ ”وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ“ میں ذکر کیا پھل، کھجور، انار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنتیں چار ہیں؛ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ، پھر فرمایا: وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ، یعنی پہلی دو جنتوں کے علاوہ جن کا خائفین کے لئے وعدہ کیا گیا ہے اور دو جنتیں ہیں جن میں پھل، کھجور اور انار ہیں؛ لیکن عدد اپنے مفہوم میں منصوص نہیں ہوتا کہ اس پر زیادتی نہ ہو سکے لہذا ہو سکتا ہے کہ خائفین کے لئے دو جنتیں ہوں اور دوسری دو عام مسلمانوں کے لئے ہوں اور اخص خواص حضرات انبیاء کرام اور رُسلِ عظام کے لئے مخصوص جنت ہو۔
قَالَ بَعْضُهُمْ، یعنی بعض علماء نے کہا انار اور کھجور پھل نہیں اور عرب ان کو پھل شمار کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ نمازوں کی حفاظت کرو! خصوصاً درمیانی نماز، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو تمام نمازوں کی حفاظت کا حکم فرمایا پھر عصر کی نماز کا اعادہ کیا۔ صرف اس کی اہمیت بیان کرنے کے لئے اسی طرح نخل اور رُمَّان کا اعادہ کیا۔ اس آیت کی مثل یہ آیت کریمہ ”وَمَنْ يَكْفُرْ يَكْفُرْ لِنَفْسِهِ إِنَّهُ لَكَاذِبٌ“ اور زمین میں ہیں اور اکثر لوگ اللہ کو معبدہ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اور بہت سے لوگ کہ ان پر عذاب ثابت ہو چکا ہے مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، کے ضمن میں سب لوگوں کا ذکر ہو چکا ہے؛ لیکن کَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ علیحدہ ذکر کیا۔

شرح ۱ علامہ کرمانی وغیرہ نے کہا کہ اس بعض سے مراد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ کھجور اور انار فاکہہ (پھل) نہیں۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ پھل نہ کھائے گا اس نے کھجور یا انار کھا لیا تو عاٹ نہ ہوگا؛ کیونکہ کھجور عذاب ہے اور انار دوا بھی ہے لہذا ان دونوں میں محض تغلبہ نہیں پایا جاتا۔ پھر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو ضعیف کرتے ہوئے کہا کہ عرب ان کو فواکہہ (پھل) شمار کرتے ہیں۔ لہذا یہ بھی قسم میں داخل ہونے چاہئیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس دلیل کا جواب

حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَقَدْ ذَكَّرَهُمْ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ غَيْرُهُ أَفَنَانَ أَعْصَانٍ وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ
مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ وَقَالَ الْحَسَنُ فَبَايَ الْآءِ نَعِمٍ وَقَالَ قَتَادَةُ رَبِّكُمَا

یہ ہے کہ ہم کھجور اور انار پر پھل کے اطلاق کا انکار نہیں کرتے ہیں، لیکن ان میں محض تفکۃ نہیں۔ اس
حیثیت سے یہ قسم میں داخل نہیں۔ امام نے مذکور دلیل کی تائید میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِحَافِظُوا
عَلَى الصَّلَوَاتِ الخ میں خاص کا عام پر عطف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت کا حکم فرمایا پھر
اس کے بعد عصر کی حفاظت کا ذکر کیا حالانکہ عصر کی نماز تمام نمازوں میں داخل ہے۔ یہ صرف عصر کی نماز
کی اہمیت اور تعظیم کے لئے ذکر کیا۔ ایسے نخل اور رمان یعنی کھجور اور انار پھلوں میں داخل ہیں اور ان کی
اہمیت کے لئے عام کے بعد ذکر کیا۔ اسی طرح یہ آیت کریمہ وَرَأَتْ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي
السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ہے اس میں سب لوگ داخل ہیں، لیکن ان کی اہمیت کے لئے ان کو
علیحدہ ذکر کیا اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں کہ فاکہہ عام نہیں کیونکہ یہ نکرہ ہے
اثبات میں واقع ہے اور نکرہ سیاق اثبات میں عام نہیں ہوتا۔ نیز اس آیت کریمہ اور دلیل میں مذکور
دو آیتوں میں مشابہت و موافقت نہیں پائی جاتی، کیونکہ دو صلوات، اور مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ
بالاتفاق عام ہیں لیکن فاکہہ نکرہ سیاق اثبات میں عام نہیں۔ لہذا امام بخاری کا استدلال تام نہیں۔
نیز بعض سے مراد صرف امام ابو حنیفہ ہی نہیں بلکہ مفسرین کی ایک جماعت نے بھی یہی کہا چنانچہ فراد نے
کہا مفسرین نخل اور رمان کو فاکہہ نہیں کہتے ہیں، کیونکہ فاکہہ وہ ہوتا ہے جو کھانے سے پہلے یا بعد محض تفکۃ
اور لذت کے طور پر کھایا جاتا ہے اور کھجور پھل اور طعام ہے جبکہ انار، پھل اور دوا ہے ان میں محض
تفکۃ نہیں۔ لہذا یہ قسم میں داخل نہیں ہیں۔

قوله أَفَنَانَ، یعنی ذَوَاتَا أَفَنَانَ میں افنان فَنَنْ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں بہت سی ڈالوں والیاں
(اور ہر ڈالی پر قسم قسم کے میوے)

مجاہد کے غیر نے کہا "أَفَنَانَ" شاخیں ہیں مفسرین نے افنان بمعنی الوان کہا ہے اس تقدیر پر یہ
فَنَنْ کی جمع ہے؛ چنانچہ اِفْتَنَ فُلَانٌ فِي حَدِيثِهِ، اس شخص کیلئے کہا جاتا جو کلام کے مختلف اطوار اور ضرب میں
شروع ہو۔ سخاک نے رنگا رنگ کے میووں سے تفسیر کی ہے۔

قوله وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ سے اس آیت کریمہ وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ فَبَايَ الْآءِ رَبِّكُمَا تَكْذِبَانِ

يَعْنِي الْجَنِّ وَالْإِنْسَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ يَغْفِرُ
ذُنُوبًا وَيَكْشِفُ كُرْبًا وَيَرْفَعُ قَوْمًا وَيَضَعُ آخَرِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَرَزَخُ
حَاجِزٌ أَلَا نَامُ الْخَلْقُ نَضًا خَتَانِ فَيَا خَتَانِ ذُو الْحَلَالِ ذُو الْعُظْمَةِ
وَقَالَ غَيْرُهُ مَا رَجَّحَ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ يُقَالُ مَرَجَّحٌ أَلَا مِيرُوعِيَّةٌ إِذَا

کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ سے کی یعنی دونوں جنتوں کے درختوں کے پھل اتنے
قریب ہیں کہ نیچے سے چن لو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ درخت اتنا قریب ہوگا کہ اللہ کے پیارے
کھڑے بیٹھے اس کا میوہ چن لیں گے۔

قوله وَقَالَ الْحَسَنُ الْحَمْدُ لِيَعْنِي حَسَنُ بَصْرِيّ نَعْنِي اس آیت کریمہ : فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ هُمْ
آلَاءُ کی تفسیر نعمتوں سے کی اور قتادہ نے رَبِّكُمَا کی تفسیر میں کہا جنوں اور انسانوں کے رب "آلَاءُ
آلِی کی جمع ہے۔ رَبِّكُمَا میں جنوں اور انسانوں سے خطاب ہے اور تَجِدُ بَانَ، عربوں کی عادت کے
مطابق تشبیہ ذکر کیا ہے۔ اس آیت کے تکرار میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بہت
نعمتیں شمار کی ہیں۔

قوله وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ، یعنی عُمَيْرُ بْنُ مَالِكٍ أَبُو الدَّرْدَاءِ نے اس آیت کریمہ : كُلَّ يَوْمٍ هُوَ
فِي شَأْنٍ کی تفسیر میں کہا کہ اس کی شان یہ ہے کہ گناہ معاف کرتا ہے مصیبت دور کرتا ہے۔ بعض کو
بلند اور بعض کو ذلیل کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

قوله قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : مَرَجَّحٌ الْبَحْرَيْنِ
يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرَزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ، کی تفسیر میں کہا کہ برزخ بمعنی حاجز ہے۔ بعض نے حائل سے
تفسیر کی ہے۔ یعنی ایک دوسرے پر غلبہ نہیں کرتے۔

قوله أَلَا نَامُ، سے اس آیت کریمہ مَدَّ الْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ، کی طرف اشارہ کیا اور انام کی
تفسیر خلق سے کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عامر شعبی سے روایت ہے کہ انام ہر ذی روح ہے۔ بعض
نے انس و جن سے تفسیر کی ہے۔

قوله نَضًا خَتَانِ، سے اس آیت کریمہ : فِيهَا عَيْنَانِ نَضَّا خَتَانِ، کی طرف اشارہ کیا اور فَيَا خَتَانِ
سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ان میں دو چشمے جوش مارتے ہوئے۔ بعض نے کہا وہ پانی کے فوارے ہیں جو
بند نہیں ہوتے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا خیر و برکت کا فیضان کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس

خَلَاوَهُمْ يَعْدُ وَبَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَرَجَ أُمُورَ النَّاسِ مَرِيحٌ مُلْتَبِسٌ
مَرَجَ اخْتَلَطَ الْبَحْرَيْنِ مِنْ مَرَجَتْ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا سَنَفُ رُغْوٍ
سَفَا سَبَكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ
يُقَالُ لَا تُفَرِّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ شُغْلٌ يَقُولُ لَا خُذْ نَاكَ عَلَى غَيْرَتِكَ

رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے جنت کے مکانوں پر کستوری، عنبر اور کافور کی بارش کریں گے۔ سعید بن جبیر نے کہا مختلف پھلوں اور پانی کی بارش کریں گے۔
 قوله ذوالجلال سے اس آیت کریمہ: تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کی طرف اشارہ کیا اور ذوالجلال کی تفسیر ذوالعظمت، عظمت والا ہے۔
 قوله والا کرام یعنی کرم والا جو سوال اور وسیلہ کے بغیر عطاء کرتا ہے۔

قوله قال خيروه، ابن عباس کے غیر نے کہا، "مارج خالص آگ ہے جس میں دھواں نہ ہو۔
کہا جاتا ہے : مَرْجُ الْأَمِيرِ ذَعِيَّتُهُ، یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ امیر لوگوں کے درمیان
تخلیہ کر دے اس حال میں کہ وہ ایک دوسرے پر چڑھاٹی کریں..... اور ایک
دوسرے پر ظلم کریں۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ مَرْج کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک تو
یہ ہے جو ذکر کیا ہے اور دوسرے مَرْجُ أُمَرَاءِ النَّاسِ، کہا جاتا ہے۔ جبکہ لوگوں کا معاملہ درہم برہم غلط ملط
اور مضطرب ہو جائے۔ البوداؤد نے کہا مَرْجُ أُمَرَاءِ الدِّينِ، دین کا معاملہ خراب ہو گیا۔ اسی سے مَرْج " ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ « فِي أَمْرِ مَرْيَمَ » بمعنی مشتبہ ہے۔ مَرْجُ بِمعنى إختلاط، دو سمندروں کو ملا یا
مَرْجَتْ فَاْتَمَكَ سے ماخوذ ہے۔ یعنی تو نے اپنے جانور چھوڑ دیئے کہ وہ چرتے پھرتے ہیں۔ یہاں تقدیم و تاخیر
ہے۔ اس کو مَرْجُ الْأَمِيرِ رَعِيَّتَهُ، کے بعد ذکر کرنا چاہیے تھا؛ کیونکہ یہ اس کا ہم معنی ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ لکھنے
والوں نے مَرْج مفتوح الراء کو مَرْج مکسور الراء سے خلط ملط کر دیا ہے۔

اور صحابہؓ سے اس کی تفسیر کی یعنی عنقریب تمہارا حساب لیں گے۔ فراغ کے معنی ہیں حساب و کتاب سے فارغ ہونا اور اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی مشغول نہیں کرتی۔ یہ معنی کلام عرب میں مشہور ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے لَا تَفْرَحَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ مَشْغَلٌ "میں تیرے لئے فارغ ہوں گا، حالانکہ اسے کوئی شغل نہیں۔ اس کی تفسیر لَا اخذت لك "میں نے تجھے غفلت میں پکڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعید و تہدید فرمائی ہے جیسے کوئی کہے

بَابُ قَوْلِهِ وَمَنْ دُونَهُمَا جَنَّتَانِ
 ۴۵۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
 ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍوَانُ الْجَوْفِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 جَنَّتَانِ مِنْ فَضَّةٍ أَيْنَهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ أَيْنَهُمَا
 وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَجُلٍ أَلَّا يَرُدَّ الْكِبْرَ
 عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ عَدْنٍ

میں تیرے لئے فارغ ہوتا ہوں۔ اس سے ڈانٹ ڈپٹ مقصود ہوتی ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! ان دونوں کے تریب دو جنتیں ہیں،

حکیم ترمذی نے کہا ”دون“ سے مراد قرب ہے یعنی اُن کے قریب دو جنتیں ہیں اور وہ عرش
 کے بہت قریب ہیں۔ حکیم ترمذی نے کہا یہ پہلی دو جنتوں سے افضل ہیں۔ اُن کے غیر نے کہا ان کے قرب
 میں ہیں یہ ایک دوسری سے افضل نہیں۔ طیبی نے کہا پہلی دو دوسروں سے افضل ہیں جو اُن کے بعد ہیں؛
 کیونکہ سونے اور چاندی میں بہت تفاوت ہے۔ ابن مردودہ نے حماد کے طریق سے ابو عمران سے
 روایت کی کہ سونے کی جنتیں سابقین کے لئے اور چاندی کی تابعین کے لئے ہیں۔ ابوبکر سے ثابت کی روایت
 ہے کہ سونے کی مقربین کے لئے اور چاندی کی اصحابِ یمن کے لئے ہیں۔ (فتح الباری)

ترجمہ : ابوبکر بن عبد اللہ بن قیس نے اپنے والد عبد بن قیس سے روایت
 کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں چاندی

۴۵۵۸

کی ہیں۔ جن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سب چاندی کے ہیں۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں ان کے برتن
 اور جو کچھ اُن میں ہے سب سونے کے ہیں۔ لوگوں کے درمیان اور اُن کے اپنے رب کو جنتِ عدن میں

بَابُ حُورٍ مَقْصُورَاتٍ فِي الْخِيَامِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
الْحُورَاءُ سَوْدَاءُ الْحَدَقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَقْصُورَاتٌ مُجْبُوسَاتٌ
قُصِرَ طَرَفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَنْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يُبَغِينَ غَيْرَ
أَزْوَاجِهِنَّ

دیکھنے کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہوگی،

۴۵۵۸

شرح : قوله فی جنتِ عدن "طرف قوم کے متعلق ہے۔ یعنی لوگوں کے درمیان

اور اس امر کے درمیان کہ وہ جنتِ عدن میں اپنے رب کو دیکھیں

صرف کبریائی کی چادر اس کے چہرے پر ہوگی۔ یہ دیکھنا کا طرف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کسی مکان میں ہونا محال ہے یا یہ قوم سے حال واقع ہے یا اس حال میں کہ لوگ جنت میں ہوں گے۔

قوله رِجَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِہ "متشابهات سے ہے، کیونکہ وجہ اور رداء کا لغوی معنی مراد

نہیں۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ متشابهات کے متعلق علماء کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ مَفْقُوضَہ ہے جو کہتے ہیں کہ متشابهات کی تاویل صرف اللہ ہی جانتا ہے دوسرا گروہ مُؤَوَّلَہ ہے جو متشابهات کی تاویل کرتے ہیں۔ وہ کہتے

ہیں وجہ سے مراد ذات ہے اور رداء سے مراد عظمت ہے چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا "عظمت میرا ازار اور کبریاء میری چادر ہے جیسے ازار اور رداء آدمی کو لازم ہیں اسی طرح عظمت

اور کبریاء اللہ کی ذات سے مختص ہیں۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عظمت اور کبریائی محسوس کپڑوں کی جنس سے

نہیں یہ صرف مجازات ہیں اور ان میں مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح رداء اور ازار انسان کے لئے مخصوص

ہیں۔ ان میں اس سے کوئی مشارک نہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریاء میں اس سے کوئی مشارک نہیں ہے؛

چنانچہ اس حدیث کے آخر میں ہے جو کوئی ان میں سے کسی ایک میں میرے منازعت کرے گا میں اس کو

ہلاک کروں گا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشَادًا حُورِينَ جَوْخِيمِينَ فِي جَبْجَبِي هُوْنِي هِيْنَ

حُورٌ خُورَاءُ كِي جَمْعُ هِيَ اس کے معنی آنکھ کی سخت سفیدی اور سخت سیاہی، مقصورات کے معنی خمیوں

میں مجبوس اور چھپی ہوئی، یعنی پردہ دار ہوں گی۔ مجاہد نے کہا وہ اپنے شوہروں کے لئے ہی ہوں گی اور

ان کے بدل کو نہ چاہیں گی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حُورٌ سیاہ آنکھوں والی عورتیں ہیں۔

۴۵۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍانَ الْجَوْفِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي
الْجَنَّةِ خِيَمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ
مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخِرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَجَنَّتَانِ
مِنْ فِضَّةٍ أُنِيَّتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا أُنِيَّتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ
الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رِجْلِهِمَا الْأَرْدَاءِ الْكَبِيرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ
عَدْنٍ

مجاہد نے کہا ”مقصودات“ کے معنی محبوسات ہیں۔ بند کی ہوئیں۔ ان کی نظریں اور خواہشات اپنے شوہروں
پر بند ہوں گی۔ اپنے شوہروں کے سوا کسی کی متلاشی نہ ہوں گی۔ علامہ قسطلانی نے کہا حکیم ترمذی نے کہا ہمیں یہ
روایت پہنچی ہے کہ عرش سے بادل بارش برساتے گا تو رحمت کے قطرات کے حلقے بن جائیں گے پھر نہروں کے کنارے
ہر ایک پر خیمہ نصب کیا جائے گا جس کی وسعت چالیس میل ہوگی۔ اس کا کوئی دروازہ نہ ہوگا حتیٰ کہ جب اللہ
کا ولی جنت میں سب اولیاء اللہ ہوں گے) خیمہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کا دروازہ کھلے گا تاکہ اللہ
کے ولی کو معلوم ہو جائے کہ فرشتوں اور خادموں میں سے کسی مخلوق کی نگاہ اُن پر نہیں پڑی ہے۔ پھر اس بات
میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ جنت کی حوری زیادہ خوبصورت ہوں گی یا دنیاوی عورتیں زیادہ خوبصورت
ہوں گی۔ بعض علماء نے کہا جنت کی حوری زیادہ خوبصورت ہوں گی؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ
کی دعاء میں فرمایا: اے اللہ اس کو اس کی اپنی بیوی سے بہتر بیوی بدل دے بعض نے کہا دنیاوی عورتیں
جنت کی حوروں سے ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہوں گی

ترجمہ: ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس نے اپنے والد عبد اللہ بن قیس سے
روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت
میں مجنوں (دکھو کھلے) موتی کا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اس کے ہر کونہ میں بیویاں ہوں گی

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلْزَلَتْ بُسْتُ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يَلُتُ السَّوِيْقُ

جو دوسرے کو نہ والیوں کو نہ دیکھیں گیں۔ مومن اُن سے مباشرت کریں گے اور دو باغ چاندی کے ہوں گے اُن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہوگا سب چاندی کے ہوں گے اور دو باغ سونے کے ہوں گے اُن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کے ہوں گے اور جنت عدن میں لوگوں کے درمیان اور اس امر کے درمیان کہ وہ اپنے رب کو دیکھیں صرف اللہ کے چہرے پر کبریائی کی چادر ہوگی۔

شرح : قوله يطوف عليهم المؤمنون ،، دبیاطی نے کہا۔ درست یہ ہے کہ

۴۵۵۹ —

مؤمن کہا جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو احادیث پر تقسیم ہو جاتی ہے۔ یعنی ہر مومن اپنی بیوی سے مباشرت کرے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی رؤیت واقع نہیں، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جنت عدن میں عدم وقوع سے یا اس وقت میں عدم وقوع کو یہ لازم نہیں کہ رؤیت واقع ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورَةُ وَقَعَةٍ

ابوالعباس نے کہا یہ سورت مکتیہ ہے اور اس آیت کریمہ : وَأَصْحَابِ الْيَمِينِ اور اس آیت کریمہ اَفْتَحْذَ الْخُدَيْثِ أَنْتُمْ مَذْهَبُونَ، میں اختلاف ہے۔ پہلی فتح بکہ اور حنین کے بعد اہل طائف کے حق میں نازل ہوئی..... اور دوسری ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے ہیں فلاں ستارہ کے طلوع کے باعث بارش ہوئی۔ ان کی اصلاح میں یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں اس کی نشانوں سے (۹۹) آیات ہیں۔ واقعہ سے مراد قیامت ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قوله رُجَّتْ،، سے اس آیت کریمہ اِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا، کی طرف اشارہ کیا اور زُلْزَلَتْ،، سے اس کی تفسیر کی اس کے

الْمُخْضُودِ الْمَوْقِرِ حَمَلًا وَيَقَالُ أَيْضًا لَشَوْكٍ لَهُ مَنْضُودٌ الْمَوْزُ وَالْعُرْبُ
الْمُجَبَّاتُ إِلَى أَرْوَاجِهَا ثَلَاثَةٌ أُمَّةٌ يَجْمَعُهُمْ دُخَانٌ أَسْوَدٌ يُصِرُّونَ
يُدِّيمُونَ الْهَيْمَ الْأَوَّلُ الظَّامُ الْمَغْرَمُونَ مَلَزَمُونَ رُوحَ حَنَّةٍ
وَرَخَاءُ وَالزَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَنُشِئَكُمْ فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ وَقَالَ غَيْرُهُ

معنی ہلائی جائے، یعنی جب زمین پوری طرح ہلائی جائے گی۔
قولہ بُسَّتْ سے اس آیت کریمہ: وَبُسَّتِ الْجِبَالُ کی طرف اشارہ کیا اور بُسَّتْ، بُسَّتْ سے
اس کی تفسیر کی۔ اس کے معنی در توڑے اور پسے جائیں گے جیسے ستوپیں کر باریک کیا جاتا ہے۔ بُسَّتْ
اور لُتَّتْ ہم معنی ہیں۔ یعنی وہ پیسے ہوئے آٹے کی طرح ہوں گے۔ ابن مسیب نے کہا اس کے معنی کُسرَتْ
کُسرًا، ہیں یعنی پوری طرح توڑے جائیں گے۔

عطاء نے کہا ”بُسَّتْ بمعنی اُذْهِبَتْ ذَهَابًا“ ہے۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ جرط سے اُکھاڑے
جائیں گے۔ عطیہ نے کہا ریت اور مٹی کی طرح بچھا دیئے جائیں گے۔

قولہ الْمُخْضُودِ سے اس آیت کریمہ: رَفِی سِدْرٍ مَخْضُودٍ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی
کہ اس کے معنی ہیں جو بوجھ سے لدا ہو۔ اور اس شئی کو بھی کہا جاتا ہے جس میں کانٹا نہ ہو، خَضَدٌ کالغوی معنی
قطع ہے۔ گویا کہ اس شئی کے کانٹے قطع کئے گئے ہیں۔ حسن بصری نے اس کی تفسیر یہ کی کہ جو ہاتھوں کو
زخمی نہ کرے۔ ابن کیسان نے کہا جس سے اذیت نہ پہنچے۔

قولہ مَنْضُودٍ سے اس آیت کریمہ: وَطُلِحَ مَنْضُودٌ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی ”موز“ بمعنی
کیلا سے تفسیر کی۔ طُلِحَ، طلحہ کی جمع ہے۔ اکثر مفسرین نے یہی تفسیر کی ہے۔ حسن بصری نے کہا: طلح کے
معنی کیلا نہیں بلکہ یہ درخت ہے جس کا سایہ ٹھنڈا اور خوشنما ہوتا ہے۔ فراء نے کہا عربوں کے نزدیک
طلح بہت بڑا درخت ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں۔ مَنْضُودٌ جو ایک دوسرے سے ملا ہو۔ مغرب میں
اس کے معنی بعض سامان کو بعض کے ساتھ اکٹھا کرنا۔

قولہ وَالْعُرْبُ سے اس آیت کریمہ: فَجَعَلْنَا هُنَّ أَبْكَارًا عُرْبًا أَمْرًا، کی طرف اشارہ
کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو محبوب ہیں۔ مُجَبَّاتٌ مُجَبَّاتٌ کی جمع اسم مفعول
ہے۔ اس کا مادہ مُجَبَّ عَرَبٌ عَرُوبٌ کی جمع ہے اہل مکہ اس کو عرب کہتے ہیں۔ اور اہل مدینہ منورہ غنہ کہتے
ہیں جبکہ اہل عراق شکیلہ کہتے ہیں۔ دُرِّ ثَرَابٍ، تَرَبُّبٌ کی جمع ہے۔ یعنی وہ ہم عمر ہوں گی۔
تفہیم البخاری، حصہ پنجم کے صفحہ ۵۷ تا ۵۹ کا مطالعہ کریں

تَفَكَّهُوْنَ تَجَبُّوْنَ عَرَبًا ثَقَلَةً وَاحِدًا عَرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ
صَبْرٌ يَسْتَعِيْهَا أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنَجَةُ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكْلَةُ وَ
قَالَ فِي خَافِضَةٍ يَقُوْمُ إِلَى النَّارِ وَرَافِعَةٍ إِلَى الْجَنَّةِ مَوْضُوْنَةٌ مَّنْسُوجَةٌ

قوله ثَلَاثٌ " سے اس آیت کریمہ ثَلَاثٌ مِّنَ الْاَوَّلَيْنِ " کی طرف اشارہ کیا۔ اور اُمت " سے اس کی تفسیر کی۔ ثلثہ کے معنی فرقہ بھی ہیں " قوله يَحْمُومٌ " سے اس آیت کریمہ : وَظِلٍّ مِّنْ تَحْمُومٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر " دھانِ اصود "، یعنی کالا دھواں ہے کی ؛ کیونکہ عرب کالی شئی کو تَحْمُومٌ کہتے ہیں۔
قوله يُصِرُّوْنَ " سے اس آیت کریمہ وَكَانُوا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْجَنَّتِ الْعَظِيمِ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر " يَدِيْمُوْنَ " سے کی کہ وہ ہمیشہ رہے۔ یعنی وہ گناہ کبیرہ جو شرک ہے پر ہمیشہ رہے۔ ابو بکر اہم سے منقول ہے۔ کفار قسم کھا کر کہتے تھے کہ بُعْث اور قیامت کوئی شئی نہیں اور بُت اللہ کے شریک ہیں (معاذ اللہ) وہ اس قسم اور اعتقادِ باطل پر ہمیشہ رہتے تھے۔

قوله اَلْهَيْمُ سے اس آیت کریمہ : فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهَيْمِ " کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر اِبِلْ ظَمَاءٌ "، پیلے اونٹ سے کی ہیمُ ہیتاء کی جمع ہے ؛ چنانچہ اونٹ کو جمل اَھيْمُ اور اونٹنی کو ناقة ھيْمَاء کہا جاتا ہے۔ اور اِبِلْ ھيْمُ پیلا سے اونٹ ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ اونٹوں کی بیماری ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ پانی سے سیر نہیں ہوتے اور پانی پی پی کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس بیماری کو " ھيام "، کہا جاتا ہے۔ ظمَاءُ ظَمَان کی جمع ہے اور ظمَاءُ بمعنی پیاس ہے۔

قوله مُغْرَمُوْنَ " اس آیت کریمہ " اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بِلُحْنٍ مُّحْرَمُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر لُغْرَمُوْنَ سے اس کی تفسیر کی " مُلْزَمُوْنَ "، الزام سے اسم مفعول ہے۔ لام تاکید کے لئے ہے۔ آت کے معنی یہ ہیں۔ ہم پر چٹی پڑی (اور ہمارا مال ضائع ہو گیا) بلکہ ہم بے نصیب رہے " ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ مُغْرَمُوْنَ غرام سے بمعنی عذاب ہے۔

قوله مَدِيْنِيْنَ " سے اس آیت کریمہ : قُلُوْا لَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ " کی طرف اشارہ کیا پھر مَدِيْنِيْنَ " سے اس کی تفسیر کی " یعنی تو کیوں نہ ہو اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں (مرنے کے بعد اٹھ کر)
قوله رَوْحٌ " سے اس آیت کریمہ : فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَ جَنَّةٌ نَّعِيْمٌ " کی طرف اشارہ کیا۔ رَوْحِ جنت اور آرام ہے اور رِيحَانِ رزق ہے۔ یعنی پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو اس کے لئے راحت ہے اور پھول اور آرام کے باغ " اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابو العالیہ

وَمِنْهُ وَضِئُ النَّاقَةِ وَالْكُؤُبُ لَا أَذَانَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ وَلَا بَارِقَ ذَوَاتِ
الْأَذَانَ وَالْعُرَى مَسْكُوبٍ جَارٍ وَفُرْشٍ مَرْفُوعَةٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ

نے کہا مقربین سے جو کوئی دنیا سے مفارقت کرتا ہے۔ اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے وہ اس کی خوشبو لیتا ہے تب روح قبض ہوتی ہے۔

قوله نُنْشَاكُمْ، سے اس آیت کریمہ ”وَنُنْشَاكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کہ ہم تمہیں جس خلق میں چاہیں پیدا کریں تم ان صورتوں کو نہیں جانتے ہو۔ یعنی مسخ کر کے بندر سور وغیرہ کی صورت بنادیں یہ سب ہماری قدرت میں ہے تمہیں یہ معلوم نہیں۔

قوله تَفَكَّهُونَ، سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ نَشَاءُ لَجْعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ، کی طرف کیا اور مجاہد کے غیر نے اس کی تفسیر ”تَعْجَبُونَ“ سے کی ”یعنی ہم چاہیں تو جو تم بولتے ہو اسے خشک گھاس چورا چورا کر دیں پھر منجیر اور نادم و غمگین رہ جاؤ۔“ عکرمہ نے ملامت سے حسن بصری نے ندامت سے اور ابن کيسان نے غم و حزن سے تفسیر کی ہے۔ لفظ تَفَكَّهُ اضداد سے ہے یعنی دو ضدوں میں استعمال ہوتا رہتا ہے؛ چنانچہ عرب کہتے ہیں۔ تَفَكَّهُتُ یعنی تَنَعَّتُ میں آرام میں رہا اور یہ بھی کہتے ہیں ”تَفَكَّهُتُ“ یعنی حَزَنْتُ ”میں غمگین رہا۔“ قوله عَمْرَبًا، مشغلہ اس کا واحد عَمْرُوبٌ ہے جیسے صبور کی جمع صُبُور ہے۔ اہل مکہ اسے عَمْرَبٌ کہتے ہیں اور اہل مدینہ منورہ اور اہل عراق شکلہ کہتے ہیں۔

(یہ مکرر ہے۔ ابوذر کی روایت میں نہیں) (تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۷ پر دیکھیں)

قوله وَقَالَ خَافِضَةً، سے اس آیت کریمہ : لَيْسَ لَوْفَعَتَهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ دَافِعَةٌ کی طرف اشارہ کیا (جب قیامت واقع ہوگی) اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند دی دینے والی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو لوگ دنیا میں اُونچے تھے قیامت انہیں پست کرے گی اور جو دنیا میں پستی میں تھے۔ ان کے مرتبے بلند کرے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل معصیت کو پست کرے گی اور اہل طاعت کو بلند۔

قوله مَوْضُوعَةٍ، سے اس آیت کریمہ، عَلَى سُرٍّ مَوْضُوعَةٍ، کی طرف اشارہ کیا اور ”مَوْضُوعَةٍ“ سے اس کی تفسیر کی یعنی بنے گئے۔ اسی سے وَضِئُ النَّاقَةِ، ”ماخوذ ہے“ ”الْكُؤُبُ“ جس برتن کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ ”الْبَارِقُ“ وہ برتن جن کی ٹونٹیاں اور دستے ہوں۔ ”الْكُؤُبُ“ کی جمع ہے اور ”الْبَارِقُ“

الْبَارِقُ کی جمع ہے۔ یہ نام اس لئے ہے کہ اس کا رنگ چمکدار ہوتا ہے (ج ۵۔ ص ۵۷۔ دیکھیں) قوله مَسْكُوبٍ، سے اس آیت کریمہ : وَمَاءٌ مَسْكُوبٍ، کی طرف اشارہ کیا اور ”جَارٍ“ سے اس کی

مُتَرَفِّفِينَ مُتَمَتِّعِينَ مَا تُمْنُونَ فِي النُّطْفَةِ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ لِلْمُقَوِّينَ
لِلْمَسَافِرِينَ وَالْقِيَّ الْقَبْرِ بِمَوَاقِعِ الْجُحُومِ بِمَحْكَمِ الْقُرْآنِ وَيُقَالُ بِمُسْقَطِ

تفسیر کی یعنی ہمیشہ جاری پانی میں، مفسرین نے کہا وہ پانی کناروں کے بغیر ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہ ہوگا۔ قولہ مُتَرَفِّفِينَ مُتَمَتِّعِينَ، اور بلند کچھوڑوں میں ان میں سے بعض بعض سے فوق ہوں گے جو مرصع اونچے اونچے تختوں پر ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچھوڑوں سے مراد عورتیں ہیں۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ عورتیں فضل و جمال میں بلند درجہ رکھتی ہوں گی، ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ اگر اوپر سے نیچے بچھوڑنے گراٹے جائیں تو ستر سال بعد وہ نیچے پہنچیں۔

قولہ مُتَرَفِّفِينَ، سے اس آیت کریمہ: اِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتَرَفِّفِينَ، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر مُتَمَتِّعِينَ سے کی یعنی بے شک وہ اس سے پہلے دنیا کے اندر نعمتوں میں تھے، کشمینی کی روایت میں۔ مُتَمَتِّعِينَ، ہے امتناع سے مشتق ہے۔ نفع اٹھانے والے۔

قولہ مَا تُمْنُونَ، سے اس آیت کریمہ: اَقْرَبِیْكُمْ مَا تُمْنُونَ اَآثُمْ تَخْلُقُوْنَ، اَمْ یَحْزِبُ الْخَالِقُونَ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ یہ عورتوں کے رحموں میں نطفہ ہے، کیونکہ مَا تُمْنُونَ، وہ نطفہ ہے جو عورتوں کے رحموں میں ڈالا جائے۔ فراد نے کہا یعنی نطفے جب رحموں میں ڈالے جائیں کیا ان نطفوں کو تم پیدا کرتے ہو یا ہم۔

قولہ لِلْمُقَوِّينَ، سے اس آیت کریمہ: یَحْنُ جَعَلْنَا مَا تَذْكُرُ وَ مَنَآءًا لِلْمُقَوِّينَ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی مسافریں سے تفسیر کی اور یہ اشارہ کیا کہ یہ فی معنی قُطْر سے مشتق ہے۔ یعنی آبادی سے خالی زمین، جب کوئی مکان مکینوں سے خالی ہو تو کہا جاتا ہے، اَقْوَت الدَّارِ، مجاہد نے کہا، ”مُقَوِّينَ“ وہ ہیں جو مسافروں اور حاضرین سب لوگوں سے نفع حاصل کریں۔ قُطْر نے کہا مقوی اضداد سے ہے۔ فقیر اور غنی دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔

قولہ مَوَاقِعِ الْجُحُومِ، سے اس کریمہ: فَلَا اَقْسِمُ بِمَوَاقِعِ الْجُحُومِ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر محکم قرآن، سے کی۔ کشاف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی کہ قرآن کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نجا نجا نازل ہوا۔ یہ اوقات نزول قرآن کی قسم ہے۔ لَا اَقْسِمُ کے معنی یہ ہیں جو تم کہتے ہو اس طرح نہیں پھر قسم سے کلام کی ابتداء کی۔

قولہ یُقَالُ بِمُسْقَطِ الْجُحُومِ اِذَا سَقَطْنَ، اس سے دوسری تفسیر کی طرف اشارہ ہے یعنی ستاروں کے گرنے کے مقامات جو مغارب ہیں۔ اس تقدیر پر آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے

الْجُؤْمِ إِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ مَذْهُبُونَ مُكَذِّبُونَ
مِثْلُ لَوْ تَذْهَبُ فَيَذْهَبُونَ فَسَلَامٌ لَكَ أَيُّ مُسَلِّمٍ لَكَ إِنَّكَ مِنْ
أَصْحَابِ الْيَمِينِ وَالْغَيْثُ إِنَّ وَهُوَ مَعَنَا هَا كَمَا تَقُولُ أَنْتَ
مُصَدِّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ إِنْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ

ڈوتے ہیں کہ وہ ظہورِ قدرت اور جلالِ الہی کے مقام میں حسنِ بصری کہا مساقط سے مراد قیامت میں
تاروں کا گرنا ہے۔ قولہ مَوَاقِعُ و مَوْقِعٌ وَاحِدٌ، یعنی ان دو لفظوں کا حاصل ایک ہے۔
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لفظ یا معنی کے اعتبار سے واحد نہیں بلکہ جو کچھ ان دونوں لفظوں سے
حاصل ہوتا ہے وہ واحد ہے۔ کیونکہ جمع مضاف اور مفرد مضاف دونوں عام ہیں۔ ان میں کچھ تفاوت نہیں
علامہ کربانی نے کہا اس کی جمع کی طرف اضافت اس کے تعدد کو مستلزم ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ قلب القوم
حالانکہ اس سے مراد در قلوب القوم ہے۔

قولہ مَذْهُبُونَ، سے اس آیت کریمہ: اَفْبَهَذَا الْحَدِيثِ اَنْتُمْ مَذْهُبُونَ، کی طرف اشارہ کیا
پھر اس کی تفسیر ”مُكَذِّبِينَ“ سے کی، یعنی کیا اس بات میں تم تکذیب کرتے ہو اور نہیں مانتے؟ ”اس حدیث“
سے مراد قرآن کریم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر ”کافرون“ سے کی ہے۔ جیسے لَوْ تَذْهَبُ
فَيَذْهَبُونَ یعنی لو تکفروا فیکفرون، اگر تو کفر کرے تو وہ کفر کریں گے۔ ابن کسان سے منقول ہے کہ
کہ مَذْهُبُونَ وہ شخص ہے جو اس پر حق ہے وہ ادا نہ کرے اور حیلہ بہانہ سے وقت گزار دے۔ بعض کے نزدیک
مدہن منافق ہے جو اپنی جانب نرم رکھتا ہے۔ تاکہ اس کا کفر مخفی رہے۔

قولہ فَسَلَامٌ لَكَ، سے اس آیت کریمہ: وَ اَمَّا اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِينِ فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ
اَصْحَابِ الْيَمِينِ، کی طرف اشارہ کیا اور یہ بتایا کہ یہاں کلمہ ”اِنْ“ محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے
اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِينِ، اگرچہ اِنْ کو ملغی کیا گیا ہے لیکن اس کا معنی باقی ہے۔ جیسے تو کہے: اَنْتَ مُصَدِّقٌ
مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ، یعنی تیری تصدیق کی جاتی ہے کہ تو عنقریب سفر کرنے والا ہے۔ جبکہ اُس نے کہا ہو کہ
میں عنقریب سفر کرنے والا ہوں، پس اس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تو اصحابِ یمن
میں سے ہے۔ قولہ قَدْ يَكُونُ لِلدَّعَاءِ، یعنی کبھی دعاء کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے فَسَقِيَا، فَسَقِيَا لَكَ مِنْ
اَصْحَابِ الْيَمِينِ اِي سَقَاكَ اللّٰهُ سَقِيَا اور سلام مرفوع مبتداء ہے کیونکہ یہ دُعا ہے اور وہ مخصوص ہے
ثعلبی نے کہا: فَسَلَامٌ لَكَ مَرْفُوعٌ ہے یعنی فَلَا تَهْتَمُّ لَهُمْ فَلَا تَهْتَمُّ لَهُمْ سَلَامٌ

وَقَدْ يَكُونُ كَالدَّعَاةِ لَكَ كَقَوْلِكَ فَسَقِيَا مِنَ الرِّجَالِ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ
فَهُوَ مِنَ الدَّعَاةِ تَوَرُّونَ فَتُخْرِجُونَ أَوْ رِيَتْ أَوْ قَدَّتْ لَعْنًا بَاطِلًا
تَاثِمًا كَذِبًا

بَابُ قَوْلِهِ وَظِلٌّ مَمْدُودٌ

۴۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُهُ بِهَذَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقَرُّوا

— إِنْ شِئْتُمْ وَظِلٌّ مَمْدُودٌ

مِنْ عَذَابِ اللَّهِ، یعنی اے محبوب تم پر سلام ہو دہنی طرف والوں سے آپ اُن کی فکر نہ کریں وہ اللہ کے
عذاب سے سلامتی میں ہیں، ”فَرَأَى نَفْسًا مَمْدُودَةً مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ“، تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تو اصحابِ
میں سے ہے (صاحبِ یمن دہنی طرف والے) سے کہا جاتا ہے تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے تو اصحابِ یمن میں سے ہے
نہ مخشری نے کہا اس کے معنی یہ ہیں۔ اے داہنی طرف والے تیرے بھائیوں، جو داہنی طرف والے ہیں کی طرف
سے تجھے سلام ہو یعنی وہ تجھے سلام کہتے ہیں۔

قَوْلُهُ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ هُوَ مِنَ الدَّعَاةِ، اگر سلام کو مرفوع پڑھے تو یہ دُعَا کے لئے ہے۔ اگر یہ
سوال پوچھا جائے کہ کسی قاری نے اس کو منصوب نہیں پڑھا ہے سب مرفوع پڑھتے ہیں تو ”إِنْ رَفَعْتَ“ الخ کہنے
کا کیا مقصد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سقیّا منصوب دُعَا کے لئے ہوتا ہے اور سلام مرفوع دُعَا کے لئے ہوتا
ہے اور منصوب دُعَا کے لئے نہیں ہوتا۔

قَوْلُهُ تَوَرُّونَ، سے اس آیت کریمہ ”وَأَقْرَبُ إِلَيْكُمْ النَّارُ الَّتِي تَوَرُّونَ“ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی
تفسیر ”تَوَرُّونَ“ سے تفسیر کی اور ”رِيَتْ“ کے معنی ”أَوْ قَدَّتْ“ میں نے آگ روشن کی، ”تَوَرُّونَ“ دراصل ”تَوَرُّونَ“ تھا
یاد پر منہ ثقیل تھا نقل کر کے ماقبل کو دیا۔ دو ساکن واؤ اور یاد جمع ہو گئے یاد کو حذف کیا ”تَوَرُّونَ“ ہوا۔
قَوْلُهُ لَعْنًا، سے اس آیت کریمہ ”لَا يَتِمُّونَ فِيهَا لَعْنًا وَلَا تَابًا“ کی طرف اشارہ کیا اور لغو کی باطل سے
اور تائیم کی کذب سے تفسیر کی اہل جنت جنات میں باطل اور جھوٹ نہ سنیں گے یعنی جنات میں باطل اور
جھوٹی چیزیں نہیں ہوں گی۔

سُورَةُ الْحَدِيدِ وَالْمَجَادَلَةِ

قَالَ مُجَاهِدٌ جَعَلَ لَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ مُعْتَرِينَ فِيهِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہمیشہ کے سائے
میں جن کو سورج دُور نہیں کرتا،

ربیع سے منقول ہے کہ اس سے عرش کا سایہ مراد ہے۔ عمرو بن مہمون
سے روایت ہے کہ یہ سایہ ستر ہزار سال کی مسافت کی مقدار ہے،
ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس کو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال چلتا رہے تو بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔
اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو۔ وَظِلِّ قَمَدًا وَجِدْ

— ۲۵۶ —

شرح : ابو ہریرہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کا جزم نہیں۔ ممکن ہے کہ ابو ہریرہ نے اس سے سنا ہو جس نے سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہو علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ساری جنت سایہ ہے۔ وہاں سورج نہیں
لہذا یہ سورج کا سایہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ یہ سایہ پیدا کرے گا ربیع بن انس نے عرش کا سایہ کہا ہے۔
(حدیث عن ۳۰ ج ۵ : ۵ کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ حَدِيدٍ

یہ سورت مکتی ہے۔ کبھی نے کہا اس سورت میں مکتی اور مدنی دونوں آیات ہیں صحیح بھی یہی
ہے؛ کیونکہ اس سورت میں منافقوں کا ذکر ہے۔ اور منافق صرف مدینہ منورہ میں تھے۔ کیونکہ اسلام کے

إِلَى النُّورِ مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدَى وَمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ حُجَّةٌ وَسِلَاحٌ مَوْلَاكُمْ أُولَىٰ بِكُمْ لِمَا يَعْلَمُ أَهْلُ الْكِتَابِ
لِيَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ عِلْمًا أَنْظِرُونَا

غلبہ کے بعد نفاق پیدا ہوا جبکہ بدر کی جنگ کے بعد اسلام غالب ہوا تو بعض مشرکوں نے کفر چھپا یا اور اسلام
ظاہر کیا۔ اور یہ آیت کریمہ : لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ ،، یہ فتح مکہ کے بعد نازل
ہوئی۔ اسی طرح آیت قتال ہجرت کے بعد نازل ہوئی اور یہ آیات مدنی ہیں اور پہلی مکہ میں۔ اس کی ۲۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله جَعَلَكُمْ مُتَخَلِّفِينَ فِيهِ ،، سے اس آیت کریمہ : وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُتَخَلِّفِينَ فِيهِ
کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں ادبوں کا جانشین کیا۔ اور مُتَخَلِّفِينَ ،، کی
تفسیر مُعْتَمِرِينَ سے کی یعنی اس میں آباد کرنے والا۔

قوله مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ،، سے اس آیت کریمہ : هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ
بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ،، یعنی نور کی طرف اشارہ کیا اور مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ سے اس کی تفسیر کی یعنی

وہی ہے کہ اپنے بندہ پر (ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) روش آنتیں اُتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیریوں (گمراہی) سے نکالے اور جالے (ہدایت) کی طرف لے جائے اور
نور ایمان عطا فرمائے ،، ظلمات کی تفسیر ضلالت سے اور نور کی ہدایت سے کی۔

قوله فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ ،، سے اس آیت کریمہ : وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر منافع للناس کی تفسیر حُجَّةٌ اور سلاح سے کی۔ ہم نے لوہا اُتارا (لوہا پیدا کیا)
اس میں سخت اور نہایت قوت اور لوگوں کے فائدے۔ یعنی ہم نے لوہا پیدا کیا اور لوگوں کے لئے معادن سے نکالا
اور انہیں اس کی صنعت کا حکم دیا۔ اس میں نہایت قوت ہے کہ اس سے اسلحہ اور آلات جنگ بنائے
جاتے ہیں۔ اور صنعتوں اور حرفتوں کے وہ بہت کام آتا ہے۔

قوله مَوْلَاكُمْ ،، سے آیت کریمہ : مَا وَكَلَكُمْ الشَّارِعُ مَوْلَاكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اُولَىٰ بِكُمْ ،،

سُورَةُ الْمُجَادَلَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُحَادُّونَ يُشَاوِرُونَ كَبِتُوا أَخَذُوا مِنَ الْحِزْبِ
اسْتَحْوَذَ غَلَبَ

سے اس کی تفسیر کی، یعنی تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہارے بہت لائق ہے۔
 قَوْلُهُ لِيَلْمَ يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ، یعنی لِيَلْمَ يَعْلَمَ میں لازائدہ ہے۔
 جیسے مَا مَنَعَكَ إِلَّا تَسْجُدَ، میں لازائدہ ہے يُقَالُ الظَّاهِرُ، سے اس آیت کریمہ: هُوَ الْأَوَّلُ
 وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ظاہر و باطن کی یہ
 تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ کا ظہور و بطون علمی ہے۔
 قَوْلُهُ أَنْظُرُونَا، سے اس آیت کریمہ: يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا
 انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ کی طرف اشارہ کیا جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ
 دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں، اَنْظُرُوا میں سہزہ وصل کے لئے ہے۔

سُورَةُ مَجَادَلِه

ابوالعباس نے کہا یہ سورت بالاتفاق مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ مَحْجَرَات سے پہلے اور
مُنافِقین کے بعد نازل ہوئی اس کی ۲۲۔ آیات ہیں۔ علامہ عینی نے کہا عبد بن حمید کی تفسیر میں ہے
کہ محمد بن سیرین نے کہا اس مجادلہ (جھگڑا کرنے والی عورت) کا نام "خولہ بنت دلج" ہے، "اُن کے شوہر
نے اُن سے ظہار کیا تھا یہ اسلام میں پہلا ظہار تھا۔ عکرمہ نے کہا اس کا نام خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ یہ عبادہ بن
صامت کے بھائی اوس بن صامت کی بیوی تھی۔ اُنھوں نے اس سے ظہار کیا تو یہ آیت کریمہ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ
قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا الْاٰیۃ

قَوْلَ الَّتِي تُحَادِّثُكَ فِي زَوْجِهَا الْاِيَةِ
قوله يُحَادِّثُونَ " سے اس آیت کریمہ " اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادِّثُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الْاِيَةِ " کی طرف
اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یُشَاقِقُونَ اللّٰهَ سے کسی یعنی اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔
قوله كُتِبُوا " سے اس آیت کریمہ : كُتِبُوا كَمَا كُتِبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ " کی طرف اشارہ کیا اور

سُورَةُ الْحَشْرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْمَجْلَاءُ الْإِخْرَاجُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ

”خَزُّوا“ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ذلیل کئے گئے۔ یہ خَزُّیٰ سے مشتق ہے۔ بعض نے کہا وہ ہلاک کئے گئے گُتُّوا، دراصل گُتُّوا تھا۔ دال کو تاء سے بدلا ہے۔ کیونکہ دونوں کا محزج قریب قریب ہے۔ کہا جاتا ہے گُتُّوا جبکہ اس کو دُل میں تکلیف ہو۔

قوله ”اسْتَوْذُوا“ سے اس آیت کریمہ ”اسْتَوْذُوا بِالشَّيْطَانِ“ کی طرف اشارہ کیا اور غلبے سے اس کی تفسیر کی یعنی اُن پر شیطان نے غلبہ کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ استخوذ علیہم بروزن استقام پڑھتے تھے۔ یہ قاعدہ کے مطابق ہے اور ”استخوذ“ بدول اعلان ہے۔ اس سورت میں اور اس سے پہلی سورت میں کوئی مرفوع حدیث ذکر نہیں کی

سُورَةُ حَشْرِ

یہ سورت مدنی ہے۔ اس کی چوبیس آیات ہیں اس کو حشر اس لئے کہا گیا کہ اس میں قبیلہ بنی نضیر کے یہودیوں کو حجاز مقدس سے جلا وطن کیا گیا تھا اور شام میں ان کا حشر اور اجتماع ہوا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ سے واپسی پر بنی نضیر کو جلا وطن کیا۔ جبکہ غزوہ احزاب کے بعد قرینہ کو فتح کیا تھا ان میں دو سال کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ، وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو اُن کے گھروں سے نکالا اُن کے پہلے حشر کے لئے یعنی یہودی بنی نضیر کو جو مدینہ منورہ میں تھے۔ نکالایہ جلا وطنی اُن کا پہلا حشر ہے اور دوسرا حشر اُن کا یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں خیبر سے شام کی طرف نکالایا آخر حشر روز قیامت کا حشر ہے کہ آگ سب لوگوں کو سرزمین شام کی طرف لے جائیگی اور وہیں اُن پر قیامت قائم ہوگی۔

۴۵۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
 سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشَرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ
 قَالَ قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا
 زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا
 ذَكَرْنَاهَا قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْاِنْقَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بُدْرِ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ
 الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَوْلُهُ الْجَلَاءُ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ لَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبْتَهُمْ فِي الدُّنْيَا
 کی طرف اشارہ کیا اور ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکالنے،، سے اس کی تفسیر کی۔ جلاء اخراج سے
 خاص ہے۔ کیونکہ جلاء اہل و اولاد اور مال سمیت نکالنا ہے اور اخراج اس سے عام ہے۔ اہل و اولاد اور
 مال ہو یا نہ ہو وطن سے باہر کرنا ہے۔

ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا آپ سورہ
 توبہ کو کیا کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا توبہ فاضحہ ہے، اس میں ہمیشہ و مِنْهُمْ
 وَمِنْهُمْ،، نازل ہوتا رہا حتیٰ کہ انھوں نے گمان کیا کہ اُس نے ان میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دیا مگر اس میں
 ذکر کر دیا۔ سعید نے کہا میں نے کہا سورہ انفال کن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہا یہ اہل بدر کے متعلق نازل ہوئی
 کہا سورہ حشر کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں کہا یہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔

۴۵۶۱۔ شرح : قَوْلُهُ مِنْهُمْ وَمِنْهُمْ،، سے آیت کریمہ : وَمِنْهُمْ الَّذِينَ
 يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَمِنْهُمْ مَن يُلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ وَمِنْهُمْ
 مَن يَقُولُ أَذُنٌ لِّي،، وَمِنْهُمْ مَن عَاهَدَ اللَّهُ،، بعض یہودی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت
 پہنچاتے ہیں اور بعض صدقات میں عیب جوئی کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں مجھے اجازت دیں میں غزوہ
 میں نہیں جاسکتا اور ان میں سے بعض نے عہد شکنی کی اس طرح کافروں کے عیوب بیان کئے اور ان کو عالم میں
 مرسوا کیا حتیٰ کہ ان کو یہ گمان ہوا کہ اس سورت نے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا مگر اس میں ذکر کیا۔ اور یہودی

۴۵۶۲۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ
سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُورَةُ بَنِي النَّضِيرِ

بَابُ قَوْلِهِ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْتَةٍ نَخْلَةٍ
مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً

رسوای زمان ہوئے اس لئے اس کو فاصحہ کہتے ہیں۔

ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا سورۃ
حشر کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ اُحفوں نے کہا اسے بنی نضیر کہو۔

شرح : یعنی یہ سورت کریمہ بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ علامہ قسطلانی
نے زرکشی سے نقل کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سورت

کا نام حشر کہنا مکروہ جانا کیونکہ حشر قیامت میں ہوگا۔ ابن حجر نے فتح الباری میں اس پر اضافہ ذکر کیا کہ
یہاں حشر سے مراد بنی نضیر کو ارض حجاز مقدس سے باہر نکالنا ہے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو
محشر کی زمین میں نکال دو پھر قیامت میں ساری مخلوق شام میں جمع ہوگی۔ کہا حشر ثانی لوگوں کو آگ قیامت
میں جمع کرے گی۔ کذا فی عینی۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشَادًا جَوْدِ رِخْتِ تَمِّ نَعِ كَا لِيَّ يَا
أَنَّ كِي جَرُؤِ لِي پَر قَا تَمَّ چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”لینہ“ کی تفسیر کھجور کے درخت سے کی جو عجورہ اور برنی نہ
ہو۔ عکرمہ اور قتادہ نے بھی یہی کہا ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا لینہ سخت زرد کھجور ہے جس
کی ٹھلی باہر سے نظر آتی ہے بظاہر خستہ اور نرم ہوتی ہے کہ اس میں دانت چھپ جاتے ہیں۔ بعض نے
کہا یہ کھجور کا عمدہ درخت ہے۔ لین سے ماخوذ ہے اس کی جمع اُلیان ہے۔ بیضاوی نے کہا لینہ بروزن فغلہ

۴۵۶۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ تَحْلَ بْنَ النَّضِيرِ وَقَطَعَ
وَهِيَ الْبَوْبَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْثَةٍ أَوْ تَرَكَتُمْوهَا
قَائِمَةً عَلَى أَصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ

بَابُ قَوْلِهِ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ

۴۵۶۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ
عَنْ عُمَرَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَلِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَّ ثَانٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ

ہے کون سے مشتق ہے واؤ کو یاد سے بدل کیا اس کی جمع الوان ہے۔ برنیہ اچھی کھجور ہے عجمہ مدینہ منورہ
کی بہترین کھجور ہے جس کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر صبح سات عجمہ کھجوریں
کھالے وہ آسیب سے محفوظ رہتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس پر زہرا شہ نہیں کرتا۔
ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بنی نضیر کے کھجور کے درختوں کو جلا دیا اور کاٹ ڈالا اور وہ بوئیہ

۴۵۶۳۔

ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْثَةٍ الْآیۃ، نازل کی یعنی جو درخت تم نے کاٹے
یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا۔ اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے۔
شرح: بوئیہ مدینہ منورہ شرفھا اللہ تعالیٰ کے قریب جگہ ہے۔ وہاں
بنی نضیر کے کھجور کے درخت تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ جناب

۴۵۶۴۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے ہمیں فساد
اور خرابی سے منع کیا ہے یہ کیا ہے کہ آپ نے ہمارے پھلدار درخت جلا دیئے اور ان کو کاٹ ڈالا ہے تو
یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے شہروں کو گہرانا اور تباہ کرنا جائز
ہے اور ان کے درختوں کو کاٹ ڈالنا صحیح ہے تاکہ وہ غصہ سے مریں

(حدیث ۲۸۱۸ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ
 الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَةً
 يَنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا تَقْفَةً سَنَتِهِ ثُمَّ يُجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السَّلَامِ وَالْكَرَامِ
 عِدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور جو اللہ نے اپنے رسول کو بغیر جنگ کے دیا،

۴۵۶۴ — ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ عنہ نے فرمایا بنی نضیر
 کے مال اس میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بغیر جنگ کے عطاء کئے۔ مسلمانوں نے اُن پر
 گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے وہ مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھے اس سے
 آپ اپنی بیویوں پر ایک سال کا خرچہ لیتے اور جو باقی بچتا وہ اسلحہ اور گھوڑوں میں خرچ کرتے۔
 اس حال میں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری کرتے۔

۴۵۶۴ — شرح : ایجاب کا مادہ وجیف بمعنی تیز رفتار ہے۔ خیل گھوڑے اور
 ریکاب اونٹ ہیں جن پر سیر کی جاتی ہے۔ سلاح جنگی اسلحہ ہے۔
 کراع گائے بکری کے پائے ہیں۔ پھر اس کا اطلاق گھوڑوں میں مشہور ہو گیا۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث امام مالک
 رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے دلیل ہے کہ فئی تقسیم نہیں کرنی چاہیئے۔ امام کے اجتہاد اور اس کی صلاحیت پر
 چھوڑ دی جائے۔ یہی شمس کا حال ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا
 جائے۔ امام شافعی اس کے پانچ حصے کرتے ہیں۔ امام شافعی سے پہلے کسی نے یہ قول نہیں کیا کہ فئی کا مال
 پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اناج ایک سال کا ذخیرہ کرنا جائز ہے
 جبکہ اپنی زمین سے حاصل ہو۔ اگر بازار سے خرید کیا ہو تو بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں
 وہ کہتے ہیں اگر اناج کا ذخیرہ کرنے سے عوام مسلمانوں کو ضرر پہنچتی ہے تو جائز نہیں نیز معلوم ہوا کہ خوراک
 کا ذخیرہ کرنا تو مکمل کے منافی نہیں،

بَابُ قَوْلِهِ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

۴۵۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَشِمَاتِ وَالْمُتَمَصَّاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي إِسْدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَبَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللُّوحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَيْسَ كُنْتُ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتَ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي أُرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَ قَالِ فَادْهَبِي فَانْظُرِي فَنَظَرْتُ فَلَمْ تَرَى مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جِئْتُنَا

بَابُ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو“

۴۵۶۵۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے واشمات اور متوشمات، متمصات پر لعنت فرمائی اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو حُسن کے لئے دانتوں کو گشادہ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں، قبیلہ بنی اسد

کی ایک عورت جس کو ام یعقوب کہا جاتا ہے کو یہ خبر پہنچی تو وہ آئی اور عبداللہ بن مسعود سے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس طرح لعنت کی ہے۔ انھوں نے کہا میرے لئے کیا ہے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور وہ کہ جس پر اللہ کی کتاب میں لعنت کی گئی ہے۔ اس عورت نے کہا میں نے قرآن کریم دونوں تختوں کے درمیان پڑھا ہے۔ میں نے اس میں وہ نہیں پایا جو تم کہتے ہو۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر تو قرآن کریم پڑھتی تو اسے پالیتی۔ کیا تو نے پڑھا نہیں؟ جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو، اس عورت نے کہا میں تمہارے گھر والوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ یہ کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جاؤ اور دیکھو وہ عورت گئی اور نظر کی اور جو کچھ اس نے گمان کیا تھا۔ وہ نہ دیکھا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر ایسا ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

۲۵۶۵ — شرح : وَاشْمَات وَاشْمَات کی جمع ہے۔ یہ دشم سے ہے عورت کے

ہاتھ کی پشت یا ہونٹ وغیرہ پر سوئی گاڑی جاتی ہے حتیٰ کہ اس سے خون بہنے لگتا ہے پھر اس جگہ میں سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دیا جاتا ہے تو وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جاتی ہے۔ اس کا کرنے والا واشم اور واشمہ میں اور جس عورت کو یہ کیا جاتا ہے وہ موشومہ ہے۔ اگر وہ یہ فعل طلب کرتی ہے تو وہ مُسْتَوْشِمہ ہے۔ یہ فاعل اور جو اپنے اختیار سے کرواتے دونوں کے لئے حرام ہے۔ اگر یہ فعل چھوٹے بچے سے کیا جائے تو کرنے والی گنہگار ہے، کیونکہ اس وقت بچہ مکلف نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہمارے اصحاب شافعیہ کہتے ہیں جس جگہ یہ فعل کیا جائے وہ پلید ہو جاتی ہے اگر کسی طریقہ سے اس کو زائل کرنا ممکن ہو تو زائل کرنا واجب ہے اور اگر اس کا ازالہ ممکن نہ ہو اور سخت حرج میں واقع ہونے کا ڈر ہو تو اگر عضو وغیرہ کے تلف ہونے کا خطرہ ہو یا عضو ناکارہ ہو جانے کا ڈر ہو تو اس کا ازالہ واجب نہیں اور جب توبہ کرے تو گناہ معاف ہوگا۔ اگر اس کے ازالہ میں کوئی تکلیف وغیرہ نہ ہو تو اس کا ازالہ واجب ہے اور تاخیر کرنے میں گناہ گار ہوگا اس میں مرد و زن دونوں برابر ہیں۔ اگرچہ حدیث میں عورتوں کا ذکر ہے، کیونکہ یہ کام عموماً عورتیں کرتی ہیں۔ اگر مرد یہ کرے تو اس کی اقتداء درست نہیں۔ اخاف کہتے ہیں اقتداء جائز ہے اگر زائل کرنا ممکن ہو۔

الْمُتَمِصَّاتُ " مُتَمِصَّة " کی جمع ہے۔ تَمَصُّص سے مشتق ہے۔ اس کے معنی "منہ سے

بال دُور کرنا ہے۔ یہ فعل کرنے والی مُتَمِصَّة ہے اور یہ فعل کرنے والی نَامِصَّة ہے۔ یعنی بال زائل کرنے والی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ فعل حرام ہے۔ ہاں اگر عورت کو داڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو ان کے لئے بال زائل کرنا حرام نہیں بلکہ مستحب ہے کہ داڑھی اور مونچھوں کے بال کسی طریقہ سے زائل کرے۔ البتہ آبرؤں کے بال زائل کرنے ممنوع ہیں۔

الْمُتَفَلِّجَاتُ " مُتَفَلِّجَةٌ کی جمع ہے۔ اس کا مادہ تَفَلَّجُ ہے اور وہ سامنے والے دانتوں کو کشادہ

۴۵۶۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ
قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ

کرنا ہے۔ یہ حسن بڑھانے کے لئے عموماً عورتیں کرتی ہے۔ اگر یہ فعل حسن بڑھانے کے لئے نہ کیا جائے
بلکہ کسی علاج کے لئے یا دانت میں عیب زائل کرنے کے لئے کیا جائے تو حرج نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا
بڑھی عورتیں خوبصورتی کے لئے ایسا کرتی ہیں یہ فعل کرنے اور کرانے والی دونوں کے لئے حرام ہے۔
الْمُغْتَبِرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ، یہ مذکور تمام امور کو شامل ہے؛ کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بنائی
ہوئی صورت کو بدلا جاتا ہے۔

قَوْلُهُ مَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مَنْ هُوَ، کا عطف کس پر
ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا عطف مَنْ لَعْنَهُ، پر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے :
مَا لِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَلْعُونٌ، یعنی مجھے کیا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جو اللہ
کی کتاب میں ملعون ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں عورتوں پر لعنت کہاں ہے؟ اس کا جواب
یہ ہے کہ جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو اس سے رکنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے : وَمَا تَحَاكُمُوهُ عَنْهُ فَانْتَهُوا، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے یہ
فعل کرنے والا ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ، ظالموں پر خدا کی لعنت ہے (دروانی)،
كَابِتِينَ الدَّفْتِينَ، سے مراد قرآن کریم ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا : مَا جَاءَنَا، یعنی اگر وہ
یہ کرتی تو میرے پاس نہ رہتی بل میں اس کو طلاق دے دیتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص
کی بیوی معصیت کا ارتکاب کرے اور دشمن وغیرہ کرے نماز نہ پڑھے اس کو طلاق دے کر گھر سے باہر کر دے
اسی طرح آبرؤں کے بال نکالنا انہیں باریک فیشن دار کرنا بھی ممنوع ہے۔ ایسی عورت کو بھی طلاق دے کر
مفارقت کر لینا درست ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب بنت عبد اللہ ثقیفہ ہے۔
ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے واصلہ پر لعنت فرمائی۔ عبد الرحمن بن عابس نے

۴۵۶۶ —

نے کہا میں نے یہ ایک سے سنا ہے جسے ام یعقوب کہا جاتا ہے۔ اُس نے عبد اللہ منصور کی حدیث کی مانند روایت کی ہے۔

۲۵۶۶

شرح : یعنی جو حدیث اس سے پہلے مذکور ہے، لیکن پہلی حدیث میں بد و اصلہ کا ذکر نہیں، ممکن ہے کہ منصور کی حدیث کے معنی یہ ہوں کہ منصور کی حدیث میں اُشبات وغیرہ پر لعنت مذکور ہے۔ ام یعقوب نے بھی عبد اللہ بن مسعود سے روایت میں واصلہ پر لعنت ذکر کی ہو، "واصلہ وہ عورت ہے جو بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو پیوند کرے تاکہ بال لمبے ہو جائیں یہ فعل بھی و شتم کی طرح ممنوع اور ملعون ہے۔

عورتوں کا بال لمبے کرنا

بعض عورتیں بالوں کو لمبا اور زیادہ کرنے کے لئے دوسرے بال پیوند کرتی ہیں یہ فعل کرنے والی عورت واصلہ اور کردانے والی مشتوصلہ کہلاتی ہے۔ دونوں پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث اس فعل کی تحریم میں نص ہے۔ امام مالک اور کثیر علماء یہی کہتے ہیں انھوں نے بالوں کے ساتھ صوف وغیرہ کے پیوند کو ممنوع کہا؛ کیونکہ یہ وصل شعر کے معنی میں ہیں نیز حدیث میں صرف لفظ واصلہ ہے یہ اپنے عموم کے اعتبار سے سب کو شامل ہے۔ ظاہریوں نے کہا بالوں کو سر پر رکھنے کو جسے "وگ یا جوڑا" کہتے ہیں۔ جائز کہا ہے کیونکہ یہ وصل نہیں وضع ہے۔ بعض مطلقاً وصل کو جائز کہا ہے۔ یہ باطل قول ہے۔ اس میں وہ پشتم یا ریشتم کے دھاگے داخل نہیں جو بالوں کے ساتھ خوبصورتی کے لئے ملاتی ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل اس طرح ذکر کی ہے کہ اگر آدمی کے بال بالوں سے جوڑیں تو یہ بالاتفاق حرام ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ مرد کے بال ہوں یا عورت کے بال؛ کیونکہ آدمی کے بالوں اور دیگر اجزاء سے نفع حاصل کرنا حرام ہے؛ کیونکہ انسان مکرم اور معزز ہے اس کے بال کسی استعمال میں لانا حرام ہے بلکہ اگر سرمند اٹھے یا ناخن ترشوائے تو بالوں اور ناخنوں کو زمین میں دفن کیا جائے۔ اگر غیر آدمی کے بال ملائے جو پلید ہیں مردار کے بال ہوں یا حرام جانور زندہ سے اُتارے گئے ہوں یہ بھی حرام ہیں؛ کیونکہ اس تقدیر پر وہ نماز یا غیر نماز میں قصداً نجاست کا حامل ہوتا ہے۔ اس حرمت میں مرد اور عورت شادی شدہ ہو یا نہ دونوں برابر ہیں۔ اگر بال پاک ہوں تو عورت شادی شدہ نہ ہو تو بھی حرام ہیں اگر شادی شدہ ہو تو صحیح ترین صورت یہ ہے کہ اگر شوہر کی اجازت سے کرے تو جائز ہے ورنہ حرام ہے۔ عورت کا چہرہ پر سرخی لگانا اگر شادی شدہ نہ ہو یا اس کا شوہر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر سرخی استعمال کرے تو حرام ہے شوہر کی اجازت سے جائز ہے (ذکر مانی) بہر کیف عورت کا خوبصورت بن کر بازار کی زینت بننا حرام ہے۔ گھر میں اپنے شوہر کے لئے زینت کرنے میں حرج نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ

۴۵۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ جُصَيْنٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أَوْصِي الْخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَوْصِي الْخَلِيفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُو عَنْ مُسِيئِهِمْ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِشَادًا أَوْ رَحْبُولَ فِي بِلَى سِ اِس شَر (مَدِينہ منورہ) اور ایمان میں گھر بنایا۔

ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (حیات کے آخری وقت میں) کہا میں اپنے
والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اولین مہاجرین کا حق پہچانے

اور خلیفہ کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے اس
شہر اور ایمان میں گھر بنایا کہ ان میں نیک اور مخلصوں سے احسان کرے اور ان میں سے گنہگاروں کو معاف کرے

۴۵۶۷۔ شرح : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے جبکہ وہ زخمی تھے ان کے
بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کی کہ مہاجرین کا حق پہچانے کیونکہ انہوں نے سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی سرکندی کے لئے اپنا دین، مال و دولت اور اولاد چھوڑی کہ ان سے خصوصی
رعانت کرے مہاجرین اولین وہ صحابہ کرام ہیں جو تھوڑے قبلہ سے پہلے ہجرت کر کے آئے تھے۔ بعض نے کہا
جو بیعت رضوان کے وقت موجود تھے۔ بعض نے کہا جو عند ذہ بدر میں شریک تھے۔

تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں جگہ بنائی اور ایمان میں
اخلاص کیا منافقت سے اجتناب کیا۔ نیز ایمان مدینہ منورہ کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

مِیَابُ قَوْلِهِ وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمُ الْآيَةَ
الْخَصَاصَةَ الْفَاقَةَ الْمُفْلِحُونَ الْفَائِزُونَ بِالْخُلُودِ الْفَلَاحُ
الْبَقَاءُ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ عَجَلٌ وَقَالَ الْحَسَنُ حَاجَةً حَسَدًا
۴۵۶۸ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو سَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اپنی جانوں پر اُن کو
ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو
یہ آیت کریمہ انصار کی شان میں نازل ہوئی کہ انھوں نے اپنے مال اور
مکانات فقراء مہاجرین میں تقسیم کر دیئے،

خصاصہ کی فاقہ سے تفسیر کی یعنی اگرچہ وہ خود فقیر اور محتاج ہوں وہ دوسروں کو اپنی ذوات پر ترجیح دیتے
ہیں۔ قولہ المفلحون، سے اس آیت کریمہ: وَمَنْ يُؤْتِ شَيْئًا نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ، کی طرف
اشارہ کیا اور مفلحون کی الفاء بڑھون بِالْخُلُودِ سے تفسیر کی فلاح کی بقاء سے تفسیر کی یعنی فلاح بمعنی بقاء
بھی آتا ہے یعنی جو اپنے نفس کے لالچ سے بچا یا گیا تو وہی کامیاب ہیں اور باقی رہنے والے ہیں۔
قولہ حَتَّى عَلَى، سے غرض یہ ہے کہ یہاں فلاح اور حقی کے معنی یہ ہیں کہ مقصد کی کامیابی میں جلدی
کر۔ یہ فلاح کا معنی ہے اور حقی کا معنی بالتبع ذکر کیا ہے۔ ابن تین نے کہا کسی لغوی نے حَتَّى بمعنی عجل نہیں کہا
بلکہ بمعنی حُلُمٌ اور اَقْبَلُ کہا ہے۔

قولہ قَالَ الْحَسَنُ حَاجَةً، سے اس آیت کریمہ: وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا
أَوْتَوْا، کی طرف اشارہ کیا اور حسن بصری رحمہ اللہ نے حاجۃ کی تفسیر حَسَدًا سے کی یعنی اپنے دلوں میں
کوئی حاجت نہیں پاتے اور ان کے دلوں میں کوئی خواہش پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ حسد کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَنِي الْجَمْدُ فَأَرْسَلْ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ
شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِرْجُلُ يُخْصِفُ هَذَا
الْلَّيْلَةَ يَرْجُمُهُ اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ
إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ خُصِفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُرِي
شَيْئًا قَالَتْ وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قَوْتُ الصَّبِيَّةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصَّبِيَّةُ
الْعِشَاءَ فَتَوَمِّمُهُمْ وَتَعَالَى فَأَطْفَى السِّرَاجَ وَنَطَوَى بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ
فَفَعَلْتُ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ
عَجِبَ اللَّهُ أَوْضَحَكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَيُؤْتِرُونَ عَلَى
أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بہت بھوک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجا تو ان کے پاس کچھ نہ پایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ہے جو آج رات اس کو کھانا کھلائے اور اس کی مہمانی کرے۔ ایک انصاری کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں پھر اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے اس سے کوئی شئی نہیں روکنا۔ اس نے کہا ہمارے پاس صرف بچوں کا کھانا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں اس نے کہا جب بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو اور اور آکر چراغ بجھا دینا ہم آج رات بھوکے رہیں گے۔ پس اس نے ایسا ہی کیا پھر صبح کو وہ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا فلاں مرد اور فلاں عورت سے اللہ بہت خوش ہوا اور اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل کی : وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

۴۵۶۸ — شرح : خطیب نے کہا یہ میزبان ابو طلحہ انصاری تھے۔ بعض نے عبد اللہ بن ریح

سُورَةُ الْمُتَحَنِّنَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لَا تُعَذِّبُنَا بِأَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا

کہا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بچوں کا نفقہ واجب ہے اور ضیافت واجب نہ تھی تو ان کا نفقہ ضیافت میں کیوں خرچ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کھانا ان کی ضرورت سے زائد تھا (کرمائی) علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ عودت نے صراحت کی تھی کہ ہمارے پاس صرف بچوں کا کھانا ہے۔ اس لئے بہتر جواب یہ ہے کہ اس عورت کو معلوم تھا کہ بچے رات کے کھانے کے محتاج نہیں ہیں اور ان کا کھانا طلب کرنا صرف ان کی عادت کے لحاظ سے تھا؛ کیونکہ بچے بھوک کے بغیر کھانے کی اشیاء طلب کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ بھوک کے باعث کھانے کے محتاج ہوتے اور نہ کھانے سے انہیں ضرر پہنچتی تو ان کو کھلانا ضیافت پر مقدم ہوتا۔

قولہ عجب اللہ، اللہ تعالیٰ کے حق میں عجب اور ضحک سے مراد ان کے لوازم اور غایات ہیں۔ ان کے مبادی اور حقیقی معانی مراد نہیں؛ کیونکہ تعجب وہ حالت ہے جو امر غریب کے ادراک سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ضحک امر عجیب کے وقت دانتوں کا ظاہر ہونا ہے۔ یہ دونوں امور اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں۔ لہذا ان کی غایت سے رضاء مراد ہے۔ علامہ خطاب نے کہا عجب کا اطلاق اللہ پر محال ہے۔ اس سے مراد رضاء ہے؛ کیونکہ سخی کا ضحک رضاء پر دلالت کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کا تعجب مراد ہو کیونکہ اپنی ذات پر دوسرے کو ترجیح دینا عادت نادر ہے اس لئے فرشتے اس پر تعجب کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ضحک" کی تاویل رحمت سے کی ہے؛ لیکن ضحک بمعنی رضاء ذہن کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورَةُ الْمُتَحَنِّنَةِ

مُتَحَنِّنٌ بِكسر الحاء ہے یعنی امتحان لینے والی سورت کی طرف امتحان کی اضافت مجازی ہے۔ جیسے سورتہ برآعت کو فاضلہ کہا جاتا ہے۔ یعنی رسوا کرنے والی اور منافقوں کے عیوب ظاہر کرنے والی بعض نے

لَوْ كَانَ هُوَ عَلَى الْحَقِّ مَا آعَابَهُمْ هَذَا بِعَصَمِ الْكَوَا فِرَامِ اصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنْ كَوَا فِرِمَلَّةَ بَابُ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

حادث پر فتح پڑھا ہے۔ اُنھوں نے اس کی نسبت اس عورت کی طرف کی ہے جس کے حق میں یہ سورت نازل ہوئی اور وہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط عبد الرحمن بن عوف کی بیوی ہے۔ بعض نے اور کہا ہے۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت بالاتفاق مدنی ہے۔ اس کی تیرہ آیات ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورت احزاب کے بعد اور سورہ نساء سے پہلے نازل ہوئی۔ لا تَجْعَلُنَا فِتْنَةً کی تفسیر میں مجاہد نے کہا ہمیں ان کے ہاتھوں عذاب نہ دے پس وہ کہیں گے اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ عذاب نہ پہنچتا۔ یعنی ان کو ہم پر مسلط نہ کر یہ ہمیں وہ عذاب دیں گے جس کی ہمیں طاقت نہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ کافروں کو ہم پر کامیاب نہ کر ورنہ وہ کہیں گے کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر ہیں۔

قوله بِعَصَمِ الْكَوَا فِرَامِ، سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا عَصَمِ عصمت کی جمع ہے۔ اس کے معنی جس کو مضبوط پکڑے۔ اور کوا فیر کا فرہ کی جمع ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کافرہ عورتوں کے نکاح پر قائم رہنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ان سے علیحدہ ہو جائیں اور ان کو چھوڑ دیں۔ ابن عباس نے اس کی تفسیر میں کہا کہ کافرہ عورتوں کے عقد ختم کر دو جس کی کافرہ بیوی مکتہ ہے وہ اسے بیوی شمار نہ کرے اس سے متعلق ختم کر دے۔ وہ اس کی بیوی نہیں رہی اور اگر اہل مکہ سے کوئی عورت مسلمان ہو کر تمہارے پاس آجائے، حالانکہ مکہ مکرمہ میں اس کا شوہر کافر ہے تو وہ اس کو شوہر نہ سمجھیں اس کا تعلق بھی ختم ہو چکا ہے زہری نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں قریبہ بنت اُمیہ اور ام کلثوم خزاعیہ جو عبد اللہ کی والدہ ہے طلاق دے دی یہ دونوں مشرکہ مکہ میں تھیں قریبہ سے معاویہ بن ابوسفیان نے نکاح کر لیا جبکہ وہ بھی اس وقت مکہ میں مشرک تھے اور ام کلثوم سے ابو جہم نے نکاح کر لیا اور یہ دونوں مشرک تھے اور طلحہ بن عبید اللہ کی بیوی اردی بنت ربیعہ تھی۔ اسلام نے ان میں بھی تفریق کر دی۔ قوله اَمْرٌ آہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ مکہ میں کافرہ بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لیں۔

بَابُ مِمَّنْ دُشْمَنُ اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ

۴۵۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا
عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزَّبِيرُ وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا
رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا طَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوا مِنْهَا فَذَهَبْنَا لِعَادِي
بِنَاخِيلِنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالطَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ
قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِي الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ
فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَابِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَا فِيهِ
مِنْ حَاطِبٍ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مِنْ قُرَيْشٍ
وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ
يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَجِيبْتُ إِذَا فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيمُ

۴۵۶۹۔ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع نے
میں نے علی بن ابی طالب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقدم کو بھیجا کہ تم جاؤ جب تم روضہ خاخ پہنچو گے وہاں ایک عورت
ہے جس کے پاس خط ہے وہ اس سے لے آؤ ہم چل پڑے اس حال میں کہ گھوڑے ہمیں بھگالے جا رہے
تھے حتیٰ کہ ہم روضہ خاخ پہنچ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک عورت ہے ہم نے کہا خط نکالو اس نے کہا
میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہم نے کہا خط نکالو ورنہ تیرے کپڑے اتار دیں گے تو اس نے اپنے
بالوں کے پت سے خط نکالا ہم خط لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے پس کیا دیکھتے
ہیں کہ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ میں رہنے والے مشرکوں کی طرف لکھا گیا تھا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا ہے حاطب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَنْ أَصْطَنِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يُحْمُونَ ثَرَابِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلَا
 ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ صَدَّقَكُمْ
 فَقَالَ عُمَرُ دُعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَضْرِبُ عَنْقَهُ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِيدٌ بَدْرًا
 وَمَا يَدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ
 فَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عُمَرُ وَنَزَلَتْ فِيهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
 تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ قَالِ لَا أَدْرِي الْآيَةُ فِي الْحَدِيثِ
 أَوْ قَوْلُ عُمَرَ

میرے متعلق جلدی نہ فرمانا میں قریشی مرد ہوں اور ان میں سے نہیں ہوں (میری پیدائش ان میں
 سے نہیں۔ میں ان کا حلیف ہوں) اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں۔ ان کی ان سے قریش میں جس کے
 باعث وہ مکہ میں ان کے گھر اور مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جب میرا ان میں نسب نہیں ہے
 تو میں ان پر احسان کروں تاکہ وہ میرے قرابت کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ کفر اور اپنے دین سے منحرف
 ہونے کے باعث نہیں کیا (یہ سن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حاطب نے سچ کہا
 ہے۔ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے چھوڑیں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں۔ سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر تھا تمہیں کیا معلوم۔ اللہ تعالیٰ اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا جو چاہو
 کرو میں نے یقیناً تمہیں بخش دیا ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اے
 ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ صفیان بن عیینہ نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ
 آیت حدیث کا حصہ ہے یا عمرو کا قول ہے۔

شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کو خط لینے، وضع، خاک
 بھیجا تھا وہ علی المرتضیٰ، عمار بن یاسر، زبیر بن عوام، طلحہ، مقداد بن

۲۵۶۹

اسود اور ابو مرثد تھے وہ تمام گھوڑوں پر سوار تھے، طعینہ وہ عورت ہے جو ہودج میں بیٹھی ہو اس عورت
 کا نام سارہ تھا۔ قولہ کنت امرأ من قریش یعنی ان کا حلیف ہونے کے باعث میں ان میں سے ہوں
 نسب و ولادت کے اعتبار سے نہیں، لہذا یہ "لم اکن من انفسہم" کے منافی نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے
 کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کر دی تھی تو عمر فاروق نے حاطب کی گردن اڑانے کی بات

۴۵۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَيْلٍ لِسُفْيَانَ فِي هَذَا فَزَلْتُ لَا تَتَّخِذُوا
عَدُوِّي قَالَ سُفْيَانُ هَذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو مَا
تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أَرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي

بَابُ قَوْلِهِ إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْهَا جَرَّاتٌ

۴۵۷۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ
حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ

کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عمر فاروق نے دینی قوت و صلابت کے پیش نظر ارادہ کیا کہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے انتظام میں استحکام کریں تاکہ کوئی اور شخص ایسی جرأت نہ کر سکے نیز ممکن
ہے کہ عمر فاروق کا اس کلام سے مقصد لوگوں کو خبردار کرنا ہو کہ آئندہ کوئی شخص اس قسم کے ناشائستہ کام
کا مرتکب نہ ہو انھوں نے حاطب کو قتل کرنے کا عزم نہ کیا تھا۔ (اس حدیث کی تفصیل کے لئے چوتھی جلد
کی حدیث ۲۸۰۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۷۰۔ ترجمہ: علی بن مدینی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان سے کہا گیا کیا یہ آیت لکھ

لا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي الْآيَةِ حاطب بن بلتعہ کے حق میں نازل ہوئی
سفیان نے کہا یہ لوگوں کی حدیث میں ہے۔ میں نے یہ عمرو سے یاد کی ہے اُس سے میں نے ایک حرف بھی
نہیں چھوڑا ہے اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اُس نے میرے سوا اس کو یاد کیا ہوگا،

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! جب تمہارے پاس

مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں،

یہ آیت کریمہ مدینہ کے بعد نازل ہوئی اس کا سبب قریش اور مسلمانوں میں اس شرط پر صلح تھی کہ
جو کوئی مکہ سے نکل کر مسلمانوں کے پاس آئے مسلمان اسے قریش کو واپس کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يُتَخَيَّرُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ يَقُولُ اللَّهُ يَأْتِيهَا
النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُكَ إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَالَ عُرْوَةُ
قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقْرَبُ هَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ هَازِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكَ كَلَامًا وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ بِدَا
أَمْرًا قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يَبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ قَدْ بَايَعْتُكَ عَلَى ذَلِكَ
تَابَعَهُ يُونُسُ وَمَعْمَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ إِسْحَاقُ
ابْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعُمَرَةَ

اس سے وہ عورتیں مستثنیٰ کر دیں جو بشرط الامتحان ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس آجائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: «فَاُمْتَحِنُوهُنَّ»، اُن کا امتحان لو۔

ترجمہ: یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہمیں ابن شہاب کے بھتیجے محمد بن عبد اللہ بن سلم

۲۵۷۱ —

نے اپنے چچا محمد بن سلم زہری سے روایت کی کہ انھوں نے کہا مجھے

عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بیان
فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن مومن عورتوں کا جو آپ کے پاس ہجرت کر کے آئیں۔ اس آیت کریمہ
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُكَ، «غَفُورٌ رَحِيمٌ»، تک کے نزول کے سبب امتحان لیا
کرتے تھے۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کرتی اسے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھے اس پر بیعت کر لیا ہے۔ صرف کلام سے بیعت کرتے تھے۔
خدا کی قسم! بیعت کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہ کرتا۔ آپ
عورتوں کو صرف اپنے اس کلام کہ میں نے تجھے اس پر بیعت کر لیا ہے بیعت کیا کرتے تھے۔ ابن شہاب کے
بھتیجہ کی یونس معمر اور عبد الرحمن بن اسحاق نے زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی اسحاق بن راشد
یعنی معمر نے زہری سے روایت کی۔ زہری نے عروہ اور عمرہ دونوں سے یہ روایت کی ہے۔

۲۵۷۱ — شرح: اس آیت کریمہ کا تہہ یہ ہے: «عَلَى أَنْ يُشْرِكُنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَرْفِقْنَ

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاتِيْنَ بِمُكْتَانَ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ اَيْمِيْنَيْنَّ وَاَرْجُلَيْهِنَّ
وَلَا يَعْصِيْنَكَ مَعْرُوْبٌ قَبْلَ اَعْمَانٍ وَاسْتَغْفِرُوْهُنَّ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ“ اے
پیارے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ
تھرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی
جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری
نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت کر لو اور اللہ سے اُن کی مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔ عورتوں کی بیعت میں ان شرائط کی تخصیص اس لئے ہے کہ یہ صفات عورتوں میں راسخ
اور غالب ہوتی ہیں۔ ان میں عقل ناقص ہونے کے باعث ان سے دُور رہنے میں دشواری ہے اس لئے
پہلے اُن سے اقرار لیا کہ ان کے قریب نہ جائیں ورنہ مردوں کی بیعت میں بھی یہ امور ضروری ہیں۔
مفسرین نے ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے
تو عورتوں سے بیعت لی جبکہ آپ صفا پہاڑی پر تشریف فرما تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے
نیچے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عورتوں سے آپ کے لئے بیعت لیتے
تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت کسی
عورت کے ہاتھ سے متل نہیں کیا اور مردوں سے بیعت کے وقت دونوں ہاتھوں سے مصافحہ
فرماتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن خزمیہ، ابن حبان، بزار، طبرانی اور ابن مردویہ
نے اسماعیل بن عبد الرحمن کے طریق سے ام عطیہ سے روایت کی کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے باہر سے اپنا دست اقدس لمبا کیا اور ہم نے اندر سے اپنے ہاتھ
آگے بڑھائے پھر آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ،

اسی طرح حدیث ۵۷۲ میں ام عطیہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک عورت نے اپنا
ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہاتھوں سے کرتی
تھیں کلام سے بیعت نہ تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کا پس پردہ ہاتھ بڑھانے میں یہ اشارہ ہے کہ
اُن سے بیعت کا وقوع ہوا ہے۔ یہ مصافحہ کو مستلزم نہیں اور دوسری حدیث میں قبض ید سے مراد
یہ ہے کہ اس عورت نے قبول سے تاخیر کی تھی یا درمیان پر پردہ حائل تھا۔ چنانچہ ابوداؤد نے مراسیل
میں شعبی سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں سے بیعت لی تو آپ نے
چادر اپنے دست اقدس پر رکھی اور فرمایا میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ عورتوں سے مصافحہ کروں۔ اس
معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور باپردہ آتی تھیں، کیونکہ بیگانی عورت
کو مس کرنے اور اس کے چہرے کو دیکھنے کا ایک ہی حکم ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُنَكَ

۴۵۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يُوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَهَـنَا عَنْ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتْ امْرَأَةً يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدَتْنِي فَلَانَةٌ أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب آپ کے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے آئیں،

ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ ہم اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا فلاںہ عورت نے میری موافقت کی تھی (میرے ساتھ نوحہ کیا تھا) میں اس کو نوحہ کی جزاء دینا چاہتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہ کہا وہ عورت چلی گئی پھر واپس آئی تو آپ نے اس سے بیعت کی۔

۴۵۷۲۔ شرح : عورت کا میت پر روتے ہوئے اس کے محاسن بیان کرنے کو نوحہ کہتے ہیں جس عورت نے بیعت کے وقت اپنا ہاتھ روک لیا تھا۔ وہ ام عطیہ تھیں لیکن اس نے اپنے کو مبہم رکھا اس کی دلیل یہ ہے کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ ام عطیہ نے کہا ایک عورت نے میری موافقت کی تھی میرے لئے ضروری ہے کہ میں اس کی نوحہ میں موافقت کروں۔ عاصم کی روایت میں اس طرح ہے کہ ام عطیہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

فلاں عورت نے جاہلیت میں میرے ساتھ نوحہ کیا تھا میں اس کی مکافات کرنا چاہتی ہوں اسعاد نوحہ میں مدد کرنے کے معنی میں خاص ہے اور مساعدت تمام امور میں عام ہے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ مسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ سے فرمایا جاؤ اور اس عورت کے ساتھ نوحہ کرو وہ گئی اور اس عورت کے ساتھ نوحہ کر کے واپس آئی تو مسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیعت لی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ کو اسعاد کی اجازت دی تھی کہ وہ اس کی مکافات کرے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ رخصت ام عطیہ کے لئے مخصوص ہے۔ شارح علیہ السلام کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے عام احکام سے مستثنیٰ کر کے مخصوص کر دے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں نظر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں حرام کو حلال کرنے میں تخصیص نہیں ہوتی، "ماں یوں ہو سکتا ہے کہ جس عورت سے نوحہ میں مکافات کی جاتی ہے ابھی مسلمان نہ ہوئی ہو۔

نیز ابن مردودیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی۔ خولہ بنت حکیم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جاہلیت میں میرا والد اور بھائی فوت ہو گئے تھے۔ اور فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میری موافقت کی تھی اور مکافات کی رخصت طلب کی۔ ترمذی نے سعد بن حوشب کے طریق سے ام سلمہ انصاریہ سے روایت کی کہ اسامہ بنت یزید نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا چچا فوت ہو گیا تھا اور فلاں قبیلہ کی عورت نے نوحہ کرنے میں میری موافقت کی تھی۔ میں اس کی مکافات کرنا چاہتی ہوں آپ نے انکار کیا تو میں نے بار بار عرض کی آپ نے مجھے نوحہ کی اجازت دے دی۔ پھر اس کے بعد میں نے نوحہ نہیں کیا۔ امام احمد اور طبری نے مصعب بن نوح کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ میں نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت کو پایا جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اُس نے کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گی تو ایک عورت نے کہا یا نبی اللہ لوگوں نے نوحہ کرنے میں ہماری مصیبتوں میں ہماری موافقت کی تھی۔ اب انہیں مصیبت پہنچی ہے۔ میں نوحہ میں ان کی موافقت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کی مکافات کرو (بدلہ دو) وہ گئی اور مکافات کر کے واپس آئی اور حضور کی بیعت کی، "ان احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا کہ نوحہ کرنا جائز ہے۔ اور حرام وہ نوحہ ہے جس میں جاہلیت کی رسم کے مطابق گریبان چاک کئے جائیں۔ رخسارے پیٹے جائیں اور بال نوچے جائیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ نوحہ مطلقاً حرام ہے۔ اس میں جاہلیت کی رسوم ادا کی جائیں یا نہ۔ اور ان احادیث کا بہترین جواب یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں نوحہ سے نہی تنزیہی تھی۔ یہ واقعات اس زمانہ کے ہیں۔ پھر جب عورتوں کی بیعت مکمل ہو گئی اور اس پر تشدید زیادہ ہو گئی تو نوحہ قطعی حرام ہو گیا۔

۲۵۷۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطُ اللَّهِ لِلنِّسَاءِ ۲۵۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُدْرِيسٍ سَمِعَ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اتَّبَاعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تُسْرِقُوا وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ وَكَثُرَ لَفْظُ سُفْيَانَ قَرَأَ الْآيَةَ مِنْ وَفَى مِنْكُمْ فَاجْرَهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا فَسَتَرَ اللَّهُ لَهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَابُهُ وَإِنْ شَاءَ غُفِرَ لَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہا۔ یہ شرط ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر عائد کی ہے۔
 ۲۵۷۳۔ شرح : یعنی یہ آیت کریمہ عورتوں کے بارے میں ہے، لیکن یہ شرط مردوں کی شرط کے منافی نہیں؛ کیونکہ مفہوم لقب کا اعتبار نہیں۔ لہذا مرد بھی اس شرط میں داخل ہیں جیسے اکثر احکام مردوں کی نسبت مشروع ہیں ان میں عورتیں بھی داخل ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت عقبہ میں مردوں پر بھی یہی شرط عائد کی تھی۔
 ۲۵۷۴۔ ترجمہ : سفیان نے کہا نہ ہری نے ہم سے حدیث بیان کی کہ مجھے ابودریس خولانی نے خبر دی کہ انھوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا کیا تم اس شرط پر میری بیعت نہیں کرتے کہ اللہ کا شریک نہ بناؤ گے اور نہ نہا کرو گے اور نہ ہی چوری کرو گے اور سورۃ انف کی

۴۵۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا هُرُونُ بْنُ
مَعْرُوفٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ وَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ
أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ
الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَ
عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَكَلَّمَهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ قَوْلِ نَبِيِّ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجْلِسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ
أَقْبَلَ يَشْفُقُهُمْ حَتَّى أَتَى الْمِنَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ
الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ
وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْ لَا دَهْنٌ وَلَا يَأْتِينَ بِمُهْتَنٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَ
أَرْجُلِهِنَّ حَتَّى فَرَّغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَّغَ أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكَ
وَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةً لَمْ يُحِبَّ غَيْرَهَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا يَدْرِي الْحَسَنُ
مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطِ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلَ يُلْفِيْنِ الْفَتْخَ وَالْحَوَاتِيمَ
فِي ثَوْبِ بِلَالٍ

آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ سفیان کے اکثر لفظ قرء الآیۃ ہیں۔ جس نے تم میں سے وفاء کی اس کی جزاء اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کچھ ارتکاب کیا اور اس کو عذاب دیا گیا تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور اس میں سے کسی شئی کا مرتکب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر چاہے عذاب دے اگر چہ چاہے تو گناہ معاف کر دے۔ عبد الرزاق نے بھی معمر سے روایت کی ہے۔
میں سفیان کی متابعت کی ہے۔

۴۵۷۵۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید فطر کی نماز میں حاضر ہوا اور ابوبکر صدیق

سُورَةُ الصَّفِّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ مَنْ تَبِعَنِي إِلَى اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
مَرْمُوصٌ مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَقَالَ غَيْرُهُ بِالرِّصَاصِ

عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ حاضر ہوئے وہ تمام عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے پھر
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد خطبہ پڑھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے نیچے اترے
گویا کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں جس وقت اپنے ہاتھ مبارک کے اشارے سے لوگوں کو بٹھا رہے تھے۔ پھر
آپ مردوں کی صف چیرتے ہوئے آئے حتیٰ کہ حضرت بلال کے ساتھ عورتوں کے پاس آئے اور یہ آیت کہ
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ الْآيَةُ تِلَاوَتُ فَرَمَانِي۔ اسے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر
ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ
اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت
میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت
چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر جس وقت آیت کریمہ کی تلاوت سے فاسخ ہوئے
تو فرمایا اے عورت تو! تم اس آیت میں مذکور پر بیعت کرتی ہو؟ تو ایک عورت نے کہا ہاں پس اس کے
سوا کسی عورت نے جواب نہ دیا۔ حسن بن مسلم کو معلوم نہیں کہ وہ عورت کون تھی۔ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت تو! صدقہ کرو اور بلال نے اپنا کپڑا پھیلا دیا تو عورتوں نے بلال کے کپڑے
میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنا شروع کیں۔ (حدیث ۹۳۳ ج ۲: کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ صَفِّ

اس کو سورہ حوارییین بھی کہتے ہیں۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت مدنی ہے۔ عینی نے ابن
نقیب سے نقل کیا کہ یہ مکی ہے، لیکن یہ نقل منظور فیہ ہے؛ کیونکہ اس سورت کی آیات میں جہاد کی

بَابُ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

ترغیب دلائی گئی ہے اور مکہ میں جہاد مشروع نہ تھا۔
اس کی چودہ آیات ہیں: سخاوی نے کہا یہ صورت تغابن کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی۔
اس کا نام صفت اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں صفیں باندھ کر
جہاد کرتے ہیں۔

قوله مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ، یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کون ہیں جو اللہ کی
طرف ہو کر میری مدد کریں۔ مجاہد نے اس کی یہ تفسیر کی کہ اللہ کی طرف ہو کر میری متابعت کرے۔
قوله مَرْصُوصٌ، سے اس آیت کریمہ: كَاهَنُكُمْ بُنْيَانٌ مَوْصُومٌ، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس
نے اس کی تفسیر یہ کی کہ بعض دوسرے بعض سے ملے ہوئے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا
ہاں کما قلا ہو ایدہ صا ص کی راہ کو مکسور و مفتوح دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ شارح کرمانی نے کہا کہ صا ص
بفتح الراء ہے عام لوگ راہ پر کسرہ پڑھتے ہیں۔

علامہ علی نے کہا دستور اللغۃ میں راہ کو صرف مفتوح کہا ہے۔ کرمانی کا مقصد یہ ہے کہ
اہل لغت راہ کو مفتوح پڑھتے ہیں لیکن عام لوگ مکسور پڑھتے ہیں۔

قوله مِنْ بَعْدِي، سے اس آیت کریمہ: وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا
بَنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ
وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ، کی طرف اشارہ کیا اور یاد کرو
جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی
کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے
ان کا اسم گرامی احمد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ”احمد“ رکھا اور اپنے نام سے
مشق کیا یا فاعل میں مبالغہ ہے۔ یعنی جو کوئی میری حمد کرے آپ اس سے زیادہ حمد
کرنے والے ہیں۔

اہل انجیل کے نزدیک آپ کا اسم مبارک
فارقلیط ہے یعنی جو اپنی طرف سے کلام نہ کرے

۴۵۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي
 يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَيَّ قَدَمِيَّ
 وَأَنَا الْعَاقِبُ

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ قَوْلِهِ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَقَرَأَ
 عُمَرُ فَاْمُضُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ

ترجمہ : ۴۵۷۷۔ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں
 میں احمد ہوں میں ماحی ہوں میرے ذریعہ اللہ کفر مٹائے گا میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگ
 اٹھائے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہے جو اپنے سے پہلے نیک کانی کی میں خلیفہ ہو۔
 اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ بہت ہیں۔ ان
 اسماء کی تخصیص کا کیا سبب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مقصود وہ اسماء ہیں جو بہت سی
 کتابوں میں موجود ہیں اور پہلی امتوں کے علم میں ہیں۔ حاشر کے معنی ہیں میری نبوت کے زمانہ میں حشر
 ہوگا۔ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ بعض نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ میں سب سے پہلے قبر شریف سے
 اٹھوں گا۔ یہ معنی ان صحیح احادیث کے منافی نہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ میں سب سے پہلے قبر شریف سے باہر
 تشریف لاؤں گا جبکہ موسیٰ علیہ السلام استارہ عرش پکڑے ہوں گے۔
 (حدیث ۳۳۰۴ کی شرح دیکھیں)

۴۵۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي مُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثَّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رِجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ

سُورَةُ جُمُعَةٍ

یہ سورت بالاتفاق مدنی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور اُن میں (امیوں میں سے) اوروں کو پاک کرتے اور علم عطاء فرماتے ہیں جو اُن اگلوں کے ملے

يَلْحَقُوا مَنْصُوبٌ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ پر عطف ہے۔ یعنی اُن میں سے اُن مومنوں کو علم عطاء فرماتے ہیں جو آپ کے دین کے تابع ہیں۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا جو بھی آخر زمانہ تک جناب ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا علم حاصل کرتا ہے۔ آپ اس کے بالقوہ معلم ہیں؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیر عظیم اور فضل حبیب کا اصل ہیں۔ اگر مجبور ہو تو در امتیثین پر عطف ہوگا یعنی آخرین امتیوں میں بھیجا۔
قوله يَلْحَقُوا بِهِمْ، یعنی آخرین اگلوں کو نہیں پایا؛ لیکن اُن کے بعد میں۔ ان آخرین سے مراد باتو

۲۵۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَنَا رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ

مجھی لوگ ہیں یا وہ تمام لوگ ہیں جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل
ہوں گے انھوں نے ان کا زمانہ نہ پایا یا فضیلت و شرافت میں ان کے درجہ کو نہ پہنچے؛ کیونکہ صحابہ کے بعد
لوگ خواہ قطب و غوث ہو جائیں مگر صحابیت کی فضیلت نہیں پاسکتے۔
قوله قَوْلُهُ عُمَرُ، یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فَاَسْعَوْا اِلَى ذِكْرِ اللَّهِ کے بجائے فَاَنْصُوا
اِلَى ذِكْرِ اللَّهِ پڑھا ہے؛ چنانچہ سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کو یہ پڑھتے سنا ہے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے
تھے۔ تو آپ پر سورہ جمعہ نازل ہوئی۔ جب یہ آیت وَاٰخِرُ مِنْهُمْ

۲۵۷۷۔ لَمَّا يَأْتُوا بِالْحَمْدِ، نازل ہوئی تو ابو ہریرہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ لوگ کون ہیں۔ آپ نے
جواب کی طرف رجوع نہ کیا حتیٰ کہ تین بار سوال عرض کیا۔ اور ہم میں سلمان فارسی بیٹھے ہوئے تھے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس سلمان پر رکھ کر فرمایا۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے لوگ
یا کوئی آدمی اس کو لے آتا۔

۲۵۷۷۔ شرح : حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ”آخرین“ سے مراد اہل
فارس ہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلمان پر دست اقدس

رکھ کر یہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ سلمان فارسی کی جماعت سے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
کہا وہ اہل فارس یعنی عجمی ہیں اس میں ان کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ قرطبی نے کہا سب سے بہتر قول یہ ہے
کہ ”آخرین“ اہل فارس ہیں۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے اور یہ علانیہ ظاہر بھی ہو چکا ہے؛ کیونکہ ان میں دین
کا غلبہ ہوا اور علماء کی کثرت ہوئی اس طرح ان کا وجود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل
ہے جبکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ان علماء میں سے ہیں۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ اہل فارس لا وذن سام بن
نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ علی بن کیسان نسابہ نے کہا وہ فارس بن جابر بن یافث بن نوح علیہ السلام کی
اولاد ہیں۔ طبقات صاعد میں اس طرح ہے کہ اہل فارس پہلے نوح علیہ السلام کے دین پر موقد تھے یہاں تک
نزدشت پیدا ہوا اس نے لوگوں کو مجوسیوں کے دین پر مجبور کیا اور وہ صبا آتش پرست ہو گئے کسی

بَابُ قَوْلِهِ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً

۴۵۷۹۔ حَدَّثَنَا حُفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَلَمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي سُوَيْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَقْبَلْتُ عِزْرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَعِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَارَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ هَواً لِفُضْوَا إِلَهِا

سال وہ آتش پرست رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اُن کو ہلاک کیا۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (اگر ایمان نہ یا میں ہوتا) تو ان لوگوں میں سے اسے پکڑ لاتے (یعنی اس حدیث میں عبد اللہ بن عبد الوہاب نے تہذیب تہذیب لُنا کہ رجال کہا ہے)

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور اُنھوں نے جب کوئی مال تجارت یا کوئی لہو دیکھا تو اس کی طرف چل گئے۔

۴۵۷۹۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جمعہ کے روز شام سے ایک قافلہ آیا جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ بارہ آدمیوں کے سوا سب لوگ ادھر بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کیلئے نازل کی کہ جب اُنھوں نے مال تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔

۴۵۷۹۔ شرح : قولہ اِنْفُضُوا إِلَیْہَا، ضمیر کا مرجع تجارت ؛ کیونکہ لوگوں کا بھاگ جانا تجارت کی دریافت کے لئے تھا جبکہ ڈھول بجا کر اعلان کیا گیا تھا کہ مال تجارت پہنچ چکا ہے۔ یہ کوئی متاثرانہ تھا جس کو دیکھنے کے لئے گئے تھے۔ اس لئے ضمیر متنبیہ "إِلَیْہَا"، نہیں لائے، کیونکہ اگر مرجع دو چیزیں ہوں اور ان میں سے ایک دوسرے پر معطوف ہو تو

سُورَةُ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالُوا أَتَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ إِنْ لَكَ ذِبُّونَ

۴۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ أَبِي يَقُولُ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِهِ وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ

اُن کی ضمیر واحد لاتے ہیں۔ صاحب کشاف نے کہا دراصل کلام اس طرح ہے : إِذَا رَأَوْا تَحِيَارَةً انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَإِذَا رَأَوْا هَوَاءً انْفَضُّوا إِلَيْهِ ، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب کشاف کی تصریح کی محضوں نے کہا والجواب فیہ قال الزمخشری ، ایک انْفَضُّوا الخ کی دوسرے پر دلالت ہونے کے باعث ایک کو حذف کر دیا ، واللہ ورسولہ اعلم (حدیث ع ۸۹۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ مُنَافِقِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مدنی ہے اس کی گیارہ آیات ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تمہارے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ

اللہ کے رسول ہیں ، لَکَاذِبُونَ تک ۔

۴۵۸۔ ترجمہ : زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک غزوہ میں تھا (تبوک) تو میں نے

ذَٰلِكَ لَعْنِي أُولَٰئِكَ فَذَكَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَعَانِي فَنَدَّ ثَنَةً فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قُحَيْبٍ فَخَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَهُ فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِِبْنِي مِثْلَهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِي عُمِّي مَا أَرَدْتَ إِلَيَّ أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَّتَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ فَبَعَثْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ

عبداللہ بن ابی سے سنا وہ کہتا تھا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو حتیٰ کہ وہ آپ کے گرد سے متفرق ہو جائیں۔ اگر ہم آپ کے پاس سے مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو جو عزیز تر ہے وہ ذیل تر کو مدینہ منورہ سے نکال دے گا۔ میں نے یہ (عبداللہ کا کلام) اپنے چچا یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا تو میں نے (جو کچھ سنا تھا) آپ سے عرض کر دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا تہہ قمیس کھائے (کہ ہم نے نہیں کہا) پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھٹلا دیا اور عبداللہ وغیرہ کی تصدیق کر دی۔ (یہ سن کر) مجھے وہ غم لاحق ہوا جو اس کی مثل کبھی لاحق نہ ہوا تھا میں اپنے گھر بیٹھ گیا (ششپننگ کے باعث) میرے چچا نے مجھے کہا تو نے کیا ارادہ کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا کہا اور ہمیں ناراض ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ درجب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں نازل ہوئی پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میرے پاس بھیجا اور یہ سوت پر مٹی اور فرمایا اسے زید اللہ نے تیری تصدیق کر دی ہے (کہ تو سچا ہے اور منافق جھوٹے ہیں) شرح : یہ واقعہ تبوک سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے وقت پیش آیا جیسا کہ

۴۵۸۰ —

نسائی میں ہے۔ علامہ عینی نے کہا اہل مغازی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوہ بنی مصطلق میں ہوا۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں امام نسائی کے قول کی تائید کی ہے ابو الفرج نے کہا یہ غزوہ مرلیسہ کا واقعہ ہے عبداللہ بن ابی رئیس المناقبین تھا اور قبیلہ خزرج کا سردار تھا۔

قولہ ذکر ت ذالک لعنی " یعنی میں نے اس منافق کا کلام اپنے چچا یا عمر فاروق سے ذکر کیا۔ اکثر روایات

بَابُ قَوْلِهِ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً يُجْتَنُونَ بِهَا

۲۵۸۱۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ بْنُ أَبِي أَيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ سَكُوْلَ يَقُولُ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا أَوْ قَالَ أَيْضًا لَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَاصْحَابِهِ فَخَلَفُوا مَا قَالُوا فَصَدَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِي فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلَهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ إِلَى قَوْلِهِ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا إِلَى قَوْلِهِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَرْسَلَ

میں لفظ اَوْ نہیں۔ صرف ”لعمری“ مذکور ہے۔ طبرانی نے کہا ”عم“ سے مراد سعد بن عبادہ ہیں جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے یہ ان کے حقیقی چچا نہیں۔ زید بن ارقم کے حقیقی چچا ثابت بن قیس صحابی ہیں۔ کرمانی نے کہا چچا سے مراد عبداللہ بن رواحہ ہے، لیکن وہ بھی ان کے حقیقی چچا نہیں۔ زید بن ارقم نے کہا جب مجھے جھٹلایا گیا تو میں نے اپنے گھری رہنا شروع کر دیا۔ مجھے یہ خوف طاری ہوا کہ اگر کوئی مجھے دیکھے گا تو کہے گا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ محمد بن کعب کی روایت کے مطابق زید نے کہا میری قوم مجھے ملامت کرنے لگی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابوسعد کی روایت میں ہے کہ زید بن ارقم نے کہا۔ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور میں نے مذمت کے باعث سہریا کیا ہوا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان پکڑ کر ہنس پڑے پھر مجھے ابوبکر صدیق ملے اور کہا خوشخبری ہو پھر عمر فاروق ملے انھوں نے بھی یہی کہا جب صبح ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ منافقین پڑھی۔

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَاهَا عَلَى شَيْءٍ قَالَتْ إِنَّ اللَّهَ
قَدْ صَدَقَكَ بِأَنَّ قَوْلَهُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا
فَطِيعٌ عَلَى قُلُوبِهِمْ لَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! منافقوں نے اپنی قسموں
کو ڈھال بنا رکھا ہے ان کے ساتھ اپنا حال چھپاتے ہیں۔

۴۵۸۱۔ ترجمہ : زید بن ارقم نے کہا میں اپنے چچا کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے عبداللہ
ابن ابی بن سلول کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو رسول اللہ کے پاس ہیں۔ ان پر خرچ نہ کرو! یہاں تک
کہ وہ آپ کے پاس سے متفرق ہو جائیں۔ نیز اس نے کہا اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو اس میں سے
غالب ذیل کو نکال دے گا۔ میں نے یہ کلام اپنے چچا سے ذکر کیا تو میرے چچا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا تو سب نے قسم کھائی
کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق کی اور مجھے جھٹلا دیا اس سے
مجھے وہ غم لاحق ہوا کہ ایسا غم پہلے کبھی لاحق نہیں ہوا تھا میں اپنے گھر بیٹھ گیا تو میرے چچا نے کہا تو نے کیا کہا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھٹلا دیا اور ناراض ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: إِذَا جَاءَكَ
الْمُنَافِقُونَ الْآيَةُ نَازِلٌ فَرَّانٍ۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا اور میرے سامنے یہ سورت
پڑھی اور فرمایا اے زید اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی ہے (زید بن ارقم کی حدیث کا دوسرا طریق ہے)
ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کا بیٹا ماتھ میں تلوار لئے عبداللہ بن ابی کے سر
پر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا میرے سامنے اقرار کر کہ تو ذیل ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غالب اور
عزیز ہیں؛ ورنہ تلوار سے سر اڑا دوں گا۔ عبداللہ نے اپنے بیٹے کے سامنے اپنی ذلت، رسوائی اور خواری
کا اقرار کیا تو ابی بن سلول کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ عنہ و جزاء خیراً

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ اس سبب کہ وہ لوگ ایمان
لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہریں لگا دی گئیں پس لوگ سمجھتے نہیں

۴۵۸۲۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ قَالَ
 سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرْظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمٍ قَالَ لَمَّا قَالَ
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ وَقَالَ أَيُّضًا لَنْ
 رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا مَنِي
 الْأَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مَاقَالَ ذَلِكَ فَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ
 فَمِيتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْبَتَهُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ
 صَدَّقَكَ وَنَزَلَ هُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا إِلَّا يَوْمَ قَالَ ابْنُ أَبِي
 زَائِدَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي لَيْلَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بَابُ قَوْلِهِ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا
 تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خَشَبٌ مُسْتَنْدَةٌ يَخْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعُدُو
 فَأَحْذَرُهُمْ قَاتِلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ

ترجمہ : عبد اللہ بن ارقم نے کہا جب عبد اللہ بن ابی نے کہا ان لوگوں
 پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ میں نیز
 اُس نے کہا اگر ہم مدینہ منورہ کی طرف لوٹ کر گئے ۔ میں نے یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی تو
 مجھے انصار نے ملامت کی ۔ اور عبد اللہ قسم کھا گیا کہ اُس نے یہ نہیں کہا ۔ میں اپنے گھر جا کر سو گیا تو مجھے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری
 تصدیق کر دی ہے ۔ اور یہ آیت کریمہ : هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا ، نازل ہوئی ابی زائدہ
 یحییٰ بن زکریا نے سلیمان اعمش سے اُنھوں نے عمرو بن مڑہ سے اُنھوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ
 سے اُنھوں نے زید رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث
 روایت کی ،

۴۵۸۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَلْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مَرْوَانَ
 قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ الْأَرَقَمِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ لَصَابِ النَّاسِ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 أَبِي لَهْمٍ لَا تَسْفِكُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْقُضُوا مِنْ حَوْلِهِ وَ
 قَالَ لَيْتَ لَوْ جِئْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَخَرَجْنَا الْأَعْزَمُ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَصَالَةَ فَأَجْتَهَدَ يَمِينَهُ
 مَا فَعَلَ قَالُوا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي
 مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ لَا حَيَّةَ أَنْزَلَ اللَّهُ تَصَدِيقِي فِي إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ
 فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوْ رَوَوْهُمْ

بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تو منافقوں کو دیکھے تو ان کے
 جسم تمہیں اچھے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی
 بات غور سے سنے۔ گویا وہ لکڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی۔ ہر بلند آواز
 اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں۔ وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو۔ اللہ انہیں مارے
 کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

تفسیر : یعنی منافقوں کے جسم تمہیں تعجب میں ڈالتے ہیں کہ ان کی خلقت ہموار، قد دراز
 اور خوبصورت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 عبد اللہ بن ابی جہیم صحت مند، خوبصورت اور میٹھی زبان والا انصار کے سرداروں میں سے تھا۔ اکثر منافق
 اسی طرح تھے۔ جب محمدی آفتاب رسالت کا طلوع ہوا تو ان کے ستارے خاک میں مل گئے تو عداوت اور

انکار نبوت پر کمر بستہ ہو گئے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کے دشمن اور آپ کے صحابہ کے بھی دشمن ہیں۔ ان کی میٹھی باتیں اور چرب زبانی نہ دیکھیں ان سے بچتے رہیں اور ان کے ظاہر حال سے دھوکہ نہ کھائیں۔ یہ اپنے دلوں میں سخت دشمنی رکھتے ہیں اور تمہاری خبریں کافروں کو پہنچاتے ہیں اور تمہاری پوری جاسوسی کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کیسے پھرتے ہیں۔

ترجمہ : زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم ایک سفر میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے (غزوہ تبوک یا بنی مصطلق) اس سفر میں لوگوں کو

سختی سفر کا سامنا کرنا پڑا تو عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کے گرد سے چلے جائیں۔ نیز اس نے کہا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ خبر دی تو آپ نے عبد اللہ بن ابی کو بلایا اور اس سے پوچھا تو وہ زوردار قسمیں کھانے لگا کہ اُس نے یہ نہیں کہا لوگوں نے کہا زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جھوٹ بولا ہے تو میرے دل کو لوگوں کی باتوں سے سخت تکلیف ہوئی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ نَاذِلْ فِرَاقًا سَيَدْعُمُ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کو بلایا تاکہ اُن کے لئے مغفرت طلب کریں تو اُنھوں نے اپنے سر پھیرے اور خدمت میں حاضر نہ ہوئے،

شرح : اگر کوئی سوال پوچھے کہ اس حدیث میں ہے کہ زید بن ارقم نے کہا میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عبد اللہ بن ابی

کی ہزلیات کی آپ کو خبر دی اور اس سے پہلی حدیث میں فرمایا کہ زید بن ارقم نے کہا میں نے اپنے چچا سے ذکر کیا اُنھوں نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے زید نے بالواسطہ خبر پہنچائی پھر خود خبر دی باں ہمہ دونوں خبروں کے وقوع میں منافات نہیں۔

قوله كَانَتْهُمْ حَشْبٌ مُسْتَدَاةٌ، چند منافقین مدینہ منورہ کے رؤساء تھے۔ وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو نہایت خوبصورتی سے ٹیک لگا کر بیٹھتے جبکہ وہ حسن منظر اور فصیح اللسان بھی تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے لمبے اور خوشنما اجسام دیکھ کر تعجب کرتے جب وہ بات کرتے تو حضور نہایت غور سے ان کی بات سنتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ بات کریں آپ ان کی بات غور سے سنتے ہیں گویا یہ لوگ صرف صورتیں ہیں ان میں ارواح نہیں اجسام ہیں۔ ان میں عقل نہیں۔ ان کے ٹیک لگا کر بیٹھنے اور ان کے اجسام کے ایمان و خیر سے خالی ہونے کو ان کڑیوں سے تشبیہ دی گئی جو دیوار سے ٹکائی ہوئی ہوں۔ کیونکہ کڑی سے فائدہ اس وقت پہنچتا ہے جب وہ مکان کی چھت پر ہو یا کسی استعمال میں آتی ہو اور جب تک فارغ پڑی ہو اور اس کے

بَابُ قَوْلِهِ خَشَبٌ مُسْتَدَدٌ قَالَ كَانُوا رِجَالًا لَا أَجْمَلَ شَيْءٌ
بَابُ قَوْلِهِ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ
لَوُوا أَرْوَاهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ حَرَكُوا اسْتَمْزُوا
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيفِ مِنْ لَوِيَتْ
۴۵۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي
إِبْنِ سُلُوبٍ يَقُولُ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا
وَلَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ

انتفاع وغیرہ نہ ہو تو اس کو دیوار کے ساتھ ٹکا دیے ہیں۔ اس لئے عدم انتفاع میں کا ذکر۔ کو ٹکانا ہوتی
کڑیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ خَشَبٌ مُسْتَدَدٌ، مراد وہ بت ہیں جو لکڑی سے بنائے
گئے ہیں جو دیواروں سے ٹکانی ہوتی ہیں ان کے ساتھ حسن صورت اور قلت نفع میں تشبیہ در۔ واللہ اعلم

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِشْرَادًا جَبْ أَنْ سَ كَهَا جَاءَ كَهْ أَوْ
رَسُولُ اللَّهِ تَهَارَ لَئِىْ مَعَانِي جَاهِي تَوَابِنَا سَرَكَهَاتِي هِي
أَوْ تَمَّ أَهْنِي دَكِيهَو كَهْ غُور كَرْتِي هُوَ مَنَّهُ بَحِير لِيَتِي هِي أَوْ مَعَانِي نَهْنِي جَلِيَتِي
تَفْسِيرُ: حَرَكُوا یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق کرتے ہیں اور آپ کی بات
ماننے سے انکار کرتے ہیں اور لَوُوا کو مخفف بھی پڑھا گیا ہے۔ اس تقدیر یہ لَوِيَتْ
سے ماخذ ہوگا۔ اس کے معنی میلان کرنا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لَوِيَتْ زَانِيٌ مِّنْ سُرْمَاتِلٍ كَمَا۔
۴۵۸۲ — تَرْجَمَهُ: زید بن ارقم نے کہا۔ میں اپنے چچا کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے
عبد اللہ بن ابی بن سلوب کو یہ کہتے ہوئے سنا ان لوگوں پر خرچ

لَعَنِي فَاذْكُرْنِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاذْكُرْنِي فَخَدَّ ثَنَةً فَأَرْسَلَ
إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَاصْحَابِهِ فَاخْلُقُوا مَا قَالُوا وَكَذَّبَ بَنِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُمْ فَأَصَابَنِي غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلَهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي
بَيْتِي وَقَالَ عُمِّي مَا أَرَدْتُ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ
لَرَسُولُ اللَّهِ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا وَقَالَ إِنَّ
اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ بِأَبٍ قَوْلُهُ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ

نہ کر و جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں حتی کہ وہاں سے چلے جائیں بکھر جائیں متفرق ہو جائیں
اور اگر ہم مدینہ پہنچے تو اس میں سے غالب کمزور کو نکال دے گا۔ میں نے یہ اپنے چچا سے ذکر کیا تو انہوں نے
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سچا خیال فرمایا۔ اس لئے
آپ نے مجھے بلایا تو میں نے اس کی بات آپ سے بیان کی آپ نے عبد اللہ اور ساتھیوں کو پیغام بھیجا وہ
قسمیں کھا گئے کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھٹلایا۔ اس سے مجھے سخت غم لاحق
ہوا پہلے اس جیسا غم کبھی لاحق نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے گھر بیٹھ گیا میرے چچا نے کہا تو نے کیا چاہا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھٹلایا ہے اور تجھ سے ناراض ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: إِذَا
جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ الْآيَةُ نَازِلٌ فَرَمَائِي۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور یہ آیت پڑھی اور فرمایا
اللہ نے تیری تصدیق کر دی ہے۔ (یہ مذکور حدیث کا اور طریق ہے)

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد برابر ہے اُن پر استغفار
کریں یا نہ کریں اللہ ان لوگوں کو کبھی نہیں بخشے گا،
بے شک اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا، کیونکہ یہ لوگ مغفرت کی طرف
توجہ نہیں کرتے اور نہ ہی اسے کسی شمار میں لاتے ہیں اللہ ان کو نہیں بخشے گا،

تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ
 ۲۵۸۵۔ سَعْدُ ثَنَا عَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ
 جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ فَكَسَعَ
 رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا أَلِ الْأَنْصَارِ
 وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا أَلِ الْمُهَاجِرِينَ فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
 رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ دَعْوَاهَا فَإِنَّهَا مُتَنَبِّئَةٌ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ أَبِي فَقَالَ فَعَلَوْهَا أَمَا وَاللَّهِ لَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعَزُّ
 مِنْهَا أَوْ ذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي
 أَضْرِبَ عَنْقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْنِي لَا يَجِدُ
 النَّاسُ إِنْ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ
 قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرُو
 قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم ایک غزوہ بنی مصطلق میں
 تھے۔ سفیان بن عیینہ نے ایک دفعہ کہا ہم لشکر میں تھے۔ ایک
 مہاجر نے ایک انصاری کی پشت پر ہاتھ مارا تو انصاری نے انصار کو پکارا اور کہا اے انصار! اور مہاجر
 نے کہا اے مہاجر! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پکار سنی تو فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟
 (یہ جاہلیت کی رسم ہے) لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک مہاجر نے انصاری مرد کی پیٹھ
 پر ہاتھ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا چھوڑو یہ گندی بات ہے۔ عبد اللہ بن ابی نے یہ سنا اور کہا کیا اکھنوں نے

بَابُ قَوْلِهِ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ
رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يُنْفَضُوا بِاللهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ
وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَقْقَهُونَ

۴۵۸۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ

ایسا کیا ہے؟ بخدا! اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو غالب تر آدمی ذیل ترکو باہر نکال دے گا۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے چھوڑیں میں اس منافق
کی گردن اڑاتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ لوگ باتیں کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تھے تو انصار کی تعداد ان سے زیادہ
تھی۔ پھر مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔

۴۵۸۵۔ شرح : علی بن عبد اللہ مدینی امام بخاری کے استاذ ہیں۔ وہ سفیان بن عیینہ
سے راوی ہیں جبکہ ان کے شیخ عمرو بن دینار ابو محمد مکی ہیں۔ محمد بن اسحاق

نے کہا یہ عزوہ بنی مصطلق تھا۔ کس کے معنی ہاتھ یا پاؤں سے کسی کو دبر کو تھپکی دینا ہے۔ اس مہاجر کا نام
جھنجاہ بن قیس تھا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گھوڑا چلایا کرتا تھا جبکہ انصاری کا نام سنان بن
وبرہ جہنی ہے جو انصار کا حلیف تھا۔ لَلْأَنْصَارِ میں لام استغاثہ کا ہے۔ یہ لام مفتوح ہوتا ہے۔ یعنی
أَغِيثُونِي، میری فریاد سنی کرو، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے يَا لَلْأَنْصَارِ وَيَا لَلْمُهَاجِرِينَ میں استغاثہ کو
جاہلیت کی رسم قرار دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی
تو آپ نے یہ فرما کر روک دیا کہ لوگ کہیں گے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں، کیونکہ
یہ منافق بظاہر اپنے آپ کو مسلمان اور اصحاب سے ظاہر کرتے ہیں۔ اگر اسے قتل کر دیا تو دور کے لوگ کہیں گے
کہ وہاں اصحاب کو قتل کر دیا جاتا ہے اور یہ لوگوں کے اسلام سے نفرت کا موجب ہوگا اور بقیہ اسلام
میں داخل ہونے سے گریز کریں گے،

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ حَزَنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَزَّةِ فَكَتَبَ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حَزَنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلَا بِنَاءَ إِلَّا لِلْأَنْصَارِ وَشَكَ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ أَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسٌ بَعْضَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِأُذُنِهِ

فَاتَّ قَوْلُهُ يَقُولُونَ لَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلُّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

بَابُ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں

جو لوگ رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے پاس ہیں اُن پر

خارج نہ کرو! حتیٰ کہ یہ بکھر جائیں اور اللہ ہی کے لئے

آسمانوں اور زمینوں کے خزانے ہیں، لیکن منافق نہیں سمجھتے۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جو لوگ حرمہ کے روز قتل ہوئے

۴۵۸۶

تھے۔ مجھے اُن کا بہت غم تھا مجھے زید بن ارقم نے خط لکھا جبکہ

انہیں میرے سخت غمگین ہونے کی خبر پہنچی تھی وہ مجھے تسلی دے رہے تھے (انہوں نے خط میں لکھا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ انصار اور ان کے بیٹوں کو بخش دے عید الشہین فضل نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں میں شک کیا ہے کہ آپ نے انباء ابنہ انصار فرمایا ہے یا نہیں) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کسی نے انس سے دریافت کیا کہ زید بن ارقم کون ہے؟ تو انس بن مالک نے کہا یہ وہ ہے جس کی شان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کی اپنے کان سے سنی ہوئی خبر کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے۔

۲۵۸۷۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ حَفْظَنَا
مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ

۲۵۸۶۔

شرح : حزوہ " مدینہ منورہ کے ایک طرف مقام ہے جہاں یزید پلید کے لشکروں اور اہل مدینہ منورہ میں جنگ ہوئی تھی۔ اس میدان میں جلیے ہوئے سیاہ سنگریزے ہیں۔ اس میں اہل مدینہ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ انھوں نے یزید پلید کی بیعت ختم کر دی تھی۔ یزید نے شکر جمیع کر مہاجرین و انصار کا قتل عام کیا تھا۔ اسماعیلی نے محمد بن قلیح کے طریق سے موسیٰ بن عقبہ سے یہ اضافہ کیا کہ میں اپنی قوم کے قتل عام پر غمگین تھا۔ حزوہ کا واقعہ تریسٹھ ہجری میں ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ اہل مدینہ منورہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ یزید خلافت شرع امور کا از تکاب کرتا ہے تو انھوں نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ انصار نے عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا امیر مقرر کیا جبکہ مہاجرین نے عبداللہ بن مطیع عدوی کو اپنا امیر منتخب کیا ناپاک یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر جاریہ دے کر ان کے مقابلہ کو بھیجا۔ اس نے انصار و مہاجرین کو شکست دی اور مدینہ منورہ کا ہر شئی کو مباح جانا حتیٰ کہ تین روز تک یہ فساد برپا رہا اور ایک رات میں ایک ہزار کنواری لڑکیاں حاملہ ہو گئیں۔ عبداللہ بن حنظلہ اس میں شہید ہو گئے اور بے شمار انصار بھی شہید ہوئے۔ اس وقت انس بن مالک بصرہ میں مقیم تھے۔ جب اس واقعہ کی خبر انہیں پہنچی تو ان کو شدید صدمہ ہوا اور ہر وقت غمگین رہنے لگے۔ اس وقت زید بن ارقم کوفہ میں تھے انھوں نے انس کو تسلی دینے کے لئے یہ خط لکھا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جو لوگ اللہ کی مغفرت سے سرشار ہو گئے ہوں ان پر زیادہ غم نہیں کرنا چاہیے۔

یزید بن ارقم کے ذکر سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے کیونکہ "اَوْفَى اللّٰهُ بِاَذْنِهِ" میں منافقین اور اس آیت کے نزول کا سارا واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے
اس غزوہ سے لوٹ کر تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے
وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے
عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں

فَكَسَرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ يَهُودِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ
يَا آلَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا آلَ الْمُهَاجِرِينَ فَسَمِعَهَا اللَّهُ رَسُولَهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا كَسَرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا
فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا آلَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا آلَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوْهَا فَاثْمَانَةُ قَالَتْ جَابِرٌ وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ
حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُكُمْ كَثَرُ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ فَقَالَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْقَدٍ قَالُوا وَاللَّهِ وَلَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ
الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبُ
عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْنِي لَا يُحَدِّثُ النَّاسُ
أَنْ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَهْمَانَةَ

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ نے کہا ہم ایک غزوہ میں تھے کہ مہاجرین میں سے

ایک شخص نے ایک انصاری کی پیٹھ پر ہاتھ مارا تو انصاری نے انصار کو بلانا شروع کیا اور مہاجر نے مہاجرین کو پکار دی اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا یہ کیسی پکار ہے لوگوں نے کہا ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پیٹھ پر ہاتھ مارا ہے تو انصاری نے انصار کو پکارا ہے جبکہ مہاجر نے مہاجرین کو پکارا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو یہ خبیث بات ہے۔ جابر نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجر زیادہ ہو گئے تھے۔ عبد اللہ بن ابی منافق نے کہا کیا انہوں نے یہ کیا ہے؟ بخدا! اگر ہم لوٹ کر مدینہ منورہ گئے تو زیادہ عزت والا اس میں سے اسے نکال دے گا جو نہایت ذلت والا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے چھوڑیں میں اسے قتل کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجر زیادہ ہو گئے تھے۔ عبد اللہ بن ابی منافق نے کہا کیا انہوں نے یہ کیا ہے؟ بخدا! اگر ہم لوٹ کر مدینہ منورہ گئے تو زیادہ عزت والا اس میں سے اسے نکال دے گا جو نہایت ذلت والا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے چھوڑیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ التَّغَابُنِ

وَقَالَ عَلِقْمَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ هُوَ الَّذِي إِذَا
أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ رَفِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ

میں اسے قتل کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم اپنے
ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

شرح : ایک حکم کے اسباب متعدد ہو سکتے ہیں۔ اسماعیلی نے اس حدیث کے آخر
میں روایت کی کہ ابن شہاب نے کہا زید بن ارقم نے ایک منافق کو یہ

کہتے ہوئے سنا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ سچے ہیں تو ہم گدھوں سے زیادہ شریہ
میں۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا گیا تو منافق نے اپنی بات کا انکار کر دیا۔ اس کے بعد
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا، اس میں اللہ تعالیٰ نے زید کی تصدیق
فرمائی۔ یہ حدیث مرسل جید ہے۔ امام بخاری نے اس کو ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ ان کی شرط پر نہیں۔ ان دونوں
قصوں میں دو آیتوں کے نزول سے زید کی تصدیق ہے۔ یہ ممنوع نہیں (فتح الباری)

سُورَةُ تَعَانِ

ابو العباس نے کہا یہ سورت بلا خلاف مدنی ہے۔ مقاتل نے کہا یہ مدنی ہے۔ اس میں بعض آیات
مکیہ ہیں۔ تغابن غبن سے بمعنی نقصان ہے۔ یہ قیامت کا ایک نام ہے؛ کیونکہ قیامت میں مظلوم ظالم سے
غبن کرے گا اور اپنا نقصان کرے گا۔ بعض نے کہا اس دن کافر تجارت میں غبن کئے جائیں گے جس کی
اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں خبر دی ہے۔ اَنْتُمْ اَشْتَرُ وَالضَّلَالَةُ بِالْهَدَى، اس کی اٹھارہ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَوْلُهُ يَوْمَ التَّغَابُنِ، سے اس آیت کریمہ: يَوْمَ يَجْمَعُكُمُ الْيَوْمَ الْجَمْعُ ذَالِكِ يَوْمِ التَّغَابُنِ
کی طرف اشارہ کیا۔ قتادہ سے روایت ہے کہ
جنتی دوزخیوں سے غبن کریں گے وہ جنتیوں نے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ الطَّلَاقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَبَالَ أَمْرِهَا جَزَاءُ أَمْرِهَا

اسلام پر بیعت کی انہیں نفع ہوا جبکہ کفر سے باز رہے وہ خسارے اور نقصان میں رہے۔ آنت کے معنی یہ ہیں: جس دن نہیں اکٹھا کرے گا سب جمع ہونے کا دن کافروں کی محرومی ظاہر ہونے کا دن سے علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا جو کوئی اللہ پر ایمان لانا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کو مصیبت پہنچے تو وہ راضی ہو اور یہ جانے کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کو بخوشی تسلیم کرے محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتوح الغیب میں ذکر کیا یہ دلیلیہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے یقین کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرتا ہے کہ جو مصیبت اس کو پہنچنے والی ہو وہ ہرگز خطا نہیں جاسکتی اور جو خطا ہو جانے والی ہو وہ اس پر آ نہیں سکتی۔ یہ مقام تسلیم ہے قلب تسلیم کے معنی بھی یہی ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ طَلَقِ

مقاتل نے کہا: یہ سورہ نساء صغریٰ ہے۔ سورہ دہر کے بعد اور لم یکن سے پہلے نازل ہوئی یہ بلا خلاف مدنی ہے اس کی بارگاہ آیات میں۔

قوله وَبَالَ أَمْرِهَا: سے اس آنت کریمہ: فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے اس کی تفسیر: جزاء أَمْرِهَا، سے کی وبال معنی جزاء ہے۔ آنت کے معنی یہ ہیں۔ تو انہوں نے اپنے لئے جزاء چکی اور ان کے کام کا انجام گھٹا ہوا۔

قوله إِنْ أَرَبْتُمْ إِلَّا تَرْجِعُوا إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ الْيَوْمَ الَّذِي تَصِفُونَ: اس آنت کریمہ: وَاللَّائِي يَكُونُ مِنَ الْمُحِصِّنِينَ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ أَرَبْتُمْ إِلَّا تَرْجِعُوا إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ الْيَوْمَ الَّذِي تَصِفُونَ، اور إِنْ أَرَبْتُمْ إِلَّا تَرْجِعُوا، کی تفسیر: إِنْ لَمْ تَعْلَمُوا سے کہ یعنی تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی مہینہ نہ رہی رہو رخصت ہو جانے کی وجہ سے وہ حیض سے

۴۵۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي
عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ
طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَيَّظَ
فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهَرَ
ثُمَّ تَحِيضُ فَتَطْهَرُ فَإِنْ بَدَأَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمْسُهَا
فَإِنَّكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ

ما یوس سوگنی اور سنو یا س کو پہنچیں اگر نہیں ان کے حیض کا علم نہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور
جنہیں ابھی حیض نہیں آیا ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حمل والیوں کی سبب سے یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن
لیں جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔

۴۵۸۸۔ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
نے اُن سے بیان کیا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے
حالانکہ وہ حیض کی حالت میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا
آپ غصہ سے بھر گئے پھر فرمایا اسے چاہیے کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لے پھر اسے اپنے پاس رکھے حتیٰ کہ
وہ حیض سے پاک ہو جائے۔ پھر اسے حیض آئے اور پھر حیض سے پاک ہو جائے پھر اگر طلاق دینا چاہے تو طلاق
دے اور اس سے جماع کیے بغیر طلاق دے۔ اس قسم کی طلاق کی یہ عدت ہے جیسا کہ اللہ نے اس کو

حکم فرمایا ہے (فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ)

۴۵۸۸۔ شرح : عبد اللہ بن عمر کے حیض میں طلاق دینے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیض کے ایام

میں طلاق دینے اور اس کی قیاحت کا انہیں علم نہ تھا۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ میں آنا اس بنا پر تھا کہ
اُن سے اس ضروری علم سے تفصیر ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں جہل عذر نہیں۔ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا غصہ فرمانا اس لئے تھا کہ حیض کی حالت میں طلاق دینا بدعت ہے۔ علامہ کہ مافی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا
طہارت عورت کی وصف خاص نہیں حتیٰ کہ تاؤ تانیت کی ضرورت نہ ہو جیسے عائشہ حیض عورت کی وصف خاص
ہے اس لئے اس پر تاؤ تانیت نہیں تو طاہر کو مذکر لانے کا کیا سبب ہے طاہر تو مرد بھی ہوتے ہیں۔ یہ عورت کی

وصف خاص نہیں اس کا حواس یہ ہے کہ عین سے ظاہر ہونا عورت کی وصف خاص ہے۔
 قوله فَلَاحِ الْعِدَّةِ اَلْمَعْنٰی جو عت کے وقت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی
 عت کے وقت میں انہیں طلاق دو۔ یعنی عت کے وقت میں لام یعنی وقت ہے۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے سب
 ائمہ کرام نے لکھا ہے۔ اس حدیث سے چند مسائل مستنبط کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ طلاق سنت یہ ہے
 کہ طہر میں ہو پھر اس میں فقہاء میں اختلاف رہے پایا جاتا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا طلاق سنت ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو طہر کی حالت میں جماع کئے بغیر ایک طلاق
 دے پھر اس کے قریب نہ جائے حتیٰ کہ جب تیسرے حیض کے خون کی ابتداء ہوگی تو عدت ختم ہو جلتے گی۔

امامہ اوزاعی اور یث بھی امام مالک سے اتفاق کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا یہ طلاق احسن
 ہے۔ مرغینانی نے کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کے نزدیک طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ حسن، احسن اور بدعت
 حسن طلاق جسے طلاق عت کہتے ہیں۔ یہ ہے کہ دخول یا بیوی کو تین اہل میں تین طلاقیں پھر طہر میں ایک طلاق جماع
 کئے بغیر دے۔ احسن طلاق یہ ہے کہ ایک طہر میں جماع کئے بغیر صرف ایک طلاق دے اور اس کے قریب نہ
 جائے حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے۔ بدعت طلاق یہ ہے کہ بیک کلمہ تین طلاقیں دے یا ایک طہر میں متفرق تین طلاقیں
 دے اس طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن گنہگار ہوگا۔ احسان حیض میں طلاق دینے کو بھی بدعتی کہتے ہیں۔ یہ طلاق
 دینا گناہ ہے۔ بائیں ہمہ طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس سے رجوع کرنا ضروری ہے لیکن رجوع یہ جبر نہیں پایا ہے
 اگر رجوع نہ کیا اور عدت پوری ہو گئی تو طلاق شمار ہوگی۔ اس طلاق میں رجوع کرنے کی صورت بیوی لی رضاء ضروری
 نہیں۔ رجوع کلام سے ہو سکتا ہے اور فعل سے بھی جیسے مطلقہ رجوع کا بوسہ لے لیا یا اس سے جماع کر لیا۔ احسان
 کے مسلک میں اگر مطلقہ بیوی سے عدت میں جماع کرنے پر قادر نہ ہو تو قول سے رجوع کر سکتا ہے۔ اگر قصد کے بغیر
 عورت کا بوسہ لے لیا رجوع ثابت ہو جائے گا۔ رجعت بالغض کے امام شافعی قائل نہیں

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا جس نے اپنی حائض بیوی کو طلاق دی وہ گناہ گار ہے اس کو رجوع
 کر لینا چاہیے اگر نہ کیا حتیٰ کہ عدت پوری ہو گئی تو طلاق کے باعث بائنہ ہو جائے گی۔ امام رحمہ اللہ کے نزدیک حائضہ
 عدت کو طلاق دی تو رجوع کرنا واجب ہے۔ اسی طرح جب عورت نفاس میں ہو اور طلاق دی گئی تو شوہر کو رجوع
 کرنے پر مجبور کیا جائے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، اوزاعی اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں رجوع کے لئے کہا جائے
 اور مجبور نہ کیا جائے وہ حدیث شریف میں ابن عمر کو رجوع کا امر ندب پر محمول کرتے ہیں۔ تاکہ طلاق سنت
 کے مطابق واقع ہو، لیکن اس صورت میں اگر عدت پوری ہو گئی تو بالاتفاق اسے رجعت پر مجبور کیا جائے گا (یعنی)

بَابُ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ
وَاحِدَهَا ذَاتُ حَمْلٍ ۴۵۸۹ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ
حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ
عَبَّاسٍ وَابْنِ مَرْثَدَةَ جَالِسٍ عِنْدَهُ فَقَالَ أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ
زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا وَأُولُوا
الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ قَالَ ابْنُ مَرْثَدَةَ أَنَا وَمَعْنَى أَخِي يَعْنِي
أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غَلَامَةً كَرِيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ
زَوْجُ سَبْعَةَ الْأَوْسَلِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِثًا! اور حمل والیوں کی ميعاد
یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں،

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا

اولات الاحمال جمع ہے اس کا واحد ذات حمل ہے ”حمل والی“ یہ حکم مطلقہ اور جس کا شوہر فوت
ہو گیا ہو سب کو شامل ہے۔ لہذا حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی،
عبداللہ بن سعد، ابن عمر، ابو ہریرہ اور فقہا کا یہی مسلک ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حاملہ عورت کی
عدت رہے جو وضع حمل اور عدت وفات میں سے دور تر ہو۔

ترجمہ: ابو سلمہ نے کہا ایک آدمی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا
جبکہ ابو ہریرہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے ابن عباس

۴۵۸۹ —

فَخُطِبَتْ فَأَنكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو الشَّامِلِ فِيمَنْ
 خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ
 عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِي حُلُقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى
 وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعْظِمُونَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ
 بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضَمَّنَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ
 مُحَمَّدٌ فَقَطَنْتُ لَهْ فَقُلْتُ إِنِّي إِذَا لَجَرْتُ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ
 وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَيْهِ وَقَالَ لَكِنْ عَمَّةٌ لَمْ يَقُلْ ذَلِكَ فَلَقِيتُ
 أَبَا عَظِيَّةَ مَالِكِ بْنِ عَامِرٍ فَأَلَتْهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ
 فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ
 أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيطَ وَلَا تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرَّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ
 النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّوْلِ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ
 حَمْلَهُنَّ

سے کہا آپ مجھے اس عہد کے بارے میں فتویٰ دیں جو اپنے شوہر کی وفات کے چالیس روز بعد وضع حمل کرے
 ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی عدت دونوں عدتوں میں سے دور تر عدت سے دو فوات سے اگر چار ماہ
 دس دن آخری میں تو یہ عدت ہے ورنہ وضع حمل عدت ہے (ابو سلمہ کہتے ہیں میں نے کہا حاملہ عورتوں کی عدت
 یہ ہے کہ وہ حمل وضع کریں۔ ابو ہریرہ نے کہا میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ کے سامنے ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 نے اپنے غلام گریب کو ام المؤمنین ام سلمہ کے پاس بھیجا کہ ان سے دریافت کریں۔ انھوں نے فرمایا سُبَيْعَةَ
 مسلمہ کا شوہر قتل ہو گیا جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اُس نے شوہر کی موت کے چالیس روز بعد وضع حمل کیا تو اس کے
 پاس نکاح کا پیغام بھیجا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح کر دیا۔ ابوالشامل ان لوگوں
 میں سے تھا جنہوں نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔ سلیمان بن حرب ابوالنعمان نے کہا ہم سے حماد بن زید نے
 ایوب کے ذریعہ محمد بن سیرین سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین نے کہا میں ایک جماعت میں تھا جس میں عبدالرحمن

ابن ابی لیلیٰ تھے۔ ان کے ساتھی ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ انھوں نے حاملہ متوفیٰ عنہا زوجہا، کی عدت سر دواہل سے آخری ذکر کی میں نے ان سے سنیعتہ بنت حارث کی حدیث ذکر کی جو مجھے عبد اللہ بن عتبہ کے ذریعہ پہنچی تھی۔ ابن سیرین نے کہا مجھے ان کے بعض ساتھیوں نے خاموش کر دیا۔ محمد بن سیرین نے کہا میں سمجھ گیا کہ عبد الرحمن کی مخالفت پر مجھ پر عیب لگایا ہے۔ میں نے کہا اگر میں نے عبد اللہ بن عتبہ پر جھوٹ بولا ہے تو میں نے جھوٹ بولنے میں بہت بڑی جرأت کی ہے، حالانکہ وہ کوفہ کے کنارے میں رہ رہے ہیں (زندہ ہیں) پس عبد الرحمن کے بعض ساتھی شرمندہ ہو گئے اور کہا لیکن عبد اللہ بن عتبہ کے چچا نے یہ نہیں کہا۔ میں ابو عطیہ مالک بن عامر سے ملا اور اس سے پوچھا تو انھوں نے مجھ سے سنیعتہ اسمیہ کی حدیث بیان کرنی شروع کی۔ میں نے کہا کیا تم نے عبد اللہ بن مسعود سے اس کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انھوں نے کہا ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس تھے تو انھوں نے کہا کیا تم اس (عورت) پر سختی کرتے ہو اس پر آسانی نہیں کرتے ہو؟ تو سورہ نساء قصریٰ نساء طولیٰ کے بعد نازل ہوئی (وہ یہ کہ) حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل کریں۔

شرح — ۴۵۸۹ — جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر شوہر کو

غسل دیا جاتا ہو اور اس کی بیوی حمل وضع کر دے تو عدت وفات ختم ہو گئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما غسل متوفیٰ عنہا زوجہا، کی عدت اربعۃ اہلین، فرماتے ہیں۔ یعنی شوہر فوت ہونے کے وقت سے چار ماہ دس دن وضع حمل کی مدت سے زیادہ ہے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور اگر وضع حمل چار ماہ دس دن کے بعد ہوگا تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ سورہ نساء قصریٰ جس میں عدت وفات وضع حمل ہے۔ وہ سورہ نساء طولیٰ کے بعد نازل ہوئی جس میں عدت وفات چار ماہ دس دن ہے۔ پس سورہ طلاق کی آیت اولات الائمہ نے اتنی مقدار کو سورہ نساء کی آیت سے منسوخ کر دیا اور چار ماہ دس دن عدت ان عورتوں کی ہے جن کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں۔ سنیعتہ بنت حارث اسمیہ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ عدت وفات وضع حمل ہے۔ یہ پہلی عورت ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئی تھی۔ ان کے شوہر سعد بن خولہ تھے جو مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے تھے اور بدر میں حاضر تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جائز کی حدیث میں ہے کہ سعد بن خولہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور بدر کے واقعہ میں ہے کہ وہ وفات پا گئے اور یہاں یہ کہا کہ وہ قتل ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشہور یہی ہے کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے تھے قتل نہیں ہوئے تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گمان سے قتل ذکر کیا ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا ہے کہ ابو اسناہل کا نام عمرو بن بعلکل ہے جبکہ علامہ عینی نے لبید بھی ذکر کیا ہے۔ بعض نے عبد اللہ بعض نے اصرم کہا ہے۔ واللہ اعلم!

روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مذکور روایت کی سماعت کے بعد

سُورَةُ الْمُحَرَّمِ

بَابُ يَأْتِيهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ
بَابُ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَرْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

عدت وفات آخر اہلین سے رجوع کر لیا تھا۔ اور وضع حمل کے قائل ہو گئے تھے۔ فقہاء اہل اہل مسک
ہے واللہ تعالیٰ! ورسولہ الاملی اعلم!

سُورَةُ مُحَرَّمِ

سخاوی نے کہا یہ سورت ہجرات کے بعد اور سورہ جمعہ سے پہلے نازل ہوئی۔ یہ بلا خلاف مدنی ہے۔
اس کی بارہ آیات ہیں۔ اس سورت کا نام سورہ محرم بھی ہے۔ ابو ذر کی روایت میں اس کا نام ”در لم تحرم“ ہے
اس سورت کے نزول کے سبب مختلف ہیں۔ بعض نے کہا تحریم ماریہ میں نازل ہوئی جبکہ سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ام المؤمنین عائشہ یا حفصہ کی باری میں ماریہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے خلوت
فرمائی۔ جب باری اور نوبت والی ام المؤمنین کو معلوم ہوا تو انھوں نے آزدگی ظاہر کی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ماریہ کو اپنے لئے حرام کر دیا۔ خطابی نے اکثر مفسرین سے ماریہ کا واقعہ ذکر کیا اور کہا یہ صحیح ہے نسائی نے بھی
یہ روایت کی ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث مسلم کی مشرط پر ہے۔ داؤدی نے کہا اس
روایت کے اسناد میں نظر ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ شہد کو حرام کرنے کے بارے میں ہے۔ امام نسائی نے
کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث شہد کے بارے میں بہت جید ہے۔ اور ماریہ کی حدیث اور اس کی تحریم
جید طرق سے منقول نہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِشَادًا أَسَى نَبِيٍّ أَيْمَ أُوْپَر كِيُوْں حَرَام
كُنْ لِيْتِ هُوَ هِيْز حُوْا بِلِلَّهِ نَ تَهَارَ لِيْ حَلَال كِيْ اِيْنِيْ بِيْدِيُوْں

۴۵۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْحَرَامِ يَكْفَرُ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ،

اس کا شان نزول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوتے تو وہ شہد پیش کرتیں۔ اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ بات ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کو ناگواری گزری اور انہیں رشک ہوا۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دین مبارک سے مغفیر کی بو آتی ہے اور مغفیر کی بو حضور کو ناپسند تھی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشا معلوم تھا فرمایا مغفیر تو میرے قریب نہیں ہے۔ زینب کے یہاں شہد میں نے پایا ہے۔ اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرما دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حلال کو حرام کرنے میں کفارہ دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی اچھی اقتداء ہے۔

۴۵۹۔ شرح : یعنی جس وقت کوئی شخص کہے کہ یہ چیز میرے لئے حرام ہے یا کہے تو مجھ پر حرام ہے۔ اس پر کفارہ عین ہے۔ اس صورت میں فقہاء کرام

میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ طلاق واقع ہوگی یا نہ اس میں چار اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تم بھی کرو ابن عباس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کا کفارہ دیا تھا چنانچہ آیت کریمہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔ ارشاد ہے : قَدْ فَوَضَّ اللَّهُ لَكُمْ تَحِيَّةً أَيُّهَا نِكْمٌ ، اللہ نے تم پر قسم حلال کرنا فرض کیا ہے۔ پس حلال کی تحویم میں کفارہ واجب ہے۔ اگر کسی نے بوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے۔ اگر یہ طلاق کی نیت سے کہا تو بابت طلاق واقع ہوگی۔ اگر اس میں تین کی نیت کی تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر دو طلاقیں کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی

۴۵۹۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ اَبْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ عَمْرِو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ فَمَكَثَ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ أَيَّتِنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلَتَقُلْ لَنَا كَلْتَ مَغَافِرًا إِلَى أَجَدٍ مِنْكَ رِجْمَ مَغَافِرٍ قَالَ لَا وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرُنِي بِذَلِكَ أَحَدًا

اور اگر کچھ نیت نہ کی تو یہ قسم ہے اور قسم کا کفارہ دے گا۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۵۹۱۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے تھے پھر وہیں آرام فرماتے تھے ایک دفعہ میں اور حفصہ نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس آپ تشریف لے جائیں وہ عرض کرے آپ نے مغایر کھایا ہے؟ مجھے آپ سے مغایر کی بو آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مغایر نہیں کھایا، لیکن میں زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتا ہوں تو اب نہیں پیوں گا اس کی میں قسم کھاتا ہوں۔ کسی کو یہ خبر نہ کرنا۔

۴۵۹۱۔ شرح: زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کا ان سے نکاح آسمانوں پر ہوا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿زَوْجًا لَهَا﴾ ہم نے تمہارا نکاح زینب سے کر دیا، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے ایسا مشورہ کیوں کیا جس میں جھوٹ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوتی ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صغیرہ تھیں اور انھوں نے ایذا کے ارادہ سے یہ نہ کیا تھا بلکہ غیرت کے باعث کیا جو نہ کونوں کی جبلت میں داخل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس بی بی کے گھر میں شہد نوش فرماتے تھے وہ ام المؤمنین زینب میں رضی اللہ عنہا، جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور جنہوں نے مشورہ کیا تھا کہ آپ نے مغایر کھایا ہے وہ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تھا۔ اور جنہوں نے مشورہ کیا تھا وہ امہات المؤمنین عائشہ، سودہ اور صفیہ

بَابٌ تَبْتَغِي بِذَلِكَ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ
 بَابٌ قَوْلُهُ قَدْ فَرَضَ اللهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ وَاللهُ
 مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ
 ۴۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا
 سَلَمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ بْنِ حَنِينٍ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ
 يُحَدِّثُ اَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً اُرِيدُ اَنْ اَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ
 اَيَّةٍ فَمَا اسْتَطِيعُ اَنْ اَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَّهِ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ

میں "رضی اللہ عنہن" عبد بن حمید کی تفسیر میں ہے کہ ام المؤمنین سودہ کے گھر شہد پیا تھا ان کی قریبی
 رشتہ داروں نے میں سے شہد نذرانہ بھیجا تھا اور مشورہ کرنے والی ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ مہتیں
 رضی اللہ عنہما۔ بخاری کی روایت سے واضح ہے کہ وہ ام المؤمنین زینب بھی رضی اللہ عنہا، کیونکہ ازدواج
 مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے ایک گروہ امہات المؤمنین عائشہ، سودہ، حفصہ اور صفیہ
 رضی اللہ عنہن پر مشتمل تھا جبکہ دوسرے گروہ میں امہات المؤمنین زینب، ام سلمہ اور باقی بیبیاں داخل
 ہیں "رضی اللہ عنہن" مغایر مغفور کی جمع ہے اور وہ مہی گوند ہے جو درخت سے خود بخود بہہ نکلتی ہے
 شیخ دہلوی نے کہا مغفور در صمغی است شیرین کہ بوئے خوش نثار د، یعنی نے ذکر کیا مغفور گوند ہے
 جو درخت سے نکل کر وہیں جم جاتی ہے اس کی کریمہ بو ہوتی ہے۔ اس کو عرفط کہتے ہیں۔ عرفط کڑوی جڑی
 بوٹی ہے۔ جس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں اور زمین پر بکھری ہوتی ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے
 ہیں اور روئی کی طرح سفید پھل قمیص کے بن کی طرح ہوتا ہے اس کی بو مکر وہ ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مغایر کھانے کی تردید فرمادی اور قسم کھا کر فرمایا کہ آئندہ شہد نہیں دیں گے کیونکہ آپ جانتے
 تھے کہ اس تحریک میں غیرت شامل ہے، چونکہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ہی کہا تھا کہ آپ نے مغایر
 کھایا ہے اس لئے اُن سے فرمایا کہ میری قسم کی خبر عائشہ اور دیگر بیبیوں کو نہ دینا۔

علامہ خطابی نے کہا اکثر مفتیین نے اس آیت کریمہ کو ماریہ قبطیہ پر محمول کیا ہے جبکہ اس کو اپنی
 ذات پر حرام فرمایا تھا اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ بھید عائشہ کو نہ بتانا ام المؤمنین

مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلْ إِلَى الْأَوَاكِلِ لِحَاجَةٍ لَّهِ
 قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 مِنَ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ
 فَقَالَ تَابِكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنِّي كُنْتُ لَا رِيْدَانُ
 أَسْأَلُكَ عَنْ هَذَا مِنْذُ سَنَةٍ فَمَا اسْتَطِيعَ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ
 مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَسَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَرْتُكَ بِهِ
 قَالَ ثُمَّ قَالَ عَمْرُو اللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أُمْرًا
 حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي
 أَمْرٍ تَأْمُرُكَ إِذْ قَالَتْ أَمْرًا لِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ راز پوشیدہ نہ رکھا اور ام المؤمنین عائشہ سے ذکر کر دیا۔ اس وقت
 یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : وَإِذَا سَأَلَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشادِ اِتمِ اپنی بلیبیوں کی رضاء چاہتے
ہو اور اللہ نے تمہارے لئے قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے

۴۵۹۲ — ترجمہ : عبید بن جحین سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک سال دیر کی (انتظار کیا) میرا ارادہ یہ تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 سے ایک آیت کا معنی پوچھوں۔ اُن کی ہیبت کے باعث میں اُن سے نہ پوچھ سکا حتیٰ کہ وہ حج کے لئے باہر نکلے
 تو میں بھی اُن کے ساتھ نکلا۔ جب میں واپس ہوا ہم راستہ میں تھے تو عمر فاروق قضائے حاجت کے لئے پیلو کے
 درخت کی طرف گئے۔ ابن عباس نے کہا میں اُن کے انتظار میں کھڑا رہا حتیٰ کہ وہ قضائے حاجت سے فارغ

مَا لَكَ وَلِمَا هُمْ نَا فِي مَا تَكْلِفُكَ فِي أَمْرٍ أُرِيدُ لَا تَقَالَتْ لِي عَجْبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَاةِ
مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجِعَ أَنْتَ وَأَنْ أَبْنَتَكَ لَتُرَاجِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى يَظِلَّ يَوْمَهُ غَضَبَانَا فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِذَاءَ لَا مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى
حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بِنْتُ إِيَّاكَ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى يَظِلَّ يَوْمَهُ غَضَبَانِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللَّهِ إِنَّا لَتُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ
تَعْلَمِينَ عَنِّي أَحْذَرُكَ عِقُوبَةَ اللَّهِ وَغَضَبَ رَسُولِ اللَّهِ يَا بِنْتُ
لَا تَغُرَّتْكَ هَذِهِ الَّتِي أَحْبَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةُ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي

ہو گئے۔ پھر میں ان کے ساتھ چلتا رہا ہے۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے
کونسی دو بیبیاں ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا وہ حفصہ اور عائشہ
ہیں۔ ابن عباس نے کہا میں نے عمر فاروق سے کہا بخدا! میں ایک سال سے پوچھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ آپ کی بییت
اور رعب کے باعث نہ پوچھ سکا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا مت کیا کرو جس علم کا تمہیں خیال ہو کہ میں
وہ جانتا ہوں تو مجھ سے پوچھ لیا کرو۔ اگر مجھے اس کا علم ہوگا تو تمہیں ضرور خبر دوں گا۔ ابن عباس نے کہا
پھر عمر فاروق نے کہا ہم جاہلیت کے زمانہ میں عورتوں کا کچھ حق نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں نازل
فرمایا جو بھی نازل فرمایا اور ان کے لئے تقسیم کر دیا جو بھی کر دیا (میراث) عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک
دفعہ میں ایک کام کی فکر اور سوچ میں تھا (سوچ رہا تھا) اچانک میری بیوی نے کہا اگر ایسا کر دو تو بہتر ہے
تو میں نے اسے کہا تجھے کیا؟ اس کام میں کیوں دخل دیتی ہو۔ جو میں ارادہ کرتا ہوں اس میں تو کس لئے تکلف
کرتی ہے۔ اُس نے مجھے کہا اے ابن خطاب مجھے تجھ پر تعجب ہے۔ تم نہیں چاہتے ہو کہ میں تمہاری باتوں کا جواب
دوں حالانکہ تمہاری بیٹی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کرتی ہے اور جواب دیتی ہے حتیٰ کہ آپ
سارا دن غضبناک رہتے ہیں (دیہ سن کر) عمر فاروق اٹھے اور اپنی جگہ سے چادر پکڑ لی اور روانہ ہوئے حتیٰ کہ
حفصہ کے پاس آئے اور انہیں کہا اے میری بیٹی کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجعت کرتی ہے تو
آپ کی باتوں کا جواب دیتی ہے۔ حتیٰ کہ آپ دن بھر غضبناک رہتے ہیں۔ حفصہ نے کہا بخدا! ہم آپ کی باتوں کا

مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَا دَخَلْتُ فِي كُلِّ شَيْءٍ
 حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ
 فَأَخَذَ ثِيَابِي وَأَخَذَ كِسْرَتِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ
 عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا عَجِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ وَإِذَا
 غَابَ كُنْتُ أَنَا أَمِيرُهُ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَنَانٍ
 ذَكَرْنَا أَنْ يُبَيِّدَ أَنْ كَثِيرًا لَنَا فَقَدْ امْتَلَأَتْ صِدَاؤُورَنَا مِنْهُ فَإِذَا
 صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ افْتَحِي افْتَحِي فَقُلْتُ جَاءَ
 الْغَتَانِيُّ فَقَالَ بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ ائْتَرَل رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ
 ثَوْبِي فَأَخْرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

جواب دیتی ہیں اور رد و بدل کرتی ہیں (مراجعت کرتی ہیں) میں نے اسے کہا تم جان لو! میں تجھے اللہ کے
 عذاب اور اللہ کے رسول کے غیظ و غضب سے ڈراتا ہوں اسے میری بیٹی! تجھے یہ خاتون غرور میں ڈالے
 جس کا حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب میں ڈالتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
 سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
 کہا پھر میں حفصہ کے گھر سے باہر آیا اور ام سلمہ کے پاس گیا کیونکہ میری ان سے قرابت تھی۔ میں نے
 اس سے بھی وہی بات کی (جو حفصہ سے کی تھی) ام سلمہ نے کہا اسے ابن خطاب تجھے پر تعجب ہے کہ شریعت میں داخل اندازی کرتے ہو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیویوں میں داخل اندازی کرتے ہو۔ بخدا! ام سلمہ نے مجھ پر ایسی
 گرفت کی کہ اس نے میرا غصہ ختم کر دیا جو میں اپنے اندر پاتا تھا میں ام سلمہ کے پاس سے باہر نکل آیا۔
 ایک انصاری میرا ہمسایہ تھا۔ جب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے غائب ہوتا تو
 وہ مجھے مجلس شریف کی خبریں دیتا اور جب وہ غائب ہوتا تو میں اس کو خبریں بتاتا تھا۔ ہم اُس وقت غنان
 کے بادشاہوں سے ایک بادشاہ سے ڈرتے تھے۔ ہمیں خبر دی گئی تھی کہ وہ ہماری طرف آنا چاہتا ہے۔

مَشْرُبَةً لَهُ يُرْقَى عَلَيْهَا بَعْجَلَةٌ وَغَلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسُودٌ
عَلَى رَأْسِ الدَّارِجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هَذَا عُمَرَا بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي قَالَ عُمَرُ
فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ
حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ
مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهِ وَسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشَوَهَا لَيْفٌ وَإِنَّ
عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرِظًا مَصْبُوبًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهْبٌ مَعْلُوقَةٌ فَزَايْتُ أَثَرُ الْحَصِيرِ
فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يَبْكِيكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ كِسْرَى وَقِصْرَ
فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا
وَلَنَا الْآخِرَةُ

(حملہ کرنے کا خواہشمند ہے) اس کے خون سے ہمارے سینے بھرے ہوئے تھے (ہم بہت خائف تھے) ایک دفعہ
اچانک وہ انصاری دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے اور کہا جلدی دروازہ کھولو۔ میں نے کہا کیا غسانی آگئے ہیں؟ اس کا
بلکہ اس سے بھی سخت واقعہ ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔
میں نے (دل میں) کہا حفصہ اور عائشہ کی ناکیں خاک آلود ہوں۔ میں نے کپڑے لئے اور باہر نکلا حتیٰ کہ مدینہ منورہ
آیا۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانہ میں تھے اور جلدی سے بیڑھی کے ذریعہ اس میں
تشریف لے جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سیڑھی کے سر پر بیٹھا تھا۔ میں نے اسے کہا آپ
سے عرض کرو کہ ابن خطاب اجازت چاہتا ہے۔ تو آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ عمر فاروق نے کہا میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ جب میں ام سلمہ کے واقعہ تک پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تبسم فرمایا جبکہ آپ چٹائی پر آرام فرما تھے۔ اس کے اور حضور کے درمیان کوئی اور شئی نہ تھی۔ آپ کے
سر مبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور آپ کے پاؤں کے پاس
درخت کے پتے پڑے ہوئے تھے اور سر مبارک کے پاس چمڑے لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے چٹائی کے نشان
آپ کے پہلو میں دیکھے تو میں رو پڑا آپ نے فرمایا تم کسوں رو تے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کسری
اور قیصر کس مزے میں ہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول ہیں (کس قدر مشقت میں ہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کیا تم خوش نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔
۲۵۹۲ شرح : اداک پیلو کا درخت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ راستہ سے عدل کر کے پیلو کے درخت تک قضاے حاجت کے لئے گئے۔

قرآن نظر ہوتا، یعنی انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید ظاہر کر کے آپ کو غمناک کیا اور ایک دوسرے کی موافقت کر کے آپ پر غلبہ کیا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے صرف ام المؤمنین حفصہ اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہما کے نام ذکر کئے؛ کیونکہ حفصہ آپ کی بیٹی تھیں جبکہ عائشہ ابو بکر صدیق کی صاحبزادی تھیں یا یہ دونوں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ نشینی کا سبب تھیں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم عورتوں کا کچھ حق نہ سمجھتے تھے کہ انہیں کسی مشورہ میں داخل کریں اور نہ ہی اپنے کاروبار میں ان کی رائے لیتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں نازل کیا کہ ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور انہیں اذیت اور مضر پہنچانے کے لئے نہ دو کو! اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کو مضر پہنچانے کے لئے کوئی راہ تلاش نہ کرو۔ اور ان کے لئے وراثت میں ربع اور ثمن مقرر کیا کہ اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو ان کی بیویوں کو ایک چوتھائی دو اگر اولاد ہو تو ان کو آٹھواں حصہ ادا کرو اور ان کے شوہروں پر ان کا نان نفقہ واجب قرار دیا۔ **قرآن فی امہات المؤمنات الخ**، یعنی میں کسی امر کی سوچ اور فکر میں تھا۔ امام نووی نے کہا اس امر میں اپنے نفس سے مشورہ کرو رہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی مجالس میں حاضر ہونا مستحب ہے اور اگر ہر ایک کے لئے حاضر ہونا میسر نہ ہو تو باری مقرر کر لینا مستحسن ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کا اہتمام کرتے تھے اور جس سے حضور کو قلق اور اضطراب ہو صحابہ کو سخت دکھ پہنچتا تھا۔ اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ ائمہ کرام اور بزرگوں کی ملاقات کے وقت اچھا لباس پہننا چاہیے۔ اور عمامہ پہن کر ان سے ملاقات کرنی چاہیے۔

قرآن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مرفوع ہے کیونکہ یہ لا تغرر ذلک کے فاعل سے بدلہ احتمال ہے۔ ابن تین نے کہا: **حُشِنَتْ**، مرفوع فاعل ہے اور حُب منصوب مفعول لہ ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ **أَعْجَبَهَا حُشِنَهَا لَا جَلَّ حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّاهَا مُسْلِمُ** کی روایت میں **وَحُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّاهَا**، **بَوَادِ الْعَاطِفَةِ**، علامہ کرمانی نے کہا: **وَحُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** ہی مناسب ہے کیونکہ یہ دوسری روایات کے موافق ہے۔ وہ یہ **يَا لَا تَغْرُرْ ذَلِكِ إِنْ كَانَتْ جَا ذَلِكِ أَذْ صَاحِبُكَ وَأَحْبَبُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یہ بچے غرور میں ڈالے اگر تیری ہمسائی تجھ سے زیادہ خوبصورت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے۔ **قرآن ام سلمہ**، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا محزو مہم ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی محزو مہم ہے اور ام سلمہ اس کے چچا کی بیٹی بنے اس اعتبار سے عمر فاروق کی ام سلمہ سے قربت ہے اور رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ قَوْلِهِ وَإِذَا أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا
فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ
عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأُكَ هَذَا قَالَ
نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! اور جب نبی نے اپنی ایک
بی بی (حفصہ) سے ایک راز کی بات فرمائی،

پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی
نے اسے کچھ بتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ پھر جب نبی نے اُسے اس کی
خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا،

تفسیر : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو راز کی
بات یہ بتائی کہ آپ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اس کے ساتھ
یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا۔ جب ام المؤمنین حفصہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
یہ ذکر کر بیٹھی جبکہ اُن کا گمان یہ تھا کہ اس میں کچھ حرج نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
پر راز ظاہر کر دیا۔ کبھی نے کہا راز یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ سے
فرمایا کہ تمہارا والد عمر اور عائشہ کا والد ابوبکر یکے بعد دیگرے میری امت کے خلیفہ ہوں گے (یعنی) لیکن
یہ معنی سیاق کلام سے بعید تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے راز کے افشاء کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا تھا

۲۵۹۳ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنُ أَبِي رَاهِمٍ
الْمَغِيرَةِ الْجَعْفَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى
ابْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ حَزِينٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَرَدْتُ
أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرَاتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَتَمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَ

حَفْصَةُ **بَابُ قَوْلِهِ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا**
صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ لِتَصْغِيَ لِمِثْلٍ

بَابُ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ يَرْعَوْنَ تَظَاهَرُونَ
تَعَادَلُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَبَقُوهُ اللَّهُ وَآدِبُوهُمْ

جب آپ نے حفصہ کو خبر دی تو انھوں نے کہا جو راز میں نے افشاء کیا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے ؟ تو سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس نے بتایا ہے جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
سے اس معنی میں روایت منقول ہے (پہلے ذکر ہو چکی ہے)

قوله غَرَّتْ ، یعنی حفصہ نے جو راز عائشہ سے ذکر کیا تھا اس کی حفصہ کو خبر دی اور ساری خبر نہ دی ،
ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہا نے کہا میری خواہش تھی کہ میں عمر فاروق سے

پوچھوں تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دوسری سے معاونت کی ابھی میں نے کلام مکمل نہ کیا تھا کہ انھوں نے
فرمایا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں ۔ رضی اللہ عنہا ،

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد انبی کی دونوں بیویاں اگر اللہ
کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئیں

۴۵۹۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ جَعِيدَ بْنَ حَنْثَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ
كَنتُ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمُرَاتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكِّثْتُ سَنَةً لَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا حَتَّى تَخَرَّجْتُ مَعَهُ

یعنی تم پر اللہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے ضرورتاً تمہارے دل راہ سے
کچھ ہٹ گئے ہیں کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو گراں ہے یعنی تحریم مار یہ۔ یہ خطاب حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے ہے
إِنْ تَتُوبَا مُشْرَطًا هُوَ۔ اس کی جزاء فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ہے۔ یعنی تم میں وہ
چیز پائی گئی ہے جو توبہ کو واجب کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ تمہارے دل اس شئی
سے پھر گئے ہیں جو تم پر واجب ہے وہ یہ کہ تم اس شئی کو محبوب جانو جس سے حضور
کو محبت ہے اور جس کو آپ مکروہ جانیں تم بھی اسے مکروہ سمجھو،

قوله صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ، کے معنی ملْتُ میں یعنی میں مائل ہوا۔ ثلاثی مجرد اور مزید فیہ دونوں
بمعنی واحد میں اور وہ میلان کرنا ہے۔ لَتَصْغِي كَيْ مَعْنَى لَتَمِيلُ هِيَ۔ یہ سورۃ انعام کی آیت کریمہ: لَتَصْغِي إِلَيْهِ
أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ، قوله إِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ، یعنی اگر ان پر زور باندھو
داور باہم مل کر ایسا طریقہ اختیار کرو جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار نہ ہو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے
اور جبریل اور نیک اعمال والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں، نیک اعمال والے سے مراد ابوبکر صدیق
ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ بعض نے کہا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق دونوں
مراد ہیں۔ رضی اللہ عنہما، قوله صالح المؤمنین، صالح مفرد ہے یوں بھی ہو سکتا ہے کہ صالحون جمع ہو اور اضافت
کے سبب جمع کا نوٹن گر گیا اور دو ساکن جمع ہونے سے واؤ ساقط ہو گئی اور کتابت میں بھی ساقط کر دی جیسا کہ
یدع الداع ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمام مخلص مسلمان مراد ہوں۔ قوله والملائكة، یعنی اللہ تعالیٰ، جبرائیل اور

حَلَجًا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانِ ذَهَبَ عَمْرٍو لِحَاجَتِهِ فَقَالَ اذْرِكْنِي بِالْوَضُوءِ فَادْرِكْتُهُ
بِالْاَدَاوَةِ فَجَعَلْتُ اَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ
الْمُرَاتَانِ اللَّتَانِ تَطَاهَرْتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا اَتَمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ
وَحَفْصَةُ

بَابُ قَوْلِهِ عَسَى رَبَّةٌ اِنْ طَلَّقَكَ اَنْ يُبَدِّلَ اَزْوَاجًا
خَيْرًا مِنْكَ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَائِمَاتٍ تَزِينُ بِلِبَاسٍ عَابِدَاتِ
سَاحَاتٍ ثِيَابٍ وَابْكَارًا

نیک مومنوں کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔
قوله قَوْلًا اَنْفُسُكُمْ اَلَا يَتَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَوْلًا اَنْفُسُكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ
فَاِذَا دَقَّقْتُمُ النَّاسَ ذَالِجًا دَقَّقًا، کی تفسیر میں کہا اپنی جانوں کو ترک معاصی اور فعل طاعات کی وصیت کرو
اور اپنے اہل و عیال کو پر ریزگاری اور اچھی باتوں کا حکم دو شر سے منع کرو اور انہیں علم و ادب سکھاؤ اور احکام شریعہ
کی تعلیم دو اس آیت کی یہی تفسیر صحیح ہے۔

ترجمہ — ۴۵۹۴ — بحیثیت نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا میں

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا
جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دوسری کی مدد کی اور غلبہ کیا۔ میں نے ایک سال انتظار کیا
میں نے کوئی مقام نہ پایا کہ ان سے سوال پوچھوں حتیٰ کہ میں ان کے ساتھ اس حال میں باہر نکلا کہ میں نے حج
کا قصد کیا تھا۔ جب ہم مقام ظہران میں تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلے تو مجھے کہا
میرے پاس پانی لاؤ میں پانی کا مشکیزہ لے گیا اور ان کے وضو کے اعضاء پر پانی ڈالنے لگا۔ میں نے یہ مقام
سوال پوچھنے کے لئے مناسب خیال کیا تو میں نے کہا یا امیر المؤمنین وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے اتفاق کیا تھا
ابن عباس نے کہا ابھی میں نے کلام پورا نہیں کیا تھا کہ انہوں نے کہا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ (یعنی میرے
سوال کے جواب میں بہت جلدی کی)

۴۵۹۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ
عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُو اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْثَةِ
عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ
فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

یادداشت اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُن کا رب قریب ہے،
اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں مل جائیں
اطاعت والیاں، ایمان والیاں، ادب والیاں، توبہ والیاں، بندگی والیاں
روز داریں بیبیاں اور کنواریاں “

تفسیر : صلی اللہ علیہ وسلم کو آزر دہ کیا اور آپ نے انہیں طلاق دے دی تو سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اور بہتر بیبیاں عطا فرمائے گا۔ اس تخویف سے ازواج مطہرات
متاثر ہوئیں اور اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ خدمت کو بہ نعمت سے زیادہ سمجھا اور حضور
کی دل جوئی اور رضا طلبی مقدم جانی اس لئے آپ نے انہیں طلاق نہ دی۔
ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیویاں آپ کو غیرت دلانے میں جمع ہوئیں تو میں نے اُن سے کہا
عَسَى رَبُّهُ الْآیَةُ توبہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۵۹۵۔ شرح : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت
دلانے میں ازواج مطہرات کا اجتماع عورتوں کی طبیعت کے مطابق تھا۔

یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزارِ خاطر کا موجب تھا۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا اگر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں آپ کو بدل دے گا توبہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی رائے کے موافق قرآن کریم میں پندرہ آیات نازل ہوئیں۔ اُن میں ایک یہ آیت کریمہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ

الْتَفَاوُتُ الْإِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ تَمَيُّزٌ
تَقَطُّعٌ مَنَاقِبُهَا جَوَانِبُهَا تَدْعَوْنِ وَتَدْعَوْنَ مِثْلُ تَذَكُّرُونَ وَ
تَذَكَّرُونَ وَيَقْبِضُنْ يَضْرِبُنْ بِأَجْحَتِهِنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَافَاتٍ
بُسْطٍ أَجْحَتِهِنَّ وَفُؤْرَ الْكُفُورِ

یہ سورت کی ہے اس کی تیس آیات
آیت کریمہ: هَلْ تُحْيِي فِي
کطرف اشارہ کیا۔ اور تفاوت
اور تفوت ہم معنی ہیں جیسے
قولہ تمیز، سے اس آیت کریمہ
طرف اشارہ کیا اور "تقطع" سے اس کی تفسیر کی یعنی جب کافروں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اس کی آواز
گمے کی آواز جیسی سنیں گے کہ جوش مارتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائے گی۔



قولہ مَنَاقِبُهَا سے اس آیت کریمہ: فَاْمَشُوا فِي مَنَاقِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهَا وَاِلَيْهَا تُشْجَرُونَ کی
طرف اشارہ کیا اور اس کی جواںب سے تفسیر کی یعنی تم اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ
اور اسی کی طرف اُٹھا ہے۔

قولہ تَدْعَوْنَ، بسط اس آیت کریمہ: وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ تُدْعَوْنَ اِلَيْهِ تَدْعَوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور
بتایا کہ تَدْعَوْنَ اور تَدْعَوْنَ ہم معنی ہیں اور اس میں تخفیف قطعاً کوئی قراوت نہیں اس لئے یہ تَذَكُّرُونَ اور
تَذَكَّرُونَ کی طرح ہے۔

قولہ يَقْبِضُنْ سے اس آیت کریمہ: وَيَقْبِضُنْ مَا يُمِشْكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمَنُ اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ
کی طرف اشارہ کیا اور يَضْرِبُنْ بِأَجْحَتِهِنَّ سے اس کی تفسیر کی۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں اور کیا انھوں نے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْفَتْحِ

وَقَالَ قَتَادَةُ حَدَّثَنِي الْأَنْصَارِيُّ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا لَنَضَالُونَ
أَضَلُّنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا وَقَالَ غَيْرُهُ كَالصَّيْرِ كَالصَّبْرِ أَنْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ
وَاللَّيْلُ أَنْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ أَيضًا كُلُّ نَمْلَةٍ أَنْصَرَمَتْ مِنْ
مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّيْرِ أَيضًا الْمَصْرُومُ مِثْلُ قَتِيلٍ وَمَقْتُولٍ

اپنے اوپر پرندے نہیں دیکھے (ہو میں اڑتے وقت) پر پھیلاتے اور سمیٹتے اس حالت میں انہیں
گرنے سے کوئی نہیں دیکھا سوائے رحمن کے، یعنی باوجودیکہ پرندے بوجھل موٹے جسم ہوتے ہیں اور شئی ثقیل
طبعاً پستی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ وہ فضا میں نہیں رک سکے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ ٹھہرے رہتے
ہیں۔ ایسے ہی آسمانوں کو جب تک وہ چاہے روکے ہوئے ہے، وہ نہ روکے تو گر پڑیں۔
قولہ صافات سے اس آیت کریمہ: أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ صَافَاتٍ، کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی
تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا۔ پرندے ہو میں اڑتے وقت اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ پھر سمیٹتے ہیں۔
قولہ نفور، سے اس آیت کریمہ: بَلْ لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ، کی طرف اشارہ کیا اور نفور کی کفور
سے تفسیر کی یعنی حق سے دُور ہو گیا۔
آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں کہ حق سے قریب نہیں
ہوتے نفور دراصل نفرت سے ہے۔

سُورَةُ الْفَتْحِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سورت اول سے درسیہ، تک پکٹی ہے اس کے
بعد لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ تک مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورہ منزل کے بعد اور مدثر سے پہلے نازل ہوئی

اس کی باون آیات ہیں۔

”ن“ کے معنی میں مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔ ابن عباس، مجاہد اور مقاتل نے کہا نون وہ پھلی ہے جس نے زمین کو اٹھانے رکھا ہے۔ کلبی اور مقاتل نے اس کا نام بہوت ذکر کیا ہے جبکہ واقدی نے یثوت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بہوت ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا نون سے مراد حرف نون ہے جو لفظ رمضان کے آخر میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ حرف نون میں سے ہے۔
 الـر۔ حـم۔ ن کے حروف مقطعه میں حسن بصری، قتادہ اور ضحاہ نے کہا نون دعوات ہے۔ ابن عباس سے بھی ایک روایت میں یہی مذکور ہے۔ معاویہ بن قزہ نے کہا یہ اللہ کے نور کی لوح (تختی) ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلند ہے۔ ابن کسان سے روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ ام جعفر علیہ السلام نے فرمایا یہ جنت میں بہر ہے۔ یہ تمام اقوال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے ہیں جبکہ تفسیر بالری صحیح نہیں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله ”خُذْ“ اس آیت کریمہ: وَخُذْ ذَا عَلَىٰ خُذْ قَائِدِيْنِ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں قتادہ سے نقل کیا کہ خُذْ یعنی جبریٰ اَنْفِیْم ہے یعنی امور میں مبالغہ اور کوشش کرنا۔ آیت کے معنی یہ ہیں ”اور تھک کے چلے اپنے ارادہ پر قدرت سمجھتے ہوئے کہ کسی مسکین کو نہ آنے دیں گے اور تمام میوہ اپنے قبضہ میں لائیں گے۔ جب باغ کو دیکھا تو اس میں میوہ کا نام و نشان تک نہیں۔“

قوله ”لَصَّاؤُنْ“ سے اس آیت کریمہ: فَلَمَّا دَعَا ذَٰلَکَ اِنَّا لَصَّاؤُنْ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ”اَصْلُنَا مَکَانَ جَنَّتِنَا“ نقل کیا یعنی جب انھوں نے باغ کو دیکھا وہاں میوہ کا نام و نشان نہیں تو کہنے لگے ہم اپنے باغ کی جگہ سے بھٹک گئے ہیں ہم کسی اور باغ میں پہنچ گئے ہیں۔ ہمارا باغ تو بہت میوہ دار ہے۔ پھر جب حور کیا اور اس کے در دیوار کو دیکھا اور پہچانا یہ اپنا ہی باغ ہے تو بولے بلکہ ہم بے نصیب ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ یمن میں ایک باغ تھا جس کو ضرعان کہا جاتا تھا وہ صنعا سے چند میل دور تھا باغ والوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ اس کا میوہ شب کی تاریکی میں اُتاریں گے تاکہ کوئی مسکین وغیرہ نہ پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس باغ میں آسمان سے آل بھیجی اس نے باغ کو جلا کر رکھ دیا جبکہ وہ سو رہے تھے جب بیدار ہوئے اور باغ کی طرف آئے اور اس کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راہ بھٹک گئے ہیں یہ باغ ہمارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے باغ والوں کا امتحان لیا اسی طرح ہم نے مکہ والوں کا قحط سالی کے ساتھ امتحان لیا۔

قوله ”الْحَرِیْمِ“ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فیرونے فَجَنَّتْ کَالْحَرِیْمِ کی تفسیر میں کہا کہ ذکر۔ باغ صمیم کی طرح ہو گیا اور صمیم کی تفسیر صبح سے کی جورات سے جہاں ہوتی ہے اور رات جودن سے جہاں ہوتا

بَابُ قَوْلِهِ عَتَلَ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ

۴۵۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَتَلَ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زِمَةٌ مِثْلُ زِمَةِ الشَّاةِ

ہے۔ اور ریت کے عظیم ٹیلے سے جو چھوٹا ٹیلہ جدا ہوتا ہے اس کو بھی صریم کہتے ہیں۔ صریم بمعنی مصروم بھی ہے جیسے قتل بمعنی مقتول ہے یعنی دراصل صریم بمعنی منقطع ہے۔ اس کا یل و ہنار دو رات۔ دن، پر اطلاق کرتے ہیں یہ اَضْدَاد کے قبیلہ سے ہے۔ یعنی تم سے وہ شمار سے منقطع ہو گیا۔ جس طرح صبح دن سے اور دن صبح سے منقطع ہوتے ہیں۔ نیز صریم بمعنی مٹی کا تودہ بھی ہے جو ریت کے بڑے تودہ سے جدا ہو اور بمعنی مصروم بھی آتا ہے جیسے قتل مقتول کے معنی میں استعمال ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! بدخلق اس کے باوجود بے اصل

۴۵۹۶۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے : عَتَلَ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ ایک قریشی آدمی کے متعلق نازل ہوئی جس میں بکری کی علامت

جیسی علامت تھی۔ شرح : اس سے مراد ولید بن مغیرہ مخزومی ہے۔ زنیم وہ ہے جس کی نسبت ایسی قوم کی طرف کی جائے جس میں سے

وہ نہ ہو یہ زئمۃ شاة سے ماخوذ ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا زنیم اسے کہتے ہیں جو بدی میں مشہور ہو۔ جیسے بکری زئمہ سے مشہور ہوتی ہے۔ عبید بن عمیر نے کہا عتل بہت زیادہ کھانے پینے والا وہ سخت قوی ہو اس کو ترازو میں رکھا جائے تو اس کا وزن جو کے وزن کے برابر نہ ہو ایسے ستر ہزار لوگوں کو ایک فرشتہ ایک ہی دفعہ دو رخ میں پھینک دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زنیم وہ ہے جس کا اصل نہ ہو و حرام زاد بعض زنیم کو دیوث کہتے ہیں۔ بعض نے کہا جو اپنی لڑکی سے بدکاری کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ ولید بن مغیرہ نے اپنی مالی سے جا کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دس باتیں فرمائی ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ

۵۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعْبِدِ بْنِ
خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهَبٍ الْخُرَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِلَّا أَخْبِرْكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوَاقِمٍ
عَلَى اللَّهِ لَا يَبْرَهُ إِلَّا أَخْبِرْكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عَتَلٍ جَوَاطِ مُسْتَكْبِرٍ
بَابٌ قَوْلُهُ يَوْمَ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

بتا دے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہا تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا
کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلایا تو اس سے ہے۔۔۔
ولید نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا تھا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے واقعی
دس عیب ظاہر فرما دیئے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ابو جہل ہے؛ کیونکہ وہ شرارت میں معروف
تھا۔ مجاہد نے کہا وہ اسود بن عبد یغوث ہے۔ سدی نے کہا وہ اخنس بن شریق ہے۔

۵۹۷۔ ترجمہ : حارثہ بن وہب حنذاعی نے کہا میں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں
اہل جنت کی خبر نہ دوں ؟ ہر ضعیف کہ اسے لوگ ناقواں اور حقیر جانتے ہوں اگر وہ اللہ پر
قسم کھائے تو اللہ اس کو پورا کر دے کیا میں تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں ؟ غلیظ سخت
جھگڑا لواء مستکبر لوگ ہیں۔

۵۹۷۔ شرح : یعنی جنت اور دوزخ میں بیشتر ایسے لوگ ہوں گے
یہ نہیں کہ جنت اور دوزخ میں صرف یہی لوگ ہوں گے
متضخف، وہ ہیں جن کو لوگ کمزور اور حقیر جانتے ہوں؛ کیونکہ وہ دنیا میں مفلوک الحال نظر
آتے ہیں۔ اگر متضخف کا مین مفسور ہو تو معنی یہ ہوں گے جو متواضع اور عاجزی کرنے والے ہیں۔ ایسے
لوگ اللہ کے کرم کی امید کرتے ہوئے کہ وہ ان کی قسم پوری کرے گا اگر قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر
دیتا ہے۔ بعض نے کہا اگر اللہ سے دُعا کرے تو اللہ قبول کرے گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس دن پنڈلی کھولی جاگی

کشف ساق سے مراد سختی احوال ہے۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے

۴۵۹۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ
ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ مِمَّعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
يَكْشِفُ رَبَّنَا عَنْ مَآقِفِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ
يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمُوعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ لَطَبًا
وَاحِدًا

۴۵۹۸۔ توجہ : ابو سعید خدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
فرماتے ہوئے سنا۔ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر مومن مرد
اور مومن عورت اس کو سجدہ کریں گے اور جو دنیا میں ریاکاری کے طور پر سجدے کرتے تھے وہ باقی رہ
جائیں گے۔ یہ ریاکار سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے تو ان کی پشت ایک تختہ ہو جائے گی،

۴۵۹۸۔ شرح : اللہ تعالیٰ کی ساق (پنڈلی) متشابہات سے ہے جن کی حقیقت صرف اللہ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں جیسے ید اللہ، اللہ کا ہاتھ

وجہ اللہ (اللہ کا چہرہ) ان کے حقیقی معنی مراد نہیں اس میں علماء کرام کے دو قول ہیں۔ ان میں سے ایک مذہب
سلف کا ہے۔ وہ مَقْصُودِہ میں کہ ان کی تاویل اللہ ہی جانتا ہے۔ ان پر ایمان واجب ہے اور یہ اعتقاد کرنا ضروری
ہے کہ ان سے مراد وہ ہے جو اللہ کی شان کے لائق ہے۔ بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے کہ متشابہات
کی تاویل وہ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ ان میں وہی کلام کر سکتا ہے جو عرب کی زبان میں مہارت رکھتا ہو
اور فروع و اصول کے قواعد سے واقف ہو۔ اُنھوں نے کہا یہاں ”ساق“ سے مراد ”شدت“ ہے۔ یعنی
اللہ تعالیٰ سخت امور کا اظہار فرمائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی تفسیر کی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ”ساق“
سے مراد ”عظیم نور“ ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ
نے فرمایا ”يَوْمَ يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ“، نور عظیم کا ظہور ہوگا اور سب لوگ سجدہ میں گر جائیں گے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ
نے سخت گھبراہٹ میں ڈالنے والے امر سے تفسیر کی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ رب العزت کے
حجابات ہیں جو مومنوں کے لئے قیامت میں ظاہر کرے گا۔ ربیع نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قیامت کے
روز حجاب کھولا جائے گا تو جو لوگ دنیا میں ایمان لائے تھے تمام سجدہ میں گر جائیں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ
قیامت دار جزاء ہے۔ دار عمل نہیں سجدہ کرنا عمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سجدہ بطور تکلیف نہیں بلکہ اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ الْحَاقَّةِ

عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ يُرِيدُ فِيهَا الْوَرَى الْقَاضِيَةَ الْوُتَةَ الْأُولَى الَّتِي مَتَّاهُمْ
أَحْيَا بَعْدَ هَامِنْ أَحَدِ عَنَّهُ حَاجِزِينَ أَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمِيعِ وَلِلْوَاحِدِ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْوَتِينَ نِيَاطُ الْقَلْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَغَى كَثُرُوا
يُقَالُ بِالطَّاعِيَةِ بَطْخِيَاهُمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخِزَانِ كَمَا طَغَى
الْمَاءُ عَلَى قَوْمٍ نَوَّجَ

کے تقرب اور اس سے لذت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

قولہ طبقا و احداً یعنی ان کی پشت ایک تختہ ہو جائے گی۔ وہ بیڑھے نہیں ہو سکے۔ لہذا وہ رکوع و سجود پر
قادر نہ ہوں گے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ تکلیف مالا یطاق، جائز ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
يَدْعُونَ إِلَى التَّجْوُدِ فَلَا يُسْتُطِيعُونَ، ان کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے گا انہیں سجدہ کرنے کی استطاعت
نہ ہوگی، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں؛ کیونکہ آخرت دار تکلیف نہیں اور سجدہ کرنے کے لئے لوگوں کو بلانا محض جبر و توسیع
اور امتحان کے لئے ہے واللہ ورسولہ اعلم!

سُورَةُ حَاقٍ

بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ اس کی باون آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قولہ حُومًا سے اس آیت کریمہ: تَخْرُجُهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَ ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا
کی طرف اشارہ کیا اور مُتَتَابِعَةً سے اس کی تفسیر کی متتابعہ کے معنی لگاتا رہیں یعنی قوم مادر پر گرجتی

آندھی قوت سے لگا دی وہ سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار سخت سردی کے موسم میں چلتی رہی قولہ عِشَّة دَاضِيَّة
اس آیت کریمہ قُرْآنِ عِشَّة دَاضِيَّة کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں سعید بن جبیر نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ
جس میں رضا ہو۔ علماء معانی کے نزدیک یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔ یعنی وہ عیشہ ذاتِ بقاء میں ہے کیونکہ
عیشہ مرضیہ ہوتی ہے۔ اور آیت کریمہ میں بقاء کو عیش کے لئے ثابت کیا ہے۔ حالانکہ دراصل رضا صاحب
عیش کی صفت ہے۔

قولہ القاضِيَّة، سے اس آیت کریمہ: يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَّةَ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَّةُ کی طرف
اشارہ کیا۔ یعنی مائے کسی طرح موت ہی قصہ چکا جاتی اور حساب کے لئے نہ اٹھایا جاتا اور یہ ذلت و رسوائی
پیش نہ آتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا جو میں نے دنیا میں جمع کیا تھا وہ ذرا بھی میرا عذاب ٹال نہ سکا۔
قولہ مِنْ أَحَدٍ حَاجِزِينَ، سے اس آیت کریمہ: فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ کی
طرف اشارہ کیا یعنی پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا، عَنْهُ میں ضمیر کا مرجع قتل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
یعنی وہ قتل سے بچ نہیں سکتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت سے نکل نہیں سکتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد
یہ ہے کہ لفظ أَحَدٌ جمع اور واحد دونوں کے لئے ہے کیونکہ نکرہ جزئی میں مفید عموم ہوتا ہے۔

قولہ الْوَتِينَ، سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ
نے اس کی تفسیر میں کہا وَتِينَ دل کی رگ جب وہ کٹ جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں پھر
اُن کی رگ دل کاٹ دیتے، جس کے کاٹتے ہی موت واقع ہو جاتی،

قولہ طغی، سے اس آیت کریمہ: اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ مَحَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ، کی طرف اشارہ کیا
اور طغی، کی کثرت سے تفسیر کی، یعنی بے شک جب پانی زیادہ ہوا تھا (اور وہ درختوں، عمارتوں، پہاڑوں اور
ہر چیز سے بلند ہو گیا تھا) تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا (اور حضرت نوح علیہ السلام کو اور اُن کے ساتھ والوں کو جو
اُن پر ایمان لائے تھے نجات دی اور باقیوں کو غرق کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا طغی بمعنی کثر ہے۔ کہا جاتا
ہے۔ بِالطَّغْيَةِ یعنی بطغیانہم یعنی وہ اپنی سرکشی کے باعث ہلاک ہوئے۔ اور کہا جاتا ہے طَغَتْ عَلَى الْخِزَانِ
جیسے پانی قوم نوح علیہ السلام پر تجاوز کر گیا تھا۔ ان پر ہوا حد سے بڑھ گئی۔ اور ضبط سے نکل گئی۔ برزخ کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کھیاں کی مقدار سے زیادہ ہوا نہیں چھوڑی اور نہ ہی ایک کھیاں
سے زیادہ بارش کا خطرہ بھیجا ہے سوا یوم عاد اور یوم نوح کے، جو ضبط سے نکل گئی تھی۔ خِزَانِ خازن کی
جمع ہے۔ قولہ غَسَلِينَ، سے اس آیت کریمہ: وَلَا طَعَامٌ مِّنْ غَسَلِينَ، کی طرف اشارہ کیا یعنی نہ
کچھ کھانے کو مگر دوزخیوں کا پیپ۔ غَسَلِينَ جو دوزخیوں کی پیپ سے بہنے لگے گا۔ صخاک اور ریح نے کہا
غَسَلِينَ دوزخ میں درخت ہے جس کو وہ کھائیں گے۔ قرآن کے غیر نے غَسَلِينَ کی تفسیر یہ کی ہے کہ جس
کو تم دھوؤ تو جو سٹی اس سے نکلے اس کو غَسَلِينَ کہتے ہیں۔ پس غَسَلِينَ غَسَلِينَ کے وزن پر غَسَل سے ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ سَالِ سَائِلُ

وَالْفَصِيلَةُ أَصْغَرُ أَبَاةِ الْقُرْبَى إِلَيْهِ يَنْتَهِي مِنْ أَنْتَهَى لِلشَّوَى
الْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْأَطْرَافِ وَجِلْدَةُ الرَّاسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ
وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوَى وَالْعَزُونَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَ
وَاحِدَهَا عَزَنَةٌ

اور شئی سے مراد زخم وغیرہ ہیں۔

قوله أَخْجَازُ تَخْلٍ سے اس آیت کریمہ : كَأَنَّهُمْ أَخْجَازُ تَخْلٍ خَاوِيَّةٌ، کی طرف اشارہ
کیا اور اعجاز کی تفسیر مصل سے کی خلو یہ یعنی ساقط ہے۔ یعنی گویا وہ کھجوروں کے ڈھنڈ ہیں گہرے ہوئے۔
قوله بَاقِيَّةٌ سے اس آیت کریمہ : قُلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَّةٍ، کی طرف اشارہ کیا اور اس
کی تفسیر بقیہ سے کی "تو تم ان میں کوئی بچا ہوا دیکھتے ہو؟ یعنی موت نے انہیں ایسا ڈھادیا کہ آکھوں دوز
جب صبح کو وہ سب لوگ ہلاک ہو گئے تو ہواؤں نے انہیں اڑا کر سمندر میں پھینک دیا اور ایک بھی باقی نہ رہا۔

سُورَةُ سَالِ سَائِلُ

اس کو سورہ معارج بھی کہتے ہیں یہ مکتی ہے۔ اس کی چوالیس آیات ہیں۔

قوله الْفَصِيلَةُ سے اس آیت کریمہ : وَفَصِيلَتُهُ تَلْحَقُ تَلْوِيَّةً، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں کہا کہ
فصیل وہ قریبی رشتہ دار ہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے
قوله لِلشَّوَى سے اس آیت کریمہ : "مَلَأْنَا تَحَاظِي تَزَاخَةً لِلشَّوَى" کی طرف اشارہ کیا یعنی ہرگز
نہیں دے کہ اس کے کام نہ آئے گا اور کسی طرح وہ مناب سے بچ نہ سکے گا (وہ تو بھرکتی آگ ہے کھال اُتار
لینے والی)، شوی کے معنی دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، اطراف بدن اور سر کی کھال کے ہیں۔ مقصد یہ ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ اِنَّا اَرْسَلْنَا

اَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا يُقَالُ غَدَا طَوْرُهُ اَيُّ قَدْرُهُ وَالْكُبَارُ
اَشَدُّ مِنَ الْكُبَارِ وَكَذَلِكَ جَمَالٌ وَجَمِيلٌ لِانَّهُمَا اَشَدُّ مَبَالِغَةً وَكِبَارًا
الْكَبِيرُ وَكِبَارًا اَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالْعَرَبُ تَقُولُ رَجُلٌ حَسَنٌ مُخَفَّفٌ
وَجَمَالٌ مُخَفَّفٌ دَيَّارًا مِنْ دَوْرٍ وَلَكِنَّهُ قِيَعَالٌ مِنَ الدَّوْرَانِ كَمَا قَرَأَ
عُمَرُ الْحَيُّ الْقَتَّامُ وَهِيَ مِنْ قُتٍّ وَقَالَ غَيْرُهُ دَيَّارًا اَحَدًا ثَبَارًا هَلَاكًا
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَدَارًا رَايْتُ بَعْضَهَا بَعْضًا وَقَارًا عَظْمَةً

دو زخ کی آگ بھڑکائی جائے گی اور وہ ان اعضاء کو چیرے اور کھال سے دُور کر دے گی۔ ان کو اشواۃ بھی کہا جاتا ہے۔ اور جو عضو قتل کی جگہ نہ ہو اس کو شواہت کہتے ہیں۔

قوله الْعَزُّونَ، سے اس آیت کریمہ: فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُخْطِعِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِّينَ، کی طرف اشارہ کیا۔ ان کافروں کو کیا ہوا تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں داہنے اور بائیں گروہ کے گروہ عِزُّونَ بکسر العین بمعنی گروہ اور جماعتیں اس کا واحد عِزَّةٌ ہے۔ کافر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقے باندھ کر گروہ کے گروہ جمع ہوتے تھے اور آپ کا کلام مبارک سنتے اور اس کو جھٹلاتے اور استہزاء کرتے اور کہتے اگر یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ہم ضرور ان سے پہلے اس میں داخل ہوں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کافروں کا کیا حال ہے کہ آپ کے پاس بیٹھتے بھی ہیں اور گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھتے بھی ہیں پھر سُن کر نفع نہیں اٹھاتے۔

قوله يَوْفِضُونَ، سے اس آیت کریمہ: كَاٰهَمُّوْا اِلٰی نَصِیْبِ يَوْفِضُوْنَ، کی طرف اشارہ کیا گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں جیسے جھنڈے والے اپنے جھنڈے کی طرف دوڑتے ہیں۔ يَوْفِضُونَ، کی تفسیر الفاض یعنی اسراع سے کسی یعنی وہ تیز دوڑتے ہیں (لپک رہے ہیں) یعنی جس وقت صحیحہ اخیر میں گئے تو اپنے بتوں

کی طرف دوڑیں گے جس کو وہ پوچھا کہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نصب کی تفسیر غایت سے کی ہے

سورہ نوح علیہ السلام

یہ سورت کئی سے نخل کے بعد اور سورہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے نازل ہوئی، اس کی اٹھارہ آیات ہیں
 قوله اٰطُواْنَا سے اس آیت کریمہ: وَقَدْ خَلَقَكُمْ مِّنْ اَطْوَاْنَا کی طرف اشارہ کیا یعنی اس نے تمہیں
 طرح طرح بنایا۔ کبھی غلطہ کبھی علقہ، کبھی مضغہ، کبھی غلام (بڑیاں) اور ہڈیوں پر گوشت پیدا کیا اور تمہاری خلقت
 کامل کی ان مقامات میں طوطہ یعنی تارہ (کبھی) ہے اور یعنی قدر بھی آتا ہے۔ اس کی طرف امام نے اذیقال عدا طوطہ
 سے اشارہ کیا یعنی وہ اپنی حد سے بڑھ گیا۔

قوله وَلَكِنَّهَا سے اس آیت کریمہ: وَمَكُونُا مَكُونًا کی طرف اشارہ کیا۔ کبار بتشد الباء کے
 کے معنی میں کبار بتحقیق الباء سے زیادہ سخت ہے کثرت حروف کثرت معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح
 جمال بتشد الباء اور عیال میں کہ جمال کے معنی میں عیال کے معنی سے زیادہ مبالغہ ہے۔ کبار مشد بہ معنی کبیر ہے۔ ایسے
 ہی کبار مخفف ہے۔ اسی طرح حُتَّان مشد و حسان مخفف سے ابلغ ہے اور جمال مشد و جمال مخفف سے ابلغ ہے
 قوله دَيَّارًا سے اس آیت کریمہ: ذٰلِكَ لَا تَذَرُ عَلٰی الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا کی طرف اشارہ
 کیا۔ زمین پر کوئی بسنے والا کافر نہ چھوڑے۔ دَيَّارٌ دور سے مشتق ہے اس کا وزن فِعْعَالٌ ہے۔ دراصل دَيَّارٌ تھا۔ واو کو
 یاء سے بدل کیا اور یاء کو یاء میں ادغام کیا اس کا وزن فَعَالٌ ہے، نہیں؛ کیونکہ اس کا اصل دَوَّارٌ نہیں تاکہ اس کا
 وزن فَعَالٌ ہو۔ جیسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللّٰہُ اَلْحَمْدُ الْقِيَامُ، الْقِيَامُ کی جگہ پڑھا اور یہ قِيَامٌ سے ماخوذ ہے یہ بالکل
 قِيَامٌ کی طرح ہے۔ یعنی قِيَامٌ بروزن فَعَالٌ نہیں بلکہ بروزن فِعْعَالٌ ہے جیسا کہ دَيَّارٌ بروزن فِعْعَالٌ ہے۔ ابن ابی داؤد
 نے کئی طرق سے ذکر کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قِيَامٌ پڑھا ہے۔ سعید بن سائب سے بھی یہ منقول ہے
 بعض نے کہا اس کا مقتضی یہ ہے کہ اُخْرٌ کو مقدم ذکر کیا جائے ورنہ معنی درست نہ ہوگا۔ اس بعض نے کہا
 دَيَّارٌ بمعنی اُخْرٌ ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ لَا تَذَرُ عَلٰی الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ اَحَدًا، زمین پر کافر نہ چھوڑے،
 تعبیری نے اس معنی کی طرف یوں اشارہ کیا کہ اُنھوں نے کہا دَيَّارًا اَحَدًا يَذَرُ فِي الْاَرْضِ فَيَذْهَبُ وَيُحْجَىٰ، یعنی
 زمین میں پھرنے والا آتے جانے والا کوئی نہ چھوڑے۔

قوله تَبَارًا سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا، تبار بمعنی ہلاک ہے یعنی
 کافروں کو زیادہ نہ کر مگر تباہی۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم کے تمام کفار
 کو عذاب سے ہلاک کر دیا۔

بَابُ دُذَا وَلَا سُوعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا
 ۴۵۹۹۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ
 اِبْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءُ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ صَارَتِ الْاَوْتَانُ الَّتِي كَانَتْ
 فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدَ اَمَّاوُدُ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ
 وَاَمَّا سُوعًا كَانَتْ لِهَذِيلٍ وَاَمَّا يَغُوثُ فَكَانَتْ لِمِرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي
 غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَا وَاَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ وَاَمَّا
 نَسْرُ فَكَانَتْ لِحَمِيرٍ لَالِ ذِي الْكَلَاءِ وَنَسْرًا اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ

قوله مِدْرَارًا، اس آیت کریمہ : وَيُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا، کی طرف اشارہ کیا
 اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یَتَّبِعُ بَعْضُهُ بَعْضًا، سے کی یعنی پے درپے آت کے
 معنی یہ ہیں تم پرپے درپے بارش برساتے گا۔
 قوله دُذَا، سے اس آیت کریمہ : مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا، کی طرف اشارہ کیا اور وقار
 کی عظمت سے تفسیر کی یعنی تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے اس طرح کہ اس پر
 ایمان لاؤ، حسن بصری نے کہا تم اللہ کی عظمت نہیں جانتے ہو۔ حسن بصری نے کہا تم اللہ کا حق نہیں پہچانتے
 ہو اور اس کی نعمت کا شکر نہیں کرتے ہو۔ سعید بن جبیر نے کہا تم ثواب کی امید نہیں کرتے ہو اور عذاب سے
 ڈرتے نہیں ہو۔

بَابُ اللّٰهِ تَعَالٰی کا ارشاد! کافر بولے (عوام سے)

ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو،

اور ہرگز نہ چھوڑنا دُذَا، سُوع، یَغُوث، یَعُوق اور نَسْر کو اور انھوں نے بہتوں کو بہکایا
 ۴۵۹۹۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں

مِنْ قَوْمٍ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكَوْا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ انْصِبُوا إِلَيَّ
مَجَالِسَ مَالٍ كَمَا نَايَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَصَمَوْهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمَّ
تَعَبَدُ حَقًّا إِذْ هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَلَسَّخَ الْعِلْمُ عُبْدَتِ

جو بت تھے بعد میں وہ عرب میں معبود بنائے گئے۔ وَذَ ذُوْمَتَ الْجَنْدُلُ میں قبیلہ کلب کا بت تھا۔ سواع قبیلہ
بذیل کا یغوث قبیلہ مراد کا پھر یغوث میں قبیلہ بنی غلیف کے بت تھے۔ بہر حال یعوق یہ ہمدان کے لوگوں
کا بت تھا اور نسر حیمیر کا جو ذی السکالغ کے لوگوں سے تھا۔ بت تھا۔ یہ یمن میں سبا کے قریب نوح علیہ السلام
کی قوم میں سے نیک لوگ تھے جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے اُن کے دلوں میں یہ ڈالا کہ ان کو اپنی مجلسوں
میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے بت نصب کر دو۔ اور ان کے نام وہی رکھو جو اُن کے نام تھے۔ پس لوگوں نے ایسا
ہی کیا اور ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی حتیٰ کہ جن لوگوں نے ان کو نصب کیا تھا ہلاک ہو گئے اور ان کا علم
جاتا رہا تو ان کی عبادت کی جائے لگی اور لوگوں نے ان کو اپنے خدا گمان کر لیا۔

۴۵۹۹

شرح : محمد بن کعب سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے۔ وَذَ

سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ اُن میں سے ایک فوت ہو گیا

تو وہ بہت غمناک ہوئے۔ شیطان نے کہا میں تمہارے لئے اس جیسا بنا دیتا ہوں جب اس کو دیکھو گے تو
اسے یاد کرو گے اُنہوں نے کہا درست ہے۔ کرو! شیطان نے مسجد میں تانبہ اور بیتل سے ایک صورت بنائی
پھر دو سرا فوت ہو گیا تو اس کا مجسمہ بنایا حتیٰ کہ سارے فوت ہو گئے اور اشیاء بدل گئیں حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد
اُنہوں نے اللہ کی عبادت ترک کر دی۔ شیطان نے کہا تمہیں کیا ہوا کہ تم اپنے خدا اور اپنے آباء کے خداؤں
کی عبادت نہیں کرتے ہو۔ کیا تم ان کو اپنے معلوں میں نہیں دیکھتے ہو۔ پس لوگوں نے اللہ کے سوا بتوں کی
پوجا شروع کر دی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے ذکر کیا کہ سہیلی نے کہا یغوث حضرت ثیث علیہ السلام کے بیٹے تھے ان کی عبادت کی ابتداء مہلایل بن
قینان کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ کتاب العین میں ہے ”وَذَ“ نوح علیہ السلام کی قوم کا بت تھا اور
وَذَ کی داؤد مضموم ہو تو یہ قریش کا بت تھا۔ مادری نے کہا سب سے پہلے اس کی عبادت کی گئی اس کو
وَذَ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ اس سے محبت کرتے تھے اور نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد یہ ذومتہ الجندل
میں قبیلہ کلب کا بت تھا۔ سواع عورت کی شکل میں مجسمہ بنایا گیا تھا۔ یہ قبیلہ بذیل کا بت تھا اور یغوث
پہلے قبیلہ مراد کا بت تھا۔ سواع عورت کی شکل میں مجسمہ بنایا گیا تھا۔ یہ قبیلہ بذیل کا بت تھا اور یغوث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ قُلْ أَوْحَىٰ إِلَىٰ

وَقَالَ الْحَسَنُ جَدُّ رَبِّنَا غِنَارِ بَنَّا وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَلَدُ رَبِّنَا وَقَالَ
أَبِرَاهِيمَ أَمْرُ رَبِّنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَبَدًا أَعْوَانًا

پہلے قبیلہ مراد کابت تھا پھر بنی عطیف کا بحر ف یا جو ف میں بت تھا جو لمن کی زمین میں ہے۔ واللہ اعلم!
قولہ الاوثان،، دثن کی جمع ہے۔ دثن وہ ہے جو لکڑی یا پتھر یا چاندی یا جو
سے بنایا ہوا مجسمہ ہو۔ عرب لوگ اوثان کو نصب کر کے ان کی عبادت کرتے تھے۔

سُورَةُ حٰن

یہ سورت مکی ہے اس کی اٹھٹائیس (۲۸) آیات ہیں۔
قولہ لَبَدًا سے اس آیت کریمہ: لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوكَ كَاذًا وَيَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا
کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَبَدًا کی تفسیر اَعْوَان یعنی جماعت سے کی۔ یعنی جب اللہ کا
بندہ در سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت بطنِ بخندہ میں اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا (نماز پڑھنے) تو قریب تھا
کہ وہ جن اس پر جمع ہو جائیں؛ کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و تلاوت اور آپ کے اصحاب کی اقتداء
نہایت عجیب اور پسندیدہ معلوم ہوئی اس سے پہلے انہوں نے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا اور ایسا بے مثل کلام
نہ سنا تھا۔ قولہ لَبَدًا اور اصل لَبَدًا کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے کے مجتمع ہونے والے اور قرآن کریم کی سماعت
میں ہجوم کے ہجوم ایک دوسرے کے اوپر گرنے والے حسن بصری، قتادہ اور ابن زید نے اس کی تفسیر میں کہا کہ جب
اللہ کا بندہ دعوتِ اسلام دینے کے لئے اٹھا تو انسان اور جن اس پر جمع ہو گئے اور جو حق وہ لے کر
آیا تھا اس کو باطل کرنے کے لئے اس پر غلبہ کرنے لگے اور اللہ کا نور بجھانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا
انکار کیا جبکہ وہ اس امر کو پورا کرنے والا ہے۔ اور اپنے بندے کی مخالفت کرنے والوں کے مقابلہ میں اپنے
بندہ کا مددگار ہے۔ قولہ بَخْسًا،، سے اس آیت کریمہ: فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا دَهْقًا،، کی طرف اشارہ کیا اور
اس کی تفسیر نقص سے کی عرب کے کلام میں رهن کے معنی گناہ اور محارم کے ارتکاب کرنے کے ہیں۔

۴۶۰۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقٍ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَا حَالٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَّثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَّثَ فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالٌ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلِقِ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَهُمَا مَتَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَلَّةٍ وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوقٍ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسْمَعُوهُ فَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ فَمِنْ ذَلِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَامْتَنَّا

۴۶۰۰۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

چند صحابہ کرام کے ساتھ منڈی عکاظ کا قصد کرتے ہوئے گئے، جلالہ شیطافوں اور آسمانی خبروں کے درمیان حجاب حائل ہو چکا تھا اور ان پر آگ کے شعلے مارے جانے لگے تھے۔ تو شیطان واپس لوٹ گئے اُن سے کہا تمہارا کیا حال ہے کہ واپس آ گئے ہو، انھوں نے کہا ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان مانع واقع ہو گیا ہے۔ اور ہم پر آگ کے شعلے پھینکے جاتے ہیں۔ کہا تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان کوئی نئی شئی حائل ہوئی ہے۔ تم زمین کے مشرق اور مغرب میں چلے جاؤ اور دیکھو یہ کیا ہے جو حائل ہوا ہے پس وہ گئے اور زمین کے مشرق و مغرب میں گئے۔ اس حال میں کہ وہ دیکھتے تھے کہ وہ کونسی نئی شئی ہے جو ان کے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہے۔ راوی نے کہا جو تمہارے کی طرف گئے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ

بِهِ وَلَنْ تُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۖ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَىٰ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ وَانْمَأْوَى إِلَىٰ قَوْلِ الْحَنِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نخلہ میں گئے، حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم منڈی عکاظ کا قصد کئے ہوئے تھے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا اور کان لگا کر سنا تو کہنے لگے یہ ہے وہ شئی جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہوئی ہے۔ جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔
قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ الْآيَةُ۔ ابن عباس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کا قول وحی کیا گیا تھا۔

شرح : عکاظ بضم سین و فتح الکاف عرب کی مشہور منڈی ہے۔ نخل مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان وادی ہے۔ لوگ وہاں سارا شوال اقامت کرتے۔ — ۴۶۰۰

خرید و فروخت کرتے اور ایک دوسرے پر فخر کی باتیں کیا کرتے تھے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف لے گئے اور بعثت کے دسویں سال واپس تشریف لائے تو یہ واقعہ ہوا تھا، لیکن اشکال یہ ہے کہ اس حدیث میں آپ کے ہمراہ چند صحابہ کرام کا ذکر ہے، حالانکہ جب آپ طائف تشریف لے گئے تھے تو زید بن حارثہ کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے یا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے تھے تو چند صحابہ کرام راستہ میں ملے اور آپ کے ساتھ ہم سفر ہو گئے تھے (قططانی) قولہ شہب بضم الثین والہا شہاب کی جمع ہے۔ احادیث و اخبار سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ بعثت کی ابتداء کا ہے۔ اور جنوں کا قرآن کریم کی سماعت کے لئے آنا طائف کی طرف تشریف لے جانے سے دو سال قبل ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جنوں نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ صحابہ کو صبح کی نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نماز معراج کی شب فرض ہوئی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور ایک نماز غروب ہونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جنات کا اپنی قوم سے یہ کہنا لگتا تھا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا، جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر جمع ہو جائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب جنات نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور دیکھا کہ آپ کے صحابہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور آپ کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں تو صحابہ کرام کے آپ کی اطاعت کرنے سے حیران رہ گئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْمُرْمِلِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَتَبَثْلُ أَخْلَصُ قَالَ الْحَسَنُ أَنْكَالًا قِيُودًا مُنْفَطِرٌ
مُثْقَلَةٌ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبْنَا مُجِيلًا الرَّمْلُ السَّائِلُ وَبَيْلًا مُشْدِيدًا

اور اپنی قوم سے یہ ذکر کیا، اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کو نہیں دیکھا
اور نہ ان پر قرآن پڑھا اس مقام میں صرف اتفاق ہو گیا تھا کہ آپ کے نماز پڑھاتے وقت جہات بھی دہاں پہنچ
گئے۔ اور نماز میں آپ کی قرأت سنی تو اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی۔

(حدیث ۷۴، جلد ۱: ۱ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت نئی ہے اس کی انیس یا بیس آیات ہیں
مزل در اصل مُشَرَّكَل تھا۔ تلو کو زاء سے بدل کر کے ادغام کر دیا۔ قولہ تَبَثْلُ، سے اس آیت کریمہ
وَتَبَثْلُ إِلَيْهِ يُبْثِلُ، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا تَبَثْلُ بمعنی أَخْلَصُ ہے۔ صرف اللہ کی عبادت کرو!
عطاء نے کہا بمعنی انقطاع ہے۔ یہ لغوی معنی ہے۔

قولہ أَنْكَالًا، سے اس آیت کریمہ: إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا، کی طرف اشارہ کیا۔ حسن بصری نے کہا
أَنْكَالُ بمعنی قیود ہے۔ یعنی ہمارے پاس قیود اور دوزخ ہے۔

قولہ مُنْفَطِرٌ، سے اس آیت کریمہ: "يَوْمَ مَا يُجْعَلُ الْيُولَدَانِ شَيْبًا السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ، کی
طرف اشارہ کیا اور مُثْقَلَةٌ، سے اس کی تفسیر کی۔ وہ دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور آسمان اس سے بھاری
ہو جائے گا۔ یعنی قیامت کے دن کی شدت دہشت آسمان کے انقطاع کا سبب ہوگی۔ منفطر آسمان کی صفت
ہے اور آسمان مؤنث اس کی صفت مذکر لانا تاویل پر مبنی ہے۔ یعنی سَقْفٌ، مُنْفَطِرٌ، یا مُنْفَطِرٌ بِأَدَاتِ
الْإِنْفِطَارِ، قولہ كَتَبْنَا مُجِيلًا، سے اس آیت کریمہ: وَكَانَتْ الْجِبَالُ كَتِيبًا مُجِيلًا، کی طرف اشارہ کیا اور

رمل سائل بمعنی بہنے والی ریت سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی پہاڑ بہتا ہوا ریت کا ٹیلہ ہو جائیں گے۔ قولہ وَبَيْلًا، سے اس
آیت کریمہ: فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُرْمِلِينَ، کی طرف اشارہ کیا اور ضمیر یہ سے دلیل کی تفسیر کی یعنی ہم نے اس کو سخت پھوٹا اسی ماہ سے دہاں ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ الْمَدَّثَرِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَسِيرٌ شَدِيدٌ قَسُورَةٌ رَكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَقَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ الْأَسَدُ وَكُلُّ شَدِيدٍ قَسُورَةٌ مُسْتَنْفِرَةٌ نَافِرَةٌ مَذْعُورَةٌ
۴۶۰۔۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَقْلِ مَا نَزَلَ
مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَدَّثَرُ ثَمَلْتُ لِقَوْلُونَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ
فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي
قُلْتُ فَقَالَ جَابِرٌ لَا أَحَدٌ تُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ الْمَدَّثَرِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی چھپن (۵۶) آیات ہیں !
قوله عَسِيرٌ، سے اس آیت کریمہ : فَذَٰلِكَ يَوْمُئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ، کی طرف اشارہ کیا
بھراس کی شدید سے تفسیر کی یعنی وہ سخت دن ہے۔ قوله قَسُورَةٌ، سے اس آیت کریمہ : كَانَهُمْ جُورٌ
مُسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ، کی طرف اشارہ کیا اور قَسُورَةٍ کی تفسیر دِكَرُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ سے کی
یعنی لوگوں کا شور و غوغا، آیت کے معنی یہ ہیں، گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ لوگوں کے شور و غوغا سے
بھاگے چلیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : قَسُورَةٌ، یعنی شیر ہے ہر سخت قسورہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما

قَالَ جَاوَزْتُ بِحَرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ حَرَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيْتُ فَنَظَرْتُ
عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أُنْشِئْ وَلَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أُنْشِئْ وَلَنَظَرْتُ أَمَامِي
فَلَمْ أُنْشِئْ وَلَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أُنْشِئْ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَأَتَيْتُ
خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دُرِّي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَرُونِي وَصَبُّوا
عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَتَنَزَّلَتْ يَأَيُّهَا
الْمَدَّثَرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبُّكَ فَكَبِيرٌ

نے کہا عرب کی زبان میں قصورہ کا معنی اسد ہے اور فارسی زبان میں شیر اور حبشی زبان میں قصورہ ہے۔ مُسْتَنْفِر۔
بھاگنے والے مذکورہ، گھبراتے ہوئے خائف۔

۴۶۰۱ — ترجمہ: یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے قرآن میں پہلی آیت

کے نزول کے متعلق پوچھا کہ قرآن میں پہلے کونسی آیت نازل ہوئی، انھوں نے کہا: ”يَا أَيُّهَا الْمَدَّثَرُ“ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں: ”إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“، پہلے نازل ہوئی، ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے اس کے متعلق پوچھا اور انہیں وہی کہا جو تمہیں کہا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی۔ آپ نے فرمایا میں نے غار حراء میں احتکاف کیا جب میں نے احتکاف مکمل کر لیا اور پہاڑ کی غار سے نیچے اُترا تو مجھے ایک آدمی آواز سنائی دی میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا آگے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پیچھے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا میں نے سر اوپر اٹھایا تو ایک شیئی دیکھی (وہ فرشتہ تھا جو حراء میں آیا تھا اور زمین آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا مجھے کبسل اڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو تو یہ آیت کریمہ: ”يَا أَيُّهَا الْمَدَّثَرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبُّكَ فَكَبِيرٌ“ نازل ہوئی۔

۴۶۰۱ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مشہور بلکہ صحیح یہ ہے کہ سب پہلے قرآن کریم

کی یہ آیت کریمہ: ”إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ“ نازل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہ ”يَا أَيُّهَا الْمَدَّثَرُ“ پہلے نازل ہوئی ہے بلکہ جابر نے اجتہاد اور اپنے ظن کے اعتبار سے یہ ذکر کیا۔ یہ مشہور حدیث کے منافی نہیں جو بخاری کی ابتداء میں مذکور ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ سب سے پہلے ”إِقْرَأْ“ نازل ہوئی۔ نیز یہ واضح بات ہے کہ وحی کے عین سال انقطاع کے بعد دوسری بار کا

بَابُ قَوْلِهِ قُمْ فَأَنْذِرْ

۴۶۰۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
ابْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْيَمَنِ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَزْتُ
بِحِرَاءٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

بَابُ قَوْلِهِ وَرَبِّكَ فَكَذَّبْ

۴۶۰۳۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ
قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيْ الْقُرَّانِ
أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أَنْبِئْتُ أَنْتَ أَقْرَأُ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي

یہ واقعہ ہے۔ لہذا صحیح حدیث کے یہ منافی نہیں۔ اور جابر کا کلام اُن کے ظن پر مبنی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلام شریف میں کہیں تصریح نہیں کہ پہلے مدثر نازل ہوئی شیخ نے اس توجیہ کو محل نظر قرار دیا؛ کیونکہ جابر
کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے فرشتہ دیکھا جو اس سے پہلے غارِ حراء میں آیا
تھا۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ جس آیت کریمہ میں تبلیغ احکام کا ذکر ہے۔ یہ وہ آیت ہے۔
(حدیث ع ۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! كهرے ہو جاؤ پھر درساؤ!

۴۶۰۲۔ ترجمہ: یحییٰ نے کہا میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا سب سے پہلے
قرآن کریم کا کون سا کلمہ نازل ہوا۔ انھوں نے کہا یا ایُّھا المدثر میں نے ابوسلمہ سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے
کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ پہلے نازل ہوئی۔ ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا کونسی آیت قرآن

خَلَقَ فَقَالَ ابُوسَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيْ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ أَوَّلُ فَقَالَ
يَا أَيُّهَا الْمَذْثَرُ فَقُلْتُ أَمِنْتُ أَنْهُ إِقْرَأُ بِاسْمِ رَبِّكَ فَقَالَ لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاوَزْتُ
فِي حَرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَاسْتَبَطَنْتُ الْوَادِي فَتَوَدَّيْتُ
فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ
بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَاتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَرِّمُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً
بَارِدًا فَانْزَلَ عَلَيَّ يَا أَيُّهَا الْمَذْثَرُ ثُمَّ فَاذْكُرُوا رَبَّكَ فَكَبِّرْ
بَابُ قَوْلِهِ وَتَبَارَكَ فَطَهَّرْ

پہلے نازل ہوئی۔ انھوں نے کہا یا ایُّھا المذثر میں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ مدِّ اِقْرَأُ بِاسْمِ رَبِّكَ، پہلے نازل ہوئی
انھوں نے کہا میں تجھے وہی خبر دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں نے جہلیں اعکاف کیا جب میں نے احکامات کمال کر لیا تو غار سے نیچے اُتر آیا اور وادی کے درمیان گیا
تو مجھے نداد دی گئی میں نے اپنے گے پیچھے دائیں بائیں دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان
کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں خدیجہ کے پاس آیا اور ان سے کہا مجھے کبل اڈرھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو اور
مجھ پر یہ آست کریدے : یا ایُّھا المذثر، نازل ہوئی۔

۴۶۰۳ — شرح : ظاہر یہ ہے کہ جس نے یحییٰ بن ابی کثیر کو خبر دی وہ عروہ بن زبیر

ہے رضی اللہ عنہا اور جس نے ابوسلمہ کو خبر دی وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ
ہیں رضی اللہ عنہا کیونکہ یہ حدیث عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ سے مشہور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی مذثر کی
اولیت سے مراد مخصوص اولیت ہو۔ یعنی وحی کے انقطاع کے بعد یا وہ اولیت جو انذار کے ساتھ مقید ہے
مطلق اولیت مراد نہیں؛ کیونکہ مطلق اولیت اقرار باسم حبیب کے لئے ہے۔ الحاصل اِقْرَأُ بِاسْمِ رَبِّكَ میں اولیت
حقیقی ہے اور مذثر میں اولیت اضافی ہے۔ واللہ اعلم!

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! اور کپڑے پاک رکھیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۴۶۰۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ
فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا
مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلِكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحَرَاءٍ جَالِسٌ
عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجِئْتُ مِنْهُ رُغْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ
نَقِلُونِي فَنَقِلُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ائْتِنِي وَالرُّجُزُ فَاهْجُرْ
قَبْلَ أَنْ تُفْتَرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْاَوْتَانُ

تفسیر : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کپڑوں کی پاکیزگی سے کیا مراد ہے عربوں
میں مشہور ہے کہ جو شخص باوفا اور سچا ہو اس کو کہتے ہیں یہ شخص پاکیزہ لباس والا ہے
اور جو عہد شکنی کرے اسے کہتے ہیں یہ پلید لباس والا ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ہا فخر و عز و اور ظلم و گناہ
کا لباس نہ پہنو پاکیزہ لباس پہنو۔ ابن سیرین اور ابن زید نے کہا اس کے معنی ہیں اپنے کپڑے صاف کرو
اور پانی سے دھوؤ اور نجاست سے پاک کرو کیونکہ مشرک کپڑے پاک نہ رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے
اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حکم فرمایا کہ آپ کپڑے پاک رکھیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔
ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا اس حال میں کہ آپ وحی کے رک جانے کی حدیث بیان فرماتے تھے
آپ نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ میں جا رہا تھا۔ اچانک میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا
تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ جو غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں

بَابُ قَوْلِهِ وَالرُّجْزُ فَاهْجُرُوا الرُّجْزَ وَالرِّجْسَ الْعَذَابُ
۴۶۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
 عَقِيلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ
 سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَيَقُولُ أَنَا أُمْتُ
 سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَقَّتْ بَصَرِي قَبْلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي
 جَاءَنِي بِحَوَائِ قَلْعِدٍ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجِئْتُ مِنْهُ حَتَّى
 هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ زَمِلُونِي زَمِلُونِي فَرَمَلُونِي فَأَنْزَلَ
 اللَّهُ يَا أَيُّهَا الْمَدَنِيُّ إِلَى قَوْلِهِ فَاهْجُرُوا الرُّجْزَ فَاهْجُرُوا الْأَوْتَانَ ثُمَّ
 حَتَّى الْوَحْيِ وَتَتَابَعُ

اس کے غوت سے گھبرا گیا اور گھروالیں آیا اور کہا مجھے کبل اور حادو اٹھوں نے مجھے کبل اور حادو دیا تو اللہ تعالیٰ نے
 یہ آیت کریمہ : يَا أَيُّهَا الْمَدَنِيُّ الْآيَةُ نَازِلٌ فَرَمَانِي دَدَ وَالرُّجْزُ فَاهْجُرُوا تَحْکَمَ (یہ تطہیر لباس) پہلے اس کے کہ
 نماز فرض ہو اور دَدَ وَالرُّجْزُ کے معنی بت ہیں۔

۴۶۰۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لباس کی تطہیر کا حکم نماز کے فرض ہونے سے
 قبل تھا۔ غرض حرام میں وہی آنے کے بعد کچھ عرصہ وہی رک گئی تھی۔ اس کے بعد
 يَا أَيُّهَا الْمَدَنِيُّ نَازِلٌ ہوتی۔ قولہ فَمَجِئْتُ صِغَةً ماضی بھول متکلم ہے اس کے معنی گھبرانے کے ہیں اور رُغْبُ بمعنی خون
 ہے۔ قولہ الرُّجْزُ مَعْنَى الْأَوْتَانِ "ضمیر مؤنث اس لئے ذکر کی کہ خبر جمع ہے اور خبر کو جمع باعتبار جنس ذکر کیا ہے۔ اگر سوال
 پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں ہے کہ میں نے فرشتہ کو عرش پر بیٹھے دیکھا اور اس حدیث میں کرسی پر بیٹھنا مذکور ہے
 اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں میں کچھ فرق نہیں کیونکہ مقصود واحد ہے۔ وہیہ کہ عظمت کے وقت جس پر بیٹھتے ہیں۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور بتوں سے دور رہو !
 کہا جاتا ہے الرُّجْزُ وَالرِّجْسُ دونوں معنی عذاب ہیں ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْقِيَامَةِ

وَقَوْلُهُ لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُدِّي هَذَا
لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ سَوْفَ أَتُوبُ لَا وَذَرِ لَا حِصْنِ

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا کہ انھوں نے
۲۶۰۵ — کہا مجھے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے رک جانے کے متعلق بیان فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ میں جا رہا تھا
میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی تو میں اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ فرشتہ جو
میرے پاس غار حرا میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرک پر بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے خوف کیا حتیٰ کہ
زمین پر گر پڑا پھر اپنے گھر آیا تو کہا مجھے کب اڑھادو مجھے کب اڑھادو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی :
يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ ۚ هَٰذَا هُوَ الْيَوْمُ الْمَعْلُومُ ۖ

۲۶۰۶ — شروح : مجاہد، عکرمہ، قتادہ، زہری، ابن زید اور ایک روایت کے مطابق
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وَالرُّجُزُ فَافْجُرْ، کے معنی بتوں

کے قریب نہ جاؤ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رجز میں زار سین سے بدل ہے، کیونکہ دونوں کے معارج قریب قریب ہیں
اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے : فَاجْتَنِبُوا الرُّجُسَ مِنَ الْأَوْتَانِ ۚ پلید بتوں سے دور رہو۔ ابوالحالیہ
اور ربیع نے کہا رجز بمعنی صنم ہے اور ہاکسر رجنہ بمعنی نجس اور معصیت ہے۔ صہاک نے شرک سے اور
ابن کسبان نے اس کی شیطان سے تفسیر کی ہے کہ شرک اور شیطان سے دور رہو (یعنی) ابوسلمہ نے رجز
کی تفسیر اوتان سے کی ہے کیونکہ یہ عذاب تک پہنچاتے ہیں۔

سُورَةُ قِيَامَت

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی چالیس آیات ہیں۔
قوله لَا تُحَرِّكُ بِهِ ۖ یہ خطاب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ یعنی اے جیب اپنی زبان

۴۶۰۶ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا
 مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
 قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ
 لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَا تُحَرِّكُ بِهِ
 لِسَانَكَ لِتُحْطِلَ بِهِ

کو حرکت نہ دیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے لئے ہوشیار رہتے تھے کہ بھول نہ
 جائے اور اپنی زبان شریف کو ہلاتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مذکور آیت کریمہ نازل فرمائی کہ قرآن پاک کے تحفظ
 کے لئے اور بھول سے بچنے کے لئے اپنی زبان شریف کو نہ ہلائیں۔ آپ نہیں بھولیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ: أَيْحَسِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُدْرِكَ مُدَّيْ، میں
 سدی کی تفسیر عمل یعنی عمل سے کی۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْهَمَهُ أَمَامَهُ
 يَنْفَعُهُ أَمَامَهُ“ کی تفسیر سون آتوب الخ سے کی۔ میں عنقریب گناہ سے تائب ہوں گا اور عمل کروں گا۔ آیت کریمہ
 کے معنی یہ ہیں: انسان مستقبل میں فسق و فجور پر مداومت کا ارادہ کرتا ہے پھر کہتا ہے میں توبہ کرتا ہوں اور عنقریب
 نیک عمل کرنے لگوں گا۔

قَوْلُهُ لَا وَزَرَ، سے آیت کریمہ: كَلَّا لَا وَزَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ، کی طرف اشارہ کیا
 اور وزر کی تفسیر حصن سے کی یعنی چٹکارا نہیں۔

۴۶۰۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

یہ وحی نازل ہوتا تو آپ زبان شریف کو ہلاتے رہتے۔ سفیان نے بیان
 کیا کہ آپ کا ارادہ تھا کہ اسے یاد کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتُحْطِلَ بِهِ
 نازل فرمائی۔ (یعنی یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں) موسیٰ بن ابی عائشہ
 ثقہ مقبول الحدیث تابعی صغیر کوئی ابو جبرہ بن ہبیر کے موالی سے ہے، چونکہ یہ غیر مشہور ہے۔ اس لئے
 امام بخاری نے کہا: وَكَانَ ثِقَةً، ورنہ بخاری کی تمام احادیث میں ثقہ راوی ہیں
 (حدیث ۳ جلد ۱: ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِنَّ عَلَيْنَا جُمُعَةً وَقُرْآنَهُ

۴۶۰۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مُوسَى

ابْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ بِهِ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ يَخْشَى أَنْ يُفْلِتَ مِنْهُ إِنَّ عَلَيْنَا جُمُعَةً أَنْ تُجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ أَنْ نَقْرَأَهُ فَإِذَا قَرَأْنَا لَهُ يَقُولُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! بے شک اس کا

(آپ کے سینہ میں) محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے

۴۶۰۷ — ترجمہ: موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے

سعيد بن جبیر سے اس آیت کریمہ: «وَلَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ» کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوتا تو آپ اپنے ہونٹ کو حرکت دیا کرتے تھے پس آپ سے کہا گیا لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ «اس خوف سے کہ اس سے کچھ ضائع ہو جائے گا۔ بے شک اس کو جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ کریں گے ہم اس کو پڑھیں گے جب ہم پڑھ چکیں یعنی آیت نازل کی جائے تو جبرائیل کی قرأت کی اتباع کریں پھر اس کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم آپ کی زبان سے بیان کر دیں گے۔

۴۶۰۷ — شرح: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے یہ تفسیر کی ہے کہ اس کے مشکل معانی ہم بیان کر دیں گے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ وقت خطاب

سے بیان کی تاخیر جائز ہے (حدیث عب ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ فَإِذَا قَرَأْتُمُ آيَةَ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
قُرْآنُهُ بَيِّنَاتٌ فَاتَّبِعْ أَعْمَلُ بِهِ

۴۶۰۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ

مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ لَا تَحْرِكُ
بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ
جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يَحْرِكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَسْتَدْعِيهِ وَ
وَكَانَ يَعْرِفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ آيَةَ الْقُرْآنِ فِي لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا تَحْرِكُ
بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنْ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ
فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ
تَحَرَّانِ عَلَيْنَا بَيَانَهُ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ إِذَا آتَاهُ جِبْرِيلُ
أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ تَحَرَّانِ عَلَيْنَا بَيَانَهُ أَوْ لِي
لَكَ فَأَوْ لِي تَوَعَّدُ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! جب ہم اسے پڑھیں

اس وقت اس پڑھنے کی اتباع کرو! ..

یعنی جب آپ کے پاس وحی آجائے تو قرآن نازل کیا جائے تو اس کے نازل ہونے کے بعد آپ کی اتباع کریں ..
۴۶۰۸ — ترجمہ: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لا تحرك
بہ لسانك لتعجل به کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

مردی ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام وحی قرآن کے ساتھ نازل ہوتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان شریف اور ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے اور آپ پر یہ دشوار ہوتا جو آپ سے پہچانا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جو اس صورت میں ہے۔ (آپ کی دشواری دفع کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی) آپ قرآن کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلائیں بے شک اس کو جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بے شک یہ کام ہمارے ذمہ ہے کہ ہم قرآن آپ کے سینہ میں محفوظ کریں اور پڑھوائیں پس جب ہم پڑھ چکیں تو ہمارے پٹھے ہوئے کی اتباع کریں۔ یعنی جب ہم اس کو نازل کریں تو آپ سنتے رہیں پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا (آپ کی زبان شریف سے ہم اس کو بیان کر دیں گے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان آیات کے نزول کے بعد جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ سر مبارک جھکاتے رکھتے جب وہ چلے جاتے تو وہ پٹھتے جیسے کہ اللہ نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔

شرح : یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا دوسرا طریق ہے۔
 ۴۶۰۸ — قولہ لسانہ و شفقیہ ”یہاں دونوں کو ذکر کیا اور پہلی روایت

میں صرف زبان کو ذکر کیا اور اسرائیل نے صرف ہونٹوں کو ذکر کیا ہے۔ مقصد سب کا ایک ہی ہے۔
 قولہ فیشد علیہ ”یعنی نزول وحی کے وقت آپ کا حال سخت ہوتا تھا اور ٹھل وحی سے آپ کو شدت محسوس ہوتی تھی۔ (حدیث : ۴ جلد : ۱ کی شرح دیکھیں)

قولہ اُولٰٓئِكَ فَاُولٰٓئِكَ ”اس آیت کریمہ : اُولٰٓئِكَ فَاُولٰٓئِكَ ثُمَّ اُولٰٓئِكَ فَاُولٰٓئِكَ کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر ”تَوَعَّدُوْا“ سے کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ابو جہل کو وعید پر وعید فرمائی۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ تیری حسد ابی آگلی اب آگلی پھر تیری خرابی آگلی اب آگلی ”اُولٰٓئِكَ“ بمعنی وکیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابو جہل کو دو وعیدیں کیں۔ ایک یہ کہ وہ زندگی غم و غصہ سے بسر کرے گا اور حسد کی آگ میں جلتا رہے گا۔ دوسری وعید قبر سے باہر آنے کے بعد جب ذلیل و رسوا ہو کر داخل ہوگا۔ لعنتہ اللہ علیہ۔

علامہ عینی نے نقل کیا کہ اُولٰٓئِكَ مغلوب ہے اصل میں ”وکیل“ ویل سے ماخوذ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ مَا اَطْيَبَ وَمَا اَبْطٰیءَ

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ابو جہل سے کہا تیری زندگی میں تجھے ویل پھر جس دن مرے گا پھر جس روز قبر سے نکلے گا۔ پھر جب دوزخ میں داخل ہوگا!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ هَلْ إِلَى عَلَى الْإِنْسَانِ

يُقَالُ مَعْنَاهُ إِلَى عَلَى الْإِنْسَانِ وَهَلْ تَكُونُ بِحَدِّ أَوْ يَكُونُ
خَبْرًا وَهَذَا مِنَ الْخَبَرِ يَقُولُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُورًا وَذَلِكَ
مِنْ حِينَ خَلَقَهُ مِنْ طِينٍ إِلَى أَنْ يَنْفَخَ فِيهِ الرُّوحَ أَمْشَاجِ الْأَخْلَاطِ
مَاءُ الْمِرَّةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ إِذَا خَلِطَ مَشِيخٌ
كَقَوْلِكَ خَلِطَ وَمَشُوخٌ مِثْلُ مَخْلُوطٍ وَيُقَالُ سَلَا سِلًا وَأَعْلَا أَوْلًا وَلَمْ يَحْزَ
بَعْضُهُمْ مُسْتَطِيرًا مِمَّا تَدَّ الْبَلَاءُ وَالْقَطْرِ يُرِيدُ يُقَالُ يَوْمٌ
قَطْرٌ وَيَوْمٌ قَطَاطٌ وَالْعَبُوسُ وَالْقَطْرِ يُرِيدُ الْقَطَاطُ وَالْعَصِيبُ
أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الْإِيَّامِ فِي الْبَلَاءِ وَقَالَ غَيْرُهُ أَسْرَهُمْ شِدَّةُ
الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَّدَتْهُ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَا سُورُ

سُورَةُ هَلْ إِلَى عَلَى الْإِنْسَانِ

بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا،
قائدہ، سیدی اور سفیان نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ کبھی لے کہا یہ سورت مکی ہے۔ مگر چند آیات
وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ، سے قطریٰ آیت تک صحیح اخبار سے منقول ہے کہ یہ علی المرتضیٰ، فاطمہ،
حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی شان میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ حسن بصری نے کہا کہ یہ آیت کریمہ وَلَا تَطْعَمُ

مِنْهُمْ آتَمًا أَوْ كُفُورًا،، بھی بدلتی ہے۔ بعض نے کہا یہ ساری سورت مدنی ہے۔ مفسر بھی یہی کہتے ہیں۔
اس سورت میں اکتیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله لِقَالُ مَعْنَاهُ،، کہا جاتا ہے کہ اس کا معنی ”اَنِّیْ عَلٰی الْاِنْسَانِ“ یعنی آدمی پر ایک وقت گزرا
ہل،، کبھی انکار کے لئے اور کبھی خبر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں خبر کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ
شیء تھا لیکن مذکور نہ تھا یہ اس کی مٹی سے پیدائش کے وقت سے لے کر اس میں روح پھونکنے تک کا ہے۔
اس کا قائل فراء ہے۔ ہل کبھی نفی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اثبات کے لئے
شرح : بھی مستعمل ہے۔ یعنی اس کے ساتھ واقعی شیء سے خبر دی جاتی ہے۔ اس وقت

حل تحقیق کے لئے ہوتا ہے۔ امام نے ”ہذا من الخیر“ سے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی آئت کریمہ میں ”حل“
معنی ”قد“ ہے اور معنی یہ ہے کہ ”بے شک انسان پر ایک وقت وہ گزرا“، انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام
ہیں۔ قوله ”مِنْ الدَّهْرِ“ یعنی ایک وقت گزرا وہ چالیس برس ہیں۔ یا انسان سے مراد جنس انسان ہے
اور ”حِیْنٍ“ سے مراد حمل کی مدت ہے۔ قوله ”اَمْشَاجٍ“ یعنی عورت کی منی کا مرد کی منی سے ملنا۔ یہ مشج کی جمع
ہے۔ تعلبی نے کہا : اَمْشَاجِ جمع کا وزن ہے واحد کے معنی میں ہے ؛ کیونکہ یہ نطفہ کی صفت ہے۔ جیسے کہا
جاتا ہے ”ثَوْبٌ اَخْلَقَ“،، قوله ”مَادَ الْمَرْوَةَ“،، یہ اخلاط کی تفسیر ہے۔ یعنی مرد و عورت کی منی رحم میں ایک
دوسری سے خلط ملط ہوتی ہیں اور دونوں کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ مرد کی منی سفید گاڑھی اور عورت
کی منی زرد بتلی ہوتی ہے۔ جس کی منی اپنے ساتھی کی منی پر غالب ہو جائے بچہ کی شکل و صورت اس جیسی ہوگی
قوله ”الدَّمُ“، یعنی پھر خون پھر خون بستہ پھر گوشت پھر ہڈیاں بنتا ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ نئی خلقت عطا فرماتا
ہے۔ قوله لِقَالُ، یعنی جب کوئی شیء کسی اور سے مخلوط ہو تو اسے مشج کہا جاتا ہے بچہ وزن فَعِیْلُ بمعنی مَشْجُوجُ ہے جیسے
خلیط،، کہا جاتا ہے۔ اور مَشْجُوجِ مخلوط کی طرح ہے۔

قوله سَلَا سَلَا وَ اَغْلَا لًا،، سے اس آئت کریمہ : اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِیْنَ سَلَا سَلَا وَ اَغْلَا لًا
وَ سَعِیْرًا،، کی طرف اشارہ کیا، ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہیں،،
زنجیروں سے باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں گے طوق ان کے گلوں میں ڈالے جائیں گے اور بھڑکتی آگ میں
چلائے جائیں گے۔ سَلَا سَلَا کی جمع ہے۔ سلسلہ (زنجیر) ستر گز لمبی ہوگی۔ اَغْلَالُ بَھْلُ کی جمع یعنی طوق ہے
سَلَا سَلَا غیر منصرف صیغہ منتہی المجموع ہے۔ لہذا اس پر تنوین نہیں ہونی چاہیئے، لیکن اغلال کی مناسبت سے
اس پر تنوین پڑھی جاتی ہے نافع اور کسائی کی قراءت یہی ہے۔ جبکہ حمزہ، خلف، حفص اور ابن کثیر بغیر تنوین
پڑھتے ہیں۔ قوله لَحْمٌ یُّجْرَبُ بَعْضُهُمْ،، بضم الباء سکون الجیم وبعده الراء، اجزاء بمعنی انصراف ہے۔ اس سے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ

جَمَالَاتُ حَيَالٍ اِرْكَعُوا صَلُّوا لَا يَرْكَعُونَ لَا يُصَلُّونَ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ
لَا يُنْطِقُونَ وَاللَّهِ بَيْنَمَا كُنَّا مُشْرِكِينَ الْيَوْمَ تَخْتَمُ فَقَالَ إِنَّهُ ذُو الْوَانِ
مَرَّةً يُنْطِقُونَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ

مراد یہ ہے کہ بعض نے سلاسل کو منحرف نہیں پڑھا اور اس کو بغیر تنوین پڑھ لیا ہے۔ یہ قدیم اصطلاح ہے کہ اسم بھری اور اسم غیر بھری یعنی اسم منحرف اور غیر منحرف کہتے ہیں۔

علامہ قطانی نے لہجہ محجوز ضبط کیا ہے بضم الیاء و بکسر الجیم بعدہ الزاء، یعنی بعض نے تنوین کو جائز نہیں کہا قاضی حیاض نے کہا اکثر کی روایت میں زاء ہے اور یہی اچھا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اچھا ہونے کی وجہ بیان نہیں کی بلکہ راد پڑھنا اچھا ہے۔

قوله مُسْتَطِيرٌ ۱۲ سے اس آیت کریمہ: وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا، کی طرف اشارہ کیا اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی پھیلی ہوئی ہے۔ قتادہ نے کہا اس دن کی بُرائی اور سختی اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ آسمان بھٹ جائیں گے ستارے گر پڑیں گے۔ چاند سوچ بے گور ہو جائیں گے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کوئی عمارت باقی نہ رہے گی۔ مستطیر کی تمتد سے تفسیر کی یعنی پھیلی ہوئی اور قطریہ یعنی شدید ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے يَوْمٌ مُّطَرٌ ۱۳ و يَوْمٌ قَاطِرٌ ۱۴، سخت دن جو بس، قطریہ، قاطر اور عصب سب ہم معنی ہیں یعنی مصیبت کا سخت دن، ان میں اس آیت کریمہ: اِنَّا نَخْلَعُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا مُّعْجَبُوسًا مُّطَرِيْرًا، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی بے شک ہمیں اپنے رب سے ایسے دن کا ڈر ہے جو نہایت سخت ہے۔

قوله اَسْرَعُ ۱۵ سے اس آیت کریمہ: نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر شدت خلق و پیدائش کی مضبوطی سے کی ہے۔ بروہ ثنی جسے اونٹ کے پالان سے مضبوط کیا جائے اس کے ماسور کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ مُرْسَلَاتِ

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے !

مقاتل نے کہا ایک آیت کریمہ : **وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ** "مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورہ ہمزہ کے بعد اور ق سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی پچاس آیات ہیں "مرسلات" سمیت تیز ہوائیں اور ناشرات نرم ہوائیں میں عرفاً حال منصوب ہے۔ یعنی تند تیز ہوائیں جو ایک دوسری کے بعد چلتی ہیں۔ آیت کے معنی یہ ہیں "قسم اُن ہوائوں کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں۔ بعض نے مُرسلات کی تفسیر فرشتوں سے کی۔

قولہ **جَمَالَاتٌ** "سے اس آیت کریمہ : **إِنَّمَا تُرْمَىٰ بِشَرِّهَا كَأَنَّهُ جُمَالَاتٌ صُفْوٰ** "کی طرف اشارہ کیا اور اس کی ڈوریوں سے تفسیر کی جن کے ساتھ کشتیاں باندھی جاتی ہیں۔ یہ معنی جمیم کے مضموم پڑھنے کی تقدیر پر ہے اور جمالات کی جمیم مکتوب پڑھیں تو یہ جمالت کی جمع ہے۔ اور جمالہ اونٹنی ہے۔ مجاہد کی تفسیر کے مطابق جمیم مضموم پڑھنی چاہیے؛ کیونکہ انھوں نے اس کی تفسیر "جال" سے کی ہے۔ نیز مجاہد نے اس آیت کریمہ : **حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ** میں جمل کی تفسیر کشتی کے رستہ سے کی ہے۔

قولہ **ارْكَعُوا** "سے اس آیت کریمہ : **وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ** "کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر **صَلُّوا** "سے کی اور **لَا يَرْكَعُونَ** "کی تفسیر **لَا يُصَلُّونَ** "سے کی۔ رکوع سے مراد نماز ہے۔ جزء کے اطلاق سے کل مراد لیا یعنی جب انہیں کہا جائے کہ نماز پڑھو تو وہ نماز نہیں پڑھتے" قولہ **سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ** الخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام کے متعلق سوال پوچھا گیا کہ یہ دن ہے کہ لوگ کلام نہیں کریں گے۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : **بِحَدِّ اٰسَ ہمارے پروردگار! ہم مشرک نہ تھے اور نہ مایا : آج ہم اُن کے مونہوں پر مہریں کر دیں گے۔**

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا : اس دن میں مختلف حالات ہوں گے کبھی لوگ کلام کریں گے اور کبھی ان کے مونہوں پر مہریں کر دی جائیں گی !

سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیات ایک دوسرے کے خلاف

شرح : ہیں۔ ان میں اتفاق کی کیا صورت ہے؛ چنانچہ لایستقون کے معنی ہیں

وہ بولیں گے نہیں اور **وَاللّٰہُ رُبُّنَا** "سے ظاہر ہے کہ وہ باتیں کریں گے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کا دل طویل دن ہوگا ایک وقت اور مکان میں وہ خاموش ہوں گے اور دوسرے وقت میں باتیں کریں گے پس آیات میں اختلاف نہیں۔

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ پر یہ آیت کریمہ :

— ۴۶۰۹ —

وَالْمُرْسَلَاتُ عُرْفًا "نازل ہوئی اور ہم آپ کے مقدس منہ سے حاصل کر رہے تھے۔ اچانک ایک سانپ نکلا ہم اس کی طرف دوڑے تو وہ ہم سے بھاگ گیا اور اپنے بل میں داخل ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۶۰۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَأَنَا لَنْتَلِقَاهَا مِنْ فِيهِ فَخَرَجْتُ حَيَّةً فَأَبْتَدَرْنَا هَا فَبَقَعْنَا فَدْخَلْتُ بِحُجْرَتِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَيْتُ شُرْكَكُمْ وَفَيْتُمْ شَرَّهَا

۴۶۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ هَذَا وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ وَتَابِعَهُ اسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ وَقَالَ حَفْصٌ وَالْبُوَيْعِيُّ وَسَلِيمٌ بْنُ قَرْمٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُخَيَّرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

نے فرمایا وہ تہاری شتر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شتر سے بچ گئے : (حدیث ۳۰۹۹ کی شرح دیکھیں، ترجمہ : عبدہ بن عبد اللہ نے یحییٰ بن آدم، اسرائیل اور منصور کے ذریعہ منصور سے یہی روایت کی ہے۔ اور اسرائیل نے اعمش، ابراہیم، علقمہ کے ذریعہ عبد اللہ بن مسعود سے اس طرح روایت کی ہے۔ اسود بن عامر نے اسرائیل سے روایت کرنے میں یحییٰ ابن آدم کی متابعت کی (اسود بن عامر کا لقب شاذان شامی ہے) قولہ قال حفص الخ حفص، ابو معاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے روایت کی ! شرح : اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ جو اسرائیل نے اعمش کے ذریعہ ابراہیم سے روایت کی

۴۶۱۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ
 إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتُ فَتَلَقَيْنَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاءَ لَوَطْبٍ
 بِهَا إِذْ خَرَجْتُ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَقْتُلُوهَا
 قَالَ فَابْتَدَرْنَا هَا فَبَقَيْنَا قَالَ فَقَالَ وَقَيْتُ شَرْكَكُمْ كَمَا وَقَيْتُمْ شَرْهَافًا

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرِّ كَالْقَصْرِ

۴۶۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَالِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَامِرٍ أَنَّهَا تَرْمِي بِشَرِّ كَالْقَصْرِ قَالَ
 كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصْرِ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ فَتَرْفَعُ لِلشَّيْءِ فَتَسْمِيهِ الْقَصْرَ

ہے۔ ابراہیم کے شیخ میں ان تینوں نے اسرائیل کی مخالفت کی ہے۔ یہ تینوں اعمش، ابراہیم اور اسود سے روایت کرتے ہیں جبکہ اسرائیل اعمش، ابراہیم، علقمہ اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔
 قولہ قال یحییٰ بن حماد، اس سے مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کی متعدد طرق سے روایت کی ہے۔
 قولہ قال ابن اسحاق، اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث جو اسود بن یزید سے مروی ہے۔ اعمش اور منصور کے طریق کے بغیر بھی اس کا اصل ہے۔

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فارمیں تھے۔ اچانک آپ پر سورۃ والمرسلات

۴۶۱۱۔

نازل ہوئی۔ ہم نے آپ کے مقدس منہ شریف سے یہ سیکھی۔ جبکہ آپ کا منہ مبارک اس سے گرتا تھا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سانپ نکلا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کرنا اپنے پر لازم جانو ہم اس کی طرف دوڑے وہ ہم سے آگے نکل گیا جھوٹو صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری شتر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شتر سے بچ گئے ہو۔ (حدیث ۳۰۹۹ جلد ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ كَانَ جَمَالَاتٌ صُفْرٌ

۴۶۱۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ تَوَصَّى بِشَرِّ
كُنَّا نَعْمَدُ إِلَى الْحَشْبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذَلِكَ فَزُقْعَةُ لِشْتَاءٍ
فَلَمَّ يَمِينُهُ الْقَصْرَ كَانَ جَمَالَاتٌ صُفْرٌ جِبَالُ السُّفْنِ جَمْعٌ حَتَّى تَكُونَ
كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! بے شک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے جیسے اونچے محل

۴۶۱۲۔ ترجمہ : عبد الرحمن بن عباس نے کہا میں نے ابن عباس کو اس آیت
کی تفسیر میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم لکڑیاں تین گز یا اس سے
کم کی اکٹلی کر کے اس کو سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اونچی کرتے رہتے اور اس کو قصر کہتے تھے۔
۴۶۱۲۔ شرح : قصر بفتح القاف وسكون الصاد، بعض قاف کو مکسور اور صاد مفتوح
پڑھتے ہیں اس سے مراد کھجور کے تنہ کی لکڑی ہے جس کے پاؤں موٹے
سخت ہوتے ہیں۔ سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اسے اٹھائے رکھتے تھے۔ بعض نے کہا قصر سے مراد اونٹ
کا بچہ ہے عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قصر یعنی قلعہ اور شہر ہے اس کی جمع قصر ہے۔ مجاہد نے
کہا وہ درخت کا تنہ ہے۔ سعید بن مسیب اور ضحاک سے روایت ہے کہ وہ کھجور کا تنہ عظیم درخت ہے۔ اس کا
واحد قصرہ جیسے تمر کا واحد تمرہ ہے

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں

۴۶۱۳۔ ترجمہ : عبد الرحمن بن عباس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ اس

بَابُ قَوْلِهِ هَذَا الْيَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ

۴۶۱۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا
الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا هُجْنُ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتُ فَإِنَّهُ
لَيَتَلَوَّهَا وَإِنِّي لَا تَلْقَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنْ فَاهُ لَرَطِبٌ بِهَا إِذْ وَثَبْتُ
عَلَيْنَا حَبَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَلَوُّهَا فَأَبْتَدَرْنَا هَا
فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَيْتُ شَرْكُكُمْ كَمَا وَقَيْتُمْ
شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهِ مِنْ أَبِي فِي غَارٍ بَيْنَا

استکریمہ : ترجمہ بشرہ کا لفظ صبر کی تفسیر میں کہتے تھے کہ ہم لکڑیاں تین گز یا اس سے زیادہ اکٹھی کر کے اس کے
سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اُدچی کرتے رہتے ہم اس کو قصر کہتے تھے گویا کہ وہ کشتیاں کی رسیاں جو جمع کی
جائیں حتیٰ کہ وہ درمیانے مردوں کے برابر اُدچی ہو جائیں۔

۴۶۱۳۔ شرح : جَمَالَاتٌ ”معنی اونٹ ہے بضم الجیم بمعنی رسیاں جن سے کشتیاں
باندھتے ہیں اور جیم کو مکسور پڑھیں تو یہ جمالہ کی جمع ہے اور وہ حمل کی

معنی اونٹ ہے۔ یہاں جیم مضموم ہے کیونکہ اس کے بعد جبال السفن یعنی کشتیوں کی رسیاں مذکور ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادٍ ! يَهْدِيهِ وَهْدَنَ دَنٍ هِيَسْ هِيَسْ

لَوْ كَانَتْ هِيَسْ هِيَسْ كَرِيَسْ كَرِيَسْ !

۴۶۱۴۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم سرکارِ مدینہ منورہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے۔ اچانک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہٴ مرسلات نازل ہوئی اور
آپ اس کی تلاوت فرماتے تھے اور میں آپ کے منہ مبارک سے وہ سیکھ رہا تھا۔ جبکہ آپ کا منہ مبارک ترنہ تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ اَعْمُ يَتَسَاءَلُونَ

قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَرْجُونَ حِسَابًا لَا يُخَافُونَهُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْ خِطَابٍ
لَا يَكَلِّمُونَهُ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهَاجًا مُضِيًّا عَطَاءٌ
حِسَابًا جَزَاءً كَافِيًا عَطَانِي مَا أَحْسَبَنِي أَيْ كَفَانِي

اچانک ہم پر ایک سانپ گر ابی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کرو وہ ہم سے آگے نکل گیا۔ ہم اس کو
پھونک سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری شر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شر سے محفوظ رہے، عمر
ابن حفص بن غیاث شیخ بخاری نے کہا میں نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی جو مہنی کے غار میں تھے
شرح : یہ حدیث مذکورہ سانپ کے واقعہ میں دوسرے طریق سے مذکور ہے
۴۶۱۴ — امام بخاری نے اپنے شیخ عمر بن حفص بن غیاث سے ذکر کی ہے۔
اصول نے سلیمان اعمش، ابراہیم نخعی اور اسود بن یزید سے روایت کی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سُورَةُ اَعْمُ يَتَسَاءَلُونَ

اس سورت کا نام بتا بھی ہے۔ اس کی چالیس آیات ہیں۔ عَمُّ در اصل عَمَّا تھا تخفیف کے لئے الف حذف
کر دیا۔ مجہد کی قرأت ابن کثیر کی قرأت عَمَّہ آخر میں ماؤں سے ہے۔ یعنی یہ مشرک کیا پوچھتے ہیں۔
قولہ لَا يَرْجُونَ حِسَابًا سے اس آیت کریمہ : اَعْمُ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد
نے اس کی تفسیر لَا يَخَافُونَ سے کی رجاء خوف کے معنی میں استعمال ہوتا رہتا ہے۔
قولہ لَا يَمْلِكُونَ مِنْ خِطَابٍ میں خِطَابًا، یعنی وہ اللہ سے کلام نہ کریں گے۔ مگر یہ کہ انہیں کلام کرنے کی اجازت دی
جائے۔ لَا يَمْلِكُونَ میں ضمیر کا مرجع آسمانوں اور زمین والے ہیں۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے عذاب کم کرنے یا

بَابُ قَوْلِهِ يَوْمَ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ قَاتُونَ أَفْوَاجًا زَمَرًا

۴۶۱۵۔ حَدَّثَنَا ثِيَابُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلُغُ إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

ثواب زیادہ کرنے کے متعلق اس کی اجازت کے بغیر بات نہیں کر سکیں گے۔
 قَوْلُهُ وَهَاجًا، سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر دو مُفَسِّسًا سے کی۔ یعنی ان میں نہایت ایک چمکتا چراغ رکھا۔
 قَوْلُهُ ثُمَّ تَاجًا، سے اس آیت کریمہ : وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر مُنْصَبًا سے کی۔ یعنی ہم نے بدلیوں سے نور کا پانی اُتارا۔
 قَوْلُهُ عَطَاءً، سے اس آیت کریمہ : وَجَزَاءُ يَوْمَ ذِي الْقُرْآنِ عَطَاءٌ حَسَبًا، کی طرف اشارہ کیا اور جزاء کا فیا سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی تمہارے رب کی طرف سے (تمہارے اعمال کا) صلا نہایت کافی عطاء۔
 قَوْلُهُ أَعْطَانِي مَا أَحْسَبُنِي أَيْ كَفَانِي، سے یہ اشارہ کیا کہ لفظ حساب بمعنی کفایت ہے یعنی فلاں نے مجھے وہ عطیہ دیا جو مجھے کافی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے أَحْسَبْتُ فَلَانًا، میں نے اتنا دیا جو اسے نہایت کافی تھا۔ حتی کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ”بھئی“ مجھے کافی ہے۔
 قَوْلُهُ عَسَا قًا، سے اس آیت کریمہ : لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا إِلَّا حَمِيمًا وَعَسَا قًا کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ۔ یہ ان کی پوری جزاء ہوگی جیسے انھوں نے عمل کئے ویسی جزاء ملے گی جیسا کفر بدترین جرم ہے ویسا ہی سخت ترین عذاب ان کو ہوگا۔ جیسے کوتیسا بدلا۔ ابو عبیدہ جو ابن عباس کے غیر ہیں اس کی تفسیر میں کہا

عَشَقْتُ عَيْنَهُ الْخُ اس سے اشارہ کیا کہ خُشاق کے معنی پہنے والی پیپ، کیونکہ یہ عَشَقْتُ عَيْنَهُ سے اس کی آغوش پہنے گل اور یحییٰ الجرح یعنی زخم پہنے لگا سے مانوڈ ہے۔ کہا جاتا ہے یہ دو زخموں کے زخموں کی پیپ ہے۔ شہر بن حوشب نے کہا خُشاق دو زخم میں ایک وادی ہے جس میں تین سو تیس گھاٹیاں ہیں۔ ہر گھاٹی میں تین سو تیس مکانات ہیں۔ ہر مکان میں چار کمنے ہیں۔ ہر کمنے میں بہت بڑے سانپ ہیں۔ ہر سانپ کے سر میں زہر کا مشکا ہے (یعنی)

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس دن صور بھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں،
افواج کی تفسیر زمر سے کی یعنی تم فوجوں کی فوجیں اپنی قبروں سے
حساب کے لئے موقف کی طرف چلے آؤ گے،

۴۶۱۵۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو صور بھونکے جانے کے درمیان چالیس سال ہیں۔ راوی نے کہا یہ چالیس دن مراد ہیں؟ ابو ہریرہ نے کہا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا چالیس ماہ ابو ہریرہ نے اس کا انکار کیا۔ انھوں نے کہا چالیس سال مراد ہیں؟ ابو ہریرہ نے اس کا انکار کیا۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارے گا۔ تو وہ مردے زندہ اٹھیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔ انسان کے جسم کی ہر شئی محل سڑ جائے گی؛ لیکن ایک ہڈی باقی رہ جائے گی اور وہ دم کی جڑ ہے۔ قیامت کے دن اسی سے تخلیق ہوگی۔

۴۶۱۵۔ شرح : دو صور بھونکے جائیں گے ان کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا! پہلی بار بھونکا جائے گا تو سب مر جائیں گے۔ پھر چالیس برس بعد دوسری بار بھونکا جائے گا تو سب لوگ قبروں سے باہر نکل آئیں گے۔ جیسے سبزہ اگتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس کلیسے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مستثنیٰ ہیں۔ عجب الذنب۔ ڈھڈی کی ہڈی ہے۔ اس کو دم کی جڑ بھی کہتے ہیں۔ وہ دونوں سرخوں کے درمیان ہڈی ہے۔ اس کو اصل احبزا کہتے ہیں جو مٹی میں مل کر مٹی نہیں ہوتی اور آگ میں جلنے نہیں جلتی اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے واللہ ورسولہ اعلم! علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مظہری شامی معانی سے نقل کیا کہ اس سے مراد طول بقاء ہے یہ نہیں کہ وہ بوسیدہ ہی نہیں ہوتی؛ کیونکہ یہ خلاف محسوس ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ ہڈی انسان کے بدن کی جڑ اور اصل ہے جس پر انسان مبنی ہے۔ اس لئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ النَّازِعَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْآيَةُ الْكُبْرَى عَصَاهُ وَيَدُهُ فَيُقَالُ وَالنَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ
سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّامِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِلِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ
الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمَجُوفُ الَّذِي تَمُرُّ بِهِ الرِّيحُ فَتَنفُخُ وَالطَّامِعُ
تَطُمُّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَافِرَةُ إِلَى أَمْرِنَا الْأَوَّلِ إِلَى الْحَيَاةِ
وَقَالَ غَيْرُهُ آيَاتُ مَرَسِمِهَا مَتَى مُتَّهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهَى

اس کا تمام اجزاء سے سخت ترین ہونا ہی مناسب ہے جیسے دیوار کی بنیاد مضبوط ترین ہوتی ہے۔ لہذا یہ بہت عرصہ
باقی رہتی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ نبیوں کے ساتھ منحس ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے
جسم زمین پر حرام کئے ہیں (حدیث ۴۲۹۵ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ النَّازِعَاتِ

یہ سورت بلا اختلاف ملکی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورہ نباء کے بعد اور سورہ اِذَا الشَّمَاؤُا انْفَطَرَتْ
سے پہلے نازل ہوئی اس کی چھیالیس آیات ہیں۔ نازعات کے معنی میں چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔ بعض کہتے
ہیں۔ یہ ملائکہ کرام ہیں جو لوگوں کی روئیں قبض کرتے ہیں لیکن یہ معنی ضعیف ہے کیونکہ قابض ارواح صرف حضرت
عزرائیل علیہ السلام ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا یہ ستارے ہیں جن کے انوار افق میں طلوع ہوتے ہیں پھر غائب
ہو جاتے ہیں۔ قولہ الْآيَةُ الْكُبْرَى، سے اس آیت کریمہ: فَأَرَاكَ الْآيَةَ الْكُبْرَى کی طرف اشارہ کیا
اور مجاہد نے اس کی تفسیر عصا اور ید سے کی یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کو بہت

۶۴۱۶ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ
سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّ بِأَصْبَعَيْهِ هَكَذَا بِالْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي
الْوُسْطَى بَعَثَتْ لَهَا السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ

بڑا معجزہ عصا اور ٹانھ دکھایا (عصا کا اٹھانا بن جانا اور ٹانھ کا روشن ہو جانا)
قوله "هَكَذَا" سے اس آیت کریمہ "وَقَعَتْ سَمَكُهَا فَتَوَّاهَا" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر
کی کہ آسمانوں کو ستاروں کے بغیر اٹھایا۔

قوله "نَخْرَةً" سے اس آیت کریمہ : "إِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخْرَةً" کی طرف اشارہ کیا۔ حشر و نشر کے منکر
کہتے تھے جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر زندہ اٹھائے جائیں گے؛ نَخْرَةٌ اور نَخْرَةٌ طامع اور طمع باطل
اور بخل جیسے ہیں یعنی ناخرہ اور نخرہ اصل معنی میں مساوی ہیں اور وہ بوسیدہ ہونا ہے۔ اگرچہ نخر میں ناخرہ کی نسبت
وہ مبالغہ ہے جو ناخرہ میں نہیں ہے۔ اسی طرح طامع اور طمع، باطل اور بخل ہے۔ بعض نے کہا نخرہ بوسیدہ ہڈی
ہے اور ناخرہ..... کھوکھلی ہڈی ہے جس سے ہوا گزرے تو آواز پیدا ہو۔

قوله "الْحَافِرُ" سے اس آیت کریمہ "أَبْنَاءُ الْمَرْحُومِينَ فِي الْحَافِرَةِ" کی طرف اشارہ کیا اور
اس کی تفسیر "إِلَى أُمَمِنَا الْأَوَّلِ" سے کی۔ یعنی کیا ہم پہلی حالت (حیات) کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ یعنی
زندہ کئے جائیں گے، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ "دَجَعُ قُلُوبُنَا فِي حَافِرَتِهِ" فلاں شخص اپنی راہ کی طرف لوٹ گیا جہاں
سے وہ آیا تھا۔ بعض نے کہا "حَافِرُهُ" وہ زمین ہے جس میں لوگوں کی قبریں ہوں۔ پس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں
کیا ہم واپس لوٹائے جائیں گے حالانکہ ہم قبروں میں ہیں۔ زمین کو بھی حافرہ کہا جاتا ہے؛ کیونکہ یہ قبروں کی جگہ ہے
کافروں کی مراد یہ ہے کہ کیا ہم مرنے کے بعد پھر پہلے کی طرح زندہ ہوں گے۔

قوله "آيَاتُ مُرْسَخَا" سے اس آیت کریمہ : "يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا" کی طرف اشارہ
کیا اور اس کی تفسیر "مَتَى مُنْتَهَاهَا" سے کی یعنی تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوئی
ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اس کی تفسیر "مَتَى مُنْتَهَاهَا" سے کی جہاں کشتی لنگر انداز ہو اس کو
مُرسِئہ سفینہ، کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ بکون و مکان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
قیامت کو ذکر کرتے تھے اور اس کے متعلق پوچھے جلتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
قوله "الرَّاجِفَةُ" سے اس آیت کریمہ : "يَوْمَ تَرْجِفُ الرَّاجِفَةُ تَتَّبِعُهَا الثَّانِيَةُ" کی طرف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ عَبَسَ

كَلِمَةً وَأَعْرَضَ وَقَالَ غَيْرُهُ مُطَهَّرَةٌ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ
وَهَذَا مِثْلُ قَوْلِهِ فَأَلَمَدَ بَرَاتٍ أَمْرًا جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً
لِأَنَّ الصُّحُفَ لَا يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطَهُّيرُ فَجَعَلَ التَّطَهُّيرَ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْ سَافِرَةً
الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجَعَلْتُ الْمَلَائِكَةَ
إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللَّهِ وَتَأْدِيتِهِ كَالسَّفِيرِ الَّذِي يُصَلِّحُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَقَالَ
غَيْرُهُ تَصَدَّى تَغَافَلَ عَنْهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَمَّا يَقْضَى لَا يَقْضَى أَحَدًا

اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا کہ راجفہ پہلی بار پھونکنا اور مرادفہ دوسری بار پھونکنا ہے۔
ترجمہ : سہل بن زید نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
آپ نے بیچ کی انگلی اور جو انگلی کے پاس والی انگلی ہے کے اشارے

۴۶۱۶ —

سے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔

شرح : یعنی جس طرح وسطی اور سببہ دونوں انگلیوں کے درمیان نہایت
ہی کم فاصلہ ہے۔ میرے اور قیامت میں اس طرح اتصال ہے اور وہ یہ

۴۶۱۶ —

کہ قیامت بہت تیزی سے قریب آ رہی ہے جبکہ اس کے اثرات رونما ہو رہے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ عَبَسَ

یہ سورت نئی ہے۔ اسے سورہ سفرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی بتائیں آیات ہیں۔ سخاوی نے ذکر کیا یہ سورہ قدر

أَمْرِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَرْهَقُهَا تَغْشَاهَا شِدَّةٌ مُسْفِرَةٌ مُشْرِقَةٌ بِأَيْدِي
سَفَرَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَتْ أَصْفَارًا كَتَبَاتُهَا تَشَاغُلُ يُقَالُ وَاحِدٌ
الْأَصْفَارِ سَفَرٌ

سے پہلے اور سورہ نجم کے بعد نازل ہوئی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورت ابن
ام مکتوم اعمیٰ (نابینا) کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے
یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سیدھی راہ بتائیں۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
مشرک سرور بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ انہیں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قطع کلام
کرنے کے باعث اس سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ اس کے بعد جب ابن مکتوم آپ کے حضور
آیا کرتے تھے تو آپ اس کے لئے چادر بچھا دیتے تھے اور اس کی تحسین کرتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے
ایک اور روایت کے مطابق اس مجلس میں صنادید قریش میں ابو جہل ملعون اور ربیعہ کے دونوں بیٹے عقبہ اور شبیبہ
بھی تھے۔ قولہ عَبَسَ، سے اس آیت کریمہ: عَبَسَ ذُكُوْلُنَا اَنْ جَاءَنَا الْاَعْمٰی، کی طرف اشارہ کیا۔ تیوری
چڑھائی اور ہٹنے پھیرا اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا۔ امام بخاری نے عَبَسَ کی تفسیر کَلَمٌ اور اَعْرَضَ
سے کی یعنی تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔

قولہ مَطْهُوْرَةٌ سے اس آیت کریمہ فی ذٰلِكَ مَوْجِعٌ مِّنْهُ مَطْهُوْرَةٌ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ
کِرَامٍ بَرَدَةٍ، کی طرف اشارہ کیا اور مطہرہ کی تفسیر یہ کی کہ اس کو پاک شخص ہاتھ لگاتے ہیں اور وہ ملائکہ
(فرشتے) ہیں۔ یعنی جب صحیفے تطہیر سے موصوف ہیں تو اس کے حاملین کی وصف بھی تطہیر سے کی اور فرمایا اسے
پاک اشخاص مس کرتے ہیں۔ جیسا کہ قَالِمُ بَرَاتٍ أَمْرًا، میں تدبیر محمول کی صفت ہے۔ اس کے محمول کو بھی
مَدْبَرٌ کہا ہے۔ سَفَرَةٍ سے مراد فرشتے ہیں۔ یہ سافر کی جمع ہے۔ جب تو لوگوں کے درمیان صلح کرادے تو کہا
جاتا ہے مَدَّ سَفَرَتَ، اور فرشتے جب اللہ کی وحی لے کر آتے ہیں اور اسے نبی کو پہنچاتے ہیں تو وہ بھی سفیر کی طرح
ہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کراتے ہیں۔

ابن عباس اور مقاتل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ”سفرہ“ کرام کاتبین ہیں۔ کتاب کو بھی سفر کہا
جاتا ہے۔ اس کی جمع اَصْفَارٌ ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں: ”ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں (اللہ کے نزدیک)
بلندی والے ہیں (ان کی قدر بلند ہے) پاکی والے ہیں ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے ہیں۔
قولہ تَصَدَّى، سے اس آیت کریمہ: فَانْتَبِهْ لِمَا تَصَدَّى، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر
تَغَافُلٌ، سے کی۔ علامہ زحشری نے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ آپ اس پر توجہ کرتے ہوئے اس سے گفتگو

۴۶۱۷۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا
قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَةَ ابْنَ اَوْفَى يَحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ
عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ
وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ

فرماتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا یہی معنی مناسب اور مشہور ہے۔ صاحب التلویح نے اس کی تصویب کی ہے۔ اکثر
مفسرین نے اس کو پسند کیا ہے۔ امام بخاری کی تفسیر کے مطابق معنی یہ ہیں کہ آپ اس سے غفلت کرتے ہیں۔ یہ
تفسیر نامناسب ہے اور کاتب سے سہو ہوا ہے۔

قوله لَمَّا يَقْضُ، سے اس آیت کریمہ: كَلَّا لَمَّا يَقْضُ مَا أَمْرًا، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے
اس کی تفسیر یہ کی کہ جس کا حکم دیا گیا اس کو کوئی پورا نہیں کرتا، ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ ذکر کیا جو حکم اس پر
فرض کیا گیا تھا اس کو کوئی پورا نہیں کرتا۔

قوله تَرْهَقُهَا، سے اس آیت کریمہ: تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی
کہ اس کو سختی چھپا لے گی۔ یعنی وہ قیامت کے دن کی شدت اور سختی میں ڈھانکا جائے گا۔ بعض نے یہ معنی کئے ہیں
”اس کو اندھیرا، ذلت اور رسوائی پالے گی۔ ابن زید نے کہا غبرہ اور قترہ، میں فرق یہ ہے کہ غبرہ اڑنے والا
غبار ہے جو اوپر آسمان کی طرف جاتا ہے اور قترہ وہ ہے جو زمین میں بیچے ہے۔“

قوله مُسْفِرَةٌ، سے اس آیت کریمہ: وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ، کی طرف اشارہ کیا، کتنے منہ اس دن
روشن ہوں گے۔ کیونکہ وہ نور ایمان سے منور ہوں گے اور عبادت اور آثار و ضوابط سے اُن کے اعضاء چمکتے ہوں گے
امام بخاری نے مُسْفِرَةٌ کی تفسیر مُشْرِقَةٌ سے کی ہے یعنی روشن و تاباں ہوں گے۔

قوله بَائِدِي، سے اس آیت کریمہ: يَا بَائِدِي سَفَرَةٌ، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
اس کی تفسیر میں کہا کہ سفر سے مراد کاتب ہیں جو اعمال نامہ لکھتے ہیں۔ اُسفار سفر کی جمع معنی کتاب ہے۔

قوله تَلْهَىٰ، سے اس آیت کریمہ: فَأَنْتَ عَنْهُ تَلْهَىٰ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر تَشَاغُلُ سے
کی، اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو۔ قوله وَاحِدًا لِّالسَّفَارِ سَفَرٌ، اس کے معنی گزرے ہیں۔ واللہ اعلم!

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ وہ اسے یاد ہے

۴۶۱۷۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا
قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَةَ ابْنَ اَوْفَى يَحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ
عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ
وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ

فرماتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا یہی معنی مناسب اور مشہور ہے۔ صاحب التلویح نے اس کی تصویب کی ہے۔ اکثر
مفسرین نے اس کو پسند کیا ہے۔ امام بخاری کی تفسیر کے مطابق معنی یہ ہیں کہ آپ اس سے غفلت کرتے ہیں۔ یہ
تفسیر نامناسب ہے اور کاتب سے سہو ہوا ہے۔

قوله لَمَّا يَقْضُ، سے اس آیت کریمہ: كَلَّا لَمَّا يَقْضُ مَا أَمْرًا، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے
اس کی تفسیر یہ کی کہ جس کا حکم دیا گیا اس کو کوئی پورا نہیں کرتا، ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ ذکر کیا جو حکم اس پر
فرض کیا گیا تھا اس کو کوئی پورا نہیں کرتا۔

قوله تَرْهَقُهَا، سے اس آیت کریمہ: تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی
کہ اس کو سختی چھپا لے گی۔ یعنی وہ قیامت کے دن کی شدت اور سختی میں ڈھانکا جائے گا۔ بعض نے یہ معنی کئے ہیں
”اس کو اندھیرا، ذلت اور رسوائی پالے گی۔ ابن زید نے کہا غبرہ اور قترہ، میں فرق یہ ہے کہ غبرہ اڑنے والا
غبار ہے جو اوپر آسمان کی طرف جاتا ہے اور قترہ وہ ہے جو زمین میں بیچے ہے۔“

قوله مُسْفِرَةٌ، سے اس آیت کریمہ: وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ، کی طرف اشارہ کیا، کتنے منہ اس دن
روشن ہوں گے۔ کیونکہ وہ نور ایمان سے منور ہوں گے اور عبادت اور آثار و ضوابط سے اُن کے اعضاء چمکتے ہوں گے
امام بخاری نے مُسْفِرَةٌ کی تفسیر مُشْرِقَةٌ سے کی ہے یعنی روشن و تاباں ہوں گے۔

قوله بَائِدِي، سے اس آیت کریمہ: يَا بَائِدِي سَفَرَةٌ، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
اس کی تفسیر میں کہا کہ سفر سے مراد کاتب ہیں جو اعمال نامہ لکھتے ہیں۔ اُسفار سفر کی جمع معنی کتاب ہے۔

قوله تَلْكَئِي، سے اس آیت کریمہ: فَأَنْتَ عَنْهُ تَلْكَئِي، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر تَشَاغُلُ سے
کی، اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو۔ قوله وَاحِدًا لِّالسَّفَارِ سَفَرٌ، اس کے معنی گزرے ہیں۔ واللہ اعلم!

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ وہ اسے یاد ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۶ سُوْرَةُ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

اِنْكَدَرَتْ اَنْتَثَرَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ سَجَرَتْ ذَهَبَ مَا وُفَّاهَا فَلَا تَبْقَى
قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَسْجُورُ الْمَمْلُوءُ وَقَالَ غَيْرُهُ سَجَرَتْ اُقْضِيَ
بَعْضُهَا اِلَى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاَحَدًا وَالْحَسَنُ تَخَنُّسٌ فِي فُجْرَاهَا
تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَبْرِكُ مَا تَكْنِسُ الْظَبَاءُ تَنْفَسُ اِرْتَفَعَ النَّهَارُ وَالظَّيْنُ
الْمَتَّهِمُ وَالضَّيْنُ يَضِيْقُ بِهِ وَقَالَ عُمَرُ النَّفُوسُ زُوِّجَتْ يَزْوَجُ
نَظِيرُهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ اَحْمَدُ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا وَاَزْوَاْجَهُمْ
عَسَّعَسَ اَدْبَرَ

سفر کرام کی طرح یعنی وہ مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے حالانکہ وہ اس پر یاد کرنا دشوار ہے اس کو دو ثواب ہیں (ایک ثواب مشقت کا دوسرا قرأت کا ثواب) (بعض نے کہا لفظ مثل زائد ہے)

سُوْرَةُ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

یہ سُورَت مکی ہے۔ اس کو سُورَت ”کوِرت“ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا نام سورہ تکویر بھی ہے۔ اس کی انیس (۱۹) آیات ہیں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“

قولہ اِنْكَدَرَتْ ”اس آیت کریمہ: وَاِذَا الْجُودُ اِنْكَدَرَتْ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اَنْتَثَرَتْ ”سے تفسیر کی یعنی جب ستارے آسمان سے زمین پر گر پڑیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

جب متغیر ہو جائیں گے، "قوله سُجَّرَتْ" اس سے اس آیت کریمہ "وَإِذَا الْجِبَارُ سُجَّرَتْ" کی طرف اشارہ کیا۔
حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا۔ ان میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد
نے کہا "سُجَّرَتْ" بمعنی تَمَلَّوْا ہے یعنی پُر کیا ہوا، "تَجَرُّرُ" ان الفاظ میں سے ہے جو اُضداد میں استعمال ہوتے ہیں حسن بصری
کے غیر نے کہا سُجَّرَتْ کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے سے مل جائیں گے کہ ایک دیر یا ہو جائے گا۔ ابن زید ابن عطیہ
اور سفیان نے کہا انہیں گرم کیا جائے گا۔ یہ آگ بن جائیں گے۔

قوله وَالْخُنَّسُ "سے اس آیت کریمہ: قُلْ أَقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَّارِ الْكُنَّسِ" کی طرف اشارہ کیا۔
قسم ہے اُن ستاروں کی جو اٹھ پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں۔ یہ پانچ ستارے ہیں جنہیں خمسہ متحیرہ کہتے
ہیں۔ زحل، مشتری، مریخ، زہرہ اور عطارد۔

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: الْخُنَّسُ الْجَوَّارِ الْكُنَّسُ، کیا ہیں انہوں نے کہا یہ ستارے ہیں جو
دن میں اٹھی چال پھرتے ہیں۔ خُنَّس کے معنی مٹھنے کی جگہ لوٹنے کے ہیں۔ کُنَّس وحشی جانوروں کے چھپنے کی جگہیں بعض
نے کہا خُنَّس گاؤں کے رہنے والے ہیں جب وہ انسان کو دیکھے تو اپنی چھپنے کی جگہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ خُنَّس خائس کی جمع ہے
معنی اپنے راستے پر لوٹنے والے اور کُنَّس کائنات کی جمع معنی چھپنے والے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مد خُنَّس جو اپنے مقام پر یا راستے پر لوٹتے ہیں اور تَكُنَّس بمعنی تَشْتَدُّ چھپتے
ہیں۔ یعنی سورج کی روشنی میں چھپے رہتے ہیں۔ جیسے ہرن اپنی کین گاہ میں چھپتے ہیں جو وہ درختوں کی شاخوں
سے بناتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے سبع سارہ مراد لئے ہیں۔

قوله تَنْفَسُ "سے اس آیت کریمہ: وَالصُّبْحُ إِذَا تَنَفَّسَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ
کی کہ جب دن بلند ہوتا۔

قوله الظَّنَّيْنِ "سے اس آیت کریمہ: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنٍّ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر
اس کی تفسیر مَثْبُوم سے کی اگر اس کو ضَمْنٌ ضَاد سے پڑھا جائے تو اس کے معنی بخل کے ہیں۔ یعنی تم پر غیب بتانے
میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں خبردار کرتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثعلبی سے نقل کیا کہ قوله مَا هُوَ، یعنی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب یعنی وحی اور آسمان کی خبر اور جس علم غیب پر مطلع ہیں تم پر بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں
خبردار کرتے ہیں۔ پھر ثعلبی نے کہا اس کو ظاء سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب
کی خبر دینے میں مَثْبُوم نہیں یہ ظنہ بمعنی تہمت سے ماخوذ ہے۔ تفسیر اتقان میں ہے۔ ضاد اور ظاء میں فرق کرنا واجب
ہے۔ ان کے مخارج کی معرفت قاری پر لازم ہے۔ اکثر عجمی لوگ ان دو حرفوں میں امتیاز نہیں کرتے (یعنی)

قوله قَالَ عُمَرُ، یعنی امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: النفوس زوجت کے معنی یہ ہیں کہ اپنے مثل
کے ساتھ جنت اور دوزخ میں ملا دیئے جائیں گے، بعض نے کہا مومنوں کو حوروں کے ساتھ اور کافروں کو شیطانوں
کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ عکرمہ نے کہا نیک کو نیک ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا جو دنیا میں نیک تھا اور بدکار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ

وَقَالَ الرَّسِيمُ بْنُ خُثَيْمٍ فَجَرَتْ فَأَضْبَتْ وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ
فَعَدَلَكَ بِالتَّخْفِيفِ وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ
الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِي فِي أَيِّ صُورَةٍ شَاءَ إِمَّا حَسَنَ وَإِمَّا قَبِيحًا وَطَوِيلَ
— أَوْ قَصِيرَ —

کو بدکار سمجھتی تھی ساتھ ملا دیا جائے گا۔ جو دنیا میں بدی میں اعانت کرتے تھے، پھر پڑھا۔ اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا اٰرْوَاجَهُمْ، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ان کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملا دو! قول عُسْ س سے اس آیت کریمہ: وَاللَّيْلُ اِذَا عُسْ س کی طرف اشارہ کیا۔ جب رات پیٹھ پھیرے عُسْ س اُن الفاظ میں سے ہے جو اپنی ضد میں استعمال ہوتے ہیں یعنی عُسْ س اَقْبَلَ اور اَدْبَرَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ اس جگہ بمعنی اَدْبَرَ مستعمل ہے یعنی پیٹھ پھیرے۔ اس پر قرینہ: وَالصُّبْحُ اِذَا تَنَفَّسَ ہے اور صبح جب دم لے اور اس کی روشنی خوب پھیلے۔

سُورَةُ انْفِطَارِ

یہ سورہ مکیہ ہے اس کی انیس آیات ہیں اسے
سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ بھی کہا جاتا ہے!،
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انْفِطَارُ بمعنی انشقاق ہے قولہ بُعِثَرَتْ سے اس آیت کریمہ: وَإِذَا الْقُبُورُ بُعِثِرَتْ کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ زمین میں سے اموات کو نکالا جائے گا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا بُعِثَرَتْ کے معنی اُٹھائی جائیں گی۔ بُعِثَرَتْ تو مہنی، میں نے اس کا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ وَبِلٍ لِلْمُطَفِّفِينَ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَأَى ثَبْتَ الْخَطَايَا ثَوْبَ جُوزَى وَقَالَ غَيْرُهُ
الْمُطَفِّفُ لَا يُؤْفِقُ

نحلا حتمہ اُوپر کر دیا، قولہ فُجِّرَتْ سے اس آیت کریمہ ”اِذَا الْبُحَارُ فَجَّرَتْ“ کی طرف اشارہ کیا اور ربیع بن خثیم نے اس کی تفسیر ”فَأَصْنَتْ“ سے کی۔ یہ فیض سے ماخوذ ہے۔ یعنی جب سمندر بہا دیئے جائیں گے اور شیریں اور شور سب مل کر ایک ہو جائیں گے۔

قولہ قَرَعَا الْأَعْمَشَ، یعنی سلیمان اعشى، عام بن ابی النجود نے ”فَعَدَّ لَكَ“ مخفف پڑھا ہے۔ اہل حجاز اسے مشدّد ”فَعَدَّ لَكَ“ پڑھتے ہیں۔ اس سے مراد لیا ہے۔ مخدل خلقت والا اور جس نے مخفف پڑھا ہے وہ مراد لیتے ہیں جس صورت میں چاہا خوبصورت یا بد صورت اور لمبا یا ٹھنکنا پیدا کیا۔

سُورَةُ وَبِلٍ لِلْمُطَفِّفِينَ

سَدّی نے کہا یہ سُورَت مدنی ہے۔ کلبی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے سفر میں راستہ میں نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا یہ مدنیہ ہے۔ اس کی ایک آیت ”قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ“ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ سخاوی نے کہا یہ سُورَت عنکبوت کے بعد نازل ہوئی۔ نسائی اور ابن ماجہ میں صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ لوگ ناپیل میں بہت کمی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ”وَبِلٍ لِلْمُطَفِّفِينَ“ نازل فرمائی کہ کم تولنے والوں کی خرابی ہے، تو لوگوں نے اس کے بعد ناپ تول پورا کرنا شروع کر دیا۔ اس کی ۳۶ آیات ہیں

علامہ عینی۔ حمد اللہ تعالیٰ نے مقاتل سے نقل کیا کہ وبل جہنم میں گہری وادی ہے جس کی گہرائی ستر سال کی مسافت ہے۔ اس میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں ہر گھاٹی میں ستر ہزار راہ ہیں۔ ہر راہ میں ستر ہزار غار ہیں۔ ہر غار میں ستر ہزار محل ہیں جیسے لوہے کے تابوت ہوتے ہیں۔ ہر تابوت میں ستر ہزار درخت ہیں۔ ہر درخت کی ستر ہزار

۶۱۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ
 قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ
 حَتَّى يَغِيَّبَ أَحَدَهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى انْصَافِ أَذُنَيْهِ

شافیں ہیں۔ ہر شاخ پر ستر ہزار پھل ہیں۔ اس کی لمبائی ستر ہزار گز ہے۔ ہر درخت کے نیچے ستر ہزار اڑدھے^۱
 ستر ہزار بچھوے ہیں ہر اڑدھے کی لمبائی ایک ماہ کا سفر اس کی موٹائی پہاڑ کی طرح ہے لمبی لمبی کھجوروں کی
 طرح اس کے دانت ہیں اس کے تین سو ستر قفاز ہیں ہر قفاز میں زہر کا ٹکڑا ہے۔ صاحب تلویح نے کہا
 صحیح ابن جان میں اس کا اصل موجود ہے، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ کافر پر پناؤں
 (۹۹) تین مسلط کئے جائیں گے جانتے ہو کہ تین کیا ہے؟ وہ ستر سانپ ہیں۔ ہر سانپ کے سات سر ہیں۔
 وہ قیامت تک اس کو ڈستے رہیں گے۔

قوله بَلْ زَانٌ، سے اس آیت کریمہ، بَلْ زَانٌ عَلَى قُلُوبِهِمْ، کی طرف اشارہ کیا، بلکہ ان کے
 دلوں پر نہنگ چڑھا دیا ہے۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا زَانٌ بِمَعْنَى ثَبَّتَ الْخَطَايَا ہے۔ کافروں کے دلوں
 میں گناہ پختہ ہو گئے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کو ڈھانک رکھا ہے۔ دراصل زَانٌ رَيْنٌ سے بمعنی غلبہ ہے چنانچہ کہا جائے
 زَانَتْ الْخَمْرُ عَلَى قُلُوبِهِمْ، جبکہ شراب اس کے دل پر غلبہ کرے اور وہ بہوش ہو جائے۔

قوله ثَوْبٌ، سے اس آیت کریمہ: هَلْ ثَوْبٌ الْكَفَّارِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ، کی طرف اشارہ کیا۔
 پھر اس کی ”مجوزی“ یعنی جزاء دیا گیا، سے تفسیر کی یعنی کیوں کچھ بدلا ملا کافروں کو اپنے اعمال کا جو وہ دنیا
 میں کرتے تھے، مجاہد کے غیر نے کہا ”مُطْفِئٌ“ وہ ہے جو کسی کا حق پورا نہ دے بلکہ اس کے دینے میں کمی
 کرے قوله الرِّجْحُ، سے اس آیت کریمہ: يُسْقُونَ مِنْ رِجْحٍ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی مدخر،
 بمعنی شراب سے تفسیر کی۔ اور خَتَامَةٌ مُسَكَّةٌ، سے اس آیت کریمہ: مِنْ دَرَجَاتٍ مُنْتَوِيَةٍ خَتَامَةٌ
 مُسَكَّةٌ، کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ نہتری شراب پلائے جائیں گے جو بہر گاہ رکھی ہے جس مہر کو نیک لوگ ہی
 توڑیں گے۔ قوله تَسْنِيمٌ، سے اس آیت کریمہ: نَزَّاجُجٌ مِنْ تَسْنِيمٍ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر میں کہا کہ
 وہ شراب ہے جس کا نام تسنیم ہے یہ اعلیٰ شراب ہے تمام جنتیوں کی شراب سے افضل ہے۔ اس کو تسنیم اس لئے
 کہا کہ یہ ان کے اوپر بالا خانوں اور ان کے منازل میں گرائی جائے گی جو جنت عدن سے جنتیوں کی طرف جاری
 ہوگی۔ جبکہ تسنیم کے معنی گرانے کے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ
 قَالَ مُجَاهِدٌ كِتَابَهُ بِشَمَالِهِ يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ وَسَقَّ جَمْعُ مَنْ
 دَابَّةٍ وَظَنَ أَنْ لَنْ يَجُوزَ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَيْنَا

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے جبکہ ان میں سے ایک اپنے نصف کان تک اپنے پسینہ میں غائب ہوگا۔

— ۴۶۱۸ —

شرح : قیامت کے روز اس کے خون سے لوگ لرزاں ہوں گے اور گھبراہٹ سے ان سے پسینہ جاری ہوگا جو ان میں سے کسی

— ۴۶۱۸ —

ایک کے کان کی ٹوٹک پہنچے گا۔ یہ دہشت اس لئے ہوگی کہ کم تو لانا سخت گناہ ہے جس کے باعث وہ رب العالمین کے حضور عاجزی کریں گے اور پسینہ پسینہ ہو جائیں گے حتیٰ کہ اس میں ان کے جسم غائب ہو جائیں گے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ

اس کو سورۃ الشقاق بھی کہا جاتا ہے یہ نکی ہے اس کی ۲۷ آیات ہیں،
 قولہ کِتَابَهُ بِشَمَالِهِ، سے اس آیت کریمہ : وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ، کی طرف اشارہ کیا
 اس کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ اپنا اعمال نامہ اپنی پشت کے پیچھے سے لے گا۔ اس کا دایاں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ
 ملا کر طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بائیں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کیا جائے گا اور پشت کے پیچھے سے اس کو اعمال نامہ دیا
 جائے گا۔ مجاہد سے ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ اس کا ہاتھ پشت کے پیچھے نکالا جائے گا، واللہ ورسولہ اعلم!

۴۶۱۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَانَ بْنِ
 الْأَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۲۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ
 بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي يُوسُفَ حَاتِمِ
 ابْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ الْقَسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسِبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ
 كِتَابَهُ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ يَحْسَبُ حَسَابًا يَسِيرًا قَالَ ذَاكَ الْعَرَضُ يُعَرَّضُونَ
 وَمَنْ تَوَقَّشَ الْحِسَابَ هَلَكَ

قوله اذنت، سے اس آیت کریمہ : وَ اذِنتُ لِرَبِّهَا وَ حَقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ
 مَا فِيهَا وَ تَخَلَّتْ، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اذنت، کی تفسیر سمعت و اطاعت لربها سے کی یعنی اپنے
 رب کا حکم سنے اور اطاعت کرے اور در القت ما فيها کی تفسیر اخرجت ما فيها من الموتی، سے کی یعنی جو اس میں
 مردے ہیں نکال دے اور باہر کر دے۔

قوله وَ تَخَلَّتْ، کی تفسیر غلت فليس في بطنها شيء، سے کی یعنی خالی ہو گئی اور اس کے پیٹ میں کچھ نہ
 رہا۔ قوله وَ سَقَ، سے اس آیت کریمہ : وَ اللَّيْلُ وَ مَا وَسَقَ، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ
 قسم ہے رات کی اور اس کی جو اس میں جانور جمع ہوتے ہیں۔

قوله ظَنُّ اَنْ لَنْ يَحْمُوزَ یعنی وہ سمجھا کہ اُس نے اپنے رب کی طرف لوٹنا نہیں،



بَابُ قَوْلِهِ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ

۴۶۲۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ جَعْفَرُ بْنُ أَيَّاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هَذَا بَيْنَكُمْ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۴۶۱۹ تا ۴۶۲۱۔

کوئی ہیں جس کا حساب لیا جائے مگر وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ؟ جس کو اعمال نامہ اس کے داینے ہاتھ میں دیا جائے اس کا حساب آسان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اعمال نامہ پیش کرنا ہے جو محض پیش کئے جائیں گے اور جس کے حساب میں تفتیش کی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا۔

شرح : یہ حدیث ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

۴۶۱۹ تا ۴۶۲۱۔

سے تین طرق سے مروی ہے۔ ایک عمرو بن علی کا

طریق دوسرا سلیمان بن حرب کا اور تیسرا طریق مسدد کا ہے۔ رضی اللہ عنہم پہلے دو طرق میں ابن ابی ملیکہ بلا واسطہ ام المؤمنین سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ تیسرے طریق میں قاسم کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس طریق میں ابن ابی ملیکہ نے قاسم سے روایت کی پھر ام المؤمنین سے سماعت کی یا پہلے ام المؤمنین سے سماعت کی پھر قاسم سے توثیق کی؛ کیونکہ ان کی روایت میں زیادتی ہے جو ابن ابی ملیکہ کے نزدیک نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حساب سے مراد ثواب و جزاء ہے یا فرکے لئے ثواب ہی نہیں تو اس کے حساب کا کیا مقصد ہے؟ نیز حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کافروں سے کلام نہیں کرے گا تو حساب کیسے لے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کلین سے کلام نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے رحمت و شفقت سے کلام نہیں کرے گا۔ غضب و قہر سے کلام کرے گا جس سے وہ خائف ہوں گے۔ مطلق کلام کی نفی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: احْشَوْا فِيهَا وَلَا تَكَلِّمُوْنَ، دوزخ میں ذلیل و خوار رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ الْبُرُوجِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ أَخَذُوْهُ شَقٌّ فِي الْأَرْضِ فَتَنُوا عَذَبُوا

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ لَتُؤَكِّبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ مراد حال بعد حال ہے۔ یہ تہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

شرح: ۴۶۲۲ — یہ آیت کریمہ قسم کا جواب ہے جو اس سے پہلی آیات میں مذکور ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اے مسلمانوں! تمہیں مشرکوں پر غلبہ اور کامیابی حاصل ہوگی۔ حتیٰ کہ تمہاری حالت بہت اچھی ہوگی اور انجام بخیر ہوگا۔ لہذا تمہیں حال کے بعد حال پیش آئے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موت کے شدائد و احوال پھر مرنے کے بعد اٹھنا پھر موقف حساب میں پیش ہونا یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے حالات میں تبدل ہے۔ ایک وقت دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے پھر دودھ چھوٹتا ہے۔ پھر لڑکپن کا زمانہ آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر جوانی ڈھلتی ہے پھر بوڑھا ہوتا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے کہ آپ شب معراج میں ایک آسمان پر تشریف لے گئے پھر دوسرے پر اسی طرح درجہ بدرجہ مرتبہ بمرتبہ منازلِ قرب میں داخل ہوئے۔ اس احتمال کے مطابق لَتُؤَكِّبَنَّ میں بادِ مفتوح ہوگی؛ چنانچہ ابن کثیر نے باء کو مفتوح پڑھا ہے اور کہا کہ یہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔

سُورَةُ الْبُرُوجِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مکہ ہے۔ اس کی بائیس آیات ہیں۔ بروج کی تعداد بارہ ہے۔ یہ آسمان کے محلات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بروج وہ ستارے ہیں جو قمر کے منازل میں۔ بعض نے آسمان کے دروازے مراد لئے ہیں۔ قولہ أَخَذُوْهُ شَقٌّ اس آیت کریمہ قَتَلَ أَصْحَابَ الْأُخْدُوْدِ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ الطَّارِقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذَاتِ الرَّجْعِ سَحَابٌ يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ذَاتِ الصَّدْعِ
تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ

کہا۔ یہ زمین کی داڑیوں میں۔ قولہ فَتَنُوا، سے اس آیت کریمہ: اِنَّ الَّذِیْنَ فتنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
کی طرف اشارہ کیا اور عَدُوًّا بُوًّا، سے اس کی تعبیر کی فتنہ کے معنی عذاب آتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے عَلٰی النَّارِ
یُفْتَنُونَ، ان کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَنُودُوْذٌ دِبْعٌ جَبِیْب
ہے اور مجید یعنی کریم ہے۔

سُورَةُ طَارِقِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکتیہ ہے اس کی سترہ آیات ہیں۔ یہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں رودھ اور ردی لے کر حاضر ہوئے اور آپ کو تحفہ پیش کیا ابھی آپ بیٹھے تناول فرما رہے تھے
کہ اچانک ستارہ گرا اور پانی ہی پانی ہو گیا۔ پھر آگ سے بھر گیا تو ابوطالب نے گھبرا کر عرض کیا یہ کیا شئی ہے؟
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ستارہ پھینکا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ایک نشانی ہے۔
ابوطالب حیران رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ، نازل فرمائی۔ یعنی ستارہ رات ظاہر
ہوتا ہے اور دن کو چھپ جاتا ہے جو کوئی رات آئے اسے طارق کہتے ہیں۔

قولہ هُوَ النَّجْمُ، یعنی طارق ستارہ ہے جو کوئی تمہارے پاس رات آئے اس کو طارق کہتے ہیں اور یہ طرق
سے مشتق ہے۔ اس کے معنی کھٹکھٹانے کے ہیں چونکہ بہان دروازہ کھٹکھٹانے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو
طارق کہتے ہیں۔ قولہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ، اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا ثاقب وہ ہے جو روشنی دے۔ بعض نے
ثریا کہا ہے۔ قولہ ذَاتِ الرَّجْعِ، سے اس آیت کریمہ: وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ الْاٰیۃ، کی طرف اشارہ کیا مجاہد
نے اس کی تفسیر یہ کی کہ ذات الرجیع وہ بدلی ہے جو بارش کے ہمراہ لوٹ آتی ہے۔ ذات الصَّدْعِ، زمین جو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُورَةُ سَجِّ اسْمِ رَبِّكَ

سبزہ اگنے کی جگہ سے پھٹ پھٹتی ہے۔ اس کی تفسیر میں اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ ہر سال آسمان سے بارش اور لوگوں کے رزق اترتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے اور موائش بھی ہلاک ہو جاتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: «وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الرَّجْحِ» یعنی آسمان بارش دالا اور زمین نباتات و اشجار اور اثمار و انہار والی۔
 قولہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لقولہ فصل، کی تفسیر میں کہا کہ یہ قول حق ہے جو حق و باطل کو جدا جدا کرتا ہے۔

قولہ لَمَّا عَلَيْنَا حَافِظٌ، سے اس آیت کریمہ: اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْنَا حَافِظٌ، کی طرف اشارہ کیا کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو، لَمَّا بِمَعْنَى اِلَّا بِمَعْنَى اِلَّا عَلَيْنَا حَافِظٌ، ابن ابی حاتم نے اسے موصول ذکر کیا اور یزید نجوی کے طریق سے مکرّمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور اس کا اسناد صحیح ہے، لیکن ابوصبیہ اس کا انکار کرتے ہوئے کہا ہم نے کلام عرب میں لَمَّا بِمَعْنَى اِلَّا شَاہِدٌ نہیں سنا۔ نسفی نے تفسیر میں ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَمَّا کو مشتق اس لئے پڑھا ہے کہ اِنْ، نافیہ ہے۔ اور لَمَّا بِمَعْنَى اِلَّا ہے۔ یہ ہذیل کی لغت ہے وہ کہتے ہیں: نَشَدْتُمْ اِلَّا لَمَّا قُمْتُمْ لَعْدَانِ کی مراد: اِلَّا كُنْتُمْ، ہوتی ہے آیت کے معنی یہ ہیں: «مَا نَفْسٌ اِلَّا عَلَيْنَا حَافِظٌ مِنْ رَبِّهَا» دوسرے لوگ: لَمَّا، کو مخفف پڑھتے ہیں اور ما، کو موصول کہتے ہیں اور اِنْ کو مخفف کہتے ہیں یعنی: اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْنَا حَافِظٌ مِنْ رَبِّهَا يَحْفَظُ عَلَيْنَا وَيَحْصِي عَلَيْنَا مَا تَكْتُمُ مِنْ خَيْرٍ اَوْ شَرٍّ، بیشک مرجان پر اس کے رب کی طرف سے نگہبان ہے جو اس کی نگہبانی کرتا ہے اور اس کے اچھے اور بُرے اعمال کو جو وہ کب کرتا ہے ضبط کرتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس تقریر میں ابوصبیہ کے کلام کا رد ہے کہ لَمَّا بِمَعْنَى اِلَّا کا عرب کے کلام میں کوئی شاہد نہیں۔

سُورَةُ سَجِّ اسْمِ رَبِّكَ اَلَا اَعْلٰی

یہ صحت مکتبہ ہے اس کو سورۃ اعلیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی انیس آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سَجِّ اسْمِ رَبِّكَ اَلَا اَعْلٰی، پڑھا تو فرمایا تو سبحان ربی اعلیٰ ..

۴۶۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَهْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يَقْرِئَانَا الْقُرْآنَ ثُمَّ
جَاءَ عَمَارُ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ ثُمَّ جَاءَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ
بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَدَ وَالصَّبِيَّانَ يَقُولُونَ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ سَبْحَ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى فِي سُورِ
مِثْلَهَا —

قولہ قد رُفِہدی، کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ انسان کی شقاوت و بدبختی مقتدی اور حیوانات کو
چراگاہوں میں جانے کی ہدایت دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فجعلہ غشاءً اُحوی، کی تفسیر فرمائی
پھر اسے خشک سیاہ کر دیا۔

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام
میں سے سب سے پہلے جو ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر اور

ابن مکتوم تھے۔ وہ ہمیں قرآن کریم پڑھاتے تھے۔ پھر عمار بن یاسر، بلال اور سعد بن ابی وقاص آئے پھر
عمر فاروق بیس صحابہ کرام میں آئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے مدینہ منورہ والوں
کو کسی شئی سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے خوش
ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے ہیں۔ پس آپ تشریف نہ لائے حتیٰ کہ میں نے سورۃ سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى، اس جیسی سورتوں میں
پڑھی۔ شرح : ولادہ ولید کی جمع معنی صبیحہ (بچیاں) ہے۔ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت

وہاں کی بچیاں اور بچے یہ کہتے تھے۔ ہذا رسول اللہ قَدْ جَاءَ، یہ کس بچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ذوقِ مشاہدہ میں کہتے تھے۔ ابوذر کی روایت میں اس قول میں رسول اللہ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم مذکور
نہیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ذکر کے وقت صلوٰۃ کی مشروعیت پانچ پھری میں اس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ النَّصَارَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَيْنُ إِنِّيهِ
بَلَغَ إِنَّا هَا وَحَانَ شَرُّهَا حَيْثُمْ أَنْ بَلَغَ إِنَّا لَا نَسْمَعُ فِيهَا لَوَغِيَّةً شَتْمًا
الضَّرِيعُ نَبْتُ يُقَالُ لَهُ الشَّرِيقُ يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا بَسَّ
وَهُوَ سَمٌّ يَمْسِكُ بِمَسْطَرٍ وَيُقْرَأُ بِالضَّادِ وَالسَّيْنِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
— إِيَّاكُمْ مَرْجِعُهُمْ

آیت کریمہ : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کے نزول کے وقت ہوئی گو یہ آیت کریمہ
سورۃ احزاب میں ہے، لیکن صحیح روایت کے مطابق یہ پانچ ہجری میں نازل ہوئی۔ بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ پوری سورت
کے نزول کے وقت شروع ہوئی ہو، گو یہ آیت کریمہ سورۃ احزاب میں ہے لیکن صحیح روایت کے مطابق یہ پانچ ہجری میں نازل
ہوئی۔ بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ پوری سورت کے نزول سے پہلے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہو، لیکن یہ امکان بعید
ہے؛ کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ میں قرآن کریم صرف اس قدر نازل ہوا تھا جو اس حدیث سے مفہوم ہے۔ اور مکہ مکرمہ
میں وقوع کی تقدیر پر اس آیت کا مدینہ منورہ والوں کو علم ہونا بعید نہ ہے۔ خصوصاً بچوں اور بچیوں کو علم ہونا بعید
ہے لیکن یہ کہنا بعید نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کا ذکر معراج کی حدیث میں ثابت ہے اور معراج بلاشبہ
مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے
سے پہلے آچکے تھے ان کی زبان سے وہ صلوٰۃ معلوم کر چکے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام طحاوی سے نقل کیا
کہ ابو جعفر طحاوی کا مذہب ہے کہ جب بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ذکر کیا جائے آپ پر درود شریف پڑھا جائے

سُورَةُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ اس کی سولہ آیات ہیں۔ بعض اس کو سورۃ غاشیہ کہتے ہیں اور غاشیہ قیامت کا دن ہے۔

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ، سے اس آیت کریمہ ”وَجُودًا يُؤْمِنُ خَاشِعَةً عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ“ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یہ کی کہ عاتلہ ناصبہ نصاریٰ ہیں۔ ابن ابی حاتم نے شیب بن بشر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ذکر کیا اور یہود کا اضافہ کیا کہ وہ بھی عاتلہ ناصبہ ہیں۔ ثعلبی نے کہا وہ رہبان ہیں یعنی اُتھوں نے دین اسلام کے بغیر عمل کئے اور تھکے وہ ان سے قبول نہیں بعض نے کہا کہ وہ دوزخ کی آگ میں عمل کریں گے تھکیں گے کہ زنجیریں اور طوق پہنے ہوئے چلیں گے فریادیں کریں گے اور دوزخ کی آگ سے خلاصی چاہیں گے علامہ عینی نے صحاک سے نقل کیا کہ انہیں دوزخ کی آگ میں لوہے کے پہاڑ پر چڑھنے کے لئے کہا جائے گا جس سے وہ بہت مشقت میں ہوں گے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کے دن بعض چہرے (یہود و نصاریٰ) کام کریں گے اور مشقت جھیلیں گے۔

قوله عَيْنٌ أُنِيَّةٌ، اس آیت کریمہ ”تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ أُنِيَّةٍ“ کی طرف اشارہ کیا۔ نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں گے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا گرمی میں اپنے وقت کو پہنچا۔ قسطلانی نے کہا اگر اس کا ایک قطرہ دنیا کے پہاڑوں پر ڈالا جائے تو وہ پگھل جائیں۔

قوله حَمِيمٌ آن، اپنی انتہا کے وقت کو پہنچا سخت گرم، حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہارا اس قوم کے متعلق کیا خیال ہے جو اپنے قدموں پر پناہ ہزار سال اللہ کے حضور کھڑے رہیں گے۔ اس دن ایک لقمہ بھی نہ کھائیں گے اور نہ پانی کا گھونٹ پیئیں گے یہاں تک کہ جب پیاس کے سبب ان کی گردنیں ٹوٹ جائیں گی اور ان کے پیٹ بھوک سے جل جائیں گے تو انہیں دوزخ میں لے جایا جائے گا اور سخت گرم چشمہ سے ان کو پانی پلایا جائے گا جس کی گرم غتہا کو پہنچی ہوگی مقابل نے کہا عین اُنیہ، پہاڑ کی کھوہ سے نکلتا ہے۔ ستر سال کی مسافت اس کا طول ہے سخت سیاہ جیسے تیل کی میل ہوتی ہے۔ اس میں بے شمار کیرے ہوں گے۔ اس کو فرشتہ لوہے کے سخت گرم برتن میں پانی پلائے گا جب وہ اسے اپنے منہ میں کرے گا تو منہ کی دونوں داڑھیں جلادے گا اور اس کے دانت گر جائیں گے جب اس کے سینہ میں پہنچے گا تو اس کا دل جلادے گا جب پیٹ میں پہنچے گا تو وہ تانبے کی طرح پگھل جائے گا (اعاذنا اللہ منھا) عیسیٰ

قوله لَا تَسْمَعُ فِيمَا لَا غِنَى، لایعنیہ کی تفسیر شتم سے کی جنت میں جھوٹ اور بہتان نہیں سنے گا اور نہ ہی کفر کی سماعت کرے گا۔ بعض نے کہا تم ان کے کلام میں لغو کلمہ نہ سنو گے، کیونکہ جنتی حکمت اور دانائی کی باتیں کریں گے قوله ضَرِيعٌ، اس آیت کریمہ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ، اُن کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے، کہا جاتا ہے ضریع ایک گھاس ہے جسے شرق کہتے ہیں۔ جب خشک ہو جائے تو حجازی اس کو ضریع کہتے ہیں وہ زہریلے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا ہمارے اُونٹ ضریع سے موٹے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی لَا يُمْسِكُ وَلَا يَعْنِي مِنْ جَوْعٍ، نہ فریبی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں مشرک جھوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْفَجْرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْوُتْرُ اللَّهُ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الْقَدِيمَةِ وَالْعِمَادُ أَهْلُ
 عَمُودٍ لَا يُقِيمُونَ يَعْنِي أَهْلَ خِيَامٍ سَوِطٍ عَذَابِ الَّذِي عَذَّبُوا بِهِ أَكْلًا
 لَمَّا السَّفْتُ وَجَمًّا الْكَثِيرُ فَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُهُوَ شَفَعُ السَّمَاءِ شَفَعُ
 وَالْوُتْرُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَالَ غَيْرُهُ سَوِطُ عَذَابِ كَلِمَةٍ تَقُولُهَا الْعَرَبُ
 لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيهِ السَّوِطُ لِبِالْمُرْصَادِ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ
 تَحَاضُّونَ تَحَافِظُونَ وَتَحْضُونُ تَامُرُونَ بِأَطْعَامِ الْمُطْمِئِنَّةِ الْمُصَدِّقَةِ

بولتے ہیں؛ کیونکہ اونٹ اس کو اس وقت کھاتے ہیں جب وہ سبز ہو جب خشک ہو جائے تو نہیں کھاتے۔ ترکھاس کو
 شبرق کہتے ہیں ضریح نہیں کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوزخیوں کے لئے ضریح کے سوا طعام کوئی طعام نہیں
 جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر حالانکہ سورہ عاقہ میں ہے۔ اُن کا طعام غلین ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے عذاب
 کے مختلف انواع ہیں اور جنہیں عذاب دیا جائے گا ان کے کئی طبقات ہیں۔ ان میں سے بعض کھوہر کھائیں گے بعض
 کو غلین (دوزخیوں کی پیپ) دیا جائے گا اور بعض کو آگ کے کانٹے دیئے جائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے ایک روایت یہ ہے کہ ”ضریح“ آگ کا درخت ہے خلیل نے کہا وہ سبز بدبود ہوتا ہے اس کو سمندر میں پھینکا
 جاتا ہے (یعنی) ”قوله يُسَيِّرُ“ سے آیت کریمہ ”لَسْتَ حَلِيمٌ مُسَيِّرٌ“ کی طرف اشارہ کیا اور ”مُسَيِّرٌ“ کی
 مُسَيِّرٌ سے تفسیر کی۔ اس کو نصیطر صادق سے بھی پڑھا جاتا ہے۔

قوله إِيَّاكُمْ سے اس آیت کریمہ ”إِنَّا إِلَيْنَا يَا كَهُنَّ“ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر
 ”مَرْجِعُهُمْ“ سے کی یعنی بے شک ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے۔

بِالثَّوَابِ وَقَالَ الْحَسَنُ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ قُبْضَهَا أَطْمَأْنَنْتِ إِلَى
 اللَّهِ وَأَطْمَأَنَّ اللَّهُ إِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللَّهِ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَمَرَ بِقُبْضِ
 رُوحِهَا وَأَدْخَلَهَا اللَّهُ الْجَنَّةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ وَقَالَ غَيْرُهُ
 جَاءُوا نَقَبُوا مِنْ جَيْبِ الْقَمِيصِ قِطْعَةً لَهَا جَيْبٌ يَحُوبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا
 لَمَّا لَمَسَتْهُ أَجْمَعٌ أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ فَجْرٍ

یہ سورت مکی ہے بعض نے مدنی کہا ہے۔ اس کی تیس آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فجر یعنی
 نہار (دن) ہے اور اس کا معنی نماز فجر بھی ہے۔ قتادہ نے کہا ماہ محرم کو فجر کہتے ہیں۔ ضحاک نے کہا
 ذوالحجہ کا پہلا دن ہے۔ مقاتل نے کہا ہر سال کے جمعہ کی صبح ہے۔
 قولہ وَالشَّفْعُ وَالْوَتْرُ، سے اس آیت کریمہ: وَالشَّفْعُ وَالْوَتْرُ، کی طرف اشارہ ہے۔ وتر خدا ہے اکثر
 قراء وتر بکسر الواو پڑھتے ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ شفیع روزِ نحر ہے اور وتر عرفہ کا دن ہے۔
 حسن بصری نے کہا جفت اور طاق عدد مراد ہیں۔ بعض کہتے ہیں شفیع آدم اور وتر حواء ہیں ”علیہما السلام“
 قولہ اِزْمِ ذَاتِ الْعَادِ، سے اس آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِزْمَ ذَاتِ الْعَادِ
 کی طرف اشارہ کیا کیا تم نے نہ دیکھا تھا کہ رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا وہ اِزْمِ حد سے زیادہ طول والے
 اِزْمِ عاد کا عطف بیان ہے۔ عاد دو قبیلے عاد اولی اور عاد اخیرہ تھے۔ الْقَدِيمَةُ عَادِ اولی کی طرف اشارہ کیا
 ہے۔ اس کا نسب یہ ہے۔ عاد بن عوص بن اِزْمِ بن سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل عاد سے مراد اس
 کی اولاد ہے جیسے بنی ہاشم کو ہاشم کہا جاتا ہے اور ان کا نام اِزْمِ ان کے دادے اِزْمِ کے نام سے ہے وہ
 عاد اولی قدیمہ میں اور جو ان کے بعد مذکور ہیں ان کو عاد اخیرہ کہتے ہیں اِزْمِ قبیلہ ہے اس لئے غیر منصرف ہے
 اور ذاتِ العاد اِزْمِ کی صفت ہے یعنی بلند مکانات والے یا بلند قد و قامت والے اور طاقتور۔ مقدم نے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے اِزْمِ ذاتِ العاد کو ذکر کیا کہ ان میں سے کوئی آدمی پتھر اٹھا کر

لاتا اور کسی قبیلہ پر گرا کر سب کو ہلاک کر دیتا تھا۔ کلبی نے کہا ان کے قد چار چار سو گز تھے۔ مقاتل نے کہا ان کے قد لمبے لمبے ستونوں کی طرح بارہ بارہ گز تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سو سو گز مذکور ہے۔ دراصل ان کے قد ایک جیسے نہ تھے کچھ بہت لمبے چار سو گز تھے کچھ درمیانے سو دو سو گز لمبے تھے اور چھوٹے سے چھوٹے بارہ گز لمبے تھے۔ قولہ وَالْعِمَادُ، مبتدا ہے اہل عمود اس کی خبر ہے۔ یعنی خیموں والے جو ایک شہر میں نہ ٹھہرتے تھے ان کو ذات العمد اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عمود کہتے تھے کسی ایک جگہ اقامت نہ کرتے تھے اور چلتے رہتے تھے جہاں پانی گھاس پاتے وہاں منتقل ہو جاتے تھے پھر اپنے مکانات کی طرف لوٹ آتے تھے اور کسی جگہ مستقل اقامت نہ کرتے تھے۔ ان کے باغات اور کھیتیاں تھیں اور بڑے بڑے محلات تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو ذات العمد اس لئے کہتے ہیں کہ شداد بن عاد نے بہت بلند محل بنایا تھا اس کے باعث ان کو ذات العمد کہا جاتا ہے۔

”عَمَادُ“

عاد کے دو بیٹے شداد اور شعیب تھے۔ دونوں ملک کے مالک تھے جب شدید مر گیا تو شداد سارے ملک کا مالک ہو گیا اور نوسے زمین کے بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔ شداد نے جنت اور اس کے اوصاف کا ذکر سنا تھا۔ اس لئے اُس نے کہا کہ عدن کے جنگلات میں ایک مکان اور باغ بنائے گا، چنانچہ وہ تین سو سال میں مکمل ہوا جبکہ اس کی عمر نو سو برس تھی۔ مکان اور باغ تیار کرنے کے بعد اپنے وزرا اور امراء کے ہمراہ اس کو دیکھنے کا قصد کیا جب ایک دن رات کا سفر طہ کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سخت آواز نازل کی جس سے تمام ایک ہی دفعہ ہلاک ہو گئے، ”مَنْ لَّيْلَتِ يَحْيَىٰ وَيَمِيتُ وَهُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَعَلَىٰ مَا يَشَاءُ قَدِيرٌ“

قولہ سَوَّطُ عَذَابٍ، سے اس آیت کریمہ: فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوَّطَ عَذَابٍ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی ”الَّذِي عَذَّبُوا بِهِ“ سے تفسیر کی یعنی اُن پر تمہارے رب نے قوت سے عذاب کا کوڑا مارا۔ قولہ اَكْلًا لَّمَّا، سے اس آیت کریمہ: وَتَا كَلُونِ الثَّرَاثَ اَكْلًا لَّمَّا وَتَحْتُونَ الْمَالَ حَبَا جُنَا کی طرف اشارہ کیا، میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو، ”لَمَّا“ کی تفسیر سعت سے کی، ”ثَرَاثَ“ یتیموں کی میراث ہے یعنی تم یتیموں کی میراث خجیب کھاتے ہو اور حلال و حرام سب کھا جاتے ہو اور مال سے بہت محبت کرتے ہو۔ بحرن عبد اللہ نے اَللَّم، ”میراث میں تجاوز کرنا اور جو شئی پائے کھا جائے اور یہ نہ پوچھے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔ حسن بصری نے کہا اپنا حصہ اور غیر کا حصہ کھا جاتا ہے۔ بیضاوی نے کہا اس زمانہ میں لوگ عمودوں اور بچوں کو وارث نہ بناتے تھے اور ان کے حصے خود کھا جاتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے جمہور کے قول کے مطابق یہ سورت کئی ہے۔ اور میراث کی آیت کریمہ مدینہ منورہ میں

نازل ہوئی تھی۔ تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ وہ عورتوں کو بچوں کو وارث نہ بناتے تھے اور حرام کھاتے تھے، حالانکہ حرمت شرعی حکم ہے۔ آیت کے نزول سے پہلے یہ حکم نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میراث کی آیت کریمہ جو مدنیہ منورہ میں نازل ہوئی تھی اس میں ہر ایک کے حق کا تعین معلوم ہوا تھا اس سے پہلے حقوق کے تعین کے بغیر مستحق ہوتے تھے لہذا شرعی حکم پایا گیا تو حرمت بھی ثابت ہوگئی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ ”تَمَّ“ اس کی تفسیر کثیر سے کی یعنی تم مال سے بہت محبت کرتے ہو۔ قولہ ”وَالشَّفْعُ“ سے آیت کریمہ ”وَالشَّفْعُ وَالْوَتْرُ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا جو شئی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ شفیع ہے آسمان شفیع ہے اور وتر صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آسمان وتر ہے کیونکہ یہ سات ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان زمین کا شفیع ہے جیسے سرد و گرم اور مذکر و مؤنث شفیع ہیں اور شفیع کا معنی جس کا مقابل اور مثل ہو۔

قولہ ”سَوَّطُ عَذَابٍ“ سے اس آیت کریمہ: ”فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوَّطَ عَذَابٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی جس کے ساتھ انہیں عذاب دیا گیا۔ عرب ہر قسم کے عذاب کو سوط عذاب کہتے ہیں۔ اس میں لفظ سوط داخل ہے۔ قولہ ”لِبِالْمُرْصَادِ“ سے آیت کریمہ: ”إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ“ کی طرف اشارہ کیا، بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں ”لِبِالْمُرْصَادِ“ کی تفسیر ”إِلَى الْمَصِيرِ“ سے کی مرصاد کا وزن مفعال ہے۔ مرصاد اور مرصد ایک ہی چیز ہے۔ البتہ مرصاد میں مبالغہ ہے جو مرصد میں نہیں۔ یہ مرصد سے ہے جیسے میقات وقت ہے۔ قولہ ”تَحَافُظُونَ“ سے اس آیت کریمہ: ”وَلَا تَحَافُظُونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ“ کی طرف اشارہ کیا پھر تحافظون سے اس کی تفسیر کی۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے۔ یہاں دو قراءتیں ہیں۔ اہل کوفہ کی قراءت تحافظون ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کی قراءت تحفظون ہے۔ اس کی تفسیر یہ کی کہ تم مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دلاتے۔ پہلی تفسیر کے مطابق معنی یہ ہیں کہ تم حفاظت نہیں کرتے ہو! قولہ ”الْمُطْمَئِنَّةُ“ سے اس آیت کریمہ: ”يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ“ کی طرف اشارہ کیا پھر اس تفسیر ”الْمُطْمَئِنَّةُ بِالْثَوَابِ“ سے کی، ثواب کی تصدیق کرنے والا حسن بصری نے کہا نفس مطمئنہ وہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو قبض کرنے کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے حضور آرام میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے مطمئن ہوگا یعنی اس پر رحمت کرے گا۔ نفس اللہ سے راضی ہوگا اور اللہ نفس سے راضی ہوگا۔ اور اس کی روح کے قبض کا حکم دے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اسے اپنے نیک بندوں میں سے کرے گا۔ بعض نے نفس مطمئنہ کی یہ تفسیر کی کہ وہ اللہ کے وعدہ پر مطمئن ہے اور اللہ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ بعض نے کہا وہ مخلص ہے۔ ابن عطاء نے کہا اسے اللہ کی معرفت حاصل ہے اس کے بغیر چشم زون بھی صبر نہیں کرتا بعض نے کہا اللہ کے ذکر سے مطمئن ہے۔ قرآن کریم میں ہے ”وَلَتُطْمِئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ“ ان کے دل اللہ کے ذکر سے قرار پکڑتے ہیں۔ بعض نے کہا وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ لَا أُقْسِمُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هَذَا الْبَلَدُ مَكَّةُ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ
وَوَالِدِ آدَمَ وَمَا وَلَدَ لَبَدًا كَثِيرًا وَالْعَجْدِينَ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ مَسْغَبَةً فَجَاعَةً
مُتْرَبَةً السَّاقِطِ فِي التَّرَابِ وَيُقَالُ فَلَا اقْتَحَمَ الْعُقَبَةَ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعُقَبَةَ فِي
الدُّنْيَا ثُمَّ فَتَرَ الْعُقَبَةَ فَقَالَ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْعُقَبَةُ فَكَ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامُ
— فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ —

قوله إِطْعَمُنِي اللَّهُ إِلَهًا، الله تعالى کی طرف الطینان کی نسبت مجازی ہے۔ اس سے اس کا لازم رحمت مراد ہے۔ کما ذکرنا رضی کے معنی ترک اعتراض کے ہیں۔
قوله جَابُوا، سے اس آیت کریمہ ”وَتَمُودُ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ“ کی طرف اشارہ کیا پھر
نَقَبُوا سے اس کی تفسیر کی۔ تمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں ”مِنْ جَيْبِ الْقَيْصِ“ سے یہ
اشارہ کیا کہ جیب کے معنی قطع کاٹنے کے ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے ”جَيْبُ الْقَيْصِ“ میں بنے اس کا گریبان چاک
کیا اسی طرح جب کوئی جنگل کا سفر قطع کرے تو کہا جاتا ہے ”يَجُوبُ الْفَلَاةَ“، فراء نے کہا ”تمود نے چٹانیں کاٹیں
اودان میں گھر بنائے۔“ قوله لَمَّا، میں نے سب کو ختم کر دیا یعنی اس کے آخر کو پہنچا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”سُورَةُ لَا أُقْسِمُ“

اس کو سورہ بلد بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس کی بیس آیات ہیں
قوله هَذَا الْبَلَدِ، سے اس آیت کریمہ لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ
کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا۔ بلد سے مراد مکہ ہے۔ اور تم پر وہ گناہ نہیں جس میں لوگوں

یہ گناہ ہے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ مجھے اس شہر کی قسم (مکہ مکرمہ کی) کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو
 وَ اَنْتَ حِلٌّ، کہ معنی یہ ہیں کہ اے محبوب مستقبل میں آپ اس شہر میں حلال ہیں جو کچھ قتل و قید وغیرہ کرنا چاہیں آپ
 کریں؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ میں اپنے نبی علیہ السلام کے لئے مکہ حلال کر دیا حتیٰ کہ جسے چاہا قتل کیا اور جسے چاہا
 قید کیا۔ ابن خطل کو کعبہ کے پردوں میں قتل کیا اسی طرح اس کے ساتھی بھی قتل کئے۔ ابوسفیان کے مکان میں داخل
 ہونے والے کو امن دیا۔ واسطی نے کہا بلد سے مراد مدینہ منورہ ہے شَرَّفَہَا اللہ، لیکن یہ ارادہ بعید ہے کیونکہ سورت
 مکتی ہے۔ قولہ وَ ذَالِہٖ مَسَاسِ آئت کریمہ: وَ ذَالِہٖ ذَا مَا وَلَدَ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر حضرت آدم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد سے کی۔ بعض نے کہا کَا وَلَدَ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؛ کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

قولہ لُبَدًا، سے اس آئت کریمہ: یَقُولُ اَهْلَکْتُ مَالًا لُبَدًا، کی طرف اشارہ کیا اور لُبَدَ اکی
 تفسیر کثیرا سے کی۔ یعنی کہتا ہے میں نے بہت مال فنا کر دیا۔ یہ ولید بن مغیرہ ہے جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 کی عداوت میں لوگوں کو رشوتیں دیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے۔ لُبَدُ، غلبہ سے ماخوذ ہے۔
 اس کے معنی ہیں۔ اشیاء کا ایک دوسرے پر جمع ہونا یعنی ڈھیروں کے ڈھیر ہو جانا۔

قولہ وَ النَجْدِیْنِ، سے اس آئت کریمہ: وَ هَذَا یُنَآءُ النَّجْدَیْنِ، کی طرف اشارہ کیا۔ نجد بمعنی طبری
 واضح ہے۔ اُونچی زمین کو بھی نجد کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد خیبر و نثر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نجدین
 سے عورت کے دو پستان مراد لئے ہیں۔ یعنی ہم نے انسان کو چھاتیوں کی راہ دکھا دی کہ پیدا ہونے کے بعد
 اس سے دودھ پیتا اور غذا حاصل کرتا رہا۔

قولہ مُسْغَبَةٍ سے اس آئت کریمہ: اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مُسْغَبَةٍ، کی طرف اشارہ کیا یا بھوک
 کے دن کھانا دینا۔ مُسْغَبَةٍ، کی تفسیر حجاجۃ، بمعنی بھوک سے کی۔

قولہ مَمْرَبَةٍ، سے اس آئت کریمہ: اَوْ مَسْکِنًا ذَا مَمْرَبَةٍ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر
 السَّاقِطُ فِی التَّرَابِ، سے کی مٹی میں گرنے والا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہ وہ شخص ہے جس کے اور
 زمین کے درمیان کوئی شئی نہ ہو۔ اُن سے یہ روایت بھی ہے کہ جس کا کوئی مکان نہ ہو اور وہ خاک آلود ہو۔
 قولہ فَلَا اَقْبَحَ، سے اس آئت کریمہ: فَلَا قَبْحًا لِعَقْبَةٍ، کی طرف اشارہ کیا۔ بے سوچے سمجھے
 گھائی میں نہ کودا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عَقْبَةٍ، دوزخ میں ایک پہاڑ ہے۔ مجاہد، ضحاک اور کلبی
 نے کہا عقبہ تیز دھار تلوار کی طرح جہنم کا پل ہے جو تین ہزار سال کی نرم، سخت اور اُپر نیچی مسافت ہے اس کے
 دونوں طرف لوہے کی کندیاں ہیں۔ دنیا بھر میں بے سوچے سمجھے گھائی میں نہ کودا پھر عقبہ کی تفسیر فرمائی کہ تمہیں
 کس نے بتایا کہ عقبہ کیا چیز ہے وہ غلام کو آزاد کرنا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا ہے۔

سُورَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَطْفُوْنَهَا مَعَاصِيَهَا وَلَا يَخَافُ عِقْبَىٰ أَحَدٍ

سُورَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی پندرہ آیات ہیں۔

قوله وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، مجاہد نے کہا ضحاہا بمعنی ضوؤہا ہے۔ یعنی سورج اور اس کی روشنی کی قسم جس وقت پورا روشن ہو۔ قوله تَلَّاهَا، سے اس آیت کریمہ: وَالْقَمَرَ إِذَا تَلَّاهَا، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی چاند کی قسم جب اس کے پیچھے آئے اور اس کی روشنی اخذ کرے۔

قوله طَلَّاهَا، سے اس آیت کریمہ: وَالْأَرْضِ وَمَا طَلَّاهَا، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم! دُحَا بمعنی بسط ہے پھیلا دیا۔ قوله دُشَّاهَا، سے اس آیت کریمہ: وَقَدْ خَابَ مَنْ دُشَّاهَا، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی وہ جان خسارہ میں رہی جسے اُس نے معصیت میں چھپایا۔ مجاہد نے کہا: دُشَّاهَا بمعنی اَعْوَاہَا، ہے۔ یعنی اس کا مقام چھپا دیا حتیٰ اُس نے بُرے عمل شروع کر دیئے اور گناہوں پر سوار ہو گیا۔

قوله فَالْحَمُّهَا، سے اس آیت کریمہ: كَالْحَمُّهَا وَفَجَّوْرُهَا، کی طرف اشارہ کیا یعنی نفس کو شقاوت اور بد بختی اور سعادت و نیک بختی کا الہام کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نفس کے لئے خیر و شر کی وضاحت کر دی اور اس کو طاعت اور معصیت کی تعلیم دی۔

قوله لَا يَخَافُ عِقْبَىٰ هَا، اس سے پہلے یہ ہے: ”فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمُ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فَغَوَّاهَا وَلَا يَخَافُ عِقْبَىٰ هَا“ اللہ تعالیٰ نے ان کے رسول کو جھٹلانے اور اذیت کو ہلاک کرنے کے سبب ان کو ہلاک کیا اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا اور اللہ کو کسی کی عاقبت کا ڈر نہیں۔

قوله عِقْبَىٰ أَحَدٍ، عِقْبَاہَا کی ضمیر کا مرجع نفس ہے اور یہ مؤنث سماعی ہے اس کی تعبیر اَحَد سے کی ہے۔ دَمْدَم کے معنی عام ہلاکت کے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے معنی یہ ذکر کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے ہلاک

۴۶۲۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ الثَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ابْتِغَتْ أَشْقَاهَا ابْتِغَتْ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطٍ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ يَعْدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي خُفِّهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمَّ الزَّبِيرُ بْنُ الْعَوَّامِ

کرنے میں کسی کے پیچھا کرنے کا خوف نہیں جیسا بادشاہوں کو ہوتا ہے؛ کیونکہ وہ کائنات کا مالک ہے جو چاہے کسے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں۔

قولہ بطغواھا، سے اس آیت کریمہ: کَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا، کی طرف اشارہ کیا اور طغویٰ کی تفسیر معاصی سے کی۔ ثمود نے اپنی سرکشی اور معاصی کے باعث جھٹلایا۔ طغویٰ اور طغیان دونوں واحد اور طغیٰ کی ترجمہ: ہشام نے اپنے والد عروہ سے خبر دی کہ انہیں عبد اللہ بن زعمہ

۴۶۲۳ — نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں سنا کہ آپ خطبہ فرما رہے تھے اور آپ نے اونٹنی اور جس نے اونٹنی کو قتل کیا تھا کا ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذ ابغث اشقاھا، جبکہ اس کا سب سے بد بخت اٹھ کھڑا ہوا، کے معنی یہ فرمائے۔ اونٹنی کے لئے وہ شخص اٹھا جو اپنی قوم میں فسادِ سخت خبیث اور ابوزمعه کی طرح قوی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں عورتوں کا تذکرہ کیا اور فرمایا تم میں سے کوئی ایک شخص قصہ کرتا ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے غلام کی طرح مارتا ہے پھر آخر دن میں اس سے ہم بستری کرتا ہے۔ پھر لوگوں کو گوز سے ہنسنے پر نصیحت کی اور فرمایا تم میں سے کوئی اس فعل سے کیوں ہنستا ہے جو وہ خود کرتا ہے۔ ابو معاویہ نے کہا ہشام نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ بن زعمہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوزمعه کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔

۴۶۲۳ — شرح ۱ و ذکر الثاقفة، معطوف علیہ محذوف ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ فخطب و ذکر کذا و کذا و ذکر الثاقفة، یہ

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی ہے جس نے اس کی کوچیں کالی بیٹیں وہ قدر بن سالت اس کی ماں قدر ہ ۵ ہے ثمود میں یہ منحوس شخص تھا اس کو غوشت میں شال کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ سرخ رنگ نیلی آنکھوں والا بونا تھا۔ ابن قتیبہ نے اس کو ولد زناء کہا ہے۔ گو یہ سالت کے فساد پر پیدا ہوا تھا۔ رجل عزیز یعنی جس کی مثل کم پائی جائے۔ عادم، شرح حنادی، منبع، قوی، طاقتور۔

اس حدیث میں حور توی کے بابے میں نصیحت اور ان کو پیٹنے کی ممانعت ہے۔ نیز اس حدیث میں ضرطہ دگوز کی آواز کی سماعت سے انگامیں اور اعبرامیں کی ترخیب ہے۔ جاہلیت میں لوگ ضرطہ کی آواز سن کر ہنسا کرتے تھے ان کی مجالس میں یہ عام معمول تھا۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا جب ایسی شئی واقع ہو تو اس کی طرف توجہ نہ کی جائے اور اس سے غفلت برتی جائے۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں یہ حرکت معروف تھی اور وہ اپنی مجالس میں قصداً گوز مار کر ہنسا کرتے تھے۔

۲ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ ابن قصی قرشی اسدی ہیں۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

اسماء رجال

عبد اللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن عبد العزیٰ بن قصی قرشی ہیں۔

۳ ابو زمعہ اسود بن مطلب عبد اللہ بن زمعہ کا دادا ہے۔ اسود ان لوگوں میں سے ہے جو استہزاء کیا کرتے تھے۔ یہ کفر کی حالت میں مکہ میں مرا تھا۔ اس کا بیٹا زمعہ بھی بدر کی جنگ میں کافر قتل ہوا تھا۔

قرطبی نے کہا ہو سکتا ہے۔ یہ ابو زمعہ وہ ہے جس نے شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی اور عند وہ ابن خدیج میں اسد لیقہ میں فوت ہوئے اور قیروان کے بلوہ میں مدفون ہوئے۔ اگر یہ وہی ہیں تو ان کو اونٹنی کی کوچیں کلٹنے والے سے اس بات میں تشبیہ تھی کہ وہ اپنی قوم میں طاقتور تھے جس کافر کو چاہتے تھے قتل کر دیتے تھے۔ نیز طبری نے کہا ممکن ہے کہ ان کا غیر ابو زمعہ ہو جو کافر تھا۔

ابو معاویہ نے کہا مثل ابی زمعہ عم زبیر بن عوام۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا ابو معاویہ محمد بن خازم صریح ہے۔ بعض نے استدارک کیا اور کہا ابو زمعہ زبیر کا چچا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ زبیر کے والد کے چچا کا بیٹا ہے۔ اس پر مجازاً چچا کا اطلاق کیا گیا ہے۔

سُورَةُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْحُسْنَةِ بِالْخَلْفِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَرْدِي مَاتَ وَتَلْظُ
تَوَجَّحَ وَقَرَأَ عَبْدُ بْنُ عَمْرِو تَلْظُ بَابٌ وَالنَّهَارُ إِذَا تَحَلَّى

سُورَةُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی اکیس آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ سورت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ آنکھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا تھا۔ اس کے معنی یہ ہیں اور رات کی قسم جب اپنے اندھیرے میں دن کو چھپالے۔ زجاج نے کہا جب اُفق اور زمین و آسمان کے مابین کو چھپالے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر غُفْنَى کی یعنی جو کسی پر خرچ کرے اللہ اس کو حسب وعدہ عطا کرتا ہے۔ قوله تَرْدِي، سے اس آیت کریمہ: وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى کی اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر مَات سے کی یعنی جب مر جائے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔ قوله تَلْظُ، سے اس آیت کریمہ: فَإِذَا تَلْظُ نَارًا تَلْظُ، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر: تَوَجَّحَ، سے کی یعنی میں تمہیں ڈراتا ہوں۔ اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے۔ تَوَجَّحَ اصل میں تَوَجَّحَ تھا۔ ایک تاء کو حذف کیا گیا ہے۔ مجید اللہ بن عمیر نے ”تَلْظُ“ پڑھا ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالْإِشَادِ! اور دن کی قسم جب روشن ہو،

۴۶۲۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ عَقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي فَرَسٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِيمَعَ بَنِي الْأَنْدَلِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ فَأَيْكُمْ أَقْرَبُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى وَالذِّكْرُ وَالْأُنْثَى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ قُلْتَ نَعَمْ قَالَ فَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الْأَوَّلُ يَا بَوْنُ عَلَيْنَا

بَارِكْ قَوْلُهُ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى

۴۶۲۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى ابْنِ الْأَنْدَلِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيْكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيْكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى قَالَ عَلْقَمَةُ وَالذِّكْرُ وَالْأُنْثَى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَكَذَا

۴۶۲۴۔ ترجمہ : علقمہ نے کہا میں عبد اللہ بن مسعود کے ساتھیوں کی جماعت میں شامل ہو گیا جب ابو درد اد نے ہمارے آنے کی خبر سنی تو ہمارے پاس آئے اور کہا کیا تم میں کوئی شخص ہے جو قرآن پڑھتا ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! کہا تم میں سے کون زیادہ پڑھنے والا ہے لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ ابو درد اد نے کہا پڑھو! میں نے پڑھا۔ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى وَالذِّكْرُ وَالْأُنْثَى، ابو درد اد نے کہا کیا تم نے اپنے صاحب کے منہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! ابو درد اد نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا ہے اور یہ لوگ ہماری قرأت کا انکار کرتے ہیں۔

وَهُوَ لَا يُرِيدُ وِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ الذِّكْرَ وَالْأُنْثَىٰ وَاللَّهُ
لَا أَتَابِعُهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس کی قسم جس نے نر و مادہ پیدا کئے،

ترجمہ : ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کے ساتھ ابوالدرداء کے پاس آئے۔ ابودرداء نے ان کو تلاش کیا
اور ان کو پایا اور کہا تم میں سے کون ہے جو عبد اللہ بن مسعود کی قراءت پر قرآن پڑھتا ہے۔ ان میں سے
ایک نے کہا ہم سب عبد اللہ بن مسعود کی قراءت پر قرآن پڑھتے ہیں۔ ابوالدرداء نے کہا تم میں سے زیادہ حافظ کون
ہے۔ لوگوں نے علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ ابوالدرداء نے کہا تم نے عبد اللہ کو یہ کیسے پڑھتے سنا ہے وَاللَّيْلِ
إِذَا يَغْشَىٰ، علقمہ نے کہا ”وَالذِّكْرُ وَالْأُنْثَىٰ“ ابوالدرداء نے کہا میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پڑھتے سنا ہے۔ یہ شام کے لوگ چاہتے ہیں کہ میں ”وَمَا خَلَقَ الذِّكْرَ وَالْأُنْثَىٰ“
پڑھوں۔ بخدا! میں ان کی موافقت نہیں کروں گا۔

شرح : یعنی اہل شام ”وَمَا خَلَقَ الذِّكْرَ وَالْأُنْثَىٰ“ پڑھتے ہیں اور میں نے
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا ہے کہ آپ

وَالذِّكْرَ وَالْأُنْثَىٰ“ پڑھتے تھے میں ان کی قراءت کی موافقت نہیں کروں گا؛ حالانکہ ان کی قراءت متواتر ہے کیونکہ
میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے یہ سنا ہے لہذا یہ طریق یقینی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا
جائے کہ اگر ابوالدرداء کی سماعت یقینی ہے تو اہل شام نے ان کی مخالفت کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے
کہ ان کا طریق بھی یقینی ہے؛ کیونکہ ان کی قراءت کا ثبوت متواتر ہے۔ جیسے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ
الْوُسْطَىٰ، کے بعد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا و صَلَاةَ الْعَصْرِ“ پڑھتی ہیں اور انھوں نے یہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے لہذا اس طرح کی قراءت قرآن تو ہے، لیکن منسوخ ہے اور اس نسخ کی کسی نے
مخالفت نہیں کی۔ نیز یہ امر بایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ مصحف عثمانی جس پر تمام صحابہ کرام اور امت کا اجماع
ہے، میں یہ مسطور ہے : وَمَا خَلَقَ الذِّكْرَ وَالْأُنْثَىٰ، لہذا یہ واجب الاتباع ہے۔ واللہ اعلم!

بَابُ قَوْلِهِ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَىٰ

۴۶۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَفِيَّانَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقَالُوا

يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَفْلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ أَعْمَلُوا فِكْلًا مَيْسَرْتُمْ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنِ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنِ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَا ارشاد! اور جس نے دیا اور پرہیزگاری کی

۴۶۲۶۔ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک جنازہ میں مقبرہ بقیع غرقہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو آپ نے فرمایا تم سے کوئی شخص نہیں

مگر اس کے رہنے کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی ہوئی ہے (کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی ہے) صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس لکھے پر توکل نہ کر لیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عمل کرتے رہو جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ عمل اس کے لئے آسان ہوگا۔ پھر پڑھا : فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ تَاللَّعُسْرَىٰ

۴۶۲۶۔ شرح : یعنی اچھے اور برے اعمال جنت و دوزخ کے موجب نہیں بلکہ زندگی کا مقتضی اس مقتضی کا تارک ہے۔ دراصل اعمال جنت و دوزخ کے موجب

نہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ اور اعمال صرف اسباب کی حد تک محدود ہیں۔ ابن مردودہ نے تفسیر میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے والا یہ شخص ”سراقہ بن جعشم“ ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسند میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابو بکر مروزی کے مسند میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام مذکور ہے (قطلائی)

بَابُ قَوْلِهِ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنِ

۴۶۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثنا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا قَعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

بَابُ قَوْلِهِ فَسَنِيَسِرُهُ لِّلْيَسْرَى

۴۶۲۸۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَلِيفَةَ قَالَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثنا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عَوْذًا بِكَتِفِي فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تُكَلِّمُنَا فَقَالَ أَعْمَلُوا فَعَلَّ مَيْسِرًا فَمَا مِنْكُمْ أَنْ تُعْطُوا وَالْقَوْمُ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنِ الْآيَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أَنْكُرْهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ

بَابُ - اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُس نے سب

سے اچھی چیز کو بیچ مانا۔۔۔“

۴۶۲۷۔ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور پوری حدیث ذکر کی۔

بَابُ اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد! بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے

بَابُ قَوْلِهِ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ

۴۶۲۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا أَعْمَلُوا فِكُلُّ مَيْسَرَةٍ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ فَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنِيئَتُهُ لِلْيُسْرَىٰ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ

بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ

۴۶۳۰۔ حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشَّيْخِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ

۴۶۲۸۔ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

آپ ایک جنازے میں شریک تھے تو آپ نے ایک لکڑی لی اور اس کو زمین پر مارنا شروع کیا اور فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کی جگہ دوزخ یا جہنم میں لکھی ہوئی ہے کہ وہ جہنم ہے یا دوزخ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس لکھی ہوئی چیز پر توکل نہ کر لیں آپ نے فرمایا تم عمل کرتے رہو۔ ہر عمل آسان ہے۔ پس جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور اس شخص سے اچھی چیز کو اچھا کہا الایۃ فقہ نے کہا مجھ سے منقول ہے یہ حدیث بیان کی تو میں نے سلیمان کی حدیث سے اس کا انکار نہیں کیا یعنی سلیمان اس حدیث کی موافقت کی بناءً اور اس سے کسی چیز کا انکار نہیں کیا

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَارِثًا دَاوُدَ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي نَجْمٍ

وَمَعَهُ مَخْصَرَةٌ فَنُكِّسَ فَعَمَلٌ يَنْكُتُ بِمَخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ
 مِمَّنْ نَفْسٌ مَنفُوسَةٌ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْأَقْدَ كُتِبَتْ
 مَنَقِبَتُهُ أَوْ سَعِيدَتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ
 الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ
 مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيرُ إِلَى الْعَمَلِ أَهْلُ الشَّقَاءِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ
 فَيُيَسِّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاءِ فَيُيَسِّرُونَ لِعَمَلِ
 أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنِ الْآيَةَ

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے
 کوئی نہیں مگر اس کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی ہوئی ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم
 لکھے پر بھروسہ نہ کریں فرمایا ایسا نہ کرو عمل کرو ہر عمل آسان ہے پھر پڑھا فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى الْآيَةَ
 شرح : یعنی جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی بات کی تو ہم
 بہت جلد اُسے آسانی مہیا کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ
 بنا تو بہت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کر دیں گے۔ یعنی ایسی خصلت جو اس کے لئے دشواری اور شدت کا سبب
 ہو۔ اور اسے جہنم پہنچا دے۔ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُمیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن
 میں سے ایک حضرت صدیق پرہیزگار ہیں اور دوسرا بد بخت امیہ بن خلف حضرت بلال کو جو اس کی ملک میں تھے۔ دین
 سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز ابوبکر صدیق رضی اللہ
 نے دیکھا کہ اُمیہ نے حضرت بلال کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھر ان کے سینے پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمہ
 ایمان اُن کی زبان پر جاری ہے۔ آپ نے اُمیہ سے فرمایا اے بد نصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں؟ اس نے کہا آپ
 کو تکلیف ناگوار ہوتی ہے تو اس کو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر بلال کو خرید کر آزاد کر دیا اس وقت یہ سورت نازل
 ہوئی۔ اس میں بیان فرمایا گیا تمہاری کوششیں مختلف ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق کی کوشش اور اُمیہ کی کوشش
 اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رضائے الہی کے طالب ہیں جبکہ اُمیہ حق کی دشمنی میں سرگرداں ہے۔

بَابُ فَتَيْسِرَةِ لِلْعُسْرَى

۴۶۳۱۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ

سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يَحْدِثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ

الْأَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ

وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدْعُ

الْعَمَلَ قَالَ أَعْمَلُوا فِكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خَلَقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ

السَّعَادَةِ فَيُسْرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ

فَيُسْرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقْوَةِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى وَصَدَّقَ

بِالْحُسْنَى الْآيَةُ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد اور سب اچھی چیز کو جھٹلایا

۴۶۳۱۔

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم مقبرہ بقیع عرقہ میں ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس چھوٹی سی چھڑی تھی۔ آپ سر مبارک جھکا کر چھڑی کے ساتھ زمین پر نشان کرنے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی نہیں یا فرمایا کوئی جان مخلوق نہیں مگر اس کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی گئی ہے۔ اور کوئی نفس مخلوق نہیں مگر اس کا بد بخت ہونا یا نیک بخت ہونا لکھا گیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنی لکھی ہوئی کتاب پر بھروسہ نہ کر لیں اور عمل کرنے ترک کر دیں جو نیک بختوں میں سے ہے وہ بد بختوں کے عمل کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل سعادت کے لئے نیک بختوں کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے اور اہل شقاوت کے لئے بد بختوں کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :
فَأَمَّا مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى الْآيَةُ

سُورَةُ وَالصُّحُفِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَى اسْتَوَى وَقَالَ غَيْرُهُ أَظْلَمَ وَسَكَنَ عَائِلًا
فَأَعْفَى ذَا عِيَالٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بہت جلد ہم
اسے دشواری مہیا کر دیں گے،

۴۶۳۱ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خانہ میں
شریک تھے۔ آپ نے ایک چیز پھوٹی اور میں پر نشان لگانے لگے پھر دیا تا کہ میں سے کوئی نہیں مگر اس کی جگہ دوزخ
یا جنت میں لکھی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے کلمے پھوٹے پر عبور سے نہ کر لیں
اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر انسان جس کے لئے پیدا کیا گیا وہ اس کے
لئے آسان کر دیا گیا ہے جو شخص اہل سعادت سے ہے اسے اہل سعادت کے عمل کی آسانی کر دی جائے گی اور جو
کوئی اہل شقاوت سے ہے اس کے لئے اہل شقاوت کے عمل کی آسانی کر دی جائے گی۔ پھر یہ آیت کریمہ
لَا تَأْمَنُ أَعْمَى وَصَدَاقٌ بِالْحَسَنَى تِلْكَ أَوْتِ فَرَمَانِ۔ (حدیث ۱۲۸۲ ج دوم کی شرح دیکھیں)

سُورَةُ وَالصُّحُفِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں۔ وَالصُّحُفِ سے مراد وقتِ صبح ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس
میں سورج بلند ہونے لگتا ہے اور سردی گرمی میں دن معتدل ہوتا ہے۔
قوله إِذَا سَجَى سے اس آیت کریمہ : وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَى کی طرف اشارہ کیا اور استوی
سے اس کی تفسیر کی یعنی رات دن کے برابر ہوئی۔ مجاہد کے غیر نے کہا سَجَى بمعنی

بَابُ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ

۴۶۳۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا
الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَمَ يَقْمُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتْ أَمْرَأَةٌ فَقَالَتْ
يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَأَرَجُوَانِ يَكُونَنَّ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمَّا رَأَىٰ قَرِيبَكَ مِنْدُ
لَيْلَتَيْنِ أَفْتَلَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ
وَمَا قَلَىٰ

اَظْلَمَ وَسَكَنَ ہے۔ یعنی رات تاریک ہوئی اور ٹھہر گئی۔ جیسے سمندر کی لہریں ٹھہر جاتی ہیں۔
قوله عَائِلًا " سے اس آیت کریمہ : وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ کی طرف اشارہ کیا اور
عائل کی تفسیر ذوی عیال سے کی یعنی آپ کو صاحب عیال پایا پھر غنی کر دیا۔ یعنی لوگوں سے بے نیاز کر دیا
اصل غنی یہی ہے۔

بَابُ - اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ! تمہیں تمہارے رَبِّ نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا،

۴۶۳۲۔ ترجمہ : مجندب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے
اور دو یا تین راتیں قیام شب نہ کیا۔ ایک عورت (ابولہب
کی بیوی اور ابوسفیان کی بہن) آئی اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم "مجھے اُمید ہے کہ تمہارے
شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ میں نے دو تین راتیں اسے تمہارے قریب آتے نہیں دیکھا تو
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : وَالضُّحَىٰ الْاٰیۃِ چاشت کی قسم اور رات کی جب وہ تاریک
ہو جائے اور ٹھہر جائے۔ تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔"

بَابُ قَوْلِهِ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ بِالتَّشْدِيدِ
 بِمَعْنَى وَاحِدٍ مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
 مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ ۲۶۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ
 ثنا شُعْبَةُ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ الْجَحْلِ قَالَتْ امْرَأَةٌ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أُرَىٰ صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَاكَ فَزَلْتُ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ
 وَمَا قَلَىٰ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَا ارشاد! تمہیں تمہارے رب
 نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا،

وَدَّعَكَ، بتشديد الدال والتخفيف بمعنى واحد ہے۔ یعنی دال کو شدت اور مخفف دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ دونوں طرح معنی واحد ہے یعنی تمہیں تمہارے رب نے نہیں چھوڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کے معنی یہ ہیں۔ تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ تم سے بغض کیا۔

ترجمہ : اسود بن قیس نے کہا میں نے مجذب بجلی سے سنا کہ ایک عورت نے کہا
 ۲۶۳۳۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے صاحب کو نہیں دیکھتی

مکروہ آپ سے تاخیر کرنے لگا ہے تو یہ آیت کریمہ : مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ، نازل ہوئی۔
 شرح : بعض علماء نے کہا یہ عورت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
 ۲۶۳۳۔ ہیں، چنانچہ واحدی نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں کچھ تاخیر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخت گھبرائے۔ ام المؤمنین
 خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ کے رب نے آپ کو مکروہ جانا ہے؟ تو یہ آیت کریمہ نازل، ابن بشکوال نے
 ذکر کیا کہ اس کی قائل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ اس
 وقت ام المؤمنین عائشہ تو حضور کے گھر تشریف نہیں لائی تھیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال
 پوچھا جائے کہ اس کی قائل کافرہ عورت ہے۔ جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے۔ مجھے اتید ہے کہ تمہارے شیطان
 نے تمہیں چھوڑ دیا ہے تو اس نے یا رسول اللہ، کیسے کہہ دیا کیونکہ کافر تو یا رسول اللہ نہیں کہتے اس کا جواب یہ ہے

اس نے یہ بطور استہزاء کہا تھا۔ یا راوی نے عبارت کی اصلاح کے لئے یہ تصرف کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس کی قائل ابولہب کی بیوی اور ابوسفیان کی بہن ام جمیل اور ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دونوں ہیں؛ کیونکہ حاکم نے فقالت خدیجہ رضی اللہ عنہا طبری نے بھی عبد اللہ بن شداد کے طریق سے کہا فقالت خدیجہ وَلَا أَرَى نَبِيَّكَ اَوْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ کے طریق سے کہا فقالت خدیجہ رضی اللہ عنہا لما تَزَيَّيْتُ مِنْ جَزْءِ عَمِّ صَلَّيَ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ یہ دونوں طریق مرسل ہیں۔ لہذا ظاہر یہی ہے کہ ام جمیل اور ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دونوں سے مومنہ میں انہوں نے لفظ نَبِيَّكَ یا صاحبک سے تعبیر کی۔ ام جمیل نے آپ کو گالی کے طور پر کہا جبکہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بطور توجہ اور ہمدردی کے کہا تھا۔ علامہ کرماتی نے کہا وہ حدیث کا فرہم تھی اور اس نے بطور استہزاء کہا تھا یا راوی کا تصرف ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کرماتی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا۔ اس طریق میں کیسے معلوم کیا کہ وہ عورت کا فرہم تھی البتہ اس سے پہلے طریق میں کا فرہم تھی کیونکہ اس میں تصریح ہے کہ مجھے اُسیب ہے کہ تمہیں تمہارے شیطان نے چھوڑ دیا ہے۔ ایسی بات مسلمان مرد و زن سے ہرگز متصور نہیں ہو سکتی۔ اس حدیث میں لفظ ”صاحبک اور یا رسول اللہ! ہے ایسی بات کافر نہیں کہہ سکتا۔“

حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وحی لانے میں تاخیر کا سبب،

ابن جریر نے کہا جبرائیل علیہ السلام بارہ روز کے رہے اور وحی نہ لائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پندرہ دن ذکر کئے ہیں۔ جبکہ ان سے ایک روایت میں سچیس روز ذکر ہیں۔ مقاتل نے چالیس دن ذکر کئے بعض نے تین دن کہے ہیں۔ اس کے سبب میں چند اقوال ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ خولی نے کہا ایک کتے کا بچہ گھر میں داخل ہوا اور چار پائی کے نیچے مر گیا۔ کئی روز گزر گئے اور جبرائیل نازل نہ ہوئے۔ آپ نے خولہ سے فرمایا ہمارے گھر میں کیا ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نہیں آ رہے ہیں۔ خولہ نے کہا میں نے خیال کیا اگر میں گھر کی صفائی کرتی تو شاید کوئی تھی معلوم ہو جاتی؛ چنانچہ میں نے چار پائی کے نیچے جھاڑو دیا تو کوئی بھاری شئی محسوس ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ کتے کا بچہ مرا پڑا ہے۔ میں نے اس کو باہر پھینک دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ آپ کے دانت شریف ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور مجھے فرمایا اے خولہ میرے اوپر کھڑا اور ہڈ دے مقاتل سے روایت ہے جب وحی میں تاخیر ہوئی تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر وحی رک گئی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر وحی کیسے نازل ہو؛ حالانکہ تم ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے مفاصل اچھی طرح دھوئے نہیں ہو اور نہ ناخن اتارتے ہو۔ ابن اسحاق سے روایت ہے مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام، ذی القرنین اور رُوح سے متعلق پوچھا تو آپ نے ان کو اگلے روز جواب دینے کا وعدہ فرمایا اور اِنْشَاءَ اللہ، نہ فرمایا تو جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

سُورَةُ الْمُنَشَّرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَزَرَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْقَضَ أَثَقَلَ مَعَ الْعُسْرِيِّرَا قَالَ ابْنُ
عَبْدِئَةَ أَيْ مَعَ ذَلِكَ الْعُسْرِيِّرَا أَخْرَفَقُولِهِ هَلْ تَرَبُّصُونَ بِنَا إِلَّا أَحَدِي
الْحُسَيْنِينَ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرِيُرَيْنِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَأَنْصَبْ فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ وَ
وَيْدُكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمُنَشَّرُ لَكَ صَدْرَكَ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَكَ

لِلْإِسْلَامِ

بارہ روز تک رک گئے بعض نے اس سے زیادہ ایام کا ذکر کیا ہے۔ مشرکوں نے کہا آپ کے رب نے آپ کو ترک کر دیا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سورہ والفتح اور یہ آیت کریمہ : وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ إِتَى قَاعِلٌ ذَالِكٌ عُذًّا الْآيَةِ یہ جذب کی مذکور حدیث کے معارض نہیں ؛ کیونکہ یہ دونوں کا جواب ہو سکتی ہے یا سائل کوئی بھی ہو یہ اس کا جواب ہے (یعنی)

سُورَةُ الْمُنَشَّرِ

یہ سورت مکتیہ ہے اس کی آٹھ آیات ہیں۔ یعنی کیا ہم نے آپ کے قلب شریف کو وسعت نہیں دی ؟ اور ایمان نبوت اور علم و حکمت کے ساتھ نرم نہیں کیا ؟ یعنی ہم نے یقیناً یہ سب کچھ کیا ہے۔ اس میں ہمزہ حقیقی استفہام کے لئے نہیں۔ یعنی ہم نے آپ کا سینہ مبارک کھول دیا ہے۔ اس لئے دَوْضَعْنَا کا اس پر عطف کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله وَزَرَكَ ، سے اس آیت کریمہ : دَوْضَعْنَا عَنْكَ وَزَرَكَ ، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر فی الجاہلیت ، سے کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا در فی الجاہلیت ، و زر ، کی صفت ہے وضع کی صفت نہیں اس سے مراد افضل ترک کرنے اور فاضل اختیار کرنے کا بوجہ ہے۔ بعض نے کہا آیت کے ذنوب مراد ہیں۔ یعنی ہم نے آپ کی امت کے ذنوب معاف کر دیئے ہیں اور آپ کی طرف و زر کی اضافت اس لئے کہ

سُورَةُ الْيُنُوسِ وَالزُّنُورِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ان کے ساتھ آپ کا قلب شریف مشغول تھا اور اُن کے غم میں منہمک تھا (یعنی)
 قَوْلُهُ اَنْقَضَ "سے اس آیت کریمہ: وَذُرْكَ الَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرُكَ" کی طرف اشارہ کیا اور
 اَنْقَضَ "سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ہم نے آپ کا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے آپ کی پشت کو بوجھل کر رکھا تھا بعض
 نے اس کی تفسیر کسرے بھی کی ہے یعنی توڑ دیا تھا۔

قَوْلُهُ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا "اس کی تفسیر میں سفیان بن عیینہ نے کہا اس سختی کے ساتھ دوسری آسانی
 ہے۔ یعنی ایک عسر کے ساتھ دوسرے میں اور عسر دونوں کے درمیان ہے۔ کیونکہ معرفہ کا جب اعادہ کیا
 جائے تو ثانی معرفہ عین اولی ہوتا ہے بخلاف نکرہ کے وہ پہلے نکرہ کا غیر ہوتا ہے۔

اِذَا اَشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلَاءُ فَفَكِّرْ فِي الْمَشْرِحِ عُسْرُ بَيْنَ يَسْوَيْنِ اِنَّا فَكَّرْتَهُ فَاُخْرَجَ
 یعنی سخت مصیبت میں سورۃ الم نشرح میں غور کرو کہ اس میں ایک سختی دو آسائوں کے درمیان ہے جب
 یہ غور کرو گے تو خوش ہو جاؤ گے؛ کیونکہ سختی کے بعد آسانی متوقع ہے، لیکن یہ قاعدہ اکثر یہ ہے بعض اوقات
 نکرہ کا اعادہ بھی عین اولی ہوتا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: هُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ اِلَهُ قَدْرُ فِي الْاَرْضِ
 اِلَهُ "اس آیت کریمہ میں اللہ عین اللہ اول ہے۔

قَوْلُهُ حَلَّ ثَرَاتِ الْيُنُوسِ "یعنی جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں
 سے ایک کا یعنی یا تو فتح و غنیمت ملے گی یا شہادت اور مغفرت "اس آیت کریمہ کو ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے۔
 کہ مومنوں کے لئے ایک رنج سے تعدد حسنی ثابت ہے اور وہ حسن ظفر اور حسن ثواب ہے۔ اسی طرح انہیں
 ہر سختی اور رنج و الم کے ساتھ آسانی اور راحت ثابت ہے جیسے عبد الرزاق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
 روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وحی کی گئی ہے کہ عسر کے ساتھ یسر ہے۔
 اور عسر کے ساتھ یسر ہے۔ ایک عسر دو یسروں پر ہرگز غالب نہیں آسکتی۔

قَوْلُهُ فَانصَبْ "مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا جس وقت عبادت سے فارغ ہو تو اپنے پروردگار
 کے حضور قضاے حاجت کے لئے دعا میں کوشش کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَلَمْ نَشْرَحْ
 لَكَ مَدْرَكَ، کی تفسیر یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کمال اسلام کے
 لئے فرخ کر دیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف میں تبلیغ کرنے کے باعث جو دشواری اور تنگی آئی تھی وہ نہیں رہی

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ اللَّيْنُ وَالزَّيْتُونُ الَّذِي يَأْكُلُ النَّاسُ يُقَالُ فَمَا
يَكْذِبُكَ فَمَا الَّذِي يَكْذِبُكَ يَا نَّ النَّاسُ يُدَانُونَ بِأَعْمَالِهِمْ كَانَتْ
قَالَ وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَى تَكْذِيبِكَ بِالشَّوَابِ وَالْعِقَابِ
۴۶۳۴۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي أَحَدِ الرَّكَعَتَيْنِ بِالسَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ

سُورَةُ الْبَيْنِ وَالزَّيْتُونِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں

مجاہد نے کہا تین (انجیر) اور زیتون وہ ہیں جو لوگ کھاتے ہیں۔ قتادہ نے کہا تین وہ پہاڑ ہیں جس پر
دشق ہے اور زیتون وہ پہاڑ ہے جس پر بیت المقدس ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ تین حضرت فوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد کا نام ہے جو انھوں نے کوہ جودی پر تعمیر کی تھی۔ بعض
نے کہا اصحاب کعبہ کی مسجد کا نام ہے اور زیتون ایلیا کی مسجد ہے۔

قوله فَمَا يَكْذِبُكَ، کہا گیا ہے۔ کون ہے جو تجھ کو جھٹلائے گا کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا
گویا فرمایا کون ہے جو ثواب طاعت اور عذاب کے بارے میں تجھے جھٹلانے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس میں
مطلق انسان کو خطاب ہے۔ جو اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ،
میں مذکور ہے اور اس میں غائب سے خطاب کی طرف التفات ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سورہ کا ثبات مکہ مکرمہ
کو خطاب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: عدی نے کہا میں نے براہ بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے عشاء کی نماز کی دو رکعتوں

میں سے ایک رکعت میں سورہ البین والزیتون پڑھی۔ تقویم بمعنی خلق ہے۔

سُورَةُ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ قَتِيبَةُ ثَنَا حَمَّادُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اُكْتُبَ فِي
الْمَصْحَفِ فِي اَوَّلِ الْاِمَامِ

سُورَةُ اقْرَأْ

اس سورت کو ”سورۃ علق“ بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے اس کی بیس آیات ہیں۔
قتیبہ نے مذکور اسناد کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ انھوں نے کہا مصحف میں قرآن کے اول
میں سورۃ فاتحہ سے پہلے (بسم اللہ لکھو اور دو سورتوں کے درمیان خط کرو۔ یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
کہا قرآن کے اول میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھو اور باقی ہر دو سورتوں کے درمیان فاصلہ کے لئے
بطور علامت خط کھینچ دو۔ دراصل علماء میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
ہر سورت کا جزو ہے یا صرف فاتحہ کا جزو ہے یا قرآن کریم کی مستقل آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فاصلہ کے لئے ہے
یہی مختار قول ہے اور حسن بصری کا یہ قول کہ صرف سورۃ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ لکھی جائے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کے قول کے خلاف ہے اور قرآن کریم کے بھی مخالف ہے کیونکہ قرآن کریم میں سورۃ براءت کے سوا ہر سورت سے پہلے
مذکور ہے اور کسی سورت کا جزو نہیں اور دلائل میں نظر کرنے سے اہل انصاف کے نزدیک یہی قول مختار ہے امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی یہی ہے۔

قولہ ناد یہ سے اس آیت کریمہ ”فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ“ کی طرف اشارہ کیا اب پکارے اپنی مجلس کو
مجاہد نے کہا ناد یہ یعنی عشیرہ (قبیلہ) ہے۔ دراصل ناد یہ یعنی مجلس ہے جس میں لوگ جمع ہوتے ہیں جب تک
اس میں اس کے اہل جمع نہ ہوں اس کو ناد یہ نہیں کہتے۔

قولہ اَللّٰهُ بَانِيہ سے اس آیت کریمہ ”سَيَسْأَلُكَ اللّٰهُ بَانِيَةً“ کی طرف اشارہ کیا : ابھی ہم سپاہیوں
کو بلاتے ہیں جو عذاب کے فرشتے ہیں۔ معمر نے کہا اس آیت کریمہ : ”اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرَّجْعُ“ میں رجعی یعنی مرجع
ہے یعنی بے شک تمہارے رب کی طرف مرجع ہے پھر تلاوت قولہ لَنُفَعَّنَا سے اس آیت کریمہ لَنُفَعَّنَا بِالنَّاصِيَةِ“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ خَطًّا وَقَالَ مَجَاهِدٌ نَادِيَهُ عِشَارَتَهُ الزَّبَانِيَّةُ
الْمَلَأَوْنَكَةُ وَقَالَ مَعْمَرُ الرَّجْعِيُّ الْمَرْجِعُ لِنُسْفَعًا قَالَ لَنَا خُذْ أَوْ لِنُسْفَعَنَّ
بِالْمَوْنِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهِ أَخَذَتْ

بَابُ ۴۶۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ اللَّيْثَ عَنْ عَجَلٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ
ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي يَزِيدٍ قَالَ أَنَا أَبُو صَالِحٍ سَلَمُوتِيَّةٌ قَالَ حَدَّثَنِي
عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ

کی طرف اشارہ کیا یعنی ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ لِنُسْفَعَنَّ فون
خفیفہ کے ساتھ ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے ”سَفَعْتُ بِيَدِهِ“ میں نے اسے پکڑا، یعنی لغت میں سَفَعُ کے
معنی اخذ (پکڑنے) کے ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی ہیں مضبوط پکڑنا۔ مقاتل نے کہا اس کا شان نزول یہ ہے
کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو دہاں ابو جہل کو اس حال میں پایا کہ اُس نے ٹھیل (بت)
کے گلے میں سونے کا طوق ڈالا ہے اور اسے خوشبو لگائی ہے اور کہتا ہے اے ٹھیل، ”ہر شئی کا شکر ہے مجھے تیری
عزت کی قسم میں آنے والے سال تیرا شکر ادا کروں گا۔ اس سال ابو جہل کا ایک ہزار اونٹنی نے بچے دیئے تھے
اور اس کو تجارت میں ایک ہزار سونے کے مثقال نفع ہوا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیا تو وہ
بولاجدا! اگر میں نے آپ کو یہاں بتوں کے سوا کسی کی عبادت کرتے دیکھا تو آپ کی پیشانی پکڑ کر کھینچوں گا تو یہ
آیت کریمہ نازل ہوئی پروردگار عالم جل مجدہ الکریم نے فرمایا اگر یہ نہ رکا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے
اور دوزخ میں ڈالیں گے۔

بَابُ ۴۶۳۵

۴۶۳۵ — ترجمہ: یونس بن یزید نے کہا مجھے ابن شہاب نے خبر دی کہ عروہ بن زبیر نے

الزَّبِيرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ أَوَّلَ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةَ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حَبِيبَ الْمَلِكِ الْخَلَاءِ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حَرَاءٍ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ وَالتَّحَنُّنُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدَ لِمَا كَانَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَجْعَلَ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حَرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلِكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَعَطَنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُحْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَعَطَنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُحْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَعَطَنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُحْدُ

انہیں کہا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی۔ آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح واضح ہو جاتا پھر آپ کو تنہا رہنا پسند نہ ہوا اور غار حراء میں تنہا رہنے لگے۔ اور گھر کی طرف لوٹنے سے پہلے اس میں متعدد راتیں عبادت کرتے تھے تحنن کے معنی مد متعدد راتیں عبادت کرنا، ہیں اور خلوت و عبادت کے لئے خرچہ لے جاتے تھے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور عبادت کرنے کے لئے طعام لے جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے جبکہ آپ غار حراء میں تھے اور کہا پڑھئے آپ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اُس نے مجھے پکڑا اور زور سے اس قدر دبا یا کہ اپنی پوری طاقت صرف کر دی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اُس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار پھر مجھے پوری طاقت سے دبا یا پھر چھوڑ دیا اور کہا اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا کیا اُس نے انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا پڑھئے آپ کا رب اکرم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کو لے کر لوٹے جبکہ آپ کا قلب شریف خائف و مضطرب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلدہ رضی اللہ عنہا کے پاس

فرمایا اُس نے مجھے دوسری بار دبا یا حتیٰ کہ مجھ پر پوری طاقت صرف کر دی پھر مجھے چھوڑا اور کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں

ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَوَّلَاتِ إِلَى قَوْلِهِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِعُ بُوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِلُونِي زَمِلُونِي فَرَمَلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عِنْدَ الرَّوْمِ
قَالَ لَخَدِيجَةَ أَيْ خَدِيجَةَ مَالِي خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَأُخْبِرَهَا فَقَالَتْ
خَدِيجَةُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللَّهِ لَا يُخْرِيكُ اللَّهُ أَبَدًا فَوَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ
وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى آتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ
وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنْصَرِفِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ
الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ
شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ قَالَتْ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمِعْ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ
وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَهَا

تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو انھوں نے آپ کو کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ حتیٰ کہ آپ سے خون و گھبراہٹ جاتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرشتے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا اسکی قسم مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں (اقرباء پر احسان کرتے ہیں) بوجہ اٹھاتے ہیں (ضعیف لوگوں کی مدد کرتے ہیں) مال کسب کرتے ہیں۔ (مال حاصل کر کے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں) جہان فاری کرتے ہیں اور حادثات پر مدد کرتے ہیں جو حق ہیں۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل عبد العزیٰ کے پاس لے گئیں وہ ام المؤمنین خدیجہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ انھوں نے جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا وہ عربی لکھا کرتے تھے اور انجیل سے عبرانی میں جو اللہ تعالیٰ چاہتا لکھا کرتے تھے۔ وہ معمر بزرگ تھے اور نابینا

رَأَى فَقَالَ وَرَقَّةٌ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى لِيُتَنَبَّأَ فِيهَا جَزَعُ
لِيُتَنَبَّأَ أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْخَرَجَنِي هُمْ
قَالَ وَرَقَّةٌ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتُ بِهَا إِلَّا أَوْذَى وَإِنْ يُدْرِكُنِي يَوْمَكَ
حَيًّا أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشُبْ وَرَقَّةٌ أَنْ تُوَفِّيَ وَفَتْرَ الْوَحْيُ فَتَرَةً
حَتَّى حَزَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي
أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا
أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي
بِمَجْرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَفَرَّقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ
رَبِّ لَوْفِي فَدَنَوُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَاذْكُرُوا رَبَّكَ فَكَبِّرُ وَ
تَيَّابُكَ فَطَهَّرُوا الرَّجْزَ فَاهْجُرُوا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَهِيَ الْأَوْتَانُ الَّتِي كَانَ أَهْلُ
الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُونَ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعُ الْوَحْيُ

ہو چکے تھے۔ انہیں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے کچھ
سنو۔ ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے آپ کیا دیکھتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا سارا
واقعہ بیان فرمایا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ رازدان ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش کہ میں اس
وقت نوجوان ہوتا میں اس وقت زندہ ہوتا اور ورقہ نے حرف ذکر کیا وہ یہ کہ جب آپ کو آپ کی قوم مکہ سے نکال
دے گی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ لوگ ایسا کریں گے اور مجھے مکہ سے نکالیں گے؟ ورقہ
نے کہا جی ہاں! جو غیر آپ لاشے میں اس جیسی خیر کوئی نہیں لاتا مگر اس کے ساتھ دشمنی کی جاتی ہے۔ اگر مجھے آپ
کو اخراج کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ نہ ٹھہرے اور جلد
فوت ہو گئے اور وحی ترک گئی حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو گئے۔ محمد بن شہاب نے کہا مجھے ابوسلمہ

نے خبر دی کہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ وہ وحی کے رک جانے کی بات کر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان شریف میں فرمایا کہ اس اثنا میں میں چل رہا تھا کہ اچانک میرے پاس آسمان سے آواز آئی۔ میں نے اپنا سر مبارک اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے میں اس سے مرعوب ہو کر واپس لوٹا اور میں نے کہا مجھے کبیل اور حاکم دو مجھے کبیل اور حاکم دو انھوں نے مجھے کبیل اور حاکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اے کبیل اور حاکم والے محبوب اٹھئے اور کافروں کو ڈراؤ اپنے رب کی تعظیم کرو اور کپڑے صاف کرو اور بتوں سے دور رہو اور بکثرت وحی کا نزول ہونے لگا۔

شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے۔
 ۴۶۳۵ — کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت پیدا نہیں ہوئی تھیں اور حدیث مرسل وہ ہے جسے صحابی روایت کرے اور اس کے وقوع کا زمانہ نہ پایا ہو اور راوی جس روایت کے وقوع کا زمانہ پائے اس کو مرسل نہیں کہا جاتا بلکہ اس کا محمل یہ ہوتا ہے کہ راوی نے وہ حدیث سنی ہے یا وہاں موجود تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کے وقوع کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی اس وقت موجود تھیں بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنی ہے کیونکہ انھوں نے اثنائے حدیث میں ذکر کیا : **لَحْنَاءُ الْمَلَكِ فَقَالَ اقْرَءِ الْحَمْدَ** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ **الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ** ”رُؤْیا مصدر ہے اس کے معنی ”دیکھنے“ کے ہیں خواب میں کسی چیز کے دیکھنے کو رُؤْیا کہتے ہیں۔ جیسے رُؤْيَةُ آنکھ سے دیکھنا ہے اور رُؤْيَا دل سے دیکھنا ہے رُؤْيَا کے بعد فی النوم کو تاکید کے لئے ذکر کیا کیونکہ رُؤْیا نوم سے مختص ہے اور رُؤْیا صادقہ وہ ہے جن میں شیطان کی تلبیس نہ ہو۔ نبوت کی ابتداء رُؤْیا صالحہ سے اس لئے ہے کہ فرشتے کے اچانک آنے کی صورت میں بشری قوت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی اس لئے بطور استیناس صدق رُؤْیا سے ابتداء کی تاکہ فرشتہ کا آنا مالوف ہو جائے اور اس کی رُؤیت کے متحمل ہو سکیں۔ ایک روایت میں ہے کہ چھ ماہ یہ حال رہا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی اس لئے محبوب تھی کہ یہ نیک لوگوں کی شان اور عارفین کی عادت ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں عبادت کرتے تھے جزا پہاڑ ہے جو مکہ مکرمہ سے مٹی کی طرف تین میل دور ہے۔ وہاں سے کعبہ مشرفہ پر نظر پڑتی ہے

قرآن **التَّحْنُثُ الثَّعْبِيُّ** ”یہ راوی کی تفسیر ہے۔ اس کے معنی ہیں عبادت کرنا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت میں اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی صراحت مذکور نہیں۔ اس زمانہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت تصفیہ، قلب مٹی اور تنہائی اختیار کرنا اور مخلوق علیحدہ رہنا اور دوسروں کی صحبت سے دور رہنا اس عبادت کے ممد اور معاون ہیں اور وہاں سے بیت پر نظر پڑنا بھی اس کا موجب ہے شیخ محقق

عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند سے ذکر کیا کہ بعثت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت ابراہیم علیہ السلام کی طہ پر تھی۔ غار حرام میں نادے جانا تو کل کے منافی نہیں؛ کیونکہ نفس کی بقا کے لئے زاد کا ہونا ضروری ہے جبکہ اسباب توکل کے منافی نہیں ہیں۔

قولہ "فجاء الحق" مجمل ہے اور فجاء الملک اس کا بیان ہے۔ اس میں فاء تفسیر یہ ہے۔ قولہ "ما رانا بقاری" میں بچہ منے والا نہیں اور نہ مجھے پڑھنا آتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فضائے عرب اور بنگالیہ ارض سے فصیح تر اور بلیغ تر ہیں۔ آپ کے اس لفظ کہ میں پڑھنا نہیں جانتا کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کلام الہی کے تصور کی ہیبت کے باعث بشری حیثیت سے اس کی برداشت مشکل تھی۔ اس لئے یہ قراءت سے ابا و انکار کا باعث تھا۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جیپ کو مانوس کرنا چاہا کہ آپ کلام قدیم زبانِ حادث پر جاننا کی تو آپ کو پوری طاقت سے بار بار دبا یا جس کے آپ متحمل رہے۔ اگرچہ جبرائیل علیہ السلام نے پوری طاقت سے آپ کو دبا یا تھا جیسے امام کرمانی نے ذکر کیا کہ "استفراغ الطاقۃ" جبرائیل علیہ السلام نے پوری طاقت صرف کر دی جس کی بنائے بشریت متحمل نہیں ہو سکتی لیکن یہ استفراغ طاقت بشری لباس میں تھا اس لئے اس کو برداشت کر لینا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید نہ تھا اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بار بار دبانا کلام الہی کی ہیبت کم کرنے اور آپ کے قلب شریف کو حاضر کرنے کے لئے تھا تاکہ کلام ربانی کی قراءت کے متحمل ہوں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا وہ والحکمۃ فی الغلط شغلہ عن الالتفات والمبالغۃ فی امرہ باحضار قلبہ الشریف" صلی اللہ علیہ وسلم! وکرہہ مبالغۃ فی التقلید" اور شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تکرار گرفتن و فستردن از برائے تصرف در دفع ہیبت است کہ آنحضرت را دریں حال گرفتہ و مبالغہ در تکمیل ذات و احضار قلب شریف او است تا بہیتو قراءت کلام ربانی و ضبط آن کہ متحمل وحی موقوف برانت بروجہ آسن و اتم والیق حاصل شود۔

قولہ "ترجعت بآدرہ" سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیات کریمات لے کر کلام ربانی کے تحمل کی ہیبت سے لرزتے ہوئے واپس تشریف لائے۔ بواہد بادرہ کی جمع ہے اور وہ کان اور کندھے کے درمیان والا گوشت ہے جو خوف کے سبب لرزنے لگتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا میرا حال کیسا ہے کہ میرے قلب پر اس قدر خوف طاری ہے۔ ان کلمات طیبات میں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حال دریافت کرنا مقصود تھا کہ وہ اس میں کیسا خیال کرتی ہیں۔ انھوں نے فوراً فراموش اور خدا داد سمجھ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مکارم اخلاق اور محاسن صفات اکمل وجہ پر مشاہدہ کیا ہوا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلہ رحمی کرتے ہیں سچی بات کرتے ہیں، عاجز لوگوں کی غم خواری کرتے ہیں۔ مال حاصل کر کے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں، یہاں نوازی کرتے ہیں اور حادثات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں جس میں یہ صفات و اطوار پائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو رسوا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو مہمل رہنے

دیتا ہے۔ پھر وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو درقہ کے پاس لے گئیں۔ اس میں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غائب دوج کا ایسا تعلق ہے کہ کلام الہی سنتے ہی اس کی تصدیق کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اذعان کیا یہ بہت بڑی منقبت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جن مدائح اور محاسن کا انسان لائق ہو اس کے سامنے وہ ذکر کرنے ممنوع نہیں اور جس حدیث شریف میں ہے کہ ”مدح کرنے والوں کے مونہوں پر مٹی ڈالو“، یہ وہ لوگ ہیں جو تحصیل زر اور حصول دنیا کے لئے کس کی مدح کرتے ہیں اور ممدوح اس سے خوش ہوتے ہیں۔ درقہ بن نوفل نے آپ سے واقعہ سن کر کہا یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ ناموس دراصل سرخیر کو کہتے ہیں جسے جاسوس ستر شتر کہتے ہیں، لیکن یہاں ناموس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔ درقہ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کو ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ ان کے مذہب پر نصرانی تھا، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نبیوں میں بہت مشہور ہیں اور ان کی نبوت میں سب کا اتفاق ہے۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کی نبوت کی شان میں یہودی اختلاف کرتے تھے۔

”ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا“

اَلْبَشَرُ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا، یا رسول اللہ! آپ خوش رہیں بخدا! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا، معمر کی روایت میں ہے کہ اللہ آپ کو غم میں نہیں ڈالے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں اور ذوالارحام کے حقوق ان کی جگہ رکھتے ہیں۔ سچ کہتے ہیں۔ تَخْلُمُ الْكُلَّ، عاجز کا بوجھ اٹھاتے ہیں یعنی ضیعت و ناتوان یقیم اور بھوکوں کی مدد کرتے ہیں۔ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، مفلس کے لئے کسب مال کرتے ہیں۔ مشہور اور صحیح روایت میں نیز لغت میں مشہور یہ ہے کہ تَكْسِبُ، کی تاء مفتوح ہے۔ ایک روایت کے مطابق تا مضموم ہے۔ اس وقت اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے غیر پر احسان کرتے ہیں اور اسے مال دیتے ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ آپ لوگوں کو فوائد کی ضروری باتیں اور مکالم الاخلاق عطا کرتے ہیں جو لوگ آپ کے غیر سے نہیں پاتے اور تاء کے مفتوح پڑنے کی صورت بھی اس کے دو معنی ہیں اُن میں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا معنی وہی ہے جو مضموم کا معنی ہے۔ دوسرے معنی یہ ہے کہ آپ مال حاصل کرتے ہیں اور اس سے وہ پاتے ہیں جس کو حاصل کرنے سے آپ کا غیر عاجز ہے پھر وہ اچھے امور میں خیرات کر دیتے ہیں (یعنی)

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض شارحین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ معدوم سے مراد مال ہے اور بعض کے کلام سے یہ مفہوم ہے کہ اس سے مراد فقیر محتاج ہے۔ وَتَقْرِي الضَّيْفَ، مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں اور حق کی راہ میں پیش آنے والے حادثات پر مدد کرتے ہیں۔ تَوَاتِبُ، نائب کی جمع ہے اس کے معنی اچھا یا بُرا حادثہ ہے چونکہ حادثہ حق اور باطل ہوتا ہے اس لئے حق کی قید ذکر کی ہے۔ یعنی حق کی راہ میں حادثات پر مدد کرتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! یہ وہ اخلاق حمیدہ اور صفات صمیمہ ہیں جو ام المؤمنین نے

بَابُ قَوْلِهِ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

۴۶۳۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّوْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ
اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ
بَابُ قَوْلِهِ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

۴۶۳۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
أَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّوْيَا الصَّادِقَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي
خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

سرور کائنات میں دیکھے تھے اور یہ استدلال کیا کہ حق تعالیٰ ان اخلاق و صفات کے حامل کو ہرگز رسوا نہ کریگا
(حدیث ع ۳ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ — اللَّهُ تَعَالَى كَارِشَادُ اللَّهِ تَعَالَى نَ الْإِنْسَانَ كُوْخُونِ بَسْتَهْ سَبِيْدَا كِيَا ،

۴۶۳۶ — ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اچھے

بَابُ قَوْلِ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

۴۶۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ تَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ قَرَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِلُونِي زَمِلُونِي فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

خوابوں سے ہوتی پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔

بَابُ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پڑھئے!
آپ کا رب بڑا کریم ہے!

۴۶۳۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون بستہ سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے بذریعہ قلم تعلیم دی (یعنی خط اور کتابت قلم کے ذریعہ سکھائی)

بَابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

۴۶۳۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کبیل اوڑھادو، مجھے کبیل اوڑھادو اور پوری حدیث ذکر کی۔
(ان حدیثوں میں گفتگو ہو چکی ہے)

بَابُ قَوْلِهِ كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

۴۶۳۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَدِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَّانٌ عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذْتُهِ الْمَلَايِكَةُ تَابِعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! اگر یہ باز نہ آیا، تو پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے جو جھوٹی پیشانی خطا کا رہے

۴۶۳۸

ترجمہ : عکرمہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابو جہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کچل دوں گا۔ یہ خبر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کو عذاب کے فرشتے پکڑ لیں گے۔ عمرو بن خالد نے عبید اللہ کے ذریعے عبد الکریم سے روایت کرنے میں یحییٰ یا عبد الرزاق کی متابعت کی۔

۴۶۳۸

شرح : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ یعنی اگر یہ ملعون اس ارادہ سے باز نہ آیا تو ہم کے بال پکڑ کر اسے دوزخ میں پھینکیں گے۔ دوسری ناصیہ پہلی ناصیہ سے بدل ہے اور کاذبہ اور خاطئہ مجازاً ناصیہ کی صفت ہے، کیونکہ دراصل کاذب اور خطا کا رصاصہ ناصیہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بلا دردی نے روایت ذکر کی کہ ایک دن ابو جہل ملعون نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں اور بڑے

سُورَةُ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطَّلُوعُ وَالْمَطْلَعُ هُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِي يَطْلَعُ مِنْهُ
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْآنِ اَنْزَلْنَاهُ مُخْرَجًا الْجَمْعُ وَالْمُنْزَلُ
هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تَوَكَّدُ فِعْلُ الْوَاحِدِ فَجَعَلَهُ بِكُفْظِ الْجَمْعِ لِيَكُونَ
اَثْبَتًا وَاَوْكَدًا

برے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھا تو پشت کے بل پھرا اور اٹھ قدم ہاتھوں کے ذریعے پھرتا ہوا واپس
پھر گیا لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ وہ بولا میں نے اپنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آگ کی خندق
اور سہولناک منظر اور پرہیزگاری دیکھے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو
عذاب کے فرشتے اس کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دیتے ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے تھے جن کے سر
آسمان تک اور پاؤں زمین پر تھے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل حدیث ہے
کیونکہ انھوں نے ابو جہل کے کلام کا زمانہ نہیں پایا جبکہ وہ ہجرت سے تین برس قبل پیدا ہوئے تھے۔ لہذا
انھوں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے سنی ہے۔

سُورَةُ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ

اس کو سورہ قدر بھی کہتے ہیں۔ اکثر کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے۔ واحدی نے ذکر کیا
کہ سب سے پہلے مدینہ منورہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔ ابو العباس نے کہا یہ سورت مکی ہے۔
اس کی پانچ آیات ہیں۔ یعنی ہم نے قرآن کریم کو ایک ہی بار لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے پہلے
آسمان پر نازل فرمایا اور اس کو بیت العزہ میں رکھا۔ پھر ۲۳ برس کی مدت میں تدریجاً سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

سُورَةُ لَمْ يَكُنْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُنْفَكَيْنَ زَانِلَيْنِ قِيَمَةُ الْقَائِمَةِ دِينَ الْقِيَمَةِ أَضَافَ الدِّينَ

إِلَى الْمُؤْتَفَقِ

قوله المطلع " ہے اس آیت کریمہ "سَلَامٌ" حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ، کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سلامتی ہے جس پر چلے گا، کہا جاتا ہے کہ مطلع بفتح اللام مصدر یعنی طلوع ہے۔ کسائی نے لام پر کسرہ پڑھا ہے اور یہ طرف مکان ہے اور وہ طلوع ہونے کی جگہ ہے۔ یہ دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ جوہری نے کہا مطلع بفتح اللام وکسر اللام مصدر اور طرف مستعمل ہے قوله إِنَّا أَنزَلْنَاهُ، ہم نے اسے (قرآن کریم) شب قدر میں اتارا۔ ضمیر غائب کا مرجع قرآن کریم ہے قوله أَنزَلْنَاهُ مَخْرُجَ الْبَيْتِ، یعنی آنزَلْنَاهُ جمع کا صیغہ ہے حالانکہ نازل کرنے والا صرف اللہ ہی ہے لہذا إِنَّا أَنزَلْنَاهُ، چاہئے تھا، لیکن جمع میں تاکید ہے اور عرب زیادہ اثبات اور تاکید کے لئے فعل واحد کی جمع کے لفظ سے تاکید کرتے رہتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں فاعل کی تعظیم ہے اس کو جمع تعظیم کہتے ہیں

سُورَةُ لَمْ يَكُنْ

اس سورت کو مُنْفَكَيْنِ، سورۃ قیامت اور سورۃ بَیِّنہ بھی کہتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے۔ بعض مکی کہتے ہیں۔ قوله مُنْفَكَيْنِ سے اس آیت کریمہ لَمْ يَكُنْ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكَيْنِ الْآیۃ، کی طرف اشارہ کیا یعنی اہل کتاب کافر یہود و نصاریٰ اور مشرک اپنے دین چھوڑنے والے نہیں۔ جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آ جائے۔ فکت کے لغوی معنی فتح کے ہیں۔ اسی سے فکت کتابت اور فکت رہن ہے مُنْفَكَيْنِ یعنی زانلین ہے۔

قوله قِيَمَةُ، سے اس آیت کریمہ وَذَٰلِكَ دِينَ الْقِيَمَةِ، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر القائمہ سے اس کی تفسیر کی۔ دین کی مؤنث کی طرف اضافت کی اور وہ ملت ہے۔ قیَمۃ اس کی صفت اور موصوف محذوف ہے۔ یعنی دینِ اِمْلَئِہِ الْقَائِمَةِ الْمُسْتَقِيمِ، یعنی یہ سیدھی ملت کا دین ہے۔

۶۴۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ رَحْدَةَ ثنا شُعْبَةُ

قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِرُؤَيْيَ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَالَ
وَسَمَانِي قَالَ نَعَمْ فَبَكَى

۶۴۴۰۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرُؤَيْيَ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ
عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ أَيْيَ اللَّهِ سَمَانِي لَكَ قَالَ اللَّهُ سَمَاكَ فَجَعَلَ ابْنُ يَكْبَةَ قَالَ
قَتَادَةُ فَأَنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب
سے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر سورہ لَمْ یَکُنْ پڑھوں
ابی نے کہا یا رسول اللہ ! اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے ؟ اور رونے لگے ۔

۶۴۳۹۔ شرح : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ رونا خوشی کا رونا تھا یا تقصیر
کے ڈر سے روئے تھے انھوں نے اپنے نفس کو حقیر سمجھا اور تعجب کرتے

ہوئے خوف کیا۔ کیونکہ نیک لوگ جب کسی شئی سے خوش ہوں تو اس میں خشیت اور خوف پیش نظر رکھتے ہیں۔ ابی بن کعب
نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے پوچھا تھا کہ اللہ نے میرا نام لیا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے مطلق کسی امتی
کے متعلق فرمایا ہو کہ اس پر قرآن پڑھیں اور ابی کے نام کی خصوصیت نہ ہو اس لئے اس کی تحقیق کے لئے استفسار کیا
ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب

سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر قرآن پڑھوں ۔

ابی نے کہا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے ؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمہارا نام ذکر کیا ہے ۔
یہ سن کر تو ابی رونے لگے۔ وقت وہ نے کہا مجھے خبر دی گئی ہے کہ آپ نے ابی کے سامنے لَمْ یَکُنْ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ تلاوت فرمائی ،،

۴۶۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُنَادِيُّ
قَالَ حَدَّثَنَا زَوْحَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بِنِ
كَعْبٍ إِنَّ فِيكَ أَمْرِي أَنْ أَقْرَأَكَ الْقُرْآنَ قَالَ اللَّهُ سَمَاعِي لَكَ قَالَ
نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ

۴۶۴۰۔ تشریح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبی کے سامنے
قرآن پڑھنے کی حکمت میں مختلف اقوال ہیں۔ مختار قول یہ ہے کہ لوگ
اہل فضل کے سامنے قرآن پڑھنا مسنون جائز۔ اور اس سے روگردانی نہ کریں۔ بعض نے اس میں اُبی بن کعب
رضی اللہ عنہ کی جلالت و فضیلت کی وضاحت ہے اور یہ کہ وہ اس اہل میں کہ اُن سے قرآن پڑھا جائے سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن میں امام شمار کرتے تھے۔ اس فضیلت و جلالت میں کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہیں۔ اس سورت کی
قراوت کی تخصیص کا یہ سبب ہے کہ اس میں معاش، احوال دین توحید و رسالت، اعجاز قرآن عبادت اور اخلاص کا
ذکر ہے۔ اور لوگوں کے جنتی اور دوزخی ہونے اور نیک بخت و بد بخت ہونے اور بہتر و بد مخلوق اور بعثت سے
پہلے اور بعد کے احوال مذکور ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۴۶۴۱۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُبی بن کعب سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے
قرآن پڑھاؤں و اُبی نے کہا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے فرمایا ہاں ! اُبی نے کہا پروردگار عالم
کے حضور مجھے ذکر کیا گیا ہے ؟ فرمایا ہاں اُبی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ،

۴۶۴۱۔ تشریح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا کہ میں
قرآن پڑھ کر تمہیں بتاؤں کہ کس طرح پڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ
استاذ طالب حدیث کے سامنے حدیث بیان کرتا ہے یا قاری قرآن متعلمین کو پڑھ کر سمجھاتے ہیں کہ اس طرح
پڑھا کریں، لہذا اس حدیث اور پہلی حدیث میں منافات نہیں جبکہ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا اُبی سے ارشاد ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھاؤں اور پہلی حدیث میں ہے میں تیرے سامنے
قرآن پڑھوں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ اعلم !

سُورَةُ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُقَالُ أَوْحَىٰ لَهَا وَأَوْحَىٰ إِلَيْهَا وَوَحَىٰ لَهَا وَوَحَىٰ إِلَيْهَا وَاحِدٌ

بَابٌ قَوْلُهُ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ

۴۶۴۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لثَلَاثَةِ رَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَكِبَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ

سُورَةُ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

اس کو سورہ زلزله بھی کہتے یہ سورت مکی ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں۔

قوله مَنْ يَعْمَلْ الآية مثقال بوزن مفعول بمعنى وزن ہے۔

قوله أَوْحَىٰ لَهَا، سے اس آیت کریمہ یَوْمَئِذٍ تُخَدِّثُ أَخْبَارَهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابٌ رَبِّكَ أَوْحَىٰ لَهَا، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں کہا کہ اوحیٰ لہا اور اوحیٰ الیہا، ووحیٰ لہا اور

وحیٰ الیہا، استعمال میں یکساں ہیں اور دونوں لام اور الی سے متعدی ہوتے ہیں۔ ذرہ کے معنی چوٹی ہیں اور سورج کی شعاع میں نظر آنے والے کو بھی ذرہ کہا جاتا ہے۔

اَثَارُهَا وَارُوثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ اَنَّهُمَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ
يُرِدْ اَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ اَجْرُ
رَجُلٍ رَبَطَهَا تَعْنِيًا وَتَعْقُفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظَهْرِهَا
فَهُوَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنَوَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وَزُرُّهُ سِئَلُ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِمْرِ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى فِيْهَا الْاَهْذَى
الْاَيَةُ الْفَاذَةُ الْجَامِعَةُ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

بَابُ اللّٰهِ تَعَالٰی کا ارشاد اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا ،

۴۶۴۲ ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : گھوڑے تین طرح کے لوگوں کے لئے ہوتے ہیں۔ ایک گھوڑا کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ ہوتا ہے کسی کے لئے بچاؤ کا سبب اور کسی کے لئے گناہ کا باعث ہے۔ ثواب کا ذریعہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رستی چراگاہ یا باغ میں لمبی کر دی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر اس کی رستی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے تو اس کے قدموں کے آثار اور اس کی لید اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی۔ اور اگر وہ ہنر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے ؛ حالانکہ اس کا پانی پلانے کا ارادہ نہیں تھا یہ اس کی نیکیاں ہوں گی پس یہ گھوڑا اس کے ثواب کا ذریعہ ہے اور جس شخص نے اس کو مال داری کی وجہ سے اور لوگوں سے سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ کا حق نہ بھولا یہ اس کے لئے بچاؤ کی صورت ہوگا اور جس نے فخر اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا وہ اس کے گناہ کا باعث ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اُتری سوا اس جامع تنہا آیت کے : مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

سُورَةُ الْفَاتَرَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كَالْفَرَاشِ الْمُبْتُوثِ كَغَوَّاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَذَلِكَ
النَّاسُ يَجُولُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ كَالْعِهْنِ كَالْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ
كَالْصُّوفِ

لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا: لِأَجْلِ الْخَيْرِ، اس تفسیر میں یہ اشارہ ہے کہ لِحُبِّ الْخَيْرِ، میں لام تعلیل کے لئے ہے۔ یعنی انسان مال کی خواہش کے سبب بخیل ہے۔ شدید یعنی بخیل ہے بخیل کو شدید کہا جاتا ہے۔

قوله حُصِّلَ سے اس آیت کریمہ: وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ، کی طرف اشارہ کیا اور حُصِّلَ کی تفسیر مُبْتَنًى سے کی یعنی جو کچھ سینوں میں ہے کھول دیا جائے گا اور وہ جدا جدا کر دیا جائے گا۔ بعض نے حُصِّلَ بمعنی جمع کہا ہے بعض نے بمعنی اُخْرِج اور بعض نے بمعنی اُظْهِر کہا ہے۔ واللہ اعلم!

سُورَةُ قَارِعَةٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں۔ قَارِعَةٍ بمعنی قیامت ہے کیونکہ قیامت دلوں کو بلا دے گی قوله كَالْفَرَاشِ الْمُبْتُوثِ سے اس آیت کریمہ: يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمُبْتُوثِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ، کی طرف اشارہ کیا اور فَرَاشِ مَبْتُوثِ کی تفسیر كَغَوَّاءِ الْجَرَادِ، سے کی یعنی جس دن آدمی پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی روٹی جیسے ہوں گے۔ جس طرح وہ شعلہ پر گرنے کے وقت منتشر ہوتے ہیں اور ان کے لئے کوئی ایک جہت معین نہیں ہوتی۔ ہر ایک دوسرے کے خلاف جہت جاتا ہے۔ یہی حال روز قیامت خلق کے انتشار کا ہوگا۔ كَغَوَّاءِ الْجَرَادِ، ٹڈی دل کی طرح جو ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ایک دوسرے پر جمع ہوں گے۔ قیامت کے دن لوگوں کے ایک دوسرے پر گرنے کو ٹڈی دل

سُورَةُ الْمَاكُمُ التَّكَاثُرُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ التَّكَاثُرُ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۝

کے ساتھ کثرت اور خواری اور پریشانی میں تشبیہ دی۔
 قولہ کاتثرتن، دھنی ہوئی رنگ برنگی روئی کی طرح جس کے اجزاء متفرق ہو کر اڑتے ہیں یہی حال قیامت کے ہول و دہشت سے پہاڑوں کا ہوگا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قیامت کے دن پہاڑوں کے اجزاء اڑتے نظر آئیں گے حتیٰ کہ وہ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے جو دھنتے وقت اڑتے ہیں جب عظیم اور سخت پہاڑوں میں قوت و مد کی یہ تاثیر ہے قوت و مد کی آواز سننے کے وقت ان کی جیسی ضعیف مخلوق کا حال کیسا ہوگا؟

سُورَةُ الْمَاكُمُ التَّكَاثُرُ

اس کو سورہ تکاثر بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکیہ ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَلْمَاكُمُ التَّكَاثُرُ کی تفسیر میں کہا تمہیں اموال و اولاد کی کثرت نے اللہ کی طاعت سے غافل رکھا۔ قتادہ نے کہا یہ سورت یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انھوں نے کہا ہم فلاں قبیلہ سے زیادہ ہیں اور فلاں قبیلہ فلاں سے اکثر ہے۔ ان کو اس نے مشغول رکھا حتیٰ کہ وہ گمراہ مر گئے۔

سُورَةُ وَالْعَصْرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُقَاتِلَ الدَّهْرُ أَقْسَمَ بِهِ
سُورَةُ وَيْلٌ لِّكُلِّ هَمَزَةٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحُطَّةِ اسْمُ الشَّارِ مِثْلُ سَقَرٍ وَلَقَدْ

سُورَةُ عَصْرِ

یہ سورت مکی ہے اس کی تین آیات ہیں
یہی نے کہا عصر یعنی دہر ہے کہ اس کی اللہ نے قسم کھائی ہے۔ حسن بصری نے کہا رات
دن کی گھڑیوں میں سے ایک گھڑی ہے۔ مقاتل نے کہا، اس کے معنی نماز عصر ہے۔ بعض نے کہا رات
وَرَبِّ الْعَصْرِ ہے۔ یہ بہترین تفسیر ہے۔ بعض نے کہا دوسرے زمانوں پر اس کے کمال شرف کے اعتبار
سے اس سے عصر نبوت مراد ہے۔
مجاہد نے کہا "إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكْفُورٌ" میں خُشْر کے معنی گمراہی ہیں پھر اس سے "إِلَّا" کے ساتھ
مومنوں کو مستثنیٰ کیا یعنی وہ خسارے میں نہیں۔

سُورَةُ هُمَزَةٍ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی نو آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہمزہ "وہ لوگ ہیں جو بدلتے"

سُورَةُ الْمُرْكَاتِ فَعَلَ رَبُّكَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ أَبَا بَيْلٍ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَجِلٌ مِنْ سَنَكُ فِكْلٍ

کے درمیان جدائی ڈالنے کے لئے چغلی کرتے ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں اور ان کی چغلی کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قوله الحطمة " سے اس آیت کریمہ کَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطْمَةِ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا یہ دوزخ کا نام ہے جیسے سقارہ لقلی دوزخ کے نام ہیں اس کو حطمہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ توڑ دیتی ہے۔

سُورَةُ الْمُرْكَاتِ

اس کو سورۃ فیل بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے۔ اس کی پانچ آیات ہیں۔

الْمُرْكَاتُ سے مراد الْمُرْكَاتُ ہے۔ فراء نے کہا کیا آپ کو حبشہ اور فیل کی خبر نہیں پہنچی؟ انھوں نے یہ تفسیر اس لئے کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب فیل کے سال تولد فرمایا تھا۔ آپ نے بظاہر ہجرتِ سر یہ واقعہ دیکھا نہیں۔

قوله أبا بیل " سے اس آیت کریمہ : وَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ " کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے اس کی تفسیر متتایعہ مجتمع سے کی یعنی ان پر ابابیل لگاتار جھنڈ کے جھنڈ بھیجے " ثعلبی نے کہا ابابیل بہت زیادہ پھیلے ہوئے ایک دوسرے پر جمع تھے۔ نسفی کی تفسیر میں ہے کہ ابابیل ابال کی جمع ہے۔ کہا گیا ہے ابابیل عبادیل کی طرح ہے اس کا واحد نہیں۔ بعض نے کہا یہ ابول کی جمع ہے۔ جیسے عجول کی جمع عجایل ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ یہ پرندے اونٹ کی شکل کے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ان کے دانت درندوں کے دانتوں جیسے تھے۔ ایسے پرندے پہلے اور بعد میں کبھی نہیں دیکھے گئے۔ (یعنی)

سُورَةُ الْاِیلَافِ قُرْشِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْاِیلَافُ الْفُؤَادُ لِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشَّتَاءِ وَالصَّیْفِ
وَأَمْنَهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوٍّ لَهُمْ فِي حَرَمِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِنِعْمَةِ عَلِيٍّ قُرْشِ

قوله "سَجِّلْ" سے اس آیت کریمہ : تَرْبِیْهِمْ بِحَبَارَةٍ مِنْ سَجِّلْ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور سَجِّلْ کی تفسیر سَجَّ و سَجَّل سے کی یہ فارسی لغت ہے۔

ابابیل سمندر کی جانب سے فوج فوج آئیں۔ ہر ایک کے پاس تین تین کنکریاں ہوتیں۔ دودھ پاؤں میں اور ایک ایک چوہے میں بھی۔ جس پر پرندے سنگریزہ چھوڑتے وہ سنگریزہ اس کے خود کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیر کر مارتی میں سے گزندہ کر زمین میں پہنچتا ہر سنگریزہ پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس سنگریزہ سے ہلاک کیا گیا قسطلانی نے کہا سَجِّلْ بمعنی دیوان اور دفتر ہے۔ اس میں کفار کا عذاب لکھا ہوا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جو عذاب دیوان میں لکھا ہوا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں لکھا ہے۔ اس عذاب میں ابابیل کنکریاں لا کر پھینکتے تھے۔

سُورَةُ الْاِیلَافِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کو سورہ قریش بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ منہاک اور عطاء نے کہا یہ مدنی ہے اس کی چار آیات ہیں۔ مجاہد نے کہا ان کے محبت و میلان کرنے کے اعتبار سے یہ ہے کہ ان پر سردی اور گرمی میں سفر کرنا مشکل نہیں جبکہ وہ سردی میں یمن کی طرف اور گرمی میں شام کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔

قوله "اِیلَافِ قُرْشِ" یہ اس آیت کریمہ : فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هَٰذَا الْبَیْتِ سے متعلق ہے۔ یعنی اگر دوسری بے شمار نعمتوں کے باوجود یہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے تو کم از کم اس خاص نعمت کے باعث ہی اس گھر کے رب کی عبادت کریں کہ اس میں ان کے لئے تجارت وغیرہ کے منافع پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر سال میں دو سفروں کی رغبت دلائی ان کی محبت ان میں ڈالی۔ سردی کے موسم میں یمن کا سفر اور گرمی

سُورَةُ اَرَيْتَ الَّذِي

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَدْعُوْهُ عَنْ حَقِّهِ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَا
يَدْعُوْنَ يَدْعُوْنَ سَاهُوْنَ لَاهُوْنَ وَالْمَاعُوْنَ الْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ
وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُوْنَ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَعْلَاهَا الزَّكَاةُ
الْمَفْرُوضَةُ وَاَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ

کے موسم میں شام کا سفر کہ قریش تجارت کے لئے ان موسموں میں یہ سفر کرتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہل حرم
کہتے تھے اور ان کی عزت و حرمت کرتے تھے۔ یہ ان پر ایک خاص نعمت ہے۔ بعض کہتے ہیں پہلی سورت اس
آیت کریمہ فَعَلِمَهُمْ كَعَصْفٍ مَّا كُوِيَ سے متعلق ہے یعنی ان کو کھائے ہوئے گھاس کی طرح کر دیا تاکہ
قریش کی تالیف ہو۔ کائی اور انخس نے کہا۔ لایلاف کا لام تعجب کے لئے ہے۔ یعنی قریش کے سردی گرمی
کے سفر سے محبت کرنے اور اس گھر کے رب کی عبادت ترک کرنے پر تعجب دامن گیر ہوتا ہے۔ قریش نصر بن
کنانہ کی اولاد ہیں۔ قوله تعالى اَمْحُصُّ مِنْ خَوْفٍ، اللہ تعالیٰ نے قریش کو حرم میں ان کے ہر دشمن سے
بے خوف کیا ہے اور وہ قتل وغیرہ سے امن میں ہیں۔

سفیان بن عیینہ نے کہا ایلاف بمعنی العام بھی آتا ہے یعنی قریش پر میری نعمت کے سبب سے کہ
وہ ان دو سفروں سے محبت کرتے ہیں۔

سُورَةُ اَرَاَيْتَ

اس کو سورۃ ماعون بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے۔ اس کی سات آیات ہیں
مجاہد نے کہا یَدْعُوْهُ بِمَعْنٰی يَدْعُوْهُ عَنْ حَقِّهِ ہے یعنی یتیم کو اس کے حق سے دُور کرتا ہے اور دھکے دیتا
ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ابو جہل ایک یتیم کا دھکی رہا تھا۔ ایک روز وہ برہنہ آیا کہ ابو جہل سے اپنا مال لے
اُس نے اس کو دھکے دیئے اور بہت سختی کی یا ولید بن مغیرہ یا ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی کہ ایک روز

سُورَةُ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ شَأْنُكَ عَدُوُّكَ

برہنہ یتیم نے اس سے کپڑے کا سوال کیا تو اُس نے اس کو لالچی سے مانا اور دھکے دینے کو نکال دیا۔
قوله يُقَالُ الْخَالُ یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ دُغَعْبُٹ سے مشتق ہے۔ اور یہ ماضی کا صیغہ ہے۔ ضمیر متکلم کے باعث ادغام نہیں کیا گیا۔

قوله يَدْعُوْنَ بمعنى يَدْفَعُوْنَ ہے حسن بصری اور زجاج کی قراءت میں یہ مُخَفَّف ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

قوله سَاهُوْنَ، سے اس آیت کریمہ "قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر لَاهُوْنَ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اُن نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں اور کھیلتے ہیں، سستی کرتے ہیں۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ لوگ منافق ہیں جو غفیتہ نماز ترک کر دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے اوجھل ہوں اور ان کے سامنے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ قتادہ نے کہا نماز کی پرواہ نہیں کرتے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔
قوله الْمَاعُونُ، ہے اس آیت کریمہ "وَيُؤْنِسُ الْمَاعُونُ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں تین اقوال ذکر کئے ہر معروف شئی جو لوگ آپس میں لیتے دیتے ہیں جیسے ڈول، تیشہ، ہنڈی، چچہ وغیرہ۔

سعد بن مسیب، زہری اور مقاتل نے کہا لعنت قریش میں ماعون پانی ہے۔ تیسرا قول عکرمہ کا ہے کہ اس کا اقلیٰ درجہ زکوٰۃ مفروضہ اور ادنیٰ مرتبہ سامان کا عاریتہ دینا ہے یعنی ماعون جامع نام ہے جو گھر و بیرون سامان کو شامل ہے۔ بعض نے کہا ماعون وہ ہے جس کا منع کرنا جائز نہیں جیسے پانی اور نمک وغیرہ۔

سُورَةُ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

اس کو سورہ کوثر بھی کہتے ہیں یہ سورت مکی ہے۔ ان کی تین آیات ہیں۔ بعض نے کہا یہ سورت مدنی

۴۶۴۶۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَنَادَةُ
عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا عَرَجَ بِاللَّيْلِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ آيْتُ
عَلَى هَرَجَاقَتَاهُ قَبَابَ التَّلَوِّ مَجُوفٌ فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ
هَذَا الْكَوْثَرُ ۴۶۴۷۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ قَالَ

ہے، لیکن صحیح تر یہ ہے کہ کئی ہے۔

قولہ شایستگی سے آیت کریمہ : إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ، کی طرف اشارہ کیا اور عدو سے اس کی تفسیر کی۔ کفار قریش ابو جہل وغیرہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اَبتر کہتے تھے کیونکہ اس وقت آپ کی اولاد نہ تھی۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یہی لوگ اَبتر ہیں۔ حق یہی ہے کہ آج سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شرق و غرب میں پھیلی ہوئی ہے اور ابو جہل لعین اور اس جیسے دوسرے کافروں کا نشان تک باقی نہیں رہا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کیا خوب فرمایا ہے

مٹے میں ملتے ہیں مٹ جائیں گے اعداد تیرے : نہ مٹا ہے نہ مٹے گا چو چا تیرا، ”صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم“

۴۶۴۶۔ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

آسمانوں پر لے جایا گیا آپ نے فرمایا میں ایک ہنر پر آیا ہوں کے دونوں کنارے موتیوں کے تبتے تھے جو اندر سے خالی تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ کوثر ہے

۴۶۴۶۔ شرح : کوثر بروزن فوعل ہے۔ ہر وہ شئی جس کی تعداد اور

مقدار بکثرت ہو عرب اس کو کوثر کہتے ہیں۔ جمہور نے کہا کوثر حوض ہے۔ بعض نے کہا کوثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض ہے۔ قاضی عیاض نے کہا حوض کے بائے میں تمام احادیث صحیح ہیں۔ اس پر ایمان رکھنا فرض ہے اور اس کی تصدیق کرنا ایمان ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس میں کوئی تاویل نہیں۔ یہ اپنے ظاہر پر ہے۔ جسکے اس کی حدیث تو اثر سے منقول ہے۔ قولہ قباب التلوی ”مجوف“ ”مجوف“ مرفوع مبتداء محذوف کی خبر ہے۔

۴۶۴۷۔ ترجمہ : ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت انہوں نے

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَهَا
عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ قَالَتْ هُوَ أَعْطَانِي نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئًا عَلَيْهِ دُرٌّ فَجَوَّفْتُ إِيَّيْتَهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ وَرَوَاهُ
زَكَرِيَّا وَابْنُ الْأَوْحُسِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ

۴۶۴۸ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ

قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ
هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ آيَاةَ قَالَ أَبُو بَشِيرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ
فَإِنَّ نَاسًا يُزْعِمُونَ أَنَّهُ هُمُ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ اللَّهُمَّ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ
مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ آيَاةَ

اُن سے اللہ تعالیٰ کے قول : اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ، کے معنی پوچھے تو انھوں نے فرمایا وہ نہر ہے جو
تمہارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے اس کے دو کنارے میں ہر ایک پر موتی ہیں جو اندر سے
خالی ہیں۔ اس کے کوزوں کی تعداد ستاروں کی تعداد جیسی ہے۔ اس کی زکریا بن ابی زائد، ابوالاحوص سلام
بن سلیم اور مطرف بن طریف نے ابواسحاق سے روایت کی ہے۔

۴۶۴۸ — شرح : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول سے ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس
رضی اللہ عنہم کے اقوال جامع ہیں۔ الحاصل ابن عباس رضی اللہ عنہما

کا قول اُن سب اقوال کو شامل ہے جو کثر کی تفسیر میں مذکور ہیں کیونکہ یہ تمام وہی خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی ہے۔ اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر
عطا کی۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تصریح کے مطابق حکمت کے معلم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَيُعَلِّمُ
الْحِكْمَةَ، حکمت کا معلم وہی ہوتا ہے جو منبع حکمت ہو اور جسے حکمت دی جائے اس کو خیر کثیر مل جاتی
ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا، نصوص قرآن
سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کثیر جمع کی ہے۔ اس
تقریب سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا شَكُّ لَكُمْ مِنْ الْخَيْرِ، اگر میں غیب

سُورَةُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُقَالُ لَكُمْ دِينُكُمْ الْكُفْرُ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ وَلَمْ يَقُلْ دِينِي لِأَنَّ
الْآيَاتِ بِالنُّونِ فَحَذَفَتْ الْبَاءُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَهُوَ يَهْدِي وَيُضِلُّ
وَقَالَ غَيْرُهُ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ الْآنَ وَلَا أُجِيبُكُمْ فِيمَا بَلَغْتُمْنِي مِنْ عَمْرِي
وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ وَهُمْ الَّذِينَ قَالَ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِمَّا
مَأْتَنَزَلُ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا

غیب جانتا تو غیر کثیر جمع کر لیتا، کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا کیا ہے، کیونکہ قضیہ شرطیہ میں تالی کے رفع سے مقدم کا رفع ہوتا ہے۔ چونکہ اس میں باقتضاء حرف کو مقدم اور تالی دونوں منفي ہیں۔ لہذا نتیجہ اثبات میں ہوگا اور لا یُظہر علی غیبہ أحدًا إلا من رُتضیٰ میں رسول، کہ اللہ رسول کو غیب پر مطلع کرتا ہے، سے اس نتیجہ کو تقویت پہنچتی ہے لہذا قرآن کی اس آیت کریمہ: لَا یَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ کا مفہوم واضح ہو گیا کہ زمین و آسمان میں بنات خود غیب جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حضرات انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم التحیۃ والسلام اللہ کے بتانے سے جانتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورَةُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

اس کو سورۃ کافرون بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس کی چھ آیات ہیں اس میں مکہ والوں کو خطاب ہے جبکہ اہل مکہ ولید بن مغیرہ، عامر بن وائل، حارث بن قیس سہمی، اسود بن بلغوث، اسود بن عبد المطلب اور امیہ بن خلف نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارا دین تسلیم کر لیں ہم تمہارا دین تسلیم کر لیں گے اور آپ کو

اپنے امور میں شریک کر لیں گے۔ آپ ایک مال ہمارے بتوں کی پوجا کریں۔ ہم ایک سال تمہارے رب کی عبادت کریں گے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ! میں اللہ کا شریک کیسے کر سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

قوله لَكُمْ دِينُكُمْ سے اس آیت کریمہ لَكُمْ دِينُكُمْ دِينُ دین، نازل فرمائی۔ تمہارے لئے تمہارا دین کفر ہے اور میرے لئے میرا دین اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دینی، نہیں فرمایا، کیونکہ آیات کے آخر میں لُون ہے۔ اس لئے اس کی رعایت کے ثبوت کو حذف کر دیا ہے۔ تاکہ آیات کے آواخر فون پر موافق ہوں۔ جیسے یہودین اور شیعیں، اصل میں یہودی اور شیعی تھے یا د کو حذف کر کے نون پر کسر کر دیا تاکہ حذف یا د پر دلالت کرے یا بدیع کی قسم ہے۔

قوله قَالَ غَيْرُهُ، ظاہر یہی ہے کہ غیرہ کو حذف کیا جاتا کیونکہ فراد سے پہلے اور کسی کا تذکرہ نہیں جو فراد کا غیر ہو جبکہ مذکور تفسیر فراد نے کی ہے، یعنی اسے کافرو جس کی تم اب عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کروں گا اور نہ ہی اپنی بقیہ زندگی میں تمہاری دعوت قبول کروں گا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ ان کافروں میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کو زیادہ کرے گا۔

قوله لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ، اللہ تعالیٰ نے مَنْ أَعْبُدُ نہیں فرمایا، کیونکہ کلمہ مَآسَمَنْ سے غام ہے اور یہاں عموم کا اعتبار ہے یا صفت مراد ہے گویا کہ فرمایا لَا أَعْبُدُ الْبَاطِلَ وَ أَنْتُمْ لَا تَعْبُدُونَ الْحَقَّ، میں باطل کی عبادت نہیں کرتا، حالانکہ تم حق کی عبادت نہیں کرتے ہو یا ماصد یہ ہے یعنی لَا أَعْبُدُ عِبَادَتَكُمْ وَلَا تَعْبُدُونَ عِبَادَتِي، پھر اس میں تکرار تاکید کے لئے کیونکہ عرب تاکید اور افہام کے لئے تکرار کرتے رہتے ہیں۔ جیسے تخفیف و ایجاز کے لئے اختصار کرتے ہیں۔

علامہ کرمانی نے کہا جس کی تم عبادت کرتے ہو میں حال اور استقبال میں اس کی عبادت نہیں کرتا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لَا أَعْبُدُ حال کے لئے حقیقت اور استقبال کے لئے مجاز ہے یا بالعکس یا یہ مشترک ہے یہ دونوں جمع کیسے ہو سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے۔ شافعی اس کو مطلق جائز کہتے ہیں اور اخاف عموم مجاز مراد لیتے ہیں اس میں حقیقت اور مجاز دونوں کا ارادہ جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ قسطلانی نے کہا اس سورت میں مَا، بمعنی الذی ہے۔ اگر اس سے بُت مراد ہیں جیسے پہلی اور تیسری آیت کریمہ میں ہے۔ تو بات واضح ہے کیونکہ بُت ذی عقل نہیں اور مادہ اصل غیر عقلا کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اگر اس سے باری تعالیٰ مراد ہے دوسری اور چوتھی آیات میں ہے تو یہ مصد یہ ہے یعنی لَا أَعْبُدُ عِبَادَتَكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَعْبُدُونَ عِبَادَتِي یعنی میں تمہاری عبادت کی مثل عبادت نہیں کرتا اور تم میری عبادت کی مثل عبادت نہیں کرتے ہو۔ ابو مسلم نے کہا پہلی دو میں مَا بمعنی الْذِي ہے اور مقصود معبود ہے

سُورَةُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۴۶۴۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ رَبِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَسِ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الْفَتْحِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا هَلَاكَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةً بَعْدَ أَنْ نُزِلَتْ عَلَيْهِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ
وَالْفَتْحُ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي
بِتَاوُلِ الْقُرْآنِ

اور دوسری دو میں "مَا" مصدر یہ ہے یعنی تمہاری عبادت جیسی عبادت نہیں کرتا ہوں جو شک پر مبنی ہے اور نہ تم
میری عبادت جیسی عبادت کرتے ہو جو یقین پر مبنی ہے۔ الحاصل لفظ مَا بمعنی الذی ہے یا مصدر یہ ہے اور پہلے
دو بمعنی الذی ہیں اور دوسرے دو مصدری ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورَةُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ

اس کو سورہ نصر بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا بلا خوف یہ سورت مدنی ہے۔ اس کی تین آیات
ہیں۔ ابن نقیب نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آخری سورت ہے جو قرآن میں نازل ہوئی ہے۔ واحدی
نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ خنین سے واپسی میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس کے نزول کے
بعد آپ دو سال حیات رہے۔ مقاتل نے کہا جب یہ سورت نازل ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سامنے پڑھا تو وہ بہت خوش ہوئے جب ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے سنا تو وہ رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس نے رولایا ہے۔ عرض کیا حضور
اس میں آپ کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد آپ اسی روز حیات رہے۔
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سر کو مسح کیا اور فرمایا اے اللہ اس کو دین
میں سمجھ اور تاویل کا علم عطا فرما (یعنی)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
 ۴۶۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
 أَنَّ عُمَرَ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ قَالُوا فَتَنُ
 الْمَدَائِنِ وَالْقُصُورِ قَالَ مَا تَقُولُ يَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ
 ضَرِبَ لِحَمْدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعِيتُ لَهُ نَفْسُهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

۴۶۴۹ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 پر سورہٴ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ کے نازل ہونے کے بعد آپ نے کوئی نماز نہ پڑھی مگر اس میں یہ کہتے تھے :
 سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي اے اللہ تو پاک ہے اے اللہ میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں
 میرے لئے مغفرت فرما۔ قرآن کے مامور بہ پر عمل کرتے تھے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد اتم لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ
فوجوں کی فوجیں اللہ کے دین میں داخل ہوں گے

۴۶۵۱ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس آیت کریمہ : إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا اس میں شہروں اور
 محلات کی فتح کی خوشخبری ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ابن عباس رضی اللہ عنہما، تم کیا
 کہتے ہو۔ انھوں نے کہا مدت ہے یا مثال ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کی گئی ہے۔ اور
 آپ کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا
تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
۴۶۵۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
مَعَ أَشْيَاحٍ بَدْرٍ فَكَانَ بَعْضُهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تَدْخُلُ هَذَا
مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءُ مُثَلَّةٍ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ مَنْ عَلِمْتُمْ فِدَاعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ
فَادْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا لَبِثْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ الْإِلَهِ يَرْيَهُمْ فَتَالَ
مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ قَدْ لَكَ عَلَامَةٌ
أَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا فَقَالَ عُمَرُ مَا
أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اپنے رب کی ثنا کرتے
ہوئے اس کی پاکیزگی بیان کرو اور اس سے
بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے
اپنے بندوں کو توبہ کی توفیق دینے والا ہے۔ تواب آدمیوں کی صفت ہو تو
اس کے معنی ہیں اپنے گناہ سے رجوع کرنے والا۔

۴۶۵۲۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے مشائخ

بدر میں بٹھایا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض نے اپنے دل میں بہت غصہ کیا اور کہا آپ اس کو ہمارے پاس بٹھاتے ہیں۔ ہمارے بھی تو اس جیسے بیٹے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا اس وجہ سے کہ تم جانتے ہو پس ایک دن ابن عباس کو بلایا اور ان کو مشائخ بدر میں بٹھایا۔ میں نہیں جانتا کہ انھوں نے اس روز مجھے بلایا مگر اس لئے کہ ان سے میری فضیلت ظاہر کریں۔

عمر فاروق نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ کے متعلق آپ حضرات کیا کہتے ہیں؟ بعض نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش چاہیں جس وقت ہماری مدد کی جائے اور ہمارے لئے شہر فتح ہوں اور بعض حضرات خاموش رہے۔ انھوں نے کچھ نہ کہا۔ عمر فاروق نے مجھے فرمایا اے ابن عباس تم بھی یہی کہتے ہو۔ میں نے کہا میں ایسے نہیں کہتا ہوں فرمایا پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کی مدت کی طرف اشارہ ہے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس وقت اللہ کی مدد اور فتح آئے۔ یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ فَبِشْرَةِ مُحَمَّدٍ رَّبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ إِنَّكَ كَانَ تَقِيًّا ۖ ع۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کو فرمایا اس سورت سے میں نہیں جانتا مگر جو تم کہتے ہو۔

شرح : اس مجلس شریف میں وہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
۲۶۵۲ — تھے جو بدر کی جنگ میں شامل تھے۔ ان شیوخ میں سے جس

نے کہا تھا کہ ہمارے بچے بھی ابن عباس جیسے ہیں وہ حضرت عبدالرحمن بن عوف تھے رضی اللہ عنہ۔ وہ ان دس حضرات میں سے ہیں جنہیں ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ وہ عشرہ مبشرہ کے نام سے موسوم ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ کہہ کر کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور وفور علم میں یکتائے زمان ہیں۔ ان پر یہ سورت بطور امتحان پیش کی جس کی معرفت کنہ سے وہ نور تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے برجستہ فصیح اور واقعی امر کی وضاحت کر دی کہ اس سورت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی مدت کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ علم اس وقت سورت کی سماعت سے حاصل نہ تھا بلکہ اس میں فکر و تأمل سے حاصل ہوا تھا یا انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا۔ جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہر امت میں محدث ہوئے ہیں عمر فاروق میری امت کے محدث ہیں۔ اگر میرے بعد نبوت جاری رہتی تو عمر فاروق نبی ہوتے۔

سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَبَّتْ خُسْرَانٌ تُتَبِّبُ تَدْمِيرٌ

سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ وَتَبَّ

یہ سورت مکہ میں ہے۔ اس کی پانچ آیتیں ہیں

ابولہب بن عبدالمطلب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہے اس کا نام عبد العزی تھا جبکہ اس کی ماں خزاعہ ہے۔ اس کے بیٹے کا نام لہب تھا اس کی نسبت یہ کنیت ہے۔ بعض نے کہا ابولہب کے رخسارے بہت سُرخ تھے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کا چہرہ چمکتا تھا اس کی عاقبت بھی اس کے موافق ہے کہ اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہوا، یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور آپ کی عداوت میں ہی جنگ بدر کے چند روز بعد مر گیا۔ خود بدر میں نہیں گیا تھا بلکہ اپنی طرف سے بدیل کو بھیج دیا تھا اور تہیش کی شکست فاش اور رسوا زمان ہزیمت کے غم سے مر گیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قولہ وتب سے اس آیت کریمہ ”وَتَبَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ“ کی طرف اشارہ کیا۔ اور تب کی تفسیر خسر سے کی جبکہ تباب کی تفسیر خسران سے کی۔ اور اس آیت کریمہ : ”وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ“ کی طرف اشارہ کیا پھر تبیب کی تفسیر تدمیر بمعنی ہلاک سے کی اور اس آیت کریمہ : ”وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَبْيِيبٍ“ کی طرف اشارہ کیا۔ وتب کی واؤ عاطفہ ہے اس کا معطوف علیہ تببت یہاں جو دعاء کے معنی میں ہے جبکہ معطوف خبر ہے۔

امام بخاری کی عادت ہے کہ لفظ کی مناسبت سے کسی دوسری آیت میں مذکور لفظ کی تفسیر کر دیتے ہیں لفظ تبّا سے مراد ملک اور مال ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ فلان قلیل ذات الید اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کے پاس

۴۶۵۳ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ
 قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
 جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْزَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ
 وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَا فَقَالُوا مَنْ هَذَا فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ
 فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلاً تَخْرُجُ مِنْ صَفْرِ هَذَا الْجَبَلِ
 أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا فَقَالَ إِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ
 بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا
 ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَايَ إِلَى لَهَبٍ وَقَدْ تَبَّ هَكَذَا أَقْرَاهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ

مال کم ہے۔ — ۴۶۵۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ : وَأَنْزَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ، نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور ان میں سے اپنے خاص لوگوں کو ڈر سنائیں تو جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے حتیٰ کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے فرمایا : يَا صَبَاحَا، لوگوں نے کہا یہ کون ہے اور آپ کے پاس سب جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک لشکر نکل کر تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا ہم نے آپ پر جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا فرمایا میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا تیری ہلاکت ہو اسی لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا پھر اٹھ کر چلا گیا تو یہ آیت کریمہ : تَبَّتْ يَدَايَ إِلَى لَهَبٍ وَتَبَّ، نازل ہوئی۔ ابولہب نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور ہلاک ہو گیا۔ سلیمان اعمش نے اس دن اسی طرح پڑھا تھا۔

۴۶۵۳ — شرح : اس سورت کے نزول کا سبب یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔
 قولہ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ، عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کی تفسیر

ہے یا شاذ قرأت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح پڑھا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن ہے پھر اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ اسی طرح قد تب قرآن میں

بَابُ قَوْلِهِ وَتَبَّ مَا أَغْنَاهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ

۴۶۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادَى يَا صَبَا
فَاجْتَمَعَتِ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ
مُصْبِحَكُمْ أَوْ مُمْسِكَكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرُكُمْ
بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ ابُولَهَبِ الْهَذَا أَجْمَعْتُمْ تَبَّالَكَ فَأَنْزَلَ
اللَّهُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ إِلَى آخِرِهَا

نہیں اعمش نے روایت کرتے وقت یہ پڑھا ہے۔
قوله يا صباه « فریاد کرنے والا یہ کلمہ کہتا ہے۔ دراصل لوگ حملہ کے وقت بلند آواز سے یہ کہتے
ہیں کیونکہ ہجرت صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں اور اس کو یوم الصباح کہتے ہیں۔ گویا قائل کہتا ہے۔ یا صباہ ہم کو
دشمن نے گھیرے میں لے لیا ہے۔ ہماری فریاد کو پہنچو،

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ ہلاک ہو! اس کے مال اور جو کچھ
اس نے کسب کیا تھا نے عذاب اور ہلاکت سے بے نیاز نہ کیا۔

۴۶۵۴۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطحا
کی طرف تشریف لے گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے فرمایا یا صباہ،، تو قریش آپ کے پاس جمع
ہو گئے۔ آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تم پر صبح کو یا شام کو حملہ کرنے والا ہے کیا تم
میری تصدیق کر دو گے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! فرمایا میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا
کیا ہمیں اس لئے اکٹھا کیا تھا تیری ہلاکت ہو تو اللہ تعالیٰ نے تبت یدا ابی لہب الخ نازل فرمائی۔

قوله لَقَالَ، یہ قائل ابو عبیدہ ہیں۔ انھوں نے کہا وصل کے وقت تنوین کو حذف کیا جاتا ہے اور اَحَدُ اللّٰهِ الصَّمَدُ پڑھا جاتا ہے۔ التَّقَاۃُ سَاكِنِیْنَ کے باعث تنوین کو حذف کیا جاتا ہے۔
 قوله ای واحد، یعنی احد اور واحد ہم معنی ہیں۔ اَحَدٌ دراصل وَحَدٌ تھا واو کو ہمزہ سے بدل کیا۔ اکثر واو مضموم یا مکسور ہمزہ سے بدل ہوتی ہے۔ جیسے وَجُوہٌ وِ سَادَةٌ میں ہے اور مفتوح میں ثانوی جیسے اَنَاةٌ دراصل وَنَاةٌ تھا، بعض نے کہا اَحَدٌ اور وَحَدٌ مترادف نہیں۔ شرح مشکوٰۃ میں لفظ کے اعتبار سے ان میں فرق کی کئی وجوہ بیان کی ہیں۔

” اَحَدٌ اور وَحَدٌ میں فرق “

ع۔ لفظ اَحَدٌ مثبت کلام میں صرف لفظ اللہ پر محمول ہوتا ہے غیر کے لئے استعمال نہیں ہوتا، چنانچہ اللہ اَحَدٌ، کہا جاتا ہے۔ زَیْدٌ اَحَدٌ نہیں کہا جاتا۔ البتہ زَیْدٌ وَاحِدٌ کہا جاتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ احد کی نفی عام ہے اور واحد کی نفی تبھی عام نہیں ہوتی، چنانچہ یہ کہنا صحیح ہے لَیْسَ فِی الدَّارِ وَاحِدٌ، جبکہ اس میں دو ہوں، لیکن اس وقت لَیْسَ فِیْہِ اَحَدٌ، کہنا صحیح نہیں، کیونکہ اس نفی میں عموم ہے گویا کہ اس کے ساتھ مذکور عدد کی نفی ہوتی ہے جبکہ واحد میں یہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ واحد سے عدد کی ابتداء ہوتی ہے۔ اَحَدٌ سے نہیں ہوتی چوتھے یہ کہ واحد پر تا آسکتی ہے۔ اَحَدٌ پر نہیں آتی، چنانچہ وَاحِدَةٌ کہا جاتا ہے۔ اَحَدَةٌ نہیں کہا جاتا۔ معنی کے اعتبار سے بھی ان میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ اول یہ کہ اَحَدٌ بناء کے اعتبار سے واحد سے زیادہ بلیغ ہے۔ گویا یہ صفت مشبہ ہے دوسرے یہ کہ اَحَدٌ بول کر تشبیہ یا نظیر کی نفی مراد لی جاتی ہے جیسے احد شمس، اس میں نظیر مراد نہیں لی جاتی۔ اور اکثر واحد کا اطلاق عدم مشنی پر ہوتا ہے۔ اور احد کا استعمال دوسرے معنی کے اعتبار سے بکثرت ہے۔ اس لئے اس کی جمع نہیں آتی۔ ازہری نے کہا احمد بن یحییٰ سے پوچھا گیا کہ ۳ معاذ اللہ احد کی جمع نہیں اور واحد کی جمع کہنا لعید نہیں۔ جیسے اَشْہَادٌ شَاہِدٌ کی جمع ہے اور اَحَدٌ سے عدد کی ابتداء نہیں ہوتی۔ تیسرے یہ کہ اللہ کذات کے اعتبار سے احد ہے جبکہ صفات کے اعتبار سے واحد ہے۔ کامل انسان کا مقام یہ ہے کہ توحید کے سمندر میں غوطہ زن ہو اور اس میں مستغرق ہو جائے حتیٰ کہ ازل سے ابد تک واحد بے نیاز کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ شیخ ابو بکر فورک نے کہا اللہ تعالیٰ کی وصف میں واحد کے تین معانی ہیں۔ ایک یہ کہ لذاتہ اس کی تقسیم نہیں ہوتی نہ اس کا جز ہے اور نہ چیز ہے یعنی مکان نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا کوئی شبہ نہیں چنانچہ عرب کہتے ہیں فُلَانٌ وَاحِدٌ فِی عَصْرِہ یعنی اس کا کوئی شبہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ واحد اس معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں چنانچہ کہا جاتا ہے۔ فُلَانٌ مَوْحِدٌ فِی ہَذَا الامرِ، فلاں اس کام میں یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔
 قوله قُلْ هُوَ اللّٰہُ، میں ضمیر غائب کا مرجع سیاق سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس کے نزول کا

۴۶۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ قَالَ اَنَا شَعِیْبٌ قَالَ اَنَا
 اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ قَالَ اللهُ كَذَّبَنِي ابْنُ اَدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ
 لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِیْبُهُ اِیَّایَ فَقَوْلُهُ لَنْ یُعِیْدَنِیْ كَمَا بَدَأَنِیْ وَلَیْسَ
 اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِهِ وَاَمَّا شَتْمُهُ اِیَّایَ فَقَوْلُهُ اَتُخَذَ
 اللهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُولَدْ وَلَمْ یَكُنْ لِّیْ كُفُوًا
 اَحَدٌ

سبب یہ ہے کہ ابی بن کعب نے کہا مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہمارے سامنے اپنے رب کا نسب
 بیان کریں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اللہ اَحَدٌ کی ترکیب نحوی

لفظ اللہ مبتداء احد خبر اور جملہ صُور کی خبر ہے دوسرے یہ کہ اللہ صُور سے بدل اور اَحَد اس کی خبر
 ہے تیسرے یہ کہ لفظ اللہ صُور کی خبر اول اور اَحَد خبر ثانی ہے۔ چوتھے یہ کہ اَحَد مبتداء محذوف کی خبر ہے
 یعنی صُور اَحَد، پانچویں یہ کہ صُور ضمیر شان ہے کیونکہ یہ تعظیم کا مقام ہے۔ اس کے بعد اللہ اَحَد جملہ
 اس کی تفسیر ہے۔

۴۶۵۶۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے۔ حالانکہ یہ

اس کے لائق نہیں اور مجھے گالی دیتا ہے، حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے
 اللہ مجھے ہرگز نہیں لوٹائے گا جیسے مجھے پہلی بار پیدا کیا حالانکہ میرے لئے پہلی بار پیدا کرنا اس کے لوٹانے سے
 آسان نہیں اور اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے حالانکہ میں ایک مومن بے نیاز ہوں
 نہ تو میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ میں جنا گیا ہوں اور نہ ہی میرا کوئی ہمسر ہے۔

(حدیث عن ۴۱۷۰ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ اللَّهُ الصَّمَدُ وَالْعَرَبُ تَسْمِيْ اُشْرَافَهَا الصَّمَدُ

وَقَالَ أَبُو وَاثِلٌ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي اِنْتَهَى سُوْدُ دُوْهُ

۴۶۵۷۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

قَالَ اَنَا مَعْمَرُ عَنْ هَمَامٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَاَمَّا تَكْذِيبُ اَيَّايَ اَنْ يَقُوْلَ اِنِّي لَنْ اُعِيْدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ وَاَمَّا شَتْمُهُ اَيَّايَ اَنْ يَقُوْلَ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَاَنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ كُفُوًا وَكُفِيًا وَكُفَاءً وَاَحَدٌ

بَابُ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ بے نیاز ہے!

عرب اپنے سردار کو ”صمد“ کہتے ہیں۔ ابو واثل نے کہا۔ صمد وہ سردار ہے جس پر سرداری ختم ہو۔
 (اس جیسا کوئی نہ ہو) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”صمد“ وہ شخص ہے کہ اپنے مسائل اور حاجات میں اس کی طرف رجوع کریں۔ یہ صمد بمعنی قصد سے مشتق ہے چنانچہ عرب کہتے ہیں ”رَضَمْتُ قَلَانًا“ میں نے اس کا قصد کیا۔
 بَیِّنٌ مَّضْمُودٌ، کہا جاتا ہے جبکہ لوگ اپنی حاجات میں اس کا قصد کریں۔ اور بے نیاز ہے وہ کسی طرف قصد نہیں کرتا مخلوق اس کی محتاج ہے۔ كُفُوًا، كُفِيًا وَكُفَاءً، ہم معنی ہیں۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے۔ حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں وہ مجھے گالی

دیتا ہے حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں اس کا مجھے جھٹلانا اس طرح ہے کہ وہ کہتا ہے میں اس کو مارنے کے بعد نہیں ٹوٹا سکتا جیسا کہ میں نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کا مجھے گالی دینا اس طرح ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ میں بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ جنا گیا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہے۔

۴۶۵۷۔ شرح: اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والے بعض نبی آدم ہیں اور وہ عرب کے مشرک ہیں جو لغت کے

منکر تھے اور ان کے علاوہ نصاریٰ اور بت پرست ہیں کفو کے معنی نظیر اور مثل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر نہیں اور شبیہ نہیں۔

سُورَةُ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شرح : قولہ ای واحد، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اَحد اور واحد بیک معنی ہیں۔ اَحد دراصل وَحْدٌ تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل کیا ہے اگرچہ یہ ابدال واؤ کے مضموم اور مکسور ہونے کی صورت میں ہے جیسے دُجّوہ اور وِسَادہ میں یہاں واؤ مفتوح کو بدل کیا ہے اور یہ بہت کم استعمال ہوتا ہے جبکہ مضموم اور مکسور بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ بعض نے کہا احد و وحد بیک معنی نہیں ہیں۔ مشکوٰۃ کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ احد اور واحد میں فرق ہے یہ فرق لفظ اور معنی کے اعتبار سے ہے۔ لفظ کے اعتبار سے فرق یہ ہے کہ کلام مثبت میں احد کو غیر اللہ میں استعمال نہیں کرتے چنانچہ زَبَدٌ اَحدٌ، نہیں کہتے ہیں۔ اور زَبَدٌ وَاحِدٌ کہتے ہیں یعنی واحد زبد پر محمول ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ اَحد کی نفی عام ہے اور واحد کی نفی کبھی عام نہیں ہوتی چنانچہ کہا جاتا ہے : لَا اَحَدًا فِي الدَّارِ عام ہے یعنی گھر میں کوئی نہیں اور لَا وَاحِدًا فِي الدَّارِ، اس معنی کے اعتبار سے بھی کہتے ہیں۔ جب گھر میں دو یا زیادہ ہوں۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ تعداد کی ابتداء واحد سے کرتے ہیں اَحد سے نہیں کرتے۔

چوتھا فرق یہ ہے کہ واحد پر تاء تانیث داخل ہوتی ہے اَحد پر نہیں آتی؛ چنانچہ واحدة کہا جاتا ہے اَحدة نہیں کہا جاتا۔ معنی کے اعتبار سے بھی فرق ہے کہ اَحد بناء کے اعتبار سے واحد سے زیادہ بلیغ ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ اَحد بول کر عدم معنی اور اس کی عدم نظیر مراد لیتے ہیں اور واحد کا اطلاق اکثر عدم معنی پر ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کی جمع نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ واحد کی جمع ہو جیسے اشہاد شاہد کی جمع ہے۔ تیسرا فرق جیسا کہ متکلمین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے احد ہے اور صفات کے لحاظ سے واحد ہے۔ بندے کا نصیب یہ ہے کہ وہ دریائے توحید میں غوطہ زن ہوتا کہ ازل سے ابد تک واحد کے غیر کو نہ دیکھے۔

علامہ قسطلانی نے شیخ ابو بکر بن فورک سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کی وصف میں واحد کے تین معانی ہیں۔ اول یہ کہ اس کی ذات منقسم نہیں اور نہ ہی اس کے احزاب ہیں۔ متجیز نہیں یعنی کسی مکان میں نہیں دوم یہ کہ اس کا کوئی شبیہ نہیں؛ چنانچہ عرب کہتے ہیں فُلَانٌ وَاحِدٌ فِي عَصْرِہ، یعنی اس کا کوئی شبیہ نہیں۔ سوم یہ کہ وہ اس معنی کے اعتبار سے واحد ہے کہ افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں چنانچہ کہا جاتا ہے فُلَانٌ مُّتَوَحِّدٌ فِي هَذَا الْأَمْرِ، یعنی اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ غَاسِقُ اللَّيْلِ إِذَا وَقَبَ غُرُوبُ الشَّمْسِ يُقَالُ
هُوَ أَبْيَنُ مِنْ فَرْقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ وَقَبٌ إِذَا دَخَلَ فِي
كُلِّ شَيْءٍ وَأَظْلَمَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُس نے کسی کو جہنم نہیں اور نہ ہی وہ جہنم لایا ہے!

اس باب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ”کُفُّوا“ میں کاف اور فاء دونوں مضموم ہمزہ کے
بغیر ہیں اور کُفُّوا بر وزن فَعِل اور کُفَّاءُ بر وزن فَعَال تینوں ہم معنی ہیں۔ کُفُّوا کے معنی مثل اور نظیر ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل، نظیر اور شبیہ نہیں ہے۔

سُورَةُ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

اس کو سورہ فلق بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس کے نزول میں اتفاق ہے کہ یہ اس
وقت نازل ہوئی جبکہ کسی بد بخت شقی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا۔ اس کی پانچ آیات
ہیں۔ فلق بمعنی صبح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ”فلق“ دوزخ میں جلیخانہ ہے
سُدی نے کہا یہ جیل کا کنواں ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ دوزخ میں کنواں ہے
جس کو ڈھانکا گیا ہے۔ کعب نے کہا جب اس کو کھولا جائے تو اس کی گرمی سے دوزخی چلا تے ہیں۔ واللہ اعلم
قولہ قال مجاہد ”مجاہد نے کہا غاسق رات ہے، إِذَا وَقَبَ“ جس وقت سورج کا غروب ہوتا ہے

کہا جاتا ہے۔ هُوَ أَبْيَنُ مِنْ فَرْقِ الصُّبْحِ وَفَرْقِ الصُّبْحِ ”وہ صبح کھٹنے سے زیادہ واضح ہے۔ یعنی فلق و
فرق ہم معنی ہیں۔ وَقَبٌ“ دُوب سے ہے۔ اس کے معنی ہیں سورج کا غروب ہونا اور اپنے مقام میں اخل ہونا

ترجمہ: زید بن جیش رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سُورَةُ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ
کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

عرض کیا تو آپ نے فرمایا مجھے کہا گیا (یعنی جبرائیل نے کہا میں بھی کہتا ہوں کہ یہ قرآن ہے) پس ہم وہی کہتے ہیں جو

۴۶۵۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوَّذَتَيْنِ
فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قِيلَ لِي فَقُلْتُ مَخْنُ
نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سُورَةُ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي عُبَّاسٍ الْوُسَّاسِ إِذَا وَلَدَ خَنَسَةُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا
ذَكَرَ اللَّهُ ذَهَبَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهُ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۴۶۵۸ — شرح : ان دونوں سورتوں کے بارے میں سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دونوں سورتیں قرآن نہیں
ہیں بلکہ ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا۔ اس کے دفع کرنے کے لئے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئی
ہیں۔ اس لئے زہر بن حبیش نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا تو انھوں نے کہا میں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا مجھے کہا گیا : قُلْ أَعُوذُ، یعنی مجھے جبرائیل علیہ السلام
والسلام نے یہ دونوں پڑھائی ہیں۔ یعنی یہ دونوں قرآن سے ہیں۔

سُورَةُ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

اس کو سورہ ناس بھی کہتے ہیں۔ اس کی چھ آیات ہیں !

قولہ "يَذْكُرُ" یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا گیا کہ وسواس دوسے کہ جب بچہ پیدا
ہو تو شیطان اس کو مس کرتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب اللہ

۴۶۵۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُنَيْشٍ قَالَ وَثَنَّا عَاهِمُ عَنْ زَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أَبِي سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي قِيلَ لِي قُلْ فَقُلْتُ فَتَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا ذکر کیا جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب اللہ کا ذکر نہ کیا جائے تو مولود کے دل پر ثابت رہتا ہے یعنی شیطان بچے کی پسلی میں چھوتا ہے اور اس کو شدت مس کے باعث اس کی جگہ سے نائل کرتا ہے تو بچہ رونے لگتا ہے۔

ترجمہ : زید بن جہش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نے کہا اے ابی المنذر آپ کے بھائی (عبداللہ بن مسعود ایسا ایسا کہتے ہیں یہ دونوں سورتیں قرآن سے نہیں ہیں) ابی بن کعب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے مجھے فرمایا مجھ سے یہ کہی گئی ہیں تو میں نے کہا - ابی نے کہا ہم وہی کہتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں ذکر کیا کہ اگر ہم کہیں کہ یہ دونوں سورتیں قرآن سے ہیں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں متواتر ہوں گی پس ان کے انکار سے کفر لازم آئے گا اور اگر کہا جائے کہ یہ متواتر نہ تھیں تو لازم آئے گا کہ بعض قرآن متواتر نہ ہو اور یہ عقیدہ بہت مشکل ہے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں متواتر تھا، لیکن عبداللہ بن مسعود کے نزدیک متواتر نہ تھا۔ لہذا قرآن متواتر بھی ہے اور کفر بھی لازم نہیں آتا،

فَاخْلَتِ الْعُقَدَةُ بِعَوْنِهِ تَعَالَى :

تَمَّ كِتَابُ التَّفْسِيرِ بِعَوْنِهِ تَعَالَى

فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِينَ وَإِلَيْهِ وَصَّحْبِهِ أَجْمَعِينَ

کتاب ابواب فضائل القرآن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ

وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيَّمُنُ الْأَمِينُ الْقُرْآنُ أَمِينٌ
عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ

لَمْ يُولَدْ، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا وجود انسان کے وجود جیسا نہیں جو عدم کے بعد حاصل ہوتا ہے اور دائمی باقی رہے گا یا وہ جنت عالیہ میں کبھی فنا نہ ہوگا یا دوزخ کا وہ میں منقطع نہ ہوگا لَمْ یَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدًا، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی وجود وہی غیر کے وجود کا مفید ہے اور وہ خود سے مستفید نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اللَّهُ أَحَدٌ“ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ متشربہ کے اثبات کی دلیل ہے اور صمدیت کا مقتضی یہ ہے کہ وہ محتاج نہیں غیر اس کا محتاج ہے اور لَمْ یَلِدْ سے آخر تک ان صفات کا سلب جن سے اس کا غیر موصوف ہوتا ہے۔

فتوح الغیب میں امام غزالی سے منقول ہے۔ اُنہوں نے کہا واحد وہ ایک اس میں شریکت نہیں اور اَحَد وہ ہے جس میں ترکیب نہیں۔ پس واحد میں شریک کی نفی ہے جبکہ اَحَد میں اس کی ذات میں کثرت کی نفی ہے۔ صمد، غنی محتاج الیہ ہے وہ اَحَدِی الذات اور واحدِی الصفات ہے۔ کیونکہ اس کی ملکیت میں اگر اس کا کوئی شریک ہو تو وہ غنی محتاج الیہ نہ ہوگا بلکہ وہ اپنے قوام و وجود میں اجزائے ترکیب کا محتاج ہوگا۔ پس صمد واحدانیت اور اَحَدِیّت کی دلیل ہے۔

لَمْ یَلِدْ، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا مستمر وجود انسان کے وجود جیسا نہیں جس کا نوع تو والد اور تناسل کے ذریعہ باقی ہے بلکہ وہ وجود مستمر انہی ابدی ہے نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہاء

۴۶۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

کتاب فضائل قرآن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب وحی کا نزول کیسے ہوا اور جو سب سے پہلے نازل ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَلْمُفِیْمِینَ یعنی
ایمن ہے۔ قرآن کریم پہلی ہر کتاب پر ایمن اور نگہداشت کرنے والا ہے۔ یعنی قرآن اس کے ساتھ موصوف ہے
جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے قرآن حق کے ساتھ نازل کیا اور اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق
اور ان کی نگہداشت کرتا ہے۔

ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا مجھے ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم
نے خبر دی۔ انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں
دس برس رہے کہ آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا پھر دس سال مدینہ منورہ شریفہ اللہ تعالیٰ میں رہے۔

۴۶۶۱۔ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں
دس برس رہے اور آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا یا مراد یہ ہے

کہ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ کے نزول کے بعد تین سال وحی رک گئی تھی۔ اس کے بعد دس برس
متواتر وحی نازل ہوتی رہی اور جب اسرائیل علیہ السلام قرآن لاتے رہے۔ لہذا یہ روایت اس
روایت کے متضاد نہیں جس میں بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ برس اقامت کا ذکر ہے
(حدیث ۴۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

۴۶۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا
مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جَبْرِئِيلَ
أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَخْذُلُ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ مَ سَلَمَةَ مِنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ
قَالَتْ هَذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ وَاللَّهِ مَا حَبَبْتُهِ إِلَّا أَيَّامًا حَتَّى سَمِعْتُ
خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ جَبْرِئِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ
أَبِي فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ سَمِعْتُ هَذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۴۶۶۱۔ ترجمہ : ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جبکہ آپ کے حضور ام المؤمنین
اُم سلمہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں۔ جبرائیل علیہ السلام آپ سے کلام کرتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُم سلمہ سے فرمایا یہ کون ہے؟ یا جو بھی فرمایا ام المؤمنین نے فرمایا میں نے عرض کیا یہ دِحْیَہ کلبی ہے
جب وہ چلے گئے تو ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! میں نے اسے دِحْیَہ ہی خیال کیا تھا حتیٰ کہ میں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا کہ آپ جبرائیل علیہ السلام کی خبر ذکر فرما رہے تھے یا جو بھی فرمایا۔
معمر نے کہا میرے والد نے ابو عثمان سے کہا تم نے یہ کس سے سنا ہے؟ اُنھوں نے کہا میں نے یہ
اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

۴۶۶۱۔ شرح : دِحْیَہ کلبی جلیل القدر صحابی ہیں۔ وہ حسن و جمال میں ضرب المثل
تھے۔ اسی لئے وہ اپنا چہرہ چھپا کر رکھتے تھے۔ جب جبرائیل
علیہ السلام صورت بشر میں تجلی فرماتے تو اچھی صورت اختیار کرتے؛ چنانچہ دِحْیَہ کلبی کی صورت میں نزول
کرتے تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ بنی قریظہ کے قصبہ کے متعلق نہیں کہ وہ دِحْیَہ کی
صورت میں آئے اور بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فرمایا؛ کیونکہ وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
کی روایت ہے کہ انہوں نے اس کو گھر کے باہر دیکھا تھا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر میں انہیں دیکھا
تھا جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہے تھے اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے حضور
تشریف فرما تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۶۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ، أَمِنْ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا
 كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْ وَحِيًّا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ الْكَرَّمُ
 تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبیوں میں
 سے کوئی نبی نہیں۔ مگر انہیں وہ معجزہ عطا کیا گیا کہ اس کے سبب اس کی
 مانند لوگ اس پر ایمان لائے اور جو مجھے عطا کیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے۔ مجھے اُمید
 ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے۔

۴۶۶۲۔ شرح : اس عبارت کی ترکیب اس طرح ہے کہ کلمہ ما موصولہ ہے ”مثلاً“
 مُبْتَدَأٌ اور اَمِنْ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے اور جملہ اسمیہ

موصول کا صلہ ہے موصول صلہ سے مل کر اُعْطِيَ کا مفعول ثانی ہے۔ علی، بمعنی لام ہے کیونکہ یہ غلبہ کے معنی کو متضمن
 ہے۔ ورنہ اَمِنْ کا صلہ باء چاہیے تھا، کیونکہ ایمان باء یا لام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ علی کے ساتھ استعمال
 نہیں ہوتا۔ معنی یہ ہیں کہ معجزہ دیکھ کر لوگ مغلوب ہو جاتے اور ایمان لے آتے اور اپنی طرف سے اس کی مدافعت
 نہیں کر سکتے تھے۔ علامہ طیبی نے کہا لفظ ”علی“ ہے۔ ای مغلوباً علیہ فی التحدی والمبارات، یعنی کوئی نبی نہیں
 مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے معجزے عطا کئے کہ جب ان کا مشاہدہ کیا جائے تو دیکھنے والا اس پر ایمان لانے میں
 مجبور ہوتا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر نبی کو ان کے زمانہ کے اعتبار سے معجزے دیئے جاتے تھے جو نبی کے
 دعویٰ کو ثابت کرتے تھے جیسے لاعمی کا اژدہا بن جانا، کیونکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جادو کا
 بہت غلبہ تھا تو موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وہ لائے جو جادو کے موافق تھا۔ اُس نے جادو گردوں کو ایمان
 لانے پر مجبور کر دیا، کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کی مدافعت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا بہت غلبہ تھا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وہ لائے جو طب سے اعلیٰ تھا اور
 وہ مردوں کو زندہ کرنا تھا۔ اور شہنشاہ کون و مکان سرور کائنات محبوب خالق زمین و آسمان علیہ التحیات والتسلیمات
 کے پاک زمانہ میں بلاغت کا بہت غلبہ تھا۔ اس کے سبب لوگ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ
 انھوں نے سات قصیدے کعبہ کے دروازہ پر مقابلتاً لٹکا رکھے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس

قرآن پاک لامے جس کی تالیف اپنی حروف سے ہے جن سے وہ اپنا کلام تالیف کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے زمانہ کے تمام فصحاء اور بلغاء کا ملین کو عاجز کر دیا اور وہ بیکہنے پر مجبور ہو گئے۔ وَاللّٰہِ مَا هَذَا کَلَامُ الْبَشَرِ ” بخدا! یہ انسان کا کلام نہیں۔ نیز احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ قرآن کی حقیقت اور سورۃ مثل نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ” فَاتَّخِذُوا بِسُورَةِ مِثْلِ مِّثْلِهِ “ اس کی مثل کوئی سورت لاؤ اور اس کے سوا جو دوسرے معجزات ہیں اگر چہ ان کی حقیقت مثل نہیں، لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کی مثل صوری ہو۔ (قسطانی)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں ذکر کیا اس حدیث کے معنی میں مختلف اقوال ہیں ایک یہ کہ ہر نبی کو معجزہ دیا گیا ہے جس کی مثل اُن سے پہلے نبی کا معجزہ تھا تو لوگ اس پر ایمان لائے اور میرا عظیم معجزہ قرآن کریم ہے۔ جس کی مثل کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اس لئے میرے پیروکار دوسرے نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جو معجزہ مجھے دیا گیا ہے۔ اس میں جادو یا تشبیہ کا تخیل نہیں ہو سکتا ہے اور میرے علاوہ دوسرے نبیوں کے معجزوں میں یہ صورت نہیں؛ کیونکہ کبھی جادو گر کسی شے کا تخیل کرتا ہے جو معجزہ کی صورت کے قریب ہوتی ہے۔ جیسے جادو گروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کی صورت میں تخیل کی تھی۔ اور وہ کبھی خیال بعض عالمی لوگوں پر غلبہ پاتا ہے اور وہ معجزہ اور جادو میں فرق معلوم نہیں کر پاتے جبکہ معجزہ اور تخیل کے درمیان فرق کرنے میں نظروں فکر کے محتاج ہوتے ہیں اور کبھی دیکھنے والا خطا کر پاتا ہے اور دونوں کو برابر اعتقاد کرتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اُن کے دنیا سے تشریف لے جانے سے ختم ہو گئے۔ اور ان کا مشاہدہ وہی لوگ کرتے تھے جو ان کی محفل میں موجود ہوتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن کریم قیامت تک باقی ہے اور اُس نے ہر زمانہ کے بلغاء کو عاجز کر دیا ہے۔ اس لئے قیامت تک لوگ اس پر ایمان لاتے رہیں گے اور آپ کی امت دوسرے نبیوں کی امت سے زیادہ ہوتی رہے گی۔

قوله اِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ الْخِ اِنَّمَا كَلِمَةٌ حَصْرٌ ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ صرف قرآن ہی نہیں بلکہ آپ کے معجزات حد شمار سے باہر ہیں؛ لیکن ان میں سے عظیم تر معجزہ قرآن کریم ہے جو قیامت تک مستمر اور باقی ہے اور یہ مفید تر معجزہ ہے جبکہ یہ دعوتِ ایمان اور حجت و دلیل پر مشتمل ہے قیامت تک حاضر اور غائب اس پر ایمان لاتے رہیں گے۔ اس لئے ارشاد فرمایا مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری امت سب نبیوں کی اُمم سے زیادہ ہوگی۔

۴۶۶۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ
 إِبرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ
 أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ
 ۴۶۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَسْوَدِ
 ابْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أَرَى
 شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَالضُّحَى وَاللَّيْلَ إِذَا سَجَى مَا
 وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

۴۶۶۳۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پائے درپائے آپ پر وحی
 بھیجی۔ یہاں تک کہ وفات کے زمانہ کے قریب آپ پر وحی بکثرت نازل ہوئی پھر اس کے بعد جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

۴۶۶۴۔ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب زمانہ میں وحی متواتر
 بھیجی جو پہلے زمانہ کی نسبت اکثر بھیجی، کیونکہ ابتداء بعثت میں وحی
 منقطع ہو جاتی تھی۔ پھر متواتر نازل ہونے لگتی اور مکہ مکرمہ میں بہت محوڑی طویل سویریں نازل ہوتیں پھر
 حیوۃ نبویہ کے آخر زمانہ میں نزول وحی بکثرت ہوا کیونکہ فتح مکہ کے بعد مختلف ممالک فتح و فود بکثرت آنے
 لگے اور احکام سے متعلق سوالات بھی بکثرت ہونے لگے تھے۔ اس لئے وحی کے نزول میں کثرت ہوئی۔
 علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ حدیث بیان کرنے کا سبب
 یہ تھا کہ ان سے زہری نے پوچھا کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے وحی منقطع ہو گئی تھی؟
 حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا بلکہ آپ کی وفات سے قبل نزول وحی زیادہ تھا۔ واللہ اعلم
 ۴۶۶۴۔ ترجمہ : اسود بن قیس نے کہا میں نے جندوب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم

بَابُ نَزْلِ الْقُرْآنِ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ قُرْآنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ

صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور دو مہینے قیام تہجد نہ کیا تو ایک عودت اگر کہنے لگی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں تمہارے شیطان کو نہیں دیکھتی مگر وہ تمہیں چھوڑ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: وَالضُّحٰی وَاللَّیْلَ اِذَا سَجَىٰ مَا دَدَعَكَ رَبُّكَ وَمَقَلٰی نازل کی۔

شرح : یہ وہی ناپاک عودت ہے جو ابولہب کی بیوی مہدی اور کھجور کی رسی سے پھانسی دی گئی تھی۔ اس حدیث کو فضائل قرآن میں ذکر کرنے کا مقصد یہ

ہے کہ قرآن کے نزول میں تاخیر ہونا اس لئے نہ تھا کہ آپ کو چھوڑ دیا گیا تھا بلکہ اس میں بڑی حکمتیں تھیں جو بیکارگی نزول میں سرانجام نہ پاسکتی تھیں؛ کیونکہ عرب اکثر بے پڑھے لوگ تھے اور وہ لکھنا نہ جانتے تھے۔ ان کے لئے قرآن کے پڑھنے سیکھنے میں بہت مشقت اور دشواری تھی؛ کیونکہ اس میں بہت غور و خوض کرنا ہوتا تھا اور شارع علیہ السلام کی وضاحت کرنے کے بغیر ان کے لئے مفہوم تک پہنچنا بہت دشوار تھا اس لئے بحسب ضرورت گاہے بگاہے آیات نازل ہوتی رہیں۔

بَابُ اللّٰہِ تَعَالٰی کا ارشاد قرآن مجید قریش اور عرب کی زبان میں نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد! قُرْآنًا عَرَبِيًّا، سے یہی مراد ہے کہ قرآن واضح عربی زبان میں نازل ہوا ہے،

شرح : قریش خاص اور عرب عام ہے۔ عام کا خاص پر عطف ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ سارا قرآن قریش کی زبان میں نہیں۔ بلکہ غیر قریش کی لغت میں بھی نازل ہوا ہے اور یہ اِنَّا جَعَلْنَا قُرْآنًا عَرَبِيًّا، بظاہر بھی واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم مخصوص زبان میں نازل نہیں ہوا کیونکہ لفظ عرب ب عرب زمانوں کو شامل ہے۔ علامہ قسطلانی نے البوشامہ سے نقل کیا کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء قریش کی لغت میں تھی پھر غیر قریش کی لغت میں پڑھنا مباح رہا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قریش پر عرب کا عطف اس لئے ہے کہ قریش عرب ہیں اور قریش کے عرب میں داخل ہونے کے باوجود انہیں علیحدہ ذکر کرنے

۴۶۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ فَا مَرَّ عُثْمَانُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَسَعِيدُ
بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ
هَشَامٍ أَنْ يَنْسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ
وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ فَالْكُتُبُوهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ
فَإِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا

کا فائدہ یہ ہے کہ دوسرے عربوں پر قریش کی فضیلت ظاہر ہو۔ حکیم ترمذی نے اپنی کتاب «عِلْمُ الْأَوَّلِيَاء» میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر وحی عربی میں اُتاری اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر رسول پر اس کی قوی زبان کے مطابق ترجمہ کیا اور صاحبِ وحی رسول اپنی قوم کی زبان میں ترجمانی کرتے تھے۔ بہر کیف وحی عربی زبان میں نازل ہوتی تھی! شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ یہ بات صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو قرآن بالفاق صحابہ جمع کیا۔ اس وقت تمام قرآن جمع عثمانی کے مطابق تھا ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

۴۶۶۵۔

نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبد اللہ بن زبیر اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا کہ وہ سورتوں اور آیات کو مصاحف میں لکھیں اور اُن سے فرمایا جب تم اور زید بن ثابت قرآن کریم کی عربی میں اختلاف پاؤ تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو؛ کیونکہ قرآن کریم قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ پس اُنھوں نے وہی کیا جو عثمان غنی نے فرمایا تھا)

۴۶۶۵۔

شرح : یعنی ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سورتیں اور آیات موجود تھیں انہیں مصاحف میں لکھیں اور جو کسی عربی لفظ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو۔ اُنھوں نے حکم کی تعمیل کی۔ ابن شہاب نے کہا اس روز اُنھوں نے تابوت میں اختلاف کیا۔ زید بن ثابت نے کہا یہ لفظ تابوت ہے۔ اور عبد اللہ بن زبیر اور اُن کے ساتھیوں نے کہا یہ لفظ تابوت ہے وہ یہ قضیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے تو اُنھوں نے فرمایا اس کو تابوت لکھو؛ کیونکہ قریش کی لغت میں تابوت ہے اور قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے

۴۶۶۶ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ
 قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ بِالْيَتَنِيِّ أَرَى
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أَظْلَلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ
 مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمَّرٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ
 تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي حُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّرَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ
 فَجَاءَ يَعْلَى فَادْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً ثُمَّ
 سَرَى عَنْهُ فَقَالَ ابْنُ الدُّنَى يَسْئَلُنِي عَنِ الْعُمَرَةِ أَنْفًا فَالْقَسَ الرَّجُلُ
 فَجِئْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ
 فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْحَبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمَرَتِكَ كَمَا
 تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ

۴۶۶۶ — ترجمہ : عطاء نے کہا مجھے صفوان بن یعلیٰ بن اُمیہ نے خبر دی کہ یعلیٰ کہتے تھے
 کاش میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھوں جبکہ آپ
 پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے اور آپ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا۔ جبکہ
 آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی اچانک ایک شخص آیا جو خوشبو سے لتھڑا ہوا تھا۔ اس نے عرض
 کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے پاس میں آپ کیا حکم دیتے ہیں جس نے حُبہ میں حرام
 باندھا ہو بعد اس کے کہ وہ خوشبو میں لتھڑا ہوا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں کچھ دیر انتظار کیا

بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ

۴۶۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ مَقْتُلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ ثَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرْآنِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرْآنِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذَّ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لِمَ يَفْعَلُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هَذَا وَاللَّهِ

پھر آپ کے پاس وحی آیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ کو اشارہ کیا وہ آئے اپنا سر پردہ میں داخل کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سرخ ہو گیا ہے اور آپ سے خراٹے کی آواز نکل رہی ہے۔ پھر آپ سے یہ حالت دور ہوئی تو فرمایا وہ شخص کہاں ہے جو مجھ سے ابھی ابھی عمرہ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ اس شخص کو تلاش کیا گیا اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تجھ پر خوشبو لگی ہوئی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ اتار دو پھر اپنے عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔

۴۶۶۸۔ شرح : یعنی جو حج میں طواف، سعی اور حلق وغیرہ کرتے ہو اور محظورات احرام سے بچتے ہو وہی عمرہ میں کرو۔ اس حدیث کو اس باب میں ذکر کرنے کا مقصد

یہ ہے کہ قرآن اور سنت ایک ہی وحی اور ایک ہی زبان میں ہیں اور یہ دونوں ایک ہی نبی پر ہیں؛ لیکن اس وقت یہ ضروری ہے کہ عربی جہارت جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے ظاہر ہوئی ہے۔ بعینہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ایسی ہی سنی ہو۔ جغرانہ یہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے یہ جل میں احرام باندھنے کا مقام ہے۔ یضیح بخوشبو سے لتھڑا ہونا غلطی خراٹے کی آواز،

بَابُ قُرْآنِ كَا جَمْعِ كَيْ جَانَا

۴۶۶۹۔ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اہل یمامہ کی جنگ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

خَيْرُ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ وَرَأَيْتُ
 فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ
 عَاقِلٌ لَا تَهْمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَتَتَّبِعُ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا
 كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ
 شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللَّهُ خَيْرُ فَلَمْ
 يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرُ
 أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَتَتَّبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسْبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ
 الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ
 لَمَّا جَدَّهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ
 عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَتَّى خَاطَمَهُ بَرَاءَةٌ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى
 تَوْفَاةُ اللَّهِ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتُهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ

نے مجھے بلایا۔ جبکہ ان کے پاس عمر فاروق بھی بیٹھے تھے۔ ابو بکر صدیق نے کہا میرے پاس عمر بن خطاب آئے ہیں
 انھوں نے کہا ہے کہ یا مہ کی جنگ میں بہت سے قاری شہید ہو گئے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر جنگوں میں قاریوں
 کا قتل سخت رہا تو انہیں ختم کر دے گا اور بہت سا قرآن جاتا رہے گا۔ میری رائے ہے کہ قرآن جمع کرنے کا
 حکم دیں۔ میں نے عمر سے کہا ہے جو کام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ تم کیسے کر دے گے۔ عمر نے کہا
 بخدا! یہ کام اچھا ہے وہ میرے ساتھ تکرار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور
 اس کے متعلق میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو عمر نے دیکھا ہے۔ زید بن ثابت نے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 نے کہا تم فوجوان مرد عاقل ہو تم تمہیں شہم بھی نہیں کہتے میں حالانکہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا
 کرتے تھے۔ پس قرآن تلاش کرو اور اس کو جمع کرو اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی پیارا اٹھانے کی تکلیف دیتے تو قرآن

جمع کرنے سے جس کا اُٹھوں نے مجھے حکم دیا تھا۔ زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ میں نے کہا وہ کام تم کیسے کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے۔ ابوبکر صدیق میرے ساتھ تکرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ میں نے قرآن تلاش کرنا شروع کیا۔ اس حال میں کہ میں اس کو کھجور کے پٹھوں، سفید باریک پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے سورۃ توبہ کا آخر ابو خنیسہ انصاری کے پاس پایا۔ اُن کے سوا اور کسی کے پاس وہ نہ پایا: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ؕ اُوْرَہ برأت کے خاتمہ تک پھر یہ صحیفہ ابوبکر صدیق کے پاس ہے حتیٰ کہ اُٹھوں نے وفات پائی پھر عمر فاروق کے پاس ان کی زندگی تک رہے۔ پھر ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس رہے۔

شرح : اس باب میں قرآن کا اوراق میں جمع کرنے کا ذکر ہے جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مصحف میں جمع کیا گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مصحف میں اس لئے جمع نہ کیا تھا کہ بعض آیات منسوخ ہوتی تھیں۔ اگر ان کو ایک مصحف میں جمع کرتے پھر نسخ کے باعث بعض آیات کی تلاوت اُٹھائی جاتی تو اختلاف پیدا ہو جاتا اور منسوخ کا نسخ کے ساتھ اختلاط رہتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے نسخ کے زمانہ تک قرآن کریم قلوب میں محفوظ رکھا اور زمانہ نبوت میں اس کی تالیف رہی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع کیا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں منسوخ آیات کو خارج کر دیا گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں سارا قرآن مکتوب تھا لیکن ایک جگہ جمع نہ تھا اور نہ سورتیں مرتب تھیں۔

مسئلہ کذاب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور اکثر عربوں کے مرتد ہونے کے سبب اس کو بہت قوت حاصل ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو رسوائے زماں کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اس کو قتل کیا۔ اس جنگ میں تقریباً سات سو یا اس سے زیادہ صحابہ کرام شہید ہوئے اس جنگ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ دیا؛ کیونکہ شہید ہونے والوں میں حفاظ قرآن بکثرت تھے اس لئے عمر فاروق نے فرمایا کہ ان حضرات کے قتل کے سبب قرآن کا اکثر حصہ جاتا رہے گا چونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب وحی رہے تھے۔ اس لئے انہیں اس پر مامور کیا گیا تھا۔ وہ مکتوب قرآن سینوں میں محفوظ قرآن کے موافق لکھتے تھے۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا جس کسی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی کوئی آیت سنی ہے وہ آکر بتائے وہ اسے صحائف تختیوں اور پٹھوں میں لکھے جاتے تھے۔ اور جب تک دشمن گواہی نہ دیتے اسے قبول نہ کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن ثابت محض مکتوب کے پانے پر اکتفا نہ کرتے تھے حتیٰ کہ سننے والا اس پر گواہ پیش کرتا بائیں ہاتھ خود زید کو وہ یاد ہوتی تھی۔ اُٹھوں نے یہ طریق کا

۴۶۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ
 أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنَا أَنَّ حَذِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَ
 كَانَ يُعَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةَ وَآذَرَ بِجَانِ مَعَ
 أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأُفْزِعَ حَذِيفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حَذِيفَةُ
 لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَذْرِكُ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي
 الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ

محض احتیاط میں مباغہ کے لئے اختیار کر رکھا تھا۔ نیز ابوداؤد نے ہشام بن عروہ کے طریق سے روایت کی کہ
 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے فرمایا تھا کہ تم مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ
 جو کوئی تمہارے پاس قرآنی آیت پر دو شاہد لائے اس کو لکھ لو۔ دو شاہدوں سے مراد حفظ اور کتابت ہے یا
 وہ دو گواہ مراد ہیں جو یہ شہادت دیں کہ یہ مکتوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا مقصد
 یہ ہے کہ وہی آیات لکھی جائیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی ہیں محض لفظ مراد نہیں
 اور صدور رجال سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو جمع کیا اور اپنے سینوں میں سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کامل محفوظ رکھا جیسے ابی بن کعب اور معاذ بن جبل نے محفوظ رکھا تھا زید بن
 ثابت نے کہا میں نے سورۃ توبہ کی آخری آیت ابو خزمہ بن ادس بن یزید بن حرام کے پاس پائی۔ ان کا نام
 معروف نہیں وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے اس سے یہ لازم آئے گا کہ یہ دو آیتیں
 متواتر نہیں لہذا یہ قرآن میں داخل نہیں؛ کیونکہ قرآن تواتر سے منقول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس
 وقت یہ دو آیتیں ابو خزمہ کے سوا اور کسی کے پاس مکتوب نہ تھیں لہذا یہ تواتر کے منافی نہیں۔ یہ صحیفے
 جنہیں زید بن ثابت نے جمع کیا تھا۔ ابوبکر صدیق کی زندگی تک ان کے پاس رہے پھر عمر فاروق کی حفاظت
 میں رہے۔ انھوں نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ ان کو محفوظ رکھیں حتیٰ کہ حضرت
 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں کتاب کی شکل میں مؤلف کمر کے ملک کے اطراف و افاق میں بھیل
 دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحمت کرے وہ پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی
 کتاب کو جمع کیا۔ ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن سیرین کے طریق سے ذکر کیا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 وفات فرما گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن جمع نہ کر لوں گا اپنے پر

أَنْ أُرْسِلَ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخَهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكَ
فَأُرْسِلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ
الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْخَارِثِ ابْنُ هِشَامٍ
فَنَسَخَوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا
اِخْتَلَفْتُمْ وَزَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَابْتِئُوا بِلِسَانِ
قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي
الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفٍّ
مُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَا ذَلِكَ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ
مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ
ابْنُ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ
حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ

جاد رہیں اور انہوں کا پھر اس کو جمع کیا۔ اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے جمع کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کا اسناد ضعیف ہے۔ اگر اس کو تسلیم بھی کر لیں کہ محفوظ
ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کو اپنے سینہ میں محفوظ کر لیں گے
ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ

۴۶۶۸

حذیفہ بن یمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ
اہل شام اور اہل عراق کو ارمینہ اور آذربایجان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کو فتح کرنے کے لئے لشکر تیار
کر رہے تھے۔ حذیفہ کو اہل شام اور اہل عراق کے قرآن پڑھنے کے اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا
تو انہوں نے حضرت عثمان غنی سے کہا اے امیر المؤمنین ! اس امت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں

الْأَنْصَارِيُّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ صَدَقَ مَا عَاهَدَ وَاللَّهُ عَلَيْهِ فَلَحَقْنَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمَصْحَفِ

اختلاف کرنے سے روکیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ صحیفہ ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم ان کو مصحف میں لکھ لیں پھر وہ آپ کو واپس کر دیں گے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے قرآنی صحیفہ حضرت عثمان کو پہنچا دیئے تو انھوں نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا انھوں نے اس کو مصاحف میں لکھ دیا۔ حضرت عثمان نے تین قریشیوں سے فرمایا کہ جب تم اور زید بن ثابت قرآن کے کسی کلمہ میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی لغت میں لکھو۔ قرآن صرف قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ انھوں نے عثمان کے حکم کی تعمیل کی حتیٰ کہ جب صحیفوں کو مصاحف میں لکھ دیا تو عثمان نے وہ صحیفہ ام المؤمنین حفصہ کو واپس کر دیئے اور ملک کے ہر گونے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا۔ انھوں نے لکھا تھا اور حکم دیا کہ اس کے سوائے جو قرآن، صحیفہ یا مصاحف میں ہے اس کو جلا دیا جائے ابن شہاب زہری نے کہا مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ زید بن ثابت نے اپنے والد سے سماعت کی ہے۔ زید بن ثابت نے کہا جس وقت ہم نے مصحف لکھا تو میں نے سورہ احزاب کی آیت گم پائی، حالانکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ آیت پڑھتے سنا تھا۔ ہم نے اس کی تلاش کی تو خزیمہ بن ثابت کے پاس ملی وہ یہ ہے ذِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رَجُلٌ صَدَقَ مَا عَاهَدَ وَاللَّهُ عَلَيْهِ، تو ہم نے اس کو مصحف کی اس سورت میں ملا دیا۔

شرح : اَنْصَارِیُّہ " روم کے ملک میں بہت بڑا شہر ہے۔ ابن سمعان نے

۴۶۶۸ —

کہا اس کی خوبصورتی بہترین آب و ہوا خوشگوار اور پانی اور درختوں کی کثرت کے سبب اس کو ضرب المثل کہا جاتا ہے۔ یہ شہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سلمان بن ربیعہ باہلی نے جو بیس بھری میں فتح کیا تھا۔ اذربائیجان یا آذربائیجان دونوں طرح پڑھا جاتا ہے یہ بہت بڑی ریاست ہے۔ اس میں تبریز بہت مشہور شہر ہے۔ اس عظیم مملکت میں ہر شے کی بہتات ہے۔ اس میں مسافر کو پانی سانچہ لینے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہاں پانی کی فراوانی ہے۔ جدھر جائیں پانی قدموں میں ہوتا ہے وہاں کے لوگ خوبصورت اور سرخ چہروں والے ہیں ان کی ایک زبان ہے جسے اذریہ کہا جاتا ہے اسے ان کے سوا کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ وہاں کے لوگ نرم مزاج خوش خلق ہیں اور معاملات میں بہت اچھے ہیں مگر ان کی طبع میں بخل بہت ہے۔ یہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ رہا ہے۔ وہاں اکثر لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ اس لئے اس کے اکثر شہر گھنڈرات ہو چکے ہیں۔ پہلے یہ شہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت

میں فتح ہوا تھا۔ انہوں نے مغیرہ بن شعبہ ثقفی کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور ان کو حذیفہ بن یمان کی طرف آذربجان کی حکومت کے لئے خط دیا جو انہیں نہاد میں ملا تو وہ وہاں سے ایک لشکر جہاز لے کر آذربجان گئے۔ مسلمانوں نے سخت جنگ کی پھر مرزبان نے آٹھ لاکھ درہم پر حذیفہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے اور نہ قید کریں گے اور نہ ہی ان کا آتش کدہ برباد کریں گے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ کو معزول کر کے عقبہ بن فرقہ کو آذربجان کا حاکم مقرر کیا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تو عقبہ بن فرقہ کو آذربجان سے معزول کر دیا تو ان لوگوں نے عہد توڑ دیا۔ ولید بن عقبہ نے پچیس ہجری میں ان پر حملہ کیا جبکہ حذیفہ بن یمان ان کے لشکر میں تھے۔

قولہ اختلاف الیہود والنصارى، یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امت محمدیہ کی ان کے قرآن کی قرأت میں اختلاف کرنے سے پہلے حفاظت کریں ایسا نہ ہو کہ یہود و نصاریٰ کے تورات و انجیل میں اختلاف کی طرح وہ بھی قرآن میں اختلاف کرنے لگیں۔ عمارہ بن غزیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المؤمنین اس امت کی حفاظت کریں انہوں نے فرمایا کیا تشویش ہوئی ہے؟ حذیفہ نے کہا میں نے ارمینہ کے علاقہ میں غزوہ کیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اہل شام ابی بن کعب کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اہل عراق نے یہ قرأت کبھی نہیں سنی جبکہ اہل عراق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہیں جو اہل شام نے کبھی نہیں سنی اور وہ ایک دوسرے کی قرأت کا انکار کرتے ہیں۔ ابن ابی داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سوید بن غفلہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا عثمان کے متعلق اچھی بات کیا کرو۔ بخدا! انہوں نے قرآن کریم کے بارے میں جو کچھ کیا ہے وہ ہماری موجودگی میں کیا ہے۔ اور کہا اس قراءۃ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں میری قرأت تمہاری قرأت سے اچھی ہے اور قریب ہے کہ یہ قرأت کفر ہو ہم نے کہا آپ کی رائے کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کریں۔ تاکہ ان میں قہقہہ اور اختلاف نہ ہو ہم نے کہا یہ رائے بہت اچھی ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توشیح میں ذکر کیا وہ صحیفے یا اوراق جن میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قرآن جمع کیا گیا تھا اور وہ جدا جدا سورتیں تھیں اور ہر سورت میں اس کی آیات مرتبہ تھیں، لیکن ان کی ترتیب ایک دوسرے کے بعد ترتیبی صورت نہ تھی جب بعض آیات منسوخ ہو گئیں اور ان کو مرتب کیا گیا تو مجموعہ مصحف ہو گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام کی جماعت کے مشورہ سے یہ کیا تھا۔ مصعب بن سعد کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں میں اچھا کاتب کون ہے؟ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب زید بن ثابت بہترین کاتب ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا زیادہ فیصح کون ہے؟ لوگوں نے کہا سعید بن عاص بہترین فیصح ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا سعید لکھوائے اور زید لکھتا جائے۔ ابن ابی داؤد نے ان لوگوں کے

کے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے قرآن لکھا تھا۔ ان میں سے مالک بن ابی عامر ہیں جو حضرت انس بن مالک کے دادا ہیں نیز کثیر بن افلح، ابی بن کعب، انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عثمان نے قریش سے تعلق رکھنے والوں سعید بن عاص، عبداللہ اور عبدالرحمن سے فرمایا جب تم اور زید بن ثابت قرآن کی عربیت میں اختلاف کرو تو اسے قریش کی لغت میں لکھو! کیونکہ بیشتر قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے انہوں نے ایسا ہی کیا اور قرآن کریم کی مکمل کتابت کے بعد صحیفۃ المؤمنین حضرت بنت عمر رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیئے گئے۔ مشہور روایت کے مطابق پانچ قرآن لکھے ان میں سے ایک تو حضرت عثمان نے اپنے پاس رکھا اور باقی چار مختلف اطراف پہنچا دیئے۔ دانی نے موقع میں ذکر کیا کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ چار عدد لکھے تھے۔ ان میں سے ایک کوفہ دوسرا بصرہ اور تیسرا شام بھیج دیا جبکہ ایک نسخہ اپنے پاس رکھ لیا۔ ابوحاتم نے کہا ابن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ سات مصاحف لکھے تھے اور وہ مکہ مکرمہ، شام یا مین، بحرین بصرہ اور کوفہ بھیج دیئے جبکہ ایک مصحف اپنے پاس مدینہ منورہ رکھ لیا۔ اور یہ مصحف جو حضرت عثمان نے لکھوایا تھا اور جو اطراف و اکناف کے مالک میں بھیج دیا گیا اس کے سوا جو شاذ، منسوخ اور مفسر تھا اس کو پانی سے دھو کر صاف کاغذوں کو جلا دیا گیا تاکہ ان پر مطلع ہونے والا ان کو قرآن نہ سمجھے۔

قاصی عیاض و قسطلانی، علامہ کربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی سوال پوچھے کہ قرآن کریم کو جلا کر کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو جلا یا گیا تھا وہ قرآن نہ تھا بلکہ منسوخ آیات کا مجموعہ اور غیر قرآن سے مخلوط تفسیر اور غیر قریش کی لغات اور شاذ قراءات تھیں جن کے قرآن نہ ہونے کا یقین تھا۔

ابن بطلال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان رسالوں اور کتابوں کو جلا دینے میں کوئی حرج نہیں جن میں اللہ کا نام مکتوب ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تکریم و تعظیم ہے تاکہ پاؤں کے نیچے نہ آئے بعض نے کہا اگر ضرورت پڑے تو دھو ڈالنا ہی بہتر ہے۔ احناف کا اس مسئلہ میں موقف یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کہنے اور بوسیدہ ہو جائے تو اس کو ایسی جگہ دفن کر دینا چاہیے جہاں لوگوں کی گزرگاہ نہ ہو اور اس پر لوگوں کے پاؤں نہ آئیں۔

قولہ فقدت آیتہ، یعنی زید بن ثابت نے کہا میں نے جب مصحف لکھا تو سورہ احزاب کی ایک آیت گم پائی۔ اس آیت کریمہ کے متعلق اختلاف ہے کہ اس آیت کا فقدان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تھا یا اس زمانہ میں تھا جبکہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لکھنے کا حکم کیا تھا۔ زہری سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے زمان خلافت میں گم پائی گئی۔ بعض نے کہا یہ زہری کا اپنا وہم ہے۔ بعض نے کہا یہ فقہ حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں تھا ابوبکر کے زمانہ میں نہ تھا۔ اس وقت کہا گیا تھا کہ سورہ توبہ کا آخر ہم نے گم پایا تھا۔ اس حدیث میں نسخنا، یعنی ہم نے لکھا کے صیغہ جمع متکلم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عثمان کے عہد خلافت میں فقد آیت ہوا تھا، لیکن اس دلیل میں نظر ہے کیونکہ اگر ابوبکر صدیق کے زمانہ میں فقد آیت نہ پایا گیا تھا اور یہ معلوم تھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آیت کے گم ہونے کا

بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
يُوسُفَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ

کوئی معنی نہیں ہے۔ (تیسرے القاری) زید بن ثابت نے کہا وہ آیت کریمہ جو مگ پائی گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے میں سنا کرتا تھا تو ہم نے وہ خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پائی۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ، تو ہم نے اسے سورت احزاب میں لاحق کر دیا۔ سورہ
توبہ کی آخری آیت جس سے ملی تھی ابو خزیمہ تھے رضی اللہ عنہ۔ خزیمہ بن ثابت انصاری جن کے پاس سورہ احزاب
کی آیت پائی گئی تھی وہ ہیں جن کی گواہی دو گواہوں کے مساوی تھی، اس سے الحاق کے متعلق مذکور خلیان بھی مندرج
ہو گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں یہ شرط ہے کہ تو اترے منقول ہو تو اس آیت
کو لاحق کرنا کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ آیت کریمہ سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنی ہوئی تھی۔ اس کی سورت اور مقام انہیں معلوم تھا۔ صرف اس کی
کتابت نہ پائی گئی تھی اور فقہ کتابت عدم تو اترے کو مستلزم نہیں؛ البتہ یہ سوال پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر قرآن منواتر
تو اس قدر تلاش اور جستجو کا کیا مقصد ہے جبکہ سفید پتھروں اور کھجوروں کے پتوں پر لکھا ہوا تلاش کرنا پڑا۔ اس کا
جواب یہ ہے کہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے یہ کیا گیا حالانکہ قرآن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا
گیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِبِ كَاذِرٍ

اس باب میں اس شخص کا ذکر ہے جو وحی لکھتا تھا بعض روایات میں جمع کا صیغہ مذکور ہے یعنی نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے کتاب کا ذکر، حدیث میں صرف زید بن ثابت کو ہی ذکر کیا ہے کیونکہ ان کے سوا باقی
بخاری کی شرط کے مطابق نہ ہوں گے۔ زید بن ثابت کے علاوہ اور بھی کاتب وحی تھے۔ کیونکہ زید ہجرت کے
بعد مسلمان ہوئے ہیں حالانکہ مکہ مکرمہ میں بھی آپ کے کاتب تھے۔ زید بن ثابت کے علاوہ اور بھی کاتب وحی
بہت تھے کیونکہ زید ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ہیں حالانکہ مکہ مکرمہ میں بھی آپ کے کاتب تھے؛ چنانچہ سب
پہلا مکہ مکرمہ میں عبد اللہ بن ابی سرح وحی لکھا کرتا تھا پھر وہ مرتد ہو گیا اور فتح مکہ میں اس نے دوبارہ

قَالَ ارْسَلْ اِلَى ابُو بَكْرٍ فَقَالَ اِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ فَتَتَّبَعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ اخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ اَيْتَيْنِ مَعَ اَيِّ خَزِيمَةِ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ اِلَى اٰخِرِهِ

۴۶۷۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُ لِي زَيْدًا وَلِيَجِيَّ بِاللَّوْحِ وَالِدَاؤُهُ وَالْكَتِفِ اَوِ الْكَتِفِ وَالِدَاؤُهُ ثُمَّ قَالَ

اسلام قبول کیا تھا۔ خلفاء راشدین، زبیر بن عوام، سعید بن عاص کے دو بیٹوں خالد اور ایان، حنظلہ بن ربیع اسدی، معیقیب بن ابی فاطمہ، عبد اللہ بن ابی قحطہ، شریح بن حسنہ اور عبد اللہ بن رواحہ نے بھی وحی لکھی ہے۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ابی بن کعب نے وحی لکھی ہے جبکہ زید بن ثابت ان کے بعد مقرر ہوئے تھے

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابن سباق نے کہا کہ زید بن ثابت نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے پاس کسی کو بھیجا اٹھوں نے مجھے فرمایا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔ لہذا قرآن کریم تلاش کرو میں نے جستجو شروع کر دی حتیٰ کہ سورہ توبہ کی آخری دو آیتیں ابو خزیمہ انصاری کے پاس پائیں ان کے سوا کسی کے پاس وہ نہ پائیں (وہ یہ ہیں) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ الْاٰیۃ (اس سے پہلے باب میں تفصیل مذکور ہے)

۴۶۷۰۔ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الایۃ نازل ہوئی تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید بن ثابت کو میرے پابلاؤ ! اور وہ تختی اور دو دوات

اَلْکُتُبُ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُونَ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
عَمْرُو بْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ الْاَعْمٰی قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرْنِیْ فَاِنِیْ رَجُلٌ
ضَرِیرُ الْبَصْرِ فَتَزَلَّتْ مَکَانَهَا لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ

بَابُ اَنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرَفٍ

۴۶۷۱۔ حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ عَفِیْرِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اللِّثُّ قَالَ
حَدَّثَنِیْ عُقِیْلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَأْنِیْ
جَبْرِیْلُ عَلٰی حَرْفٍ فَرَاغْتُهُ اَزَلْ اَسْتَزِیْدُکَ وَیَزِیْدُنِیْ حَتّٰی اَنْتَیْ
اِلٰی سَبْعَةِ اَحْرَفٍ

اور شانہ کی ہڈی لیتا آئے یا شانہ کی ہڈی اور دوات فرمایا۔ پھر فرمایا یہ آیت کریمہ : لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُونَ
الایۃ لکھو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عمرو بن اُمّ مکتوم نابینا تھے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں نابینا ہوں تو اسی مقام میں یہ آیت کریمہ : لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُونَ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ، نازل ہوئی۔

۴۶۷۰۔ شرح : یعنی اہل ضرر اور بیمار لوگوں کے ماسوا گھروں میں بیٹھنے والے مسلمان

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔ (حدیث ۴۶۷۱)

اور ۲۶۲۶ کی شرح دیکھیں، ابن مکتوم کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ حافظ ابوالفیم نے کہا اُن کا نام عبداللہ
ابن زایرہ ہے۔ محی السنہ نے کہا عبداللہ بن شریح بن مالک ہے۔ بعض نے عمّو کہا ہے امام بخاری کے نزدیک
یہی نام مختار ہے جو بعض نے کہا ہے اس حدیث میں لفظ ”اُولِی الضَّرَرِ“ فی سبیل اللہ کے بعد مذکور ہے، حالانکہ
قرآن کریم میں ”الْمُؤْمِنِیْنَ“ کے بعد واقع ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا یہاں بطور تفسیر مذکور ہے بطریق تلاوت نہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن کریم

سات حروف پر نازل ہوا

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا سات حروف سے مراد سات وجہ یعنی سات لغات ہیں۔ ان میں سے ہر لغت میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔ یہ مراد نہیں کہ قرآن کا ہر کلمہ سات وجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی بعض کلمات سات سے اکثر وجہ سے پڑھے جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے غالباً یہ زیادتی اداء کی کیفیت میں ہے جیسے مد اور امالہ وغیرہ میں ہے۔ بعض نے کہا سبعة سے مراد حقیقتہً عدد نہیں ہے۔ بلکہ مراد تسہیل و تسہیل ہے اور سبعة کا لفظ احاد میں کثرت پر بھی بولا جاتا ہے؛ چنانچہ سبعون کا اطلاق عشرات میں کثرت پر اور سبعاً سے مراد مات میں کثرت ہے۔ ان سے معین عدد مراد نہیں۔ قاضی عیاض اور ان کے صاحبزادوں کا یہی مختار ہے۔

ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا۔ میں نے اس سے مراجعت کی (کہ اور وجہ پر پڑھائیں) اور میں زیادہ کر داتا رہا اور وہ زیادہ کرتے رہے حتیٰ کہ سات حروف تک پہنچے۔

شرح: مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے جبرائیل کی طرف یہ رد کیا کہ میری امت پر آسانی کی جائے۔ ایک دوسری روایت میں ہے

کہ میری امت کو اس کی طاقت نہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آیت میں مراد یہی سات لغات ہیں سفیان بن عیینہ نے کہا اس سے مراد سات وجہ ہیں جو معنی میں متفق اور الفاظ مختلف ہیں جیسے اقبل، تعالیٰ، ہم، مجمل، اسبرع وغیرہ یہ الفاظ مختلف ہیں۔ لیکن ان کے معانی متفق ہیں۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد سات قرأتیں ہیں۔ یہ جہالت ہے کیونکہ قرأت سبعة سب ایک حرف میں ہیں۔ اور یہ قریش کی لغت ہے۔ تو شیخ میں ذکر کیا اس میں چالیس اقوال ہیں ان میں سے قریب تر دو قول ہیں ہم نے ذکر کئے ہیں۔

مجمع میں ذکر کیا کہ مراد سات حروف ادغام اور اس کا ترک، تفخیم، ترقیق، امالہ، مد اور لین وغیرہ ہیں کیونکہ ان میں لغت عرب مختلف ہے۔ اللہ نے اس میں آسانی کر دی تاکہ ہر ایک اپنے موافق لغت میں پڑھ لے اور یہ لغت قریش میں لکھنے کے منافی نہیں؛ کیونکہ کتابت قرأت کے منافی نہیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ

۴۶۷۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمُسَوَّرَ ابْنَ مُحَرَّمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِي حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمِعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّيْتُهِ بِرَدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَأَنْطَلَقْتُ بِهِ أَقُوْدَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِلَيَّ سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ إِقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ إِقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ

کتابت قریش کی لغت میں ہو اور قراءت ان لغات میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر تخفیف کی اور مختلف لغات میں پڑھنے کی اجازت دی اگرچہ اس کا اول نزول لغت قریش میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسوور بن محرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ

کہتے سنا کہ ہشام بن حکیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورہ فرقان پڑھ رہے تھے۔ میں نے

الْقَرَاءَةُ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ
إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤْ مَا يَتَسَرَّ مِنْهُ

ان کی قراوت سنی تو وہ کئی حروف میں پڑھتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے
قریب تھا کہ میں نماز میں اُن سے جھگڑا کرتا، لیکن میں نے صبر کیا حتیٰ کہ اُنھوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی
چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچا اور کہا یہ سورت جو میں نے تجھے پڑھتے ہوئے سنا ہے تجھے کس نے پڑھائی ہے؟
شام نے کہا یہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہاری اس قراوت کے بغیر یہ سورت پڑھائی ہے۔ میں انھیں کھینچتا ہوں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے انھیں سورہ فرقان ایسے
حروف میں پڑھتے ہوئے سنا ہے جو آپ نے مجھے ان حروف میں نہیں پڑھایا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور فرمایا اے ہشام پڑھو! اُنھوں نے وہی پڑھا جو میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا آپ
نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تم پڑھو تو میں نے اسی قراوت کے مطابق
پڑھی جو آپ نے مجھے پڑھائی تھی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح یہ نازل ہوئی ہے۔ قرآن کریم سات
لغات پر نازل ہوا ہے ان سے جو لغت آسان ہو وہی پڑھو،

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہشام بن حکیم کی قراوت سُن کر
فرمایا کہ تم نے جو کہا ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ پڑھایا ہے اس میں تم نے غلط کہا ہے؛ کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف
سے اس کے خلاف سنا تھا اور یہ حدیث اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ، انہیں نہیں پہنچی تھی۔ حدیث شریف
میں ”كَذَّبْتُ“ بمعنی اَخْطَاؤَات ”ہے یعنی تم غلط کہتے ہو؛ کیونکہ اہل حجاز خطاء کی جگہ لفظ کذب کا اطلاق
کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے دونوں قراءتوں کے متعلق فرمایا کہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی
ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کی تسلی و اطمینان کے لئے فرمایا تاکہ وہ دو مختلف اشیاء کی تصویب کا انکار
نہ کریں۔ پھر آپ نے فرمایا جو قراوت آسان جاؤ وہی پڑھو۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ قراوت میں تعدد قاری کی آسانی
کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ”أَحْرَفٌ“ سے مراد یہ ہے کہ مراد لفظ سے معنی ادا کیا جائے۔
اگرچہ دونوں لفظ ایک ہی لغت کے ہوں؛ کیونکہ حضرت عمر فاروق اور ہشام رضی اللہ عنہما کی زبان ایک ہی
لغت میں ہے اور وہ لغت قریش ہے۔ بایں ہمہ ان کی قراوت مختلف ہے۔ اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ احرف سبعة
سے یہی مراد ہے (حدیث ۲۵۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ تَالِيفِ الْقُرْآنِ

۴۶۷۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ وَاَخْبَرَنِي يُوْسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ اِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ جَاءَهَا عِرَاقِي فَقَالَ اَيُّ الْكُفَنِ خَيْرُ قَالَتُ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرِنِي مُصْحَفَكَ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلَّ اَوَّلَ الْقُرْآنِ عَلَيْهِ فَانَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ اَيَّةٌ قُرِئَتْ قَبْلُ اَنَّمَا نَزَلَ اَوَّلُ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةُ مِنَ الْمَفْصَلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى اِذَا ثَابَ النَّاسُ اِلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ اَوَّلُ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدْعُ الْخَمْرَ اَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدْعُ الزَّانَا اَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّي لَجَارِيَةٌ اَلْعَبُّ بَلِ السَّاعَةُ مُوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَذْهَى وَاَمْرٌ وَمَا

بَابُ قُرْآنِ كِي تَالِيفِ

ترجمہ ۱ ہشام بن یوسف نے کہا ابن جریر نے انہیں خبر دی کہ مجھے یوسف بن مایک نے خبر دی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اتنے میں آپ کے پاس ایک عراقی آیا اور کہا کونسا کفن بہتر ہے؟ فرمایا تیری خرابی ہو تجھے کیا چیز تکلیف دیتی ہے۔ اُس نے کہا اے ام المؤمنین مجھے اپنا مصحف دکھائیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا کیوں؟ اُس نے کہا میں اس کے مطابق قرآن کی تالیف کرنا چاہتا ہوں؛ کیونکہ قرآن غیر مؤلف پڑھا جاتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا تجھے کیا چیز تکلیف دیتی ہے جو بھی آئت چاہو دوسری سورت سے پہلے پڑھ لو۔ سب سے پہلے جو نازل ہو اس سورت مفصل ہے۔

نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدُهَا قَالَتْ فَاخْرَجْتُ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمَلْتُ عَلَيْهِ أَيْ الشُّوْرَ

جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے حتیٰ کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو حلال و حرام نازل ہوئے اگر پہلے ہی یہ نازل ہوتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے ہم شراب کبھی نہ ترک کریں گے اور اگر پہلے یہ نازل ہوتا کہ زنا نہ کرو تو وہ کہتے ہم زنا کبھی نہ چھوڑیں گے یقیناً مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جبکہ میں کس بڑی مہمت اور کھیر کرتی تھی۔ بل الساعۃ اذھی وَاَمْرٌ، اور سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء نازل نہ ہوئی مگر اس وقت کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ یوسف بن مایک نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس عراقی مرد کے لئے قرآن نکال لائیں اور اس کو سورتوں کی آیات لکھا دیں۔

۴۶۷۳ — شرح : قوله مَا يَضْرُكُ، یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عراقی

مرد سے فرمایا : تیری موت کے بعد تجھے کیا شئی تکلیف دے گی جبکہ تو مکلف ہی نہ رہا تجھے نرم یا سخت جو بھی کفن دیا جائے اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ تیری جس ختم ہو چکی ہوگی ہو سکتا ہے کہ اس شخص کا سوال کفن کی مقدار سے ہو کہ ایک یا زیادہ کپڑے ہوں یا اس کی کیفیت سے ہو کہ سفید ہو یا کوئی رنگ دار ہو نرم ہو یا سخت ہو۔ سوتی ہو یا کوئی اور قسم کا ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا جواب باصواب سب سورتوں کو شامل ہے۔ یعنی جو بھی میسر ہو وہی کافی ہے۔

قوله أَيْتِي الخ عراقی نے ام المؤمنین سے کہا جو مصحف آپ پڑھتی ہیں وہ مجھے دکھائیں ام المؤمنین نے فرمایا میرے مصحف سے تو کیا دیکھے گا جس طرح بھی پڑھو صحیح ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن جمع کرنے سے پہلے تھا بعض نے کہا اس کے بعد تھا اور مذکور عراقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب کے مطابق پڑھتا تھا جو مصحف عثمان کی ترتیب کے خلاف تھا۔ اُس نے ام المؤمنین کے مصحف پر مطلع ہو کر اس پر اعتماد کرنا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب مصحف عثمانی کو ذمہ میں دیکھا تو اپنی قراءت اور ترتیب سے رجوع نہ کیا جو مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف تھا، لیکن یہ امر مخفی نہیں کہ مصحف عثمانی پر جمہور امت نے اتفاق کیا ہے۔ اس لئے عراقی اس کے خلاف عمل کرنے پر راضی نہ تھا۔

قوله أَنَسُ نَزَلَ، سب سے پہلے جو سورت نازل ہوئی وہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ، ہے یا کچھ مدت دہی رکھنے کے بعد پہلے سورۃ مدثر نازل ہوئی اس میں جنت اور دوزخ کا صراحتہ ذکر ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا أَذْنَاكَ مَا سَقَرٌ اور فرمایا فِي جَنَاتٍ يَتَسَاءَلُونَ، اور سورت اِقْرَأْ میں بھی

جنت و دوزخ کا ذکر لزومی طور پر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَذَّبَ وَتَوَلَّى وَسَيُندَرُ
الرَّيْبَانِيَّةَ، وَإِنْ كَانَ عَلَى الْهَدْيِ، میں ذکر لزومی ہے۔ لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ سورہ اقرآن میں
جنت و دوزخ کا ذکر نہیں۔

قولہ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس سے قرآن کریم کی ترتیب میں حکمت
الہیہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن کریم میں سب سے پہلے دعوت توحید تابعداروں اور مومنوں کو جنت
کی خوشخبری اور کافروں کو دوزخ کی آگ سے تحویل اور انداز کی آیات نازل ہوئیں۔ جب لوگ اس
پر مطمئن ہو گئے تو احکام نازل ہوئے اس لئے ام المؤمنین نے فرمایا اگر پہلے شراب وغیرہ کی ممانعت و حرمت
نازل ہوتی تو لوگ اس میں تاقل کرتے، کیونکہ طبع انسانی اپنی ماکون شئی کے ترک سے نفرت کرتی ہے۔
اس لئے سورہ بقرہ اور نساء جو کثیر احکام پر مشتمل ہیں سے پہلے سورہ فمر نازل ہوئی جس میں کوئی حکم
مذکور نہیں۔ پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عراقی مصحف لکھایا۔ ائملاء اور ائملاء دونوں طرح
مذکور ہے اور دونوں معنی واحد ہیں۔

اس مقام میں ایک بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی
ترتیب میں دو قول ہیں جمہور اس طرف گئے ہیں کہ یہ ترتیب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے
اجتہاد پر مبنی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت منقول ہے کہ قرآن کا نزول اس ترتیب پر ہے
کہ سب سے پہلے سورہ اقشء باسم ربک، نازل ہوئی، اس کے بعد سورہ مدثر پھر ناقلم
پھر مزمل پھر تبت نذا پھر سنج اسم ربک آخر تک تمام مکی سورتیں نازل ہوئیں پھر مدنی سورتیں نازل
ہوئیں۔ وہ جمہور کے قول کے مطابق ہے، کیونکہ ترتیب عثمانی اگر توقیفی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے اس کا خلاف کبھی متصور نہ ہوتا کہ قرآن کو اس ترتیب پر جمع کرتے بعض علماء نے کہا عثمانی ترتیب توقیفی
ہے اور وحی کے موافق ہے۔ جس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا ہے۔ اس مسئلہ میں تحقیق یہ
ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اور نزاع لفظی ہے جو علماء کہتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد
سے قرآن مرتب ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سورتوں کے نزول کے اسباب
جانتے تھے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سورت کی ترتیب معلوم کی تھی انہوں نے کوشش کی کہ اسی
ترتیب پر مصحف مرتب ہو یہ نہیں کہ انہوں نے اپنی طرف سے مرتب کر لیا تھا۔ اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ہم اسی ترتیب سے قرآن پڑھتے ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے سنا تھا۔ اور آپ
نے اسی ترتیب کے مطابق جبرائیل علیہ السلام سے دُر کیا تھا اور صحابہ نے سنا تھا۔ البتہ آیات کی ترتیب
میں کوئی اختلاف نہیں یہ بالاتفاق توقیفی ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہر آیت کریمہ کا قیاس کر دیا تھا (تفسیر الفاری)

۴۶۷۴۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اسْحَاقَ قَالَ
سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَآئِيلَ
وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطَهُ وَالْأَنْبِيَاءِ إِنْهُمْ مِنَ الْعِتَاقِ الْأَوَّلِ وَهُنَّ
مِنْ تِلَادِي

۴۶۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا
أَبُو اسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ تَعَلَّمْتُ سَبْحَ اسْمِ رَبِّكَ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ

۴۶۷۴۔ ترجمہ : عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو سورت بنی اسرائیل
کہف - مریم - طہ اور انبیاء کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ پانچوں
سورتیں نہایت ہی بلیغ ہیں اور قدیم سے نازل ہیں۔

۴۶۷۴۔ شرح : عتاق بکسر العین عتیق کی جمع ہے۔ عرب جو شئی جودت اور عمدگی
کی انتہاء کو پہنچی ہو اس کو عتاق کہتے ہیں۔ اَوَّل، کا ہمزہ مضموم واو
مفتوح مخفف ہے۔ نزول کی اولیت کے اعتبار سے انہیں اَوَّل کہا گیا ہے
قولہ من تِلَادِي، بکسر التاء اور لام مخفف ہے۔ یعنی یہ سورتیں اگرچہ مصحف عثمانی کی ترتیب میں
مؤخر ہیں لیکن نزول میں قدیم ہیں۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ یہ سورتیں افضل ہیں؛ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا
م شروع عجیب شئی کا متضمن ہے جیسے معراج کا واقعہ، اصحاب کہف، مریم علیہا السلام کا قصہ اور عظیم انبیاء اور ان
کی اُمتوں کے حالات۔

۴۶۷۵۔ ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے برادر رضی اللہ عنہ سے سَبْحَ اسْمِ رَبِّكَ، بنی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے سیکھ لی تھی (یہ سورت
بھی مصحف عثمانی کی ترتیب میں مؤخر اور نزول میں مقدم ہے)

۴۶۷۶۔ ترجمہ : شقیق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن ہم مثل
(معنی میں) سورتوں کو جانتا ہوں۔ جنہیں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں
دود پڑھتے تھے۔ پھر عبداللہ مجلس سے اُٹھ گئے اور اُن کے ساتھ علقمہ اُن کے گھر میں داخل ہو گئے۔ پھر علقمہ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلَنَا فَقَالَ عَشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَخْرَجَهُنَّ مِنَ الْحَوَامِيمِ حَمَّ الدَّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

بَابُ كَانَ جَبْرِئِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ أَسْرَأَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَبْرِئِيلَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلِّ سَنَةٍ وَإِنَّهُ عَارِضُنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَحَلَّ

باہر آئے تو ہم نے پوچھا وہ کون سی ہوتی ہیں جن کو پڑھنا وہ نہیں پڑھتے ہیں۔ ابن مسود کی تالیف کے مطابق سورہ مفصل "ق" سے شروع ہوتی ہیں اور ان کی آخری سورتیں حم دخان اور عم یساء لون ہیں۔

شرح : یہ سورتیں قصص مواعظ اور احکام میں ہم مثل میں اور رکعت سے مراد پوری نماز ہے؛ چنانچہ راوی سے منقول ہے کہ صبح کی نماز مراد ہے۔

۴۶۷۶

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سورہ جاثیہ اور دوسری میں عم یساء لون پڑھتے تھے اور دوسرے روز پہلی رکعت میں احقاف اور دوسری میں مرسلات پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب مصحف عثمانی کی ترتیب جیسی نہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ سورتوں کی ترتیب توقیفی نہیں ہے۔
عبدان عبد اللہ بن عثمان مروزی کا لقب ہے ع۔ البومزہ کا نام محمد بن میمون سکری مروزی ہے ع۔ اعمش کا نام سلیمان ہے۔

اسماء رجال

بَابُ جَبْرِائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيَّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
پرفتر آن کریم پیش کرتے تھے،

۴۶۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ
ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْجَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدَ
مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِئِيلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ
فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسِلَ يُعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْقُرْلَنَ فَإِذَا لَقِيَهِ جِبْرِئِيلُ كَانَ أَحْجَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

مسروق نے ام المؤمنین عائشہ سے اُنھوں نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے
روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آہستہ بات کی کہ جبرائیل
ہر سال مجھ پر ایک بار قرآن پیش کرتے تھے۔ اور اُنھوں نے اس سال دوبار
پیش کیا ہے میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اس سال میری موت قریب ہو چکی
ہے (معارضہ کے معنی قرآن کا دور کرنا ہے)

۴۶۷۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیر کی
سخاوت کرنے میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان مبارک کے مہینہ میں تو بہت زیادہ سخی ہوتے
تھے؛ کیونکہ رمضان مبارک کی ہر رات میں جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے حتیٰ کہ رمضان
گزر جاتا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پیش کیا کرتے تھے (قرآن کا دور کرتے تھے) پس جس وقت
جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تو آپ کھلی ہوئے سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔

۴۶۷۹ — شرح : یعنی ہوا خیر کی خوشخبری دیتی ہے اور اس کا فائدہ لوگوں کو
پہنچاتا ہے۔ بعض ہوائیں عقیم ہوتی ہیں کہ ان سے خیر حاصل نہیں
ہوتی اس لئے فرمایا کھلی ہوا سے آپ زیادہ سخی ہوتے تھے۔ کہ آپ کی خیر ہر ایک کو پہنچتی ہے۔ اور اس
سے کوئی شئی محروم نہیں رہتی۔ یہ معنوی کی محسوس کے ساتھ تشبیہ ہے تاکہ سامع خوب سمجھ لے۔ ریح کی صفت

۴۶۷۸ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ
 أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يُعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ
 فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ
 عَشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ۴۶۷۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
 عَمْرِو بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَلِّمِ
 وَمُعَاذٍ وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ

مُرسِلہ ذکر کی یہ وہ ہوا ہے جو خیر کی بشارت دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا : هُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّیَاحَ مُبَشِّرَاتٍ
 اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو خوشخبری دینے بھیجتا ہے اس وصف کا فائدہ یہ ہے کہ بعض ہوائیں عقیقہ ہوتی ہیں
 اُن سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (حدیث ۷ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم
 ہر سال ایک بار پیش کیا جاتا تھا اور جس سال آپ نے وفات پائی
 دو بار قرآن پیش کیا گیا۔ آپ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے اور جس سال وفات پائی بیس دن اعتکاف
 کیا (حدیث ۱۹۱۸ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَصَحَابِهِ كَرَامٍ مِنْ سَعَادَةِ حَضَرَاتِ

۴۶۸۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ
 حَدَّثَنَا الْأَوْعَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْقِقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا
 عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ
 قَالَ شَيْقِقُ فَجَلَسْتُ فِي الْحَلْقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَأْدًا
 يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ

۴۶۷۹۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا اور کہا
 میں اُن سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں جبکہ میں نے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو وہ عبد اللہ بن مسعود، سالم، معاذ بن جبل
 اور ابی بن کعب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۴۶۷۹۔ شرح : کیونکہ یہ چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے قرآن کریم کے
 حافظ اور اس کو ضبط کرنے والے تھے۔ انھوں نے پوری طرح قرآن
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ان چاروں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے
 کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ کی وفات کے بعد یہ چاروں باقی رہیں گے اور اس وصف میں
 متفرد اور یگانہ زماں ہوں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کرمانی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ سید عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ کے بعد یہی حضرات اس وصف (حفظ قرآن) میں متفرد نہ تھے بلکہ اور کئی
 حضرات تجوید قرآن میں ماہر تھے، حالانکہ سالم بن معقل مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ پیامہ کی جنگ میں شہید
 ہو گئے تھے، معاذ بن جبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پا گئے تھے اور ابی بن کعب
 اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کر گئے تھے۔ البتہ
 زید بن ثابت رضی اللہ عنہ باقی رہے تھے اور اُن کے بعد طویل زمانہ بقید حیات رہے تھے اور وہی قرآن کریم
 کی قرأت میں مجاہد عوام تھے۔ وہ پینتالیس ہجری ایک قول کے مطابق اکتالیس یا بیالیس ہجری میں فوت ہوئے
 مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

۴۶۸۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِمَحْضٍ فَقَرَأَ ابْنُ سَعْدٍ
سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَاهُ كَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ
فَقَالَ أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ

۴۶۸۰۔ ترجمہ : شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ
دیا اور فرمایا اللہ کی قسم! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں حاصل کی ہیں بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام جانتے تھے
کہ میں اُن سب سے اللہ کی کتاب کو زیادہ جانتا ہوں حالانکہ میں اُن سے بہتر نہ تھا شقیق نے کہا میں لوگوں
کے مجمع میں بیٹھتا تاکہ لوگوں کی باتیں سنوں (کہ وہ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں) تو میں نے کسی کو اس کا رد
کرتے نہیں سنا ہے جو اس کے سوا کچھ کہتا ہو۔

۴۶۸۰۔ شرح : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن سے بہتر نہ تھا
کیونکہ بالاتفاق حضرات صحابہ کرام سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں

جبکہ عبد اللہ بن مسعود عشرہ مبشرہ سے نہیں ہیں۔ لیکن یہ امر پوشیدہ نہیں کہ علم میں زیادتی افضلیت کی
موجب نہیں؛ کیونکہ کثرتِ ثواب کے متعدد اسباب ہیں چنانچہ تقویٰ، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند
کرنا بھی اسبابِ ثواب ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب اللہ کو زیادہ جانتا مطلق اعلیٰت کو مستلزم نہیں کیونکہ ہو سکتا
ہے کوئی اور شخص سنت کو زیادہ جانتا ہو۔

قولہ قَالَ شَقِيقٌ سے مقصد یہ ہے کہ کسی عالمِ دین نے اس کلام کو مسترد نہیں کیا بلکہ اسے تسلیم کیا۔

۴۶۸۱۔ ترجمہ : علقمہ سے روایت ہے کہ ہم محض میں تھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
نے سورہ یوسف پڑھی تو ایک شخص نے کہا یہ سورت اس طرح نازل نہیں

ہوئی۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پڑھی تو آپ نے فرمایا :
بہت اچھا پڑھا ہے۔ عبد اللہ نے اس شخص سے شراب کی بُو پائی تو کہا تو یہ جرأت کرتا ہے کہ اللہ کی کتاب
جھٹلاتا ہے اور شراب پیتا ہے پھر اس کو حد لگائی۔

۴۶۸۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ

حَدَّثَنَا الْأَوْعَشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ
أَيُّهَا أُنْزِلَتْ وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَا أُنْزِلَتْ
وَلَوْ أَعْلَمَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تَبْلُغُهُ إِلَّا بِلِ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ

۴۶۸۱۔ شرح : امام نووی رحمہ اللہ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
عبد اللہ بن مسعود کو حدود قائم کرنے کا حق تھا کیونکہ وہ عموماً یا

خصوصاً امام وقت کے نائب تھے۔ نیز اس شخص نے شرب خمر کا اقرار کر لیا تھا؛ ورنہ صرف شراب کی بُو
آنے سے حد قائم نہیں کی جاسکتی نیز اس شخص کی تکذیب جہالت کے باعث تھی؛ کیونکہ اگر وہ حقیقتاً مجتہد
تو کافر ہو جاتا جبکہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی قرآن کریم کے ایک حرف کا بھی انکار کرے تو وہ
کافر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف ضرب حد کی نسبت مجازاً ہے؛ کیونکہ حد دینے کے
سبب تھے اور انہوں نے اس شخص کے فعل کو حکومت تک پہنچایا تھا۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث حنفیہ اور
مالکیہ پر حجت ہے کیونکہ دُمنہ شراب کی بُو آنے سے حد شراب قائم نہیں کرتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا یہ حدیث
احناف پر حجت نہیں؛ کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے محض بُو آنے سے حد نہیں لگائی تھی بلکہ اس شخص کے
اعتراف کرنے سے حد قائم کی تھی۔ کیونکہ نفس بُو شرب خمر کی قطعی دلیل نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں شبہ ہو سکتا
ہے اور حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے

۴۶۸۲۔ توجہ : مسروق نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات
کی قسم جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ اللہ کی کتاب میں کوئی

سُورۃ نازل نہیں ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور اللہ کی کتاب میں کوئی آیت نازل نہیں
ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کس کے متعلق نازل ہوئی اگر میں کسی کو جانتا کہ وہ قرآن مجھ سے زیادہ جانتا ہے
اس کے پاس اونٹ پہنچاتے ہیں میں سوار ہو کر اس کے پاس جاتا ہوں

۴۶۸۲۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر حاجت اور ضرورت انسان
اپنی فضیلت بیان کر سکتا ہے۔ البتہ فخر و غرور سے بیان کرنا مذموم

ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ مسلم، اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک مسلم بطین

۴۶۸۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ
 حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَنِ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَبِي بُرَّحَانٍ كَعْبٌ وَمُعَاذُ
 ابْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ تَابِعًا لِلْفَضْلِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ فَاكِدٍ
 عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ ۴۶۸۴ حَدَّثَنَا مَعْلَى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

اور دوسرا مسلم صبیح ابوالضحیٰ ہے۔ یہ دونوں مسروق سے حدیث روایت کرتے ہیں اور ان دونوں سے
 سلیمان اعمش روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کے اسناد میں دونوں مسلم ہو سکتے ہیں لیکن اسناد میں یہ التباس
 قادیح نہیں کیونکہ دونوں مسلم بخاری کی شرط کے مطابق ہیں۔

قوله يُلَفُّهُ اللَّيْلُ سے جبرائیل سے احتراز کیا ہے کیونکہ وہ آسمان میں رہتے ہیں۔

ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا
 ۴۶۸۳۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن کس نے جمع کیا

تھا؟ انھوں نے کہا چار آدمیوں نے جمع کیا تھا اور وہ سب انصار تھے اور وہ ابی بن کعب، معاذ بن جبل
 زید بن ثابت اور ابو زید سعد بن عبید اوسی ہیں۔ فضل نے حسین بن واقد لیشی سے روایت کرنے میں حفص بن عمر
 کی متابعت کی۔

شرح : قرآن کریم کو جمع کرنا ان چار صحابہ میں منحصر نہیں؛ کیونکہ ان کے علاوہ
 ۴۶۸۳۔ صحابہ کرام کی جماعت نے بھی جمع کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صرف ان
 چاروں نے قرآن جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدد میں مفہوم مخالف نہیں لیا جاتا کیونکہ ایک عدد
 دوسرے کے منافی نہیں ہوتا یا مراد یہ ہے کہ انصار میں سے صرف ان چار نے جمع کیا ہے ان کے علاوہ
 مہاجرین کی نفی نہیں ہے، چنانچہ حدیث ”مِنْ الْأَنْصَارِ“ سے صراحت معلوم ہوتا ہے کہ انصار سے ان
 چاروں نے جمع کیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 ۴۶۸۴۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی جبکہ صرف

چار صحابہ نے قرآن جمع کیا تھا اور وہ ابوالدرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید ہیں

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ وَثُمَّامَةُ عَنْ النَّسِّ قَالَ
مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعْ الْقُرْآنَ غَيْرَ أَرْبَعَةِ الْوَالِدِ
وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ
۴۶۸۵ - حَكِّ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ

سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ عُمَرُ عَلَى أَقْضَانَا وَأَبِي أَقْرَأْنَا وَإِنَّا لَنَدْعُ مِنْ كُنْ أَبِي وَأَبِي يَقُولُ
أَخَذْتَهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَتْرُكُهُ لَشَيْءٍ قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى مَا نَشْكُرُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْهَى نَاتٍ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا

اور ہم ابو زید کے وارث ہوئے ہیں۔

۴۶۸۴ - شرح : یہ حدیث انس سے قتادہ کی روایت کے دو طرح مخالف ہے ایک یہ کہ
اس میں چار حضرات میں بصیغہ حصر تصریح کی ہے جبکہ قتادہ کی روایت میں

لفظ حصر مذکور نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حصر انصار کے لحاظ سے ہے کہ ان میں سے صرف ان
چاروں نے قرآن جمع کیا مہاجرین اور دیگر حضرات کے اعتبار سے نہیں۔ ابن کثیر نے کہا یہ یقینی بات ہے
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھا اور یہ صحیح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں
کی امامت قرآن کریم کا سب سے بڑا قاری کرے اور اسے سب سے زیادہ قرآن یاد ہو اور تواتر سے ثابت
ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا اور غیر ممکن
ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حکم فرمائیں پھر کسی سبب کے بغیر اس کی مخالفت کریں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے صحابہ کرام سے زیادہ قرآن کے عالم نہ ہوتے اور امامت کے منصب کے اوصاف
سے متصف نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے مصلیٰ پر کھڑے نہ کرتے۔ لہذا بلا دلیل ان سے حفظ
قرآن کی نفی جائز نہیں۔ ابوعبید فرما نے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خلفاء راشدین طلحہ، سعد،
ابن مسعود، حذیفہ، سالم، ابوبریرہ، عبداللہ بن سائب اور عبادہ بن خنیس میں سے ام المؤمنین عائشہ، ام المؤمنین
حفصہ، ام المؤمنین ام سلمہ قرآن کے حافظ ہیں لیکن ان میں سے بعض نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد کامل کیا ہے (فسطلائی) دوسری وجہ یہ ہے کہ قتادہ کی روایت میں ابی بن کعب مذکور ہے جبکہ اس حدیث میں ان کی جگہ ابوالدرداء ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسماعیلی نے کہا یہ دونوں حدیثیں مختلف ہیں۔ ان میں تباہ ہوتے ہوئے صحیح میں ان کا ہونا جائز نہیں بلکہ ان میں سے ایک صحیح ہے۔ علامہ بیہقی نے جزم کے ساتھ ذکر کیا کہ ابوالدرداء کو اس حدیث میں ذکر کرنا وہم پر مبنی ہے۔ درست ابی بن کعب ہی ہے داؤدی نے کہا ابوالدرداء کا ذکر محفوظ نہیں ہے (یعنی)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابوالدرداء کا نام غویمر انصاری ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم کے لئے متواتر منقول ہونا شرط ہے۔ لہذا اس کو نقل کرنے والے اتنے لوگ ہونے ضروری ہیں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تواتر کی جامع شرط یہ ہے کہ ان کی خبر یقینی علم کی مفید ہو۔ اور یہ ان چاروں کی خبر سے حاصل ہے نیز تواتر میں یہ شرط نہیں کہ تمام لوگ بعد قرآن نقل کریں بلکہ اس کا ہر جز متواتر کا عدد یاد کرے تو کل متواتر ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ان چار صحابہ کے علاوہ دوسروں کی نفی کیسے درست ہے حالانکہ خلفاء راشدین اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حفظ قرآن میں نظر انداز اور مہمل نہیں کیا جاسکتا ہے؛ چنانچہ یمن میں یمامہ کی جنگ میں ستر فارسی شہید ہوئے تھے جنہوں نے قرآن حفظ کیا تھا اور یمامہ کی جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے حضور حاضر بعد ہوئی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چار کو ذکر کرنا راوی کے گمان کے اعتبار سے ہے راوی کو ان کے عدم علم سے یہ لازم نہیں کہ دوسروں کو بھی علم نہیں یا مراد یہ ہے کہ انصار میں سے جمع کرنے والے صرف چار تھے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ علی ہم میں سب سے بڑے قاضی ہیں اور ابی بن کعب ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں اور ہم ابی کی قراءت کو چھوڑتے

میں کیونکہ ابی کہتے تھے۔ میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ سے سنا ہے لہذا میں اس سے کچھ بھی ترک نہیں کروں گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا تَشْخِمْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسْأَهَا نَأْتِ بِمِثْلِهَا أَوْ مِثْلِهَا، ہم کوئی آیت منسوخ نہیں کرتے یا اس کو نہیں بھلاتے مگر اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں

شرح : حضرت ابی رضی اللہ عنہ بعض قرآن کے نسخ کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے جو قرآن میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس

منہ سے سنا ہے کسی اور شئی یعنی ناسخ کے سبب میں اسے ترک نہیں کروں گا۔ حضرت عمر فاروق نے آیت قرآن سے استدلال کیا کہ بعض قرآن کا نسخ قرآن سے ثابت ہے ابی کی قراءت میں منسوخ آیات بھی ہیں جنہیں وہ قرآن میں شامل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ابی کی قراءت ترک کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الجزء الحادى والعشرون

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۴۶۸۶ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ
ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ كُنْتُ أَصَلْتُ فَدَعَا نَبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلْتُ قَالَ
الْمُرْقِلُ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ أَلَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایسوال پارہ

بَابُ — سُورَةِ فَاتِحَةٍ كِ فَضِيلَتِ

۴۶۸۶ — ترجمہ : ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نماز پڑھ رہا تھا تو

مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا میں حاضر نہ ہوا (ماز)

پڑھنے کے بعد حاضر ہوا، ابو سعید نے کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں (بلانے کے وقت) نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ

أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَآخَذَ
بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَا وَعَلَيْكَ
أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ
الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ

فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ جب اللہ اور اس کا رسول بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ پھر
فرمایا کیا میں تجھے قرآن کریم کی عظیم تر سورت نہ پڑھاؤں؟ پہلے اس کے کہ تو مسجد سے باہر جائے۔ آپ
نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم نے مسجد سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ نے فرمایا تھا میں تجھے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت پڑھاؤں گا۔ فرمایا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کا
یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

شرح : اس حدیث کو امام ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنے
اسناد کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلایا جو مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حاکم نے بھی اپنے
اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب
کو بلایا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث میں ابوسعید بن معلی کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے کہا دونوں حدیثوں کے مخرج
مختلف ہیں اور ان کے سیاق بھی مختلف ہیں لہذا یہ واقعہ متعدد ہے جو ابوسعید بن معلی اور ابی بن کعب
کے لئے ظہور پذیر ہوا۔ ابوسعید نے کہا میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے بلایا میں نماز میں مشغول رہا اور حاضر نہ ہوا۔

تفسیر انفال میں شعبہ سے روایت کی کہ ابوسعید نے کہا میں حاضر خدمت نہ ہوا اور نماز
پڑھ کر حاضر ہوا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حاضر نہ ہوئے۔ پھر نماز میں تخفیف کر کے حاضر خدمت
ہوئے اور کہا ”سلام علیک یا رسول اللہ“ آپ نے فرمایا جب میں نے بلایا تھا اس وقت آنے سے
تمہیں کس نے منع کیا تھا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ اللہ اور اس کے رسول کی اجابت کرو ابی بن کعب
کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ یا نبی ہوگا! علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۴۱۶۲ کی شرح میں ہے۔

۴۶۸۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ عَنْ

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فِجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ
إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ وَإِنْ نَفَرْنَا غَيَّبَ فَمَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ فَقَامَ

رَجُلٌ مَا كُنَّا نَابِتُهُ بِرُقِيَّةَ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا
فَلَمَّا رَجَعْنَا قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تَحْسِنُ رُقِيَّةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِي قَالَ لَا مَا رَقِيتُ إِلَّا

بِأَمِّ الْكِتَابِ وَقُلْنَا لَا تُحَدِّثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدِيرُهُ

إِنَّهَا رُقِيَّةٌ اقْسِمُوا وَاحْضَرُوا لِي بِسَمِّهِ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مُعَبَّدُ بْنُ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا

۴۶۸۷۔ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ ہم

نے اقامت کی تو ایک لڑکی آئی اُس نے کہا اس قبیلہ کا سردار ڈسا

گیا ہے اور ہمارے قبیلہ کے لوگ غائب ہیں کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ ایک شخص اس کے ساتھ اُٹھ کر

گیا ہم اس کا کھانا نہیں کمان کرتے تھے۔ اس نے اسے دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا اور اس کو تیس بکریاں دینے

کو کہا اور ہمیں دودھ پلایا جب وہ واپس آیا تو ہم نے اسے کہا کیا تو دم کرنا جانتا ہے؟ یا تو دم کیا کرتا ہے؟

اُس نے کہا میں نے صرف فاتحہ پڑھ کر دم پھونکا ہے۔ ہم نے کہا اس میں کوئی عمل نہ کرو حتیٰ کہ ہم آئیں یا

کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو

آپ نے فرمایا اس کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے۔ بکریاں تقسیم کر لو اور میرا حصہ بھی رکھ لو۔ ابو معمر نے کہا ہمیں

عبدالوارث، ہشام، محمد بن سیرین اور معبد بن سیرین نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی

۴۶۸۷۔ شرح : ابوسعید خدری کا نام سعد بن مالک ہے۔ ان کی کنیت اور نام دونوں

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

۴۶۸۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ
دُكَيْنَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِالْأَوَّلَيْنِ

۴۶۸۹ — وَحَدَّثَنَا أَبُو لَعِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ بِالْأَوَّلَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةِ
كَفَّتَاهُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ
رَمَضَانَ فَأَتَانِي أَنْتِ فَجَعَلَ يَحْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذَتْهُ فَقُلْتُ لَا تُفْعَلُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيثَ فَقَالَ إِذَا أُدِيتَ
إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مِنْ اللَّهِ حَافِظًا وَلَا يَقْرُبَكَ
شَيْطَانٌ حَتَّى تَضِبَّ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَهُوَ كَذُوبٌ
ذَلِكَ شَيْطَانٌ

مشہور ہیں لیکن کثرت زیادہ مشہور ہے۔ یہ حدیث کتاب الاجارہ میں بھی ابوسعید خدری سے مروی ہے۔ دونوں
کے اسناد اور متن میں فرق ہے۔ جو شخص دم کرنے والا تھا وہ ابوسعید خدری ہی ہیں (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث
ع ۲۱۳۲ جلد ۳: ج ۳ اور ع ۲۱۳۳ ج کی شرح میں دیکھیں)
غیب غائب کی جمع ہے۔ رُقیۃ بمعنی دم پھونکنا۔

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ

۴۶۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ إِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَظْنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَذُوقًا وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب۔ سورہ بقرہ کی فضیلت

۴۶۸۸۔ ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو آیتیں پڑھیں۔

۴۶۸۹۔ ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رات سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اسے

کافی ہیں۔ عثمان بن عفیم نے کہا ہم سے عوف نے محمد بن سیرین کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فطرانہ کی نگہداشت پر مقرر کیا رات کوئی شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگا تو میں نے اس کو پھڑپھڑایا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اور پوری حدیث بیان کی اور کہا جب تو اپنے بسترے پر سونے لگے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کہ وہ اللہ کی طرف سے کوئی تمہارا محافظ ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تم سے سچ کہا ہے ؛ حالانکہ وہ جھوٹا ہے اور وہ شیطان تھا۔

۴۶۸۹۔ شرح : قولہ کَفَتَاهُ ”یہ دو آیتیں یہ ہیں : اَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ دَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ اَلَمْ يَكُنْ يَدْعُو الْكَافِرِينَ“

تا بعداری اور ان کا تمام امور میں اللہ کی طرف رجوع کے باعث ان کی ثنا کو متضمن ہیں۔ اس لئے ان کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ انسان کے لئے کافی ہیں۔ اور ان میں صحابہ کرام کے دعویٰ کے حصول کی اجابت ہے۔ بعض نے کہا یہ رات کے قیام سے کفایت کرتی ہیں اور شیطان کی شر سے محفوظ کرتی

فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْفَتْحِ

۴۶۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَصْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَسُلَا فَسَأَلَ عُمَرَ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

میں۔ بعض نے کہا اگر کوئی انسان رات میں کوئی وظیفہ کرتا ہو اور وہ پورا نہ کر سکے تو یہ دو آیتیں رات کو پڑھ لیں تو اس سے کفایت کرتی ہیں۔

قولہ قال عثمان، یہ حدیث کتاب الوکالہ کی حدیث کا کچھ حصہ ہے۔ وہاں یہ حدیث پوری مذکور ہے۔ ص ۳۸۵ پر اس کی مکمل شرح دیکھیں۔

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، یہ بلیغ تمہیم ہے، کیونکہ جب اس کی وصف صدق سے مدح کی اور اس سے اس کی سچائی کا وہم ہٹا تو تو مبالغہ کے صیغہ سے اس سے صدق کی نفی کی یعنی اُس نے یہ بات تم سے سچ کہی حالانکہ اس کی عادت ہمیشہ جھوٹ بولنا ہے۔

قولہ ذَاكَ شَيْطَانٌ، یعنی وہ شیطانوں میں سے ایک شیطان ہے۔

بَابُ۔ سورۃ کہف کی فضیلت

۴۶۹۰۔ ترجمہ: براء رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی سورۃ کہف پڑھتا تھا اور اس

کے قریب ایک طرف دو رستیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس کو بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ قریب ہوتا گیا اور گھوڑا اُچھلنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے جو قرآن پڑھنے کے باعث نازل ہوئی۔

۴۶۹۰۔ شرح: سورۃ کہف کی تلاوت کرنے والا یہ آدمی حضرت اسید بن حضیرؓ ہیں رضی اللہ عنہ، حِصَّانِ بہترین گھوڑا ہے۔ سکینۃ یعنی رحمت اور وقار ہے (حدیث ۴۶۹۰ کی شرح دیکھیں)

سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ
 نَزِدَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ
 لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَكْتُ بَعِيرِي حَتَّى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ
 وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِي قُرْآنٍ فَمَا نَشِيتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِحًا
 يَصْرُخُ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزْلٌ فِي قُرْآنٍ قَالَ
 فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ
 أَنْزَلْتُ عَلَى اللَّيْلَةِ سُورَةً لِمَنْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ
 ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَاكَ فَتْحًا مُبِينًا

باب سُورَةُ فَتْحِ كِتَابِ تَفْسِيرِ

۴۶۹۱۔ ترجمہ : زید بن اسلم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے والد اسلم سے روایت کی کہ جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جا رہے تھے اور عمر فاروق آپ کے ہمراہ رات آپ کے ساتھ جا رہے
 تھے۔ عمر فاروق نے آپ کے کچھ پوچھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب نہ دیا۔ انہوں
 نے پھر پوچھا تو آپ نے جواب نہ دیا پھر سوال عرض کیا تو آپ نے انہیں جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے
 (اپنے آپ کو) کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال
 کیا ہے۔ ہر بار تجھے جواب نہیں دیتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو دوڑایا حتیٰ کہ میں سب
 لوگوں سے آگے چلا گیا اور مجھے ڈر ہوا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا میں تھوڑا ہی ٹھہرا تھا کہ
 پکاسنے والے کی آواز سنی۔ وہ بلند آواز سے مجھے پکار رہا تھا۔ میں ڈر گیا کہ میرے متعلق قرآن نازل ہو گیا
 ہے۔ میں فوراً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا
 آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ہر اس شئی سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج
 طلوع ہوتا ہے۔ پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی : إِنَّا فَتَحْنَاكَ فَتْحًا مُبِينًا ، ہم نے تمہارے لئے واضح فتح

بَابُ فَضْلِ قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

۴۶۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ
قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدُّ دَهًا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالَهَا
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
أَنَّهُمَا لَتَعْدِلَ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ وَزَادَ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ لَا يَزِيدُ
عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِلَى رَجُلٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فرمادی ہے یہ سفر حدیبیہ کا سفر ہے بحث ۱۴۷ کی تشریح دیکھیں اَلثَّقَلُ معورت کا اپنے بچے کو گم پانا۔
نذر سوال میں مبالغہ کرنا،

بَابُ قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ كِي فَضِيلَتِ

۴۶۹۲ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ایک

آدمی کو سنا کہ وہ قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ، بار بار پڑھتا ہے جب صبح ہوئی تو وہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ سے عرض کیا۔ گویا کہ اس شخص نے

اسے قلیل خیال کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ابو عمر نے کچھ اضافہ کیا انہوں نے کہا ہمیں اسماعیل بن جعفر مالک بن انس اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی معصم نے اپنے باپ ابو سعید خدری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا مجھے میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے خبر دی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ساری رات کھڑا رہا اور صبح تک قل هو اللہ احد پڑھتا رہا۔ اس پر کچھ زیادہ نہ کرتا تھا جب صبح ہوئی تو ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پہلی حدیث کے مثل ذکر کیا۔

۲۶۹۲ — شرح : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے قتادہ بن نعمان کو سورہ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا وہ اسے بار بار اس لئے پڑھتے تھے کہ وہ اس کو قلیل شمار کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قلیل نہیں اس کا ثواب قرآن کے تہائی ثواب کے برابر ہے۔ مازری نے کہا قرآن میں تین امور قصص، احکام اور اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور یہ سورت صرف صفات پر مشتمل ہے۔ لہذا تین کا جزء قرآن کی تہائی ہے۔ بعض نے کہا اس کا ثواب تضعیف کے بغیر ثلث قرآن کے ثواب کی مقدار ہے۔ بعض علماء نے کہا قرآن کریم تین اقسام سے متجاوز نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت اس کے اسماء اور صفات کی معرفت اور اس کے افعال اور سنن کی معرفت کی رہنمائی کرتا ہے چونکہ یہ سورت تقدیس پر مشتمل ہے یعنی اللہ تعالیٰ بہر عیب سے مقدس اور پاک ہے، اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ثلث قرآن (تہائی) کے برابر قرار دیا ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ سورت اقرار بالتوحید اور خالق کائنات کی ذات ستودہ صفات کے اذعان کو متضمن ہے اس لئے اس پر عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا ہو۔ بعض نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خصوصاً اس شخص کے لئے ہے جس کا آپ نے قصد کیا تھا۔ ابو عمرو نے کہا ہم وہی بات کہتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس سے تجاوز نہ کریں کرتے جس کے مفہوم و معنی سے ہم ناواقف ہیں اس کا انکار کرتے ہیں اور اس کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کرتے ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ ثلث قرآن (تہائی) کے برابر کس طرح ہے۔ ابن راہویہ نے کہا ثلث قرآن کا معنی یہ نہیں کہ جو کوئی قل هو اللہ احد،، سورت تین بار پڑھ لے وہ سارے قرآن کی قرأت کے برابر ہے۔ اگرچہ دو سو بار یہ سورت پڑھے سارے قرآن کی قرأت کی مثل نہیں۔ ابو الحسن قالسی نے کہا شائد وہ آدمی جو بار بار سورہ اخلاص پڑھتا تھا اس کو صرف یہی یاد تھی اُس نے اپنے اس عمل کو قلیل تصور کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک عمل اگرچہ قلیل ہو، کی ترغیب دلانے کے لئے فرمایا یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور مختار مستقل ہے کہ اپنے بندے کے قلیل عمل

۴۶۹۲۔ حَدَّثَنَا عَنْ بَن حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ قَالَ
 حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
 قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَحَابَةَ اِيَعْجُزُ اَحَدُكُمْ اَنْ
 يَقْرَأَ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا اَيُّنَا يُطِيقُ
 ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ قَالَ
 الْفَزْرَبِيُّ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ ابْنِ حَاتِمٍ وَرَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ
 قَالَ ابُو عَبْدِ اللهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ مُرْسَلٌ وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ مُسْنَدٌ

پر کثیر ثواب عطا فرمائے۔ اُسی نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا ثواب قرآن کی تہائی ثواب کے برابر ہے جبکہ اس میں قُلْ صَوَّالہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کلام بعض کلام پر افضل نہیں، کیونکہ یہ اللہ کی صفت ہے یہ قول اس تقدیر پر مسلم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن کی آیات میں تفضیل نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسند ابن وحب میں ابن لہیعہ کے طریق سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قتادہ رات بھر صبح تک سورۃ قُلْ صَوَّالہ اُحَدُّ پڑھتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ سورت تہائی قرآن یا نصف قرآن کے برابر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوعمر نے کہا یہ شک راوی کا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شک نہیں۔ علاوہ ازیں حدیث میں لفظ ”او“ محفوظ نہیں اس حدیث اور اس کے علاوہ دیگر حدیث میں صحیح اور ثابت یہ ہے کہ یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی حاجت نے یہ روایت کی ہے (عینی)

ابو معمر، ابن عساکر اور مزنی نے کہا ابومعمر کا نام اسماعیل بن ابراہیم بن معمر بن حسن ہمدانی ہری ہیں ان کی سکونت بغداد میں تھی۔ ایک ابومعمر عبداللہ بن عمرو بن ابی الحجاج منقری ہیں جیسا کہ دیلمی نے ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں امام بخاری کے شیخ ہیں۔ نسائی نے یہ تعلق موصول ذکر کی ہے (عینی)

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات

میں تہائی قرآن پڑھے۔ صحابہ کرام پر یہ حکم سخت اور گراں بار ہوا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

۴۶۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَيَنْفُتُ
فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا
۴۶۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ
عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُوِيَ إِلَى فَرَّاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ

ہم میں کون یہ طاقت رکھتا ہے ؟ آپ نے فرمایا : اللہ الواحد الصمد ثلاث قرآن ہے۔ فریری
نے کہا میں نے ابو جعفر محمد بن ابی حاتم وراق ابو عبد اللہ سے سنا وہ کہتے تھے ابو عبد اللہ بخاری نے
کہا یہ حدیث ابراہیم سے مُرسَل اور ضحاک مشرقی سے مسند ہے۔

بَابُ مُعَوِّذَاتِ كِي فَضِيلَتِ

مُعَوِّذَاتِ مُعَوِّذَةٍ كِي جَمْعُ هِيَ اس سے مراد تین سورتیں اخلاص، فلق اور سورہ ناس ہیں چنانچہ
اصحاب سنن ثلاثہ، احمد، ابن حزمیہ اور ابن جان نے عقبہ بن عامر کی حدیث روایت کی کہ انہوں
نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل هو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق،
قل اعوذ برب الناس کے ذریعہ ہم پناہ چاہتے ہیں۔ اس میں ان کی مثل کوئی نہیں۔ ایک روایت میں یہ
الفاظ ہیں۔ ہر نماز کے بعد مُعَوِّذَاتِ سے پناہ چاہو اور ان تینوں کو ذکر کیا سورہ اخلاص اللہ تعالیٰ کی صفت
پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس پر مُعَوِّذ کا اطلاق کیا ہے اگرچہ اس میں بظاہر کوئی ایسا لفظ نہیں جس
میں مُعَوِّذ کی تصریح ہو۔

۴۶۹۴۔ ترجمہ : اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ لَفَتْ فِيهِمَا فَتَرَا فِيهِمَا قُلُّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلُّ أَعُوذُ
بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلُّ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ
مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ
يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

بَابُ تَرْوُلِ السَّكِينَةِ وَالْمَلَأُوكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ
وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
أَسِيدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ
وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتْ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معمولاً تین پٹھ کر اپنے اوپر دم کرتے جب آپ کا درد زیادہ سخت ہو گیا تو
میں آپ پر یہ پڑھتی اور آپ کے دستِ اقدس کی برکت کی اُمید سے اس کے ساتھ حضور کو مسح کرتی۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات اپنے بسترے پر تشریف لاتے تو دونوں ہاتھوں

کو ملا کر ان پر قُلُّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ، قُلُّ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلُّ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر
پھونکتے اور جہاں تک ممکن ہوتا سارے جسم پر مسح کرتے پہلے سر مبارک اور چہرے مبارک پر ہاتھ پھیرتے
پھر باقی جسم شریف پر اسی طرح تین بار ہاتھ پھیرتے تھے۔

شرح : مظهری نے شرح مصابیح میں ذکر کیا کہ بظاہر حدیث اس پر دلالت
کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ اقدس پر پہلے دم پھونکتے پھر یہ

سورتیں پڑھتے تھے، حالانکہ یہ کسی نے نہیں کہا اور نہ ہی اس میں فائدہ ہے۔ شائد یہ راوی سے سہو ہوا
ہے دم پھولکنا تلاوت کے بعد ہونا چاہیے تاکہ قرآن کی برکت قاری کے جسم کے بشرہ کو پہنچے۔ علامہ طبری
نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ذکر کیا۔ صحیح روایت میں طعن جائز نہیں کیونکہ فَقَرَأَ فِيهَا ، میں فاء قرآن کریم
کی اس آیت کریمہ : فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ، فاء جیسی ہے یعنی جب قرآن پڑھنے
کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ استعاذہ کر، اسی طرح یہاں ہے کہ جب پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو

الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَتَ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ
وَكَانَ ابْنُ يَحْيَىٰ قَرِيبًا مِنْهَا فَاشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّاهُ رَفَعَ
رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّىٰ مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَاشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَنْ تَطْلُعَ يَحْيَىٰ وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ
رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظِّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجْتُ حَتَّىٰ
لَا أَدَاهَا قَالَ وَتَدْرِي وَمَا ذَاكَ قَالَ لَأَقَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ
لَصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَا صَبَحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَىٰ مِنْهُمْ
قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثُ عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ خَبَابَ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر معوذات پڑھتے۔ اس میں راز یہ ہے کہ جادو گروں کی مخالفت ہو کیونکہ جادو گر پہلے پڑھ کر پھونکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب قرآن مجید کی قراءت کے وقت فرشتوں اور رحمت کا نازل ہونا،

۴۶۹۵ — ترجمہ: اُسید بن حُضیر نے کہا ایک دفعہ وہ رات کے وقت سورہ بقرہ پڑھتے تھے اور اُن کے قریب اُن کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑے نے اُچھلنا شروع کیا وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا پھر وہ پڑھنے لگے تو گھوڑے نے اُچھلنا شروع کر دیا۔ وہ خاموش ہوا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر پڑھنے لگا تو گھوڑا بھی بدکنے لگا۔ پھر پڑھنے سے رک گئے اور اُن کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا۔ اُسید بن حُضیر ڈرے کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو روند نہ ڈالے جب اُنھوں نے یحییٰ

کو اٹھالیا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا تو وہ نظر نہ آیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا اے ابنِ حَضِر پڑھو اے ابنِ حَضِر پڑھو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ڈر ہے کہ کہیں بھیجی کو نہ کچل ڈالے جبکہ وہ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا اور بھیجی کی طرف گیا پھر۔ میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھتری بھیجی ہے جس میں بہت سے چراغ ہیں۔ میں باہر نکلا تو اس کو نہ دیکھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو وہ کیا تھا؟ عرض کیا نہیں فرمایا وہ فرشتے ہیں جو تمہاری آواز کے قریب آتے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے اور صبح ہوتی تو لوگ انہیں دیکھتے وہ ان سے نہ چھپتے، ابنِ ہارون نے کہا عبد اللہ بنِ حباب نے یہ حدیث ابو سعید خدری کے ذریعہ اُسید بنِ حَضِر سے بیان کی۔

— شرح : اُسید بنِ حَضِر رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسید سے فرمایا اے اُسید پڑھو! تمہیں الِ داؤد کی مزامیر سے مزار دی گئی ہے۔ ان کی خوش آواز تلاوت کے باعث آسمان سے فرشتے نازل ہوتے تھے جن کی حدیث میں انثالِ مصابیح سے تعبیر کی ہے۔

قولہ اِقْرَءْ یَا حَضِرُ اِقْرَءْ یَا حَضِرُ، امام نووی نے کہا حدیث بیان کرنے کی حالت میں قرأت کا حکم نہیں دیا بلکہ معنی یہ ہے اے حَضِر تیرے لئے مناسب یہ تھا کہ قرآن پڑھتے رہتے اور سیکنت اور ملائکہ کے نزول کو غنیمت سمجھتے اور قرأت قرآن کرتے رہتے، کیونکہ یہ نزول ملائکہ کی بقا کا سبب تھا جو دوامِ قرأت کا مقتضی ہے اس کی دلیل حضرت اُسید کا جواب ہے کہ مجھے ڈر لاحق ہوا کہ اگر میں پڑھتا رہا تو گھوڑا میرے بچے کو کچل دے گا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے سورہ کہف کی فضیلت کے باب میں ہے کہ کوئی آدمی سورہ کہف پڑھتا تھا اور اس کے قریب گھوڑا بندھا ہوا تھا اور کہا گیا کہ وہ آدمی اُسید بنِ حَضِر تھے اور وہ سورہ کہف پڑھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اُسید نے دونوں سورتیں پڑھی ہیں یا وہ آدمی کوئی اور تھا۔ اُسید نہیں تھے۔ ظاہر بھی یہی ہے (کرمانی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مومن ان کو بطور رحمت اور کافر بطور عذاب دیکھتے ہیں، لیکن صلاحیت اور حسنِ صوت (خوش آواز) شرط ہے اور جو اس حدیث میں مذکور ہے اس کا منشا خاص قرأت ہے جو خاص سورت سے خاص صفت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اگر مطلق قرأت ہوتی تو یہ ہر قاری کے لئے حاصل ہوتا۔ اس حدیث میں حضرت اُسید کی منقبت و فضیلت ہے اور رات کو سورہ بقرہ پڑھنے کی بھی فضیلت ہے (یعنی)

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرِكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْأَمَائِينَ الدَّفَتَيْنِ ۴۹۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا
وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَتَيْنِ
قَالَ وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ
الدَّفَتَيْنِ

باب جس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
وہی چھوڑا ہے جو قرآن کے دونوں جلدوں کے درمیان ہے

اس میں روانہ کا رد ہے جن کا دعویٰ ہے کہ قرآن کے حافظوں کے چلے جانے سے کثیر قرآن بھی ان کے ساتھ ہی چلا گیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور ان کا خلافت کا مستحق ہونا قرآن میں ثابت تھا۔ صحابہ کرام نے اس کو چھپا دیا ہے۔ یہ دعویٰ باطل اور مردود ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ہرگز متصور نہیں ہو سکتا۔ دُوت کا معنی کنارہ اور جانب ہے یہاں اس سے مراد جلد ہے۔ دفتان دو جلدیں ہیں جو قرآن کریم کے دونوں طرف ہیں۔ تلویح میں ذکر کیا کہ ”الْأَمَائِينَ الدَّفَتَيْنِ“ کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی کوئی چیز نہیں چھوڑی مگر وہ جو قرآن کریم کی دو جلدوں کے درمیان ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب تبارک العلم میں شعبی کی حدیث میں ہے کہ ابو جحیفہ نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے انھوں نے کہا ہمارے پاس صرف قرآن کریم ہے یا ہم فرماستے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا کرنا ہے یا جو کچھ میرے اس صحیفہ میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی کچھ تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا کہ بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خاص وصیت کی ہے۔ لہذا یہ سوال اس شے سے تھا جس پر چھوڑی جس کا تعلق امامت و خلافت سے ہو مگر وہ جو قرآن کی دونوں جلدوں کے درمیان ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امامت و خلافت سے تعلق نہیں ہے۔

(ب) **بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ**
۴۶۹۶۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَامٌ
 قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا النَّسُبِيُّ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّا تُرْجَى طَعْمُهَا

نے امامت و خلافت کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی،

۴۶۹۶۔ ترجمہ : عبدالعزیز بن رفیع نے کہا میں اور شداد بن معقل ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو انھوں نے شداد سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز چھوڑی ہے۔ شداد بن معقل نے کہا آپ نے صرف وہی چھوڑا ہے جو قرآن کریم کے دونوں جلدوں کے درمیان ہے ابن رفیع نے کہا ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ کوئی چیز نہ چھوڑی مگر جو دو جلدوں کے درمیان ہے۔

۴۶۹۶۔ شرح : محمد بن حنفیہ حضرت علی کے صاحبزادے ہیں ان کی والدہ خولہ بنت جعفر ہے جو قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یمامہ کی جنگ میں جو قید کئے تھے ان میں سے خولہ بنت جعفر بھی تھیں۔ اس لئے اس کو حنفیہ کہا جاتا ہے اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہما کے اقوال سے روافض کا رد کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام بخاری نے لطیف نکتہ ذکر کیا ہے کہ روافض کے مذہب کے بطلان میں محمد بن حنفیہ کا قول ذکر کیا جس کی امامت کا رافضی دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر امامت کے متعلق کوئی شئی ان کے پاس ہوتی تو وہ اس کو ہرگز نہ چھپاتے کیونکہ وہ جلیل القدر عظیم المرتبت اور دین میں قوی اور متصل ہیں تھے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے اس کے استدلال کیا جبکہ ابن عباس ہر وقت حضرت علی کے پاس رہتے تھے اور ان کے حال سے بہت واقف تھے۔ اگر امامت و خلافت کے متعلق ان کے پاس علم ہوتا تو علی تجر اور جبرائلت ہوتے ہوئے یہ کبھی نہ چھپاتے۔ عبدالعزیز ابن رفیع اسدی مکی کوفہ سکونت پذیر تھے۔ ایک سو تیس ہجری کے بعد فوت ہوئے۔

شداد بن معقل اسدی کوفی تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں۔ بخاری میں اس جگہ کے سوا کہیں ان کا ذکر نہیں۔

طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْمِرَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ
وَلَا رِيحُ لَهَا وَمِثْلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمِثْلِ الْحُنْظَلَةِ
طَعْمُهَا مَرٌّ وَلَا رِيحُ لَهَا

نے امامت و خلافت کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی۔

باب ہر کلام پر قرآن کریم کی فضیلت

۴۶۹۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ہر کلام پر قرآن کی فضیلت ایسی ہے جیسے اللہ کی مخلوق پر فضیلت ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مومن شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ سنگترہ جیسی ہے اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے اور جو مومن شخص قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس کا مزہ اچھا ہے اور خوشبو نہیں اور فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ گل ریحان جیسی ہے جس کا مزہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے اور مزہ کڑوا ہے اور فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا مٹی جیسی ہے جس کا مزہ اور نہ ہی خوشبو ہے۔

۴۶۹۷ — شرح : بظاہر حدیث سے قرآن کی فضیلت معلوم نہیں ہوتی بلکہ قرآن کے قاری کی فضیلت ظاہر ہے لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ دراصل قرآن کی فضیلت ہے، کیونکہ قرآن پڑھنے کے باعث قاری کو فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ لہذا یہ حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن قاری کو سنگترہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ سنگترہ دیکھنے میں خوشنما اور چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے۔ اس کا رنگ شوخ دیکھنے والے کو خوش کرتا ہے۔ اور کھانے سے پہلے ہی اس کو طبیعت چاہتی ہے یہ معدہ کو قوی اور صاف کرتا ہے۔ ہضم میں طاقت دیتا ہے۔ اس کے پھول سے تیل نکالا جاتا ہے جو بہت مفید ہے ترش سنگترہ خواتین کی تیزی اور شدت کو نرم کرتا ہے اور رنگ شوخ کرتا ہے۔ اس کا چھلکا کپڑوں میں رکھنے سے جراثیم کو دور کرتا ہے یہ دوائی کے کام بھی آتا ہے جس گھر میں سنگترہ ہو اس کے قریب جن نہیں آتے۔ اس لئے مناسب یہی تھا کہ اس کے ساتھ مومن قاری کو تشبیہ دی جائے۔ جس کے قریب شیطان نہیں آتا۔ سنگترہ کے اندر غلاف سفید ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مومن کے قلب کے مناسب ہے۔ شامح مشکوٰۃ المصابیح نے ذکر کیا کہ یہ تشبیہ و تمثیل

۴۶۹۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مِنْ خَلَا مِنْ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ
وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمِثْلُكُمْ وَمِثْلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمِثْلِ رَجُلٍ
اسْتَعْمَلَ عُمًا لَا تَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيَرَاطٍ فَعَمِلَتْ
الْيَهُودُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ فَعَمِلَتْ
النَّصَارَى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيَرَاتَيْنِ
قِيَرَاتَيْنِ قَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ
حَقِّكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضِلِّي أَوْتِيهِ مِنْ شَيْءٍ

در حقیقت موصوف کی وصف ہے جو خالص معقول معنی پر مشتمل ہے۔ محسوس مشاہد کے ساتھ تشبیہ
ہی اس کی پوشیدگی کو ظاہر کر سکتی تھی۔ انسان کے ظاہر و باطن میں اللہ کے کلام کی تاثیر ہے۔ اس میں
لوگ مختلف ہیں بعض میں یہ تاثیر پوری ہوتی ہے اور وہ پوری طرح متاثر ہوتے ہیں اور وہ مومن قاری
ہیں بعض میں یہ تاثیر قطعاً نہیں ہوتی وہ حقیقی منافق ہیں۔ بعض کا ظاہر تو متاثر ہوتا ہے اور باطن متاثر
نہیں۔ وہ ریاکار ہیں اور بعض کا صرف باطن متاثر ہوتا ہے ظاہر نہیں وہ مومن ہیں جو قرآن نہیں پڑھتا محسوس
میں ان معانی کو ظاہر کرنا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس سے زیادہ مناسب اور کوئی صورت ممکن نہیں اور
مذکور تشبیہ کی وجہ مرکب ہے جو دو محسوس اشیاء طعم اور ریح (مزه اور بو) سے منترج ہے۔ اس حدیث میں
قرآن پڑھنے والے کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا

۴۶۹۸ — کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری عمر تم سے پہلے گزرنے والی
امتوں کی عمر نسبت وہ ہے جو نماز عصر اور نماز مغرب کے درمیان کا وقت ہے اور تمہاری مثال اور یہود و
نصاری کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اجرت پر مزدور رکھے اور کہا وہ کون ہے جو ایک ایک قیراط
پر آدھا دن کام کرے تو یہود نے کام کیا پھر کہا وہ کون ہے جو دوپہر سے عصر تک ایک قیراط پر

بَابُ الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى

۴۶۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا مَلِكُ بْنُ مَعُوذٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كَتَبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةَ أَمَرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ قَالَ أَوْصِيَ بِكِتَابِ اللَّهِ

میرا کام کرے تو نصاریٰ نے کام کیا پھر تم نے عصر سے مغرب تک دو۔ دو قیراط پر کام کیا تو یہود و نصاریٰ نے کہا ہم نے کام زیادہ کیا ہے اور اجرت کم ملی ہے فرمایا کیا میں نے تمہیں تمہاری مستحق اجرت سے کم دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطاء کروں۔

۴۶۹۸۔ شرح : اس حدیث کی باب کے ترجمہ سے مناسب اس طرح ہے کہ اس

امت مرحومہ کی فضیلت پہلی امتوں پر قرآن کے سبب ہے جس پر عمل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا ہے۔ جب قرآن کے سبب لوگوں کو فضیلت حاصل ہے تو اس میں قرآن کی بھی فضیلت ہے اس سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں۔ اسی اعتبار سے یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اس قصہ کو پہلی امتوں کے حال پر منطبق کرنا تکلف سے خالی نہیں۔ بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود نصاریٰ قیامت میں اس طرح کہیں گے اور رب العزت کی طرف سے یہ جواب دیا جائے گا۔ یہ حدیث وقت عصر تک تاخیر ظہر پر دلالت کرتی ہے حتیٰ کہ ہر شی کا سایہ دو مثل ہو جائے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کیونکہ نصاریٰ کا یہ کہنا ہمارا عمل زیادہ ہے۔ اسی طرح صحیح ہو سکتا ہے، کیونکہ اگر ایک مثل پر وقت ظہر ختم ہو جائے تو ظہر کا وقت عصر کے وقت سے کم رہ جاتا ہے یا برابر ہوتا ہے۔ لہذا نصاریٰ کا یہ کہنا ”نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا“ کسی صورت صحیح نہ ہوگا۔ (حدیث غ ۵۳۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كِتَابُ كِي وَصِيَّت

وصایہ کی واؤ مفتوح و مکسور پڑھی جاتی ہے۔ ابو ذر کی روایت میں باب الوصیۃ بدوین الف ہے یا مشتدہ اس کا بدل ہے۔ اس سے مراد اللہ کی کتاب حسنا اور معننا محفوظ رکھنا اور اس کا اکرام و احترام کرنا اور اسے دشمن کی زمین میں نہ لے جانا جہاں اس کی بے ادبی ہونے کا احتمال ہو

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ الَّذِي تُتْلَى عَلَيْهِمْ
 ۴۷۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ
 ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْذِنِ اللَّهُ
 لِبَنِي صُلَيْبٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ يَجْزِيهِ

اور اس کے اوامر اور نواہی پر عمل کرنا اس کی تلاوت اور تعلیم و تعلم ہمیشہ جاری رکھنا ،
 ترجمہ : ۴۷۹۹۔ طلحہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے (خلافت و امارت اور مال وغیرہ
 کی وصیت) انہوں نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی وصیت نہیں کی۔ میں نے کہا لوگوں پر
 وصیت کیوں ضروری فرمائی اور انہیں اس کا حکم کیا کیا خاکہ آپ نے وصیت نہیں فرمائی۔ ابن ابی اوفی نے
 کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی وصیت کی کہ اس کو مضبوط پکڑا جائے اور اس کے
 مقتضی کے مطابق عمل کیا جائے

۴۷۹۹۔ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور خلافت و امارت کے متعلق
 وصیت نہیں فرمائی اور قرآن کے اوامر و نواہی کی وصیت فرمائی۔

لہذا دونوں جملوں میں منافات نہیں۔ اس کی تفصیل حدیث ۳۵۵۳ ج ۱ کی شرح دیجیے۔

بَابُ جَوْزِ قُرْآنِ كَيْ سَبَبِ بِي نِيَا زَنْهُ هُوَا

اللَّهُ تَعَالَى كَا ارشاد کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر
 کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے

یعنی قرآن کریم معجزہ ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے اتم و اکمل ہے۔ اور تمام
 نشانیوں سے طالب حق کو بے نیاز کرنے والا ہے؛ کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآن کریم باقی و ثابت

رہے گا اور دوسرے معجزات کی طرح ختم نہ ہوگا، فتح الباری میں ذکر کیا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت تورات سے ایک کتاب لکھ کر لائے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی گمراہی کافی ہے کہ پیغمبر خدا جو کتاب ان کے پاس لائے یہی اس سے اعراض کر کے دوسرے پیغمبروں کے لائے ہوئے احکام کی طرف رجوع کرے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس باب میں یہ آیت ذکر کرنے سے یہ اشارہ کیا کہ ”یتغنی“ استغنا سے ہے۔ غناء بمعنی گانا نہیں یعنی خوش آواز سے پڑھے اس پڑھنے میں لذت و سرور ہوتا ہے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اذن نہیں دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن دیا ہے کہ آپ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے ہیں۔ ابو ہریرہ کے صاحب نے کہا بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔

شرح : بعض مشروح سے یہ سمجھ آتا ہے کہ ”لَمْ يَذَنْ بِمَعْنَى لَمْ يَكُنْ يَذَنْ“

ہے۔ اور ”لَشَيْءٍ“ کی جگہ ”لَنْبَتٍ“ ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے لئے کان نہیں لگایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کان لگایا کہ آپ قرآن بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ یہ معنی اللہ تعالیٰ کی نسبت ظاہر پر محمول نہیں بلکہ اس سے مراد قاری کا اکرام کرے اور ثواب جزیل عطا کرے۔ الحاصل لفظ ”أَذِنَ“ یا ”أَذَنْ“ اطلاق اور استماع میں مشترک ہے۔ اگر اطلاق مراد ہو تو مصدر بجز الہمزہ و سکون الذال ہے۔ اگر استماع مراد ہو تو مصدر ”أَذِنَ“ ہے۔ قرطبی نے کہا ”أَذِنَ“ کا اھل یہ ہے کہ سننے والا جس کو سنتا ہے اس کی طرف کان لگا کر متوجہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔

قولہ ”أَنْ يَتَغَنَّى“، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”تَغَنَّى“ کے معنی خوبصورت آواز میں قرآن پڑھنا جیسا کہ ابو داؤد و شریف میں ہے کہ اگر خوش آواز نہ ہو تو جس قدر ممکن ہو۔ آواز کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرے۔ بعض نے کہا اس کے معنی ہیں قرآن کے ساتھ استغناء کرے۔ یعنی پہلی امتوں کی خبروں اور کتابوں سے مستغنی ہو۔ اس کی تاویل میں واضح ترین وجہ یہ ہے کہ جس کو قرآن مستغنی نہ کرے اور اس کے ایمان میں نفع نہ دے اور قرآن کے وعدے و وعیدوں کی تصدیق نہ کرے وہ ہم سے نہیں۔ اس تاویل کے مطابق قرآن کریم کو الحان اور ترجیع سے پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے کتاب الثناب میں بعض صحابہ کرام اور تابعین عظام سے نقل کیا ہے۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تغنی سے مراد تحسین صوت اور قراءت میں خوبصورتی لیتے ہیں۔

قولہ ”قَالَ صَاحِبُ الْكُتُبِ“، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی نے کہا ابو ہریرہ کی ”یتغنی“ سے مراد یہ ہے کہ قرآن خوبصورت بلند آواز سے پڑھتے تھے یہ ”یتغنی“ کی ایک تفسیر ہے اس کی اور بھی تفاسیر ہیں بعض نے

۴۷۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا أَذِنَ اللَّهُ لَشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ قَالَ سُفْيَانُ تَفْسِيرُهُ
يَسْتَغْنِي بِهِ

بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

۴۷۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ
أَتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ أَنَاءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا
فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ أَنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

یہ تفسیر کی "يَتَحَزَّنُ بِهِ" ، تسلانی نے کہا تحزین رقت آواز ہے۔ بعض نے تشاغل سے تفسیر کی ہے
چنانچہ کہا جاتا ہے "تَغَنَّى بِالْمَكَانِ" ، اس زمین میں اقامت کی۔ بعض نے تلذذ سے تفسیر کی ہے یعنی
اس سے لذت حاصل کرتے تھے جیسے اس سے اہل طرب لذت لیتے ہیں (تیسیر القاری)

۴۷۰۱۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی
شیء کا اذن نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن دیا ہے۔ سفیان

نے کہا اس کی تفسیر "يَسْتَغْنِي بِهِ" ہے۔ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے تھے یعنی قرآن کے ساتھ
بے نیاز ہوتے تھے۔ (اس کی تفسیر پہلی حدیث میں گزری ہے)

بَابُ قُرْآنِ پڑھنے والے پر رشک کرنا

۴۷۰۲۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حد صرف دو پر ہے ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا

۴۷۰۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا رُوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكَوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلًا عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَمِيعَةً جَارٌ لَهُ فَقَالَ لِيَتَنِي أُتَيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَا أُنْفَعُكَ مِثْلَ مَا يَفْعَلُ

بَابُ خَيْرِكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

۴۷۰۴ — حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ

وہ رات بھر اس کے ساتھ کھڑا رہتا ہے (رات پڑھتا رہتا ہے) دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا وہ رات دن اس کو صدقہ کرتا ہے۔

۴۷۰۲ — شرح : حدیث میں حسد بمعنی رشک ہے۔ حسد اور رشک میں فرق یہ ہے کہ حسد میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ محسود سے وہ شئی زائل ہو جائے اور حاسد کو حاصل ہو جائے اور غبطہ یعنی رشک میں محسود سے زوال کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس میں بھی وہ وصف آجائے، حدیث میں حسد سے مراد خاص حسد ہے اور وہ غبطہ ہے

توجہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد صرف دو پر ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ اسے رات اور دن کی گھڑیوں میں تلاوت کرتا ہے۔ اس کا ہمسایہ سُن کر کہتا ہے۔ کاش مجھے بھی دیا جاتا جو فلاں کو دیا گیا ہے تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا وہ اس کو حق یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ کاش مجھے بھی مال دیا جاتا جیسے فلاں دیا گیا ہے تو میں اس کی طرح عمل کرتا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا۔ (حدیث ۷۷۰۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَاقْرَأْ بِلِیُّ ابْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي امْرَةِ عُمَرَ
 حَتَّى كَانَ الْحَاجُّ قَالَ وَذَلِكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعِدِي هَذَا
 ۴۷۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ عَنْ عُلْفَةَ
 ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ أَوْ عَلَّمَهُ

باب تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اس کی تعلیم دے

ترجمہ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے ابو عبیدہ

نے کہا مجھے عبد الرحمن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں قرآن پڑھایا حتیٰ کہ حجاج عراق کا امیر بنا ابو عبد الرحمن نے کہا اسی حدیث نے مجھے اس جگہ برائے تعلیم قرآن بٹھایا ہے۔

۴۷۰۴۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا پڑھنا تمام نیک اعمال سے افضل ہے چونکہ جو شخص قرآن سیکھے اور پڑھائے۔ وہ تمام لوگوں سے بہترین

شخص ہے تو قرآن پڑھنا لازمی طور پر سب نیک اعمال سے افضل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن پڑھنا اور سیکھنا افضل ہے یا فقہ سیکھنا افضل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابن جوزی نے کہا ان دونوں میں سے جو لازم اور ضروری ہے وہ ہر انسان پر فرض ہے سارا قرآن اور ساری فقہ سیکھنا فرض کفایہ ہے جب بعض لوگ سیکھ لیں تو باقی لوگوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ اگر لوگوں کے حق میں قدرِ کمال پر ان دونوں میں سے زیادہ میں کلام کریں تو فقہ میں مشغول ہونے والا افضل ہے کیونکہ دینی مسائل جاننے اور اسلام کی راہ ہدایت معلوم کرنے کے لوگ محتاج ہیں اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ فقہ قرآن سے افضل ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قرآن کریم کا قاری بہت بڑا فقیہ ہوتا تھا اس لئے نماز میں قاری کو مقدم کیا گیا ہے؛ کیونکہ وہ فقیہ ہونے کے علاوہ قاری بھی ہے۔

قولہ اقْرَأْ بِلِیُّ ابْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الخ یعنی ابو عبیدہ نے کہا ابو عبد الرحمن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

۴۷۰۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ فَقَالَ مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ نَزَّجْنِيهَا قَالَ أَعْطَيْهَا ثَوْبًا قَالَ لَا أَحَدٌ قَالَ أَعْطَيْهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَأَعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

کی ابتداء خلافت میں مجھے قرآن پڑھایا حتی کہ وہ حجاج کے عراق کا امیر بننے تک تعلیم دیتے رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ابتداء خلافت سے حجاج کی امارت کے انتہا تک تقریباً بہتر (۷۲) سال کی مدت ہے؛ لیکن یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے کب پڑھنا شروع کیا اور کب اس کی انتہا ہوئی واللہ ورسولہ اعلم! ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے یا سکھائے۔

۴۷۰۵ — شرح: اس حدیث میں لفظ اَوْ ثَمَّ کے لئے نہیں تنویر و تقسیم کے لئے ہے۔ یہ حدیث کا دوسرا طریق ہے۔ اس میں لفظ افضل سے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں لفظ خیر مذکور ہے۔ لیکن معنی میں ان دونوں میں فرق نہیں کیونکہ خیر و کم "در اصل آخر و کم" تھا اور وہ بمعنی افضل ہے۔

۴۷۰۶ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور کہا اس نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اور عورتوں کی حاجت نہیں۔ ایک آدمی نے کہا اس کا میرے ساتھ نکاح فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اس کو کوئی کپڑا دو اس نے کہا میں کپڑا نہیں پاتا فرمایا اسے کچھ دو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی دو وہ شخص غناک ہو گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پاس کتنا قرآن ہے۔ (کتنا قرآن یاد ہے) اس نے کہا مجھے یہ یہ سورت یاد ہے۔ فرمایا میں نے اس کا تجھ سے قرآن پڑھنے کے سبب نکاح کر دیا۔

۴۷۰۶ — شرح: اس حدیث سے علماء مجتہدین نے چند احکام استنباط کئے ہیں۔ اول یہ کہ

لفظ بہہ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد، سفیان ثوری اور حسن بن حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے میں نے اپنی بیٹی تجھے بہہ کر دی دوسرا کہے میں نے قبول کی یا کہے میں نے نکاح کر لیا اس میں مہر ذکر کریں یا نہ ذکر کریں۔ البتہ اگر مہر ذکر کریں تو وہی دنیا پڑے گا جو مقرر کیا ہے۔ ورنہ مہر مثل ادا کرنا ہوگا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لفظ بہہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ابو ثور کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ لفظ بہہ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ دوسری روایت میں نہیں ہوتا۔

ہوتا۔ اس بات میں اتفاق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح لفظ بہہ سے ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: **وَامْرَاةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَهَبْتَ نَفْسَکَ لِلْیَتٰی**، کوئی مومنہ عورت اگر اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حبیہ کر دے۔ علماء نے کہا یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جس شئی پر زوجان (بیوی خاوند) راہنی ہو جائیں وہ مہر ہو سکتی ہے جیسے کوڑا وغیرہ اگرچہ اس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو یہ امام شافعی، ربیعہ، ابو زناد، ابن ابی ذئب، یحییٰ بن سعید، لیث بن سعید، امام احمد اسحاق ثوری اور اوزاعی کا مذہب ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں **وَلَوْ خَاتَمٌ مِنْ حَدِیْدٍ**، مذکور ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جاؤ کچھ لے آؤ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی لے آؤ، امام ابو حنیفہ اور آپ کے تلامذہ کا مسلک یہ ہے کہ دس درہم سے کم مہر جائز نہیں۔ شعبی نے کہا تین اوقیہ سے کم مہر مکروہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں شریک داؤد زعافری کے ذریعہ شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا **لَا مَهْرَ اَقْلٌ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ**، دس درہم سے کم مہر نہیں۔ ظاہر یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کیونکہ یہ اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس میں قیاس کو دخل ہے۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول توقیف پر مبنی ہے اور یہ حدیث مرفوع ہے۔ حنفیہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب یہ دیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: **وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِیْدٍ**، مبالغہ پر مبنی ہے۔ جیسے حدیث شریف میں ہے **لَا تُصَلُّوْا وَلَوْ بِظُلْمٍ مُحْرَقٍ**، صدقہ کرو۔ اگرچہ جلا ہوا پایا ہو۔ حالانکہ جلا ہوا پایا صدقہ نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ نیز حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ لوہے کی انگوٹھی پورا مہر مہتی ہو سکتا ہے کہ یہ مہر معجل ہو اور باقی مہر مؤجل ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن حزم نے کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت باطل ہے کیونکہ اس کو داؤد زعافری نے روایت کی ہے اور وہ سقوط میں ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

ابن عدی نے کہا میں نے داؤد زعفرانی کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی جو حد سے متجاوز ہو جبکہ اس سے ثقہ نے روایت کی ہو۔ اگرچہ وہ حدیث میں قوی نہیں۔ کیونکہ جب داؤد سے ثقہ روایت کرے تو وہ مقبول ہے۔ نیز مزنی نے ذکر کیا کہ شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماعت کی ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیں کہ شعبی کی روایت مرسل ہے۔ لیکن عجل نے کہا شعبی کی مرسل صحیح ہے وہ ہمیشہ صحیح حدیث ارسال کرتے ہیں۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ لوہے کی الگو بھی پہننا جائز ہے، لیکن اس کے پہننے میں مختلف اقوال ہیں ابو داؤد میں صریح روایت ہے کہ خاتم جدید ممنوع ہے اور یہ بنفس خود بیماری ہے۔

چوتھا حکم یہ ہے کہ اس حدیث گام شافعی، ایک روایت کے مطابق امام احمد اور ظاہریہ نے استدلال کیا کہ قرآن کریم کی کسی سورت کی تعلیم مہر ہو سکتی ہے لیکن امام ابو حنیفہ اور آپ کے صاحب، امام مالک اور صحیح روایت کے مطابق امام احمد، لیث اور اسحاق بن یونس نے کہا تعلیم قرآن پر نکاح جائز نہیں اور اگر اس طرح نکاح کر لیا تو نکاح صحیح ہے مہر مثل ادا کرنا لازم ہے۔ یہ اس شخص کی مانند ہے جو کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا مہر مقرر نہ کرے تو اس پر مہر مثل واجب ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور حدیث کے جواب میں کہا کہ حدیث کے یہ الفاظ: ذَوَّجْتُكَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، اگر ظاہریہ محمول ہوں تو ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورت پر نکاح ہے اس کی تعلیم پر نہیں اس وقت سورت کی حرمت پر نکاح ہے اس میں مہر وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں جیسے ائمہ سلیم کا اسلام پر تھا اور اسلام درحقیقت مہر نہ تھا لہذا قرآن کی سورت بالاتفاق مہر نہیں لہذا حدیث کا معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے جو قرآن یاد ہے اس کی حرمت اور برکت کے سبب میں نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ اور بِمَا مَعَكَ میں باء سببیہ ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے فَكَلَّمُوا أَخِي بِمَا مَعَكُمْ، ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب پکڑا، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ماجہ کی روایت میں ذَوَّجْتُكَ عَلَىٰ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کلمہ علیٰ بھی سببیت کے لئے مستعمل ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَذَاكُمْ، تم اللہ کی ہدایت کے سبب اس کی بڑھائی بیان کرو۔ لہذا معنی یہ ہے میں نے اس عورت سے تیرا نکاح اس لئے کیا کہ تجھے قرآن یاد ہے ہے اور یہ مال ذکر کرنے کے منافی نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ دراصل باء مقابلہ کے لئے ہے جیسے بَعَثْتُ ثَوْبِي بِدِينَارٍ، میں نے تیرے پاس اپنا کپڑا ایک دینار کے بدل بیچا۔ اسی طرح اس حدیث میں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مقابلہ کا معنی صحیح نہیں؛ کیونکہ اس کو یہ لازم ہے کہ عورت مہر ہو ہو، حالانکہ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز ہے۔ لہذا یہ کلام ظاہریہ محمول نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر قرآن کی تعلیم لازم کی ہو اور مہر سے سکوت

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

۴۷۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَلَسَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهَا لَمْ يَقْضَ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَمْ يَكُنْ لَكَ فِيهَا حَاجَةٌ فَرَوْحَتِهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَذْهَبَ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذْهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ

کیا ہوا روہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ادا کر دیا ہو جیسے رمضان مبارک میں بیوی سے جماع کرنے والا کا کفارہ حضور نے اپنی طرف سے ادا کر دیا تھا جبکہ اس کے پاس کوئی شئی نہ تھی یا اس کی آسانی تک مہر اس کے ذمہ کر دیا تھا کہ جب مہر مثل میسر ہوگا ادا کر دے گا۔

بَابُ دِيكْهُ بَغْرُ دَلٍ سَے قِرَآنِ پڑھنا

۴۷۰۸۔ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو اپنا آپ ہبہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر فرمائی اور اس کی طرف نظر اُپر نیچے کی پھر سر مبارک جھکا لیا جب اس عورت نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ کرام سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ
فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ
وَلَكِنْ هَذَا إِذَا رَأَيْتُ قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِذَاءُ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ يَا زَارِكُ إِنْ لَبِستَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا
مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِستَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى
طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ أَفْرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَر بِهِ
فَدُمِىَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَا ذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِيَ سُورَةُ كَذَا
وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَعَدَّهَا قَالَ اتَّقِرُوهُنَّ عَنْ ظَهْرِ
قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَذْهَبَ فَقَدْ مَلَكَتْهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو اس کا مجھ سے نکاح فرمادیں آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ سامان ہے۔ اُس نے کہا بخدا! یا رسول اللہ! میرے پاس کچھ سامان نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر جا اور دیکھ شاید کچھ پالے وہ گیا اور واپس آکر عرض کیا بخدا! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کچھ نہیں پایا تو دیکھ اگر لوہے کی انگوٹھی پائے تو وہی لے آؤ وہ شخص گیا اور واپس آیا اور کہا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں! البتہ یہ تہبند ہے۔ سہل نے کہا اس کے پاس دوسری چادر بھی نہ تھی۔ اور کہا آدمی اسے دے دے دیجئے خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرے تہبند کو کیا کرے گی۔ اگر تو پہنے گا تو اس پہ کوئی شئی نہ ہوگی اور اگر وہ پہن لے گی تو تجھ پر کچھ نہ ہوگا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا اور دیر تک بیٹھا رہا پھر کھڑا ہو گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ وہ پشت پھیر کر جانے لگا ہے تو اس کو بلایا گیا جب وہ آیا تو فرمایا تجھے کتنا قرآن یاد ہے۔ اُس نے کہا فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اور سورتیں شمار کیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا میں نے قرآن حفظ کرنے کے سبب تجھے اس کا مالک بنا دیا۔

(حدیث ۴۷۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ

۴۷۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا

مِثْلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمِثْلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ

عَلَيْهَا مُسَكِّهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ

۴۷۰۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرُورَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ

عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَىْءٍ مَا لِأَحَدٍ

أَنْ يَقُولَ لِسَيِّئِ آيَةٍ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نَسِيَ فَاِسْتِذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ

أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النِّعَمِ

بَابُ تَرَآنِ كَرِيمِ حَفْظِ كَرْنَا اور

اس کو پڑھتے رہنا

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھنے والے کا حال اونٹ والے کی مثل ہے جس نے اس کے پاؤں کو بندھا ہو اگر اس کی حفاظت کرے گا تو اسے روک رکھے گا اگر اسے رہا کر دے گا تو وہ اس کے ماتھے سے چلا جائے گا۔

۴۷۰۸ — شرح : الْمُعَقَّلَةُ ، جو رستی سے بندھا گیا ہو۔ قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھنے اور اسے ہمیشہ پڑھتے رہنے کو رستی سے بندھنے ہونٹ سے تشبیہ دی جس کے بھاگ جانے کا خوف ہو جب تک اس کی حفاظت رہے اور اس کا دور ہوتا رہے یاد رہے گا جیسے رسیوں سے بندھا ہوا اونٹ بھاگ نہیں سکتا اونٹ سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ وہ دوسرے گھریلو حیوانوں کی نسبت زیادہ بھاگتا ہے اور اس کے بھاگ نکلنے کے بعد اس کو پکڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

۴۷۱۰۔ حَدَّثَنَا عُمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ مَثَلَهُ
تَابَعَهُ بِشْرُ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ
عَنْ شَقِيقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۷۰۹۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کا یہ کہنا بہت بُرا ہے کہ وہ کہے
میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ بھلایا گیا ہے تم قرآن پڑھتے رہو کیونکہ قرآن وحشی جانوروں
کی نسبت بہت جلد لوگوں سے سینوں سے نکل جاتا ہے۔

۴۷۰۹۔ شرح فقہی بخاری کی تمام روایات میں مُشَدَّد ہے

... اسی طرح بخاری کے علاوہ اکثر روایات
میں مُشَدَّد ہے۔ قرطبی نے کہا مسلم کی بعض روایات میں مخفف ہے۔ مُشَدَّد پڑھنے کی تقدیر پر نسیان کی نسبت
کسی طرف ہے اور تخفیف کی صورت میں ناسی کی طرف ہے۔ اگر لُغَتی، مُشَدَّد پڑھیں تو معنی یہ ہے کہ اللہ
نے اس کو بھلایا اور اگر مخفف پڑھیں تو معنی یہ ہے کہ وہ بھول گیا اور خیر سے محروم رہا اور نسیان کی نسبت
اپنی طرف کرنا مکروہ ہے؛ کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بھلایا ہے اور وہی ہر شئی کی تقدیر بناتا ہے نیز دراصل
نسیان ترک ہے اس لئے یہ کہنا کہ میں نے ترک کیا اور نسیان کا قصد کیا۔ مکروہ ہے نیز نسیان انسان کے
اختیار میں نہیں لہذا یہ کہنا مکروہ ہے کہ میں بھول گیا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا نسبت، کہنے سے اس لئے
منع کیا کہ اس میں تساہل اور تغافل پایا جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ اس میں حال کی مذمت ہے۔ کلام
کی مذمت نہیں۔ یعنی اس شخص کا بُرا حال ہے جو قرآن حفظ کرے پھر اس سے غافل ہو جائے اور بھول
جائے بلکہ وہ بھلایا گیا ہے۔ توشیح میں ذکر کیا مذمت کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے فعل کی نسبت اپنی طرف
کی ہے حالانکہ یہ اللہ کا فعل ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا بشر یعنی نسیان کے سبب گناہ پر اس کو عذاب
دیا جائے گا جبکہ اُس نے قرآن کے حفظ میں غفلت کی اور بھول گیا۔ الحاصل بعض نے نسیان کی نسبت اللہ تعالیٰ
کی طرف کی؛ کیونکہ اللہ تمام افعال کا خالق ہے۔ بعض نے انسان کی طرف کی؛ کیونکہ نسیان اس کا فعل ہے
اور وہ اس کا سبب ہے تو اکتساب کے اعتبار سے ناسی کی طرف نسبت کی اور بعض نے اس کی نسبت شیطان
کی طرف کی جیسے یوشع علیہ السلام نے فرمایا تھا: وَمَا أَنَسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان
کو دوسرے دینے پر قائل کیا ہے جس کے باعث نسیان ہوتا ہے۔ بہر حال ہر نسبت کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور
ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن کریم کی تلاوت میں مداومت کرو اور اپنی طرف سے اس کا

۴۷۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ
عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَإِذَا لَمْ تَقْرَأُوا فِيهِ لَمْ يَأْتِ بِكُمْ تَفْصِيًا مِنْ
الْأَوَّلِ فِي عَقْلِهَا بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّائِمَةِ ۴۷۱۲۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ
ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو يَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ

مذاکرہ اور دور کرتے رہو۔ تفصی کے معنی انفصال اور بھاگ جانا ہے۔ اس کا اسم فاعل ہے

۴۷۱۰۔ ترجمہ : عثمان نے ہمیں خبر دی انہوں نے کہا مجھے جریر نے منصور

سے مذکور حدیث جیسی خبر دی۔ بشر نے ابن مبارک کے ذریعہ
شعبہ سے روایت کرنے میں محمد بن عرعہ کی متابعت کی۔ اور ابن حبرج نے عبدہ کے ذریعہ
شقیق سے روایت کرنے میں محمد کی متابعت کی انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا شقیق کی کنیت ابو دائل ہے۔

۴۷۱۱۔ ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا قرآن کریم ہمیشہ پڑھتے رہو اور دور کرتے رہو۔ اس ذات کی
قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ قرآن کریم سینوں سے بندھے ہوئے اونٹوں سے
جلدی نکلنے والا ہے۔

۴۷۱۱۔ شرح : عَقْلُ عَقَالٍ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں ”رسی“ غُلُّهَا بھی

پڑھا گیا ہے۔ یہ غُلُّ بمعنی قید کی جمع ہے۔ مذکور حدیث میں
”فِي عَقْلِهَا“ ہے۔ اس میں لفظ فی ہے۔ نیز ”مِنْ عَقْلِهَا“ بھی روایت کیا گیا ہے یہ دراصل تعیہ
تفصی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فی بمعنی ”مِنْ“ ہو۔ حروف جر ایک دوسرے کے معنی میں آتے
رہتے ہیں حروف فی تو خصوصی طور پر اشعار میں بن کے معنی میں آتی رہتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ سَوَارِيْ بِرَقْرَآنِ كَرِيْمٍ پڑھنا

۴۷۱۲۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے فتح مکہ کے روز

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی سواری پر سورہ فتح تلاوت فرما رہے

عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ

بَابُ تَعْلِيمِ الصَّبْيَانِ الْقُرْآنَ

۴۷۱۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِي تَدْعُوهُ الْمَفْضَلُ
هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَرَأْتُ الْمُحْكَمَ

تھے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا،

بَابُ بَطْحُوں کو قرآن پڑھانا

اس سے امام نے اس شخص کے کلام کا رد کیا ہے جو کہے کہ بچوں کو
قرآن پڑھانا مکروہ ہے۔ ابو داؤد نے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی سے
روایت کی کہ نابالغ بچوں کو قرآن پڑھانا مکروہ ہے (یعنی)

۴۷۱۳۔ ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا جس سورت کو تم مفصل کہتے ہو وہ
محکم ہے، سعید نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی
جبکہ میں صرف دس برس کا تھا حالانکہ میں محکم سورتیں پڑھ چکا تھا۔

۴۷۱۳۔ شرح : یہاں محکم سے مراد وہ سورتیں ہیں جو منسوخ نہیں ہوئیں یہ محکم
تشابہ کے مقابل نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سچے نابالغ قرآن

پڑھ سکتا ہے، لیکن علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ یہ صحیح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر پندرہ برس تھی۔ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا سید عالم

۴۷۱۴۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِثْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ
أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَمَعَتْ الْمُحْكَمُ
فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ
الْمُفَصَّلُ

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ وَهَلْ يَقُولُ نَسِيتُ
آيَةً كَذَا أَوْ كَذَلِكَ أَوْ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى سَنَقِرُّكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ
۴۷۱۵۔ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْجُمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي
كَذَا أَوْ كَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابن عباس تیرہ برس کے تھے، لیکن یہ پندرہ برس کے منافی نہیں
کیونکہ سال کی کسر کو شامل کرنے سے پندرہ برس ہی ہو جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمانا کہ میں دس برس کا تھا
یہ حفظ قرآن کے اعتبار سے تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اعتبار سے نہیں اور عبارت میں
تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے ”تَوَفَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَمَعْتُ الْمُحْكَمُ
وَإِنَّا ابْنُ عَشْرَ سِنِينَ“، علامہ عینی نے تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں جملے یعنی وانا ابن عشرين
اور وقد قرئت الحكم، حال واقع ہیں اور حال قید ہوتا ہے لہذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہاں تقدیم و تاخیر ہے
ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے عہد حیات مبارک میں محکم سورتیں یاد کر چکا تھا۔ سعید بن جبیر نے کہا
میں نے ابن عباس سے کہا ”محکم سورتیں“ کوئی میں انھوں نے کہا محکم مفصل ہیں (یعنی سورہ حجرات
سے آخر تک صحیح تر قول یہی ہے)

۴۷۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عِيسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ أَسْقَطْتُهُمْ مِنْ سُورَةِ كَذَا اتَابَعَهُ عَلِيُّ

ابْنُ مُسَهَّرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ

۴۷۱۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَأَسَا
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَّاهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْجَمُهُ
اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُسَيِّمُهُمَا مِنْ سُورَةِ كَذَا
وَكَذَا

باب قرآن بھول جانا

کیا یہ کہنا جائز ہے کہ میں فلاں فلاں آیات بھول گیا ہوں ؟ اور اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ! ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ نے چاہا ،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ
۴۷۱۵۔ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر
رحم کرے اُس نے مجھے فلاں سورت سے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی ۔

شرح : مسجد میں قرآن کریم پڑھنے والا شخص عبد اللہ بن یزید انصاری تھے
۴۷۱۵۔ اور فلاں سورت سے مراد سورہ یونس ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان طاری ہونا کیسے جائز ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بھلایا
جانا آپ کے اختیار میں نہ تھا ۔ شرعی قانون کے اجراء کے لئے آپ کو بھلایا جانا تھا ۔ اس کے
بعد نسیان زائل ہو جاتا تھا ۔ جمہور علماء نے کہا امور ابلاغیہ اور تعلیمیہ میں نسیان جائز نہیں اور
جن کا طریق ابلاغ اور تعلیم نہ ہو وہاں نسیان جائز ہے لیکن اُس پر قرار نہ ہوتا تھا بلکہ دوسرے

۴۷۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ
عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
لَا حَدَّ لَهُمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتٍ وَكَيْتٍ بَلْ هُوَ نَسِيٌّ

بَابٌ مَنْ لَمْ يَرَبَّاسًا أَنْ يَقُولَ
سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَسُورَةُ كَذَا

وقت میں نسیان زائل ہو جاتا تھا۔

۴۷۱۶۔ ترجمہ : ہشام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں فلاں فلاں سورت
سے بھلایا گیا تھا۔ ہشام سے روایت کرنے میں علی بن مسہر اور عبدہ نے محمد بن عبیدہ

کی متابعت کی،

۴۷۱۶۔ شرح : یعنی ہشام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں اس کلمہ اُسْقِطُوهُنَّ
مَنْ سُوْدَةٍ كَذَا وَ كَذَا، کا اضافہ کیا یعنی فلاں فلاں سورت سے میں بھول گیا

تھا۔ چنانچہ اس کے بعد کی حدیث میں سورت کی تفسیر کی ہے۔ کشمیری کی روایت میں تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا یہ غلط ہے کیونکہ عبدہ علی کا ساتھی ہے استاذ نہیں۔

۴۷۱۷۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک شخص کو سنا کہ وہ رات کے وقت ایک سورت پڑھ رہا تھا تو آپ نے

فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اُس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد کرا دی ہے جو میں فلاں فلاں سورت
بھول گیا تھا۔

۴۷۱۸۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے
لئے یہ بُری بات ہے کہ وہ کہے میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ

وہ بھلایا گیا ہے۔

۴۷۱۸۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھولتے
نہیں تھے بلکہ بھلائے جاتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرعی حکم کے اجراء

اور تشریح کے لئے آپ کو بھلا دیتا تھا اور جب حکم مشروع ہو جاتا تو نسیان زائل ہو جاتا تھا آپ

۴۷۱۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ثَنَا قَالَ سَمِعْتُ
 الْأَعْمَشَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ
 عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْوَيْتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَا
 ۴۷۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ
 قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ حَدِيثِ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ

اس پر مستقر نہ رہتے تھے علماء نے کہا کہ نیت کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں گویا کہ آپ نے
 فرمایا کوئی شخص مجھے یہ نہ کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت نسخ کے لئے مجھے
 بھلاتا ہے اور اس آیت کی تلاوت منسوخ ہو جاتی ہے۔ لہذا درُ الثبت اور نیت مجہول
 کے صیغے میں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلایا ہے۔ افعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیے
 کیونکہ وہ ان کا خالق ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے عبودیت کا اقرار اور قدرت ربوبیت کی
 تابعداری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

**باٹ جس شخص نے یہ کہنے میں حرج نہ
 سمجھا کہ وہ کہے سورۃ بقرہ اور فلاں فلاں سورت**

۴۷۱۹۔ ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں میں جو کوئی وہ رات پڑھے وہ اسے کافی ہیں۔

۴۷۱۹۔ شرح : اس میں اس شخص کا رد ہے جو کہتا ہے۔ سورۃ بقرہ نہیں کہنا چاہیے
 بلکہ یہ کہنا چاہیے۔ وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اس نے طرانی
 کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا : سورۃ بقرہ نہ کہو اور نہ سورۃ آل عمران اور نہ سورۃ
 نساء کہو اسی طرح قرآن کریم کی تمام سورتیں ہیں، لیکن یہ کہو وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اُس نے

ابن عبد القاری اُتھما سماعاً عمر بن الخطاب یقول سمعت هشام
ابن حکیم ابن حزام یقرأ ما علی حروف کثیرة لم یقرئنیہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکذت أساورہ فی الصلوة
فانتظرتہ حتی سلم فلبتہ فقلت من أقرأک هذه السورة
التي سمعتک تقرأ قال أقرأیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقلت لہ کذبت فواللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
هو أقرأنی هذه السورة التي سمعتک فانطلقت بہ الى
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أقودہ فقلت یا رسول اللہ انی
سمعت هذا یقرأ سورة الفرقان علی حروف لم تقرئنیہا

طبرانی کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا ”سورة بقرہ نہ کہو اور نہ سورہ آل عمران
اور نہ سورہ نساء کہو اسی طرح قرآن کریم کی تمام سورتیں ہیں لیکن یہ کہو وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر
ہے لیکن ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ بعض محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔

ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے مسور بن محرزہ اور عبد الرحمن

۴۷۲۰ —

ابن عبد القاری سے خبر دی کہ ان دونوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا

کہ وہ فرماتے تھے میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورہ فرقان
پڑھتے ہوئے سنا میں نے اُس کی قراءت غور سے سنی وہ اس کو کئی طرح پڑھ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا تھا اور قریب تھا کہ میں اُس سے نماز ہی میں جھگڑا کرتا۔ پس میں
نے انتظار کیا حتیٰ کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اُن کے گلے میں کپڑا ڈال کر اسے کھینچا اور کہا تجھے یہ
سورت کس نے پڑھائی ہے جو میں نے نہیں پڑھتے سنا ہشام بن حکیم بن حزام نے کہا اس طرح
مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے اسے کہا جھوٹ بولتے ہو۔ بخدا !
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مجھے یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھ سے سنی ہے۔ میں انہیں

وَإِنَّكَ أَقْرَأُتَنِ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا
الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا
أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عَمْرُؤُ فَقَرَأَهَا الَّتِي أَقْرَأْتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ الْقُرْآنَ أُتْرِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤْ مَا تيسَّرَ مِنْهُ

۴۷۲۱ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ أَدَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْجُمُهُ اللَّهُ لَقَدْ
أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أُسْقِطَتْهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اس حال میں کہ میں اسے کھینچ رہا تھا۔ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے سنا ہے کہ یہ سورہ فرقان کئی طریقوں سے پڑھتے ہیں جو آپ نے مجھے
اس طرح نہیں پڑھائی ہے آپ نے خود مجھے سورہ فرقان پڑھائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے ہشام پڑھو تو اس نے اسی طرح پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر مجھے فرمایا تم پڑھو میں نے اسی طرح پڑھی جو آپ نے خود مجھے
پڑھائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بے شک قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے تم جس طرح آسان ہو پڑھو۔

(حدیث ۴۷۲۱ ج ۸: ۸ کی شرح دیکھیں)

۴۷۲۱ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک قاری کو سنا وہ رات مسجد میں پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
اس پر رحم کرے اُس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلادی جو میں فلاں فلاں سورت سے چھوڑ گیا تھا۔

بَابُ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا وَقَوْلُهُ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ
لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَمَا يَذَّكَّرُ أَنْ يَحْذَرُ هَذَا الشَّعْرُ
يُفَرِّقُ يُفَصِّلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَقْنَاهُ فَصَلَّنَاهُ
۴۷۲۲ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ

بَابُ قِرَاءَنِ كَرِيمٍ خُوبِ طَهْرٍ طَهْرٍ طَهْرٍ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن کریم طہر طہر کر پڑھو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد!
اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر طہر طہر کر پڑھو اور
مکروہ ہے کہ شعر جلدی پڑھنے کی طرح قرآن جلدی جلدی پڑھا جائے یُفَرِّقُ
بمعنی یُفَصِّلُ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فَرَقْنَاهُ بمعنی فَصَلَّنَاهُ ہے

شرح : ترتیل کے معنی طہر طہر کر پڑھنا اور ان کے ادا کرنے میں آہستگی کرنا

کہ اُن کے معانی سمجھنے میں آسانی ہو،، اور اس کے پڑھنے میں تیزی اور جلدی نہ کرنا۔
قوله قُرْآنًا فَرَقْنَاهُ ”یعنی ہم نے قرآن آہستہ آہستہ اتارا سارا ایک ہی بار نہیں اتارا
بخلاف دیگر کتب سماویہ کے کہ وہ یکجا نازل ہوئیں“

قوله وَمَا يَذَّكَّرُ ”یہ باب الترتیل پر معطوف ہے۔ یعنی باب فی بیان الترتیل و فی بیان ما یذکر
أَنْ يَحْذَرُ هَذَا الشَّعْرُ هَذَا کے معنی ہیں سوچنے کے بغیر جلدی پڑھنا جسے شعر پڑھے جاتے ہیں
قرآن کریم کی اس آیت کریمہ فَمَّا يَفْرِقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٌ ”میں یُفَرِّقُ کی تفسیر یُفَصِّلُ سے
کی“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ“ کے معنی یہ بیان فرمائے کہ قرآن کریم
کو ہم نے مفصل بیان کیا۔

ترجمہ : وائل نے کہا میں صبح کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا
ایک آدمی نے کہا میں نے گزشتہ رات مفصل سورتیں پڑھی ہیں

۴۷۲۲ —

قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ غَدَوْنَا عَلَى
عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذَا هَذِهِ
الشَّعْرَانَا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَابْنِي لَا حِفْظَ الْقُرْآنِ الَّتِي كَانَ
يَقْرَأُ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِ عَشْرَةَ سُورَةً
مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حَم

۴۷۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ

عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
فِي قَوْلِهِ تَعَالَى لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جَبْرِئِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا
يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرِفُ مِنْهُ

عبد اللہ نے کہا یہ تیزی ہے۔ شعر کی تیزی جیسی ہے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو پڑھتے سنا
نہیں اُن ہم مثل سورتوں کو یاد کرتا ہوں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ وہ مفصل کی اٹھارہ
سورتیں ہیں اور دوسورتیں جو آلِ حم سے ہیں۔

۴۷۲۲ — شرح : ایک رات میں مفصل سورتیں پڑھنے والا شخص نہیک بن سنان ہے

قرآن کے معنی طول اور قصر میں ہم مثل سورتیں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا
جائے کہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں ذکر کیا کہ مفصل سورتیں بیس ہیں اور وہاں حم
دخان اور عم یتساءلون کو مفصل میں شمار کیا ہے جبکہ یہاں اُن کو نکال دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ وہاں ان کی مراد بڑی بڑی سورتیں ہیں۔

قولہ مِنْ آلِ حَم، یعنی وہ سورتیں جن کے اوّل حم ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فلاں مِنْ آلِ فلاں
سے ہے۔ بعض نے کہا لفظ آل زائد ہے اور مراد نفس حم ہے جیسے آلِ اود سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام ہیں

۴۷۲۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ

فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِيهَا لَأُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تَحْرِيكَ بِهِ
لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْتَ فَاتَّبِعْ
قُرْآنَهُ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ إِنَّا عَلَيْنَا بَيَانَهُ قَالَ إِنَّا عَلَيْنَا
أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلسَانِكَ قَالَ فَكَانَ إِذَا آتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا
ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ

یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان شریف کو حرکت نہ دیں، کی تفسیر میں کہا۔ جب جبرائیل علیہ السلام
وحی کے ساتھ نزول کرتے (وحی لے کر آتے) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اپنی زبان
شریف اور مبارک دونوں ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے اور آپ پر یہ دشوار تھا۔ آپ سے دشواری کی
حرکت پہچانی جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورہ لَأُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ، میں ہے نازل فرمائی
لَا تَحْرِيكَ بِهِ لِسَانَكَ الْآيَةَ، یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان شریف کو حرکت نہ
دیں بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس
پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔ اور جب ہم نازل کریں تو سنتے رہیں پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (اس کے بعد) جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تو آپ گردن جھکا
لیتے (سماعت فرماتے) جب وہ چلے جاتے تو قرآن پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔
(حدیث ۴۶۰۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قِرَاءَانِ كَيْفَ الْفَاظِ مَهْمُ كَرِطُهَا

قراء کے نزدیک مد دو قسم ہے۔ ایک اصلی ہے جس حروف کے بعد الف یا واو یا
یا ہو اس کو لمبا کھینچنا۔ دوسری غیر اصلی ہے وہ یہ ہے کہ جب اس قسم کے حروف کے بعد ہمزہ
آجائے اور وہ متصل و منفصل ہے۔ متصل وہ ہے جو نفس کلمہ میں ہو اور منفصل وہ ہے جو دوسرے
کلمہ میں ہو (فتح)

۴۷۲۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ
ابْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ النَّسَّ
ابْنَ مَالِكٍ عَنِ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ
يَمُدُّ مَدًّا

۴۷۲۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ
عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ النَّسُّ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَمُدُّ بِسْمِ اللَّهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ

۴۷۲۴۔ ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے
کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (جہاں مد ہوتی) اسے خوب کھینچ کر پڑھتے تھے۔

(یعنی جو لفظ مد کا مستحق ہوتا تھا اس کو مد سے پڑھتے تھے روانگی نہیں کرتے تھے)
۴۷۲۵۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی قراءت کیسی تھی انہوں نے کہا مد والی تھی۔ پھر پڑھا :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔ رحمن کی میم پر مد پڑھتے اور رحیم کی یاء کھینچ کر پڑھتے تھے
۴۷۲۵۔ شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عاصم شیخ بخاری سے باء کے بغیر ذکر
کیا، چنانچہ انہوں نے کہا ید بسم اللہ وید الرحمن وید الرحیم بعض نے
کہا باء کو باء پر اس لئے داخل کیا کہ اسم اللہ کو بطور حکایت ذکر کیا ہے یا اس کو بصورت علم ایک کلمہ کیا ہے

بَابُ التَّرْجِيعِ

۴۷۲۶۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اِيَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَغْفَلٍ
قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ اَوْحَمَلَهُ
وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ اَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً
لَيْتَنَ يَقْرَأُ وَهُوَ يَرْجِعُ

بَابُ التَّرْجِيعِ

ترجیع کے معنی ترمید کے ہیں ترجیع صوت آواز کو حلق میں پھیرنا ہے جیسے خوش الحان لوگ
پڑھتے ہیں اسی سے اذان میں ترجیع ہے۔ یہاں ترجیع کی تفسیر قراءت میں حرکات کی ضربوں کو ایک
دوسرے کے قریب کرنا ہے۔ صاحب خیر الجاری نے کہا۔ ترجیع تدبیر اور خشوع کے ساتھ خوبصورت تلاوت کرنا
ہے۔ گانے کی ترجیع مراد نہیں؛ کیونکہ یہ شریعت مطہرہ کے منافی ہے۔ آج کل بعض قاریوں نے
قرآن کریم کی تلاوت میں گانوں کی طرز اختیار کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ (قسطانی)

ترجمہ : ابوایاس معاویہ بن قزہ بصری نے کہا میں نے عبد اللہ بن
مغفل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا کہ آپ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے؛ حالانکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار تھے۔ اونٹنی چل
رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فتح یا سورہ فتح سے آیات نرم آواز سے ترجیع کے ساتھ پڑھ رہے
تھے۔ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجیع کرنے میں دو احتمال
ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ تیز رفتار تھی
اس لئے آپ کی آواز شریف میں ترجیع معلوم ہوتی تھی۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ نے مد کے مقام
میں مد کی کیفیت میں پڑا تو اس سے ترجیع ظاہر ہوئی تھی۔ بعض نے کہا ترجیع کے معنی خوش الحانی
سے پڑھنا ہے۔ گویا وہی طرح خوش الحانی شریعت میں ممنوع ہے؛ کیونکہ یہ خشوع کے منافی ہے
جو تلاوت میں مقصود ہے (یعنی)

بَابُ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

۴۷۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى
الْحَمَلَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ
أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ
يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُوتِيتَ مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

باب۔ قرآن کریم خوبصورت آواز سے پڑھنا

۴۷۲۷۔ ترجمہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں فرمایا: اے ابو موسیٰ تم آواز کی خوبصورتی میں داؤد علیہ السلام کی آواز جیسی خوبصورتی
دیئے گئے ہو۔

۴۷۲۷۔ شرح: زمر کے لغوی معنی غنا ہیں۔ یہاں اس سے حسن
صوت مراد ہے۔ اور آل داؤد میں لفظ آل نائد ہے؛ کیونکہ حسن صوت میں وہ متفرد تھے؛
کیونکہ داؤد علیہ السلام کی آل میں سے کسی کو ان کی آواز جیسی خوبصورت آواز نہیں دی گئی مزامیر
مزامیر کی جمع ہے۔ اور وہ معروف الہ ہے۔ حسن صوت پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے؛ کیونکہ یہ ایک
دوسرے کے مشابہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام
ذیاد شریعت ستر آوازوں میں پڑھتے تھے۔ بعض اوقات ان کی قرأت سے بیمار آدمی جھومنے لگتے
تھے۔ جب وہ رونے کا ارادہ کرتے تھے تو خشکی اور سمندر کے تمام جانور خاموشی سے سنتے اور رونے
لگتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس سے کئی جنازے اٹھائے جاتے تھے۔
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ خوش الحان شخص سے قرآن کریم سننا مستحب ہے۔
ابن ابی داؤد نے ابن مسجعہ کے طریق سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش الحان نوجوان
کو اس کی خوبصورت آواز کے سبب لوگوں سے آگے بٹھاتے تھے،

اسماء الرجال: محمد بن خلف ابوبکر بغدادی حدادی ہیں۔ امام بخاری کے شیوخ میں سے

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ
۴۷۲۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ
 عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبْدِ لَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَى الْقُرْآنِ قُلْتُ
 اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي
بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ

ان کے کس شیخ ہیں۔ وہ امام بخاری کی وفات کے بعد پانچ سال بقید حیات رہے۔
 ۲۔ ابو یحییٰ کا نام عبد الحمید بن عبد الرحمن ہے۔ ان کا لقب بشیمین یعنی صوفی ہے۔ حمان بن تیمم
 کا ایک قبیلہ ہے۔ حماني میں یاد نسبت کی ہے۔ وہ دو سو دو ہجری میں فوت ہوئے۔
 ۳۔ مجزید بن عبد اللہ بن ابی بردہ۔ ابو بردہ کا نام عامر ہے۔ ابو موسیٰ کا نام عبد اللہ بن قیس ہے۔

باب۔ جس نے اپنے غیر سے
قرآن کریم سننے کو پسند کیا

۴۷۲۸۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا : اے عبد اللہ! میرے سامنے قرآن پڑھو! میں نے کہا : یا رسول اللہ! میں آپ کے سامنے قرآن
 پڑھوں، حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنے غیر سے
 قرآن سنوں!

۴۷۲۸۔ شرح : غیر سے سننے میں لطف یہ ہے کہ سننے والا تدبیر زیادہ کرتا ہے اور
 اس کا دل سماعت کے لئے متوجہ اور خالی ہوتا ہے اور وہ قاری کی نسبت قرأت
 کی طرف زیادہ راغب ہوتا ہے کیونکہ قاری قرأت اور اس کے احکام میں مشغول ہوتا ہے۔

۴۷۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينُ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَى
قُلُوبِنَا وَمَقُولَ اللَّهِ اقْرَأْ عَلَيْكَ وَحَلِيكَ أُتِرَ قَالَ نَعَمْ
فَقَرَأْتُ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى آتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ فَكَيْفَ
إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ
شَهِيدًا قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ
تَذَرِفَانِ

بَابُ فِي كَمْ يَقْرَأُ الْقُرْآنُ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى
فَاقرءوا مَا تيسر منه

باب سننے والے کا قاری سے کہنا "حسبک"،

۴۷۲۹ - ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد اللہ! مجھے قرآن سناؤ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو سناؤں، حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کی۔ حتیٰ کہ اس آیت کریمہ فکیف إذا جئنا من کل امة بشہید و جئنا بک علی ہؤلاء شہیداً، تک پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس اب کافی ہے۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں (حدیث ۴۷۲۹ کی شرح دیکھیں)

باب کتنی مدت میں تمام قرآن پڑھا جائے

۴۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ
نَظَرْتُ كَمَا يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُورَةً أَقَلَّ
مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ
قَالَ سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ
أَخْبَرَهُ عُلُقَمَةُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ
فَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ
سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن سے جو آسان ہو پڑھو!

شرح الباب : اس میں مدت ذکر نہیں کی، کیونکہ اس کے متعلق کوئی حد معین مذکور نہیں
لیکن مراد یہ ہے کہ اس میں اس شخص کا رد ہے۔ جو کہتا ہے کہ ایک رات دن میں کم از کم قرآن کریم کے
چالیس اجزاء سے ایک جزء پڑھنا چاہیے۔

قرآن پڑھنے کی عدم تحدید کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو
پڑھو! یہ عام ہے۔ قرآن کریم کے جزء سے اقل اور اکثر کو شامل ہے۔ اس کا مقتضی کوئی جزء معین
محدود نہیں اور نہ ہی اس کا وقت معین ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : سفیان نے کہا مجھے ابن شبرمہ نے کہا : میں نے دیکھا اور تامل کیا
۴۷۳۰۔ کہ (نماز میں) آدمی کو کتنی آیتیں کافی ہیں۔ پس میں نے تین آیات

سے کم کوئی سورت نہ پائی تو میں نے کہا کسی کو یہ مناسب نہیں کہ (نماز میں) تین آیات سے کم پڑھے سفیان
نے کہا ہمیں منصور نے ابراہیم، عبد الرحمن بن یزید اور علقمہ کے ذریعہ ابوسعود انصاری سے خبر دی عبد الرحمن
نے کہا میں نے علقمہ سے اس حال میں ملاقات کی جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ انھوں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا جو سورہ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں رات کو پڑھ لے وہ سارا قرآن
پڑھنے سے کفایت کرتی ہیں۔

۴۷۳۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ
عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أُنْكَحَنِي ابْنُ امْرَأَةٍ ذَاتِ
حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَيْفَتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْضِهَا فَيَقُولُ نَعَمْ
الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطْلُ الْإِنْفِرَاشَ وَلَمْ يُفْتَشْ لَنَا كِنْفَامُذْ أَتَيْنَاهُ
فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقِيَتِي بِهِ
فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ
لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قِيلَ
قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَهُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ

۴۷۳۰۔ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں تین آیات

مقدار ذکر کی ہے۔ لیکن یہ تحدید واجب اور مسنون نہیں۔ قولہ کھد یکنی،
اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ نماز میں کتنی آیتیں کفایت کرتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک دن رات میں
مطلقاً کتنا قرآن پڑھ لینا کافی ہے۔ ظاہر یہی ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی تفسیر میں مذکور ہے۔

اسماء رجال : ابن شبرمہ بضم الشین و بضم الراء اور باء ساکن ہے جبکہ میم مفتوح ہے۔ ان
کا نام عبد اللہ ہے۔ وہ کوئی قاضی اور اہل کوفہ میں بہت بڑے فقیہ تھے،
ان کا تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ عقیف، عاقل اور حدیث
میں ثقہ تھے۔ شاعر، خوش خلق اور سخی تھے۔ کوفہ کے علاقہ میں ابو جعفر کے قاضی تھے۔ ایک سو چوالیس ہجری
میں وفات پائی ۲۔ علی بن مدینی ۳۔ سفیان بن عیینہ ۴۔ منصور بن معتمر ۵۔ ابراہیم نخعی ۶۔
عبد الرحمن بن یزید ۷۔ علقمہ بن قیس اور ابو مسعود انصاری ہیں رضی اللہ عنہم، قولہ قال علیؑ یہ مذکور
حدیث کا تتمہ ہے۔

۴۷۳۱۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میرے والد نے میرا نکاح خاندانی

عورت سے کیا اور وہ اپنی بہو سے اس کے شوہر کا حال دریافت کرتے رہتے تھے
وہ کہتی تھی وہ اچھا آدمی ہے۔ جب سے میں آئی ہوں میرے بستر پر قدم نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میرے لئے

قُلْتُ أَطِيقُ أَكْثَرَهُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَفْطِرُ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ
 أَطِيقُ أَكْثَرَهُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ
 صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلَيْتَنِي
 قَبْلْتُ رُخْصَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ أَتَى كَبُرَتْ
 وَضَعْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِ السَّبْعِ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ
 وَالَّذِي يَقْرُؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ
 وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَا يَأْمًا وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُمْ كَرَاهِيَةً
 أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
 وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ

قضاء حاجت کی تفحص کی۔ جب عمرو بن عاص پر یہ بات لمبی ہوئی تو انھوں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ (عبداللہ نے کہا) میں نے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا تم روزے کیسے رکھتے ہو۔ میں نے کہا ہر روز روزہ سے ہوتا ہوں۔ فرمایا قرآن کتنے دنوں میں ختم کرتے ہو۔ عرض کیا ہر رات قرآن ختم کرتا ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کرو اور ہر مہینہ میں ایک بار قرآن ختم کیا کرو۔ عبداللہ نے کہا میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: ہر جمعہ میں تین روزے رکھا کرو! میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: دو روزا افطار کرو اور ایک دن روزہ رکھا کرو! میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: افضل روزے رکھو جو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرو اور سات دن میں ایک بار قرآن ختم کرو۔ کاش کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لیتا؛ کیونکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور کمزور ہو گیا ہوں۔ عبداللہ بن عمر اپنے بعض اہل کو قرآن کا ساتواں حصہ لیا کرتے تھے۔ اور جو وہ پڑھتے تھے دن میں اس کا دور کر لیتے تھے تاکہ رات کو پڑھنے میں آسانی رہے۔ اور جب قوت حال

کرنا چاہتے تھے تو چند روز افطار کرتے تھے اور افطار کے دن شمار کر لیتے تھے اور افطار کے دنوں کی مثل روزے رکھتے تھے، کیونکہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ وہ ایسی شئی ترک کر دیں جس پر پابندی کرتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی جاتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض نے کہا کہ تین رات میں ایک بار قرآن ختم کرے یا پانچ میں یا سات میں ختم کرے۔ ان روایات میں سے بیشتر روایات سات رات کی ہیں۔

۴۷۳۱ - مشرح : قوله كُنْتُمْ لِفَتْحِ الْكَافِ اور نون مشددة بمعنى بهو ہے۔ قوله لَمْ يُفْتَشْ لَنَا كُنْفًا، كنف یعنی پردہ اور کنارہ ہے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی بیوی کی مراد یہ ہے کہ وہ اُن سے جماع نہیں کرتے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان دو جملوں: لَمْ يُفْتَشْ لَنَا فِرَاشًا لَمْ يُفْتَشْ لَنَا كُنْفًا کا مقصد کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ کی بیوی کی مراد یہ ہے کہ وہ ہم سے جماع نہیں کرتے تاکہ ہمارے بسترے پر قدم رکھے اور نہ ہی ہمارے پاس کھانا کھاتے ہیں تاکہ قضاء حاجت کی جگہ تلاش کریں

الحاصل اس عورت نے پہلے عبد اللہ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ رات بھر نماز میں کھڑے رہتے ہیں اور دن کو روزے سے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی شکایت کی کہ وہ اُس سے جماع نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اُن کے پاس کھانا کھاتے ہیں۔ یہ سن کر عبد اللہ کے والد عمرو رضی اللہ عنہ عبد اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں علامت کرنا شروع کیا اور کہا میں نے قریش کی خاندانی خاتون کے ساتھ تمہارا نکاح کیا، لیکن تم اس سے علیحدہ رہتے ہو۔ پھر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذکور مشکوٰی عرض کیا تو آپ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور اُن سے فرمایا جو بھی فرمایا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ علماء نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کے پاس تشریف لے گئے۔ بعض نے کہا آپ کی عبد اللہ سے اتفاقا ملاقات ہو گئی تھی۔

قوله: أَطِيقُ أَكْثَرَهُ مِنْ ذَلِكَ، اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہیں؛ کیونکہ عبد اللہ کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر آسانی کرنا چاہتے ہیں اور اس پر تخفیف کا ارادہ فرماتے ہیں۔ آپ کا یہ حکم وجوبی نہ تھا بلکہ استحائی تھا۔

قوله صُمًّا أَفْضَلُ الصَّوْمِ الخ یعنی افضل روزے رکھو جو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔

امام قسطلانی نے کہا: داؤدی نے اس مقام میں اشکال ذکر کیا ہے کہ ہفتہ میں تین روزے ایک دن افطار اور ایک دن روزہ سے زیادہ ہیں جبکہ عبد اللہ بن عمرو کا مقصود روزہ میں ترقی تھا اور ہر ہفتہ میں تین روزے داؤد علیہ السلام کے روزوں سے زیادہ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے

۴۳۲۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ
عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَمْرٍو قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ
وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ
وَأَخْبَيْتَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ
قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً حَتَّى قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ

کہ اس کلام میں تقدیم و تاخیر واقع ہو (فتح الباری) یہ بات ظاہر ہے کہ اگر ہفتہ میں تین روزے رکھیں
تو چار دن یقیناً افطار ہوگا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہفتہ میں چار دن ہوتے ہیں۔
نیز ہفتہ میں متواتر تین روزے رکھنا ایک دن روزہ اور ایک دن افطار سے آسان ہیں (تفسیر القاری)
اس مقام میں یہ بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو
روزوں یا قراءتِ قرآن میں حکم و جواب کے لئے نہیں اسی طرح زیادتی سے بھی تحریم کے لئے نہیں
بلکہ امر استحباب پر محمول ہے، اور نہ ہی تنزیہی کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!
ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ قرآن کتنے دنوں میں پڑھتے ہو۔

۴۳۳۔ ترجمہ: یحییٰ نے محمد بن عبد الرحمن مولى بن زہرہ سے روایت کی۔
اُنھوں نے ابوسلمہ سے روایت کی۔ یحییٰ نے کہا میرا گمان ہے کہ میں نے
ابوسلمہ سے سنا اُنھوں نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا قرآن ایک مہینہ میں پڑھا کر دے! میں نے عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ کی قوت ہے۔ حتیٰ کہ
آپ نے فرمایا: سات دن میں قرآن ختم کیا کر دے! اس پر زیادہ نہ کر دے!

۳۲۔ ۴۳۳۔ شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: لا تزد، کا مقتضی یہ ہے

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

۴۳۴ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَو بْنِ مَرْوَةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيثِ

کہ اس پر زیادتی جائز نہیں؛ لیکن یہ حکم خصوصاً مخاطب کے ضعف اور عجز کے لحاظ سے ہے یا نہی تحریم کے لئے نہیں؛ حالانکہ ابی بن کعب قرآن کریم آٹھ دن میں ختم کر لیا کرتے تھے۔ جبکہ اسود جھو دن میں اور علقمہ پانچ دن میں ختم کرتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل اور دیگر بعض حضرات کے متعلق مروی ہے کہ وہ ایک دن میں ختم کرتے تھے، ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی اور تمیم الداری ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔ ابو عبیدہ نے ذکر کیا کہ سلیم ایک رات میں تین بار قرآن ختم کرتے تھے۔ صاحب توضیح نے کہا ہمیں بکثرت یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دن اور رات میں آٹھ بار ختم کرتے تھے سلی نے کہا میں نے شیخ ابو عثمان مغربی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن کاتب قرآن کریم دن میں چار بار اور رات میں بھی چار بار ختم کرتے تھے (یعنی)

قوله وَأَخْبَرَنِي «اس کا قائل یحییٰ بن ابی کثیر ہے۔ یعنی میرا گمان ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا ہے یحییٰ ابوسلمہ سے یہ حدیث بیان کرتے تھے۔ پھر اس میں توقف کیا اور غور کیا کہ انہوں نے یہ محمد بن عبد الرحمن کے واسطے سے سنا ہے۔ یہ کلام انہیں مضر نہیں کیونکہ یحییٰ ان راویوں میں سے ہیں جنہوں نے ابوسلمہ سے روایت کی ہے اور باب الصیام میں ادزاعی کے طریق سے گزرا ہے کہ یحییٰ نے ابوسلمہ سے سماعت کی تصریح کی ہے اور توقف نہیں کیا واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قُرْآنِ پڑھتے وقت رونا

یہ عارفین کی صفت اور کاملین کا طریقہ اور صالحین کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَىَّ قَالَ قُلْتُ اقْرَأْ عَلَيْكَ
وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي أَشْتَرِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأْتُ الشَّعَاءَ
حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى
هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ لِي كُفَّ أَوْ أَمْسِكَ فَرَأَيْتُ عَيْنِي تَذَرِفَانِ يَعْنِي
تَسْفِجَانِ

اَوْ تَوَالِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا تَنَلَّى عَلَيْهِمْ يَخْرُؤْنَ لِلْأَذْقَانِ مُجَدِّدًا ۖ بے شک جنہیں اس کے
اُترنے کا علم ملا جب اُن پر پڑھا جاتا ہے۔ ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ یعنی روتے ہوئے سجدہ
میں گر پڑتے ہیں۔

۴۷۳۴۔ ترجمہ: یحییٰ نے کہا بعض حدیث عمرو بن مرثہ سے مذکور ہے۔ عبد اللہ نے کہا
مجھے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۴۷۳۵۔ ترجمہ: عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مجھے قرآن سناؤ! میں نے عرض کیا: میں کیسے آپ کو قرآن سناؤں؟

حالانکہ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن سنوں! عبد اللہ نے کہا
میں نے سورہ نساء پڑھی حتیٰ کہ جب اس آیت کریمہ: فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ
عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۖ اُنکھیں فرمایا: رک جاؤ اور میں نے آپ کی آنکھیں آنسو بہاتی دیکھیں،

۴۷۳۵۔ شرح: ابن ابی حاتم اور طبرانی وغیرہ نے یونس بن محمد بن فضالہ کے طریق سے
روایت کی کہ محمد بن فضالہ نے کہا: بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی ظفر قبیلہ

میں ان کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود اور چند صحابہ کرام تھے۔ آپ نے ایک
قدی کو حکم دیا تو اُس نے پڑھا: جب اس آیت کریمہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا الْآلِیَہِ تَکْ پہنچا تو سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم رونے لگے حتیٰ دائرہ شریف کے دونوں کناروں اور رخساروں پر ہاتھ رکھ لے اور فرمایا اے میرے
پروردگار میں لوگوں پر یہ گواہی دوں گا جن میں موجود ہوں۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کو میں نے
بظاہر نہیں دیکھا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے زہد میں سعید بن مسیب کے طریق سے
روایت ذکر کی کہ ہر روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی اُمت صبح و شام پیش کی جاتی ہے۔ پس

۴۷۳۶۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ
قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتَ اقْرَأْ
عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي أَحَبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي

بَابُ مَنْ رَأَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ
تَأْكُلَ بِهِ أَوْ خَرَبَهُ

۴۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا
الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلَيَّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا تَيُّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَّتْ أَعْيُنُ الْإِنْسَانِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی علامتوں اور ان کے اعمال کے باعث انہیں پہچانتے ہیں۔ اس لئے اُن پر گواہی دیں گے
(یعنی) (حدیث : ۴۷۳۸ جلد : ۶ کی شرح دیکھیں)

۴۷۳۶۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا : میرے
سامنے قرآن پڑھو! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے سامنے قرآن پڑھوں،

حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن پاک سنوں،
رقیس بن حفص امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ۲۲۹ ہجری میں فوت ہوئے ان کا اسناد یہی ہے جو اس
حدیث کا اسناد ہے)

بَابُ جَسْ نِيَاكَارِي يَا دُنْيَا حَاصِلِ كَرْنِي
يَا فُخْرِي كِي طُورِ پَرِ فُتْرَانِ پَرِ هَا،

سَفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمُرُّونَ مِنْ
 الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ السَّمُّ مِنَ التَّغْمِيَةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ
 فَإِنَّمَا لَقِيَتْهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
 ۴۷۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ
 عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ الشَّيْبِيِّ عَنْ
 أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ

ایک روایت میں ”اَوْ فُجِّرَ بِهِ“ جیم سے مذکور ہے۔ یعنی قرآن کریم کو مایہ فسق و فجور کرنا اور
 موسیقی کے نغمات سے پڑھنا اور کلمات اور اعراب کا حق ادا نہ کرنا بھی فجور میں داخل ہے۔

ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو یہ فرماتے سنا۔ آخر زمانہ میں نوجوان بے وقوف لوگ ظاہر

ہوں گے۔ مخلوق سے بہترین ذات کا قول ذکر کریں گے وہ اسلام سے اس طرح باہر نکل جائیں گے۔ جیسے تیر
 شکار سے گزر جاتا ہے۔ ایمان اُن کے حلقوں (گلوں) سے نیچے اترے گا۔ تم جہاں بھی ان کو پاؤ انہیں قتل
 کر دو؛ کیونکہ ان کو قتل کرنے میں قیامت میں اجر ملے گا۔ (حدیث ۲۴۹۹ ج ۵: کی شرح دیکھیں)

حدیث کی عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے ”يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ“ جبکہ
 حدیث میں خیر کو قول سے مقدم ذکر کیا ہے۔ یعنی آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والے نوجوان کم عقل جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے استدلال کریں گے یا معنی یہ ہے کہ وہ بہترین چیز سے اخذ کریں گے جو لوگ کلام کرتے
 ہیں اور وہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ معنی ترجمہ کے زیادہ مناسب ہے۔

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں ایک قوم ظاہر ہوگی تم

اپنی نمازیں ان کی نمازوں کی نسبت حقیر سمجھو گے اور ان کے روزوں کی نسبت اپنے روزوں کو اور ان کے
 عملوں کی نسبت اپنے عملوں کو حقیر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلقوں سے نیچے اترے گا وہ دین

مَعَ صَلَاتِهِمْ وَنَحْيَا مَكْمَ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ
وَيَقْرُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ
كَمَا يَمُرُّ الْمَتْنُ مِنَ الرَّيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا فِي
الْقَدَحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَتَمَارَى
فِي الْفُوقِ

سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرشکار سے پار کر جاتا ہے۔ شکاری اس کے پیکان کو دیکھتا ہے اس میں
کچھ نہیں دیکھتا وہ تیر کی لکڑی پر نظر کرتا ہے تو کچھ نہیں دیکھتا وہ تیر کے پر کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز دکھائی نہیں
دیتی۔ سو فار میں شک کرتا ہے کہ اس میں کوئی شے ہو۔

شرح : یہ نوجوان کم عقل لوگ ظاہر ہوں گے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور
۴۶۳۸ — ان کے ساتھیوں میں اختلاف ہوگا۔ تو ان میں ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے ساتھیوں میں سے نکل جائے گا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر پابند رہنے کے دعویدار
ہوں گے اور مسلمانوں کی تکفیر کریں گے۔ ان کو خارجی کہا جاتا ہے۔ امام قسطلانی نے خطاب سے نقل کیا،
مسلمان علماء کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہے کہ خارجی مسلمان فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ ان کی
عورتوں سے نکاح وغیرہ کرنا اور ان کے ذباحہ کھانا جائز ہے۔ ان کی شہادت بھی قابل قبول ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا یہ لوگ منافق ہیں؟ منافق اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ یہ لوگ صبح و
شام نمازیں پڑھتے ہیں۔ پھر پوچھا گیا یہ لوگ کون ہیں فرمایا یہ مفتون ہیں اور فتنہ میں اندھے اور بہرے ہو گئے
ہیں۔ مجمع البحار میں ذکر کیا کہ یہ لوگ دین اسلام میں ایسے داخل پھر خارج ہوں گے اور ان کو اسلام سے
کچھ حاصل نہ ہوگا جیسے تیرشکار میں داخل ہو کر باہر نکلتا ہے تو وہ خون اور غلاظت میں سے تیزی سے گزر
جاتا ہے اور ان میں سے کوئی شے تیر کو نہیں لگتی۔ اسی طرح یہ لوگ دین اسلام سے تیزی سے نکل جائیں گے
اور انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے ابن عربی نے خوارج کے کفر پر استدلال کیا ہے۔

در مختار میں ذکر کیا کہ خوارج وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیاسی قوت حاصل کی اور عسکری نظام مرتب
کیا اور تاویلات فاسدہ سے امام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جبکہ وہ امام وقت کو عاصی اور کافر کہتے
تھے اور اس سے جنگ کرنا جائز سمجھتے تھے۔ وہ اہلسنت و جماعت مسلمانوں کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں اور
ان کے مال اپنے لئے مباح جانتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قید کرنا مناسب خیال کرتے ہیں اور نبی کریم

۴۷۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْمَجَةِ
طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَا يَعْمَلُ
بِهِ كَالْثَمَرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمِثْلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمِثْلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي
لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَخَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو انھوں نے کہا تھا۔ تمام فقہاء کا
ان کے باطنی ہونے پر اجماع ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب البغاء میں ذکر کیا جیسے ہمارے زمانہ
میں محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار ہیں۔ یہ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غلبہ پالیا وہ اپنے آپ کو
حنبلی کہتے ہیں اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی مسلمان ہیں اور جس کا عقیدہ ان کے اعتقاد کے خلاف
ہے وہ کافر اور مشرک ہے۔ اس لئے وہ اہل سنت عوام اور ان کے علماء کا قتل مباح جانتے ہیں۔
(اعاذنا اللہ منہم)

قولہ تیماری فی الفوق، یعنی سوار پر شاؤ کچھ ہوگا۔ بعض نے کہا یہ راوی کا شک ہے کہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فوق کو ذکر کیا یا نہیں (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۲۳۷۹ جلد ۵ میں گزری ہے۔
ترجمہ: انس بن مالک اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ
سنگترے کی مانند ہے کہ اس کا مزہ اچھا اور بو بھی اچھی ہے اور جو مؤمن قرآن نہیں پڑھتا اور اس پر عمل کرتا
ہے۔ وہ کھجور کی مانند ہے۔ اس کا مزہ اچھا نہیں ہے اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ ریحان کے
پھول کی طرح ہے اس کی بو اچھی ہے لذت نہیں ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی
ماند ہے۔ اس کا مزہ کڑوا اور بو بھی اچھی نہیں۔ (حدیث ۴۷۹۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اقْرَؤُا الْقُرْآنَ مَا اسْتَلَفْتَ قُلُوبُكُمْ

۴۷۴۰۔ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي
عُمَرَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اقْرَؤُا الْقُرْآنَ مَا اسْتَلَفْتَ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَمُؤَمَّرَةٌ
۴۷۴۱۔ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي مَطِيعٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ
الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَؤُا الْقُرْآنَ

بَابُ قِرَآنِ كِی تِلَاوَتِ كِر وَجِبِ تَك تہہ سارے دل الفت کریں،

۴۷۴۰۔ — ترجمہ : جُنْدُب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا قرآن پڑھو جب تک تہا سے دل الفت کریں اور جب قرآن کے معانی میں اختلاف
کرہ تو اٹھ جاؤ۔

۴۷۴۱۔ — شرح : یعنی جب تک قرآن کی قراءت سے دل لگا رہے تو قرآن
پڑھتے رہو۔ جب دل اچاٹ ہو جائے تو چھوڑ دیا کیونکہ
حصنِ قلب کے بغیر قرآن پڑھنا نہایت ہی غیر موزوں ہے (طیبی)

علامہ کرمانی نے کہا بظاہر مراد یہ ہے کہ جب تک پڑھنے والوں میں انس و الفت رہے
اور اختلاف نہ ہو تو قرآن پڑھو اور جب اختلاف ہونے لگے تو اٹھ جاؤ! ابن جوزی نے کہا حضرات
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف قراءت اور لغت میں تھا اس لئے انہیں حکم دیا گیا کہ اختلاف قراءت
کے وقت اٹھ جاؤ تاکہ ایک دوسرے کی قراءت کا اختلاف نہ ہونے پائے، ورنہ ایک دوسرے کی قراءت

مَا اتَّخَذْتُ عَلَيْهِ قُلُوبَكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِقُومُوا عِنْدَ تَالِعِ
 الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يُرْفَعْ
 حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانٌ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ
 جُنْدُبًا يَقُولُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ
 عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدُبُ بْنُ أَحْمَرَ وَأَكْثَرُ

کا انکار لازم آئے گا۔

ترجمہ : — ۴۷۴۱ — جذب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جب تمہارے دل مجھے میں قرآن پڑھتے رہو۔ جب اختلاف کرنے لگو تو اٹھ جاؤ! حارث بن عبید اور سعید بن زید نے ابو عمران سے روایت کرنے میں سلام بن ابی مطیع کی متابعت کی اور مذکور حدیث کو حماد بن سلمہ اور ابان نے مرفوع ذکر نہیں کیا۔ غندر نے شعبہ کے ذریعہ ابو عمران سے روایت کی کہ میں نے جذب سے ان کا قول سنا۔ اور ابن عون نے ابو عمران، عبد اللہ ابن صامت کے ذریعہ عمر فاروق کا قول ذکر کیا ہے۔ اور جذب کی روایت اصح اور اکثر ہے۔

شرح : — ۴۷۴۱ — یہ مذکور حدیث کا دوسرا طریق ہے۔ اس کو عمرو بن علی نے ذکر کیا ہے۔ اور حارث بن عبید اور سعید بن زید نے سلام بن ابی مطیع کی مطابعت کی ہے اور حماد بن سلمہ اور ابان بن یزید عطار نے مذکور حدیث کو جذب پر موقوف ذکر کیا ہے۔ لیکن مسلم نے ابان کی حدیث مرفوع ذکر کی ہے، چنانچہ انھوں نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ

ابو عمران نے کہا ہم سے جذب نے بیان کیا کہ ہم کو فہم میں کس لڑکے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تک تمہارے دل قرآن سے الفت اور انس کریں تو پڑھو! جب مختلف ہو جائیں تو اٹھ جاؤ! شاید بخاری کو ابان کی روایت موقوف ملی ہے اسی لئے کہا کہ حماد اور ابان نے مرفوع نہیں کیا۔

قولہ قال غندر، محمد بن جعفر کا لقب غندر ہے۔ یعنی غندر نے مذکور حدیث شعبہ، ابی عمران جونی کے ذریعہ موقوف ذکر کی ہے۔ مرفوع نہیں کی۔ قولہ قال ابن عون، عبد اللہ بن عون مشہور امام ہیں اور ابو عمران کے ہم عصر ہیں یعنی عبد اللہ بن عون نے یہ حدیث ابو عمران اور عبد اللہ بن صامت کے ذریعہ عمر فاروق سے روایت کی ہے اور جذب کی حدیث کا اسناد صحیح تراود اکثر ہے۔ واللہ و سولہ اعلم!

۴۷۲۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ جَوْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ الثَّزَالِيِّ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ
سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةَ تَسْمِعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَا فِيهَا
فَأَخَذَتْ بَيْبَهُ فَانْطَلَمَتْ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ كَلَّا كَمَا تَحْسِنُ فَاقْرَأْ أَكْبَرُ عَلَيَّ قَالَ فَإِنْ مَن كَانَ قَبْلَكُمْ
اُخْتَلَفُوا فَأَهْلَكَهُمْ

۴۷۲۲۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی
سے سنا کہ وہ ایک آیت کریمہ پڑھتا تھا جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سنی تھی۔
میں نے اس کا نام پوچھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم دونوں
اچھا پڑھتے ہو۔ تم دونوں پڑھو۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور
وہ ہلاک ہو گئے۔

۴۷۲۲۔ شرح : یعنی قراءت میں تم دونوں اچھے ہو اسی طرح پڑھا کرو!
اختلاف اچھا نہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میرا غالب گمان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو
ہلاک کر دیا۔ اس مقام میں جاننا ضروری ہے کہ اختلاف سے مراد لغات سبعہ کا اختلاف ہے یا وہ جو متواتر
نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اختلاف رحمت ہے جیسے واو کی زیادتی یا کمی میں اختلاف ہو جائے جیسے قالوا
اتخذ الله ذلداً، بعض ذالوا پڑھتے ہیں یا جمع، افراد میں اختلاف ہو جیسے كُتِبَ السَّجْدُ لِلَّهِ
بعض الکتاب پڑھتے ہیں یا صرف میں اختلاف ہو گا ذالبا یا فتح کسر میں ہو جیسے : وَمَنْ
يَقْنَطُ لِبَعْضٍ مِّنْ يَّهْنُطُ پڑھتے ہیں۔ یا نحوی اختلاف ہو جیسے ذی العرش المجید
کو مرفوع و مجرور پڑھتے ہیں یا لغات میں اختلاف ہو جیسے امالہ اور لغیم وغیرہ بعض نے سبعہ
حروف کی تفسیر میں کہا کہ وہ یہ وجوہ اختلاف ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

عظیم فائدہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق قرآن جمع کیا جو متواتر منقول ہے۔ اس میں کچھ زیادتی یا نقصان نہیں اور جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہی لکھا۔ اس میں ذرہ بھر تقدیم و تاخیر نہیں کی۔ جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ترتیب بتلاتے تھے جواب قرآن میں ترتیب ہے۔ یہ ترتیب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذکر کرنے سے آپ نے فرمائی ہے؛ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام والسلام جب کوئی آیت لے کر نازل ہوتے تو دربار رسالت میں عرض کرتے یہ فلاں آیت کے بعد یا پہلے پڑھی جائے یا لکھی جائے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِينَ
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ •

غلام رسول رضوی

۲۸۔ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ ہجری

۲۲/۸۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرس

تَقْدِیْمِ الْخُجَایِ

حصہ ہفتم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳	سُورَةُ اَعْد	۳	انیسواں پارہ
۱۱۰	سُورَةُ اِبْرٰہِیْم		
۱۱۸	سُورَةُ حَج	۱۰	سورہ برأت
۱۳۳	سُورَةُ النمل	۱۵	سورہ حجر
۱۳۹	سُورَةُ بَنی اِسْرٰیئِل	۳۰	مؤلفۃ القلوب
۱۴۷	انسان کی میت پاک ہے	۵۹	حضرت خذیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ
۱۶۲	شجر ملعونہ کا فتنہ		جامع قرآن
۱۷۱	سُورَةُ الْکٰہِنِ	۶۰	سُورَةُ یٰس
۱۹۸	سُورَةُ مَرْیَمَ عَلَیْہَا السَّلَام	۶۵	حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرعون
۲۰۸	سُورَةُ طٰہ		سے فتویٰ لینا
۲۱۹	سُورَةُ الْاَنْبِیَاءِ	۶۵	فرعون کے جواب کا متن
۲۲۵	سُورَةُ الْحَج		فرعون کی لاش باہر کیوں پھینکی گئی۔
۲۲۷	حضرموت کا واقعہ		کیا فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا
۲۳۴	سُورَةُ الْمُؤْمِنِیْنَ	۶۷	سورہ ہود
۲۳۶	سُورَةُ النُّوْرِ	۷۳	باب۔ اللہ کا تخت پانی پر تھا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲۳	سُورۃ جاثیہ	۲۷۹	سُورۃ فرقان
۴۲۶	سُورۃ احقاف	۲۹۰	سُورۃ الشعراء
۴۲۳	سُورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)	۲۹۷	سُورۃ نمل
۴۲۷	صلہ رحمی کی تفضیل	۲۹۹	سُورۃ قصص
۴۲۸	سُورۃ فتح	۳۰۷	سُورۃ عنکبوت
۴۵۲	سُورۃ حجرات	۳۰۸	سُورۃ روم
۴۵۸	سُورۃ قی	۳۱۴	سُورۃ لقمان
۴۶۷	سُورۃ الذاریات	۳۱۵	لقمان کون تھے
۴۷۲	سُورۃ طور	۳۱۸	سُورۃ تنزیل سجدہ
۴۷۷	سُورۃ نجم	۳۱۹	سُورۃ سجدہ
۴۹۳	سُورۃ اقتضیۃ الساعۃ	۳۲۲	سُورۃ احزاب
۵۰۸	سُورۃ رحمان	۳۲۸	سُورۃ سبا
۵۱۹	سُورۃ واقفہ		بیسواں پارہ
۵۲۶	سُورۃ حدید		سُورۃ ملائکہ
۵۲۸	سُورۃ مجادلہ	۳۵۵	سُورۃ یسین
۵۲۹	سُورۃ حشر	۳۵۶	سُورۃ الصافات
۵۴۱	سُورۃ ممتحنہ	۳۶۱	سُورۃ ص
۵۴۷	عورتوں کا بال لمبے کرنا	۳۶۵	سُورۃ زمر
۵۵۲	سُورۃ صف	۳۷۲	سُورۃ مومن
۵۵۵	سُورۃ جمعہ	۳۸۷	سُورۃ حم السجدہ
۵۵۸	سُورۃ منافقین	۳۹۱	سُورۃ حم عشق
۵۷۲	سُورۃ قنابن	۴۰۲	باب - مگر قرابت کی محبت
۵۷۳	سُورۃ طلاق	۴۰۴	سُورۃ زخرف
۵۷۹	سُورۃ تحسیم	۴۰۵	سُورۃ حم دخان
۵۹۳	سُورۃ ملک	۴۱۲	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶۸	سُورَةُ وَالصَّحٰفِ	۵۹۲	سُورَةُ ن وَالصَّحٰفِ
۴۷۱	حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وحی لانے میں تاخیر کا سبب	۵۹۹	سُورَةُ الْحَاقَّةِ
۴۷۲	سُورَةُ الْمُنَافِقِ	۶۰۱	سُورَةُ سَالِ سَائِلِ
۴۷۴	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۰۳	سُورَةُ نُوْحٍ
۴۷۵	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۰۴	سُورَةُ الْحٰقَّةِ
۴۸۶	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۰۶	سُورَةُ مَدَنٍ
۴۸۷	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۰۹	سُورَةُ مَدَنٍ
۴۸۸	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۱۰	سُورَةُ مَدَنٍ
۴۹۰	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۱۴	سُورَةُ قِيَامَةِ
۴۹۲	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۲۱	سُورَةُ صٰلِ اٰتٰی عَلٰی الْاِنْسَانِ (دوسرا)
۴۹۳	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۲۳	سُورَةُ مَرْسَلَاتِ
۴۹۴	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۲۹	سُورَةُ عَمِّ يَمِيْنِ
۴۹۵	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۳۲	سُورَةُ نَارِغَاتِ
۴۹۶	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۳۳	سُورَةُ عَبَسَ
۴۹۷	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۳۷	سُورَةُ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ
۴۹۸	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۳۹	سُورَةُ اِذَا السَّمَاءُ اِنْفَطَرَتْ
۴۹۹	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۴۰	سُورَةُ وَیْلَ الْمُنْتَظَرِ
۵۰۰	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۴۲	سُورَةُ اِذَا السَّمَاءُ اُنْفُثَتْ
۵۰۳	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۴۵	سُورَةُ بُرُوجِ
۵۰۵	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۴۶	سُورَةُ طٰرِقِ
۵۰۹	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۴۷	سُورَةُ نٰحِیْ
۵۱۳	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۴۹	سُورَةُ هَلِ اٰتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ
۵۱۸	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۵۲	سُورَةُ الْفَجْرِ
۵۱۹	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۵۳	سُورَةُ عَادِ
۵۲۲	سُورَةُ الْاٰنِ	۶۵۵	سُورَةُ لَا اِقْسَمُ
	کتاب فضائل قرآن	۶۵۷	سُورَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحٰی
		۶۶۰	سُورَةُ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸۹	باب - بچوں کو قرآن پڑھانا	۷۲۷	قرآن قریش و عرب کی زبان میں نازل ہوا۔
۷۹۱	باب - قرآن بھول جانا	۷۳۰	باب - قرآن کا جمع کیا جانا۔
۷۹۳	باب - جس شخص نے یہ کہنے میں حرج نہ سمجھا کہ وہ کسے سورۃ بقرہ اور فلاں فلاں سُورۃ۔	۷۳۸	باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا ذکر۔
۷۹۴	باب - قرآن کریم خوب خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔	۷۴۱	باب - قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا۔
۷۹۸	باب - قرآن کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔		باب - حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پیش کرتے تھے۔
۸۰۰	باب ترمیم		
۸۰۱	باب - قرآن کریم خوبصورت آواز سے پڑھنا۔		
۸۰۲	باب - جس نے اپنے غیر سے قرآن کریم سننے کو پسند کیا۔		
۸۰۳	باب - سننے والے کا قاری سے کہنا ”خُشِک“	۷۵۷	باب - سورۃ فاتحہ کی فضیلت
۸۰۴	باب - کتنی مدت میں تمام قرآن پڑھا جائے۔	۷۶۱	سورۃ بقرہ کی فضیلت
۸۰۹	باب - قرآن پڑھتے وقت رونا	۷۶۳	سورۃ فتح کی تفسیر
۸۱۹	باب - جس نے ریاکاری یا دُنیا حاصل کرنے یا فخر کے طور پر قرآن پڑھا۔	۷۶۴	قل هو اللہ احد کی فضیلت
۸۱۵	باب - قرآن کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل الفت کریں۔	۷۶۹	باب - قرآن مجید کی قراءت کے وقت فرشتوں اور رحمت کا نازل ہونا۔
		۷۷۶	باب - جو قرآن کے سبب بے نیاز نہ ہوا۔
		۷۷۸	باب - قرآن پڑھنے والے پر رشک کرنا۔
		۷۸۰	تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اس کی تعلیم دے۔
		۷۸۴	باب - دیکھے بغیر دل سے قرآن پڑھنا۔
		۷۸۸	باب - سواری پر قرآن کریم پڑھنا۔
		۷۸۶	باب - قرآن حفظ کرنا اور اس کو پڑھتے رہنا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَاٰلِهِمْ وَصَحْبِهِمْ اَجْمَعِينَ

